مخزن فوائد

(اردو مصطلحات، محاورات اور امثال کا ایک نادر لغت)

تالیف

نیاز علی بیگ نکہت دہلوی

مرتبہ

ڈاکٹر محمد ذاکر حسین

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

مخزن فوائد

(اردو مصطلحات، محاورات اور امثال کا ایک نادر لغت)

تالیف

نیاز علی بیگ نکہت دہلوی

مرتبہ

ڈاکٹر محمد ذاکر حسین

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

اشاعت:	۱۹۹۸ء
قیمت:	۲۰۰ روپے
غیر ممالک کے لیے:	۱۰ ڈالر

طابع وناشر: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۴

حرف آغاز

نیاز علی بیگ نکہت دہلوی کی "مخزن فوائد" ایک نایاب مطبوعہ لغت ہے۔ اس کی طباعت ۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۵ء میں ہوئی۔ اردو کی یہ دوسری فرہنگ ہے جو مصطلحات محاورات اور امثال سے بحث کرتی ہے۔ ایک خامی البتہ نظر آتی ہے کہ انھوں نے مصطلحات، محاورات اور امثال کے مابین کوئی فرق ملحوظ نہیں رکھا ہے۔ بلکہ اصطلاح (TECHNICAL TERM) کا وہ مفہوم جو ہم سمجھتے ہیں ان کی مراد وہ نہیں معلوم ہوتی۔ غالباً یہی سبب ہے کہ وہ ان سب کے درمیان کوئی امتیاز نہ کرسکے۔ اسی نوعیت کی ایک اور فرہنگ "شمس البیان فی مصطلحات الھندوستان" مؤلفہ مرزا جان طپش دہلوی ۱۲۰۷ھ / ۱۷۹۲ء وجود میں آچکی تھی حالانکہ اس کی اشاعت ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۷ء میں ہوئی۔ مگر یہ بہت مختصر لغت ہے۔ اوّل الذکر اپنی ضخامت اور کثرت الفاظ کی وجہ سے خاصی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کی عکسی نقل ہمیں انجمن ترقی اردو کراچی، پاکستان سے حاصل ہوئی۔ یہ ناقص الاوسط و ناقص الآخر ہے۔ خدابخش لائبریری نے اپنے ایک ریسرچ فیلو ڈاکٹر محمد ذاکر حسین کو اس کی تدوین پر مامور کیا۔ انھوں نے اس کی ترتیب میں اسی لائبریری میں محفوظ "لغت محاورات اردو" کے ایک قلمی نسخے سے استفادہ کیا ہے۔ اس لغت میں "مخزن فوائد" اور "دریاے لطافت" سے الفاظ ماخوذ ہیں۔

مرتب نے اس خطی نسخے سے مخزن فوائد کے گم شدہ اوراق کو فراہم کرنے کے علاوہ ک اور گ سے شروع ہونے والے الفاظ کو بھی علیحدہ کردیا ہے۔ ک اور گ کی قراۃ میں ممکن ہے کہیں سہو ہوگیا ہو۔ انھوں نے الفاظ کے معنیٰ کا بھی اضافہ کیا ہے جن کو معروف سمجھ کر مؤلف نے نظر انداز کردیا تھا۔ حتیٰ الوسع ان شواہد کو بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے جن کو تلاش کرنے میں مؤلف ناکام رہا۔ یہ شواہد متن کے

بعد بطور ضمیمہ شامل کیے گئے ہیں۔ مزید بر آں تمام الفاظ کی ایک الفبائی فہرست بھی آخر میں فراہم کر دی ہے تاکہ استفادے میں آسانی ہو۔

ہم سمجھتے ہیں مخزن فوائد کا یہ ایڈیشن مفید ثابت ہوگا۔ قارئین ہمیں آگاہ فرمائیں اگر اس میں خامیاں نظر آئیں تاکہ آئندہ ان کا ازالہ کیا جا سکے۔

حبیب الرحمٰن چغتائی
(ڈائرکٹر)

پیش گفتار

دنیا کی دوسری زبانوں کی طرح اردو زبان میں بھی لغت نویسی کی روایت قدیم زمانے سے چلی آرہی ہے، جس کا سلسلہ اب تک کی تحقیق کے مطابق خالق باری، لغات گجری اور واحد باری وغیرہ سے شروع ہو کر زمانۂ حال میں جدید علم لسانیات اور سائنٹفک اصولوں کو پیش نظر رکھ کر مرتب کی جانے والی فرہنگوں تک ملتا ہے۔ اس دوران اردو کی متعدد فرہنگیں لکھی گئیں۔ لیکن ۱۲۰۷ھ سے قبل جتنی بھی فرہنگیں مرتب کی گئیں، سب عام لغات سے بحث کرتی ہیں، مصطلحات و محاورات وغیرہ کے لئے مخصوص نہیں۔ اس سلسلہ کی اردو کی پہلی فرہنگ جو صرف مصطلحات کے لئے مختص ہو اور جس میں شعرا کے کلام سے سند دینے کا بھرپور التزام کیا گیا ہو، مرزا جان طپش دہلوی کی تالیف کردہ فرہنگ "شمس البیان فی مصطلحات الھندوستان" ہے۔ یہ ۱۲۰۷ھ / ۱۷۹۲ء میں زیور تحریر سے آراستہ ہو کر ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۷ء میں مرشد آباد سے شائع ہوئی۔

"شمس البیان" کے بعد بھی اردو کی متعدد فرہنگیں لکھی گئیں، جن میں مفتاح اللغات، عرف نام مالا (۱۲۳۶ھ)، دلیل ساطع از واصف (۱۲۴۸ھ)، نفائس اللغات از اوحدالدین بلگرامی (۱۲۵۳ھ) اور نفس اللغۃ از رشک (۱۲۵۶ھ) اہم ہیں۔ لیکن یہ چاروں فرہنگیں بھی عام لغات سے بحث کرتی ہیں، مصطلحات وغیرہ کے لئے مخصوص نہیں۔ نفائس اللغات اور نفس اللغۃ میں مفرد الفاظ کے ساتھ چند مصطلحات وغیرہ مل جاتے ہیں۔ تاہم تعداد میں کمی کے ساتھ اس کی سند میں شعرا کے کلام سے شواہد و نظائر نہیں پیش کیے گیے ہیں۔ اس کے برعکس اس دوران چند کتابیں ایسی منظر عام پر آئیں، جو براہ راست اردو لغت سے تعلق نہیں رکھتی ہیں۔ لیکن ان کے مؤلفوں نے افادۂ عام کی خاطر اپنی اپنی کتابوں میں ایک دو ابواب کو اردو مصطلحات و لغات کے لئے خاص کر دیا۔ مثلاً دریائے لطافت از انشا (۱۲۲۲ھ)، جس کے دردانہ چہارم میں مصطلحات دہلی، اور دردانہ پنجم میں مصطلحات زنان دہلی کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ "دیوان ریختی" از رنگین (۱۸۲۸ء)، جس کے آغاز میں رنگین نے چند مشکل مصطلحات و محاورات کی ایک فرہنگ شامل کر دی ہے۔ اور "رسالہ

قواعد صرف و نحو اردو" از صہبائی (۱۲۶۱ھ) جس کے دو ابواب لغات اور ضرب الامثال کے لئے خاص ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان مذکورہ کتابوں کے یہ ابواب ایک مختلف الفنون کتاب کا ایک حصہ ہیں۔ اس لئے اس میں وہ خصوصیات پیدا ہو ہی نہیں سکتیں، جو ایک لغت کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ پھر بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ باوجود اس کے ان میں ایک کمی یہ نظر آتی ہے کہ ان مؤلفوں نے کلام شعرا سے سند پیش کرنے کی روایت برقرار نہیں رکھی ہے۔

البتہ اس سلسلہ کی اردو کی دوسری فرہنگ، جو کلام شعرائے استاد کے ساتھ مصطلحات وغیرہ کے لئے مختص ہو، نیاز علی بیگ نکہت دہلوی کی تالیف "مخزن فوائد" ہے۔ یہ "شمس البیان" کے ۵۴ سال بعد یعنی جولائی ۱۸۴۵ء / ۱۲۶۱ھ میں لکھی گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ اولیت کا سہرا شمس البیان کے سر ہے اور یہ ایک اہم اور مستند رسالہ بھی ہے۔ لیکن یہ نکتہ بھی پیش نظر رہے کہ اس میں صرف مصطلحات ہی بیان کیے گیے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کی زبان فارسی ہونے کے ساتھ یہ ایک مختصر رسالہ ہے، جس میں صرف ۲۹۰ مصطلحات ہی جگہ پاسکے ہیں۔ اس کے برخلاف مخزن فوائد کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں الفاظ کی تین قسمیں — اصطلاح، محاورہ اور مثل - کی گئی ہیں ساتھ ہی اس کی زبان بھی اردو ہی ہے۔ نیز یہ ایک ضخیم فرہنگ ہے، جس میں ۱۸۵۸ اصطلاحات، ۱۱۶ محاورات، ۱۱۸ امثال اور بدون ذکر اصطلاح وغیرہ ۱۲۸ الفاظ ہیں۔ گویا ۲۲۲۰ الفاظ پر مشتمل یہ ایک ضخیم فرہنگ ہے۔ اس سے شمس البیان کے بالمقابل اس کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔

مصنف کتاب:

"مخزن فوائد" کے مصنف نیاز علی[1] بیگ نکہت شاہجہاں آباد کے رہنے والے تھے اور اپنے وقت کے ممتاز دانشوروں میں شمار ہوتے تھے۔ وہ ابتدا ہی سے ذہین اور فطین واقع ہوئے تھے اور طبیعت بچپن ہی سے شعر و سخن کی طرف مائل تھی، طبیعت کے اس رنگ کو شاہ نصیر کی شاگردی نے مزید جلا بخشی۔ شعر و شاعری میں مہارت تھی اور مضامین بھی اچھے باندھتے تھے۔ اخلاق و مروت کے عمدہ نمونہ تھے۔ مزاج میں شوخی اور ظرافت بھری ہوئی تھی۔ فراخ دل اور کشادہ دست ہونے کی وجہ سے برابر مالی دشواریوں سے دوچار رہتے تھے۔ ابھی مالی مشکلات سے ابھر نہیں پائے تھے کہ

۱۔ سعادت خاں ناصر نے اپنے تذکرہ خوش معرکہ زیبا ۲/ ۱۵۷ میں نکہت کا نام "سید نذر علی" لکھا ہے۔

دوسری مصیبت یہ پیش آئی کہ ان کا پاؤں ٹوٹ گیا اور ذریعہ معاش کا حصول ایک مسئلہ بن گیا۔ تاہم وہ مایوس نہ ہوئے اور فوراً لاہور کا قصد کیا۔ اس وقت راجہ رنجیت سنگھ کا لڑکا راجہ شیر سنگھ گدی نشین تھا۔ اس کی خدمت میں انھوں نے ایک قصیدہ پیش کیا۔ راجہ کو یہ قصیدہ کافی پسند آیا اور اس نے نکہت کا وظیفہ دربار سے جاری کر دیا۔ رفتہ رفتہ دونوں میں اتنی قربت بڑھی کہ سیر و شکار میں بھی ان کی معیت لازمی قرار دے دی گئی۔ بے فکری اور خوش حالی کا یہ دور بھی دیرپا ثابت نہ ہوا اور جس دن راجہ کے ہاتھوں نکہت کو انعام واکرام سے نوازا جاتا تھا، اسی روز راجہ کو قتل کر دیا گیا۔ داد و دہش تو کیا ملتی خود نکہت کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ چنانچہ وہ پنجاب چلے گئے اور جب یہ ہنگامہ فرو ہوا اور راجہ شیر سنگھ کا لڑکا نونہال سنگھ مسند نشین ہوا تو یہ شاہ جہاں آباد چلے گئے اور باقی عمر گوشہ نشینی میں گزار دی۔ مخزن فوائد اور سکندر نامہ ان کی یادگار ہیں[1]۔

نکہت کا تذکرہ مختلف تذکروں میں مل جاتا ہے۔ لیکن سوائے صاحب گلستان سخن کے کسی نے بھی تفصیل سے کام نہیں لیا ہے۔ اکثر نے صرف چند رسمی تعارفات پر اکتفا کیا ہے، جس سے مصنف کی زندگی کے بہت سارے گوشے پوشیدہ رہ گئے ہیں۔

نسخہ کی کیفیت:

"مخزن فوائد" آج سے ایک سو تریپن سال قبل یعنی ۱۸۴۵ء میں صرف ایک بار شائع ہوا اور جلد ہی اس کے نسخے نایاب ہو گئے۔ پھر اس کے دوبارہ اشاعت کی نوبت نہیں آئی۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر تذکرہ نویس بھی اس کتاب کے اصل نام سے واقف نہ ہو سکے۔ چہ جائیکہ اس کی تفصیل فراہم کرتے۔ یہ مطبوعہ نسخہ بہت دنوں تک اصحاب علم کی نظروں سے اوجھل رہا۔ اور جب ۱۹۵۴ء کے معاصر حصہ ۵ میں عندلیب شادانی مرحوم نے اس کا تعارف کرایا تو لوگوں کی نگاہیں اس طرف منعطف ہوئیں اور اس کتاب کی اہمیت وافادیت کا اندازہ ہوا۔ شادانی صاحب کے پیش نظر جو نسخہ تھا، اس کے متعلق وہ تحریر فرماتے ہیں:

"جو نسخہ اس وقت میرے پیش نظر ہے، وہ کسی زمانے میں فورٹ ولیم کالج کلکتہ

۱۔ عمدہ منتخبہ ص ۹۷۷، گلدستہ نازنیناں ص ۷ ۳، سخن شعرا ص ۵۳۲، گلستان سخن ۲/۸ ۳۳، خوش معرکہ زیبا ۲/۱۵۷

کی ملکیت تھا۔ یہ نسخہ ابتدا سے انتہا تک مکمل ہے۔ لیکن اس میں سرورق موجود نہیں۔ البتہ خاتمہ پر اہل مطبع کی طرف سے چند سطروں کا اضافہ کیا گیا ہے، جس سے مطبع کا نام اور سنِ طباعت وغیرہ معلوم ہو جاتا ہے:

کتاب مخزن فوائد مشتمل اوپر اصطلاحات اور محاورات اور مثلوں زبان اردو کے مع اشعار و نظائر شعرائے نامی ہند تصنیف سر آمد شعرائے عالی فطرت، مرزا نیاز علی بیگ نکہت تخلص بموجب ارشاد منبع الالقاب پرنسپل مدارس دہلی دام اقبالہم مطبع دارالسلام میں جو مکان منشی نورالدین احمد واقع محلہ پیپل مہادیو گذر شہر شاہجہاں آباد میں ہے باہتمام عنایت حسین بانی مطبع چھاپہ کی گئی ماہ جولائی ۱۸۴۵ء"

اسی مطبوعہ نسخہ کے خاتمہ پر نکہت کے طبع زاد سترہ اشعار کا ایک قطعہ درج تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نورالدین احمد جو کمشنر دہلی کے میر منشی تھے، ان کی اعانت و دلچسپی سے مخزن فوائد کی طباعت عمل میں آئی۔

الحق ہیں حق شناس وحق آگاہ وحق بنوش	ہاں نور دیں احمد مرسل ہے ان کا نام
دہلی کا جو اجنٹ و کمشنر ہے فخر جم	وہ میر منشی اس کے ہیں ذی لطف والکرام
دائم ہو ان کا منصرم کار کردگار	تائید سے انھوں کی ہوا یہ خوش انصرام

اور آخری شعر، جس سے کتاب کا سال تصنیف برآمد ہوتا ہے۔ یہ ہے۔

ملہم نے دی صدا ز سرِ وجد غیب سے	تازہ بہار خلد ہے تاریخ اختتام

"تازہ بہار خلد" سے ۱۲۵۵ کے اعداد نکلتے ہیں اور "سر وجد" یعنی "و" کے چھ ملانے سے ۱۲۶۱ نکلتا ہے۔ اور یہی مخزن فوائد کا سال تصنیف وطباعت ہے۔

نسخہ شادانی کا باوجود تلاش بسیار کے اب تک کوئی سراغ نہیں مل سکا ہے خود انھوں نے بھی اس کی کوئی نشاندہی نہیں کی ہے۔ بہر کیف میں نے اس کتاب کی تدوین وترتیب میں جن دو نسخوں سے مدد لی ہے۔ ان میں سے ایک انجمن ترقی اردو کراچی، پاکستان کی ملکیت ہے۔ اس نسخہ کا زیراکس میرے پیش نظر ہے۔ ۳۴۰ صفحات پر مشتمل اس نسخہ میں سرورق نہیں ہے۔ ساتھ ہی یہ ایک نامکمل نسخہ ہے، جس کے صفحات ۱۰۴ تا ۱۰۷ اور ۱۳۹ کے بعد ایک دوورق غائب ہیں نیز لفظ "ہ"

کے درمیان سے آخر تک کے بقیہ صفحات بھی غائب ہیں۔

دوسرا نسخہ "لغت محاورات اردو" کے نام سے خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ میں محفوظ ہے۔ لیکن یہ صرف "مخزن فوائد" کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ جامع کتاب نے "دریائے لطافت" اور "محاورہ زنان" وغیرہ سے بھی الفاظ کی جمع آوری کا کام کیا ہے اور ان تینوں میں تفریق پیدا کرنے کے لئے انھوں نے الفاظ کی توضیح و تشریح کے بعد "از مخزن فوائد"، "از دریائے لطافت" اور "در محاورہ زنان" کے ذریعہ اس کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جس سے ہر ایک کی شناخت آسان ہو گئی ہے۔

گرچہ یہ "مخزن فوائد" کا مکمل نسخہ نہیں ہے، تاہم اس کا بڑا حصہ اس میں آگیا ہے۔ اور اسی کی مدد سے ان صفحات کی تکمیل کی گئی ہے، جو نسخہ کراچی سے غائب تھے۔ اس نسخہ کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں اصطلاح، محاورہ اور مثل وغیرہ درج نہیں کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پیش نظر کتاب میں جن مقامات پر نسخہ خدا بخش سے استفادہ کیا گیا ہے۔ وہاں ص (= اصطلاح)، ح (= محاورہ)، ث (= مثل) کا اہتمام نہیں ملے گا۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ دونوں نسخوں کی شناخت اس مذکورہ کتاب میں بآسانی ہو جائیگی۔

نسخہ خدا بخش کے سلسلے میں ایک بات اور عرض کرنی ہے کہ یہ نامکمل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مختصر نسخہ ہے۔ مؤلف نے اپنی صواب دید کے مطابق جسے چاہا نقل کیا اور جسے چاہا ترک کر دیا۔ چنانچہ دونوں نسخوں کے تقابلی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ نسخہ خدا بخش میں ایک لفظ کے بعد کئی کئی الفاظ ترک کر دیے گئے ہیں۔ نیز "ی" کا تھوڑا حصہ ہی اس میں آسکا ہے، موجودہ کتاب میں "ہ" کا بقیہ اور "ی" کا مکمل حصہ اسی سے اخذ کیا گیا ہے۔

طریق تالیف:

نسخہ کراچی کے سترہ سطر پر مشتمل مؤلف کے دیباچہ سے واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے اس کی تالیف مسٹر بوترس کی فرمائش پر کی۔ نیز انھوں نے اس کی بھی وضاحت کی ہے کہ اس لغت کو "الف" تا "یا" اٹھائیس ابواب پر منقسم کیا گیا ہے۔ اس کی تالیف میں مؤلف کا طریق کار یہ رہا ہے کہ اولاً وہ اصطلاح، محاورہ اور مثل کو جلی حروف میں لکھتے ہیں، پھر الفاظ دیتے ہیں، پھر اس کی توضیح و

تشریح اور اس کے بعد "بقول انشا" وغیرہ سے اس کی سند میں اشعار نقل کرتے ہیں۔ بطور نمونہ ایک مثال ملاحظہ ہو:

اصطلاح الف اللہ یعنی اللہ واحد ہے اور نہیں شریک اس کا کوئی۔ یہ اصطلاح آزاد فقیروں کی ہے کہ وہ ماتھے پر اپنے ایک الف سیاہ کھینچتے ہیں واسطے نشانی کے۔

بقول منیر

خیال سروقد میں کب دل گرلو اور میں ہوں — کہ میں آزاد ہوں بس ہے الف اللہ اور میں ہوں

بقول انشا

ماتھے پہ مرے خط الف اللہ کا کھینچو، سونپو مجھے بستر
تم ہو نہ گرو پیر یہ بندہ ہی ہو چیلا، جی سے کرے خدمت

لیکن مصنف کے اس طریق تالیف کو موجودہ تدوین میں برقرار نہیں رکھا گیا ہے بلکہ جدید علم لغت کے اصول کی پابندی کرتے ہوئے اس کی ترتیب بدل دی گئی ہے۔ مثلاً مذکورہ بالا نمونہ کو موجودہ تدوین میں یوں لکھا گیا ہے:

اَلِف اللہ (ص) = اللہ واحد ہے، اور نہیں شریک اس کا کوئی، یہ اصطلاح آزاد فقیروں کی ہے کہ وہ ماتھے پر اپنے ایک الف سیاہ کھینچتے ہیں واسطے نشانی کے:

خیال سروقد میں کب دل گرلو اور میں ہوں — کہ میں آزاد ہوں بس ہے الف اللہ اور میں ہوں (منیر)

ماتھے پہ مرے خط الف اللہ کا کھینچو، سونپو مجھے بستر
تم ہو نہ گرو پیر یہ بندہ ہی ہو چیلا جی سے کرے خدمت (انشا)

یعنی مصنف کے درج کردہ اصطلاح، محاورہ اور مثل کے لئے بالترتیب ص، ح اور ث کا لفظ وضع کیا گیا ہے اور الفاظ کے بعد قوسین میں اس کو درج کیا گیا ہے۔ نیز الفاظ کی تشریح سے قبل "یعنی" اور اس کے بعد "بقول......" وغیرہ کو ختم کر شعر کے سامنے قوسین میں شاعر کا نام لکھا گیا ہے۔

مخزن فوائد کے مآخذ:

نکہت نے اس کتاب کی تالیف میں کن مآخذ سے استفادہ کیا ہے؟ خود انہوں نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ حالانکہ "مخزن فوائد" کی تالیف سے قبل اردو کی متعدد فرہنگیں مرتب کی

جاچکی تھیں۔ اس لئے اگر یہ گمان کیا جائے کہ انھوں نے ان سب سے استفادہ کیا ہوگا، تو میرے خیال سے بے جانہ ہوگا۔ خاص طور سے الفاظ کی جمع آوری اور معانی کے تعین اور اس کی توضیح میں بڑی حد تک ان سے استفادہ کیا جاسکتا تھا۔ لیکن جب مخزن فوائد کا ان لغات سے تقابلی مطالعہ کیا جاتا ہے تو واضح ہوتا ہے کہ رنگین کے "دیوان ریختی" کے علاوہ مصنف کے پیش نظر کوئی اور ماخذ نہیں تھا۔ الغرض الفاظ کی تلاش، معانی کا تعین اور اسناد کی دریافت خود انھیں ہی کرنی تھی اور انھوں نے کیا بھی۔ مزید وضاحت کے لئے ذیل میں "مخزن فوائد" کا ان لغات سے تقابلی مطالعہ پیش کیا جارہا ہے، جو صرف مصطلحات و محاورات وغیرہ سے بحث کرتے ہیں۔ تاکہ ان مطالعات کی روشنی میں یہ واضح ہوسکے کہ مصنف کے پیش نظر کون کون سا ماخذ تھا۔

اس ضمن میں سب سے پہلا نام جو سامنے آتا ہے وہ "شمس البیان" کا آتا ہے، جس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ اردو کی پہلی فرہنگ ہے جو مصطلحات وغیرہ کے لئے مخصوص ہے نیز مصنف نے ہر ایک کی مثال شعرا کے کلام سے دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ چونکہ اس کی تالیف مخزن فوائد سے ۵۴ سال قبل ہوچکی تھی۔ اس لئے اس سے استفادہ کی بہت حد تک گنجائش نظر آتی ہے۔ لیکن دونوں کا تقابلی مطالعہ اس عام خیال کو مسترد کردیتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مصنف کو یا تو اس کے بارے میں معلوم نہ تھا یا وہ اس کا کوئی نسخہ مہیا نہیں کرپائے ہوں گے۔ کیونکہ دونوں فرہنگوں میں بہت سی اصطلاحات مشترک ہیں۔ لیکن دونوں نے سند میں الگ الگ شعر نقل کیا ہے۔ مثلاً:

شمس البیان	مخزن فوائد
پانی پی پی کوسنا = کنایہ از کثرت بددعاست کہ در ہیچ حال فوت نکند۔ مرزا علی نقی محشر کا شعر	پانی پی پی کوسنا = جلے دل کو ٹھنڈا کر کر کے اور دم لے لے کر بددعائیں دیتے ہیں۔ رنگین اور جرأت کے شعر۔
ننگے چنے = کنایہ از غلبہ سکر کہ نہایت بیہوشی آرد و مجازاً در محل مسخ شدن نیز مستعمل۔ شرف الدین مضمون کا شعر	ننگے چنے = دیوانہ اور مجنون اور سودائی ہوگیا۔ ظفر، نصیر، معروف اور رنگین کے اشعار

اس کے علاوہ بعض مصطلحات کے معنوی تعین میں بھی دونوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ مثلاً

ہاتھ اٹھانا ایک چیز سے = دست بردار شدن از امریست۔ مصطفیٰ خاں کا شعر	ہاتھ اٹھایا = اول فاتحہ پڑھنے کے معنی ہیں دوسرے ترک دنیا کے ہیں یعنی دست بردار ہوا۔ میر اور نکہت کے اشعار

نیز بہت سے مصطلحات ایسے بھی ہیں، جو شمس البیان میں تو موجود ہیں لیکن مخزن فوائد سے غائب ہیں مثلاً آش، آش پکانی، اود حیڑ بنا، اود حیڑبن، آنکھوں میں آنا، بک لگنی، بک بک، بسرام لیناوغیرہ۔اس کے برعکس دو چار مصطلحات ایسے بھی نظر آتے ہیں، جس کی سند میں دونوں نے ایک ہی شعر نقل کیا ہے۔ میرے خیال سے یہ ایک اتفاقی امر ہے اور ایسا اکثر کے یہاں پایا جاتا ہے۔اس لئے اسے بطور ثبوت پیش نہیں کیا جاسکتا چنانچہ میری رائے میں مخزن فوائد کی تالیف کے وقت مصنف کے پیش نظر شمس البیان نہیں تھا۔

انشا کی کتاب "دریائے لطافت" بھی مخزن فوائد سے ۳۷ سال قبل یعنی ۱۲۲۲ھ / ۱۸۰۸ء میں مرتب ہوئی۔ جس کے دروانہ چہارم اور دروانہ پنجم میں بالترتیب مصطلحات دہلی اور مصطلحات زنان دہلی کو شامل کیا گیا ہے۔ اندازہ تھا کہ یہ کتاب بھی نکہت کے ماخذ میں ہونی چاہئے۔ لیکن دونوں کا تقابلی موازنہ اس اندازے کو غلط ثابت کرتا ہے۔ ایک دو مثالوں سے اس کی وضاحت ہو جائے گی:

دریائے لطافت (مترجمہ برجموہن دتاتریہ کیفی)	مخزن فوائد
آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ = ایک بات کا دعوی کرے مگر اس سے مناسبت نہ ہو (ص ۱۰۵)	نادان محض ہیں اور دعوی ہمہ دانی کا ہے۔
جی چراتا ہوں = اس کام سے پرہیز کرتا ہوں (ص ۱۰۵)	پہلو تہی کیا اور کنارہ کش ہوا اور دوسرے معنی دزدی کرنے کے ہیں۔
گھر کی مرغی دال برابر = یہ فقرہ اس مقام پر بولتے ہیں جب کوئی اپنے بیٹے یا عزیز یا دوست یا وفادار غلام یا لائق ملازم کی قدر نہیں کرتا اور دوسروں کی تعریفیں کرتا ہے اور روپیہ خرچ کر کے ان سے کام لیتا ہے۔ (ص ۱۰۶)	جو شخص کہ بدوضع اور قماش میں ہوتا ہے اس کو اپنی بیوی سے رغبت نہیں ہوتی اور لذت نہیں اٹھتی۔

رنگین کا "دیوان ریختی" بھی ان کتابوں میں ہے، جس کی تالیف مخزن فوائد سے ۱۷ سال قبل یعنی ۱۸۲۸ء میں عمل میں آئی۔ دونوں کتابوں کے تقابلی مطالعے کے بعد ایسے شواہد ملتے ہیں، جس کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ نگہت نے اس "دیوان" سے استفادہ کیا ہے۔ کیوں کہ اس "دیوان ریختی" کے "فرہنگ الفاظ" کے سارے کے سارے الفاظ مخزن فوائد میں موجود ہیں۔ نیز بعض الفاظ کی تشریح و توضیح میں دونوں کی عبارتوں میں اتنی مشابہت اور یکسانیت پائی جاتی ہے کہ رنگین کی عبارت اصل اور نگہت کی نقل معلوم ہوتی ہے۔ ساتھ ہی جو اشعار نقل کیے گیے وہ رنگین ہی کے ہیں۔ بطور نمونہ دو مثالیں ملاحظہ ہوں:

دیوان ریختی	مخزن فوائد
باجی = اس کو کہتے ہیں کہ جو چھوٹے سن میں جنتی ہے تو اس کو اس کی بیٹی اگر ماں کہے تو شایان شان نہیں۔ پس وہ باجی کہتی ہے۔ غرض یہ لفظ ترکی ہے کہ باجی بہن کو کہتے ہیں۔ (دیوان رنگین، انشاء ص ۵)	اس کو کہتے ہیں کہ جو عورت چھوٹی عمر میں صاحب اولاد ہوتی ہے اگر اس کی بیٹی یا بیٹا اسے ماں کہے تو پھبتا نہیں اور یہ خوف ہوتا ہے کہ نظر نہ لگے وہ لاڈ سے باجی کہتے ہیں۔ یہ لفظ ترکی کا ہے کہ ترکی زبان میں چھوٹی بہن کو باجی کہتے ہیں۔
گوئیاں = اصطلاح پورب کی ہے۔ یہ لفظ اگرچہ اردو میں ٹکسال باہر ہے اور بیگمات کے نزدیک بھی معیوب ہے۔ لیکن حال میں از رہ تمسخر کے اکثروں کی زبان پر آجاتا ہے۔ مگر ان سب باتوں سے مراد یہ ہے کہ اکثر باہم چپٹی کھیلنے والیوں کے یہ رشتہ ہوتے ہیں (ایضاً ص ۴)	یہ اصطلاح پورب والوں کی ہے۔ اگرچہ محاورے میں بیگمات کے نہیں، اس واسطے یہ لفظ ٹکسال سے باہر ہے اور بیگمات قلعہ معلی شاہجہاں آباد کے نزدیک معیوب ہے، لیکن اب ہنسی کی راہ سے اکثروں کی زبان پر آجاتا ہے۔ البتہ وہ باعث سند کا باہر والوں کے ہے۔ مگر اس نام سے مراد یہ ہے کہ اکثر آپس میں چپٹی کھیلنے والیوں کے ایسے رشتے ہوتے ہیں۔

اب رہا امام بخش صہبائی (م ۱۸۵۷ء) کا "رسالہ قواعد صرف و نحو" جس کا ایک باب "لغات" اور ایک باب "ضرب الامثال" کے لئے مختص ہے، تو چونکہ مخزن فوائد اور اس کا سال

تصنیف و طباعت ایک ہی ہے۔ اس لئے اس سے استفادہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے۔ البتہ دونوں کتابوں میں قدرے مشترک جو چیز ہے وہ یہ کہ یہ دونوں مسٹر بورتس کی فرمائش پر لکھی گئیں۔

ان مطالعات کی روشنی میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ نکہت نے سوائے رنگین کے "دیوان ریختی" کے کسی اور ماخذ سے استفادہ نہیں کیا ہے۔ البتہ شعرا کے دواوین / کلیات ضرور ان کے مطالعہ میں رہے ہوں گے۔ انھوں نے بطور سند جن شاعروں کو شامل کیا ہے۔ وہ ہیں:

آبرو، آخر، آشنا، آشفتہ، آفتاب، خان آرزو، اثر، احمد، افسوس، امیر، امین، انشا، احمدی، اسد، امیر خسرو، بیدم، بقا، بیتاب، بیدار، بے جان، بیخم، بہار، بیدار پاکباز، تجل، تسکین، تمکین، تاباں، تسلی، ترساں، شاہ جہاندار، جرأت، جلیس، حسرت، حسن، حفیظ، حشمت، حقیقت، حیف، حیرت، شاہ حاتم، حیراں، حقیر، خواجہ حسن، خادم، درد، درد مند، ذوق (الف خاں)، ذوق، ذوقی، رضا، رفعت، رنگین، رفاقت، رقت، رند، رافت، زار، زکی، سرور، سرور، سائل، سوز، سودا، سبقت، سلطان، سید، سجاد، سعادت، شور، شوق، شیفتہ، شاعر، شیدا، شوکت، شہیدی، شاہ صنعت، صادق، صلاح، ضیا، طاہر، طپش، ظفر، عشق، عاصی، عظیم، عشرت، عاقل، غالب، غضنفر، غیرت، فرحت، فراق، فدوی، فریفتہ، قائم، قسمت، قدرت، قلندر، قوت، قیس، قاسم، قاصر، کامل، کرم، کمال، کفایت، گویا، محب، مصحفی، معروف، مہر، منیر، میر، مومن، منعم، ممنون، مسرور، محبت، مظفر، مختفر، محشر، مقتول، مشتاق، محنت، منشی، مہدی، محزون، معین، مجبور، نثار، ناسخ، نعیم، شاہ نصیر، نکہت، نوا، ندیم، ناصح، نیاز، نہاں، والا، وحدت، وال، وسعت، واقف، ہوس، ہمت، ہدایت، ہمدم، یقین وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ اتنے شاعروں کے اشعار موقع محل کی مناسبت سے زبان زد ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اس کے لئے مصنف کو ضرور ان کے دواوین کا مطالعہ کرنا پڑا ہو گا۔

مخزن فوائد بحیثیت ماخذ:

"شمس البیان" کی طرح "مخزن فوائد" بھی برابر ماخذ میں شمار ہوتا رہا ہے اور بعد کے لغت نگاروں نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا بھی ہے۔ جس کے شواہد موجود ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ استفادہ کرنے والوں نے دیدہ و دانستہ اس کا اعتراف نہیں کیا۔ کیوں کہ انھیں اس بات کا خوف تھا کہ "لڑکپن سے علم زبان اور تدوین لغات کا جو عشق" ان کے سر سوار تھا، کہیں اس کی قلعی نہ کھل

جائے۔ان حضرات کی اس علمی خیانت سے برسوں علمی دنیاایک اہم ماخذ سے محروم رہی۔

مخزن فوائد کے بعد ویسے تو متعدد اردو لغات لکھے گئے۔ لیکن ان میں جو سب سے زیادہ مشہور ہوئے اور جنھیں بطور ماخذ آج بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ان میں فرہنگ آصفیہ از سید احمد دہلوی (۱۸۹۲ء)،امیر اللغات از امیر مینائی (۱۸۹۱ء)،نور اللغات از نور الحسن نیر کاکوروی (۱۹۱۷ء)اور مہذب اللغات از مہذب لکھنوی (۱۹۶۰) ہیں۔ان میں صاحب مہذب اللغات کے علاوہ کسی نے بھی اپنے ماخذ کا ذکر نہیں کیا ہے۔امیر اللغات اور نور اللغات پر تو خود صاحب فرہنگ آصفیہ نے سرقہ کاالزام لگایا ہے۔اب رہافرہنگ آصفیہ تواس کاتقابلی مطالعہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے،تاکہ اس کی حقیقت بھی کھل کر سامنے آجائے۔

"فرہنگ آصفیہ" کی تالیف "مخزن فوائد" کے ۴۷ سال بعد یعنی ۱۸۹۲ء میں ہوئی گرچہ اس پر کام ۱۸۷۸ء سے قبل ہی شروع ہو چکا تھا۔ لیکن بزعم مصنف "چند موانعات" کی وجہ سے اس میں تاخیر ہوتی چلی گئی۔الغرض اس فرہنگ کا شمار ابتدا ہی سے اردو کے معتبر و مستند ماخذ میں ہوتا چلا آرہا ہے۔ جس کی ماخذیت آج بھی برقرار ہے۔ لیکن اس کا سب سے تاریک پہلو، جس کی طرف ابھی تک اہل علم کی نگاہیں منعطف نہیں ہوئی ہیں، یہ ہے کہ اس فرہنگ کی تالیف میں نیاز علی بیگ نکہت کے مخزن فوائد سے نقل کی حد تک استفادہ کیا گیا ہے۔ ہوناتو یہ چاہئے تھا کہ مصنف اپنی علمی دیانتداری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے دیباچہ میں اس اہم ماخذ کا تذکرہ ضرور کرتے تاکہ علمی دنیا ایک اہم ماخذ سے روشناس ہو جاتی۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس کے برخلاف ایک نیاہی راگ الاپا کہ:

> "ایک کشمیری دشمن دوست نمانے ہمارا اطباع لغات کی غرض سے امانتی رکھا ہوا اکھٹا تین ہزار روپیہ غصب کرلیا...... آتش زدگی نے ہمارادل جلایا۔ تصنیف کے ڈاکوؤں نے ہماری تصنیف پر ہاتھ مارا اور دن دہاڑے ڈاکہ ڈالا...... بعض نامی گرامی شاعروں، عربی فارسی کے ماہروں، فن لغت سے ناآشناؤں نے ارمغان دہلی کا چربہ اتار کر لغت تراشی پر کمر باندھی...... جس طرح جامع امیر اللغات نے ارمغان دہلی مطبوعہ ۱۸۷۸ء میں لفظ "آنکھ" لے کراس کے مشتقات اور معانی کی ہو بہو نقل بطور

نمونہ چھاپی تھی۔ اسی طرح مؤلف نوراللغات نے بھی ان کی پیروی کر کے سنہ اشاعت سے پورے تین قرن بعد فرہنگ آصفیہ سے لفظ "بات" اور اس کے مشتقات کی ہو بہو نقل بطور نمونہ شائع فرمائی۔[1]"

اس قسم کے الزامات کے پس پردہ مصنف کی یہ حکمت عملی کارفرما تھی کہ وہ خود ان الزامات سے بری ہو جائیں جو وہ دوسروں پر لگائے ہیں۔ ڈاکٹر حامد حسن قادری نے مصنف کے ان الزامات کا تجزیہ کرتے وقت دوٹوک باتیں لکھی ہیں:

"یہ بڑا سخت اعتراض ہے۔ حضرت امیر مینائی اور مولوی نورالحسن نیر کاکوروی ایسے آدمی نہ تھے کہ کسی کی کتاب ہو بہو نقل کر کے اپنے نام سے چھپوا دیں۔ ہمارے سامنے فرہنگ آصفیہ، امیر اللغات اور نوراللغات تینوں موجود ہیں۔ اور ہم نے لفظ آنکھ اور لفظ بات کو ان میں پڑھا ہے۔ بات یہ ہے کہ الفاظ اور محاورات کسی خاص مصنف کی ملکیت نہیں ہوتے۔ ہر شخص ان کو تلاش کر سکتا ہے۔ البتہ پہلی مرتبہ جمع کر کے مرتب کر دینا مؤلف کا کارنامہ ہوتا ہے۔ لیکن لغات کی تشریح اور سند کے اشعار بلا شبہ جامع و مؤلف کی ملکیت ہوتے ہیں۔ ان کی ہو بہو نقل بے شک سرقہ اور قابل الزام ہے۔[2]"

قادری صاحب کے مذکورہ بالا تجزیہ سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

۱۔ پہلی مرتبہ الفاظ و محاورات کی جمع آوری مؤلف کا کارنامہ کہلاتا ہے۔

۲۔ لغات کی تشریح اور سند کے اشعار بلا شبہ جامع اور مؤلف کی ملکیت ہوتے ہیں۔

۳۔ لغات کی تشریح اور سند کے اشعار کی ہو بہو نقل بے شک سرقہ اور الزام کے زمرے میں آتی ہے۔

اس کی روشنی میں اگر مخزن فوائد اور فرہنگ آصفیہ کے تقابلی مطالعہ کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو اس کو چار اقسام میں منقسم کرنا پڑے گا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ فرہنگ آصفیہ۔ دیباچہ

۲۔ داستان تاریخ اردو ص ۶۰۳

اول- تشریحات اور اسناد میں مطابقت:

ان دونوں فرہنگوں کے تقابلی مطالعہ کے دوران جو چیز سب سے زیادہ کھٹکتی ہے وہ یہ کہ ان دونوں لغات میں ایسے الفاظ کثیر تعداد میں ہیں، جن کی تشریحات و توضیحات اور ان کے شواہد و نظائر میں اس حد تک مطابقت پائی جاتی ہے کہ اول لحہ میں معلوم ہوتا ہے دونوں ایک ہی لغت کے دو ایڈیشن ہیں۔ جب کہ ان دونوں کے درمیان ۳۳ سال کا ایک لمبا عرصہ حائل ہے۔ کیوں کہ "مخزن فوائد" (۱۸۴۵ء) کی طباعت کے ۳۳ سال بعد یعنی ۱۸۷۸ء میں صاحب فرہنگ آصفیہ نے اس پر کام کرنا شروع کیا تھا، جس کا نتیجہ ۱۸۹۲ء میں فرہنگ آصفیہ کے نام سے سامنے آیا۔ گویا مخزن فوائد کو فرہنگ آصفیہ پر تقدم زمانی حاصل ہے۔ اس زمانی فرق کو مد نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو فرہنگ آصفیہ ہی شک و شبہ کے گھیرے میں آتی ہے۔ یہ درست ہے کہ الفاظ اور محاورات کسی خاص مصنف کی ملکیت نہیں ہوتے بلکہ اسے ہر شخص تلاش کر سکتا ہے البتہ لغات کی تشریح اور سند کے اشعار بلاشبہ جامع و مؤلف کی ملکیت ہوتے ہیں، ان کی ہو بہو نقل بے شک سرقہ اور قابل الزام ہے۔ اور صاحب فرہنگ آصفیہ بلاریب اس کے مرتکب ہوئے ہیں۔ یہ صرف قیاسی باتیں نہیں ہیں بلکہ اس کے شواہد و نظائر موجود ہیں۔ مثلاً:

مخزن فوائد	فرہنگ آصفیہ
پارے کی دیوار = وہ دیوار کہ جو بے گارے اور چونے فقط سنگ و خشت سے چنی جائے۔ معروف اور خود اپنا شعر۔	وہ دیوار جو گارے اور چونے کے بغیر صرف پتھروں سے چنی جائے۔ صرف معروف کا شعر۔
پتھر تلے کا ہاتھ = عالم مجبوری اور بے اختیاری اور ناچاری اور بے بسی۔ درد، جرأت، شاہ نصیر، عظیم، اور خود مصنف کے اشعار۔	مجبوری اور بے اختیاری کا عالم، ناچاری، بے بسی۔ درد اور جرأت کے اشعار۔
کنویں کی مٹی کنویں کو لگتی ہے = جس قدر آمد ہوتی ہے اتنا ہی خرچ ہوتا ہے۔ شاہ نصیر کا شعر۔	جس قدر آمدنی ہوتی ہے اسی قدر خرچ ہوتا ہے۔ شاہ نصیر کا شعر۔

کانا ٹوبد حو نفر= عیب میں عیب۔ رنگین کا شعر۔

عیب میں عیب...... رنگین کا شعر۔

کاکلود = فرط الفت کا تقاضا اور بیقراری محبت سے ناچار ہونا۔ رنگین کا شعر۔

...... فرط الفت کا تقاضا۔ رنگین کا شعر۔

کڑھنا پچنا= غمگین و آزردہ دل ہونا اور یاد کرنا اور جدائی میں رونا۔ انشا کا شعر۔

غمگین اور آزردہ خاطر ہونا، یاد کرنا، جدائی میں رونا۔ انشا کا شعر۔

کس حساب میں ہے= دائرہ حساب سے خارج ہے۔ محو کا شعر۔

......دائرہ حساب سے خارج ہے۔ محو کا شعر۔

کانٹے بوئے= کار زشت و زبوں اور گناہ عظیم کیا۔ معروف کا شعر۔

...... کار زشت و زبوں اور گناہ عظیم کرنا۔ معروف کا بھی شعر۔

کھلے بازار= سر بازار اور بے خوف و اندیشہ۔ معروف کا شعر۔

سر بازار، بے خوف و خطر۔ معروف کا شعر۔

کس کس دکھ کو جھیلا ہے= طرح طرح کے درد و غم اٹھائے ہیں...... رنگین کا شعر۔

طرح طرح کے درد و غم اٹھائے۔ رنگین کا شعر۔

کنوٹھا= بغل، کنار، آغوش اور بر اور پہلو۔ رنگین کا شعر۔

بغل، کنار، آغوش اور بر اور پہلو۔ رنگین کا شعر۔

کمر مار کر چلنا= کمری ہو جانا گھوڑے کا بار گراں سے...... معروف کا شعر۔

گھوڑے کا بار گراں کے سبب کمری ہو جانا...... معروف کا شعر۔

کمر مارے= صف لشکر کے درمیان حملہ اور حربہ کیا...... معروف کا شعر۔

صف لشکر کے درمیاں حملہ اور حربہ کرنا...... معروف کا شعر۔

کون پرائی آگ میں گرتا ہے= کوئی کسی کے عوض جان شیریں کو تلخ نہیں کرتا اور شریک رنج و بلا اور مصیبت نہیں ہوتا۔ معروف کا شعر۔

...... کوئی شخص کسی کے عوض جان شیریں کو تلخ نہیں کرتا اور شریک رنج و بلا و مصیبت نہیں ہوتا۔ معروف کا شعر۔

کھٹے پیالے کو جی چاہتا ہے= مباشرت کی رغبت

مباشرت اور مجامعت کی خواہش کرنا...... رنگین

اور خواہش ہے۔ رنگین کا شعر۔

کا شعر۔

کہاں سر پھوڑوں = کیا کروں اور کدھر جاؤں، کچھ تدبیر بن نہیں آتی ہے، عالم مجبوری ولاچاری ہے۔ معروف کا شعر۔

...... کیا کروں اور کہاں جاؤں، کچھ تدبیر بن نہیں آتی، عالم مجبوری اور امر ناچاری ہے۔ معروف کا شعر۔

کلا توڑ ہیں = برابر کے بھائی ہیں کسی بات میں اور ذات میں کم نہیں ہیں اور زبردست بھی ہیں۔ مؤلف کا اپنا شعر۔

برابر کا بھائی جو کسی بات اور ذات بلکہ زور قوت میں بھی کم نہ ہو۔ صاحب مخزن فوائد کا شعر۔

کس قطار میں ہے = کچھ قدر و منزلت اور توقیر و عزت نہیں رکھتا۔ مصحفی کا شعر۔

...... کچھ قدر و منزلت اور توقیر و عزت نہیں رکھتا۔ مصحفی کا شعر۔

کیا چلے = کچھ قابو اور ذرا اختیار نہیں ہے۔ عالم مجبوری اور باعث لاچاری ہے۔ مصحفی کا شعر۔

کچھ قابو اور ذرا اختیار نہیں ہے۔ عالم مجبوری اور باعث ناچاری ہے۔ مصحفی کا شعر۔

کوئی تقدیر کے لکھے کو نہیں مٹا سکتا = کسی کی تدبیر سے سرنوشت تقدیر دگرگوں نہیں ہوتی۔ انشا اور مؤلف کے شعر۔

کسی کی تدبیر سے سرنوشت تقدیر دگرگوں نہیں ہوتی۔ انشا اور صاحب مخزن فوائد کے شعر۔

کھوٹی راہ کرنی = عداوت سے بروقت روک رکھنا اور بے محل رخصت کرنا اور باز رہنا صلح سے اور بگاڑنا بنی بات کو۔ جرأت کا شعر۔

عداوت کے باعث بروقت روک رکھنا یا بے محل رخصت کرنا، صلح یا کام سے باز رکھنا، بنی بات کو بگاڑنا۔ جرأت کا شعر۔

گیہوں کی بال نہیں دیکھی = نادان اور ناواقف کار ہے کہ گھر سے باہر قدم نہیں نکالا۔ مؤلف کا اپنا شعر۔

...... نہایت نادان اور ناواقف کار ہے کہ اس نے گھر سے باہر قدم نہیں نکالا۔ صاحب مخزن فوائد کا شعر۔

گونگے کا خواب = جس چیز کو آدمی دیکھے اور زبان سے کہہ نہ سکے۔ مؤلف کا اپنا اور جرأت کا شعر۔

وہ بات جسے آدمی دیکھے زبان سے کچھ نہ کہہ سکے۔ جرأت اور صاحب مخزن فوائد کے شعر۔

میں

گہری سانس بھرنی = دم سرد کھینچنا اور دیر دیر میں سانس لینی۔ انشا کا شعر۔	...... دم سرد کھینچنا، دیر دیر میں سانس لینا۔ انشا کا شعر۔
گھر بیٹھے پیر دوڑانا = از روئے سحر و جادو کسی کو اپنے گھر طلب کرنا۔ رنگین کا شعر۔	...... سحر و جادو کے زور سے کسی کو اپنے گھر بلوانا۔ رنگین کا شعر۔
لال پردہ = وہ پردہ کہ در دولت خاص شاہی پر آویختہ رہتا ہے۔ مؤلف اور آتش کے اشعار۔	وہ سرخ پردہ جو خاص شاہی در دولت پر آویزاں رہتا ہے۔ نکہت اور آتش کے اشعار۔
لاکھ سر کا کیوں نہ ہو = زبردست، قوی ہیکل، فولاد بازو، پر زور، دلیر، شجاع اور زردار کیوں نہ ہو۔ آتش کا شعر۔	بہت بڑا زبردست، قوی ہیکل، فولاد بازو، پر زور، دلیر، شجاع، زردار ...... آتش کا شعر۔
لگا بندھا = ملازم قدیم، محکوم، مطیع و فرمانبردار۔ مؤلف و میر کے اشعار۔	ملازم قدیم، محکوم، مطیع، فرماں بردار ...... نکہت اور میر کے شعر۔
لہو لگا کر شہیدوں میں ملے = بے سبب اور بے وجہ اپنے کو خرابی میں ڈالا۔ رنگین، مؤلف، شاہ نصیر اور ذوق کے شعر۔	...... بے سبب اور بلاوجہ اپنے کو خرابی میں ڈالنا۔ رنگین، نکہت، نصیر اور ذوق کے اشعار۔
موت گھر دیکھ گئی ہے = جو آفت آگئی وہ مجھ پر آگئی۔ مؤلف کا شعر۔	...... جو آفت آگئی ہمیں پر آگئی ...... نکہت کا شعر۔
منہ کہاں = کیا مجال اور کیا تاب و طاقت۔ میر حسن اور معروف کے شعر۔	کیا مجال اور کیا تاب و طاقت ہے۔ میر حسن اور معروف کے اشعار۔
منہ سے سنا چاہتے ہیں = برا سننے اور گالیاں کھانے کو جی چاہتا ہے۔ شاہ نصیر کا شعر۔	کیا گالیاں کھانے اور برا بھلا سننے کو جی چاہتا ہے۔ شاہ نصیر کا شعر۔
وہ کملی نہیں جس میں تل بندھتے تھے = وہ شی نہیں کہ جس کے باعث خلق اللہ کی رجوع تھی اور نہ وہ حسن رہا کہ جو کوئی عاشق ہو۔	اب وہ چیز نہیں رہی کہ جس کے باعث خلق اللہ کی رجوع تھی یا وہ حسن نہیں رہا کہ جس پر کوئی عاشق ہو۔ نکہت اور رنگین کے شعر۔

مؤلف اور رنگین کے اشعار۔

وہ دن گئے = ایام جوانی و روز کامرانی سپری ہوگئے اور زمانہ ناموافق ہوگیا۔ جرأت اور سودا کے شعر۔ | ایام جوانی و روز کامرانی سپری ہوگئے اور زمانہ ناموافق ہوگیا۔ جرأت، مصحفی اور سودا کے شعر۔

وہ دن بھی غنیمت تھے = ایام گذشتہ و سابق غنیمت و مغتنم تھے۔ جرأت کا شعر۔ | ایام گذشتہ و سابق نہایت غنیمت اور مغتنم تھے۔ جرأت کا شعر۔

وہ نہیں تو اس کا بھائی اور سہی = کچھ ایک ہی پہ مقرر اور موقوف نہیں اور سینکڑوں ہیں۔ | کچھ ایک ہی پر مقرر اور موقوف نہیں اور سینکڑوں ہیں۔ میر کا شعر۔

میر کا شعر۔

وہ دل نہیں رہا = عشق سابق اور خواہش و محبت دیرینہ نہیں رہی۔ جرأت کا شعر۔ | عشق سابق اور خواہش و محبت دیرینہ نہ رہی جرأت کا شعر۔

ہت تری کی = خدا تیرا خانہ خراب کرے اور دونوں جہاں میں ذلیل و رسوا ہو۔ شاہ نصیر، جرأت، رنگین، غازی، انشا اور طالب کے اشعار۔ | ...... خدا تیرا خانہ خراب کرے، تو دونوں جہاں میں ذلیل و رسوا ہو۔ رنگین، شاہ نصیر، غازی، طالب، انشا، اور جرأت کے اشعار۔

ہاتھ پٹھے پر نہیں رکھنے دیتا = نہایت چست و چالاک اور شوخ و شنگ ہے۔ مؤلف کا شعر۔ | ...... نہایت چست و چالاک اور شوخ و شنگ ہونا...... صاحب مخزن فوائد کا شعر۔

ہتھیلی پر سرسوں جمائی = کار سخت و دشوار تر کو بہت شتاب اور نہایت جلد بکمال چابکدستی انصرام کو پہنچایا اور طلسم سازی اور شعبدہ بازی کی کہ جس کے دیکھنے سے خرد دور بین آئینہ ساحیران و ششدر ہوئی۔ میر، نصیر، مومن اور میر حسن کے اشعار۔ | ...... کار سخت و دشوار تر کو بہت شتاب اور نہایت جلد بکمال چابکدستی انصرام کو پہنچانا طلسم سازی اور شعبدہ بازی سے کوئی کام جھٹ پٹ کر کے دکھا دینا۔ ایسی جلدی کوئی کام کرنا کہ جس سے عقل حیران اور ششدر رہ جائے۔ میر، نصیر، اور مومن کے اشعار۔

کہاں تک ان الفاظ کو گنایا جائے۔ چونکہ یہ مختصر مقالہ اس سے زیادہ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اتنے پر بس کیا جاتا ہے۔ تاہم بطور ریکارڈ ان الفاظ کی ایک فہرست ذیل میں درج کی جارہی ہے، جن کی تشریحات و توضیحات اور اس کے اسناد میں ہو بہو یکسانیت پائی جاتی ہے۔ گرچہ پورے الفاظ ریکارڈ ہونے سے رہ گئے ہیں:

کھوئی کی، کہاں لاکر پھنسایا، کوئی ہے، کیا شاخ نکلی ہے، کمینے سے خدا کام نہ ڈالے، کس شمار و قطار میں ہے، کھٹ پٹ کرنی، کس پورے پر، کہا سنا، گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں، گہ بیٹھا، گنگا پار کیا، گنگا، گہرے یار ہیں، گیا جان سے، گل بوٹا، گھمسان، گور کا منہ جھانکتا ہے، گنڈلی مارنا، گلیاں جھنکانا، گولی بچائی، لگی بری ہوتی ہے، لگ لگنے نہ دیا، لوں چلنا، لبڑو، لالوں لال، لگانا بجھانا، لڑائی لگی، لاکھ چوہے کھا کر بلی حج کو چلی، لادنا پھاندنا، لال پری، لیمو کے چور کا ہاتھ کٹتا ہے، لگانے والے، مرغی کو تکلے کا گھاؤ یا داغ بہت ہے، منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے، مزے کے مارے، ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں، ہوتے نہ سوا جو کفن تھوڑا لگتا، ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہیں، ہتھیلی کا پھپھولا، ہنسی میں اڑا دینا، ہم سے اڑتے ہو، ہوا میں آگیا ہے، ہری بھری، ہتھیار ٹھنڈے کرنا، ہلکے لہو سے چل نکلے ہیں، ہمارے منہ میں بھی زبان ہے، ہٹ دھرمی، ہولے ہولے، ہونٹ ملنا، ہوک اٹھنا، ہلکان ہونا، ہاتھ چڑھنا، ہوائیاں منہ پر اڑتی ہیں، ہوا بندھنا، ہلکا پھلکا، ہوائی دیدہ، ہرنے، ہرتے پھرتے، ہونٹوں میں کہنا، ہنس مکھ، ہاتھ میں دل رکھنا، ہوا مٹھی میں بند کی، ہم پر پھسل پڑے، ہمیں پٹنے، ہاتھ پسارنا وغیرہ وغیرہ۔

دوم - اسناد کی ہو بہو یکسانیت:

سطور بالا میں ان الفاظ پر روشنی ڈالی گئی، جن کی تشریحات و توضیحات اور اس کے اسناد میں ہو بہو مطابقت پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایسے الفاظ بھی بکثرت تعداد میں ہیں، جن کے معانی و مطالب میں تو بالکل یکسانیت نہیں ملتی کیوں کہ صاحب فرہنگ آصفیہ نے اس میں رد و بدل کر دیا ہے۔ البتہ سند میں جو اشعار نقل کیے گیے ہیں وہ بعینہ مخزن فوائد ہیں۔ چنانچہ جس طرح تشریحات و توضیحات کی ہو بہو نقل سرقہ اور قابل الزام ہے، اسی طرح سند کے اشعار کی ہو بہو نقل بھی قابل گرفت ہے۔ ذیل میں ان الفاظ کی ایک فہرست دی جارہی ہے، جن کے اسناد مثل مخزن فوائد ہیں تاکہ ان کی روشنی میں کسی نتیجہ پر پہنچنے میں آسانی ہو:

تجنیس

پالا، پالا پڑنا، پانچ، پانی بہانا، پاؤں پڑنا، پاؤں کھینچا، پاؤں نکالے، پاؤں نکلا، پاؤں نہ دھلوائے، پتھر ڈھونا، پر چک، پر سا، پسینہ چھوٹنا، پل بندھ گیا، پھپھولے پھوڑے، تاروں بھری رات، تور، تیر کر گیا، تیل میں ہاتھ ڈالنا، تیھا کھایا، ٹٹول دیکھا، ٹکٹکی پر کھڑا کیا، جاگتی جوت، جیتی مکھی کھانا، جیوٹ، چپ باندھنا، چٹکیلی دھوپ، چٹکیوں میں اڑایا، چٹکا مارا، چور رنگ لگایا، چوکی بھرنا، چھاتی سراہنا، چھری کٹاری بناتے ہیں، سر پر ہاتھ پھیرا، سر ہلانا، سوجتن کیے، شیر کی بولی بولتے ہیں، شیطان کی آنت، صاحبی کرتے ہیں، صبر سمیٹنا، ظالم کی رسی دراز ہوتی ہے، قابو سے نکل گیا، قدم کو ہاتھ لگایا، قصائی کے کھونٹے بندھا ہے، کانا اور الٹ گئی، کانٹو تو لہو نہیں، کالک منہ کو ملے، کالی زبان ہے، کالے کوس، کام سے کام ہے، کان امینٹھنا، کان دھرنا، کان دھرے، کانا باتی کرنا، کانپ اٹھنا، کانٹا سا نکل گیا، کب تھوکتے ہیں، کب کب آتا ہے، کبھی تو ہمارے بھی کوئی تھے، کتنا ماندہ ہے، کٹ رہنا، کچکچانا، کچے گھڑے پانی کے بھرے، کچھ بات ہے، کچھ دلائیے، کچھ کان میں پھونکا، کچھ نہ اکھاڑا، کچھ نہیں چلتا، کرکری ہڈی، کریل ڈالنا، کڑ کھائی، کس پر پھولے ہو، کس قدر، کس کا سر لائیں، کس گنتی میں ہے، کسالا کھینچا، کسی سے حرف نہیں اٹھ سکتا، کسی سے سائی کسی سے بدھائی، کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان چلے، کسی کو اپنا کر رکھو یا کسی کے ہو رہو، کشتی، کعبہ ہو تو منہ نہ کروں، کلپایا، کمان نکلی، کمربند حوائی، کمیلا، کن پھول اور کرن پھول، کنڈی، کنویں بھانگ پڑی ہے، کنے ڈھیلے ہوگئے ہیں، کنیانا، کوتہ گردن، کوٹھے چڑھے، کور، کوڑھ مغز، کوکھ اور مانگ سے ٹھنڈی رہے، کولا دنگیاں، کولی میں بھر لیا، کون دن تھے، کیا اکھاڑ سکتا ہے، کیا تھا کیا ہوا، کیا خدائی ہے، کیا خو نکالی ہے، کیا کیا کچھ کہا، کیا یاد کرو گے، کیری آنکھ، کیڑے پڑیں، کیڑے مغز کے اڑ گئے، کیسریا بانے والے، کہاں سے ٹپک پڑے، کہاں کی بلا پیچھے پڑی، کہلاتا ہے، کہنے سے بات پرائی ہوتی ہے، کہنے کو بات رہ گئی، کہنے کی باتیں ہیں، کھاگ سی، کھایا پیا انگ نہیں لگتا، کھچ، کھچانا، کھجوری چوٹی، کھچا کھچ، کھڑا دونا، کھڑ تنجی، کھسوٹنا، کھل بیٹھو، کھل پڑے، کھلے بالوں، کھلیان ہو جانا، کھنڈ، کھنڈل مارا، کھوج کھویا، کھو جڑا جائے، کھیر انگڑی کرنا، کھیل اڑ کر منہ میں نہ آنا، گاڑھے ہیں، گال پھلانا، گالیوں کی بوچھاڑ کرنا، گانٹھ میں زر، گپ شپ، گچھے دار، گت بھرنی، گتھ جانا، گٹھری کر دیا، گجے اشارے، گداگا، گدی پر ناگن ہے، گدھے پر کتابیں لادی ہیں، گرجتے ہیں سو برستے نہیں، گرد کو نہیں لگتا، گردن اینٹھی رہتی ہے، گردنامہ، گرماہٹ، گرہ کا کھویا، گرہ کا مل، گل

بوتا، گلیاں چھانی، گم صم، گند کاٹنا، گندی روح، گوبر گنیش، گود بھری جاتی ہے، گودنا، گور گڑھا، گوری چمڑی، گولی کان پر سے گئی، گولیاں کھیلتے ہیں، گونگے کی مٹھائی، گئے وہ دن، گیا جان سے، گیا وقت، گیدڑ بھبکیاں، گیڑیاں کھیلنی، گھبرا پڑ وہ، گھبرا ہاتھ لگا، گھٹا جھومنا، گھر اف ہو جانا، گھرانا، گھر آئے کی شرم، گھر تجنا، گھر کی پونجی، گھر کے گھر صاف ہو گئے، گھر گھاٹ، گھر گھاٹ معلوم ہے، گھر والی، گھس پیٹھ کے، گھس لگانے کو بھی نہیں، گھڑیاں، گھنگھر وسالدا ہے، گھوڑے جوڑے کی خیر، لاکھ پر بھاری ہے، لاگو، لاگنا، لنگ چال، لچی، لچھن سے جھڑ جانا، لڑائی میں مٹھائی نہیں بٹتی، لڑنا بھڑنا، لڑنت، لکھے موسیٰ پڑھے خدا، لگانے والے، لگاتار، لگن لگی، لگواڑ، لنگوٹیا یار، لوٹنے کی جائے ہے، لونڈوں گھیری یا لونڈوں کھد بڑی، لوہا لاٹھ، لوہا ہونا، لیے مرتے ہیں، لہولہان، ماتھا کوٹنا، ماچا توڑ، مار ذبح کیا، مار مار کے بچھا دیا، مال بچا، مال مست، ماموں، مجرا کیا، مجنوں کا ٹیلا، مچھی بھون، محرمات، مرت بیائی، مردے کا مال ہے، مرغ مصلی، مرگ مارا، مرنا جینا لگ رہا ہے، مزاج والے، مزہ پڑا ہے، مسوسنا، مشکیں کسیں، معمول کے دن، مفلسا بیگ، مکھی چوس، مکھی ناک پر نہیں بیٹھنے دیتے، مکھیاں بھنکتی ہیں، مکھیوں کا چھتہ، ملکٹ، ملنسار، ملے بیج، مموے چنا، منڈ، منڈلاتے پھرتے ہیں، منکا ڈھلکا، منہ پر برستی ہے، منہ پر شفق پھولی ہے، منہ پر کچھ پیٹھ پیچھے کچھ، منہ پر کی ساری باتیں ہیں، منہ پر کہنا خوش آتا ہے، منہ پر ناک نہیں، منہ پڑی، منہ در منہ، منہ دیکھے کی چاہ، منہ زور، منہ سنبھالو، منہ اٹھ جانا، موت کا طمانچہ، موت کو پکڑا تو زحمت قبول کی، موت کے دن پورے کرتے ہیں، موتی ٹھنڈے ہیں، موتیا بند، موٹھ چلائی یا موٹھ ماری، موذی کا چنگل، مول سے بیاج پیارا ہوتا ہے، موم کی مریم، میری جان گئی، میاں صاحب، میٹھا برس، میٹھی نظریں، میٹھے کھٹے کو جی چاہتا ہے، میٹھے ہیں، میری ہی آگ لائی نام رکھا بھسندر، میرے بڑھاپے پر کرم کیجئے، مہاراجوں کے راجہ، مہم سر کی، مہندی تو پاؤں میں نہیں لگی ہے، ناس ہو گیا، ناک چنے چبوائے، ناک کا بال، ناک گھسنا، نچوڑنا، نذر پکڑی، نرا، نروٹھا، نصیب پھرنا، نصیب کی شامت، نصیبا، نصیبوں کو دعا دو، نظر گزر، نظروں میں بھانپا، نکلا ہی پڑتا ہے، نگاہ بھر کے نہ دیکھا، ننانوے کا پھیر، ننگی شمشیر ہے، ننگی کیا نہائے کیا نچوڑے، نیل جلانا، نیل کا ٹیکا، نیلا ڈورا، نیلی پیلی آنکھیں، نہ پنپا، وار خالی دیا، وضع کہے دیتی ہے، وقت کے بادشاہ ہیں، وہ بال کھینچوں گا جس کی جڑ دور ہو، وہاں گردن ماریے جہاں پانی نہ ہو، ہاتھ کنوؤں، ہٹیلا، ہڑک چڑھنا، ہزاری روزہ،

ہزار ہاتھ کا بن کر آوے، ہمیں ہے ہے کرے، ہوا دینا، ہوتے رہو گے، ہولنا وغیرہ۔

سوم۔ مثل مخزن فوائد بعض الفاظ کا بلا سند اندراج:

نیاز علی بیگ نکہت نے گرچہ اپنی فرہنگ میں شعرا کے کلام سے شواہد و نظائر پیش کرنے کا بھرپور التزام کیا ہے، لیکن بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جن کی سندیں فراہم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مناسب ماخذ و مراجع کی عدم دستیابی کے باعث ان کی یہ کوشش مکمل طور پر بار آور نہ ہو پائی ہو۔ لیکن یہ فہم سے بالاتر ہے کہ صاحب فرہنگ آصفیہ نے بھی ان کو بلا سند ہی ذکر کیا ہے۔ حالانکہ وہ تھوڑی سی بھی محنت کرتے تو چند الفاظ کے شواہد آسانی سے حاصل کر سکتے تھے۔ بطور نمونہ ان الفاظ کی ایک فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے جو دونوں لغات میں بلا سند مذکور ہیں:

تلا گودن کرنا، کاٹھ کا الو ہے، کالے کوے کھائے ہیں، کام چور نوالے حاضر، کام دو لہہ دلہن سے پڑتا ہے، کلا چلے اور ستر بلا ٹلے، کماویں میاں خانخاناں اڑاویں میاں فہیم، کولہو کے بیل کو گھر میں منزل ہے، کیا درزی کا کوچ کیا درزی کا مقام، کیا قاضی گلہ کرے گا، کھاگ، کھٹا پٹ رہتی ہے، کھرپی، گدھے کا کھایا کھیت نہ پاپ نہ پن، گڑ ہوگا تو مکھیاں بہت آئیں گی، گنگا نہانا، گور گڑھا کرنا، گہرا سہاگ، گھٹنے پیٹ کو نہرتے ہیں، گھر کر ستر بلا سر دھر، گھر کی مرغی دال برابر، گھر گھوڑا نخاس مول، گٹھری جلال بقچہ مردار، لادنا پھاندنا، مرنے کی آواز / بانگ کون سند کرتا ہے، مفلسی میں آٹا گیلا، ملا کی دوڑ مسجد، ملماں، منہ سے مہابا ہے، منہ کا میٹھا پیٹ کا کھوٹا، سور کھ کی ساری رین چتر کی ایک گھڑی، سوئی بچھیا باسمن کے نام، ہاتھ گھسائی ہے، ہاتھی سے گنے کھانا، ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہیں اور کھانے کے اور، ہتھیلی میں چور پڑا، ہری چک، ہڑک چڑھنا۔

چہارم۔ مثل مخزن فوائد بعض اشعار کا شعرا سے غلط انتساب:

فرہنگیں شعرا کا تذکرہ نہیں ہوا کرتیں کہ اشعار کا غلط انتساب حصول مقصد میں چنداں حائل ہو۔ ذوق کا کلام غالب سے یا دوسرے ممتاز شاعر سے منسوب ہو جائے تو سند کے اعتبار میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ لیکن مناسب یہی ہے کہ اشعار اصل شاعر سے منسوب کیے جائیں۔ اس سے سند کا اعتبار قائم رہتا ہے۔ اس قسم کی غلطیاں مخزن فوائد میں پائی جاتی ہیں اور یہی فرہنگ آصفیہ میں

بھی در آئی ہیں۔ مثلاً "ٹوپی والے" کی سند میں محبت نے میر کا یہ شعر نقل کیا ہے:

دلی کے کج کلاہ لڑکوں نے   کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا   ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

حالانکہ "نکات الشعرا" طبع اول ص ۲۸ میں بنام پیام موجود ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے بھی اسے میر کا تسلیم کیا ہے۔

"کلپایا" کی سند میں غافل کا شعر درج کیا گیا ہے:

جو کوئی کسی یار کو کلپاوے گا   یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاوے گا
اس دیر مکافات میں سن اے غافل   جو آج کرے گا سو وہ کل پاوے گا

جب کہ یہی شعر "تذکرہ میر حسن" ص ۶۷ میں بنام محمد علی خاں مشہور بہ مرزائی مذکور ہے۔ اس کو سید احمد دہلوی نے بھی غافل کا ہی قرار دیا ہے۔

اور "جی کی جی میں رہی" کی سند میں آتش کا یہ شعر شامل کتاب ہے:

جی کی جی میں رہی بات نہ ہونے پائی   ایک بھی ان سے ملاقات نہ ہونے پائی

یہ آتش کا طبع زاد نہیں بلکہ درد کا ہے اور اس کے دیوان ص ۳۶ میں موجود ہے۔ فرہنگ آصفیہ کے مؤلف نے بھی اسے آتش کا مانا ہے۔

اسی طرح "ہمیں ہیں جو یہ مگدر بھانتے ہیں" کی سند سودا کے اس شعر سے پیش کی گئی ہے:

نہ سنبھلا آسماں سے عشق کا بوجھ   ہمیں ہیں یہ جو مگدر بھانتے ہیں

جب کہ "دیوان قائم" کے ص ۱۱۹ پر یہ شعر موجود ہے۔ فرہنگ آصفیہ میں بھی یہ بنام سودا مذکور ہے۔ ان چند مثالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ صاحب فرہنگ آصفیہ نقل نویسی میں اتنے منہمک تھے کہ ان کو یہ بھی نہ اندازہ ہو سکا کہ وہ انھیں غلطیوں کو دہرا رہے ہیں جو صاحب مخزن فوائد سے سرزد ہوئی تھیں حالانکہ اگر وہ چاہتے تو ان غلطیوں کا ازالہ کر سکتے تھے۔

مذکورہ بالا سطور میں جن نکات کو بنیاد بنا کر تفصیل سے گفتگو کی گئی، اس کی روشنی میں مجھ جیسا ایک ادنیٰ طالب علم بھی بآسانی یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ فرہنگ آصفیہ کے مؤلف نے

مخزن فوائد سے نقل کی حد تک استفادہ کیا ہے۔ چونکہ خود انھوں نے امیر اللغات اور نوراللغات کے مؤلفوں پر الزام لگاتے ہوئے علمی وادبی سرقہ کے بارے میں اپنا نقطہ نظر واضح کردیا ہے۔ اس لئے یہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ سرقہ کا جو الزام انھوں نے ان لغت نگاروں پر لگایا تھا وہی الزام ان پر بھی صادق آتا ہے۔ ان دونوں لغت نویسوں نے تو بزعم مؤلف فرہنگ آصفیہ صرف "آنکھ" اور "بات" اور اس کے مشتقات کی ہو بہو نقل بطور نمونہ چھاپی تھی۔ لیکن انھوں نے تو مخزن فوائد کے بیشتر حصہ کو اپنی فرہنگ میں بعینہٖ نقل کیا ہے۔ اس حد تک استفادہ کرنے کے باوجود انھوں نے ایک مرتبہ بھی نہ تو ان کا اور نہ ہی ان کی فرہنگ "مخزن فوائد" کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ ایسا کر کے نہ صرف انھوں نے اپنی ناسپاسی کا ثبوت دیا ہے بلکہ علمی وادبی دنیا کو بھی برسوں ایک اہم لغت سے محروم رکھا۔ شاید انھیں اس کا احساس تھا کہ اگر "مخزن فوائد" کے بارے میں لوگوں کو علم ہو جائے تو ان کا یہ "عظیم کارنامہ" جو برسوں کی محنت اور جانفشانی کے بعد منظر عام پر آیا ہے، کہیں اس کی قلعی نہ کھل جائے۔ اسی اندیشہ کے پیش نظر انھوں نے ایک نئی ترکیب وضع کی اور بہانگ دہل امیر مینائی اور نورالحسن نیر کاکوروی پر الزام لگایا تاکہ اہل علم حضرات اس حقیقت سے واقف نہ ہو سکیں۔ لیکن حقیقت کبھی چھپتی نہیں ایک نہ ایک دن کھل کر سامنے آجاتی ہے اور بالآخر حقدار کو اس کا حق مل ہی جاتا ہے۔

جہاں تک امیر اللغات اور نوراللغات کا تعلق ہے تو قرائن بتلاتے ہیں کہ ان دونوں مؤلفوں کے پیش نظر مخزن فوائد یا فرہنگ آصفیہ میں کوئی لغت ضرور رہا ہے دونوں صورتوں میں ماخذ تو "مخزن فوائد" ہی قرار پائے گا۔ کیوں کہ ان میں آپس میں عجیب وغریب یکسانیت پائی جاتی ہے۔

مخزن فوائد کے نقائص:

کوئی بھی تخلیق تسامحات ونقائص سے مبرا نہیں ہوتی۔ مخزن فوائد بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں۔ چنانچہ اس میں بھی چند نقائص پائے جاتے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

"مخزن فوائد" میں الفاظ کی تین قسمیں کی گئی ہیں۔ اصطلاح، محاورہ اور مثل۔ ان کی تقسیم میں مصنف کے پیش نظر کون سا اصول تھا۔ خود انھوں نے اس سلسلے میں اپنے کسی نقطہ نظر کی

کوئی وضاحت نہیں کی ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے مروجہ اصولوں کی پابندی نہیں کی ہے بلکہ اپنی صواب دید پر بعض کو محاورہ، بعض کو اصطلاح اور بعض کو مثل قرار دیا ہے۔ مثلاً آپ کو شاخِ زعفران سمجھتے ہیں، آٹھ پہر سولی ہے، آج کدھر سے چاند نکلا، آرام میں ہیں، آگے خدا کا نام، آنتیں قل ھواللہ پڑھتی ہیں، باپ مارے کا بیر، بات بات میں چھری کٹاری وغیرہ کو انھوں نے اصطلاح بتلایا ہے جب کہ یہ محاورہ ہیں۔

حالی کی تصریح کے مطابق یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مفرد الفاظ کو محاورہ نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن مصنف نے بعض مفرد الفاظ کو بھی محاورہ قرار دیا ہے۔ مثلاً اچکا، اتار، دلسیاں، ڈلک، ڈول، ذوالحال، رلیس، سوکن، سوت، سدھارو، سکڑنا وغیرہ بھی محاورہ قرار پائے ہیں۔

کہیں کہیں بعض مثل جیسے آسمان کا تھوکا منہ پر پڑتا ہے، بات منہ سے نکلی اور پرائی ہوئی، ملا کی دوڑ مسجد وغیرہ کو اصطلاح کے تحت درج کیا ہے اور کہیں بعض محاورہ مثلاً اس کان سے اس کان اڑا دیجئے، آج کرے گا کل پاوے گا، آنکھ نہ ناک بنو چاند سی، آنکھوں پہ پلکوں کا بوجھ نہیں ہوتا وغیرہ کو مثل کے تحت لکھا گیا ہے۔

مصنف نے بعض اصطلاحات و محاورات کو کئی جگہوں پر لکھا ہے مثلاً آسمان پر دماغ ہے، آلے، آنکھ بچی اور مال دوستوں کا، بات کی بات، بات چیت، پانی مرتا ہے وغیرہ۔ خود مصنف کو بھی اس کا احساس ہے۔ اس لئے بعض جگہ اس کا اظہار بھی کر دیا ہے کہ "یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے۔" ان مقامات پر سندیں عموماً مختلف دی گئیں ہیں۔ البتہ بعض جگہ پر پہلی ہی سند کو دہرا دیا گیا ہے۔ نیز کہیں کہیں ایک ہی شعر کو دو طرح سے لکھا ہے۔ مثلاً ماموں کی سند میں انشا کا شعر ایک جگہ یوں لکھا گیا ہے۔

اوئی ممانی جان یہ دھڑکا کیسا دل میں بیٹھ گیا
انشا جیسا موٹا سارا ماموں بل میں بیٹھ گیا

اور دوسری جگہ اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

آہ ممانی جان یہ دھڑکا کیسا دل میں بیٹھ گیا
موٹا سا اک ماموں جیسا گھر کے بل میں بیٹھ گیا

انتیس

بعض الفاظ کی تشریح و توضیح اور معنوی تعین میں بھی مصنف سے غلطی ہوئی ہے جیسے "میگھ راگ" کی وضاحت کرتے ہوئے نکہت لکھتے ہیں:

"فرشتہ جو حاکم ہے بادوابر پر اور حکم کرتا ہے وہ ان پر اللہ کی طرف سے۔نام ہے اس کا رعد اور تازیانہ ہے اس کا برق......"

حالانکہ "میگھ راگ" چھ راگوں میں ایک راگ ہے، جس کا نمبر چوتھا ہے۔جب کوئی کامل الفن یہ راگ گاتا ہے تو اسی وقت بارش ہونے لگتی ہے۔اسی طرح بعض الفاظ کے معانی میں محدودیت آگئی ہے۔لیکن اس طرح کی غلطیاں بہت کم ہیں اور نظرانداز کے لائق ہیں۔

بعض اشعار کے انتساب میں بھی مصنف سے غلطی ہوگئی ہے۔یہ درست ہے کہ مخزن فوائد کوئی شعرا کا تذکرہ نہیں کہ شعر کے غلط انتساب سے کوئی فرق پڑے۔لیکن مناسب یہی ہے کہ انتساب درست ہو تاکہ اس سے سند کا اعتبار مزید قائم ہوسکے۔مثلاً ہمیں ہیں جو مگدر ہلاتے ہیں۔کی سند میں بنام سودا یہ شعر نقل کیا گیا ہے:

نہ سنبھلا آسماں سے عشق کا بوجھ ہمیں ہیں یہ جو مگدر ہلاتے ہیں

حالانکہ یہ قائم کا شعر ہے اور اس کے دیوان ص ۱۱۹ میں موجود ہے۔

"آج کرے گا کل پاوے گا" کی سند میں بنام غافل یہ رباعی درج ہے ۔

جو کوئی کسی یار کو کلپاوے گا یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاوے گا
اس دیرمکافات میں سن اے غافل جو آج کرے گا سو وہ کل پاوے گا

جب کہ تذکرہ میر حسن ص ۶۷ میں بنام محمد علی خاں مرزائی مذکور ہے۔

"مخزن فوائد" میں سب سے پریشان کن اس کی ترتیب ہے۔یہ ضرور ہے کہ الف کے سارے الفاظ الف ہی میں مل جائیں گے۔لیکن خود ان میں آپس میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔کسی لفظ کو ڈھونڈتا ہو تو ہوسکتا ہے وہ بالکل ابتدا ہی میں مل جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بالکل آخر میں ملے۔گویا ایک لفظ کو تلاش کرنے میں پورے باب کو دیکھنا پڑے گا۔خاص طور سے ک اور گ میں سب سے زیادہ دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔کیوں کہ دونوں آپس میں خلط ملط ہیں۔اس پریشانی سے بچنے کے لئے موجودہ ترتیب میں ک اور گ کو الگ کردیا گیا ہے۔لیکن ترتیب میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی

تمہید

ہے۔ ترتیب کی اس پریشانی سے بچنے کے لئے سارے الفاظ کی الفبائی فہرست الگ سے کتاب کے آخر میں شامل کردی گئی ہے۔

"مخزن فوائد" میں کلام شعرا سے شواہد و نظائر پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے، لیکن اس کے باوجود مصنف بعض اصطلاحات و محاورات کی سندیں فراہم نہیں کرسکے۔ اس کی تدوین کے دوران میں نے مناسب خیال کیا کہ دیگر اردو لغات کی مدد سے اس کی تکمیل کردی جائے۔ چنانچہ ان لغات کی مدد سے جو سندیں دستیاب ہو سکیں، بطور ضمیمہ اسے متن کے بعد شامل کردیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے بعض اصطلاح و محاورہ وغیرہ کے معانی بھی نہیں دیے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس زمانے میں اس قسم کے محاورہ وغیرہ خاصے مقبول اور زبان زد تھے۔ اس لئے مصنف نے اس کی وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ لیکن اب وہ بات نہیں رہی، اس وقت کے مشہور اب غیر معروف ہو گئے ہیں۔ اس لئے مناسب خیال کیا گیا کہ دیگر اردو لغات کی مدد سے حاشیہ میں اس کے معانی و مطالب کی بھی وضاحت کردی جائے تاکہ قارئین کرام کو کوئی تشنگی محسوس نہ ہو۔

بہرکیف "مخزن فوائد" اپنی بعض خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود اردو کی ایک اہم اور مستند فرہنگ ہے۔ اس کی تدوین و ترتیب میں اسے مفید سے مفید تر بنانے کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے۔ تاہم کچھ غلطیاں بھی اس میں ضرور در آئی ہوں گی۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مفید مشوروں سے نوازیں تاکہ آئندہ اسے مزید معیاری بنایا جاسکے۔

آخر میں خدابخش لائبریری، پٹنہ کے محترم ڈائرکٹر جناب حبیب الرحمٰن چغانی صاحب کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آنجناب نے اس کی تدوین کے دوران قدم قدم پر رہنمائی فرمائی اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ کتاب کی موجودہ شکل آنجناب کی ازحد دلچسپی کا ہی نتیجہ ہے۔

محمد ذاکر حسین

۳۱ اکتوبر ۱۹۹۸ء

مخزن فوائد

تالیف

نیاز علی بیگ نکہتؔ دہلوی

مرتبہ

ڈاکٹر محمد ذاکر حسین

فہرست

(الف)

آپ بیتی ۱۷
آپ دھاپ ۲۵
آپ روپ ۳
آپ سے آپ ۵۳
آپ کا کیا بگڑتا ہے ۲۰
آپ کا نام ہوگا ہمارا کام ہوگا ۵۷
آپ کو دور کھینچتے ہیں ۲
آپ کو شاخ زعفران سمجھتے ہیں ۴۴
آپ میں آنا ۵۳
آپ ہی آپ ہیں ۵۳
آپس کی پھوٹ ۴۲
آٹھ آٹھ آنسو ۵۲
آٹھ آٹھ آنسو رلایا ۱۳
آٹھ پہر سولی ہے ۴۴
آج زبان کھلی ہے کل بند ہے ۱۹
آج کدھر سے چاند نکلا ۵۴
آج کرے گا کل پاوے گا ۴
آج کل آرے بلے کرتے ہیں ۲۳
آج کل کرتے ہیں ۴۸
آج نصیبوں سے ہاتھ لگے ہو ۲۶
آدمی نہیں گھن چکر ہے ۲۳
آدمی کو چھوڑ ساری کو دوڑ ۱۷
آرام کرتے ہیں ۲۴
آرام میں ہیں ۲۴
آرسی مصحف دکھلایا ۴۶
آرے چل گئے ۵۸
آڑے آیا ۳
آڑے ہاتھوں لیا ۱۳
آس پاس ۵۸
آس ٹوٹی ۱۷
آستین چڑھائی ۳۹
آستین کا سانپ ۴۶
آسمان پر دماغ ہے ۴۳،۴۴
آسمان ٹوٹا ۴
آسمان زمین ایک کر ڈالا ۲۰
آسمان کا تھوکا منہ پر پڑتا ہے ۵۸
آسمان کو جھانکے ہے ۵۸
آسمان کے تارے توڑتے ہیں ۲۱
آشنا صورت ۴
آشنائی کٹ گئی ۲۹
آکھ کی بڑھیا ۴۵

آگ بگولا ہو گئے	۴۸	آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل	۱۰
آگ بن گئے	۷	آنکھ بچی اور مال دوستوں کا	۳۶، ۴۹۶
آگ پھونک دی	۷	آنکھ بھر کر نہ دیکھا	۲۴
آگ جاگ اٹھی	۴۵	آنکھ بھوں ٹیڑھی کی	۲۵
آگ لگ جائے	۵۷	آنکھ پھڑکتی ہے	۳۲
آگ لگا پانی کو دوڑے	۷	آنکھ پھوٹی پیڑ گئی	۳۷
آگ لینے آئے تھے	۷	آنکھ جھپکنا	۳۱
آگ ہو گئے	۷	آنکھ سکھ کلیجے ٹھنڈک	۳۵
آگے خدا کا نام	۱۸	آنکھ کا پردہ	۳۳
آگے رکھ لیا	۱۱	آنکھ کے آگے ناک سوجھے کیا خاک	۳۸، ۴۹۶
آگے رنگ لائے گا	۲۲	آنکھ لجائے منہ کھائے	۳۸
آلنگ پر ہے	۴۸	آنکھ لڑانا	۳۴
آلیا	۵۴	آنکھ لڑائی	۳۷
آلے	۲۹، ۵۰	آنکھ لگانی	۳۰۲
آن بان	۵۱	آنکھ لگی	۳۱
آنتیں قل ہو اللہ پڑھتی ہیں	۴۱	آنکھ ماری	۱۰
آنچ رکھتی ہے	۲۴	آنکھ مچولی	۲۰
آنچ گانچ کیت ہے	۴۸	آنکھ میں پھر گئی	۳۳
آندھی ہے	۲۹	آنکھ میں تھی شرم دل کی تھی نرم	۳۸
آنسو پچھے	۱۲	آنکھ میں چربی آئی ہے	۱۱
آنکھ اٹکی	۳۷	آنکھ میں شرم ہو تو جہاز سے بھاری	۱۲
آنکھ اٹھ نہیں سکتی	۳۶	آنکھ نہ پسیجی	۳۷
آنکھ اٹھا نہ دیکھا	۳۷	آنکھ نہ ناک بنو چاند سی	۳۶

آنکھوں پہ پردہ پڑ گیا ۳۳
آنکھوں پہ پلکوں کا بوجھ نہیں ہوتا ۳۰
آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیا ہے ۴۹۶،۳۰
آنکھوں سے ۳۶
آنکھوں سے اتر گیا ۹
آنکھوں سے جاں نکلی ۱۷
آنکھوں سے گر گیا ۹
آنکھوں کو رو بیٹھے ۳۶
آنکھوں کے آگے پلکوں کی برائی ۳۰
آنکھوں کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ۴۱
آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ ۴۹۶،۳۸
آنکھوں کے تارے ۱۹
آنکھوں کے ڈورے ۳۴
آنکھوں کی سوئیاں نکالنی رہ گئی ہیں ۴۹۵،۳۰
آنکھوں کی سیاہی سفید ہو گئی ۳۵
آنکھوں میں اندھیرا آیا ہے ۳۶
آنکھوں میں چوب آئی ۳۰
آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ۳۴
آنکھوں میں دم ہے ۳۹
آنکھوں میں رات کاٹی ۸
آنکھوں میں رکھتے ہیں ۳۵
آنکھوں میں سرسوں پھولے ۳۶
آنکھوں میں کہا ۸
آنکھوں میں گھر کرتا ہے ۹
آنکھوں میں نہ ٹھہرا ۳۷
آنکھیں آئیں ۱۰
آنکھیں بدل گئیں ۳۵
آنکھیں پتھرا گئیں ۳۳
آنکھیں پھر گئیں ۳۳
آنکھیں چرائیں ۹
آنکھیں چرنے گئی ہیں ۴۹۶،۳۲
آنکھیں چھت کو لگ گئیں ۳۵
آنکھیں دکھائیں ۱۰
آنکھیں زمیں سے لگ گئیں ۳۴
آنکھیں سامنے کرتے ہیں ۳۴
آنکھیں سینکتے ہیں ۳۷
آنکھیں کھل جائیں گی ۸
آنکھیں کھلی رہ گئیں ۳۴
آنکھیں ملتے ہیں ۳۷
آنکھیں مند گئیں ۳۴
آنکھیں نکالیں ۸
آنکھیں ہوئیں اوٹ دل میں آئی کھوٹ ۳۰
آنکھیں ہوئیں چار دل میں آیا پیار ۳۰
آنند کے تار بجاتے ہیں ۴۸
آواز ڈوک میں آ گئی ہے ۲۶
آوازہ پھینکا ۱۷

آوازہ کسا ١٧
آواگون ٤٦
آو جانے دو ١٨
ابھی دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے ٤٠
ابھی کچا برتن ٤٨
ابھی کچی لکڑی ہے ٤٨
اجی لی ١٦
اپنا الو کہیں نہیں گیا ٢٣
اپنا ٹھکانا کرے ٥٤
اپنا جوہر کیا ١٩
اپنا رونا روتے ہیں ٤٧
اپنا سا منہ لے کر رہ گیا ١٦
اپنا سوجھتا کرے ٢٤
اپنی اپنی پڑی ١٧
اپنی ایڑی دیکھے ٤٠،٤٨
اپنی بات پر آ گیا ٤٠
اپنی بھائیں ١٩
اپنی چھاتی پہ ہاتھ دھرو ٤١
اپنی چھاچ کو کوئی کھٹا نہیں کہتا ٥٥
اپنی ران کھولیے آپ لاجوں مریئے ٤٠
اپنی راہ لگ ٥٤
اپنی سی بہت کی ٦
اپنی گا رہا ہے ٥٧
اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے ٤٧
اپنی گوں کے یار ہیں ٢٣
اپنی نظر میں ہو ٥٦
اپنی نیند سونا اور اپنی بھوک کھانا ٤٣
اپنی والی پر آئے ٣٨
اپنے بچھڑے کے دانت سب کو معلوم ہوتے ہیں ١٢
اپنے ٹکے لگاتے ہیں ٤٠
اپنے جامہ سے نکل گیا ٢٤
اپنے حق میں کانٹے بوتے ہیں ٥٩
اپنے دنوں کو روتے ہیں ٢٧
اپنے منہ سے دھتا بائی ٢٧،٤٩٥
اپنے منہ سے میاں مٹھو ١٤
اپنے کو فلک پر کھینچتا ہے ٣٩
اپنے کی بات جی میں کھٹکتی ہے ٢٧
اپھر گیا ہے ٥٥
اتار ٤٢
اتار چڑھاؤ ٥١
اتارے ہوئے ٤٩
اتراتا ٤٢
ات گت ١٤
اتم گاتا مدھم بجاتا ٤٣
اتنا سا قد ٥٥

اتنی تو صورت نظر نہیں آتی	۲۵	اچھا کیا خدا نے برا کیا بندے نے	۱۸
اتنے میں	۵۷	اچھل پڑا	۷
اتو کر دیا	۳	اوا سا کسا	۴
اتائے کے کاریگر ہیں	۲۳	اوچھے	۲۵
اٹکر لیس ہے	۲۳،۹۵،۳	اول پہچان ہے	۲۳
اٹکل کے	۴۱	ادھار لگا ہے	۲۹
اٹکن بٹکن	۴۹	ادھر کے نہ ادھر کے	۱۹
اٹکھیلی	۶۷	ادھر میں لٹکتی ہے	۲۵
اٹکھیلی کی چال	۶۷	ادھر ہاتھ دیا اور ادھر ہاتھ لانا	۴۰
اٹنگی	۳۰	ادھ موا	۴۵
اٹھارا	۳۹	ادھوری	۵۴
اٹھائی گیرا	۶	اریب کی باتیں	۱۴
اٹھتی جوانی	۵۰	اڑان گھائی بتائے	۲۴
اٹھتی کونپل	۲۱	اڑانا	۵
اجارا نہیں ہے	۵۴	اڑائی	۵
اجاگر	۵۱	اڑتی سی خبر سنی ہے	۶
اجل سر پر کھیلتی ہے	۲۵	اڑ کر کہاں جاؤ گے	۳۸
اجیرن ہو گیا	۴	اڑ کھڑا ہوا	۲۶
اچاچک	۵	اڑ کے بیٹھا ہے	۲۲
اچرج	۱۸	اڑن چھو ہو	۲۱،۳۶
اچکا	۶	اڑن کھٹولا	۵۷
اچمباداتا	۳۹	اڑنگے پر چڑھا مارا	۲۸
اچنبھا	۵۵	اڑی	۲۹

اڑی سل ہے	۲۶	اکٹ	۵۵
اڑیل ہے	۲۶	اکھاڑ پچھاڑ	۳۹
اڑ بیچ رکھتا ہے	۲۰	اگت لی	۵۱
از غیب کا تھپیڑا	۲۶	اگلا	۵۷
از غیب کا طمانچہ	۲۶	الٹ دیا	۵۶
از غیبی گھونسا	۲۱	الٹ مارا	۵۶
اس برتے پر	۱۲	الٹی آنتیں گلے میں پڑیں	۴۵
استاد بجائے باپ	۹۲	الٹی سانسیں لیتا ہے	۲۷
استاد بیٹھے پاس اور کام آوے راس	۲۳،۲۲	الٹی سیدھی سنائی	۴۹
استخارہ نے راوی	۲۴	الٹے پاؤں	۴۷،۲۲
استنجا گھبراتا ہے	۲۳	لٹے دم لیتا ہے	۲۷
اس دن کو روتے تھے	۵۶	الٹے ملک کے ہیں	۵۴
اس کان سے اس کان اڑا دیئے	۴۱	الجھائے بلجھائے جلوے کے وقت ٹل جائے	۵۰
اس کے منہ کی	۴۲	الجھیڑا	۵۶
اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے	۱۳	الف اللہ	۲
اسی پر خاک پڑتی ہے جو چاند پر پھینکتا ہے	۴۳	الف سے بے کہے	۲۶
اسی دن کو پال کر اتنا بڑا کیا تھا	۴۳	الف ہوا	۴۷
اسی دن کو دھری تھی	۲۶	الف ہو اور چراغ پا ہوا	۲
اسی زور بازو پر	۵۶	الگ تھلگ	۵۰،۲۳
اسیس باد	۴۷	الول کرتے ہیں	۴۹
اف	۲	اللہ آمین کا ہے	۴۶
اف تراکا تنہ جنے	۵۶	اللہ اللہ	۵۲
اکتاتا	۵۸	اللہ بیلی	۵۶

اللہ جی	۳	اندھا کنواں	۵۲،۶
اللہ رے	۳	اندھیرے گھر کا اجالا	۶
اللہ نگہبان	۲	انڈے سیتی ہیں	۴۹۵،۲۴
اللہ والے	۲۸	ان کا لوہا غالب ہے	۲۹
اللے بللے باگڑ بلے	۲۳	ان کا منہ ہے	۳۰
اللے تللے کرتے ہیں	۴۹۴،۲۳	ان کے پچھوں میں بیٹھے ہیں	۴۲
البنا دیا	۴۹	ان کے پچھوں میں گھسے ہیں	۴۲،۴۷
البنا ملا	۴۱	ان کے پیشاب سے چراغ جلتا ہے	۲۳
الہی خرچ	۴۶	انگاروں پر لٹایا	۱۳
الینڈا	۵۸	انگاروں پر لوٹے	۱۳
امچور ہو گیا ہے	۵۷	انگڑائی لی	۱۴
امرائی کارخانہ ہیں	۲۷	انگلیوں پر نچایا	۲۰
امرت ہے	۲۶	انگور ہے	۵۰
امریاں	۴۴	ان گھڑت	۲۹
امنگ	۴۱	انمول	۵۰
اناڑی	۵۷	انوکھی	۳۰
ان بن	۲۵،۲۰	انوکھا	۵۲
ان تلوں میں تیل نہیں	۱۵	اوائی اڑائی	۵۲
انٹا چت ہے	۴۹۵،۲۴	اوپر نہیں جائے گا	۲۶
انٹی مار	۲۸	اوپر کے دم بھرتا ہے	۲۸
اندر کا اکھاڑا	۵۲	اوتار	۵۴
اندرائن کا پھل ہے	۴۹۴،۲۱	اوٹ پٹانگ	۵۰
اندھا دھند ہے	۲۸	اوجھڑ ماری	۵۴

اوچھو آیا	۱۲	اونچا سنتا ہے	۲۱
اوچھی	۲۰	اونچی دکان پھیکا پکوان	۱۸
اودھو کالین نہ مادھو کا دین	۴۹۶،۴۳	اونچی ناک	۳۰
اور تماشا سنو	۵۵	اوندھی پیشانی	۴۹۵،۲۳
اور کچھ باتیں کرو	۲۲	اہا آہا	۵۹
اوس پڑ گئی	۱۵	اے آفریں	۲۶
اوسان اڑ گئے	۴۳	لتر کے گھر تیتر سبحان تیری قدرت	۳
اوسان جاتے رہے	۴۳	ایرے غیرے	۲۱
اوسان درست نہ رہے	۴۳	ایڑیاں رگڑیں	۴۵
اوسان غائب ہو گئے	۱۹	ایسا کیا گیا گذرا ہے	۵۸
اوسوں پیاس نہیں بجھتی	۱۵	ایسے جی	۵۶،۲۸
اوشغلہ اٹھایا	۱۳	ایسی کیا قاضی کی گدھی چرائی ہے	۱۷
اوشغلہ چھوڑا	۱۳	ایک آدھ	۱۳
اوکھلی میں سر دیا تو دھمکوں سے کیا ڈر	۱۲	ایک آنکھ پھوٹتے ہی دوسری پر ہاتھ رکھتے ہیں	۳۶
اوکے چوکے	۵۲،۲۱	ایک انار سو بیمار	۲۰
اول دے	۲۴	ایک ایک دم میں سو سو رنگ بدلتا ہے	۵۳
اول منزل پہنچایا	۳	ایک بال چل نہیں	۲۴
اولا ہو گیا	۵۲	ایک پلک	۲۸
اونٹ چڑھے اور کتا کاٹے	۴۹۷،۴۷	ایک ترکش کے تیر ہیں	۱۸
اونٹ کس پہلو بیٹھے	۱۵	ایک تھان کے وصلچی ہیں	۲۱
اونٹ کس کل بیٹھے	۱۵	ایک تیری جوانی کی آتی ہے	۵۸
اونٹ کی کون سی کل سیدھی ہے	۴۷	ایک جان دو قالب	۱۹
اونچ نیچ	۵۷	ایک دل ہزار داغ	۴۰

ایک دم گئے ۱۸

ایک دم ہزار دم ۲۲

ایک دو تین لا بوجھ کو چھین ۲۷

ایک ڈال ہے ۵۵

ایک سر ہزار سودا ۱۱

ایک سے ایک ۵

ایک کے سو اور ایک کے دس سناتا ہے ۵۱

ایک کہیے نہ چار سنیے ۵۱

ایک کی دار و دو ۵

ایک گھر بچے تو سب گھر رچے ۲۷

ایک نیزہ پہ سورج آیا ۱۴

ایک ہنسی ایک دکھ ۴۵

ایک ہے اپنی بات کا ۴۹

ایں کیا معقول ۲۵

اینٹ سے اینٹ بجی ۱۶

اینٹ کی خاطر مسجد کو ڈھاتے ہیں ۱۶

اینٹھ لیا ۲۳

اینٹھ لی ۵۷

اینٹھے جاتے ہیں ۵۷

اینڈے بینڈے ۵۸

اینڈتے ہیں ۵۳

(ب)

باپ مارے کا بیر ۶۱

بات اٹھائی ۸۴

بات بات میں چھری کٹاری ۸۴

بات بڑھائی ۶۰

بات بڑھی ۹۲

بات پی گیا ۶۵

بات پی گئے ۸۲

بات چبائی ۵۹

بات چلائی ۷۵

بات چلی ۷۵

بات چیت ۷۹،۶۷

بات کان پڑی ۷۴

بات کی بات ۸۰،۶۴،۶۰

بات کی پچ ۶۴

بات کے پورے ۸۳

بات کے پھول جھڑتے ہیں ۵۹

بات منہ سے نکلی اور پرائی ہوئی ۹۳

بات ہے ۷۶

باتوں میں اڑایا ۷۰

باتوں میں دھر لیا ۸۰

باتیں چبا چبا کے کرتے ہیں ۷۶

باتیں ہیں ۷۶

باجی	۶۹
باربندی	۶۳
بار بھی	۸۷
بار کی گھوڑی پر سوار ہے	۷۷
بادل گرجا	۸۷
باری چور	۶۱
بازار تیز ہے	۷۵
بازو پھڑکتا ہے	۵۹
باسک کی چونی چال میں گئی	۹۴
باغ باغ ہوا	۶۰،۷۰
باغ سبز دکھلایا	۷۵
باقی ساقی	۸۹
باگ اچکائی	۹۴
باگ لی	۹۴
باگ موڑی	۷۱
بال آیا	۶۳
بال بال دشمن ہے	۶۲
بال باندھا چور	۶۳
بال باندھا غلام	۶۲
بال باندھا نشانہ	۶۲
بال بیکا	۶۲
بال چھتری	۹۲
بال گوپال	۶۲
بالا بالا	۸۰
بالا دیا	۷۰
بالے میاں	۹۱
بالی	۹۰
بامن کی بیٹی دیکھے تو کلمہ پڑھے	۹۰
باندھنو باندھا	۶۲
باندیاں	۹۱
بانکپن	۸۰
بانگی	۹۴
بانہ بل	۶۹
بائیں چشم ہے	۸۱
بت بنا	۶۰
بت بن گیا	۸۵
بت مارا	۹۴
بتولا دیا	۷۶
بتیسی	۶۸
بتالگا	۸۴
بٹہ باز	۷۲
بجر ہے	۷۸
بجلی کی تلوار	۸۲
بجوگ پڑا	۸۱
بچ کھیلے	۹۱
بچھڑا	۷۳

بخت اڑگئے بلندی باقی ہے	۶۴	بس بھری	۹۴
بخت کھلے	۷۲	بس دیکھ لیا	۸۸
بدن پھیکا ہے یا پنڈا پھیکا ہے	۷۱	بس کرو	۸۸
بدن چرانا	۸۴	بس کی گانٹھ	۸۶
براچیتے	۶۱	بستار	۸۸
برالکھا	۷۶	بسم اللہ	۷۰
براوقت	۸۹	بسنت پھولے	۷۹
براماتا	۹۲	بسنت کی بھی ہے	۹۴
براہوا	۸۸	بسیرا لیا	۶۷
برابری	۶۴	بغل کا دشمن	۶۱
براق ہے	۸۷	بغل کا گھونسا	۹۴
برانا	۸۰	بغل میں بھینچا ہے	۶۸
برس کا دن	۸۴	بغلیں بجاتے ہیں	۷۲
برسوں جھولے	۶۰، ۷۱	بغلیں سونگھنا	۹۱
برف میں لگی ہوئی ہے	۹۳	بکھرا جاتا ہے	۷۸
برکی مارنی	۷۶	بگڑ گئے	۸۳
بڑبڑانا	۶۵	بل بل کیا	۷۴
بو بجس لگی ہے	۶۲	بل بھگوا	۸۲
بڑھائی	۸۵	بل بے	۶۹
بڑی بات نہیں	۸۷	بل نکالا	۸۵
بڑی فضیحت ہوگی	۷۳	بلاچٹ بلانوش	۷۷
بڑے دل کا آدمی	۷۹	بلا چاہتے ہیں	۸۹
بس	۸۸	بلا سے	۷۴

بلا کی طرح پیچھے پڑی	۷۵	بوڑھا نخرا ہلانا	۶۳
بلالوں	۷۲	بوغبند	۹۱
بلائیں لیں	۷۲	بوغما	۶۶
بلتی	۹۰	بوکھلانا	۸۶
بلوا	۷۹	بول بالا	۷۳
بم مہادیو	۶۸	بول چال	۶۸،۶۰
بن آئے	۹۳	بولی چالی	۶۸
بن ٹھن	۷۱	بولیاں سنتے ہیں	۸۹
بن کر کھیل بگڑ گیا	۸۱	بوتا	۵۹
بتاہی	۷۳	بوند ساون	۶۲
بندا	۸۵	بوند ہے	۶۵
بند باندھا	۸۴	بونگی	۸۹
بند میں گرہ لگائی	۷۸	بونگے ہیں	۸۵
بندھن وار	۷۱	بہار لوٹی	۸۸
بندگی	۹۲	بہت دنوں کو یاد کرے گا	۹۰
بندھوا	۸۵	بہت دور ہیں	۸۹
بوباس	۶۶	بہت گئی ہے تھوڑی رہی ہے	۷۵
بوبک	۷۳	بہروپ بدلنا	۸۲
بوٹا سا قد	۶۰	بھاری پتھر چوما چھوڑ دیا	۶۴
بوجھ بھار	۹۲،۶۶	بھاگ کھلے	۷۴
بورا ہے	۶۴	بھاگ لگے	۷۴
بوڑھا چونڈا ہلانا	۶۳	بھاؤ	۸۷
بوڑھا طوطا نہیں پڑھتا	۷۴	بھاویں نہیں	۷۷

بھبھوت ملے	٦٧	بھک ہوا	٧٨
بھبھوکا	٦٧	بھلا آدمی	٧٩
بھپارا دیا	٧٣	بھلس گیا	٨٥
بھٹکتی پھرتی ہے	٨٢	بھلمنسائی	٨٥
بھچک رہ گیا	٨٠	بھلے آئی	٨٧
بھنور	٩١	بھلے کا زمانہ نہیں	٧٦
بھدرک نہیں	٦٥	بھنڈ کرنا	٧٣
بھرا دربار	٩٣	بھوگ سنائی	٨٥
بھرا دیا	٧٣	بھوں چڑھانا	٧٩
بھر کے منہ گالی دی	٦٠	بھوں چڑھائے	٨١
بھرم کھولا	٦١	بھونچال	٧٧
بھرم کھلا	٩٢	بھونڈی	٧١
بھروسا	٨٩	بھیانک	٨٢
بھری رانیں	٩٣	بھیڑ بھاڑ	٩٠
بھری مجلس	٩٣	بھیڑ چھٹ گئی	٧٥
بھرے بھتولے	٨٣	بھیس بدلا	٩٢
بھرے بیٹھے ہیں	٦١، ٦٨	بے بات کے زبان نکلتی ہے	٨٤
بھرے ہوئے ہیں	٦٨	بے چراغ	٨٢
بھڑ کا چھتا	٩٠	بے دھڑک	٨٧
بھڑکا دیا	٧٧	بے ساختہ پن	٨٢
بھڑکنا	٨٠	بے کلی	٦٥
بھڑکی دی	٨٣	بے نقط سنائیں	٨١
بھسنڈ	٨٣	بیت المال	٩٠

بچل مال ۶۲
بچی ۶۲،۶۶
بیٹھک دی ۶۹
بیٹھن ۷۴
بیٹھے بٹھائے ۸۴
بیٹھے رہو ۷۸
بیچا ۶۳
بیچ کے گھڑے کی دے ۵۹
بیر دوڑائے ۷۴
بیڑا اٹھایا ۸۱
بیڑیاں منت کی پہنیں ۸۶
بیچ میں پڑنا ۹۰
بیل ۶۶
بیل منڈھے چڑھی ۸۲
بیلا ۶۶
بینڈھنا ۹۴

(پ)

پاپڑ بیلے ۱۱۰
پاتراب کیا ۹۸
پات کا کھڑکا ۱۱۳
پارے کی دیوار ۱۰۴
پاسنگ کو نہ پہنچے ۹۹
پاش پاش ۹۸
پالا ۹۸
پالا پڑا ۱۰۴
پالی ۱۱۲
پانچ ہے ۱۰۶
پانی اترا ۹۹
پانی بہانا ۹۷
پانی بھرے ۱۰۲
پانی پانی ہوگیا ۹۸،۱۰۲
پانی پھر گیا ۱۱۳
پانی پی پی کے کوستے ہیں ۱۰۴
پانی چڑھایا ۱۱۴
پانی چراتے ہیں ۱۱۳
پانی چھانا ۹۷
پانی سے پتلا ۱۰۴
پانی کی پوٹ ۱۱۰
پانی مرتا ہے ۱۰۴،۱۰۷
پانی نہ مانگے ۱۰۶
پانی ہارا ۱۱۲
پاؤں بھاری ہے ۱۰۰
پاؤں پھیلائے ۱۰۰
پاؤں پھیلائے سوتے ہیں ۱۰۰
پاؤں سو گئے ۱۱۹

پاؤں کا کھٹکا ۱۱۲
پاؤں کھینچا ۱۰۵
پاؤں کے نیچے کی مٹی بھی ایسی نہ ہووے گی ۱۱۶
پاؤں میں کیا مہندی لگی ہے ۱۰۰
پاؤں نکالے ۱۰۱، ۱۰۳
پاؤں نکلا ۱۱۸
پاؤں نہ دھلوائے ۱۰۵
پت جھڑ ۱۱۸
پتلا حال ہے ۹۸
پتواس ۱۱۷
پتھر پڑیں ۱۲۰
پتھر تلے کا ہاتھ ۱۰۱
پتھر تلے ہاتھ دب گیا ۱۰۱
پتھر ڈھوئے ۱۱۸
پتھر کی چھاتی ہے ۱۱۱
پتھر کی لکیر ہے ۱۱۱
پتھر نچوڑے ۱۱۵
پتھر نہیں پگھلتے ۱۰۶
پٹانا ۱۱۳
پٹی پڑے ۱۰۸
پٹھا ۹۶
پچ پڑ گئی ۱۱۰
پچتانا ۱۱۸

پچتا ۱۰۶
پچھلا پہر ۱۰۸
پچھیں ۱۰۷
پر لئے ۱۲۱
پر نہ مار سکے ۱۳۰
پر والے ۱۲۱
پرانے مردوں کی ہڈیاں اکھاڑتے ہیں ۱۱۷
پرائی آنکھیں کام نہیں آتیں ۱۲۲
پرچایا ۱۱۰
پرچک دی ۱۰۴
پرچھا ہو گیا ۱۰۶
پردہ کھل گیا ۱۱۶
پرزا ۱۱۴
پرسا ۱۱۸
پرملو ۱۰۵
پری کی مسجد ۱۰۷
پریوں کا اتارا ۱۱۵
پڑلایا ۱۱۸
پڑھا جن ہے ۱۳۰
پڑھا دیا ۱۱۴
پس و پیش رہتا ہے ۱۱۹
پسینا چھوٹا ۱۱۹
پشم بھی نہیں اکھڑتی ۱۱۶

پشم ہے	۱۱۵	پہاڑ کی چوٹی	۱۳۱
پکاپان ہے	۱۱۶	پہاڑ کی ڈانگ	۱۱۶
پکا پھوڑا ہے	۱۳۲	پہرے میں ہے	۱۱۵
پکھین	۱۱۶	پہلو مارنا	۹۹
پکھوا	۱۰۳	پہلی منزل	۱۱۱
پل بندھ گیا	۹۷	پہلے کہہ لو	۹۹
پل میں شیخی جھڑ گئی	۱۰۵	پہنچا	۱۱۱
پلاؤ کی رکابی اُنگی کہیں نہیں گئی ہے	۱۱۵	پھاپھا کٹنی	۱۳۰
پلٹ گئے	۱۲۱	پھاگ کھیلے	۱۰۹
پلٹے کھائے	۱۱۱	پھبتا	۱۳۱
پلشت	۱۰۰	پھپھولے پھوڑے	۱۱۹
پلک نہ جھپکی	۱۰۹	پھٹکار لگی ہے	۱۱۷
پلک نہ لگی	۱۱۹	پھٹے میں پاؤں	۱۱۶
پلہ بھاری ہے	۱۰۸	پھنڈا	۱۱۰
پلیتھن نکل گیا	۹۹	پھر سے اڑ گیا	۱۰۹
پنجے جھاڑ کر لپٹنا ہے	۱۰۱	پھر مانگو	۹۹
پنچھالا ہے	۱۱۸	پھرتی	۱۰۸
پنڈا پھیکا ہے	۷۱	پھریری لی	۱۰۹
پو پھٹی	۱۰۵	پھسل جاتا ہے	۱۳۲
پوجا	۱۱۰	پھسلنا پتھر	۱۰۶
پور پور	۱۱۷	پھل پایا	۱۱۹
پو پش	۱۳۰	پھوٹ سا کھل گیا	۱۳۲
پہاڑ سی ہے	۱۰۸	پھوٹ کر رو دیا	۱۱۳

پھول	۹۶	پیزار	۱۰۵
پھول آئے	۹۵	پیس ڈالا	۱۱۵
پھول پڑا	۹۵	پیس مارا	۱۱۵
پھول چنے	۹۶	پیک	۱۱۵
پھول کھلے	۹۶		
پھول گیا	۱۰۷	(ت)	
پھول ہوئے	۹۵	تار باندھا	۱۳۲
پھولوں کی سیج	۱۰۹	تار لگا نہ رہا	۱۳۰
پھونکا	۹۷	تار ٹوٹا	۱۳۳،۱۳۷
پھوہارا	۱۰۹	تار اڑا دیا	۱۳۵
پھیکا ہے	۱۲۰	تارا ہو گیا	۱۳۸
پیار نکالنا	۱۱۷	تاروں بھری رات	۱۳۹
پیالا ہوا	۱۰۶	تاروں کی چھاؤں	۱۳۴
پیٹ بھر کر ہے	۱۰۹	تارے چھٹکے	۱۳۲
پیٹ پکڑے پھرنا	۱۲۱	تارے گنے	۱۳۸
پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں	۱۱۷	تاڑ گئے	۱۳۷
پیٹ کا ہلکا	۱۱۲	تاک باندھی	۱۳۷
پیٹ مارا	۱۱۳	تاک جھانک	۱۳۶
پیچ پر پیچ	۱۱۸	تالو سے زبان نہیں لگتی	۱۳۲
پیچ مارا	۱۱۳	تان کے چٹاخ سے دھول مارئیے	۱۳۹
پیچھے پڑے	۹۸	تان کی جان	۱۳۸
پیر کا نیزہ	۱۰۰	تانبا	۱۳۷
پیر کیے	۱۱۷	تانبے کا تار نہیں	۱۳۷

تانبے کا چراغ ۱۳۶
تاؤ ۱۲۹
تپتا ہے ۱۳۷
تجھ سے پھرے تو خدا سے پھرے ۱۳۴
ترلہ کرتے ہیں ۱۳۴
تڑاقا ۱۳۷
تڑکا ہو گیا ۱۳۴
تسمہ لگا نہ رہا ۱۳۰
تعویذ کیا ۱۳۳
تکل ۱۳۵
تکلے سے بل نکلے ۱۲۵
تکیہ ۱۳۰
تکیہ کلام ۱۲۴
تل بیٹھے ۱۳۸
تل دھرنے کی جگہ نہیں ۱۳۴
تلا گودن کرنا ۱۳۳
تلپٹ ۱۳۵
تلچھٹ ۱۳۴
تلملانا ۱۳۳
تلوا کھجاتا ہے ۱۲۸
تلوار برستی ہے ۱۲۳
تلوار تولنا ۱۲۶
تلوار جڑی ۱۳۵

تلوار چلنا ۱۲۶
تلوار کا ڈورا ۱۲۵
تلوار کی آنچ ۱۲۴
تلوار میں بال پڑ گیا ۱۳۴
تلے اوپر زمین ہوئی ۱۲۸
تلے دانی ۱۲۵
تماشا بن گئے ۱۳۴
تمتمانا ۱۲۵
تن نہیں دیتا ۱۲۷
تنبول ۱۲۳
تنکے چنے ۱۳۹،۱۲۲
تنکے کو پہاڑ کر دکھاتا ہے ۱۳۲
تنکے کی اوٹ اور اوجھل پہاڑ ۱۳۹
تو سہی ۱۳۳
توا ہنستا ہے ۱۳۴،۱۲۹
توبہ دھاڑ ڈالی ۱۲۹
توبہ دھاڑ مچائی ۱۲۹
توپے جوڑے ۱۲۳
تودہ طوفان ۱۳۰
تور ۱۲۸
تورا ۱۲۹
توڑ جوڑ ۱۳۰
توڑا ۱۳۹

توے کی بوند ۱۲۶
تہ کر رکھو ۱۲۶
تہ ہے ۱۳۵
تھاہ پانی مشکل ہے ۱۳۲
تھپ گئی ۱۳۶
تھپکنا ۱۳۶
تھکارا ۱۳۶
تھکاریاں ۱۳۶
تھوڑا تھوڑا ہوتا ہے ۱۲۷
تیار ہے ۱۳۵
تیر دوسار ہوا ۱۳۰
تیر کر گیا ۱۳۲
تیر نہیں تو تکا سہی ۱۳۱
تیرا پیز کیا ۱۳۶
تیرے نام کی تسبیح پڑھتے ہیں ۱۲۷
تیری جان سے دور ۱۳۸
تیس دن ۱۳۸
تیسوں کلام اٹھائے ۱۲۴
تیش کھایا ۱۳۵
تیغ پر ہاتھ دھرا ۱۳۲
تیغا کیا ۱۲۷
تیکھا ۱۲۶، ۱۴۰
تیکھی ۱۴۰
تیل میں ہاتھ ڈالا ۱۳۳
تین دن قبر میں بھی بھاری ہوتے ہیں ۱۳۱
تین دن کی بادشاہت ۱۳۸
تیورا گئے ۱۲۸
تیور برے نظر آتے ہیں ۱۳۷
تیوری چڑھائی ۱۳۱، ۱۳۳
تیا کھایا ۱۴۰

(ٹ)

ٹالے بالے ۱۴۳
ٹانکا ۱۴۶
ٹپکی پڑتی ہے ۱۴۱
ٹٹول دیکھا ۱۴۲
ٹٹی کی اوجھل شکار ۱۴۱
ٹسوے بہائے ۱۴۱
ٹکٹکی باندھی ۱۴۱
ٹکٹکی پر کھڑا کیا ۱۴۵
ٹکڑ گدا ۱۴۳
ٹکورے ۱۴۲
ٹوپی والے ۱۴۰
ٹوپی سے مشورت کرتے ہیں ۱۴۱
ٹوہ میں ہے ۱۴۶
ٹہوکے دیے ۱۴۳

ٹھٹھر گیا ۱۴۳
ٹھسک ۱۴۳
ٹھگ گیا ۱۴۳
ٹھکانے لگا ۱۴۳
ٹھکرانا ۱۴۴
ٹھنڈک پڑی ۱۴۶
ٹھنڈے ٹھنڈے ۱۴۵
ٹھنڈیاں ۱۴۵، ۴۹۷
ٹھور ٹھکانا ۱۴۵
ٹھور رکھا ۱۴۴
ٹھوکر پہ ٹھوکر کھائی ۱۴۲
ٹھوکریں کھائی ۱۴۵
ٹھوکریں کھائیں ۱۴۴
ٹھونگا ۱۴۵
ٹھیک ۱۴۴
ٹھیک بنایا ۱۴۳

(ث)

ثابت کر تب منہ پر مار ۱۴۶
ثابت ہوئی ۱۴۶

(ج)

جابجڑا ۱۵۳
جا دھمکے ۱۵۵
جادو برحق ہے کرنے والا کافر ہے ۱۴۶
جادو کا پتلا ۱۶۱
جاگتی جوت ۱۵۷
جاگے گا سو پاوے گا ۱۵۲
جامہ سے باہر ہوا ۱۵۷
جامہ سے باہر ہو گیا ۱۵۱
جامہ کا گھیر ۱۵۸
جان پر کھیلے ۱۴۹، ۱۶۰
جان کھائی ۱۵۸
جان کیا پائی ۱۶۰
جان کے انجان ہونا ۱۵۸
جان کے ٹکڑے ۱۶۲
جان کے لالے پڑے ۱۵۸
جان لینے کو فرشتہ ۱۵۵
جان ہار ہے ۱۵۵
جان ہے تو جہان ہے ۱۵۱
جانے کے پچھن ہیں ۱۵۴
جاؤ بیٹھو ۱۶۱
جائیا ہے ۱۵۵
جب نہ تب ۱۵۴، ۱۶۰
جبن چھایا ۱۶۱
جتنا زمین کے نیچے ہے اتنا زمین کے اوپر ہے ۱۴۶

جڑی ۱۶۲
جس تس ۱۶۲
جفتی پڑ گئی ۱۵۲
جگت سیٹھ ۱۶۴
جگر میں آہ نہیں ۱۵۰
جگنو ۱۶۱
جگنوے کے گھر میں چراغ ۱۴۷
جلالیہ ۱۵۵
جلن آئی ۱۵۳
جلن چھٹی ۱۵۳
جلے بلے ۱۵۲
جلے پاؤں کی بلی ۱۴۹
جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ۱۰۹
جم جم ۱۵۳
جنگ زرگری ۱۵۰
جنگل میں منگل ۱۶۲
جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا ۱۴۶
جنون آتا ہے ۱۶۱
جواب نامہ ۱۴۷
جوانی دیوانی ۱۵۶
جوبن ٹپکتا ہے ۱۶۱
جوبن ڈھل گیا ۱۵۶
جوتیوں میں دال بٹی ۱۴۸

جوٹھا میٹھے کی لالچ کھاتے ہیں ۱۴۸
جوٹھوں منہ نہ چھوایا ۱۶۰
جوڑ ۱۴۸
جوڑا ۱۶۳
جوڑا لگایا ۱۶۴
جوگی کس کے میت ۱۵۴
جوہر کیا ۱۵۱
جوں توں ۱۵۹
جہاں تیلی نہ جاتی تھی وہاں موسل کیا ۱۵۰
جہاں ڈر ہے وہاں گھر ہے ۱۶۰
جہاں سے اٹھا ۱۴۸
جھاڑ کا کانٹا ۱۴۹
جھاڑ گیا ۱۵۱
جھانولی ۱۵۴
جھپکی لگی ۱۵۶
جھجک ۱۵۷
جھجکے ۱۵۸
جھرمٹ ۱۶۲
جھروکے ۱۶۴
جھڑوانا ۱۶۳
جھکجھولے ۱۵۸
جھل کھائے ۱۵۳
جھلانا ۱۵۹

جھلسا ۱۵۳
جھلملی سی چاندنی ۱۵۷
جھنجھلانا ۱۵۲
جھوٹا پانی ۱۵۴
جھوٹے ہاتھوں کتا بھی نہیں مارتے ۱۵۹
جھومر ۱۶۳
جھیلے ۱۵۹
جھینکنا جھینکتے ہیں ۱۵۶
جی اچٹ گیا ۱۶۳
جی بکھرا جاتا ہے ۱۶۲
جی بھر آتا ہے ۱۵۸،۱۶۰
جی بھر کر ۱۶۴
جی بیٹھا جاتا ہے ۱۵۹
جی پھٹ گیا ۱۵۹
جی جائے ہے ۱۶۰
جی چرانا ۱۵۵
جی چاہا ۱۵۳،۱۵۸
جی چھوٹ گیا ۱۵۲
جی دوڑا ۱۵۸
جی ڈوب گیا ۱۵۵
جی ڈہا جاتا ہے ۱۵۴
جی سائیں سائیں کرتا ہے ۱۵۴
جی سن سنایا جاتا ہے ۱۵۹
جی کو مارا ۱۵۴
جی کھپایا ۱۶۱
جی کی جی میں رہی ۱۵۱
جی گرا پڑتا ہے ۱۵۹
جی لڑایا ۱۵۲
جی متلاتا ہے ۱۵۷
جی میں جی آیا ۱۶۰
جی ہوا ہو گیا ۱۵۷
جیب کترا ۱۵۱
جیتی مکھی کون کھاتا ہے ۱۴۸
جیتے جی ۱۶۳
جیسا کوئی ہوتا ہے ویسا اسے نظر آتا ہے ۱۵۶
جیسا منہ ویسی تھپڑ ۱۵۰
جیسی روح اور ویسے فرشتے ۱۵۵
جیوٹ ۱۵۲،۱۵۷
جیوڑا ۱۴۹

(چ)

چاٹ لگی ۱۸۸
چار ابرو کی صفائی کی ۱۷۷
چار پانچ ۱۷۰
چارپائی میں کان نکلے ۱۸۵
چار چاند لگے ۱۷۷
چار چشم ۱۸۸

چاک دیا	۱۷۷	چٹکلا	۱۸۴
چاند تارا	۱۶۴	چٹکی لی	۱۸۳
چاند کنڈل بیٹھا	۱۶۵	چٹکیلی	۱۸۱
چاندنی کا اثر ہو گیا	۱۶۹	چٹکیاں بجیں	۱۸۶
چاندنی کا کھیت	۱۸۶	چٹکیوں میں اڑاتا	۱۶۸
چاندنی کھیت کیا	۱۶۸	چھپایا	۱۷۰
چاندنی مار گئی	۱۶۹	چچا بنا کے چھوڑیں گے	۱۸۵
چاؤ	۱۷۸	چخ مچائی	۱۷۲
چبلا	۱۸۱	چراغ اف کر دیا	۱۸۰
چپ تاندھی	۱۸۱	چراغ بڑھا	۱۷۱
چپاتی سا پیٹ لگ گیا	۱۸۶	چراغ پا ہوا	۱۶۸،۳
چپر خنی	۱۸۴	چراغ جلے	۱۸۶
چپکی لگی	۱۷۳	چراغ روشن مراد حاصل	۱۸۲
چت چڑھے	۱۷۸	چراغ ہو گیا	۱۷۲
چترائیاں	۱۸۳	چرغ چڑھے	۱۷۵
چتون بنا گئے	۱۸۰	چڑ	۱۸۰
چتون کہے دیتی ہے	۱۸۰	چڑچڑاتا	۱۷۱
چٹ سے مار بیٹھے	۱۸۵	چڑھا گیا	۱۷۳
چٹ کیا	۱۷۸	چڑھالیا	۱۸۷
چٹکا	۱۸۵	چڑیا کے بند چھڑا دو	۱۷۱
چٹکا لگا	۱۸۵	چڑیوں کے جھنڈ	۱۸۳
چٹکارے بھرے	۱۸۶	چغلخور	۱۶۸
چٹکارے لئے	۱۸۶	چکاچوندی	۱۸۳

چکاچوندی آئی ۱۷۲
چکاتا ۱۸۴
چکائی دی ۱۸۴
چٹکارا ۱۸۴
چکنی ۱۸۱
چکنا گھڑا ہے ۱۶۸
چکنا چور ۱۷۹
چل بسے ۱۷۳
چل بسا ۱۸۴
چل بہ چل ۱۷۸
چل بے ۱۷۶
چل دور ۱۸۳
چل نکلے ۱۶۶
چلا باندھا ۱۷۰، ۱۸۳
چلم پر آگ نہ رکھوائی ۱۷۰
چلن ۱۷۷
چلو میں الو ۱۷۴
چلو میں سمندر نہیں آتا ۱۷۴
چلوؤں روئے ۱۶۶
چمن چمن کے نام رکھے ۱۸۹
چنپئی رنگ ۱۷۷
چندیا پہ ایک بال باقی نہیں ۱۷۸
چنگا بنایا ۱۷۲
چنگاریاں ۱۸۰
چنگھاڑ ماری ۱۷۵
چنے سے بھنتے ہیں ۱۸۴
چوتڑوں پر پیاز کترتے ہیں ۱۷۴
چوتھی کھیلی ۱۸۱
چوتھے پانچویں ۱۸۱
چوٹی ایک کے ہاتھ ہے ۱۸۴
چوٹی کا ہے ۱۶۵
چوٹی والا ۱۶۵
چوٹیلا ۱۷۸
چوچلا ۱۷۶
چور ڈھلتے ہیں ۱۶۷
چور و چتر ۱۸۷
چور ہے دل میں ۱۸۸
چور رنگ لگایا ۱۷۶
چوری اور سرنگی ۱۷۴
چوک ۱۸۸
چوکی بھری ۱۸۳
چولی مسکی ۱۸۰
چونپ دے ۱۸۱
چوچل ہایا ۱۸۷
چھچھاتی ۱۸۱
چھچھاہٹ ۱۷۰

چہرہ اتر گیا	۲۱۴	چھری دو	۱۷۱
چھاتی بھر آئی	۱۷۰	چھری کٹاری بتاتے ہیں	۱۸۸
چھاتی پر مونگ دلنی	۱۶۹	چھڑ کاب	۱۶۵
چھاتی پک گئی	۱۷۷	چھڑی سواری	۱۷۱
چھاتی پہ سانپ پھر گیا	۱۷۶	چھکا دیا	۱۷۵
چھاتی پہ سانپ لوٹتے ہیں	۱۷۹	چھل	۱۸۴
چھاتی پہ سل ہے	۱۶۷	چھلاوا	۱۷۳
چھاتی سراپے	۱۷۹	چھلوری نکلی	۱۸۸
چھاتی کا پہاڑ	۱۷۵	چھنالا	۱۷۹
چھاتی کا جم	۱۶۵	چھند بند	۱۷۳
چھاتی کے کواڑ کھل گئے	۱۸۸	چھوا چھیڑا	۱۸۶
چھاجوں مینہ برستا ہے	۱۶۶	چھو بجھائی	۱۸۳
چھان مارا	۱۷۲	چھو منتر	۱۷۳،۱۸۰
چھاونی چھائی	۱۸۳	چھوٹ	۱۸۵
چھائیاں	۱۸۰	چھوٹا منہ بڑی بات	۱۶۹
چھب تختی	۱۷۵	چھتل	۱۸۷
چھت بندھی	۱۸۴	چھیڑنا	۱۸۶
چھتری ڈھونی	۱۷۴	چھینٹا دیا	۱۶۶
چھتیسی	۱۷۱	چھینٹے لڑے	۱۶۵
چھٹی کا دودھ یاد آیا	۱۷۴	چھینک ہوئی	۱۸۰
چھٹی کا راجا	۱۷۴	چیت	۱۷۲
چھٹی ملی	۱۸۲	چیتے کی لپک	۱۷۴
چھچھورا	۱۸۱	چیتے ہوئے	۱۷۶

چھپتے ہیں ۱۸۱
چہرے والا ۱۸۷
چھٹنا ۱۸۷
چیل انڈا چھوڑتی ہے ۱۷۷
چین سے کٹتے تھے ۱۸۳
چیند کی ۱۸۲
چیونٹی کو بھی پر لگے ۱۸۷

(ح)

حامی بھری ۱۸۹
حرارے لایا ۱۹۰
حرف آیا ۱۹۰
حرف نہیں اٹھ سکتا ۱۹۱
حرف ہے ۱۹۰
حرمت میں خلل آیا ۱۹۱
حف نظر ۱۸۹
حق بجانب ہے ۱۹۱
حق سرہ ۱۹۱
حق کہے سو مارا جائے ۱۹۱
حلال کیا ۱۹۰
حلجان ۱۸۹
حلق کے دربان ۱۹۰
حلقے آنکھوں میں پڑ گئے ۱۹۰
حلکم ڈالی ۱۹۰
حلوہ بے دود ۱۹۱
حمایتی کا ٹٹو عراقی کو لات مارتا ہے ۱۸۹

(خ)

خار کھایا ۱۹۶
خاک پھانکنا ۲۰۱
خاک جھونکی ۱۹۶
خاک چاٹ کر بات کرتے ہیں ۱۹۱
خاک چاٹ کے کان پکڑتا ۱۹۲
خاک چھانی ۱۹۳
خاک ڈالو ۱۹۲
خاک سی منہ پر اڑتی ہے ۱۹۴
خاک کا پتلا ۱۹۶
خاک میں سلایا ۱۹۸
خاک میں ملے ۱۹۵
خاکا اڑا ۱۹۲
خانہ جنگ ۱۹۹
خبر شرط ہے ۱۹۷
خبر عطر ۱۹۲
خدا پہ چھوڑ دو ۱۰۰
خدا خدا کرکے ۱۹۴
خدا درمیان ہے ۱۹۶

خدا سمجھے ۱۹۴
خدا سے بنی ۲۰۰،۱۹۶
خدا سے پھرے ۲۰۰
خدا کا چاند ۲۰۰
خدا کا سخی ۱۹۸
خدا کا گھر ۱۹۹
خدا کو مان ۲۰۰،۱۹۷
خدا کی باتیں ہیں ۱۹۵
خدا کی صاجبی ۲۰۱
خدا کے گھر سے پھرے ۱۹۸
خدا کے ہاں سے پھرے ۱۹۸
خدا لگتی کہو ۱۹۸
خدا معلوم ۲۰۱
خدا مہربان توکل مہربان ۲۰۰
خدا ناخن نہ دے جو سر کھجائے ۱۹۴
خدا وہ گھڑی کرے ۱۹۸
خدائی ہے ۱۹۷
خرائے ۱۹۵
خردماغ ۲۰۰
خسارہ دیکھا ۱۹۶
خسارا کھینچا ۱۹۶
خسارہ ہوا ۱۹۶
خضر ملے ۱۹۳
خط آیا ۱۹۹
خطا پاؤ گے ۱۹۸
خلل جائے ۱۹۹
خم ٹھونکا ۱۹۷
خم مارا ۱۹۷
خندی ۱۹۷
خوڑالی ۱۹۳
خواب میں نہیں دیکھا ۱۹۹
خوب تایا ۱۹۴
خوب سا گھڑا ۱۹۳
خوب گرد جھاڑی ۱۹۹
خوبی شعور کی ۱۹۷
خوبی لگاوٹ کی ۲۰۰
خوش آمد کی ۱۹۷
خوش ڈول ۱۹۷
خوش قسمتی ۱۹۸
خوش گپ ۱۹۵
خوگیر کی بھرتی ۲۰۱
خون پر کمر باندھی ۱۹۳
خون چٹایا ۲۰۱
خون سفید ہو گیا ۱۹۳
خون کا پیاسا ۱۹۵
خیلا ۱۹۶

(د)

داداآدم کے پوتے ہیں ۲۲۵

دارو ۲۱۳

داغی غلام ۲۰۱

دال چپو ہونا ۲۲۹

دال نے عین ہو ۲۰۱

دال میں کالا ہے ۲۰۲

دال نہیں گلتی ۲۲۷

دام دینے آئے ۲۲۹

دام کئے ۲۲۲

دام کئے اور کوڑی کئے ۲۲۹

دامن جھاڑنا ۲۴۴

دامن سے لگے ہیں ۲۴۴

دان کرنا ۲۱۹

دانت تیز کیے ۲۲۴

دانت رکھتا ہے ۲۰۸

دانت سے دانت بجتے ہیں ۲۰۷

دانت کھٹے ہوگئے ۲۰۷

دانت ہے ۲۳۲

داناکل کل ۲۱۰

دانتوں پہ میل نہیں ۲۳۴

دانتوں سے زمین پکڑی ۲۰۶

دانتوں کے نیچے زبان ڈالی ۲۳۵

دانتوں میں انگلی دبائی ۲۳۲

دانتوں میں تنکا پکڑا ۲۰۷

دانہ دان ۲۳۳

دانہ زرد ۲۲۲

داؤمیں آیا ۲۳۰

دائی سے پیٹ نہیں چھپتا ۲۰۹

دائی کے سرپان پھول ۲۰۲

دبانا ۲۴۳،۲۳۸

دباؤ ۲۱۱

دبکنا ۲۴۶

دبنگی ۲۳۵

دبیل ۲۱۱

دبے پاؤں ۲۰۹

دردامن ۲۲۹

دردر ۲۲۴

درگور ۲۴۱،۲۱۳

دروازہ دیا ۲۴۵

دریاکاسا پھیر ۲۲۰

دریامیں رہنااور مگرمچھ سے بیر ۲۳۰

دریائی دے ۲۰۲

دریائی گھوڑا ۲۳۱

دڑکادیا ۲۲۱

دست بہ قبضہ ہوئے ۲۳۴

دست لگ گئے ۲۴۰
دست و قلم ۲۰۴
دستک ۲۴۴
دستار بدل ۲۲۷
دس گز کی زبان ۲۰۷
دسوں انگلیاں چراغ ہیں ۲۲۸
دشمن زیرپا ۲۰۷
دشمن کہاں بغل کے نیچے ۲۲۹
دغدغہ ۲۲۳
دق ہے ۲۲۸
دکان چلتی ہے ۲۱۶
دکھ بتایا ۲۲۴
دکھتی کہی ۲۳۹
دل آیا ۲۲۸، ۲۴۴
دل اچاٹ ہو گیا ۲۲۷
دل اٹکا ہے ۲۴۲
دل بادل ۲۱۸
دل بھر آتا ہے ۲۱۴، ۲۳۷
دل بھر رہا ہے ۲۳۳
دل بیٹھا جاتا ہے ۲۴۰
دل پاتا ۲۴۲
دل پایا ۲۲۰
دل پہاڑ ہے ۲۴۰
دل پھٹ گیا ۲۱۵
دل پھر گیا ۲۳۶
دل چراتا ۲۳۲
دل چلا ۲۰۳
دل چھپاتا ۲۳۶
دل خالی کرنا ۲۳۳
دل دھڑکتا ہے ۲۲۷
دل دیا ۲۲۸
دل دیکھنا ۲۱۶
دل دیکھے ۲۲۸
دل دینا ۲۲۶
دل ڈوبا جاتا ہے ۲۳۳
دل رہ گیا ۲۳۸
دل سے اتر گیا ۲۲۰، ۲۴۱
دل کا بخار نکلا ۲۱۴
دل کڑا کیا ۲۴۱
دل کو پہاڑ بنایا ۲۲۶
دل کو لگی ہے ۲۳۱، ۲۳۳
دل کہنے میں نہیں ۲۰۵
دل کھول کے ۲۱۴، ۲۲۰
دل کی دل میں رہ گئی ۲۳۶
دل کی گھنڈی کھلی ۲۲۱
دل کی لگی ۲۳۸

دل گیا	۲۳۶	دم بند کیا	۲۳۸
دل لگا	۲۲۷	دم بند ہے	۲۱۹
دل لگانا	۲۲۸، ۲۴۳	دم بھر	۲۱۸
دل لگی	۲۱۲	دم بھرتے ہیں	۲۱۵
دلدر	۲۳۱	دم توڑنا	۲۴۴
دل میلا ہے	۲۲۰، ۲۲۹	دم چرایا	۲۲۱
دل میں آیا	۲۴۳	دم داب کے بھاگا	۲۲۲
دل میں باقی نہیں ہے	۲۴۲	دم درود نہیں	۲۳۴
دل میں کچھ نہ آیا	۲۴۳	دم دلاسا دیا	۲۱۶
دل میں کھوٹ ہے	۲۰۸	دم دیتا ہے	۲۳۰
دل میں گھر کیا	۲۱۸	دم دینا	۲۳۳
دل میں ہوک اٹھی	۲۳۸	دم رک رک کر آتا ہے	۲۴۵
دلسیاب	۲۳۶	دم رکتا ہے	۲۱۰
دل نہیں رہا ہے	۲۴۲	دم سادھ گیا	۲۱۷
دل نہیں رہتا	۲۴۴	دم قدم	۲۰۵
دل نہیں ملتا	۲۲۹	دم کھارہے	۲۱۶
دل نہ بیچا	۲۴۵	دم کیا	۲۱۳
دل ہاتھ میں رکھنا	۲۳۶	دم کے دم	۲۳۰
دل ہل گیا	۲۳۷	دم گھٹتا ہے	۲۳۱
دل ہی دل میں	۲۴۰	دم لینا	۲۳۴، ۲۳۹
دم الٹ گیا	۲۴۱	دم لے تو سر کٹے نہ دم لے تو مرے	۲۰۶
دم باز	۲۲۵	دم لے لے کے	۲۱۳
دم بخود	۲۲۲	دم مارنا	۲۲۰

دم مارنے کا مقدور نہیں	۲۳۶	دو آنسو بہانا	۲۲۸
دم مارنے کی بات نہیں	۲۲۷	دو آنسو ڈالے	۲۲۴
دم میں دم	۲۳۸	دو انگلی سی ملنی	۲۴۵
دم میں دم آیا	۲۱۱	دو باتیں	۲۳۵
دم ناک میں ہے	۲۰۴	دو بدو	۲۱۴
دم نقد	۲۳۲	دو بھر	۲۳۰
دم نہیں لیا	۲۴۳	دو چنتی	۲۲۵
دم ہوا ہوا	۲۳۱	دو جہاں سے گئے	۲۲۶
دن بھاری	۲۱۶	دو جی سے ہے	۲۲۳
دن پھرے	۲۰۳	دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی	۲۰۷
دن دھاڑ	۲۲۴	دو دولا	۲۱۵
دن دیے	۲۱۷	دو دن کی بات ہے	۲۴۶
دن ڈھلے	۲۴۴	دو دن کی چاندنی ہے	۲۱۷
دن سیدھے	۲۲۲	دو دن کی چاہ	۲۴۳
دن گئے	۲۴۲	دو دن کی زندگی	۲۴۲
دن لگے	۲۰۴	دو دن کی ہوا پر غرور	۲۴۵
دنگل	۲۲۹	دو دو باتیں	۲۴۷
دنوں کو روتے ہیں	۲۲۸	دو دو ہاتھ اچھلا	۲۱۰
دنیا سے اٹھے	۲۳۳	دو سار ہوا	۲۱۷
دنیا کا ابھی کیا دیکھا ہے	۲۳۳	دو قدم	۲۳۷
دنیا کو لات ماری	۲۲۵	دو گھڑی کا تڑکا	۲۳۰
دنیا کی ہوا کھائی	۲۳۹،۲۱۴	دو منہ ہنس لینا	۲۹۷،۲۲۳
دنیا ہو اور تو ہو	۲۳۲	دو جتر مارا	۲۴۴

دو ہی دن میں ۲۳۰
دوا کی تاثیر تیسرے دن معلوم ہوتی ہے ۲۳۴
دوا لگی ۲۴۵
دوال بند ۲۴۵
دودریک ۲۲۹
دودھ کا جلا چھاچھ پھونک کر پیتا ہے ۲۰۳
دودھ کی مکھی سی نکال کر پھینک دیا ۲۳۹
دودھوں نہائے پوتوں پھلے ۲۲۴
دور اس سے ۲۱۳
دور پار ۲۲۵،۲۰۸
دور سرک ۲۲۷
دوڑ دوڑ آنا ۲۳۷
دوڑ دوڑ کے جاتا ہے ۲۴۱
دوڑ دھپا ۲۲۴
دوزخ کی آنچ ۲۴۰
دوس دینا ۲۱۳
دوکھا ۲۲۹
دوکھنا ۲۳۹،۲۳۷،۲۱۰
دوگانہ پھل ۲۳۳
دولہ بھائی ۲۰۷
دولہا کے ساتھ برات ۲۰۲
دول لگی ہے ۲۴۵
دونا ۲۴۴
دونا دیا ۲۲۵
دونوں جہاں سے گئے ۲۴۵
دونوں جہاں میں بھلا ہو ۲۲۷
دونوں وقت ملتے ہیں ۲۰۸
دونوں ہاتھوں سے تالی بجتی ہے ۲۱۲
دوہاجو ۲۲۵
دہاکے دیے ۲۳۹
دہائی دی ۲۰۵
دہریہ ۲۴۱
دہکتا گولا اٹھایا ۲۲۳
دہل گیا ۲۲۴
دہلا دیا ۲۳۵
دھار پر مارتے ہیں ۲۳۲
دھاڑ کی دھاڑ ۲۴۱
دھاڑیں ماریں ۲۳۲
دھب پڑا پایا ۲۳۰
دھتا دیا ۲۲۸
دھتکار دیا ۲۳۱
دھج ۲۳۶
دھچکا ۲۳۲
دھرانا ۲۴۳،۲۴۱
دھرا ہی رہے گا ۲۳۲
دھڑ دھڑکا ۲۳۰

دھری رہتی ہے	۲۳۶	دھواں ہے	۲۳۸
دھڑکا	۲۱۱	دھوپ اڑا دیے	۲۳۸
دھڑلے	۲۳۰	دھوپ دینا	۲۱۹
دھڑیوں مزے لوٹنے	۲۰۹	دھوپ کھانا	۲۱۹
دھڑلی جمائی	۲۱۹	دھوپ لینا	۲۱۹
دھڑی دھڑی کرکے لٹے	۲۱۰	دھول دھپا	۲۰۶
دھڑی دھڑی کرکے لوٹا	۲۳۴	دھولیا قسم	۲۰۹
دھکاریا	۲۴۱	دھوم دھام	۲۰۳
دھکاشیکان کا	۲۴۱	دھونی لگائی	۲۳۵،۲۳۹
دھم رہ گیا	۲۱۱	دھویادیدہ	۲۰۶
دھم سے کودے	۲۲۴	دھویں اڑائے	۲۰۵،۲۳۹
دھم سے گرے	۲۲۴	دھیان پر نہیں گذرتا	۲۳۱
دھما چوکڑی	۲۳۰	دھیان چڑھ گیا	۲۳۵
دھمادھم	۲۳۲	دھیری ہے	۲۰۲
دھمال کھیلتے ہیں	۲۲۷	دھیلی کی نہاری میں کمخواب کا ٹکڑا	۲۳۶
دھمکانا	۲۲۲	دھینگا دھینگی	۲۳۵
دھن	۲۲۲،۲۴۲	دھینگا مستی	۲۲۵
دھندلے کا وقت	۲۱۰	دیا سلائی	۲۲۱
دھندلے یاد ہیں	۲۰۹	دیدے کی صفائی	۲۳۷
دھنیے کی کھوپڑی میں پانی پلانا	۲۲۳	دیکھ بھال	۲۲۰
دھوکر چھلا اٹھایا	۲۰۸،۲۲۳	دیکھانہ دیکھا	۲۲۲
دھواں	۲۱۵	دیکھانہ سنا	۲۲۰
دھواں دھار	۲۱۹	دیکھتا کیا ہے لگے	۲۲۳

دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے ۲۱۷
دیکھنے والا ۲۰۳
دیکھ بھال کر ۲۰۲
دیکھی بھالی ہے ۲۰۲
دیکھے بھالے ۲۳۰
دیکھے بھالے ہیں ۲۴۳
دے مارا ۲۳۱
دیوار بجراتے ہیں ۲۳۰
دیوالہ نکلا ۲۰۶
دیوتا ۲۳۱
دیوی کارن ۲۰۹

(ڈ)

ڈانواڈول ۲۴۶
ڈبڈبانا ۲۴۶
ڈبڈبائی آنکھ ۲۵۰
ڈبکا ۲۴۶
ڈبودیا ۲۴۸
ڈٹ جانا ۲۴۸
ڈٹ گیا ۲۵۰
ڈر کے مارے ۲۴۸
ڈگ ۲۵۱
ڈلک ۲۴۸
ڈنڈ پیل ۲۴۸
ڈنکا ڈالنا ۲۵۰
ڈنکے بجانا ۲۵۰
ڈوبا نام اچھالا ۲۵۰،۲۴۹
ڈوریا ۲۴۷
ڈوری بانٹی ۲۴۸
ڈول ۲۵۱،۲۴۹
ڈہڈہے ۲۵۰
ڈھاڑیں ماریں ۲۵۰
ڈھانچہ ۲۵۱،۲۴۹
ڈھب کڈھب ۲۵۰
ڈھپ ۲۴۸
ڈھنائی ۲۴۹
ڈھل گیا ۲۴۷
ڈھول سے کھال بھی گئی ۲۵۰
ڈھونڈ ڈھانڈ ۲۴۹
ڈھویا آیا ۲۴۷
ڈھیٹ ۲۴۷
ڈھیر ۲۴۹
ڈھیل ۲۴۷
ڈھیلا پیچ ۲۵۱،۲۴۹
ڈھیلے پیچ ۲۴۸
ڈیڑھ اینٹ کی مسجد اپنی جدا ہی بناتے ہیں ۲۴۸

(ذ)

ذات اگت ڈالی ۲۵۱

ذقند بھری ۲۵۱

ذوالحال ۲۵۱

(ر)

رات بیمار پہ بھاری ہوتی ہے ۲۵۶

رات تھوڑی سانگ بہت ۲۵۴

رات کی رات ۲۵۶

راج کرے ۲۵۸

راس نہیں ہے ۲۵۴

رام کہانی ۲۵۶

راہ پر آنا ۲۵۵

راہ تکنا ۲۵۵

راہ دیکھنا ۲۵۵

راہ لگ ۲۵۵

راہ لے ۲۵۵

راہ ہوائی ۲۵۵

رائی کائی کر دیا ۲۵۳

رائی نون تیری آنکھوں میں ۲۵۸

رپ رپ چلنا ۲۶۰

رتی جاگی ۲۵۲

رتی چمکی ۲۵۲

رٹ گئی ۲۵۸

رجھا گیا ۲۵۷

رچنا ۲۵۹

رخنہ پایا ۲۶۰

رزالی ۲۵۷

رزق کا کیڑا ۲۵۴

رستی دکھلائی ۲۵۸

رستے بند ہوتے ہیں ۲۵۹

رشتہ ناتا ۲۶۰

رفو چکر میں آگئے ۲۵۶

رکابی سامنے ۲۵۷

رکاوٹ ۲۵۷

رکنا ۲۶۰

رکھائی بتلائی ۲۵۷

رکھائیاں دیں ۲۵۸

رکیلا ۲۵۳

رنگ رچا ۲۵۷

رنگ رلیاں ۲۵۷

رنگ فق ہو گیا اور منہ فق ہو گیا ۲۵۲

رنگ کٹ گیا ۲۵۵

رنگ لایا ۲۵۴

رنگ محل ۲۶۰

رواں رواں کر دیا ۲۵۳

روبیٹھے	۲۵۶	رتجگا	۲۶۰
روڈالا	۲۵۸	ریز کرنا	۲۵۸
روپ بدلنا	۲۶۰	ریس	۲۵۹
روپ روئیں بھاگ کھائیں	۲۵۳	ریشم کی سی گانٹھ	۲۶۰
روتے گیا مرنے کی خبر لایا	۲۶۰		
روح دوڑی	۲۵۶	(ز)	
روح نہیں ملتی	۲۵۶،۲۵۴	زانو پر ہاتھ مارنا	۲۶۷
روزگار	۲۵۶	زبان اولا ہو گئی	۲۶۹
روزی کو گئے نماز گلے پڑی	۲۵۳	زبان پر سر دیتے ہیں	۲۶۴
روغن قاز ملا	۲۵۴	زبان چلتی ہے	۲۶۷
روک ٹوک	۲۵۸	زبان پھیری	۲۶۸
روکھا ہوا	۲۵۹	زبان تھامو	۲۶۶
روکھی پھیکی	۲۵۲	زبان چلتی ہے	۲۶۷
روگ بسایا	۲۵۷	زبان درازی	۲۶۶
روندا	۲۵۶	زبان دی	۲۶۶
روند ڈالا	۲۵۶	زبان سنبھالو	۲۶۷
روندن میں آگئے	۲۶۰	زبان سے زبان لڑانا	۲۶۱
رونگٹے کھڑے ہو گئے	۲۵۲	زبان کھولا	۲۶۶
رونی صورت	۲۵۵	زبان کی	۲۶۳
رونے کا تار باندھا	۲۵۹	زبان کے نیچے زبان ہے	۲۶۸
رہی باندھی	۲۵۴	زبان کیلنا اور منہ کیلنا	۲۶۱
رہی سہی	۲۵۶	زبان نکالی ہے	۲۶۸
رے واو زبر رو ہو	۲۶۰	زبان نہیں رہتی	۲۶۷

زبان ہاری ۲۶۸
زبان ہلادی ۲۶۴
زبان ہلانے سے کام نکلتا ہے ۲۶۸
زٹل ہانکتا ہے ۲۶۳، ۲۹۷
زخم جھیلے ۲۶۴
زرا چہرے کے نیچے دم لے ۲۶۳
زر کستا ہے ۲۶۳
زرگری ۲۶۹
زردہ بھسکنا ۲۶۲
زردرو ۲۶۸
زرق برق ۲۷۰
زز ۲۶۸
زرنگ مارتا ہے ۲۶۳
زعم ہے ۲۶۲
زفیل ۲۶۹
زمانہ ایک طرح کا ہے ۲۶۸
زمانے کی ہوا بدلی ۲۶۶
زمانے کی ہوا رنگ بدلتی ہے ۲۶۹
زمانہ نازک ہے ۲۶۴
زمین آسمان کا فرق ۲۶۷
زمیں پاؤں سے لگا رہی ہے ۲۶۵
زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہے ۲۶۲
زمین پر پاؤں نہیں رکھتا ۲۶۳
زمین پکڑی ۲۶۵
زمین پھٹے اور سما جائے ۲۶۱
زمین ٹل جائے اور یہ نہ ٹلے ۲۶۳
زمین دیکھی ۲۶۲
زمین سخت اور آسمان دور ۲۶۱
زمین سر پر اٹھائی ۲۶۴
زمین سے آنکھ لگ رہی ہے ۲۶۶
زمین کا پیوند ہو ۲۶۱
زمین کا گز بنے پھرتے ہیں ۲۶۴
زمین کانہ آسمان کا ۲۶۶
زمین کھا گئی یا آسمان ۲۶۳
زمین میں گڑ گیا ۲۷۰
زن زر زمین ۲۶۳
زنجیر کیا ۲۶۹
زندگانی پانی کا بلبلہ ہے ۲۶۳
زندگی کے دن پورے کرتے ہیں ۲۶۴
زور ۲۶۵
زور بچنا ۲۶۷
زور دکھلایا ۲۷۰
زوروں پر چڑھا ہے ۲۶۵
زوف زاف ۲۶۳
زہر کھلایا ۲۶۴
زہر کی پڑیا پھانکی ۲۶۲

زہر کی گانٹھ ہے ۲۶۸
زہر کے گھونٹ گھونٹنا ۲۶۴
زہر لگتی ہے ۲۶۷
زہر پگھل گیا ۲۶۵
زیست کے دن بھرتے ہیں ۲۶۶

(س)

ساہن کے مول پڑنے لگیں ۲۷۶
ساتا روہن ۲۸۳
سات پانچ کرتے ہیں ۲۹۲
ساتھ سوتا منہ چھپانا ۲۷۶،۲۹۷
ساچق ۲۹۱
سادہ خو ہے ۲۸۶
ساری خدائی ۲۹۰
ساقی ہو اور دنیا ہو ۲۹۱
سامنا کیا ۲۸۶
سامنے کی آنکھیں پھوٹیں ۲۸۷
سانا ۲۸۰
سانپ چھاتی پر پھر گیا ۲۷۲
سانپ سونگھ گیا ۲۷۲
سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے ۲۷۱
سانپ کا من ۲۹۱
سانپ کھلانا ۲۸۷

سانپ کی سی لہر ۲۸۷
سانپ کے پاؤں پیٹ میں ہوتے ہیں ۲۷۰
سانپ کے نیچے کا بچھو ۲۷۸
سانچ کو آنچ نہیں ۲۸۰
سانچ کو آنچ نہیں آتی ۲۷۴
سانچے میں ڈھالا ہے ۲۹۴
سانس گہری لی ۲۷۹
سانولا سلونا ۲۹۶
ساون کے اندھے کو ہرا ہرا سوجھے ۲۸۴،۲۹۸
سائیں داتا مولا ۲۹۲
سب کے کان میں پھونک دیا ۲۸۹
سبزا ۲۸۴
سبز باغ دکھلایا ۲۷۶،۲۹۷
سبز پری ۲۸۵
سبز گھوڑا ۲۷۳
ست سیتا ۲۷۴
ست بار دیا ۲۹۵
ستاروں کی کنج ۲۸۸،۲۹۰
ستری بہتری ۲۷۹،۲۹۸
ستم ڈھایا ۲۷۷
ستونتی ۲۷۴
ستھراؤ ۲۹۴
ستھرائی پھیری ۲۷۶

شاک	۲۸۴	سر پر گھر اٹھایا	۲۸۹،۲۸۳
سنہ گئے ہیں	۲۷۹	سر پر نقارے بجے	۲۸۶
سٹھنی	۲۷۴	سر پر ہاتھ پھیرا	۲۹۰،۲۸۸
سج دھج	۲۸۹	سرپوش کھل گیا	۲۸۲
سچ کا زمانہ نہیں	۲۸۷	سر پھرا ہے	۲۸۶،۲۸۲
سچ مچ	۲۸۵	سر تیز	۲۹۰
سدھ بدھ	۲۷۱	سر جوڑنا	۲۷۳
سدھارو	۲۹۵	سر جھاڑ منہ پہاڑ	۲۸۵
سراپا	۲۹۰،۲۸۷	سر چڑھایا	۲۷۳
سر اٹھایا	۲۷۱، ۲۷۹	سر چڑھتا ہے تو سر کے بل گرتا ہے	۲۸۲
سر بکتے ہیں	۲۸۹	سرخاب کا پر لگا ہے	۲۹۶
سر پٹکا	۲۸۳	سرخاب کا پر ہے	۲۸۲
سر پر آفتاب آیا	۲۸۸	سر دھنا	۲۷۷
سر پر اٹھالیا	۲۸۳	سر ڈوب	۲۸۱
سر پر احسان کیا	۲۸۰	سر ڈھکا	۲۹۳
سر پر بن گئی	۲۸۸	سر زبان پر دیتے ہیں	۲۸۰
سر پر بیاباں اٹھایا	۲۸۴	سرتی کا تیل	۲۹۷
سر پر پاؤں رکھے	۲۷۵	سر سہرا	۲۹۵
سر پر دھمال ہے	۲۸۰	سر سے کفن باندھا	۲۷۸
سر پر زمین اٹھائی	۲۸۴	سر سے کھیل جانا	۲۹۴
سر پر صدقے	۲۸۶	سر سے لگا پاؤں تک	۲۷۱
سر پر قرآن رکھا	۲۸۸	سر سے مارا	۲۹۳
سر پر قضا کھیلتی ہے	۲۸۸	سر کو بکھیرا	۲۸۱

سر کھپ	۲۸۴	سن ہو گیا	۲۸۷
سر کھپایا	۲۸۱،۲۷۸	سناٹا	۲۸۳
سر کیا	۲۸۶	سناٹے کی ہوا	۲۹۳
سر کے بل	۲۷۷	سنائی آئی	۲۷۵
سر کے ساتھ ہے	۲۸۳	سنڈا	۲۹۶
سر منڈاتے ہی اولے پڑے	۲۹۱	سنسان	۲۸۵
سر میں کھائی	۲۸۱	سنکار دیا	۲۸۰
سر نہیں اٹھانے دیتا	۲۸۷	سنگ آمد و سخت آمد	۲۹۵
سر ہلایا	۲۹۰	سنوارنا	۲۹۵
سرمہ آنکھوں میں دیا	۲۸۹	سو جتن کیے	۲۹۱
سرو قد تعظیم	۲۷۵	سوچکنا	۲۹۵
سڑاندا	۲۸۲	سو چھپاویں	۲۸۵
سفیدی آئی	۲۷۳	سو سنار کی نہ ایک لوہار کی	۲۷۲
سکہ بٹھایا	۲۷۸	سو سو بل کھائے	۲۹۳
سگھڑ	۲۹۳	سو سو نام دھرے	۲۸۶
سگھڑپن	۲۹۲	سو غلاموں گھر سونا	۳۹۸،۲۷۹
سلام کیا	۲۹۴	سو کے ایک	۲۸۲
سلامی	۲۸۳	سوا نیزہ پہ سورج آیا	۲۸۸
سلائیاں پھیریں	۲۸۱	سوت	۲۹۳
سم لیا	۲۹۶	سوتی بھڑ جگائی	۳۹۸،۲۷۹
سمندر بلویا	۲۸۱	سوتے مردے جگائے	۲۸۵
سمویا	۲۸۷	سوتے نصیب جاگے	۲۷۹
سن سناٹا	۲۹۳	سوجھتا کرے	۲۸۰

سوخت ۲۸۶
سودا دست بدست ہوا ۲۹۶
سوفتہ ۲۸۸
سوکن ۲۹۳
سوکھ کر ہدف ہو گیا ۲۷۹
سوکھا ٹھنٹھ ۲۹۲
سوکھا سہا ۲۸۳
سوکھے سہا ۲۹۲
سون کھنچے ۲۸۷، ۲۹۷
سونا اچھالے جاتے ہیں ۲۷۵
سونا جانے کسے سے آدمی جانے
بسے سے ۲۸۰، ۲۹۸
سونا سگند ۲۷۸
سونا سوگند ۲۷۱
سوندھا ۲۹۶
سونے نے کھڑاؤں منگے ۲۷۳
سونے کی چڑیا ۲۷۸
سویا اور چوکا ۲۹۰
سویرا ۲۹۱
سہاگ گہرا ہے ۲۸۴
سہانا ۲۹۶
سہم گیا ۲۹۷
سیاں ۲۸۱
سیانا ۲۸۹
سیاہی نے دبایا ۲۷۴
سیتلا کھاجا ۲۸۲
سیٹی ۲۷۸
سیدھا بنایا ۲۷۹/۲۸۷
سیدھا سا ہے ۲۷۴
سیدھا کیا ۲۷۹
سیدھی سنائی ۲۷۰
سیدھی نظر ۲۸۲
سیدھے سادے ۲۸۵
سیل کا کونڈا ۲۹۳
سیلانی فقیر ۲۸۹
سینہ سپر ۲۷۶
سینہ سلپٹ ۲۹۲
سینہ کا ابھار ۲۹۶

(ش)

شاخ زعفران آپ کو سمجھتے ہیں ۳۰۱
شاخ زعفران بنے ہیں ۳۰۱
شاخسانہ ۳۰۱
شام پھولی ۲۹۹
شان گی ۳۰۰
شان میں جفتے پڑے ۲۹۷

شاہ دریا ۳۰۲
شتاہ ۲۹۹
شد خوری ۲۹۷
شرط باندھی ۳۰۰
شرط بدی ۳۰۰
شلا ۳۰۱
شلنگ بھرنی ۳۰۱
شمع دکھلائی ۳۰۰
شمع کو چور لگا ۳۰۱
شور بور ۲۹۸
شور دلوایا ۲۹۸
شور و شرابا ۲۹۸
شوم کیسے نہیں ۳۰۰
شہ دی ۳۰۱
شہ زور ۳۰۰
شہد کی چھری ۲۹۸
شہر بدر کیا ۳۰۰
شہر شملہ پڑا ہے کیا ۲۹۷
شیخی جھڑ گئی ۲۹۸
شیخی طاق پر رکھیے ۲۹۷
شیخی گل ہو گئی ۲۹۸
شیخی نظر آئی ۲۹۸
شیر کی بولی بولتے ہیں ۳۰۱
شیشہ باز ۲۹۹
شیشہ میں اتارا ۲۹۹
شیطان کا لشکر ۲۹۸
شیطان کی آنت ۲۹۹
شیطان لگا ہے ۳۰۲

(ص)

صاحب سلامت ۳۰۲
صاحبی کرتے ہیں ۳۰۳
صبح خیزیا ۳۰۳
صبح کا بھولا شام کو گھر پھرے تو اسے بھولا نہیں کہتے ۳۰۳
صبر سیٹنا ۳۰۳
صراحی دار گردن ۳۰۳
صف الٹ گئی ۳۰۳
صف کی صف الٹ دی ۳۰۳
صلواتیں سنائیں ۳۰۲

(ض)

ضد کرنا ۳۰۴

(ط)

طاق پر رکھے ۳۰۵
طباق سا منہ ۳۰۶
طبق ۳۰۴
طوراجاتا ۳۰۵
طوطیا باندھا ۳۰۵
طوطی کی سی آنکھیں پھیریں ۳۰۵
طوطے اُڑ گئے ۳۰۵
طوفان اُٹھایا ۳۰۴

(ظ)

ظالم کی رسی دراز ہوتی ہے ۳۰۶

(ع)

عاشق کو آہ بھی سولی ہے ۳۰۸
عاشق اور آنکھ لگانی ۳۰۶
عاشق اور زور آوری ۳۰۶
عشق اللہ ۳۰۷
عشق ہے ۳۰۸
علاج کیا ۳۰۷
علی کے تیغ کی مار ۳۰۷
عمر بھر ۳۰۸
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے ۳۰۷
عید کو بینت رکھا ۳۰۶

(غ)

غٹ ۳۰۸
غٹ پٹ ۳۰۸

(ف)

فاقہ مست ۳۱۰
فرے اُڑ گیا ۳۱۱
فرش ہو گیا ۳۱۱
فرشتہ پر نہیں مار سکتا ۳۰۹
فرشتہ خان ۳۱۰
فرشتہ کا بھی لگاؤ نہیں ۳۱۰
فرشتہ نے گھر دیکھ لیا ۳۱۰
فرشتے بھول گئے ۳۱۰
فرشتے دکھائی دے ۳۰۹
فرشتے سے بھی بگڑ سکتے ہیں ۳۱۰
فرشتے کے بھی پر جلتے ہیں ۳۰۹
فرشتے کے گھر خارشتی ۳۱۰
فر فر زبان چلتی ہے ۳۰۹
فساد کی جڑ ۳۰۸
فق ہو گیا ۳۰۹

نقرے گزھتے ہیں ۳۰۸
نندق بند ۳۱۰
نند کیا ۳۰۹

(ق)

قابو سے نکل گیا ۳۱۴
قاق ہو گیا ۳۱۲
قاہ قاہ ۳۱۶
قبر میں بھی زمین سے پیٹھ نہ لگی ۳۱۲
قبر میں بھی زمین سے کمر نہ لگی ۳۱۲
قبضہ پر ہاتھ رکھا ۳۱۵
قبضہ کر گیا ۳۱۷
قبلہ بھی ہو تو منہ نہ کروں ۳۱۶
قبلہ کی طرف وضو سے بیٹھا ہوں ۳۱۶
قتل پر کمر باندھی ۳۱۷
قدرت کا تماشا ۳۱۴
قدم اٹھانا ۳۱۷
قدم پہ ہاتھ دھرے ۳۱۴
قدم درمیان ہے ۳۱۱
قدم کو ہاتھ لگانا ۳۱۳
قدم گاڑا ۳۱۳
قدم لیے ۳۱۲
قدم مارا ۳۱۷
قرآن دکھایا ۳۱۵
قرآن کا جامہ ۳۱۱
قرآن کا جامہ پہن کر آئے تو یقین نہ ہووے ۳۱۱
قران کیا ۳۱۳
قسمت کا بدا ۳۱۱
قسمت کا پھیر ۳۱۳
قسمت کا لکھا ۳۱۴
قسمت لڑائی ہے ۳۱۱
قصائی کے کھونٹے بندھا ہے ۳۱۵
قصائی کے کھونٹے سے بندھا ہے ۳۱۱
قصہ انفصال ہوا ۳۱۳
قصہ پاک ہوا ۳۱۳
قصہ چکا ۳۱۵
قضا سر پر کھیلتی ہے ۳۱۷
قضیہ چکا ۳۱۳
قطامہ ۳۱۲
قفل پڑھایا ۳۱۶
قل کے ڈھیلے ۳۱۶
قلعی کھل جائے ۳۱۱
قلم پکڑی ۳۱۴
قلم جاری کی ۳۱۴
قول کا چلا ۳۱۵
قوہ کھلاڑی ہیں ۳۱۶

قہر آیا ۳۱۶
قہقہہ مارا ۳۱۵
قہقہے چہچہے ۳۱۶
قیامت لائی ۳۱۵
قینچی پہ چڑھایا ۳۱۷
قینچی سی زبان چلنا ۳۱۴
قینچی کی طرح زبان چلتی ہے ۳۱۴

(ک)

کاٹا اور الٹ گئی ۳۴۵
کاٹنے کو دوڑتے ہیں ۳۵۱، ۴۹۹
کاٹو تو لہو نہیں ۳۶۶
کاٹھ کا الو ہے ۳۴۹، ۴۹۹
کاجل دیا ۳۵۴
کاجل کی کوٹھری میں دھبہ لگے گا ۳۵۰
کاچھن ۳۲۳
کارن ۳۴۴
کاری کھائی ۳۵۶
کاڑھا ۳۴۳
کاغذ کی گڈی آج نہ ڈوبی کل ڈوبی ۳۵۰
کاغذ کے گھوڑے ۳۱۸
کافور ہوا ۳۵۷
کافور ہو گیا ۳۳۷
کاکا ۳۴۲
کاکا کوا ۳۴۳
کاکلور ۳۲۱
کالا پہاڑ ۳۱۷
کالا چور ۳۲۵
کالک منہ کو ملے ۳۶۱
کالی بلا ۳۲۸
کالی زبان ہے ۳۴۲
کالے تل چابے ہیں ۳۵۵
کالے تل چبوائے ہیں ۳۲۱
کالے کوس ۳۱۸
کالے کوے کھائے ہیں ۳۵۴
کام آیا ۳۶۶
کام چلتا ہے ۳۴۳
کام چور نوالے حاضر ۳۴۹، ۴۹۹
کام دولہا دلہن سے پڑتا ہے ۳۴۹
کام سے کام ہے ۳۲۹
کان امیٹھے ۳۵۸
کان پر ہاتھ رکھنا ۳۴۳
کان پکڑنا ۳۵۳
کان پہ جوں نہیں چلتی ۳۳۷
کان دھرنا ۳۲۲، ۳۶۵
کان دھرے ۳۵۲

کان کا کچا ہے	۳۲۱	کاندھا	۳۴۹،۳۴۵
کان کھڑے ہو گئے	۳۶۲،۳۴۹	کاندھا دیا	۳۴۴
کان کھولے	۳۱۹	کاووں پہ ہے	۳۶۰
کان لگنا	۳۳۵	کائنات معلوم ہوئی	۳۳۱
کان لگانا	۳۲۶	کب تھوکتے ہیں	۳۳۱
کان لگائے	۳۵۸	کب کب آتا ہے	۳۲۳
کان لگے	۳۴۵	کبھی تولہ ہے کبھی ماشہ ہے	۳۶۲
کان میں پھونکا	۳۱۷	کبھی تو ہمارے بھی کوئی تھے	۳۵۴
کان میں تیل ڈالا ہے	۳۵۸	کبھی کا دن بڑا کبھی کی رات بڑی	۳۶۳
کان نہ رکھا	۳۳۳	کپٹ	۳۵۹،۳۴۴
کانوں پہ ہاتھ اٹھایا	۳۶۰	کپڑے آئے	۳۲۲
کانوں پہ ہاتھ رکھ	۳۶۰	کترانا	۳۶۶،۳۳۲
کانوں کان نہ جانا	۳۵۷	کترا کے چلنا	۳۵۲
کانا باتی کر	۳۲۵	کتر بیونت رہتی ہے	۳۳۵
کانا تتو بہ حو نخر	۳۲۰	کتنا ماندہ ہے	۳۴۴
کانا پھو	۳۵۴	کٹ رہے	۳۲۶
کانپ اٹھا	۳۴۹	کٹ کی	۳۳۷
کانٹا سا نکل گیا	۳۲۲	کٹی گی	۳۳۷
کانٹوں میں کھینچ	۳۶۱	کٹ گیا	۳۶۴
کانٹے بوئے	۳۴۱	کٹ گئے	۳۴۹
کانٹے پڑ کی اوس	۳۲۰	کٹ ہوئی	۳۴۴
کانٹے پڑ گئے حلق میں	۳۶۱	کٹتا ہے	۳۴۰
کانٹے پڑ گئے زبان میں	۳۶۱	کٹر	۳۴۱،۳۳۹

کتنا	۳۲۲	کچیں	۳۳۶
کٹھ مستی پن	۳۲۴	کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں	۳۳۹
کٹھور ہے	۳۲۵	کچے گھڑے پانی کے بھرے	۳۱۸
کٹے	۳۴۷	کدھر کا چاند نکلا	۳۳۰،۳۶۵
کٹے مرتے ہیں	۳۳۲	کذھب	۳۳۸
کچ کچ	۳۳۵	کراہا	۳۲۷
کچا شیر پیا ہے	۳۴۸،۴۹۹	کر باندھی ہے	۳۲۶،۳۶۵
کچاچا کر کاٹنا	۳۳۶	کر گذرا	۳۵۶
کچاچاتا	۳۱۹	کرتوت	۳۱۸،۳۴۱
کچھ اس کا دھراتے ہیں	۳۳۳	کرکری ہڈی	۳۴۲
کچھ بات ہے	۳۲۵	کرن	۳۴۶
کچھ بنیاد ہے	۳۵۶	کرن پھول	۳۴۷
کچھ چلتا نہیں	۳۳۲	کریل ڈالنا	۳۴۳
کچھ دلائیے	۳۲۹	کڑ بڑا	۳۳۹
کچھ رلو پر آئے ہیں	۳۵۲	کڑکا	۳۴۳
کچھ سنا چاہتے ہیں	۳۶۳	کڑکڑا کے دم مارا	۳۳۵
کچھ کان میں پھونکا	۳۳۱	کڑ کھائی	۳۵۷
کچھ کھائیے	۳۶۲	کڑوا کسیلا	۳۳۶
کچھ نہ اکھاڑا	۳۲۷	کڑوے کسیلے دن	۳۴۲
کچھ نہ نکلا	۳۳۳،۳۴۷	کڑوا ہوا	۳۳۲
کچھ نہیں چلتا	۳۳۰	کڑھنا پچنا	۳۴۰
کچھ نہیں رہا	۳۲۸،۳۳۴	کڑی	۳۵۶
کچھ ہم سمجھے کچھ تم سمجھے	۳۵۴	کڑی بات	۳۵۹

کڑی جھیلتے ہیں ۳۵۶
کڑی میں ۳۲۶
کڑے کڑے مہرے آئے ۳۵۶
کس پورے پر ۳۶۲
کس پہ پھولے ہو ۳۲۸
کس حساب میں ہے ۳۲۸،۳۴۰،۳۵۱
کس شمار و قطار میں ہے ۳۵۵
کس قدر ۳۵۴
کس قطار میں ہے ۳۲۴،۳۴۸
کس کا سر لائیں ۳۳۲
کس کا منہ ہے ۳۶۰
کس کس پتھر سے پٹکئے ۳۶۵
کس کس دکھ کو جھیلا ہے ۳۴۲
کس کھیت کا بتھوا ہے، کس باغ کی مولی ہے ۳۵۱
کس گنتی میں ہے ۳۲۱،۳۳۲
کس لوٹھے پر بھولی ہے ۳۳۹
کس نیند سوتا ہے ۳۵۳
کسالا کھینچ ۳۲۲
کسی سے اٹکی ہے ۳۳۸
کسی سے حرف نہیں اٹھ سکتا ہے ۳۴۹
کسی سے سائی کسی سے بدھائی ۳۲۱
کسی کا کچھ نہیں چلتا ۳۲۳
کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان چلے ۳۲۱

کسی کو اپنا کر رکھو یا کسی کے ہو رہو ۳۵۵
کسمسانا ۳۳۰،۳۴۰،۳۵۱
کسو ۳۴۶
کشتی ۳۴۳
کعبہ ہو تو منہ نہ کروں ۳۲۹
کف لایا ۳۶۶
کفن کو لگے ۳۶۱
کگڑی کا چور گردن نہیں مارا جاتا ۳۵۷
کل بسر ۳۲۱
کل کا پتلا ۳۳۸
کل کل کرنا ۳۶۴
کلا توڑ ہیں ۳۴۸
کلا چلے اور ستر بلا ٹلے ۳۴۸،۴۹۸
کلا کھیلنی ۳۳۴
کلال کی اگاڑی اور کاچھی کی پچھاڑی ۳۴۸
کلپایا ۳۱۹
کلپنا ۳۴۳
کلسرا ۳۳۳
کلکلانا ۲۳۹
کلکتی ہے ۳۴۴
کلمہ بھرنا ۳۲۷
کلنک کا ٹیکا ۳۶۱
کلیجا پک گیا ہے ۳۲۸

کلے پنچ گئے	۳۴۵	کندن سارنگ ہے	۳۵۰
کمان نکلی	۳۲۲	کنڈی	۳۴۰
کماویں میاں خان خاناں اڑائے نعیم	۳۵۰	کنوٹھا	۳۴۲
کمبختی آئی ہے	۳۳۱	کنول کھلا	۳۳۹
کمر باندھی	۳۴۱	کنویں بھانگ پڑی ہے	۳۲۶
کمر باندھی ہے	۳۴۹	کنویں کی مٹی کنویں کو لگتی ہے	۳۱۸
کمر بندھوائی	۳۴۱	کنویں میں بانس ڈالی	۳۵۰
کمر ٹوٹ گئی	۳۲۲	کنیانا	۳۳۳
کمر سیدھی کی	۳۴۴	کنے ڈھیلے ہوگئے	۳۳۳
کمر کمر ہے	۳۳۰	کوا ہنس کی چال چلتا ہے تو اپنی بھی چال بھولتا ہے	۳۲۴
کمر کھول بیٹھے	۳۶۵		
کمر کھول ڈالی	۴۸۵	کوتہ گردن تنگ پیشانی	۳۵۱
کمر کھولی	۳۴۱	کوٹ کوٹ کے موتی بھرے	۳۶۰
کمر کی لچک اور بل	۳۳۵	کوٹھے چڑھے	۳۲۷
کمر مار کر چلنا	۳۴۳	کوچہ کریلا ہے	۳۲۰
کمر مارے	۳۴۳	کوچیں کاٹی	۳۵۹
کملی نہیں چھوڑتی	۳۴۵	کوچے کاٹے	۳۲۱
کملیا	۳۵۳	کود کے مارے	۳۳۹
کمینہ سے خدا کام نہ ڈالے	۳۵۳	کور	۳۶۳
کمینہ سے کون منہ لگائے	۳۵۷	کوڑا بھر	۳۳۴
کن انکھیوں سے دیکھنا	۳۲۵، ۳۴۰، ۳۶۴	کوڑھ پن	۳۴۴
کن پھول	۳۴۷	کوڑھ مغز	۳۳۰
کنجشک	۳۲۱	کوڑھ میں کھاج	۳۲۰

کوڑی کیے	۳۲۹	کہاں سے ٹپک پڑے	۳۵۶
کوڑی کے دو دو بکتے ہیں	۳۶۱	کہاں لاکر پھنسایا	۳۵۲
کوڑیوں کے مول بکتے ہیں	۳۶۱	کہاں کی بلا پیچھے لگی ہے	۳۳۱
کوڑیوں کے مول ہے	۳۲۳	کہانی یہ بڑی ہے	۳۳۳
کوسنا	۳۲۷	کہرام کیا	۳۲۳
کوک	۳۶۳،۳۲۲	کہلاتا ہے	۳۶۴
کوکا	۳۳۰	کہنے سے بات پرائی ہوتی ہے	۳۵۸
کوکہ اور مانگ سے ٹھنڈی رہے	۳۴۶	کہنے کو بات رہ گئی	۳۲۷
کوکہ سے ٹھنڈی ہے	۳۴۱	کہنے کو منہ میں زبان رکھتے ہیں	۳۵۱
کولادو تکیاں	۳۵۱	کہنے کی باتیں ہیں	۳۲۶
کولھو کے بیل کو گھر میں منزل ہے	۳۵۲	کہیں پاؤں رکھتے ہیں اور کہیں پڑتا ہے	۳۳۶
کولی میں بھر لیا	۳۳۲	کہیں جھگڑا چھوٹے	۳۵۵
کون پرائی آگ میں گرتا ہے	۳۴۳	کہی	۳۳۵
کون دن تھے	۳۳۰	کہے سے ضد ہوائی ہوئی ہے	۳۳۲
کون سا درخت ہے جس کو ہوا نہیں لگی	۳۴۶	کہے گذرے	۳۳۰
کوندا	۳۴۳	کھاک سی	۳۴۲
کوندی	۳۶۰	کھاگ	۳۳۹
کوئی تقدیر کے لکھے کو نہیں مٹا سکتا	۳۵۲	کھا گئی نظر	۳۳۰
کوئی ہے	۳۵۳	کھاتا اور غراتا	۳۵۴
کورن	۳۳۵	کھایا پیا انگ نہیں لگتا	۳۲۹
کہاسنا	۳۶۳	کھب گیا	۳۲۷
کہاری	۳۲۵	کھب گئی	۳۶۵
کہاں سر پھوڑوں	۳۴۵	کھب گئے	۳۵۰

کھپ گیا	۳۵۵	کھڑ گنجیاں	۳۳۹
کھپاڑالا	۳۳۶	کھڑے کھڑے	۳۶۱،۳۵۴
کھپنا	۳۴۶	کھل بلی	۳۲۴
کھناہٹ رہتی ہے	۳۴۸	کھل بیٹھو	۳۳۰
کھٹ پٹ کرنی	۳۵۵	کھل پڑے	۳۵۵
کھٹ راگ	۳۶۴	کھل کھیلے	۳۵۷
کھٹائی میں پڑے	۳۲۵	کھل گئیں آنکھیں	۳۵۲
کھٹکا	۳۵۹	کھل گئی ہے زبان	۳۴۱
کھٹکانا	۳۲۰	کھلا جاتا ہے	۳۴۰
کھٹلے	۳۴۱	کھلاڑی	۳۳۴
کھٹے پیالے کو جی چاہتا ہے	۳۴۴	کھلاڑی ہے	۳۵۶
کھچ	۳۲۳	کھلتا ہے	۳۲۲
کھچانا	۳۶۴	کھلکھلانا	۳۶۲
کھچوری چوٹی	۳۲۶	کھلی	۳۳۲
کھچا کھچ	۳۳۸	کھلی پڑتی ہے	۳۳۸
کھچڑی سی پک رہی ہے	۳۳۸	کھلے بازار	۳۴۱
کھرپی	۳۴۳	کھلے بالوں	۳۳۱
کھرنڈ	۳۴۵	کھلے بندوں	۳۵۸
کھسکے	۳۲۷	کھلیان ہوگئے	۳۳۲
کھسوٹنا	۳۴۶	کھنچ رہے	۳۳۰،۳۲۶
کھڑاودنا	۳۱۹	کھنچ گیا	۳۴۱
کھڑکانا	۳۲۰	کھنچ گئے	۳۲۵
کھڑ گنجی	۳۲۶	کھندل مارا	۳۲۹

کھدلنا ۳۶۵ — کیا آسمان کے تارے ہیں ۳۵۱
کھنڈ ۳۵۴ — کیا اکھاڑ سکتا ہے ۳۵۵
کھنکارنا ۳۳۱ — کیا بلا ۳۳۷
کھنکھارنا ۳۵۷ — کیا پوچھنا ہے ۳۵۴
کھنگالنا ۳۶۲ — کیا تھا کیا ہوا ۳۲۸
کھوٹا سکہ برے وقت کے کام آتا ہے ۳۶۳ — کیا جان پائی ۳۲۷، ۳۵۲
کھوئی رلو کرنی ۳۵۲ — کیا جان ہے ۳۲۸
کھوئی کی ۳۵۲ — کیا چلے ۳۵۰
کھوج ۳۲۷، ۳۵۰ — کیا حساب ہے ۳۳۰
کھوج کھویا ۳۲۳ — کیا خدا سے ملاوے گی ۳۲۸
کھوجڑا جائے ۳۲۲ — کیا خدائی ہے ۳۲۶
کھوٹ ۳۲۳ — کیا خون نکالی ہے ۳۲۷
کھول کیسہ کھا ہریسہ ۳۵۰ — کیا درزی کا کوچ اور کیا درزی کا مقام ۳۲۸
کھوے سے کھوا چھلتا ہے ۳۶۵ — کیا دن تھے ۳۳۳
کھوئے گئے ۳۶۶ — کیا ڈھالا ہے ۳۲۹
کھیت جھڑپ کی ۳۳۸ — کیا رات تھی ۳۳۳
کھیت رہے ۳۵۳، ۳۵۹ — کیا رات ہے ۳۳۳
کھیت کیا چاندنی ۳۳۶ — کیا رہا ہے ۳۲۸
کھیرا ککڑی کر دیا ۳۵۵ — کیا شاخ نکلی ہے ۳۵۳
کھیل بھی اڑ کر منہ میں نہیں پڑی ۳۵۸ — کیا قاضی گلہ کرے گا ۳۵۱
کھیل کھلاڑی کا ۳۳۷ — کیا کیا کچھ کہا ۳۲۷
کھینچوں گا وہ بال جس کی جڑ دور ہوگی ۳۳۷ — کیا مال ہے ۳۶۳
کیا آب ہے ۳۳۱ — کیا منہ ہے ۳۶۰

کیاناک لگائی ہے	۳۱۸	گانٹھ میں زر ہے	۳۷۸
کیایاد کروگے	۳۲۸	گاہک	۳۷۵
کچاجان	۳۱۹	گپ چپ کی مٹھائی	۳۶۷
کیری آنکھیں	۳۴۷	گپ شپ	۳۸۵
کیڑا	۳۴۷	گچھ دار	۳۷۸
کیڑا کاٹ گیا	۳۴۵	گت بھرنی	۳۷۴
کیڑے پڑیں	۳۲۲	گتھی ہوئی	۳۸۳
کیڑے کے پر	۳۳۶	گٹکا	۳۷۶
کیڑے مغز کے اڑگئے	۳۴۶	گٹھ گئے	۳۷۸
کیسا علاج کرتا ہوں	۳۴۵	گٹھری حلال اور بقچہ مردار	۳۸۴
کیسریابانے والے	۳۲۹	گٹھری کردیا	۳۶۹
کیل	۳۴۷	گٹھلی کا گٹھلا ہے	۳۸۲
کیل کا کھٹکا نہیں	۳۵۹،۳۲۰	گدرلیا بدن	۳۷۳
		گجر کا وقت	۳۸۷
(گ)		گجھی کھلاڑی	۳۹۰
گاتی باندھی	۳۹۰،۳۷۸	گچھے اشارے	۳۹۰
گاڑھے ہیں	۳۷۵	گداکا	۳۹۱
گال پھلائے	۳۷۷	گدڑی	۳۷۷،۳۷۶
گالیوں پر زبان کھولی	۳۹۲	گدگداتا	۳۷۸
گالیوں پرمنہ کھولا	۳۹۲	گدگدی	۳۸۹
گالیوں کی بوچھاڑ پڑی	۳۷۴	گدھے پر کتابیں لادی ہیں	۳۸۱
گانٹھ کی پوری	۳۹۲	گدھے کا کھایا کھیت نہ پاپ نہ پن	۳۸۳
گانٹھ گرہ میں کچھ نہیں	۳۹۰	گدی	۳۷۹

گدی پر ناگن ہے ۳۸۰
گذبذ ۳۷۱
گذارنا ۳۸۱
گذری ۳۷۳
گذری دل پہ گذری ۳۸۱
گرا پڑا ۳۹۰
گر پڑ کے ۳۷۱
گرجا ۳۸۰
گرجتے ہیں سو برستے نہیں ۳۸۳
گرد کو نہیں لگتا ۳۹۰،۳۸۱
گردنامہ ۳۷۲
گرد ہوئے ۳۷۲
گرد ہے ۳۹۰،۳۷۸
گردن اینٹھی رہتی ہے ۳۷۹
گردن ڈھلک گئی ۳۷۱
گردن کا بوجھ ۳۶۹
گردن کا ڈورا ۳۸۷
گردن نہیں اٹھاتا ۳۷۰
گرگٹ کے سے رنگ بدلتا ہے ۳۶۷
گرما گرم ۳۸۵،۳۸۳
گرمانا ۳۸۲،۳۷۷
گرماہٹ ۳۷۷
گرہ کاٹنا ۳۷۳
گرہ کا کھویا ۳۷۸
گڑ گیا ۳۹۱
گڑ سے مرے تو زہر کیوں دیجئے ۳۷۳
گڑ ہوگا تو مکھیاں بہت آئیں گی ۳۸۴
گڑوا ۳۷۶
گل بوٹا ۳۸۱
گل پھولا ۳۸۸
گل جھڑی ۳۸۸،۳۸۱
گل چھرے اڑائے ۳۸۰،۳۶۶
گل خپ ہوئے ۳۹۹،۳۸۲
گل کترا ۳۷۰
گل کھلا ۳۸۶
گلا بندھانا ۳۸۱
گلا بیٹھ گیا ۳۷۲
گلنی ۳۷۹
گلوری ۳۷۹
گلے پڑنا ۳۸۰
گلے پڑے ۳۷۱
گلے کا ہار ہوا ۳۹۱،۳۷۸
گلے لگنا ۳۷۱
گلیاں جھنکائیں ۳۸۸
گلیاں چھانی ۳۷۲
گم صم ۳۸۵

گم صم رہ گئے	۳۸۱،۳۹۹	گولی بچائی	۳۸۹
گن گن کے قدم رکھنا	۳۶۹	گولی کان پر سے گئی	۳۸۶
گنبد کی آواز	۳۹۲	گولیاں کھیلتے ہیں	۳۸۳
گندگی	۳۶۷	گوں کے یار	۳۸۵
گندی روح	۳۸۰	گوں نہیں	۳۹۲
گنڈلی مارنا	۳۸۸	گونج اٹھا	۳۷۳
گنگا پار کیا	۳۷۵،۳۷۹	گونگے کا خواب	۳۶۹
گنگا نہا آئے	۳۸۵	گونگے کی مٹھائی	۳۸۸
گوبر گنیش ہے	۳۸۵	گوئیاں	۳۶۸
گوٹ	۳۷۶	گہ بیٹھا	۳۷۰
گود بھری جاتی ہے	۳۷۹	گہرا پردہ	۳۹۰
گودنا	۳۸۰	گہرا سہاگ	۳۸۵
گور جھکالایا	۳۷۴	گہرا ہاتھ لگا	۳۷۰
گور کا منہ جھانکتا ہے	۳۸۸	گہری چھنی	۳۷۰
گور کے سوتے	۳۸۲	گہری سانس بھرنی	۳۸۵
گور کے کنارے پہنچے	۳۶۸	گہرے یار ہیں	۳۸۰
گور کے کنارے جا لگے	۳۶۸	گہن لگا	۳۷۴
گور گڑھا	۳۹۲،۵۰۰	گہنا	۳۸۷
گور گڑھا کیا	۳۸۳	گھاٹ	۳۸۹
گور مردے کی بتادی زندہ کا گھر دکھلایا	۳۶۷	گھاس کاٹے	۳۸۰
گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں	۳۶۹	گھٹ گھٹ کے	۳۶۹
گوری چنری	۳۸۲	گھٹاٹوپ	۳۷۶
گوشت سے ناخن جدا نہیں ہوتا	۳۶۷	گھٹا جھوی	۳۸۳

گھلاؤ ۳۸۴
گھٹنے پیٹ کو نہرتے ہیں ۳۸۲
گھچ پچ ۳۸۵
گھر آئے کی شرم ۳۸۳
گھراف ہو گیا ۳۸۰
گھربار ۳۷۲،۳۹۲
گھربسے ۳۷۴
گھر بیٹھے بیر دوڑانا ۳۸۲
گھرتجا ۳۶۸
گھر جاتا ہے ۳۷۱،۳۸۶
گھر کا گھر بیٹھ گیا ۳۷۲
گھر کاٹنے کو دوڑتا ہے ۳۸۸
گھر کا گھر ۳۹۱
گھر کر اور ستر بالا سر دھر ۳۸۴
گھر کھالا ۳۷۳
گھر کھوج مٹے ۳۷۷
گھر کی پونجی ۳۸۴
گھر کی مرغی دال برابر ۳۸۳
گھر کے پیروں کو تیل کا ملیدا ۳۸۴،۵۰۰
گھر کے گھر صاف ہو گئے ۳۹۲
گھرگھاٹ ۳۷۶،۳۸۶
گھرگھاٹ معلوم ہے ۳۷۷
گھرگھالا ۳۷۹
گھر گھوڑا نخاس میں مول ۳۸۴،۵۰۰
گھر گئے ۳۸۶
گھر نہ ہوگا ۳۸۷
گھر والی ۳۷۳
گھرانا ۳۹۲
گھرکیاں ۳۷۰
گھڑا ۳۷۷
گھڑس دیئے ۳۷۴،۳۸۷
گھڑیاں گنتے ہیں ۳۷۲
گھس پیٹھ کے ۳۶۹
گھس لگانے کو بھی نہیں ۳۸۴
گھلنا ملنا ۳۸۴
گھمریاں ۳۸۵
گھمسان ۳۸۲
گھمنڈ ۳۷۵،۳۸۹
گھن ۳۷۵
گھن دل کو لگا ہے ۳۷۴
گھنگھرو بولتا ہے ۳۶۶
گھنگھرو سالدا ہے ۳۷۳
گھورنا ۳۷۱،۳۷۵،۳۸۲
گھوڑے جوڑے کی خیر ۳۷۴
گھونگھٹ کھانا ۳۷۷
گھونٹ لہو کے پئے ۳۷۴

گھونگھٹ کرنا ۳۷۴
گھی کے چراغ جلتے ہیں ۳۹۱
گیا جان سے ۳۸۱
گیا وقت ۳۸۹
گیدی ۳۷۳
گیدڑ بھبکیاں ۳۸۷
گیڑیاں کھیلنی ۳۷۰
گیہوں کی بال نہیں دیکھی ۳۶۷
گئی کی ۳۹۲
گئے گذرے ہیں ایسے کیا ۳۷۳
گئے وہ دن ۳۷۹

(ل)

لاج ۴۰۵
لادنا پھاندنا ۴۰۰
لاڈلا ۳۹۳
لاکھ پر بھاری ہے ۴۰۱
لاکھ چوہے کھا کے بلی حج کو چلی ۴۰۰
لاکھ سر کا کیوں نہ ہو ۳۹۴
لاگ ۳۹۴
لاگ باندھی ۴۰۱
لاگو ۴۰۵
لاگو نہیں ۳۹۷
لال پردہ ۳۹۳
لال پری ۴۰۲
لال مغل ۴۰۵
لال ہوئے ۳۹۹
لالوں لال ۳۹۹
لالے پڑے ہیں ۳۹۷
لالچی ۳۹۳
لانگنا ۳۹۵
لب معشوق ہوا ۴۰۵
لبڑو ۳۹۸
لپ چھپ ۴۰۵
لپکا ۳۹۳
لپیٹ ۳۹۳
لت ہو گئی ہے ۳۹۶
لتاڑا ۳۹۵
لت پٹا ۳۹۳
لت پٹی ۳۹۳
لٹ گیا ۳۹۷، ۴۰۳
لٹک چال ۴۰۱
لٹکا ۳۹۳
لجاتا ۳۹۵
لچک ۳۹۶
لچھن سے جھڑ جانا ۳۹۷

لمی	۳۹۳	لنگواڑ نہیں	۴۰۲
لڑائی ٹلی	۴۰۰	لگی بری ہوتی ہے	۳۹۵،۴۰۳
لڑائی میں مٹھائی نہیں بٹتی	۴۰۱	لگی کو بجھا	۳۹۸
لڑکپن	۴۰۲	لگے نہ لگے	۳۹۶
لڑکھڑاتا	۳۹۹	لگے والے	۴۰۲
لڑنت	۴۰۵	للچاتا	۴۰۵
لڑنا بھڑنا	۴۰۳	لنگوٹیا یار	۴۰۳
لشکر کا لشکر	۴۰۵	لوکا لگا دیا	۳۹۶
لعل اگلتے ہیں	۳۹۲	لو لگی ہے	۳۹۹
لکھے موسیٰ پڑھے خدا	۴۰۱	لوٹ پوٹ ہے	۴۰۲
لگ چلنا	۳۹۴	لوٹ گئے	۳۹۵
لگ چلے	۴۰۱	لوٹنے کی جائے ہے	۴۰۰
لگ لگنے نہ دیا	۳۹۷،۴۰۲،۴۰۳	لولو	۴۰۳
لگا بندھا	۳۹۷	لوں چلتی ہے	۳۹۸
لگا لگا	۴۰۵	لونڈوں کھدیری	۳۹۵
لگا نہیں	۴۰۱	لونڈوں گھیری	۳۹۵
لگائی بجھائی	۳۹۹	لوہا لاٹھ	۴۰۰
لگاتو	۳۹۶	لوہا لوٹا	۳۹۷
لگاوٹ	۳۹۶	لہر آگئی	۳۹۹
لگائی	۳۹۹	لہر آئے	۳۹۳
لگانے والے	۴۰۴	لہرا	۳۹۵
لگتا تار	۳۹۸	لبلبے	۴۰۵
لگن لگی	۳۹۷	لہو پانی ایک کیا	۳۹۸

لہو تھوکتا ہے ۴۰۴
لہو کا پیاسا ۴۰۱، ۴۰۴
لہو کے گھونٹ پیے ۴۰۲
لہو کے گھونٹ گھونٹے ۳۹۳
لہو لگا کر شہیدوں میں ملے ۳۹۸
لہو لہان ۳۹۸
لے اڑا ۴۰۳
لے اڑے ۳۹۵
لے ڈوبے ۴۰۴
لیموں کے چور کا ہاتھ کٹتا ہے ۴۰۴
لینے کے دینے پڑے ۴۰۳
لیے گئے ۴۰۳
لیے مرتے ہیں ۴۰۳

(م)

مات کیا ۴۳۸
مات ہوا ۴۳۳
ماتھا ٹھنکا ۴۰۷
ماتھا کوٹا ۴۲۶، ۴۳۳
ماچا توڑ ۴۱۱
مار پیچھے سنوار ۴۴۱
مار دھاڑ ۴۲۴
مار ذبح کیا ۴۳۸
مار کٹائی ۴۲۰
مار مار رکھنا ۴۳۳
مار مار کے بچھا دیا ۴۱۸
مارا تارا ۴۳۷
مارا مارا ابھرتا ہے ۴۲۱
مارے مارے پھرتے ہیں ۴۳۸
ماسارنگی اور بابا طنبورا ۴۲۹
مال پچا ۴۳۹
مال مست ۴۳۶
مامو ۴۲۵
ماموں ۴۰۸
مان ۴۳۵
مان کا پان بہت ہے ۴۲۸
مان کرنا ۴۲۴، ۵۰۰
مان محبت مجھ سے نہیں اٹھ سکتا ۴۲۴
ماند ۴۳۰
مانگ ۴۲۲
مانگ ٹھنڈی رہے ۴۲۴
ماہی مراتب ۴۳۷
مائی باپ ۴۲۰
مبہوت ۴۲۹
مت کہیں ۴۲۲

مت ماری گئی ہے ۴۲۴
مٹ بھیڑ ۴۲۷
مٹکا سا ہے ۴۲۵
مٹھ بھیڑ ۴۳۹
مٹھی بھرنا ۴۱۱
مٹی خراب ہے ۴۱۵
مٹی دی ۴۰۷،۴۱۵
مٹی عزیز ہوئی ۴۲۱
مٹی ہو گیا ۴۳۳
مجرا کیا ۴۳۷
مجنوں کا نیلا ۴۴۰
مجھ کو پاتا ہے تو تلوار کو نہیں پاتا ۴۱۰،۴۱۷
مجھ کو پیٹے ۴۲۵
مجھیلا پڑا ۴۱۹
مچھندر ۴۳۰
مچھی بھون ۴۱۱
محرم ۴۱۴
محرمات ۴۲۷
محلہ خوشاں ۴۴۱
محلی ۳۳۴
مدھ پہ جوبن کے چڑھی ہے ۳۳۳
مذبذب ۴۰۶
مر مر کے دن گذارتے ہیں ۴۴۰
مرمٹے ۴۳۱
مرت بیائی ۴۱۰
مر جانے کی بات ہے ۴۲۰
مر جانے کی جا ہے ۴۲۰
مرچ ہے ۴۲۵
مرچیں لگیں ۴۰۷
مردوا ۴۳۴
مرداریاں ۴۲۵
مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں حلوا
مانڈے سے کام ۴۲۸،۵۰۱
مردے کا مال ہے ۴۲۱
مرغ مصلی ہیں ۴۰۸
مرغی کو تکلے کا داغ کافی ہے ۴۰۶
مرغے کی اذان کون سند کرتا ہے ۴۲۹
مرگ چھالا ۴۳۶
مرگ مارا ۴۴۰
مرنا ۴۱۶،۴۳۳
مرنا جینا لگ رہا ہے ۴۲۳
مرنے تک کی بھی فرصت نہیں ۴۳۹
مروت دشمن ۴۴۱
مروت کی آنکھ پھوٹ گئی ہے ۴۴۱
مروڑ ۴۲۷
مزاجداری ۴۳۳

مزاج کدھر آیا ۴۳۰ — مغز کھایا ۴۱۹،۴۳۲
مزاج والے ۴۲۵ — مغز کے کیڑے اڑا دیئے ۴۲۵
مزہ اٹھایا ۴۲۹ — مفت بہا دی ۴۱۸
مزہ پڑا ہے ۴۲۷ — مفلسا بیگ ۴۲۲
مزہ ہے ۴۳۱ — مفلسی میں آٹا گیلا ۴۲۸،۵۰۱
مزے اڑائے ۴۱۲ — مکا ۴۲۵
مزے چکھے ۴۱۲ — مکا مارا ۴۳۹
مزے کے مارے ۴۱۸ — مکان بدلا ۴۳۷
مزے لوٹے ۴۱۲ — مکڑاتا ۴۱۸،۴۱۹
مزے میں آگئے ۴۲۹ — مکنا دیو ۴۲۲
مس کرنا ۴۲۴ — مکنا مرغ ۴۲۲
مسکراتا ۴۳۸ — مکنا ہاتھی ۴۲۳
مسکنا ۴۳۵ — مکھی چوس ۴۰۵
مسکی ۴۲۴ — مکھی ناک پر بیٹھنے نہیں دیتے ۴۰۶
مسوسنا ۴۳۱،۴۳۲ — مکھیاں بھنکتی ہیں ۴۳۸
مسیں بھیکتی ہیں ۴۱۱ — مکھیوں کا چھتا ۴۲۹
مشکیں باندھیں ۴۱۶ — مکی مارنا ۴۱۱
مشکیں کسیں ۴۱۶ — مکے لات ۴۲۹
مطلع صاف ہو گیا ۴۴۳ — مل دل ڈالا ۴۲۹
معراج ۴۳۸ — مل گجی پوشاک ۴۱۶
معمول کے دن ۴۰۸ — مل گئے کی بات ہے ۴۲۶
مغز اڑایا ۴۱۹ — ملا کی دوڑ مسجد ۴۲۸،۵۰۱
مغز خالی کیا ۴۱۹ — ملکٹ ۴۲۰

ملماں ۴۱۱، ۵۰۰
ملنسار ۴۳۹
ملولے ۴۰۸، ۴۳۳
ملیامیٹ ہوا ۴۳۴، ۵۰۰
ملے بچ ۴۳۱
ملے دلے ۴۳۶
مولے چنے ۴۰۷
من بھائے منڈیا ہلائے ۴۲۸
من منادیا ۴۳۰
منت بڑھائی ۴۱۵
منت مانی ۴۱۹
منڈ ۴۳۲
منڈلاتے پھرتے ہیں ۴۳۵
منکا ٹھنکا ۴۳۳
منکا ڈھلکا ۴۱۷
منہ اٹھ گیا ۴۲۷
منہ اٹھائے جانا ۴۲۱، ۴۲۳
منہ اتر گیا اور چہرہ اتر گیا ۴۱۲
منہ اتنا سا نکل آیا ۴۱۲
منہ بسورنا ۴۲۰
منہ بنایا ۴۱۳، ۴۱۵
منہ بولتی ۴۳۷
منہ بھرائی ۴۰۶
منہ پایا ۴۳۶
منہ پر برستی ہے ۴۳۴
منہ پر شفق پھولی ہے ۴۰۸
منہ پر کچھ پیٹھ پیچھے کچھ ۴۳۷
منہ پر کہنا خوشامد ہے ۴۳۵
منہ پر کی ساری باتیں ہیں ۴۳۴
منہ پر مردنی پھر گئی ۴۱۸
منہ پر مہر کردی ۴۱۱، ۴۳۲
منہ پر ناک نہیں ۴۳۵
منہ پر ہاتھ پھیرا ۴۲۳، ۴۳۴
منہ پر ہوائیاں اڑتی ہیں ۴۰۸
منہ پر ہوائیاں چھٹتی ہیں ۴۰۸
منہ پڑی ۴۳۰
منہ پھٹ ۴۳۲
منہ پھرایا ۴۳۸
منہ پھوڑ کر کہا ۴۲۴
منہ تو دیکھو ۴۱۰
منہ تھتھانا ۴۲۷
منہ جھلسا ۴۱۷
منہ چاہیے ۴۱۸
منہ چڑانا ۴۲۴
منہ چڑھے ۴۱۶
منہ چکنا پیٹ خالی ۴۳۱

منہ چھپایا ۴۲۲
منہ چڑھنا ۴۳۲،۴۴۰
منہ چھوٹا اور بات بڑی ۴۴۰
منہ خشک ہو گیا ۴۲۰
منہ در منہ ۴۰۷
منہ دھو رکھو ۴۴۲
منہ دیکھتا رہ گیا ۴۳۵
منہ دیکھو ۴۴۰
منہ دیکھے کی الفت ۴۳۴
منہ دیکھے کی چاہ ۴۲۱
منہ ڈھانکا ۴۲۱
منہ زور ۴۱۳،۴۳۱
منہ سنبھالو ۴۳۰،۴۳۱
منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے ۴۰۷
منہ سے پھوٹو ۴۱۹
منہ سے پھول جھڑتے ہیں ۴۳۲
منہ سے سنا چاہتے ہیں ۴۳۹
منہ سے مہابا ہے ۴۳۹
منہ فق ہو گیا ۲۵۲
منہ کا میٹھا پیٹ کا کھوٹا ۴۲۸
منہ کا نوالہ نہیں ۴۲۲
منہ کہاں ۴۲۲
منہ کو کلیجا آتا ہے ۴۲۲
منہ کو لہو لگا ہے ۴۱۰
منہ کیا ۴۱۹
منہ کے بل گرا ۴۲۶
منہ کی دکھائی ۴۱۶
منہ کی گئی لوئی تو کیا کرے گا کوئی ۴۰۷
منہ کیل دیا ۴۲۶
منہ کیلنا ۲۶۱
منہ لال کر دیا ۴۲۰
منہ لال ہو جائے گا ۴۲۷
منہ لگایا ۴۱۳
منہ مانگی موت ۴۲۸،۵۰۱
منہ موڑ دیا ۴۲۷
منہ موڑنا ۴۳۵
منہ میں پانی بھر آیا ۴۰۹،۴۱۵،۴۳۰
منہ میں تنکا لیا ۴۳۰
منہ نہ کھلواؤ ۴۱۳،۴۳۴
منہ ہاتھ ٹوٹے ۴۲۹
منہ ہی منہ میں کہا ۴۱۹
منہ ہے ۴۱۷
منت کا طمانچہ ۴۰۸
موت کو پکڑا تو زحمت قبول کی ۴۰۹
موت کی دھار نہیں سوجھتی ۴۰۷
موت کے دن پورے کرتے ہیں ۴۰۹

موت گھر دیکھ گئی ہے	۴۰۷	مہرا	۴۳۱
موتیابند	۴۳۹	مہم سر کی	۴۲۳
موتی ٹھنڈے ہوئے	۴۳۵	مہندی تو پاؤں میں نہیں لگی ہے	۴۳۲
موتی رولے	۴۰۶	میاں صاحب	۴۳۰
موتی کی سی آب جاتی رہے گی	۴۱۸	میٹھا	۴۳۶
موتی کے ریلے میں بہا دیا	۴۳۸	میٹھا برس	۴۱۰
موٹھ چلائی	۴۱۸	میٹھی زبان	۴۳۷
موٹھ ماری	۴۱۸	میٹھی نظریں	۴۳۵
موجیں کرو	۴۳۳	میٹھے گھٹے کو جی چاہتا ہے	۴۳۶
موجیں مارو	۴۳۳	میٹھے ہیں	۴۳۱
موچھوں پر تاؤ دینا	۴۳۲	میرا صبر اور خدا کا قہر	۴۳۹
موذی کا چنگل	۴۲۰	میرا لہو بیچے	۴۱۶
مورکھ کی ساری رین اور چترکی ایک گھڑی	۴۲۸	میری جان گئی	۴۲۶
موڑ دیں	۴۲۷	میری طرف بھی دیکھنا	۴۳۴
مول سے بیاج پیارا ہوتا ہے	۴۲۸	میری ہی آگ لائی نام رکھا بھسندر	۴۰۹
مولو دیا	۴۲۰	میرے بڑھاپے پر کرم کیجیے	۴۲۹
موم کی مریم	۴۱۱	میرے سامنے آ سکتے ہیں	۴۳۳
مونڈ ڈالا	۴۳۱	میرے منہ سے چاہتے ہیں	۴۲۵
موئی بچھیا بامن کے نام	۴۲۸	میرے والی	۴۲۹
موئی جوں	۴۱۳	میگھ راگ	۴۳۰
موے پہ سو درے	۴۰۶	میلا سر	۴۰۸
مہاراجوں کے راجہ	۴۲۴	میں جانوں یا میرا جی جانے	۴۲۶
مہر کی کلام اللہ پر	۴۳۲	مینڈکی کو بھی زکام ہوا	۴۱۷

مینک ۴۲۵

(ن)

ناپوز ہے ۴۵۵
ناخن بھی نہیں ہے جو سر کھجائے ۴۵۱
ناخن لینے ۴۵۳
ناخن میں ہے ۴۴۴
ناخن نہیں گڑا ۴۵۳
نادان کی دوستی جی کا زیاں ۴۴۴
ناس ہو گیا ۴۵۵
ناک بھوں چڑھائی ۴۵۳
ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے ۴۵۶
ناک چڑھائے ۴۵۱
ناک چنے چبوائے ۴۴۳
ناک چوٹی گرفتار ۴۴۸
ناک رگڑی ۴۶۰
ناک کا بال ہے ۴۵۶
ناک گھسی ۴۶۰
ناک میں دم ہے ۴۵۱
نام خدا ۴۳۹
نام دھرنا ۴۳۵
نام رکھا ۴۵۶،۴۵۸
نام کیا ۴۵۷
نام نکلا ۴۶۱
نام ہوا ۴۵۶
نامی چور ۴۴۴
ناندھنا ۴۶۰
نچنتی ۴۵۰
نبضیں چھٹ گئیں ۴۴۳
نبل ۴۴۵
نتھارا ۴۴۸
نٹ کھٹ ۴۴۹،۴۵۵
نچلے بیٹھو ۴۵۸
نچوڑ لیا ۴۵۹
نچھاور ۴۵۶
ندان ۴۴۶
ندیدا ۴۵۹
نڈھال ۴۶۱
نذر پکڑی ۴۴۹
نرا ۴۵۶
نرالی ۴۵۶
نرمولوں ۴۴۶
نروٹھا ۴۵۰
نساجال ۴۴۹
نشے لے اڑا ۴۴۸
نشے میں چور ۴۴۴

نشہ ہرن ہوگئے	۴۵۹	نظر کا ٹونکا	۴۳۶
نشیلی آنکھیں	۴۴۴	نظر کھا گئی	۴۴۷
نشے کے ڈورے	۴۵۸	نظر گذر	۴۵۶
نقش بٹھایا	۴۴۵	نظر لگی	۴۴۵
نقشہ جمایا	۴۵۳	نظر نہیں چڑھتا	۴۵۴
نصیب پھرے	۴۳۶	نظر ہوئی	۴۴۵
نصیب پھوٹے	۴۵۸	نظروں میں بھانپا	۴۴۵
نصیب کی خوبی	۴۳۶	نظروں میں گھٹ گیا	۴۴۸
نصیب کی شامت	۴۵۴	نک پلک	۴۴۵
نصیب لڑاتے ہیں	۴۵۴	نک توڑا	۴۵۷
نصیب لڑتے ہیں	۴۵۴	نکتہ مقابل نہیں	۴۵۲
نصیبا	۴۴۶،۴۴۷	نکسیر بھی نہ پھوٹی	۴۵۱
نصیبوں کا لکھا	۴۴۵	نکل چلنا	۴۶۰
نصیبوں کو دعا دو	۴۵۷	نکلا ہی پڑتا ہے	۴۴۷
نصیبوں کو روتے ہیں	۴۵۸	نکیلا	۴۴۶
نظارا مارا	۴۵۸	نگاہ بھر کے نہ دیکھا	۴۵۹
نظر باز	۴۵۸	نگاہ نیچی کی	۴۴۴
نظر بند	۴۴۷	نگوڑا	۴۴۸
نظر بندی کی	۴۵۷	نمک کھانا اور نمکدان کے ٹکڑے کرنے	۴۵۹
نظر پھر گئی	۴۴۸	ننانوے کا پھیر	۴۴۷
نظر چھپا	۴۴۷	ننگی شمشیر ہے	۴۵۳
نظر چرائی	۴۵۶	ننگی کیا نہائے کیا نچوڑے	۴۵۲
نظر سے گرا	۴۵۴	ننھا سا	۴۶۰

نوسو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی ۴۴۴
نوشتہ ۴۴۷
نوک زبان ہے ۴۵۴
نویلا ۴۵۰
نہار ہے ۴۵۵
نہال کیا ۴۴۵
نہال ہوئے ۴۴۵
نبٹے ۴۵۰
نہ الاالذی نہ الکذی ۴۵۵
نہ پنیا ۴۶۰
نیا نو دن پرانا سو دن ۴۵۲
نیارے ہیں ۴۴۸
نیت نہیں بھرتی ہے ۴۵۳
نیچی نظر کی ۴۴۷
نیل بگڑا ہے ۴۶۰
نیل جلایا ۴۵۸
نیل ڈھلا ۴۵۹
نیل کا ٹیکا ۴۵۹
نیلا پیلا ہوا ۴۵۰
نیلا ڈورا باندھنا ۴۵۵
نیلی پیلی آنکھیں ۴۵۲
نین تتی ۴۵۵
نیند اچٹ گئی ۴۴۶
نیند اڑ گئی ۴۴۷، ۴۴۸
نیند کا ماتا ۴۵۰
نیندڑیاں ۴۴۹

(و)

واچھڑے ۴۶۳، ۴۶۴
وار ۴۶۳
وار خالی دیا ۴۶۳
وارنا ۴۶۱
واری جاؤں ۴۶۴
ولورے ہم ۴۶۱
ولوا ۴۶۲
ولوا ہے ۴۶۳
ور پڑا ہے ۴۶۳
ور ہے ۴۶۵
وضع کیے دیتی ہے ۴۶۴
وقت آن پہنچا ۴۶۵
وقت کے بادشاہ ہیں ۴۶۴
ولی نہیں ۴۶۴
وہ بال کھینچوں کہ جس کی جڑ دور ہو ۴۶۵
وہ بھی ایک سماں تھا ۴۶۳
وہ دل نہیں رہا ۴۶۴
وہ دن بھی غنیمت تھے ۴۶۲

وہ دن گئے ۴۶۲، ۴۶۳
وہ کملی نہیں جس میں تل بندھتے تھے ۴۶۱
وہ نہیں تو اور اس کا بھائی ۴۶۳
وہاں گردن مارئیے جہاں پانی نہ ہو ۴۶۲
وہم کی دارو لقمان کے پاس بھی نہیں ہے ۴۶۲

(ہ)

ہاتھ اٹھایا ۴۸۲
ہاتھ پاؤں پھول گئے ۴۸۴
ہاتھ پاؤں پھولے ۴۷۶
ہاتھ پاؤں ٹوٹتے ہیں ۴۶۷
ہاتھ پاؤں چلتے ہیں ۴۶۸
ہاتھ پاؤں مارنا ۴۸۳
ہاتھ پاؤں مارے ۴۷۶
ہاتھ پاؤں نکالے ۴۸۴
ہاتھ پتھر تلے آگیا ہے ۴۷۰
ہاتھ پٹھے پر نہیں رکھنے دیتا ۴۶۶
ہاتھ پر سر رکھا ۴۶۸
ہاتھ پر سرسوں جمائی ۴۶۶
ہاتھ پر قرآن رکھا ۴۷۷
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں ۴۶۶
ہاتھ پر ہاتھ مارا ۴۶۷
ہاتھ پسارنا ۴۷۷
ہاتھ پھیلانا ۴۸۵
ہاتھ جھاڑا ۴۸۶
ہاتھ جھاڑ اٹھے ۴۸۴
ہاتھ چڑھا ۴۷۱
ہاتھ چڑھے ۴۸۹
ہاتھ جوڑے ۴۷۸، ۴۸۹
ہاتھ دھو کر پیچھے پڑے ۴۸۵
ہاتھ دھوئے ۴۸۳
ہاتھ سر پر رکھا ۴۷۹
ہاتھ جاتا رہا ۴۷۶
ہاتھ سے جاتا رہا ۴۸۴، ۴۸۶
ہاتھ سے جاتے رہے ۴۷۴
ہاتھ سے کھویا ۴۷۹
ہاتھ قدم تک پہنچایا ۴۷۹
ہاتھ قلم کیے ۴۷۸
ہاتھ کان پر رکھے ۴۸۷
ہاتھ کٹواؤں ۴۷۴
ہاتھ کھینچا ۴۷۴
ہاتھ کے طوطے اڑ گئے ۴۸۳
ہاتھ کیا آیا ۴۷۸
ہاتھ گریباں تک گیا ۴۷۹
ہاتھ گھسائی ہے ۴۶۸، ۵۰۱
ہاتھ لگتے میلے ہوتے ہیں ۴۷۲

ہاتھ ملنا ۴۷۵، ۴۷۷
ہاتھ میں دل رکھنا ۴۷۵
ہاتھا پائی ۴۶۹
ہاتھوں ہاتھ ۴۸۲
ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے ۴۸۱
ہاتھی سے گنے کھاتے ہیں ۴۶۶
ہاتھی کا دانت اور گھوڑے کی لات ۴۸۱
ہاتھی کو ہولا ۴۹۰
ہاتھی کی ٹکر ہاتھی اٹھاتا ہے ۴۷۳
ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں ہے ۴۶۶
ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہیں اور
کھانے کے اور ۴۶۸
ہاتھی کے منہ میں لکڑی پکڑاتے ہیں ۴۸۱
ہاتھی گر جا ۴۹۰
ہاتھی نکل گیا ہے دم اٹکی رہ گئی ہے ۴۸۱
ہاتھی ہزار لٹے تو سوا لاکھ ٹکے کا ہے ۴۸۱
ہارمانی ۴۷۲
ہارے کو ہتھیار ۴۷۶
ہانپنا ۴۷۶
ہت تری کی ۴۶۵
ہتھ چھٹ ۴۷۹
ہتھیار ٹھنڈے کیے ۴۶۸
ہتھیار کھول ڈالے اور کمر کھول ڈالی ۴۸۵

ہتھیلی پر سرسوں جمائی ۴۶۶
ہتھیلی کا پھپھولا ۴۶۷
ہتھیلی میں چور پڑا ۴۷۱
ہٹ ۴۶۹، ۴۷۲
ہٹ دھرمی ۴۶۹
ہٹا کٹا ۴۸۸
ہٹیلا ۴۷۰
ہٹی پڑے ۴۷۱
ہٹے پرے اکھڑ گیا ۴۶۸
ہچکیاں آتی ہیں ۴۷۹
ہچکیاں لگیں ۴۷۹
ہرائی جتائی کرنا ۴۸۹
ہر بانی ہے ۴۷۱، ۵۰۲
ہر بونگ کا راج ہے ۴۸۸
ہرتے بھرتے ۴۷۳
ہرتے پھرتے ۴۹۰
ہرجائی ۴۷۱
ہر دل عزیز ۴۶۵
ہرنے ۴۷۳، ۴۹۰، ۵۰۲
ہرن چوکڑی بھول گئے ۴۶۶
ہری بھری ۴۶۸، ۴۹۰
ہری چگ ۴۷۰، ۵۰۱
ہڑک چڑھی ۴۷۰

ہزار ہاتھ کا بن کر آوے	۴۷۷	ہمیں ہے ہے کرے	۴۷۰
ہزاری روزہ	۴۷۶	ہمیں ہیں جو یہ گدر بھاتے ہیں	۴۷۸
ہفتہ دوست	۴۷۱	ہندی کی چندی	۴۸۹
ہلبلی	۴۸۷	ہنس مکھ	۴۷۵
ہلچل پڑی	۴۶۸	ہنستا چہل	۴۸۱
ہل چل	۴۸۷	ہنستی پیشانی	۴۶۶
ہلدی لگے نہ پھٹکری	۴۸۱	ہنستے ہی گھر بستے ہیں	۴۸۱
ہلڑ مچایا	۴۹۰	ہنسوڑ	۴۹۲
ہلکا پھلکا	۴۷۳	ہنسی خوشی	۴۹۹
ہلکان ہوئے	۴۷۱	ہنسی کے مارے دم الٹ گیا	۴۸۸
ہلکے پھلکے	۴۸۸	ہنسی میں اڑایا	۴۶۷
ہلکے لہو سے چل نکلے ہیں	۴۶۸	ہنکارا	۴۸۶
ہلے ہیں	۴۷۱	ہنہناتا	۴۸۸
ہم پر پھسل پڑے	۴۷۶	ہو بہو	۴۸۴، ۴۹۱
ہم جانیں یا تم	۴۸۶	ہو چکا	۴۷۹
ہم سے اڑتے ہو	۴۶۸، ۴۸۲	ہو دیکھے	۴۸۳
ہم سے کب چل سکتے ہیں	۴۸۸	ہو کا عالم	۴۸۳
ہمارے بھی منہ میں زبان ہے	۴۶۹	ہو کا ہو گیا	۴۸۹
ہمت ہاری	۴۷۲، ۴۷۳	ہوا باندھی	۴۸۰
ہمجولی	۴۸۷، ۴۸۰	ہوا بتائی	۴۸۸
ہمرنگ کے دونے	۴۸۰	ہوا بگڑ گئی ہے	۴۷۳
ہمیں پر کیا ہے	۴۷۵	ہوا پر اڑتے ہیں	۴۷۹
ہمیں پیٹے	۴۷۷، ۴۸۵	ہوا پر دماغ ہے	۴۸۷

ہوا بھر گئی ۴۷۳

ہوا بھری ۴۷۵

ہوا دی ۴۷۶

ہوا سے لڑتے ہیں ۴۷۲

ہوا کھانا ۴۸۹

ہوا کھاؤ ۴۷۴، ۴۹۱

ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے ۴۷۵

ہوا لگی ۴۶۷

ہوا مٹھی میں بند کی ۴۷۵

ہوا منائی ۴۷۲

ہوا میں آگیا ہے ۴۶۸

ہوا ہوا ۴۸۷

ہوا ہو گئے ۴۶۷

ہواس اڑ گئے ۴۹۱

ہوائی دیدہ ۴۷۳

ہوائیاں منہ پر اڑتی ہیں ۴۷۲

ہوت ۴۸۵

ہوتے رہو ۴۸۸

ہوتے رہو گے ۴۷۲

ہوتے سوتے ۴۸۷

ہوتے نہ ہوا کفن جو تھوڑا لگتا ۴۶۷

ہوش کی خبر لو ۴۸۸

ہوک اٹھتی ہے ۴۷۰، ۴۸۹

ہول آتا ہے ۴۹۰

ہول دلے ہیں ۴۶۶

ہولنا ۴۷۱

ہولے ہولے ۴۶۹

ہوں ہوں ۴۸۶

ہونا ہو سو ہو ۴۷۹

ہونٹ چاٹنا ۴۷۵

ہونٹ چاٹتے ہیں ۴۷۶

ہونٹ ملے ۴۷۰

ہونٹوں میں کہا ۴۷۳

ہونٹوں میں مسکراتا ۴۸۶

ہونٹھ ملے ۴۸۶

ہونی ہو سو ہو ۴۸۸

ہوئے ہے نہ ہوتے ۴۹۱

ہیر پھیر ۴۷۳، ۴۸۷

ہیرا پھیری ۴۸۵

(ی)

یا استاد ۴۹۳

یاد بدی ۴۹۴

یاد رہے ۴۹۴

یار کی یاری سے کام اس کے فعلوں سے کیا کام ۴۹۱

یاران چوری نہ پیران دغاباز	۴۹۱	یہ بھی کلانہ بدی	۴۹۲
یوں بھی سہی	۴۹۳	یہ خدمت حمام کی لنگی ہے	۴۹۲
یوں دیتے ہیں	۴۹۲	یہ دن دکھائے	۴۹۲، ۴۹۳
یہ بات کہیں اور ہے	۴۹۲	یہ کیا زبان نکالی ہے	۴۹۳
یہ باتیں ہیں	۴۹۲	یہاں کا باوا آدم ہی نرالا ہے	۴۹۲

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم



PDF By : Ghulam Mustafa Daaim

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے حمد ہے اللہ کی کہ واحد ہے اور نہیں شریک اس کا کوئی: رباعی

ذی شان ہے شان حضرت جل جلال	پر مار سکے جہاں نہ جبریل خیال
ارشاد کرے جو ماعرفناک رسول	ہو کس سے ادا صفات حق متعال

اور بعد اس کے تعریف ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کی۔ رباعی

تھا نور رسول پیش از آدم پیدا	آخر آیا ہوا مقدم پیدا
جب دیں سے ہوا ایک عالم اس کے لبریز	اللہ نے تب کیے دو عالم پیدا

اور سزاوار ہیں مدح کے چہار یار عرش وقار کہ چار رکن ہیں دین مبین کے اور ستون ہیں خیمۂ چرخ بریں کے: رباعی

اصحاب نبی کہ ہیں مظہر چاروں	چار آینۂ دین پیمبر چاروں
چاروں ہیں چہار حرف اسم احمد	ہیں چار کتاب و چار عنصر چاروں

خدمت والا درجت میں سخنوران نازک خیال کی اور نکتہ سنجاں بادانش و کمال کی کہ ہر ایک نام خدا شہسوار ہے میدان فصاحت و بلاغت کا۔ پس یہ خاکسار بے مقدار ذرہ وار ہیچمدان ژولیدہ بیان نیاز علی بیگ کہ تخلص اس کا نکہت ہے ساکن شاہجہاں آباد بہشت بنیاد التماس کرتا ہے کہ یہ چند اصطلاحیں اور محاورے اور مثلیں ہندی کی ساتھ اسناد اشعار شعراء عالی تبار کے صفحۂ قرطاس پر حسب ارشاد فیض بنیاد جناب مستطاب معلی القاب فلاطون حکمت ارسطو فطرت سحاب گوہر بار لطف و کرم بحر بے کنار علم و ہم مسٹر فلکس بوترس صاحب بہادر پرنسپل مدارس دہلی دام اقبالہم کے تحریر پذیر ہوئیں اور نام کتاب کا "مخزن فوائد" مقرر کیا اور فصلیں کتاب کی موافق قواعد حروف تہجی کے "الف" سے تا "یا" اٹھائیس باب پر معین کی گئیں۔ لیکن عرض ثانی مصنف بے مایہ اور کم پایہ کی ہے کہ، جس جا پر قلم شکستہ رقم سے حرف سہو و خطا کا سرزد ہو عین عنایت سے اصلاح فرمائیں اور بہ دعائے خیر ممنون منت کریں، اللہ بس باقی ہوس۔

باب الالف

الف اللہ (ص) = اللہ واحد ہے، اور نہیں شریک اس کا کوئی، یہ اصطلاح آزاد فقیروں کی ہے کہ وہ ماتھے پر اپنے ایک الف سیاہ کھینچتے ہیں واسطے نشانی کے:

خیال سرو قد میں کب دل گمراہ اور میں ہوں　　کہ میں آزاد ہوں بس ہے الف اللہ اور میں ہوں (منیر)

ماتھے پہ مرے خط الف اللہ کا کھینچو، سونپو مجھے بستر
تم ہو نہ گرو پیر یہ بندہ ہی ہو چیلا جی سے کرے خدمت　　(انشا)

اللہ نگہبان (ح) = اللہ حافظ، یہ کلمہ وقت رخصت خویش واحباب کے زبان پر آتا ہے:

نہ باندھے اب کوئی شیطان طوفاں　　چلو اب جاؤ بھی اللہ نگہباں (انشا)

رباعی
جاتا ہے یہ طفل اشک با نالہ و آہ　　لخت دل بیقرار لے کر ہمراہ
کیوں کر رکھوں تجھے میں اے نور العین　　اللہ نگہباں ہے پیروں کی پناہ　　(سوز)

الف ہو اور چراغ پا ہونا (ص) = گھوڑا شوخی سے کھڑا ہونا:

او شہسوار حسن زیادہ پکڑ نہ تنگ　　ڈر ہے سمند ناز بشوخی الف نہ ہو (شاہ نصیر)

بشوخی ہوا جب الف راہوار　　عیاں دم سے تھا میم دنبالہ دار (مؤلف)

ہلال جھومر کا اس کے سر پر عجب ہی جلوہ نما ہے دیکھو
کہ نعل شب رنگ ناز چمکا چراغ پا ہو گیا ہے دیکھو　　(منیر)

اُف (ص) = آہ اور اف کر دیا یعنی جلا کر خاکستر کر دیا:

اف رے تپ گرمی محبت　　اس نام پہ جاں نثار آتش (مومن)

دود شمع بزم نے گھر پھونک کر اف کر دیا　　کیا دلائے یاد وہ زلف خمیدہ سو ہمیں (مومن)

جل جائیں گے جوں شمع تمام آتش غم سے　　پر اف نہ ترے عاشق دلگیر کریں گے (معروف)

ڈسے ہے اژدر کے جسے کاکل سیاہ تری　　تو دل الٹ کے کہے ہے کہ اف پناہ تری (منیر)

بجھے ہے بزم میں جس شخص پر نگاہ تری　　تو منہ کو پھیر کے کہتا ہے اف پناہ تری (جرأت)

آپ کو دور کھینچتے ہیں (ص) = بسبب نخوت اور باعث غرور کسی کو اپنا ہمسر اور برابر نہیں جانتے:

بے تکلف ہاتھ کو بستر پہ اے مغرور کھینچ　　بیٹھ جا نزدیک میرے کے آپ کو مت دور کھینچ (مؤلف)

---

۱ خفگی کے معنی میں بھی آتا ہے (آصفیہ)۔ ص ۱۶۸ پر بھی موجود ہے۔

کیا شکوہ جفائے آسماں کا　　میں آپکو دور کھینچتا ہوں　(مومن)

اول منزل پہنچایا (ص)= قبر میں دفن کیا:

کوچۂ قاتل میں آکر مجھ کو جو پہنچا گئے　　گویا اول منزل آئے تھے وہ پہنچانے مجھے　(جرأت)

اُتو کر دیا (ص)= تمام بدن زخمی کر دیا:

وہ اُتو کش کا مجھی پر کیا ہے سرگرم جفا　　ماری تلواروں کی انی بہتوں کو اتو کیا　(تقی میر)

کیا جلد دستیاں کہوں قاتل کی اپنے میں　　تلواریں اتنی ماریں کہ بس کر دیا اتو　(معروف)

آڑے آیا (ص)= درمیان میں حائل اور حارج ہوا:

مانع تھا ادھر تو ادب آڑے تھی ادھر شرم　　شب لب سے بہم ملنے لب یار نہ پایا　(ممنون)

مر ہی گئے تھے ہجر کی شب لیک بچ گئے　　کیا جانے کب کا آگیا آڑے دیا لیا　(معروف)

دیر تک معروف نظارہ رہے ہنگام قتل　　تخت خلق کاہوں سنت کش کہ آڑے آگئے　(مؤلف)

ایتر کے گھر تیتر سبحان تیری قدرت (ث)= مردلاف زن اور صاحب دولت، مشہور مثل ہے:

قطعہ

نکلا نہ طرف تو دیکھو آنکھیں ریلا کے صاحب　　ہم سے قدیمی بندے شائستہ ستم ہوں　(انشا)

ایتر کے گھر میں تیتر سبحان تیری قدرت　　جو ہیچ و پوچ ہوویں سو ایسے محترم ہوں

آپ روپ (ص)= خود بدولت:

گر آپ روپ ہم سے باتوں میں تنک کڑبے ہوں
سو رگڑے جھگڑے قصے قضیے جھٹ اٹھ کھڑے ہوں　(انشا)

تک بیٹھو جو قفس کی ہی صورت آپ روپ　　گرچہ تھے بے جرم پر کیا کیا ڈرایا آپ نے　(جرأت)

اللہ رے اور اللہ جی (ص)= سبحان اللہ بہت خوب۔ یہ دونوں کلمہ ایک معنی رکھتے ہیں اور بمعنی بیحد و نہایت زبان پر آتا ہے:

اللہ رے غرور و ناز تیرا　　مطلق نہیں ہم سے ساز تیرا　(تقی میر)

اللہ رے نزاکت اس ماہ وش پری کی　　زانوں میں نیل پڑ گئی چٹکی سے خنجری کی　(جرأت)

اللہ رے ناتوانی جب شدت قلق سے　　بالیں سے سر اٹھایا دیوار تک نہ پہنچا　(مومن)

اس کی کجکاہ کی اللہ رے چہرہ پہ لٹک　　کہکشاں جوں شب یلدا میں بفلک (سودا)

اللہ رے تری شان کہ باں ہمہ شوکت　　پیدا نہ کیا پھر یہ قدرت نے علی سا (مصحفی)

اللہ رے تجھ لبوں کے تبسم تہ نقاب　　بجلی کب اس طرح سے تھی چمکی سحاب سے (بیتاب)

اللہ رے صفائی کہ ترے رنگ کے آگے　　آئینہ ملا صافی تن تذر پکڑ کر (انشا)

آشنا صورت (ح)=وہ شخص کہ جس سے گاہ وبیگاہ ملاقات ہوتی ہو:

منہ لگانا تو درکنار انھیں　　نہ کہا ہے یہ آشنا صورت (میر)

ہم نفس کوئی نہ دیکھا بیکسی کے دن بقاؔ　　آشنا صورت مگر ایک معنی بیگانہ تھا (بقا)

اجیرن ہو گیا (ص)=گراں بار خاطر اور وبال ہو گیا:

یار جانی جی کا دشمن ہو گیا　　ہم کو جینا بھی اجیرن ہو گیا (مؤلف)

تعظیم لینی اتنی ہر وقت فائدہ کیا　　اٹک ہے تم کو ہم سے مد نظر تکلف

پھر چند روز کو ہم ہو جائیں گے اجیرن　　یونہی رہا کریگا ہم سے اگر تکلف (انشا)

اداسا کسا (ص)=رخت سفر کو دوش پر لگا کر روانہ ہوا منزل مقصود کو۔ یہ اصطلاح آزادوں کی اور بینوا فقیروں کی ہے:

نہیں اس شہر میں کوئی جو آزادوں کا طالب ہو　　اداسا کیجیے اے وحشت اداس بستی سے رم کیجے (انشا)

آسماں ٹوٹا (ص)=آفت ناگہانی اور بلائے آسمانی نازل ہوئی اور صدمہ سخت پہنچا:

کیوں کر نہ جائے رشتہ عمر اپنا جان ٹوٹ　　فرقت میں تیری مجھ پہ گرا آسمان ٹوٹ (جرأت)

بغل میں شیشہ دل اپنا جو بتاں ٹوٹا　　تو سر زمین محبت پہ آسماں ٹوٹا (محبت)

جو شاخ گل سے کوئی غنچہ باغباں ٹوٹا　　تو سر پہ بلبل نالاں کے آسماں ٹوٹا (سرور مغفور)

رباعی

معروف تو اسکے حق میں فقرے مت جوڑ　　اپنے پہ تو آسمان آفت کا نہ توڑ

رنگین سے مقابلہ کچھ آسان نہیں　　بھاری پتھر ہے اس کو تو چوم کے چھوڑ (رنگین)

شب فراق ہے یا آسمان غم ٹوٹا　　الٰہی ہو گئی یہ کیسی مجھ پہ بھاری رات (امیر)

خاک سے کیوں نہ میر یکساں ہو　　مجھ پہ تو آسمان ٹوٹا ہے (تقی میر)

آج کریگا کل پاویگا (ش)=آج مدعا روز حیات سے اور کل مقصد ہے قیامت کے

دن سے یعنی زندگی میں جیسا عمل کریگا حشر کو ویسا ہی اجر ملے گا نیکی کا عوض نیکی اللہ دے گا اور بدی کی سزا بدی ملے گی:

جو کوئی کسی کو یار کلپاوے گا ۔ یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاوے گا ۔ رباعی
اس دہر مکافات میں سن اے غافل ۔ جو آج کرے گا سو وہ کل پاوے گا (غافل)

ایک کی دو ار دو دو (ص) = مشہور مثل ہے[1]:

ذوالفقار دو زباں اس شوخ کے ابرو ہیں دو ۔ ہو دو چار ان سے نہ اے دل ایک کی دار و ہیں دو (مؤلف)
ترک چشم مست قاتل کے پر از جادو ہیں دو ۔ کیونکہ دل جاں بر ہو ان سے ایک کی دارو ہیں دو (جرأت)

ایک سے ایک (ص) = ایک پر غالب ہے دوسرا حسن و ادا میں:

ایک سے ایک ہمیں یوں تو طرحدار ملا ۔ پر سوا تیرے کسی سے نہ دل زار ملا (سودا)
کوئی تو ہے گل چہرہ کوئی سرو رواں ہے ۔ دیکھا تو یہاں ایک سے ایک آفت جاں ہے (عشق)

اچانچک (ص) = ناگاہ اور یکایک اور دفعتاً:

کیا روز ہجر وصل میں آیا اچانچک ۔ غم کا پہاڑ سر پہ مرے ناگہاں گرا (معروف)
سر راہ باتیں کرتے تھے کسو ساتھ آنکھیں ملا ملا ۔ میں اچانچک جونہی آ گیا مجھے دیکھا آنکھیں چرا گئے (مصحفی)
میں نے اچانچک جو وہ کھولا ازار بند ۔ کیا ہی سڑاک دینے سے بولا ازار بند (انشا)

اڑانا اور اڑائی (ص) = ان دونوں لفظوں کے کئی اصطلاحی معنی ہیں اول سیکھنا ایک شے کا بے استاد طبیعت کے زور سے اور دوسرے معنی کاٹنے کے ہیں اور تیسرے معنی شہر کے ہیں اور چوتھے معنی ٹال دینے کے ہیں اور پانچویں پرواز کرنے کے ہیں:

تیرے آنے کی جو شہرت گل شاداب اڑے ۔ بیضہ غنچہ سے اک بلبل نایاب اڑے (شاہ نصیر)
فریاد انھیں رنگوں ہے گلزار میں ہر صبح ۔ بلبل نے مری طرز سخن صاف اڑائی (آتش میر)
غیر لیتے ہیں بلائیں ترے پاؤں کی میاں ۔ جی میں آتا ہے اڑا دیجئے دو چار کے ہاتھ (حیف)
میں جو کہتا تھا دردو مرغ دل کی اپنے بیتابی ۔ تو پھر کیا کیا نہ ہنسی میں وہ مری باتیں اڑاتا تھا (جرأت)
انگلیاں اٹھائیں دم میں اسکے دست وہم کی ۔ آبداری اس کی گر کچھ تیا سا امتحان (سودا)
ہوتے ہیں پامال گل اے نو بہار حسن ۔ کس سے اڑائی تو نے یہ رفتار کی طرح (مومن)

---

[1] ایک شخص کے مغلوب کرنیکو دو آدمی کافی ہوتے ہیں (امیر اللغات)۔

اڑ گئی اے عندلیب زار کیا غیرت تری — گل نکل کر باغ سے جانے لگے بازار میں (معروف)

کہے کیا درد دل بلبل گلوں سے — اڑا دیتے ہیں اس کی بات ہنس کر (تمکین)

سمجھ گیا ہم سے کہ اس کا غضب و لطف — اک عمر تلک اس کے تغافل نے اڑایا (شیفتہ)

یکبار عقل و ہوش کا سب ڈھنگ اڑ گیا — اڑ جائے عشق جس سے بھی رنگ اڑ گیا (قوت)

تم دیکھتے ہو اس کا رخ گل پہ بولنا — بلبل بھی طرز نالہ کی میرے اڑا گئی (مصحفی)

آنکھوں کے اشاروں سے غیروں کو ملاتا ہے — چل جھوٹے نہ کھا قسمیں تو کس کو اڑاتا ہے (افسوس)

بلبلیں اڑتی چلی جاتی ہیں پھر اے باغباں — کچھ تو اڑتی سی سنی ہے گل کے آنے کی خبر (یقین)

انداز فغاں کا مرے بلبل نے اڑایا — نقشہ کو نزاکت کے ترے گل نے اڑایا (تسکین)

رنگ حنا جو تیرے ہاتھوں سے اڑ چلا ہے — یہ رنگ رو کا میرے نقشہ اڑا لیا ہے (جرأت)

اڑتی سی خبر سنی ہے (ص)= بطریق افواہ عام سنا ہے، کچھ تحقیق نہیں ہے:

قاتل وہ اڑانے کو ہے سر تیغ جفا سے — اڑتی سی سنی ہے یہ خبر باد صبا سے (مؤلف)

مدت ہوئی ہے نامہ کبوتر کو لے گئے — آجاتی ہے کچھ اڑتی سی ہم تک خبر کبھو (تقی میر)

جانے کی خبر اس کے میں اڑتی سی سنی تھی — تس پر بھی مرے چہرے کا گیا صاف اڑ رنگ (جرأت)

اندھا کنواں (ص)= چاہ بے آب:

نہ اک یعقوب رویا اس الم میں — کنواں اندھا ہوا یوسف کے غم میں (تقی میر)

اچکا اور اٹھائی گیرا (ح)= چور جو دست بردی کرے:

اس بدزن سے مل کر دل کیوں کہ کھو نہ بیٹھیں — انداز و ناز اچکا غمزہ اٹھائی گیرا (تقی میر)

اندھیرے گھر کا اجالا (ص)= چشم بے نور کا نور اور روشنی خانۂ دل کی:

رہے خیال نہ کیوں ایسے ماہ طلعت کا — اندھیرے گھر کا ہمارے تو وہ اجالا ہے (تقی میر)

اپنی سی بہت کی (ص)= بمقدور اپنے کوشش اور جستجو حد سے زیادہ کی لیکن صلح نہ ہوئی، خفا رہا:

وہ نہ چاہے جب تلک ہوتا ہے کیا — جہد کی ملنے میں اپنی سی بہت (تقی میر)

غیروں کا ہو کہ وہ بت بیگانہ وش ہائے دل — اپنا نہ ہوا ہم نے تو اپنی سی بہت کی (مؤلف)

کیوں لیجیے ہی دہاں سے یقیں ہے لڑی ہے — اپنی سی تو کر دیکھ عبث نسخہ دری ہے (مومن)

عرض اپنی سی وہ تو کر گذرا　　ہو گئی رات اور منہ نہ کھلا (سودا)

آگ پھونک دی (ح) = آگ بھڑکا دی اور جلا دیا:

آشیاں جو بنایا بلبل نے　　پھونک دی آگ آتشِ گل نے (شاہ نصیر)

پھونک دی ہے عشق نے آتش تنِ لاغر میں کیا　　آگ سے کچھ بس نہیں چلتا خس و خاشاک کا (ہوس)

سرد مہری سے بتوں کی ضبط آہِ سرد نے　　آگ پھونکی تن میں دل جوں پنبہ جل کر رہ گیا (مولف)

پھونکی ہے سوزِ عشق نے وہ میرے سینہ میں آگ　　خورشید ایک شعلہ ہے اس کا شرارِ برق (معروف)

بجھ گئی آتشِ دل ہم نے جلاتا تھا گھٹا آئی　　ہوائے ابر نے پر آگ پھونکی اور گلشن میں (شوق)

کیا کیا آہ ناتواں تو نے　　آگ سی پھونک دی یہاں تو نے (انشا)

اچھل پڑا (ص) = جگہ سے بے جگہ ہو گیا اور دل قابو میں نہ رہا:

مذکور میری سوختگی کا جو چل پڑا　　مجلس میں سن سپند یکایک اچھل پڑا (تقی میر)

دیوانہ پن ہمارے کا گر ذکر چل پڑے　　زانو پہ ہاتھ مار کے مجنوں اچھل پڑے (سودا)

آگ لگا پانی کو دوڑے (ص) = آپ ہی فتنہ برپا کرے اور آپ ہی صلح کے درپے ہوئے:

ضبطِ سرشکِ گرم سے دل تو جلا نصیر　　پانی کو دوڑتی ہیں پھر آنکھیں لگا کے آگ (شاہ نصیر)

لگا آگ پانی کو دوڑے ہے تو　　یہ گرمی تری اس شرارت کے بعد (تقی میر)

آگ لینے آئے تھے (ص) = بہت شتاب اور جلد چلے گئے، ذرا توقف نہ کیا:

کرم مجھ سوختہ کے پاس سے جاتا کیا تھا　　آگ لینے کو جو آئے تھے تو آنا کیا تھا (تقی میر)

آگ ہو گئے اور آگ بن گئے (ص) = نہایت غصہ اور خشمناک ہوئے:

تفتہ جانی کا جو مضمون اسے لکھتا ہوں کوئی　　آگ ہو کر وہ مرے خط کو جلا دیتا ہے (معروف)

آگ ہو جاتا ہے ہر دم میری صورت سے جو وہ　　شاید اس سے کوئی کچھ جا کے لگا دیتا ہے (سرور)

عاشق تو جلا ہوا کھڑا ہے　　وہ آگ بنا ہوا کھڑا ہے (شاہ نصیر)

آئے ہو جب بڑھا کر دل کی جلن گئے ہو　　جب سوزِ دل کہا ہے تم آگ بن گئے ہو (مومن)

وہ آگ ہو گیا ہے خدا جانے غیر نے　　میری طرف سے اس کے تئیں کیا لگا دیا (تقی میر)

اٹکھیلی اور اٹکھیلی کی چال (ص) = ناز کرنا اور ادا سے خراماں ہونا:

مری سماجت و ساقی کی دیکھ اٹکھیلی — کہ منہ کے پاس کے سلائے اور ہٹائے قدح (ممنون)

اک ذرا اور بھی اٹکھیلیاں کرتے چلیے — آپ نظروں میں مری کھپتے ہیں اس چال سے تو (مصحفی)

درختوں سے نہ دے تشبیہ اس قد کو یقین ہرگز — وہ اٹکھیلی سے چلنے کی طرح شمشاد کیا جانے (یقین)

کج وہ ادا کج چلے جس طرح وہ اٹکھیلی سے — سرو دریا میں بھی اسے دیکھے تو رہ جائے ٹھٹک (سودا)

کیا کہوں کل تری رفتار کی اٹکھیلی دیکھ — کچھ عجب چال سے تھا کبک دری کا عالم (امین)

آنکھوں میں کہا (مص) = خفیہ اشارہ کیا:

یہ دعا ہے کہ کروں میں طلب جام شراب — اور وہ آنکھوں میں کہے پاؤ گے داب توڑے (جرأت)

آنکھیں کھل جائیں گی (مص) = حیراں ہو جائے گا اور پردہ غفلت کا اٹھ جائے گا:

کھل جائیں گی پھر آنکھیں جو مرجائیگا کوئی — آتے نہیں ہو باز مرے امتحاں سے تم (تقی میر)

ہو مرغ خود و پیتے ہی کھل جائیں گی آنکھیں — اے نرگس شہلا تری کھل جائیں گی آنکھیں (محبت)

ہو کے ہم چشم جو چشم بت بے دیں تیری — آنکھیں کھل جائیں گی اے آئینہ چمن تیری (مرہا)

کھلا آنکھ بند ہوتے ہی آنکھیں ہی کھل گئیں — تھی اک بلائے جاں تھا اچھا ہوا گیا (مومن)

جس آن تو قدم رکھے اس پر برائے جشن — کھل جائیں دیکھتے ہی تجھے چشم روزگار (سودا)

دیکھیں جو اک نظر پھر تصویر اس کی کی — کھل جائیں دونوں آنکھیں زہرہ و مشتری کی (فطرت)

آنکھوں میں رات کاٹی (مص) = تمام رات جاگتے گذری، رہ تکتے رہے:

وہ مہر وش نہ آیا باتوں میں رات کاٹی — مانند چشم انجم آنکھوں میں رات کاٹی (مؤلف)

نہ دل کو چین تھا نے چشم کو خواب — کٹی آنکھوں میں شب جوں چشم مہتاب (جرأت)

کیونکر کہوں خدایا اس بت کے بن گذارا — آنکھوں میں رات کاٹی مر مر کے دن گذارا (سرور)

حالت مری ناامیدی کی پڑھتا تھا وہ یہ بیت — محشر کے گھر جو آج میں وقت سحر گیا

قطعہ

آیا نہ یار ہائے شب آنکھوں میں کٹ گئی — سن لیجو انتظار میں دن بھی گزر گیا (محشر)

درازی شب ہجران زلف یار کلیم — مجھی سے پوچھ کہ کاٹوں ہوں رات آنکھوں میں (سودا)

آنکھیں نکالیں (مص) = اول بمعنی چشم برکندیدن ہے خانہ چشم سے بنوک کارد یا دشنہ وغیرہ دوسرے معنی غصہ سے دیکھنا:

کہاں گردوں دوں شب کو ہر ایک اختر نکالے ہے
کہ یہ بے مہر آنکھیں اپنی عالم پر نکالے ہے (شاہ نصیر)

بس بس آنکھیں نکال مت واہ — ایسے غصہ سے ڈر گئے ہم (میر سوز)

آنکھیں نکالتے ہو عبث مجھ غریب پر — کہتا ہے کون یہ کہ طرحدار تم نہیں (قسمت)

لڑائیں کس نے وقت غسل تجھ سے جنگجو آنکھیں — نکالے ہے عبث مجھ پر حباب آب جو آنکھیں (مؤلف)

آنکھوں سے گر گیا اور اتر گیا (ص) = بے قدر و عزت ہو گیا:

خندۂ دنداں نما کرتا جو وہ کافر گیا — گوہر تر جوں سرشک آنکھوں سے سب کے گر گیا (تقی میر)

منہ چڑھا آئینہ یہاں تک آخر عشاق کے — گر گیا آنکھوں سے مژگان شکستہ کی طرح (مؤلف)

ہو اشک ان آنکھوں سے گرے صبح کے تارے — موتی کے تئیں جب سے ترے کان میں دیکھا (مصحفی)

رباعی
جو اشک کہ آنکھوں سے جدا ہوتا ہے — مژگاں تلک آیا کہ فنا ہوتا ہے
آنکھوں سے کسی کی کوئی یارب نہ گرے — آنکھوں سے گرا بہت برا ہوتا ہے (شاہ نصیر)

جس گھڑی آپکو دیکھوں ہوں میں جوں قطرۂ اشک — اپنی آنکھوں سے بھی احمد میں گرا جاتا ہوں (احمد)

مانند نشہ کے چڑھ کے آخر — آنکھوں سے تری اتر گئے ہم (عشق)

آنکھیں چرائیں (ص) = چشم پوشی کی اور پہلو تہی کیا:

حسرت بھرا وہ حسن کا چرایا ہے تونے دل — محفل میں تیری آنکھ چرانے سے اٹھ گیا (جرأت)

مجھے کل دیکھ کر آنکھیں چرائی اس نے محفل میں — جتا اسکو گیا پھر کچھ کوئی اغیار آنکھوں میں (فرحت)

آنکھیں چرا کے شب بہانے سے اٹھ گیا — حرف محبت آوزمانے سے اٹھ گیا (شیفتہ)

لے گئی دل کو میرے یار کی دزدیدہ نگاہ — اسطرح دیکھ مجھے اس نے چرائی آنکھیں (احمد)

پایا جو دشمنوں نے ترے پاس اعتبار — آنکھیں چراتے ہیں مجھے احباب دیکھ کر (مومن)

آنکھیں نہ چرا مصحفی ریختہ گو سے — ایک عمر سے تیرا ہی ثناخوان ہے وہ تو (مصحفی)

میں حیرت سے جب دیکھ رہتا ہوں اسکو — وہ آنکھیں چرانے لگے بے حیا سے (آشنا)

سکھوں کو دیوے ہے پیمانا لگتے ہیں جو ہم — تو آنکھ ساقی پیماں شکن چراتا ہے (معروف)

آنکھوں میں گھر کرتا ہے (ص) = جان کر انجان ہوتا ہے:

جی ڈرتا ہے ڈھٹائی سے بتوں کی واللہ — دل تو لے لیتے ہیں پھر آنکھوں میں گھر کرتے ہیں (سوز)
ہیں خمار آلودہ آنکھیں لیتے ہو انگڑائیاں — گھر ہے یہ غیر کے آنکھوں میں گھر کرتے ہو کیوں (سرور)
غمزہ نے اسکے چوری میں دل کی ہنر کیا — اس خانماں خراب نے آنکھوں میں گھر کیا (تقی میر)
دل کو بھی لطف سے مد نظر کرتی ہے چشم — سرو ساں وقت طلب آنکھوں میں گھر کرتی ہے چشم (مؤلف)
کر کے دل کو شکار آنکھوں میں — گھر کرے ہے وہ یار آنکھوں میں (اثر)
دیکھ کر یاں وہ مجھے چشم کو تر کرتا ہے — اشک غماز بھی کیا آنکھوں میں گھر کرتا ہے (مومن)

آنکھیں آئیں (مص) = آنکھیں دکھنی آگئیں:

عشق میں ایذائیں سب سے پائیاں — رہ گئے آنسو تو آنکھیں آئیاں (تقی میر)
تو نہ آیا آگئیں آنکھیں مری — سنگ دل پتھرا گئیں آنکھیں مری (جرأت)
اے مصحفی حجرے سے نکلے ہے جو کم باہر — از روز مگر اسکی آنکھیں کہیں آئی ہیں (مصحفی)
بیداری شب سے وہ دکھی جاتی ہیں آنکھیں — یوں سرخ نشہ میں ہیں کہ جوں آئیں ہیں آنکھیں (ممنون)
کر بے ادب سے تونے گلابنگ آج کی ہے — آنکھیں تمہاری پیاری کیا سخت آئیاں ہیں (نعیم)

آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل (ش) = جو کوئی نظر نہ آوے اگرچہ نزدیک رہتا ہو، فی الحقیقت درمیان میں ہزاروں کوسوں کا فرق ہے:

ہجر باعث ہے بدگمانی کا — غیرت عشق ہے تو کب کل ہے
مر گیا کوہ کن اسی غم میں — آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے (تقی میر)

آنکھ ماری (مص) = اشارہ کیا:

حلقہ بگوش ابرو جو ہو ہلال اسکا — اختر پہ آنکھ مارے کیوں کر نہ خال اسکا (شاہ نصیر)
یوں آنکھ نہیں دیکھ کے مست مار دیا کر — غمزہ ہیں بلا ان کو نہ سنکار دیا کر (تقی میر)
کیا غضب ہے کہ ذرا مجھ کو نکالے تو دیں — آنکھ ہر ایک سے محفل میں وہ پرفن مارے (جرأت)
غنچے سے مسکرا کے اسے زار کر چلے — نرگس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے (سودا)
ہے کون سی یہ وضع بھلا سوچیے تو آپ — باتیں ادھر کو کیجے ادھر آنکھ ماریے (انشا)

آنکھیں دکھائیں (مص) = غصہ کیا اور چشم نمائی کی:

دل آشفتہ کو میرے عبث آنکھیں دکھائی ہیں تمہاری زلف عنبر بار کے ہر حلقہ موں نے (شاہ نصیر)

گل نرگس کو کیا اس سے آنکھیں دکھاتا ہے کسی خوش چشم کی ہے پاسبانی یہ جو گلشن میں (انشا)

کہیں نرگس کو مگر تو نے دکھائی آنکھیں نہیں پچتی نظر آتی کہ ہے بیمار بہت (بیدار)

آنکھ سے دیکھا جو تجھ کو آنکھ دکھلانے لگے ہاتھ سے چھیڑا تو دونوں ہاتھ کٹوانے لگے (سرور)

کیا تیری قاتل بے دید خوش آئیں آنکھیں (مؤلف)

وہ ہر چند آنکھیں دکھاتے رہے پہ نظروں میں دل کو لبھاتے رہے (حسن)

دید وادید ہوا آج عجب صورت سے جب کہا دیکھ ادھر اس نے دکھائی آنکھیں (رنگین)

دل کھول کے مل جیسے جو میرے ملتا ہے آنکھیں بھی دکھاتے ہو پھر منہ بھی چھپاتے ہو (تقی میر)

آنکھیں دکھلائی ہیں کیا تو نے اسے بیچ تو دیکھو آج اوسان سے گم ہیں جو ترے دربان کے (مصحفی)

اپنا ہی سوز اس نے تو کیا نہ چھپائے ہے پر شوخ ہو گیا ہے تنک آنکھیں دکھائے ہے (میر سوز)

جلسہ گہ بزم میں اس نے یہ دکھائیں آنکھیں جب تلک بیٹھے ہم اوپر اٹھائیں آنکھیں (احمد)

آپ پلائے اور سب غیروں کو پلاتے رہے ہم کو ساغر کے عوض آنکھیں ہی دکھلاتے رہے (نوا)

کبھی جو کلبۂ احزاں میں مرے آتے ہو عجب طرح سے پھر آنکھیں مجھے دکھاتے ہو (اعلیٰ)

جواب کلفت میں تجھ کو تک رہوں ہوں چشم حیرت سے
تو پھر جس طرح سے چاہے آنکھیں مجھ کو دکھلانا (جرأت)

آگے رکھ لیا (ص) = روبرو سے بھگا دیا:

اٹھا لے بوالہوس کو رکھ لیا ہے آگے مت جان ان کی جھڑکیں جی دینے والیاں ہیں (تقی میر)

کیا عالم کو کشتۂ چشم کے عالم کو دیکھ تو صف مژگاں سے آگے رکھ لیا رستم کو دیکھ تو (مؤلف)

چشم نے ابرو کو آگے رکھ لیا شیر نے آہو کو آگے رکھ لیا (سرور)

ایک سر ہزار سودا (ث) = ایک آدمی اور بہت کام:

خیال زلف بتاں دل میں یار رکھتے ہیں سر ایک رکھتے ہیں سودا ہزار رکھتے ہیں (شاہ نصیر)

دل میں پھرتے ہیں خال و خط و زلف مجھ کو اک سر ہزار سودا ہے (تقی میر)

آنکھ میں چربی چھائی ہے (ص) = غرور سے نہیں دیکھتا:

چاہتی ہے اس بھبھوکے کے حضور اپنا فروغ   شمع کی آنکھوں میں ہے چربی مگر چھائی ہوئی (جرأت)

سوز پروانہ پہ اصلا نظر مہر نہیں   چربی آنکھوں میں تری شمع لگن چھائی ہے (مؤلف)

آنکھ میں شرم ہو تو جہاز سے بھاری (ث)=[1]

ہو شرم آنکھ میں تو بھاری جہاز سے ہے   مت کر کے شوخ چشمی آشوب سا اٹھاؤ (تقی میر)

نہوں کب اہل حیا امتیاز سے بھاری   کہ آنکھ شرم کی ہے کہ جہاز سے بھاری (کرم)

آنسو پچھے (ص)= تسلی اور تشفی ہوئی:

دیکھ کر رونے کو رو دیا بت ناداں تیرے   کچھ تو آنسو پچھے اے دیدۂ گریاں ترے (مؤلف)

یوں کب ہمارے آنسو پچھے ہیں کہ تو نے شوخ   دیکھا ادھر کبھی مژۂ نیم باز سے (رنگین)

غیر کی ایسی ہنسی کی تم وہ رونے لگا   آج آنسو میرے پوچھے ہیں ذرا سرکانے (معروف)

اوچھو آیا (ص)= کسی حرکت سے دماغ میں پانی یا کوئی چیز کھانے کی چڑھ جائے تو اوچھو آتا ہے:

یاد کھانے میں جو رنگین مجھے کل تو آیا   تو بھی مرہی کے ایسا مجھے اوچھو آیا (رنگین)

سخت جانی سے نہ دم لب پہ جفا جو آیا   پیتے ہی آب دم تیغ کے اوچھو آیا (مؤلف)

اوکھلی میں سر دیا تو دھمکوں سے کیا ڈر (ث)= عاشق ہوئے تو رسوائی ہوئی اور مصیبت سے کیا خوف ہے:

رباعی

یار کی خاطر سے سب کی درگذر کرتے ہیں ہم   اپنی جاں بازی کا کب خوف و خطر کرتے ہیں ہم

ایک سر ہے جس کا جی چاہے سو آ کر کاٹ لے   اوکھلی میں سر دیا دھمکوں سے کب ڈرتے ہیں ہم (آشفتہ)

مژہ کا خوف کیا دل غرق چاہ ناف دلبر ہے   دیا جب اوکھلی میں سر پھر دھمکوں سے کیا ڈر ہے (مؤلف)

اس برتے پر (ص)= اس مقدور اور حقیقت پر غرور:

رباعی

رنگین معروف کو بہت گر ہے گھمنڈ   تو ہم سے وہ اس کے حق میں بدتر ہے گھمنڈ

منہ سے تو نکلتی ہی نہیں نثر درست   اس برتے پہ اسکو شاعری پر ہے گھمنڈ (رنگین)

اپنے بچھڑے کے دانت سب کو معلوم ہوتے ہیں (ص)= اپنے کے عیب و ہنر سے اپنا واقف اور آگاہ ہوتا ہے بیگانہ کیا جانے:

معروف کا حال کیا کروں میں مرقوم   فاقہ کر کر کے وہ بنا ہے مخدوم

---

[1] شرم و حیا انسان کے لیے بے انتہا وقار کا باعث ہے (مہذب اللغات)۔

کہتا تو میں کچھ نہیں پر اے رنگیں ہیں   اپنے بچھڑے کے دانت سب کو معلوم   (رنگیں)

اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے (ث)= جیسا دیگا ویسا بدلہ ملیگا:

معروف نہ کہہ کسی کو منہ سے بے تے   رنگیں کو کسی بات میں الزام نہ دے
رباعی
مشہور جہاں میں ہے یہ آزردہ نہ ہو   جو دے اس ہاتھ سے وہ اس ہاتھ سے لے   (رنگیں)

انگاروں پر لوٹے اور لٹایا (مص)= دل کے جلن سے بیتاب رہے اور آتش رشک نے مضطر رکھا:

تو نے لٹایا انگاروں پہ صبح تک اے وعدہ خلاف
تیری خاطر ہم نے کیا تھا شب کو بچھونا پھولوں کا   (شاہ نصیر)

کس دن نہ ملا غیر سے تو گرم علی الرغم   رہتے ہیں یونہی لوٹتے انگاروں پہ شب ہم   (آغا میر)

دیکھ سرگرم محبت اسے اغیاروں پر   سردمہری نے لٹایا مجھے انگاروں پر   (مؤلف)

کہ جس کی دیکھ کے رفعت فلک ہے چکر میں   اسی کے بوجھ سے ہے صفحۂ زمین کو قرار
قطعہ
نہیں ستارہ ہیں یہ بلکہ لوٹتا ہوگا   اسی حسد سے انگاروں پہ چرخ کج رفتار   (سودا)

کیا دل غیر کا ٹھنڈا زلال وصل دلبر نے   لٹایا مجھ کو انگاروں پہ شب آتش نے غیرت کے   (سرور)

دیکھا ہے ترے جو لعل لب کو   انگاروں پہ لعل لوٹتا ہے   (رفعت)

آٹھ آٹھ آنسو رلایا (مص)= زار زار رلایا:

آٹھ آٹھ آنسو نہ اب کیونکر پڑے روئیں ہم   چھوڑ تنہا مجھے آنکھوں کے چلے جلے تم   (جرأت)

شمع آسا سرے پا تک صرف گریہ ہو گئی   مثل شبنم آٹھ آٹھ آنسو رلایا آپ نے   (مؤلف)

کیوں آٹھ آٹھ آنسو رلاتا ہے مجھ کو تو   ہے گا کسی کے جی کا ستانا بہت برا   (انشا)

گر ہم کو لگ گئیں ہیں کبھی ہچکیاں تو ہم   آٹھ آٹھ آنسو روئے ہیں دو دو پہر تک   (مصحفی)

اوشغلہ اٹھایا اور چھوڑا (مص)= طوفان اٹھایا اور تہمت لگائی:

محمل نشیں نے سن کے حدی تیری غش کیا   کیا تو نے اوشغلہ یہ دیا ساربان چھوڑ   (انشا)

آڑے ہاتھوں لیا (مص)= شرمندہ اور قائل کیا:

کیا جانیے کہ کس کے دل کا لہو پیا ہے   شانہ نے آڑے ہاتھوں جو زلف کو لیا ہے   (سودا)

دست وحشت نے پھاڑ داماں کو   آڑے ہاتھوں لیا گریباں کو   (سرور)

مل کیا کاکل پیچاں نے جو اس رخ پہ بقا   آڑے ہاتھوں ہی لیا پنجۂ مژگاں نے غرض   (بقا)

قطعہ
آڑے ہاتھوں جو لیا اسکو شب کی گوشہ میں   میرے قابو سے نکل جائے نہ مقدور ہوا
ہو کے ناچار لگا کہنے کہ سبحان اللہ   تم تو مختار ہوئے اور میں مجبور ہوا   (ممنون)

آڑے ہاتھوں دامن صحرا کو لے دست جنوں   روکشی کرتا ہے میرے دامن صد چاک سے   (مؤلف)

انگڑائی لی (مں) = خمیازہ کش ہوا:

خدا کے واسطے تن کر نہ لے تو انگڑائی   کہ بند بند بت بے حجاب چٹکے گا   (مسرور)

میرا قصہ سن کے مجنوں کو جمائی آگئی   بید مجنوں دیکھ کر انگڑائیاں لینے لگا   (ذوق)

باغ میں جب سے گیا تھا وہ خمار آلودہ   گل ہیں خمیازہ میں انگڑائی میں ہیں نیک جنوز   (مصحفی)

انگڑائی لے کے شب کو کہنے لگا وہ مجھ سے   اپانچہ کے سو رہو جی آیا ہے خواب مجھ کو   (رنگین)

اٹھا کر ہاتھ دونوں لی جو مجکو اس نے انگڑائی   سحر پر وصل کی ٹھہرے، شکل لا نظر آئی   (مؤلف)

ہمسر ہو چھڑی بید کی خمیازہ تو کھینچے   انگڑائی ذرا لیکے کر اپنی ہلا دو   (شاہ نصیر)

ایک نیزہ پہ سورج آیا (مں) = قیامت کا دن آیا:

کی ہے ہنگامہ یار اس نے قیامت برپا   اک نیزہ پہ ہے خورشید قیامت چمکا   (ظفر)

اک نیزہ پہ نہ خورشید قیامت دکھلا   سر سے باندھا ہے جو تعویذ طلا کھول کے چل   (شاہ نصیر)

ات گت (مں) = بے حد و نہایت اور بہت:

آج ہمارا جی بیکل ہے تم بھی غفلت سن کچھو   دل تو ہے جو ہاتھ رکھے تو تمت ات گت کچھو   (تقی میر)

اپنے منہ سے میاں مٹھو (مں) = اپنی تعریف اپنے منہ سے:

شیخ جی کرکے آپ اپنے وصف   اپنے منہ سے بنے میاں مٹھو   (مؤلف)

ایک آدھ (مں) = عرصہ قلیل اور بمعنی یک و نیم اور وہ شخص کہ جس سے آدمی مخاطب ہو:

پھر سخن نشنوی ہی وںکی ہے   رات ایک آدھ بات مانی تھی   (تقی میر)

اریب کی باتیں (مں) = فریب سے بھری تیز سی باتیں:

خیلا پسر ادیب کی باتیں چھوڑ — انتا بھی کتر بیونت نہ کرنے کو موڑ
(رباعی)
درکار ہے یکسوئی تو سینہ سے لگ — پر رشتۂ الفت کو مری جان نہ توڑ (حسن)

اوس پڑ گئی (مص) = گرم بازاری سرد ہو گئی:

مارا بلبل نے آ کے جوں پر — ایک اوس پڑ گئی گلوں پر (انشا)

رشک گل کیا عرق آلود کیا گلشن میں — اوس پڑ گئی جو گل پہ صبا گلشن میں (مؤلف)

جوں موسم گل گذرا کچھ اوس پڑی ایسی — نے بلبل نالاں ہے نے گل ہے نہ گلچیں ہے (رنگین)

سچ کہہ صبا گلوں پر کیوں اوس پڑ گئی ہے — شاید کہ کھلکھلا کر کوئی ہنسا چمن میں (شاہ نصیر)

جز اشک بلبل اب نہیں گل شاخسار پر — کیا اوس پڑ گئی ہے چمن میں بہار پر (حسن)

کر رہے تھے صبح وہ سیر چمن کیا پھول پھول — دیکھتے ہی رشک گل کو پڑ گئی بلبل پہ اوس (کرم)

ضبط اشک تر سے دل تسکین تیری ہو چکی — اوس سے بجھتی نہیں ہے پیاس میری ہو چکی (سرور)

اوسوں پیاس نہیں بجھتی (مص) = تھوڑی چیز سے دل نہیں بھرتا اور نیت سیر نہیں ہوتی:

دل کے دو اشک سے نہ نکلی بھڑاس — اوسوں بجھتی نہیں ہے پیاس کہیں (آتش میرٹھی)

آب خنجر سے گلو تر نہ ہوا — اوس سے پیاس کا بجھنا معلوم (مؤلف)

اونٹ کس کل بیٹھے اور کس پہلو بیٹھے (مص) = دیکھیے انجام کام کا کس طرح ہو:

مجھ کو بٹھلاتا ہے وہ یا غیر کو — بزم میں اس شوخ کی چل دیکھیے
(قطعہ)
کیا دکھاتا ہے یہ چرخ بے مہار — بیٹھتا ہے اونٹ کس کل دیکھیے (مؤلف)

گرچہ مجنوں نے کہا تھا تسے یہ اے ساربان — اک دن لیلیٰ سے کچھ کہہ تو ہمارے واسطے
(قطعہ)
دل میں اس کے پر یہی ڈبکا رہا اب دیکھیے — بیٹھتا ہے اونٹ کس پہلو ہمارے واسطے (شاہ نصیر)

ان تلوں میں تیل نہیں (مص) = کچھ فائدہ نہیں:

زلف کو آگ میں نے سونگھا خال یہ بولے ہونٹوں کے
دیکھتے کیا ہیں آپ ادھر کو یاں تو تلوں میں تیل نہیں (انشا)

اس تیلی کی لڑکی سے بہت کھیل نہیں — دل عشق کے کولھو میں مجھے چیل نہیں
(رباعی)
کس واسطے تو ہڈیاں پیلے ہیں مری — سو جان کہ ان تلوں میں اب تیل نہیں (حسن)

اپنا سامنہ لے کر رہ گیا (مص) = شرمندہ اور خجل اور نادم ہوا:

عارض پر تو سے سر کی جو وقت خواب زلف　　شب کو منہ اپنا سا لے کر بدر کامل رہ گیا　(شاہ نصیر)

محو حیرت ہو کے اس رخ کی طلب میں آئینہ　　رہ گیا اپنا سا منہ لے کر طلب میں آئینہ　(سرور)

بند حادی تھا جو میرے چشم تر سے تار رونے کا　　تو لے کر رہ گیا منہ ابر دریا بار اپنا سا　(مؤلف)

قطعہ
تھا جی میں یہ کہ مجھ سے مکر جاتے اسلیے　　میں نے کہا کہ غیر سے تم بھر میاں ملے
پر کیا کہوں کہ اپنا سا منہ لے کے رہ گیا　　آنکھیں ملا کے جو یہ کہا اس نے ہاں ملے　(جرأت)

جواب خون ناحق میرا ایسا کیا دیا تو نے　　کہ ظالم رہ گئے منہ لے کے سب احباب اپنا سا　(مومن)

کل بوسہ کے سوال پہ کیا کیا نہ کہہ گیا　　میں اسکے آگے اپنا سا منہ لے کے رہ گیا　(حسن)

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے رہ گئے　　صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا　(غالب)

اپج لی (مص) = ایک نئی بات بنائی:

مطرب بچے قرباں ہوں میں اس تان کا تیرے
کس ڈھب سے تو لیتا ہے اپج مل بے تری دھج　(قدرت)

اے مصحفی درد کا ادب کر　　اپجے ہے جو کچھ سو مار جی میں　(مصحفی)

اس فتنہ گر کے دل سے کیا کیا اپجیاں ہیں　　ناز و ادا کی چالیں طرزیں ستمگری کی　(جرأت)

رفتہ رفتہ یہ فلک سے بھی لگا جانے چپے　　روز لیتا ہے اپج نالۂ شب گیر نئی　(رنگین)

رباعی
اجناس کی فرد پر یہ اجنا کیسا　　یاں ابر لغات کا گرجنا کیسا
گو ہوں اجنا کے معنی جو چیز اگے　　پر ہے یہ نئی اپج اپجنا کیسا　(انشا)

اینٹ سے اینٹ بجی (مص) = گھر برباد اور ویران ہو گیا:

کہ اپنے دم سے ہمدم یہ ملک تن آباد ہے　　بجے گی اینٹ سے پھر اینٹ خانہ دل کی　(مؤلف)

بجے گی اینٹ سے پھر اینٹ یہاں کی　　کدھر خردی، بزرگی پھر کہاں کی　(رنگین)

اینٹ کی خاطر مسجد کو ڈھاتے ہیں (مص) = دنیا کے واسطے دین کو برباد کرتے ہیں اور خوف خدا کا نہیں کرتے:

جز یک بوسہ اے بت دل عاشق کو نہ توڑ　　اینٹ کے واسطے مسجد کو نہ ڈھا مان کہا　(مؤلف)

مت ان نمازیوں کو خانہ ساز دیں جانو | کہ ایک اینٹ کی خاطر یہ ڈھاتے ہیں مسجد (تقی میر)
خانہ ساز دیں جو ہے واعظ سو یہ خانہ خراب | اینٹ کی خاطر اسے مسجد کو ڈھانا چاہیے (شاہ نصیر)

آوازہ پھینکا اور کسا (ص)=بد بات زبان پر لایا:

پردۂ ابر سے اے رعد خروشاں تو نے | آج آوازہ بتا کس لیے مجھ پر پھینکا (شاہ نصیر)
معروف مجھ جا کہ سناتے ہیں تجھی کو | آوازہ جو کستے ہیں وہ اغیار پہ رکھ کر (معروف)
غیروں سے گرمجوشی اور ہم مجلس رہے ہیں | مانندِ دود ہم پہ آوازہ کس رہے ہیں (مؤلف)
ان کو سمجھا کر تیرے کوچہ کے رہنے والے | ہم پہ دن رات نت آوازہ کسا کرتے ہیں (انشا)

آس ٹوٹی (ص)=امید منقطع ہوئی:

ٹوٹی نہ آس ہرگز ہوں آشنا فغاں کا | لو تیرا یہ جنگی ہے میرے استخواں کا (شاہ نصیر)
جو کچھ چاہو سو اپنے داتا کے پاس | بھلا اس سے کیوں توڑیئے اپنی آس (انشا)

آنکھوں سے جان نکلی (ص)=راہ دیکھتے دیکھتے مر گئے:

بیمار چشم تھا جو محو خیال نرگس | آنکھوں سے جان نکلی اس کی مثال نرگس (سرور)
تو نزع میں آ جسکو دیدار دکھاتا ہے | پھر آنکھوں سے جان اس کی آسان نکلتی ہے (مصحفی)

آپ بیتی (ص)=اپنی سرگزشت:

جان صدقے اس پری کے جس نے انشا سے کہا | آپ بیتی کہہ کہانی کچھ کسی کی مت چلا (انشا)
اپنی آپ بیتی ہی کہا کرتا ہوں میں راتوں کو | دھیان قصہ کا مجھے ہے نہ کہانی کی ہوس (رنگین)

اپنی اپنی پڑی (ص)=ہر ایک اپنے حال میں گرفتار ہوا کچھ کسی کی خبر نہ رہی کہ کیا گذرا:

نہ جاؤ نزع کی حالت ہے اس گھڑی اپنی | تمھیں تو اپنی پڑی ہے ہمیں پڑی اپنی (ظفر)
وہاں اے ہمدموں اپنی ہی اپنی پڑ گئی جا کر | کوئی مطلب کی میرے بات فرماتے تو کیا ہوتا (رنگین)

ایسی کیا قاضی کی گدھی چرائی ہے (ص)=ایسا کیا گناہ کیا ہے:

اوروں کو تو پیار کرے اور مجھ کو گالی دیدی جائے | ایسی کیا میں نے ہی اب قاضی کی گدھی چرائی ہے (رنگین)

آدھی کو چھوڑ ساری کو دوڑ (ص)=یہ کام حرص والوں کا ہے کہ توکل اور قناعت نہیں کرتے:

آدھی کو چھوڑ ساری کو دوڑے بے ماہ نو | ایسا نہیں جہاں میں کوئی دوسرا حریص (شاہ نصیر)

باغ سے دنیا کے رنگیں کچھ نہ پایا اس نے پھل — چھوڑ کر آدمی جو دوڑا حرص سے ساری کو آہ (رنگین)

ایک ترکش کے تیر ہیں (ص) = سب کا ایک گروہ اور دین و آئین ہے کچھ جدائی نہیں ہے:

چشم کے دنبالے سے کہتے ہیں مژگان و نگاہ — قتل عاشق پر ہو تم دونوں ایک ترکش کے تیر (ظفر)

یہ نگاہ و مژۂ مژگاں ایک ترکش کے ہیں تیر — سچ ہے دل تیرے قرباں ایک ترکش کے ہیں تیر (شاہ نصیر)

اونچی دکان پھیکا پکوان (ث) = ظاہر میں اچھا اور باطن میں خراب:

معروف نے ظاہر کی بنائی ہے دکان — باطن میں بھرے ہیں اسکے لاکھوں ارمان

رنگین پیری مریدی کیا ہے اسکی — اونچی ہے دکان اور پھیکا پکوان (رنگین)

رباعی

آگے خدا کا نام (ص) = پیشتر اور کچھ نہیں:

آگے اے نالہ ہے خدا کا نام — بس تو تو آسمان سے گذرا (تقی میر)

عرش دل تک خاص جلوہ عام ہے — اے جو آگے خدا کا نام ہے (عرش)

اچھا کیا خدا نے برا کیا بندے نے (ث) = اگرچہ نیکی اور بدی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں لیکن پاس ادب مقتضی اس بات پر ہے کہ نیکی کی نسبت خدا کی طرف منسوب کرے اور بدی کو اپنی جانب عاید رکھے:

نیکی بدی تو قبضۂ قدرت میں حق کے ہے — شرط ادب کو لیک ادا بندے نے کیا

بندے میں اور خدا میں تو اتنا ہی فرق ہے — اچھا کیا خدا نے برا بندے نے کیا (مؤلف)

قطعہ

اچرج (ص) = نئی چیز اور جائے تعجب اور مقام حیرت:

اچرج ہے یہ کہ ہے وہ میرا چراغ تربت — کتنوں کا ورنہ خون کر اس نے دبا دیا ہے (تقی میر)

لگی ہے دھکدھکی چھاتی پہ اچرج — ملا ہے چاند کی چھاتی سے سورج (جرأت)

آو جانے دو (ص) = لڑائی موقوف کر دو:

قتل کیے پر غصہ کیا ہے لاش مری اٹھوانے دو — جان سے ہم تو جا ہی چکے ہیں آؤ تم بھی جانے دو (تقی میر)

ایکدم گئے (ص) = کہیں راہ میں نہ ٹھہرے پیہم چلے گئے:

گرچہ ہستی سے عدم تک اک مسافت تھی بعید — پر اٹھے جو ہم یہاں سے واں تک اکدم گئے (تقی میر)

کوچہ ہے چاک جیب کا دلچسپ کس قدر — صد کاروان اشک رواں ایکدم گئے (مؤلف)

اپنی بھائیں (س) = اپنی پسند اور اپنے نزدیک:

گلشن بھرا ہے لالہ و گل سے اگرچہ سب　　پر اس بغیر اپنی تو بھائیں لگی ہے آگ　(تقی میر)

آج زبان کھلی ہے کل بند ہے (س) = آج زندہ ہیں کل مر جائیں گے جھوٹ کیوں بولیں۔ یہ کلام بطرز صداقت اور راست گوئی اکثر زبان پر آتا ہے:

راست ہی تک بولیو ان کی ہی سوگند ہے　　آج کھلی ہے زبان کل کے تئیں بند ہے　(سودا)

اپنا جوہر کیا (س) = آپکو اپنے ہاتھ سے قتل کیا:

جو گویا لب لعل دلبر ہوا　　تو ہر لعل جوہر کا جوہر ہوا　(مؤلف)

ہم نہ کہتے تھے کہ تیغ ناز مت کھینچو میاں　　ورنہ کر ڈالیں گے لاکھوں اپنا جوہر ایکدن　(سودا)

آنکھوں کے تارے (س) = پتلیاں آنکھوں کی اور دیدوں کا نور:

ہوئے وہ اختر بخت مراد غیر یا قسمت　　جو بھی تیرہ بختوں کی بھی آنکھوں کے تارے تھے　(مؤلف)

شب ہجراں میں یہ رویا کہ آنکھوں کے تارے تھے　　بسان مردم آبی ہوئے روپوش دریا میں　(کرم)

ایک جان اور دو قالب (س) = کمال ربط اور اخلاص ہے کسی طرح کی جدائی درمیان میں نہیں ہے:

سینے سے ہم سینہ لب سے لب بھی چسپاں ہیں　　جوں شیشہ ہم دو قالب و ایک جان ہیں　(مؤلف)

کرو رنجش نہ ہم سے دمبدم تم　　کہ اک جان و دو قالب ہیں گے ہم تم　(بقا)

اوسان غائب ہو گئے (س) = خوف کے باعث ہوش جاتے رہے:

کیونکر اوسان اپنے غائب ہوں عجب ہر دم نہیں　　غیر حاضر تیرے گھر میں غیر حاضر ہم نہیں　(معروف)

ادھر کے نہ ادھر کے (س) = نہ دین کے نہ دنیا کے، نہ زندوں میں نہ مردوں میں، ادھر میں لٹکتے ہوئے:

لگے دونوں پہلو میں تیر کیا ہو گی سرد ہوویں گے مر کے ہم
کہ رہے تڑپنے کے لائق اب نہ ادھر کے ہم نہ ادھر کے ہم　(منیر)

آوارہ و سرگشتہ و دیوار و نہ در کے　　سائے کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے　(فدوی)

تری ناف لب حسن کا جو دکھانے مجھ کو بھنور لگی　　ہوئی غرق کشتی دل مری نہ ادھر لگی نہ ادھر لگی　(شاہ نصیر)

گئے دونوں جہاں کے کار سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے　(شاعر)

آسمان زمین ایک کرڈالا (ص)= ہنگامہ قیامت برپا کیا، آسمان و زمین دونوں آپس میں ملادیے:

نالہ نفخ صور اسرافیل آسمان و زمین کو ایک کرتا (مؤلف)

آسمان اور زمیں ایک نہ کردوں پیارے اب کی فرقت میں تو محشر ہے مرا نام نہیں (محشر)

آپکا کیا بگڑتا ہے (ص)= آپکا کیا نقصان اور زیاں اور ضرر ہوتا ہے:

تم جو کہتے ہو کہ بدو حسرت سے آہ و فریاد یاں کیا نہ کرے

آپ کا اس میں کیا بگڑتا ہے رباعی درد دل کی کوئی دوا نہ کرے (حسرت)

اوچھی (ص)= کم حوصلہ، جو کچھ سلوک کرے اور زبان پر لاوے:

سج اپنی بناتی تو ہیں خوبان جہاں پر اوچھی نظر آتی ہیں تری شان کے آگے (حسرت)

ان بن (ص)= آپس میں موافقت نہ ہونی اور فساد کا برپا ہوتا:

کیا خاک روز وصل ہو پھر مدعا وصول ہوتی ہے بات بات میں ان بن شریر سے (قوت)

ایک انار سو بیمار (ث)= ایک چیز اور خواہاں بہت اور ایک معشوق اور عاشق ہزاروں:

در پہ ہیں لعل کے طرحدار سینکڑوں یعنی انار ایک ہیں بیمار سینکڑوں (مؤلف)

وہ عشاقوں میں تھا یوں نوبہار ایک کہ جوں بیمار سو ہوں اور انار ایک (محبت)

انگلیوں پر نچایا (ص)= عالم میں رسوا کیا:

شمشاد و سرو پر تو قمری عبث ہے قرباں رکھتا ہے انگلیوں پر تجھ کو نچا چمن میں (شاہ نصیر)

شیخی اتنی نہ کر اے شیخ کہ رندان جہاں انگلیوں پر تجھے چاہیں تو نچا سکتے ہیں (آتش)

اپنا عاشق وہ جسکو پاتا ہے انگلیوں پر اسے نچاتا ہے (قائم)

اہل غیرت آتش غیرت میں جل جانے کو ہے انگلیوں پر شب نچاتی شمع پروانے کو ہے (مؤلف)

اڑ پیچ رکھتا ہے (ص)= عداوت اور بغض رکھتا ہے:

دل دام میں نسمہ باندھ لے چاندنی کو سونپ رکھے اڑ پیچ جو کوئی شاہ امم کے ساتھ (آتش)

آنکھ مچولی (ص)= مشہور کھیل ہے کہ لڑکپن میں کھیلتے ہیں:

ہے تب مزہ کہ آنکھ مچولی کے کھیل میں ہم سن کئی ہوں لڑکے ملا اس صنم کیساتھ

دالان میں ہر ایک کو دوڑائے اور مجھے چپکے سے یاں کہے تو لپٹ رہیو تم کیساتھ (آتش)

ارے غیرے (ص) = مرد بیگانہ اور نا آشنا اور رقیب:

اے غیرے وہ ہیں جو شوق سے چٹ کر واتمیں پر خدا والوں کی سوئی مرے امداد کرو (آتش)

الہنا ملا (ص) = الزام ملا۔

او کے چوکے (ص) = بھول کر، خطا سے:

میں جو کہا کبھی تو بھلا او کے چوکے مل باتوں ہی باتوں میں مجھے اتنا نہ ٹال تو
قطعہ
ہنس کر لگا کہنے کہ اے تجھ کو آفریں رکھتا ہے میرے ساتھ یہ اچھا سوال تو (آتش)

اڑن چھو ہو (ص) = دور ہو یہاں سے اور دفع ہو اور رفو چکر ہو اور چلے جاؤ:

کہہ بیٹھئے صاف اس سے یہ دل جس سے نہ دا ہو رہے وہ تو زبر رو ہو اڑن چھو ہو ہوا ہو (آتش)

اے صبا بادست کر میرے مشت خاک کو چل ہوا کھا اور اڑن چھو ہو اڑاتی ہے کسے (مؤلف)

اونچا سنتا ہے (ص) = بہرا ہے:

داد و فریاد جو عالم کی نہیں سنتا ہے شاید اونچا بھی کہیں چرخ بریں سنتا ہے (شہ نصیر)

شب کو اس کوچہ میں یہ باعث تھا اپنے پکڑ جانے کا کہ ہم سنتے تھے اونچا اور واں تھا پاسباں گونگا (معروف)

تیرے دہان و گوش سے روکش ہوں کب رشک چمن
سنتا ہے اونچا گوش گل ہے گنگ غنچہ کا دہن (مصحفی)

اندرائن کا پھل ہے (ص) = فقط دیکھنے کا ہے، ظاہر میں اچھا ہے اور باطن میں برا۔

ایک تھان کے وصلچی ہیں (ص) = ایک ماں باپ سے سب پیدا ہوئے ہیں۔

آسمان کے تارے توڑتے ہیں (ص) = نہایت کار دشوار اور سخت کرتے ہیں:

اے ہم نشیں جو خوبی طالع سے بے طلب وہ اشک ماہ مجھ سے ملا شب کو آن کے
قطعہ
کہتا تھا جذبہ دل مضطر زروئے فخر لایا ہوں تارے توڑ کے میں آسمان کے (مؤلف)

اٹھتی کونپل (ص) = شروع جوانی:

بوٹا سا ہے قد اس کا اور چال میں چھل بل ہے ہو کیوں نہ بہار اس پر اٹھتی ہوئی کونپل ہے (جرأت)

از غیبی گھونسا (ص) = خدا کا غضب:

سینہ سے غیر کے جو مرا دل رہا لگے از غیبی گھونسا غیر کے دل پر خدا لگے (مؤلف)

استاد بجائے باپ (ث) = مشہور مثل ہے۔[1]

استاد بیٹھے پاس اور کام آوے راس (ث) = بے قریب بیٹھے استاد کے کام درست نہیں ہوتا۔

الٹے پاؤں (ص) = شتاب جانا اور جلد چلے آنا کہیں رہ میں قیام نہ کرنا:

کام دل کچھ جا کے واں حاصل نہیں ہوتا تو آہ | گھر کو الٹے پاؤں کیا یاں پھر جاتے ہیں ہم (جرأت)

آگے رنگ لائے گا (ص) = شورش اور فتنہ اٹھائے گا:

دلا فرقت میں تجھکو زیست سے تو تنگ لائے گا | ابھی کیا ہے ابھی تو آگے آگے رنگ لائے گا
گریباں پھاڑ بہر سینہ کوبی سنگ لاوے گا | جنوں لیلیٰ دشت وحشت اور آگے رنگ لائیگا (مؤلف)
اشک پر سرخی ابھی سے ہے تو آگے ہمنشیں | رنگ لائے کیسے کیسے دیدۂ تر دیکھیے (تقی میر)
کرے گا قتل تیغی کو جدا کر سنگ لائے گا | جنوں کا دست رنگیں آگے آگے رنگ لائیگا (شیفتہ)
سرشک تر کے جا لخت جگر گل رنگ لائیگا | مرا رنگ پریدہ آگے آگے رنگ لائے گا (سرور)
کہ عشق سبز رنگاں زندگی سے تنگ لائیگا | دلا یہ نیک پیدا آگے آگے رنگ لائے گا (منیر)

ایکدم ہزار دم (ص) = ہزار امید اور توقع زندگانی کی:

جو درد ہجر بتاں سے تیرے لبوں پہ دم ہے تو کیا الم ہے
خدا کو کر اپنے یاد جرأت کہ ایک دم میں ہزار دم ہے (جرأت)

نزع میں میرے ایکدم ٹھہرو | دم ابھی ہیں ہزار ایک دم میں (تقی میر)
نومید مصحفی سے نہ ہو یار وقت نزع | تو نے نہیں سنا ہے کہ ایک دم ہزار دم (مصحفی)
ایکدم میں ہزار دم ہیں نصیر | مثل نے گو نفس شماری ہے (شاہ نصیر)

اڑ کے بیٹھا ہے (ص) = مچل کرکے بیٹھا ہے:

اڑ کے بیٹھا تھا اسی بات کی خاطر رنگیں | لعل مکیوں سے ملا بوسہ ہی لے کر عاشق (رنگین)
نہیں نکلے گا اے جراح پیکاں اڑ کے بیٹھا ہے | کھنچے ہے دم جگر میں تیر مژگاں اڑ کے بیٹھا ہے (مؤلف)
نکل کر گھر سے باہر مردماں کیا اڑ کے بیٹھا ہے | جو طفل رشک دلماں مژہ پر اڑ کے بیٹھا ہے (سرور)
نکیوں خال سیاہ لب کہ بیجا روئے روشن پر | در کعبہ پہ اے معروف زنگی اڑ کے بیٹھا ہے (معروف)

اور کچھ باتیں کرو (ص) = یہ ذکر موقوف کرو:

---

[1] استاد کی بزرگی ظاہر کرنے کی جگہ بولتے ہیں (امیر اللغات)۔

قطعہ

ایک میرے دوست نے ان سے کہا عرض رنگیں کی سنو بندہ نواز
سن کے وہ بولا تمہیں میری قسم اور کچھ باتیں کرو بندہ نواز (رنگین)

آج کل آرے بلے کرتے ہیں (ح)= وعدہ وفا نہیں کرتے:

وائے قسمت جن پہ ہم مرتے رہے آج کل آرے بلے کرتے رہے (مؤلف)

اپنی گوں کے یار ہیں (ص)= خود غرض اور اپنے مطلب کے آشنا ہیں:

اے دل اس سے حاصل مطلب بہت دشوار ہے غیر ہے نا آشنا ہے اپنی گوں کا یار ہے (مؤلف)

اللے تللے کرتے ہیں (ح)= فضول خرچ اور عیش و طرب میں اوقات گذارتے ہیں۔

آدمی نہیں گھن چکر ہے (ح)= پڑا پھرتا ہے، بیٹھتا نہیں۔

اوندھی پیشانی (ص)= نحس اور بد شکل۔

اللے بللے باکڑ بلے (ح)= احمق اور زبان دراز اور حیوان۔

ادل پہچان ہے (ح)= پوشیدہ نہیں سب کی دیکھی ہوئی ہے:

لاکھ دل میں گر چھپا دیجے تو میں پہچان لوں داغ خوردہ دل تو محبت کا ادل پہچان ہے (مؤلف)

الگ تھلگ (ص)= سب سے جدا اور دور۔[۱]

اینٹھ لیا (ص)= زبردستی سے چھین لیا:

کیوں نہ کرے افعی کو سیدھا اپنے پیچ و خم سے زلف
اینٹھ لیا جب دل کو اپنے تب تو اینٹھے ہم سے زلف (شاہ نصیر)

استنجا گھر ملا ہے (ص)= نہایت دوستی اور بے تکلفی ہے کسی بات کا لحاظ اور پردہ نہیں ہے۔

انکے پیشاب سے چراغ جلتا ہے (ص)= ان کا بڑا رعب و دبدبہ ہے:

کیوں نہ ہو شمع ماہ رشک سے داغ اس کے پیشاب سے جلے ہے چراغ (مؤلف)

اپنا الو کہیں نہیں گیا (ص)= ایک نہ ایک احمق اپنے ہاتھ لگ رہے گا۔

اناڑے کے کاریگر ہیں (ص)= بہت نادان ہیں کام خاک بھی نہیں آتا۔

استاد بیٹھے پاس اور کام آئے راس (ث)= کام درست ہوئے۔

اکڑ لیس ہے (ص)= مرد بیہودہ گو اور بے اعتبار اور واہی ہے۔

۱؎ ص ۵۰ پر بھی مرقوم، وہاں سند موجود ہے ۲؎ ص ۴۲ پر بھی موجود۔

اٹھا چت ہے (ح) = کوڑی کھڑی ہے۔ یہ محاورہ قمار بازوں کا ہے۔

انڈے سیتی ہیں (ص) = گھر سے باہر قدم نہیں رکھتی۔

آنٹھ رکھتا ہے (ص) = بغض و عداوت رکھتا ہے:

موبمو دل میں گانٹھ رکھتی ہے　　زلف بے وجہ آنٹھ رکھتی ہے　　(شاہ نصیر)

آٹھ پہر سولی ہے (ص) = دن رات مصیبت ہے:

آٹھ پہر سولی ہے دل کو یاد سرو قامت میں　　ہے ایک نکتہ کی کم و بیش قامت اور قیامت میں　　(مؤلف)

اپنا سو جھتا کرے (ح) = اپنے کام کا اندیشہ اور فکر اور تدبیر اور چارہ سازی کرے:

سو جھتا اپنا کرے کچھ ابر تب مصلحت　　جوش غم سے جب سے تا بحاجب چشم گریہ ناک　　(تقی میر)

اپنے جامہ سے نکل گیا (ص) = از خود رفتہ ہو گیا:

پہنچے ہے کوئی اس تن نازک کے لطف کو　　گل تو چمن میں جامہ سے اپنے نکل گیا　　(تقی میر)

ایک بال چل نہیں (ح) = سر مو فرق اور تفاوت اور کچھ تجاوز نہیں ہے:

آوارہ میرے ہونے کا باعث وہ زلف ہے　　کافر ہوں اس میں ہووے اگر ایک بال چل　　(تقی میر)

اڑان گھائی بتائی (ص) = بہکایا اور فریب دیا:

سب کو اڑان گھائی ایک بات میں بتائی　　پرواز کے تصدق اس گفتگو کے صدقے　　(جرأت)

آرام کرتے ہیں اور آرام میں ہیں (ص) = سوتے ہیں:

سنتے ہی مرا نام وہ کہتا ہے کہ یارو!　　ہیں اس گھڑی آرام میں کہدو کہ سدھارو　　(جرأت)

آنکھ بھر کر نہ دیکھا (ص) = نظر اونچی نہ کی اور متوجہ نہ ہوا:

کہاں تک کروں دل کو رو رو کے خالی　　کہ بے دید نے آنکھ بھر کر نہ دیکھا　　(مؤلف)

بزم میں آنکھوں تلے پھر جائیے ہے جب کی شکل　　آنکھ بھر کر پھر کسو سے کسکو دیکھا جائے ہے　　(جرأت)

اول دے (ص) = عوض میں آدمی کو حوالہ کیا:

اب قید سے ذرا تو رہائی اسے تو دے　　لی جان میں نے دل کے عوض تجھ کو اول دے　　(جرأت)

استخارہ نے راہ دی (ص) = حکم اور اجازت دی:

وائے قسمت کہ سوئے خانۂ غیر　　راہ دی اسکو استخارے نے　　(مؤلف)

اب جو ملنا نہیں قسمت میں تو واں جانے کو استخارہ بھی مجھے راہ نہیں دیتا ہے (جرأت)

آنکھ بھوں ٹیڑھی کی (مص) = آزردہ اور خفا ہوا:

کیا غضب ہے اس نے کی بس آنکھ بھوں ٹیڑھی وہیں
جو اشاروں میں کہا کچھ یار سے اغیار نے (جرأت)

آپ دھاپ (مص) = اپنی فکر اور اپنا اندیشہ:

جاتے ہی اس کے کیا کہوں بس چال ڈھال دے تاب و تواں و صبر کے یاں آپ دھاپ نے (جرأت)

اجل سر پر کھیلتی ہے (مص) = موت آئی:

کہتا ہے دور کھ ہاتھ کو تلوار کے سر پر اب دم میں اجل کھیلے ہے دو چار کے سر پر (مؤلف)

گئے جب اس کے گھر تو جانئے کیا قتل ہونے کو
اجل یاں کھیلتی ہے سر پہ واں تیغ آزمائی ہے (جرأت)

ادھر میں لٹکتی ہے (مص) = نہ آسمان پر نہ زمین میں، درمیان میں لٹکتی ہے:

طاقت مقابلہ کی تیرے کس بشر میں ہے تلوار تیری اب تو لٹکتی ادھر میں ہے (نثار)

اَن بن[1] (مص) = بگڑنا بات کا اور خفگی اور رنجش کا ہونا:

بہ سر کاوش جو دیکھی اس کی چتون رات کو اٹھ گیا آگے ہی میں کہ اس سے ان بن رات کو (نثار)

اتنی تو صورت نظر نہیں آتی (مص) = کیا طاقت ہے جو ایسا کام کر سکے:

کھینچی تصویر جو یکدست تیرے جاریکی اتنی صورت تو نظر آتی نہیں مانیکی (شور)

اوقچہ (مص) = اسے کہتے ہیں کہ پلنگ پر نیچے پلنگ پوش کے چاروں طرف لٹکتا رہتا ہے۔ کمخواب کا یا زربفت کا یا تمامی کا ہوتا ہے:

سراسر اوقچے زری باف کے کہ تھے رشک آئینہ صاف کے (حسن)
اور اوقچوں کے دل میں بیٹھا چور لگ گئے خود بخود فرنگی تور (انشا)

ایں کیا معقول (ح) = واہ کیا خوب:

میں نے جو کہا مری طرف تو دیکھو دیتا ہوں و گرنہ جی ہی دیکھو دیکھو
غصہ ہو گئے کہنے کہ ایں کیا معقول (بیابی) خوبی خلطہ کی واہ منہ تو دیکھو (انشا)

---

[1] یہ اصطلاح ص ۲۰ پر بھی تحریر ہوئی ہے۔

الف سے بے کہے (ص)= کس کی طاقت ہے کہ سخن ناشائستہ زبان پر لائے:

گالیاں تیری ہی سنتا ہے اب انشا ورنہ کس کی طاقت ہے الف سے جو کہے اسکو بے (انشا)

اسی دن کو دھری تھی (ص)= آج ہی آنی تھی:

ہم نے سو راتیں جگائیں تب ہوا یہ اتفاق سو اسی دن کو دھری تھی نیند آنی آپکی (انشا)

اے آفریں (ص)= اے لعنت:

بدلے میں وفا کے جور و دشنام اے آفریں تیری منصفی کو (تسلیم)

اوپر نہیں جائیگا (ص)= صبر پڑے گا اور آہ بے تاثیر کیسے نہیں رہیگی:

دیکھو بس غیر کے تم گرمیٔ صحبت نہ دکھاؤ اوپر اوپر نہیں جائیگا جلانا اپنا (جرأت)

لائے گی اسے بام سے نیچے کشش دل اوپر نہیں جائے گی کمند طپش دل (مؤلف)

آواز ڈوک میں آگئی ہے (ص)= آواز نہیں نکلتی، بیٹھ گئی ہے:

ہے ان دنوں میں انکی جو آواز ڈوک میں توکھر دراہٹ اور ہی ہے ٹوک چوک میں (انشا)

اڑیل ہے اور اڑی سل ہے (ح)= جس جگہ بیٹھ گئے پھر نہیں اٹھتے اگر سر کاٹ ڈالو تو نہیں ہلتے:

اڑی سل کوئی گینڈا ہو تو وہ لے آپ سے ٹکر کہ جوگی جی یہی جوڑا ہے اس کے کھاگ کا جوڑا (انشا)

از غیب کا طپانچہ اور از غیب کا تھپیڑا (ص)= خدا کا قہر اور غضب نازل ہونا:

بندی کی دشمنی میں ناحق جو ہوں الٰہی لگ جائے ان کے منہ پر از غیب کا تھپیڑا (انشا)

جوں شانہ سر چڑھا ہے اس میرے ماہرو کے از غیب کا طپانچہ منہ پر لگے عدو کے (مؤلف)

اڑ کھڑا ہوا (ص)= مقابلہ کیا اور روکش ہوا:

لیلیٰ کا ہاتھ پکڑے ہوئے قیس ہو نمود گر اڑ کھڑا ہوں خار مغیلاں کے سامنے (انشا)

سیدھا بناؤں طالع واژوں کو خوب سا گر اڑ کھڑا ہوں حسن مقدر کے روبرو (مؤلف)

امرت ہے (ح)= آب حیات ہے:

تلخی دشنام شیریں جام شربت ہے مجھے زہر کھانا ہاتھ سے دلبر کے امرت ہے مجھے (مؤلف)

آج نصیبوں سے ہاتھ لگے ہو (ص)= قسمت کی خوبی سے ملاقات ہوئی ہے:

اگرچہ تم نہیں ملتے ہو ہم غریبوں سے پر آج ہاتھ لگے ہو مرے نصیبوں سے (کامل)

کل تک نہیں چھوڑوں گا لگایا جو گلے سے　　تم آج نصیبوں سے مرے ہاتھ لگے ہو　(مؤلف)

الٹے دم لیتا ہے اور الٹی سانسیں بھرتا ہے (ص)=دم نزع ہے جانکنی کرتا ہے:

ہاتھ سے جو غیر کے ساغر صنم لینے لگا　　میں برنگ قلقل مے الٹے دم لینے لگا　(مؤلف)

یہی حالت رہی تجھ بن کہ دم آٹھوں پہر الٹے　　سحر سے شام تک دل صبح سے تا شام لیتا تھا　(مومن)

طالع برگشتہ کو دیکھو تو شب کو اے سرور　　رلوے الٹا جو وہ میں الٹے دم لینے لگا　(سرور)

اپنے دنوں کو روتے ہیں (ص)=اپنی بدنصیبی کا بیان کرتے ہیں:

اپنے دنوں کو روئیں نہ کیوں شام سے تا سحر　　شب باش وہ جو ہوئے یہ رقیبوں کو دن لگے　(مؤلف)

کیوں نہ ہم اپنے دنوں کو روئیں اسکا غیر سے　　ہے زیادہ ان دنوں لگے دنوں سے اختلاط　(معروف)

ہنستا ہے جب وہ غیر سے محفل میں شعلہ رو　　اپنے دنوں کو روتے ہیں شب بھر بہ رنگ شمع　(سرور)

ایک دو تین لا بوجھ کو چھین (ص)=یہ اصطلاح مشہور ہے گنجفہ بازوں کی:

سوختہ حاصل نہ کیوں رقیب کو ہو　　کھیلے جب گنجفہ وہ شوخ حسین

قطعہ

ایک دو چار بوسے لے کے کہوں　　ایک دو تین بوجھ کو لا چھین　(مؤلف)

ایک گھر بچے تو سب گھر رچے (ص)=اگر زرد ایک گھر نہ مرے تو بازی جیت لیں، یہ اصطلاح چوسر بازوں کی ہے۔

انکے پٹھوں میں گھسے ہیں (ص)=ان کے دل میں گھر کیا ہے اور راہ پیدا کی ہے اور مصاحب بنے ہیں:

چارہ گر کچھ تو ہی بتلا مجھ کو وہاں جانے کی طرح
ان کے پٹھوں میں گھسے اغیار ہیں شانوں کی طرح　(مؤلف)

اپنے منہ سے دھنا بائی (ص)=اپنی تعریف آپ کرنی اور آپکو سب سے بڑا جاننا۔

امرائی کارخانہ ہیں (ح)=کسی چیز کی کمی اور کسی بات کی پرسش نہیں ہے خواہ سیاہ ہو یا سفید۔

اپنے کی بات جی میں کھٹکتی ہے (ح)=اگر اپنا برا کہے تو شکوہ کی جگہ ہوتی بر خلاف غیر کے:

اپنے کی بات جی میں کھٹکتی ہے رات دن　　کب دل پہ بار ہووے ہے بیگانہ کچھ کہے　(رنگین)

نہ ہو اے رشک گل غیروں سے سرگرم سخن سازی　　کہ بات اپنے کی جی میں مثل نوک خار کھٹکے ہے　(مؤلف)

ایسے جی (ح)= واہ کیا خوب یہ گوارہ نہیں ہے:

ذرا انصاف تو دل میں کرو تم اس کے کیا معنی
تمہیں چاہیں ہم اوروں کو کرو تم پیار ایسے جی (رنگین)

ایک پلک (ص)= یک چشم زدن اور بہت عرصہ قلیل کہ جس کو پل مارنا کہتے ہیں:

مجھ سے وہ کہتے ہیں دامن کو جھٹک سونے دے بے ادب چھوڑ دے بس ایک پلک سونے دے (رنگین)

گرداب بنے ہالہ مہتاب فلک میں گریہ سے ہو طوفان بپا ایک پلک میں (مؤلف)

اللہ والے (ص)= وہ آدمی جو مادر پدر آزاد اور رند قلاش و اوباش ہوتے ہیں اور وہ شہدے بھی کہلاتے ہیں۔

انٹی مار (ح)= چور:

نقد جاں کی جاں بری دشوار ہے زلف کافر کیش انٹی مار ہے (شاہ نصیر)

اندھادھند ہے (ص)= غدر ہے کوئی کسی کا پرسان حال پر اختلال نہیں ہے:

رخ پہ دوڑے ہے فوج خط سیاہ کشور حسن میں ہے اندھادھند (شاہ نصیر)

طبع رواں مہر و خور کند ہے گنبد گردوں میں اندھادھند ہے (معروف)

دور چرخ سیاہ کا ہے یہ پھیر ہے اندھادھند اور جہاں میں اندھیر (مؤلف)

شب رکھے چشم پر اگرچہ قمر عینک مہر سے نہ آئے نظر (مؤلف)

اوپر کے دم بھرتا ہے (ص)= دم توڑتا ہے اور مرنے کے قریب ہے:

زبس اوپر آنے کا تھا اسکو غم کہے تو کہ بھرتا تھا اوپر کے دم (حسن)

جب دم بدم رقیب کا دم وہ صنم بھرے بیمار عشق کیوں کہ نہ اوپر کا دم بھرے (مؤلف)

اڑنگے پر چڑھا مارا (ص)= از راہ فریب زیر و زبوں کیا اور اڑنگا ایک پیچ کا نام ہے کشتی کے:

یہ وہ ہے پہلوان عشق رستم کو اٹھا مارے یل گردوں کو جب چاہے اڑنگے پر چڑھا مارے (مؤلف)

ہوئی جو جنگ میدان محبت کی ہوس دل کو اڑنگے پر چڑھا مارا اہل الفت نے بس دل کو (سرور)

آگ بگولا ہو گئے (ص)= نہایت غصہ اور بہت آزردہ اور خفا ہو گئے:

کیوں خاک سے باندھے نہ مری لاگ بگولا دامن پہ پڑے جس کے وہ ہو آگ بگولا (شاہ نصیر)

ان گھڑت (ح) = بے موقع اور بے قرینہ:

بت زرگر نہ ہم سے زرگری بول　　زباں کو انگھڑت باتوں پہ مت کھول　(مؤلف)

ان کا لوہا غالب ہے (ص) = ہمیشہ جنگ کو فتح کرتے ہیں اور بڑے صاحب اقبال ہیں:

تیغ نظر اور خنجر مژگاں قتل سے کب منہ موڑے نصیر
عاشق کا مغلوب ہے دل اور انکا لوہا غالب ہے　(شاہ نصیر)

اڑی (ص) = مشکل، سخت جو آسان نہ ہو:

کام ہے عقدہ کشائی نام ہے مشکل کشا　　اس اڑی میں کون آوے کام غیر مرتضیٰ　(شاہ نصیر)

ادمار لگا ہے (ص) = بدمست اور بد چلن ہو گیا ہے:

جوئے شیر پہاڑوں میں سے لانے جو فرہاد لگا　　شیریں نے خسرو سے کہا کیا اسکو ہے ادمار لگا　(رنگین)

آلے (ص) = نئے اور تازے زخم، غور کیجے چاہیے کہ حرف آلے کا خصوصیت رکھتا ہے زخم کے ساتھ، اور کسی تازی شے کو اور نئی چیز کو آلے نہیں کہتے ہیں۔ مولف ہیچمدان کی نظر سے نہیں گذرا:

تن مجروح کو شبنم سے بچانا اے گل　　نچوڑا جائیں کہیں زخم ہیں آلے پانی　(شاہ نصیر)

لب پر تبخالے تب غم کے پاس جنوں سے چھالے ہیں
تازے ہیں کل داغ محبت زخم جگر سب آلے ہیں　(مؤلف)

گھائل ہوں میں جسکا اسے پھر تو چھیڑیار و　　ٹانکے ابھی کھلے ہیں ابھی زخم ہیں آلے　(جرأت)

آندھی ہے (ص) = نہایت چست و چالاک اور تند اور تیز ہے:

بادِ دامن سے ترے کوئی شعلہ بھڑکا چاہیے　　جیوں خس و خاشاک پھر آندھی میں جل جانے کو ہم　(مصحفی)

ہر قطرہ اشک تر دریا ہے ڈہانے کو　　ہر آہ دل مضطر آندھی ہے اڑانے کو　(مؤلف)

کمر بس ظلم پر اتنی ہی باندھی　　یہ ظالم ہے اڑا دیتے کو آندھی　(انشا)

آشنائی کٹ کی (ص) = یارانہ ترک کیا:

لی چٹکیے سے جبکہ میں نے اس کے چٹکی　　بولا کہ پڑے جان پہ تیری پٹکی
پھر دانت تلے کھنک کے ناخن کو کہا　　بس چل بے اب آشنائی تجھ سے کٹ کی　(انشا)
باہی

ان کا منہ ہے (س)= ان کا لحاظ اور مروت اور پاس خاطر ہے:

اس پردہ نشیں کا جب سے دکھانا منہ ہے ۔۔۔ ہم نے رخ خلق سے چھپایا منہ ہے
باعی
منہ ہے جو رقیب اپنے روکش ہوتا ۔۔۔ منہ دیکھ کے چپ رہتے ہیں ان کا منہ ہے (مؤلف)

ابھی آئینہ کو پتھر پہ پٹک دیتا میں ۔۔۔ مصحفی کیا کروں ہے مجھ کو بہت ان کا منہ (مصحفی)

اونچی ناک (س)= بڑی عزت و آبرو:

مہر ہمسر بروئے پاک نہ ہو ۔۔۔ ماہ کامل کی اونچی ناک نہ ہو (شاہ نصیر)

یہ بول اٹھے سن کر میری جھلک تاک ۔۔۔ تیری سب میں کریں گے ہم اونچی ناک (انشا)

انوکھی (س)= نئی روش اور تازہ طرز:

ٹھہر جا ٹک اے کبک چال ہے چلا جی ۔۔۔ انوکھی یہ چلنے کی خو تھی کسی کی (انشا)

انگی (س)= اونچی اور بد قطع:

چشم بد دور شیخ جی صاحب ۔۔۔ کیا اقرار آپ کی انگی ہے (انشا)

آنکھوں کی سوئیاں نکالنی رہ گئی ہیں (س)= بہت کام ہو چکا ہے، تھوڑا باقی ہے۔

آنکھوں کے آگے پلکوں کی برائی (ث)= عزیز کے آگے عزیز کو بد کہنا اور غیبت کرنی:

یار کی یارو بیاں تم بے وفائی مت کرو ۔۔۔ روبرو آنکھوں کے پلکوں کی برائی مت کرو (مؤلف)

آنکھوں پہ پلکوں کا بوجھ نہیں ہوتا (ث)= جس کو جی چاہتا ہے اس کی گرانی نہیں ہوتی:

قدم رکھ بے تکلف نازنیں آنکھوں پہ بہت کی
سر مو چشم پر ہوتا نہیں ہے بار مژگاں کا (مؤلف)

آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیا ہے (س)= چشم پوشی کی ہے۔ بے دید اور چار چشم ہو گیا ہے۔

آنکھیں ہوئیں چار دل میں آیا پیار، آنکھیں ہوئیں اوٹ دل میں آئی کھوٹ (ث)= مشہور مثل ہے: [1]

جہاں ہوتی ہیں نظریں چار باہم ۔۔۔ تو آجاتا ہے دل میں پیار باہم

پھر ایک ذرہ جو آنکھیں ہوئیں اوٹ ۔۔۔ تو آجاتا ہے بس دل میں وہیں کھوٹ (رنگین)

آنکھوں میں چوب آئی (س)= آنکھوں میں چوٹ لگی:

---

[1] سامنے محبت ظاہر کرے اور پیٹھ پیچھے کچھ اس کا اثر نہ ہو (امیر اللغات)۔

آنکھ میں چوب آئی نرگس کی چشم بلبل صبا لگا گھس کے (تقی میر)

چوب آئی گر مرے نظارہ سے نازک بدن ٹوٹکا جس طرح بتلاؤں میں کرنا چاہیے

اپنی آنکھوں سے چھوکر میری آنکھیں سات بار قطعہ پھول نرگس کے ہیں یہ ان کو اتارا چاہیے (مؤلف)

آنکھ لگی (مص)= اس کے کئی اصطلاحی معنی ہیں، اول عاشق ہونا، دوسرے معنی سونا، تیسرے معنی راہ دیکھنا:

لگے کچھ زور دھب سے آنکھ لگی نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی (رنگین)

جب سے لگی اس بت کافر سے آنکھ سوت تو کیا نیند بھی آتی نہیں (قائم)

آنکھ لگی ہے کسی سے تو نہیں لگتی آنکھ بات یہ سچ ہے کہ ہوتی بری آنکھ لگی (سرور)

جب سے ان مہ وشوں سے ہے مری آنکھ لگی شیوہ چھٹتا ہے مری چشم نے بیداری کا (ذوق)

ہجر میں تیرے شمس و قمر کی آنکھ لگے کیا لیل و نہار

چرخ کے کب گہوارے میں یہ نیند کے مارے سوتے ہیں (نصیر)

ذرا آنکھ لگ گئی جو اس حال میں تو دیکھا پھنسے اس کو جنجال میں (حسن)

سودا کے جو بالیں پہ گیا شور قیامت خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے (سودا)

بعد مدت کے لگی ہے صبح ہوتے میری آنکھ چھیڑ مت سونے دے اے باد صبا بہر خدا (مصحفی)

آنکھ لگتی نہیں دل تجھ سے جو اے یار لگا سخت حیرت ہے یہ کیا مجھے آزار لگا (حقیقت)

آنکھ لگتی نہیں جرأت مری اب ساری رات آنکھ لگتے ہی یہ کیسا مجھے آزار لگا (جرأت)

دل بھی پریشان ہے من اس کے نہایت زلف عرق آلودہ پہ جس دن سے پڑی آنکھ

ہوتی ہے سحر شام سے یاں تارے ہی گنتے لگتی شب فرقت میں نہیں ایک گھڑی آنکھ (شوق)

سونا شب فراق میں خواب و خیال ہے جب دل لگا تو آنکھ کا لگنا محال ہے (غضنفر)

وہ گھر کو سدھارا ہے تو بیٹھا شام سحر سے جوں حلقۂ در آنکھ لگی رہتی ہے در سے (مؤلف)

جوں نقش پا زمیں سے آنکھ اپنی لگ رہی ہے شاید سراغ پاؤں یاران رفتگاں کا (آشنا)

آنکھ جھپکنا (مص)= اول معنی سونے کے ہیں اور دوسرے معنی سہم جانے کے ہیں اور مقابلہ نہ کرنے کے ہیں:

شب فرقت میں تیری نالہ وزاری ہے اور میں ہوں
نہیں اک پل جھپکتی آنکھ بیداری ہے اور میں ہوں (تمنّا)

آنکھ جھپکی ہے ابھی اے نفخ صور روز حشر خواب شیریں سے جگاست تلخ کامانہ مجھے (مؤلف)

اور دوسرے معنی ہیں خوف سے رو کش نہ ہونے کے:

جھپکے اجل سے آنکھ مری کیونکہ وقت نزع بسمل ہوا ہوں میں کسی بانکی نگاہ کا (جرأت)
چہرہ کو اس کے دیکھے کیا تاب ہے بشر کی جھپکی ہے آنکھ جس سے خورشید اور قمر کی (قلندر)
مہر کی آنکھ جھپکتی ہے سحر تجھ سے میاں صبح دم نکلے ہے جب تیغ و سپر باندھ کے تو (مہر)
آنکھ سے جھپکی ہے تیرے آہوے صحرا کی آنکھ پشت پا سے کب اٹھی ہے نرگس شہلا کی آنکھ (مؤلف)
کیا چشم ہو ہم چشم غزالاں حرم کی جب آنکھ جھپکتی ہو ہر اک شیر دژم کی (شاہ نصیر)

آنکھ لڑانا (ص) = آنکھ سے آنکھ ملانا اور عاشق کرنا:

گھر سے باہر یہ کہا کس نے کہ آیا کیجئے روزن در سے ذرا آنکھ لڑایا کیجئے (شاہ نصیر)
اس طرح سے یکلخت جو آنسو نہیں تھمتے معلوم ہوا درد کہیں آنکھ لڑی ہے (درد)
سلک دنداں سے ہے کس کے کی لڑی آنکھ اشکوں سے پروتی ہے جو موتی کی لڑی آنکھ (مؤلف)
مردم صف عشاق سے اس آنکھ کی پتلی کیا سیپ کے بنگلے میں لڑاتی ہے کھڑی آنکھ (شوق)
تار نگاہ خوں میں مرے تر ہوا تمام شاید لڑی ہے آنکھ کسی سرخ پوش سے (قلندر)
آنکھیں لڑا کے پہلے منہ کو چھپا لیا ہے کس کس ادا سے اس نے دل کو لبھا لیا ہے (جرأت)
تاروں کی آنکھ اس سے کیوں کر لڑے الٰہی سوئے فلک نہ جس نے ہرگز حیا سے دیکھا (مصحفی)

قطعہ

کل اک رت سے جو روبرو یار کے میں وزدیدہ آنکھیں لڑانے لگا
تو کس ناز سے اپنی آنکھیں دکھا وہ آئینہ مجھ کو دکھانے لگا (تقی میر)

آنکھ پھڑکتی ہے (ص) = مژدہ دیتی ہے دوستوں کی ملاقات کا اور اہل ہنر آنکھ کے پھڑکنے کو شگون نیک جانتے ہیں:

کوئی اب بحر خوبی آئے ہے شاید نہانے کو پھڑکتی آنکھ ہے جو اے حباب آبجو تیری (مؤلف)
میسر ہووے گا دیدار اس کا پھڑکنا آنکھ کا اچھا شگون ہے (رنگین)

آنکھ پھڑکی ہے کہ وہ آتا ہے زیب انجمن　　شوق کہتا ہے کہ کر آرائش بیت الحزن
جب نہیں آتا تو کیا جلتا ہے جی کو تہ سخن　　ساختن ممنون دیدار حسرت سوختن
از تصرف ہائے حرمان خدا او دامن ست　　(مومن)

آنکھیں پتھرا گئیں (ص) = حس و حرکت نہ رہی اور نور جاتا رہا:

دیکھ لی اے سنگ دل وعدہ خلافی تری　　راہ تکی اس قدر آنکھیں بھی پتھرائیاں　(معروف)
ہیں ظالم اتنی اس سنگین دل وبے پیر کی آنکھیں　　کہ جس کو دیکھ پتھرائیں جوان و پیر کی آنکھیں　(مہر)
تیرے مریض عشق کی پتھرا گئی جو آنکھ　　اس کے ہر ایک ہمدم و مونس نے غش کیا　(انشا)
تو بوسے کف پائے بتاں کے بہر دور ہوتیں　　مری پتھرائی آنکھیں سنگ رہ یا سنگ در ہوتیں　(مؤلف)
یہاں تک آنکھیں مری محو نظارہ ہو گئیں　　پتلیاں پتھرا کے دونوں سنگ موسیٰ ہو گئیں　(متیر)

آنکھیں پھر گئیں اور آنکھ میں پھر گئی (ص) = اس کے دو معنی ہیں، اول بے مروت ہونا:

خدا سے پھر گئیں زاہد کی آنکھیں　　نظر آیا کوئی کافر صنم کیا　(مصحفی)
جسکی طرف سے تری آنکھیں پھریں　　اشک صفت پل میں سفر کر گیا　(حیف)
میں وہ دیو کا ہیدہ اعضا ہوں کہ اب مجھ سے　　حجاب آلودہ ہو کر پھر گئیں زنجیر کی آنکھیں　(بیدم)

اور دوسرے معنی تصور کے اور خیال کے:

اک شعلہ سوز وساز سے آنکھوں میں پھر گیا　　پھرنا کسی کا ناز سے آنکھوں میں پھر گیا　(مؤلف)
غش ہو کے گر گئے فقرا سب کہ پھر گئی　　آنکھوں میں انکی آپکے محبوب کی شبیہ　(انشا)
پھر گئی آنکھوں کے آگے اسکی چشم شرگیں　　پھر گئیں آنکھیں مری نرگس کا جھکنا دیکھ کر　(مومن)

آنکھوں پہ پردہ پڑ گیا (ص) = غافل ہو گیا اور نظر آنے سے رہ گیا:

جوں نقاب اٹھے مری آنکھوں پہ پردہ پڑ گیا　　کچھ نہ سوجھا عالم اس پردہ نشیں کا دیکھ کر　(مومن)

آنکھ کا پردہ (ص) = شرم و حیا اور حجاب:

کہا میں نے جو اس پردہ نشیں سے　　کریں پردہ میں کب تک گفتگو ہم
تو بولی آنکھ کا پردہ ہے لازم　　نہیں ہوتے تمہارے روبرو ہم　(ظفر)

آنکھوں میں حلقے پڑ گئے (ص) = نہایت لاغر اور ضعیف اور ناتواں ہو گیا:

قطعہ

دل سے عاشق و معشوق میں ہے نسبت ذاتی — بتا دیتا ہوں میں پہچان لیا اس نشانی سے
تمہاری زلف کیا لاغر ہے میری طرح سرتاپا — کہ میں ہوں ناتواں جیوں زلف کمر سرگرانی سے
تمہاری زلف میں حلقے ہیں پیچ و تاب کے باعث — مری آنکھ میں حلقے پڑ گئے ہیں ناتوانی سے (مؤلف)

آنکھیں مند گئیں (ص) = مر گئے اور آنکھیں بند ہو گئیں:

رباعی

مدت تئیں باغ و بوستاں کو دیکھا — یعنی کہ بہار اور خزاں کو دیکھا
جوں آئینہ کب تلک پریشاں نظری — اب موند لیے آنکھ بس جہاں کو دیکھا (درد)

مند گئیں آنکھیں مری راہ ہی تکتے تکتے — لیک وہ شوخ ستم گر نہ ادھر سے نکلا (مصحفی)

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند — یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا (تقی میر)

کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا — مند جائے چشم عاشق تو بھی زباں نہ کھولے (سودا)

پست و بلند دہر پہ کیا کیا کیجے نظر — جب آنکھ مند گئی تو برابر زمین ہے (شاہ نصیر)

آنکھیں سامنے کرتے ہیں (ص) = بے حیا ہیں، شرمندہ اور نادم نہیں ہوتے:

مجھ سے تھا اقرار آنے کا گئے گھر غیر کے — پھر تم آنکھیں سامنے کرتے ہو شرماتے نہیں (رنگین)

آنکھیں نیچی کیوں نہیں کرتی ہے یہ دیدہ دلیل — کرتی ہے نرگس تری آنکھوں سے آنکھیں روبرو (مؤلف)

آنکھیں زمین سے لگ گئیں (ص) = ندامت و خجالت حاصل ہوئی:

دیکھا جو تجھ کو مہر نے چرخ بریں سے — مانند نقش پا لگیں آنکھیں زمین سے (مؤلف)

زمین سے لگ گئیں آنکھیں تمہاری طرح نہیں — شریک قتل ہو گردوں کو انفعال تو ہے (مومن)

آنکھوں کے ڈورے (ص) = تحریر سرخی کی جو وفور نشہ سے آنکھوں میں پیدا ہوتی ہے:

تماشا سرخ ڈوروں سے ترے کیا چشم میگوں ہے
رگ گل نرگس شہلا میں ہے یہ تازہ مضموں ہے (میر)

ڈورے آنکھوں میں چھنے ایسے ہی کافر خونخوار — کہ رگ گل کی نزاکت کو لگا دیویں چٹ (انشا)

یاد آئے جب اس چشم غضبناک کے ڈورے — پھر ٹوٹے رفوئے دل صد چاک کے ڈورے (جرأت)

آنکھیں کھلی رہ گئیں (ص) = انتظار میں دم نکل گیا:

مرگئے پھر بھی ہیں کھلی آنکھیں — اپنے عاشق کے انتظار کو دیکھ (مصحفی)

تم نے یہ افشاں چنی اپنی جبیں پر رات کو — آنکھیں کھولے رہ گئے گردوں پہ اختر رات کو (شاہ نصیر)

مرکس کے انتظار میں یہ بے اجل گیا — آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا (جہاندار)

تھی ہوس یہ دید کی تسکیں کہ میری بعد مرگ — رہ گئیں آنکھیں کھلیں حسرت سے قاتل کی طرف (رنگین)

دیکھ کر صورت سحر اس مہر پر تنویر کی — رہ گئیں آنکھیں کھلیں آئینہ تصویر کی (مؤلف)

اور دوسرے معنی حیران رہ جانے کے ہیں:

آمد آمد کی خبر لاتی ہے تو کس کی صبا — رہ گئیں آنکھیں کھلیں گلشن میں نرگس کی صبا (آشفتہ)

رہ گئی سہم کے ہر چشم عصافیر کھلی — اس کی چٹکی جو برائے ہدف تیر کھلی (منیر)

گر یہی ہے حسرت دیدار شوخ چار چشم — نکلے گا آنکھوں سے دم آنکھیں کھلی رہ جائیں گی (سرور)

آنکھیں چھت کو لگ گئیں (ص) = آنکھیں وا رہ گئیں اور حسرت نظارہ میں جان نکل گئی:

گرے یوں بستر غم پر کہ آنکھیں لگ گئیں چھت کو — نظر آیا تھا جرأت ہم کو جلوہ بام پر کس کا (جرأت)

واں اس بت بے دید کی ہے بر سر کیں آنکھ — یاں لگ گئی چھت سے مری مانند زمیں آنکھ (مؤلف)

آنکھوں میں رکھتے ہیں (ص) = نگہبانی کرتے ہیں:

وہاں رکھتے ہیں اسکو سر ساں اغیار آنکھوں میں — یہاں کھٹکے ہے ہر بار نظر جوں خار آنکھوں میں (مؤلف)

ہائے کس نور چشم پر تاکید — لگے آنکھوں میں رکھنے بس بیدید (مومن)

آنکھیں بدل گئیں (ص) = مروت اور محبت نہ رہی:

جاں فلک کی بھی ہو گئی مضطر — دم میں آنکھیں بدل گئے اختر (مومن)

کی نہ اس بے مہر نے مائل ادھر زنہار چشم — کیا گیا آنکھیں بدل مجھ سے یہ چرخ چار چشم (مؤلف)

مشہور بے وفائی میں ہو بے بدل گئے — بیدید دل بدلتے ہی آنکھیں بدل گئے (سرور)

آنکھ سکھ کلیجے ٹھنڈک (ص) = سراپا موجب آرام کا اور باعث راحت کا:

کون ہو آنکھوں کو سکھ دل ہی کو ٹھنڈک ہو ذرا — کاش اپنا خط ہی بھیجے وہ اگر آتا نہیں (معروف)

آنکھوں کی سیاہی سفید ہو گئی (ص) = نشانی موت کی ظاہر ہوئی اور وقت مرگ کا قریب پہنچا:

کی چشم کی سیاہی سفید انتظار میں — لکھنے دیا نہ خط بت نو خط کو عار نے (محب)

آنکھوں میں اندھیرا آیا ہے (ص)= غش آیا اور چشم روشن میں عالم تیرہ و تار ہوگیا:

جس دل کو قلق نے آ کے گھیرا ہوگا — آنکھوں میں پھر اس کی اک اندھیرا ہوگا
رباعی
کیوں گرد سے آپ کو بچاتا ہے رضا — اس خاک میں آخرش بسیرا ہوگا (رضا)

جب خیال رخ پر نور کسی کا آیا — دیکھو اندھیر کہ آنکھوں میں اندھیرا آیا (مؤلف)

اس کی بن پونچھی جو ہونٹوں کی مسی یاد آئی — سامنے آنکھوں کے اک بار اندھیرا آیا (انشا)

آنکھوں کو رو بیٹھے (ص) آنکھوں سے ناامید ہو گئے:

رونا آتا ہے ہمیں رونے پہ اپنے یارو — یہاں تلک روئے کہ آنکھوں کو بھی رو بیٹھے ہم (جرأت)

آبرو مردم میں بے آبی سے کھو بیٹھے گی چشم — گر یہی رونا ہے تو آنکھوں کو رو بیٹھے گی چشم (مؤلف)

آنکھ نہ ناک بنو چاند سی (ث)= اس کو ہجو ملیح کہتے ہیں۔ یعنی چاند کے پاس حسن نہ آنکھ ہے نہ ناک ہے۔

آنکھ بچی اور مال دوستوں کا (ث)= غافل ہوئے اور مال چور لے گئے۔

ایک آنکھ پھوٹتے ہی دوسری پر ہاتھ رکھتے ہیں (ث)= مثلاً ایک شخص کے دو فرزند تھے ایک ان میں سے مرگیا۔ اتفاقاً باپ اپنے اس زندہ بیٹے سے کسی بات پر آزردہ اور بیزار ہوا تو اس باپ سے ازراہ فہمائش آدمی کہتے ہیں کہ ایک آنکھ پھوٹتے ہی دوسری پر ہاتھ رکھتے ہیں۔

آنکھوں سے (ص)= ہرگز عذر نہیں بجان و دل قبول ہے و سر پا راست ہے:

وہ مینے کے پاؤں میں چھلے تھے کل — کہ آنکھوں سے مل ان پہ کھاتے تھے گل (حسن)

آنکھوں سے ہوئے جا کر ہم حلقہ بگوش اس کے — جب زلف کے حلقوں سے رخسار نظر آیا (مصحفی)

گر اشارے ہوں طلب میں تیم آنکھوں سے — پاؤں سے جائے شتر واں کوئی ہم آنکھوں سے (مؤلف)

آنکھوں میں سرسوں پھولے (ص)= آنکھیں زرد ہوگئی ہیں:

سرسوں آنکھوں میں کیوں نہ پھولے اب — زرد اوڑھے وہ شال جاتا ہے (حسن)

آنکھ اٹھ نہیں سکتی (ص)= شرمندگی کے سبب سے دیکھا نہیں جاتا:

نامہ بر خفت اٹھائے واں سے آیا کس قدر — آنکھ اٹھ سکتی نہیں اب نامہ بر کے سامنے (معروف)

ہے گل گشت جو رشک گل رعنا اٹھے — آنکھ اونچی تری کیا نرگس شہلا اٹھے (شاہ نصیر)

حیرت افزا شکل دیکھی جب اس گل چہرکی　آنکھ اٹھ سکتی نہیں ہے پشت پا سے مہکی (مؤلف)

آنکھیں ملتے ہیں (ص) = خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہوتے ہیں:

ریاض دہر میں مجنوں نے تو رخت سفر باندھا　ہم ابتک اپنی آنکھیں نرگس مخمور ملتے ہیں (شاہ نصیر)

آنکھیں مل کرکے جو دیکھوں تو ہے اک بلا پوش　سر سے لے غرق جواہر میں ہے وہ پاؤں تلک (سودا)

آنکھ نہ پسیجی (ص) = ذرا رحم نہ آیا اور دل کڑھا:

ہائے قائم نہ تری آنکھ پسیجی ہرگز　ابر روتا ہے سدا خوف سیہ کاری سے (قائم)

آنکھیں سینکتے ہیں (ص) = معشوق کا منہ دیکھتے ہیں:

گر کسی شعلہ رو کو دیکھے ہے　شیخ بھی اپنی آنکھ سینکے ہے (قائم)

آتش حسن رخ پر نور سے　سینکتے ہیں ہم بھی آنکھیں دور سے (مؤلف)

آنکھ پھوٹی پیڑ گئی (ص) نقصان ہوا تو ہوا قصہ تو گیا:

پیر کنعاں سے گیا جب درد عشق　وہ مثل ہے آنکھ پھوٹی پیڑ گئی (میر)

آنکھوں میں نہ ٹھہرا (ص) = آنکھوں میں کچھ قدر و قیمت نہ سمجھی، بہت سبک نکلا:

تصور رخ روشن میں صبح صورت خواب　نہ ٹھہرا آنکھ میں کچھ نور مہر عالم تاب (مؤلف)

تری آنکھوں کی کیفیت کے آگے　مری آنکھوں میں ٹھہرے جام جم کیا (مصحفی)

ٹھہرا جو نصیر اس در زنداں کا تصور　آنکھوں میں مری گوہر نایاب نہ ٹھہرا (شاہ نصیر)

آنکھ لڑائی (ص) = آنکھ سے آنکھ ملائی اور عاشقی کی، پیشتر بھی اصطلاح لکھی گئی ہے[1]:

برقع میں نہیں ہے اس کے جالی　آنکھیں نہ لڑاؤ دیکھو بانکو

قطعہ

کھینچے ہے وہ شوخ جنتری میں　تار رگ جان عاشقاں کو (شاہ نصیر)

سب سہوں گا میں اگر لاکھ برائی ہوگی　گر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی (تعیم)

ہر دم سپاہی زادوں کو تدبیر جنگ ہے　آئے جو ایک دم کو تو آنکھیں لڑا گئے (سائل)

آنکھ اٹکی (ص) = عاشق ہوگئے:

یاروں کو ہم دکھاویں گے بطاقی کے رنگ　اپنی بھی آنکھ گر کسی گل سے اٹک گئی (مصحفی)

آنکھ اٹھا نہ دیکھا (ص) = اس اصطلاح کے دو معنی ہیں اول غرور سے متوجہ نہ ہوا کسی کے حال پر:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۲۔

مر گئے لیکن نہ دیکھا تو نے ہرگز آنکھ اٹھا   آہ کیا کیا لوگ ظالم تیرے بیچار و نسیں تھے (میرؔ)

اور دوسرے معنی ہیں شرمندہ اور خجل اور نادم اور منفعل ہونے کے:

نرگس نے جو نہ دیکھا پھر آنکھ اٹھا چمن میں   کیا جانئے کس نے کس سے کیا کر لیا چمن میں (انشاؔ)

نامہ بر خفت اٹھائے وہاں سے آیا کس قدر   آنکھ اٹھا سکتا نہیں میں نامہ بر کے سامنے (معروفؔ)

آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ (ث)= نادان محض ہیں اور دعویٰ ہمہ دانی کا ہے۔

آنکھ لجائے منہ کھائے (ث)= اس کے دو معنی ہیں پہلے معنی یہ ہیں کہ جو کوئی کسی کا احسان اٹھاتا ہے اس سے شرمندہ ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے سر سے بوجھ احسان کا اتارے اور پھر مروت سے ساتھ اس کے پیش آتا ہے۔ دوسرے معنی بعضے آدمی کہ آنکھوں میں ان کے جبن چھا جاتا ہے مارے خوف کے آنکھ اوپر نہیں اٹھاتے اور اپنے مقابلے کی ضرب منہ پر کھاتے ہیں۔

آنکھ میں تھی شرم دل کی تھی نرم (ث)= آنکھ کی شرم و حجاب کے باعث کچھ حفظ اور پاس حرمت کا اور ننگ و ناموس کا نہ کیا، حرکت ناشائستہ ظہور میں آئی، سائل کا رد سوال نہ کیا۔

آنکھ کے آگے ناک سوجھے کیا خاک (ث)= نہایت بے وقوف اور ناداں ہیں صریحاً ایک چیز کہ روبرو آنکھ کے رکھی ہے نظر نہیں آتی، اور چار طرف ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

اپنی والی پر آئے (ص)= اپنی ضد پر اور اپنی بات پر آئے جو کہا وہی کیا:

پھر وہی شوق دشت و جوش جنوں   اپنی والی پہ آگیا گردوں (مومنؔ)

اگر ہم کبھی اپنی والی پر آئیں   تمہارے فلک کو نہ خاطر میں لائیں (حسنؔ)

جب اپنی والیوں پر عشق آتا ہے تب اے رنگیں   اگر پتھر کا دل ہو اس میں بھی تاثیر کرتا ہے (رنگینؔ)

اڑ کر کہاں جاؤ گے (ص)= فریب میں نہیں آنے والے اور عیاری پیش نہیں جانے کی:

ہم ناتواں ہیں ساتھ جہاں اڑ کے جائیگا   اے رنگ زرد ہم سے کہاں اڑ کے جائیگا (شاہ نصیرؔ)

گرد ساں گوشۂ دامن سے جھڑاؤ نہ ہمیں   اڑ کے جاؤ گے کہاں ہم سے اڑاؤ نہ ہمیں (سرورؔ)

قطعہ

ہمیں کیا دیکھتے ہو ہم نے بھی دیکھا ہے عالم کو   بھلا سوچو تو جا سکتے ہو تم اڑ کر کہاں ہم سے

چھپاؤ تم بہت ہم چتونوں میں تاڑ جاتے ہیں   کدورت جی میں آ جاتی ہے صاحب کے جہاں ہم سے (رنگینؔ)

ترے چلنے سے آگے دم ہوا ہو جائیگا اپنا   کہاں جاؤ گے کوئے یار میں اڑ کر صبا ہم سے (مؤلفؔ)

آنکھوں میں دم ہے (ص) = وقت مرگ قریب پہنچا ہے:

آنکھوں میں دم ہے جسم سراپا یہ قاق ہے — پر تیرے دیکھنے کا مجھے اشتیاق ہے (حفیظ)

شتاب آ کہ دم آنکھوں میں ہے مثال حباب — نہ پائے گا مجھے گر دیر میری جان لگی (شاہ نصیر)

مہماں ہے دم کا عاشق مفلس شتاب آ — آنکھوں میں دم ہے صورت نرگس شتاب آ (سرور)

مردمک ساں غیر کے تو جو صنم آنکھوں میں ہے
تیری آنکھوں کی قسم اپنا بھی دم آنکھوں میں ہے (مؤلف)

آستیں چڑھائی (ص) = قتل پر آمادہ اور مستعد ہوا:

کہکشاں کی صبح دم ڈھونڈی نہ پائی آستیں — آسماں نے قتل مردم پر چڑھائی آستیں (مؤلف)

ذبح کرنے کا مگر قصد ہے اب رنگین کا — آستینوں کے جو ظالم نے لیے چاک چڑھا (رنگین)

ابرو کو وقت ذبح غضب سے نہیں چڑھا — تڑپے مبادا طائر دل آستیں چڑھا (سرور)

ہو اوست دگر یہاں غیر تو پر کیا غضب یہ ہے — کہ مجھ پر تم بھی غصہ میں چڑھائے آستیں نکلے (جرأت)

کرے غنچہ آسا باندھ کر دامان کیں آیا — برنگ شاخ گل قاتل چڑھائے آستیں آیا (شاہ نصیر)

اچمبا دانا (ص) = ایک قسم کی مٹھائی کا نام ہے کہ سرسوں کے دانے کی صورت ہوتی ہے:

ہے ہیچ وہ کوتہ دہن ہر وجہ سے بے یانہ ہے — خال لب شیریں دلا گویا اچمبا دانہ ہے (مؤلف)

اکھاڑ پچھاڑ (ص) = معزولی اور برطرفی، خرابی اور بربادی:

مجھے کام تجھ سے ہے اے جنوں نہ کہوں کسی سے نہ کچھ سنوں
نہ کسی کی رد قدح میں ہوں نہ اکھاڑ میں نہ پچھاڑ میں (انشا)

اٹھامارا (ص) = پچھاڑا:

اٹھامارا ایل آہ رسائے دل نے جو نکہت — زمیں میں گڑ گیا گردوں کج رفتار گردن تک (نکہت)

کسے تھا پاس عزت اے ظفر ہستی کے عالم میں — جہاں چاہا اسے چھیڑا جہاں پایا اٹھامارا (ظفر)

اپنے کو فلک پر کھینچتا ہے (ص) = اپنے رتبہ کو بہت بلند و برتر سمجھتا ہے اور کسی کو اپنا ہمسر اور برابر نہیں جانتا ہے:

جو نالہ دل ہے عرش رس ہے ‏ ‏ ‏ جو آہ ہے صاعقہ نفس ہے

قطعہ

خط بال ملک پہ کھینچتے ہیں ‏ ‏ ‏ اپنے کو فلک پہ کھینچتے ہیں (مؤلف)

کب ہوز میں پہ ابروئے دلبر سے ہمسری ‏ ‏ ‏ اپنے کو کھینچتا ہے فلک پر اگر ہلال (سودا)

ہر ایک اپنے کو کھینچتا ہے فلک پر ‏ ‏ ‏ فضیلت بھی دیتا ہے خود کو ملک پر (رنگین)

ادھر ہاتھ دینا اور ادھر ہاتھ لانا (ص) = داو چاہنی بات کی اپنے مقابل سے:

پھبتی ترے چہرہ پہ مجھے دور کی سوجھی ‏ ‏ ‏ لاہات ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی (انشا)

مجھ سے کہتا ہے وہ محبوب ادھر ہات تولا ‏ ‏ ‏ کیوں دلا واچھڑے کیا خوب او ھر ہات تولا (رنگین)

اپنی بات پر آ گیا (ص) = جو کچھ کہا وہی کیا، فائدہ نقصان پر خیال نہ کیا۔ یہ اصطلاح مطابق ہے فارسی کے مثل کے سخن مرداں جان دارد، ہر کہ برگردد خر گردد:

وصل کی شب میں بھی کے لات پر آ ہی گیا ‏ ‏ ‏ وہ بھی ایک کافر ہے اپنی بات پر آ ہی گیا (رنگین)

اپنی ایڑی دیکھے (ص) = نظر نہ لگائے اور چشم بد بیں کا آسیب نہ پہنچے:

آپ کو جو محو دیدار رخ زیبا کرے ‏ ‏ ‏ ہے یہ لازم اپنی ایڑی آئینہ دکھا کرے (مؤلف)

تیرے رخ کو جو بھر نظر دیکھے ‏ ‏ ‏ اپنی ایڑی نہ کیوں قمر دیکھے (شاہ نصیر)

اپنے تکے لگاتے ہیں (ص) = اپنے مطلب کی اور غرض کی بات کہتے ہیں:

میرؔ تو ہو گئے پلیتھن سے ‏ ‏ ‏ اپنے تکے لگائے جاتے ہیں (تقی میر)

اپنی ران کھولیے آپ لاجوں مریئے (ث) = اپنے کا عیب ظاہر کرنا خود کو رسوا اور بدنام کرنا ہے:

ران کی چنگی دکھاویں کس کو وہ ہے فی المثل ‏ ‏ ‏ یعنی لاجوں آپ مریئے کھول اپنی ران کو (ظفر)

ایک دل ہزار داغ (ص) = ایک دل اور ہزار غم والم:

اے لالہ گو فلک نے دیئے تجھ کو چار داغ ‏ ‏ ‏ چھاتی مری سراک ہے اک دل ہزار داغ (سودا)

ابھی دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے (ص) = ابھی لڑکا ہے:

دیکھ شبنم تو نہ اس مایۂ مقصود کے دانت ‏ ‏ ‏ ابھی ٹوٹے نہیں کمبخت ترے دودھ کے دانت (نصیر)

نہ خود رفتہ اتنا ہوا ے طفل رشک ‏ ‏ ‏ ابھی دودھ کے دانت ٹوٹے نہیں (مؤلف)

اس کان سنے اس کان اڑا دیئے (ث)=بات پر عمل نہ کیا اور لغو سمجھ کر خیال میں نہ لائے:

ناصح کی بات ہم نے سب دھیان سے اڑا دی　　اس کان سے سنی اور اس کان سے اڑا دی　(کرم)

خاک اس بات پہ تو بلبل نالاں اڑا　　سن کے اس کان سے گل بھی ہے اس کان اڑا　(مؤلف)

امنگ (ص)=ولولہ اور جوش جوانی کا اور خواہش دل کی اور ارادہ:

جاتی رہی امنگ جوانی کی دل سے سب　　کیوں عمر کا شمار کیا ہم نے کیا کیا　(رنگین)

نہ وہ جوش فصل شباب ہے نہ وہ ولولہ نہ ترنگ
نہ وہ رخ پہ لگتے ہے حسن و رنگ نہ وہ اپنے دل میں امنگ ہے　(مؤلف)

انکل کے (ص) پہچان کے:

لب بام آ کے تو جلوہ دکھا جا ہم کو اے ظالم　　کہ ہم انکل کے تیرا سایہ دیوار بیٹھے ہیں　(رنگین)

دل بے غم جواب ہر بر نفس مغموم ہوتا ہے　　کہیں اٹکا ہے دل انکل سے یوں معلوم ہوتا ہے　(منعم)

آنکھوں کے آگے ناک سوجھے کیا خاک (ص)=اتنی بڑی ناک ہے کہ نظر کے آگے حائل ہوگئی ہے۔ دکھائی نہیں دیتا:

ہے عیاں جلوہ خدا کا ان بتان ہند میں　　سوجھے کیا زاہد تجھے آنکھوں کے آگے ناک ہے　(ناسخ)

آنتیں قل ھو اللہ پڑھتی ہیں (ص) بھوکے ہیں:

ہو رنج مرے دل کو و یا ہو آرام　　جز ذکر خدا نہیں ہے مجھ کو کچھ کام
فاقوں سے تباہ میری حالت ہے مگر　رباعی　آنتیں پڑھتی ہیں قل ھو اللہ مدام　(ناسخ)

اپنی چھاتی پہ ہاتھ دھرو (ص)=اپنے دل کا سا حال اور کے بھی دل کا سمجھا کرو اتنی بے رحمی مت کرو:

جان شیریں ہے کوہ کن پر تلخ　　چیرتا تیشہ سے ہے سر شیریں
درگذر کر اب عشق خسرو سے　قطعہ　سوئے فرہاد کر گذر شیریں
اس کی مشاطہ دشمن جان ہے　　لے خبر کیوں ہے بے خبر شیریں
جائے صندل لگائے ہے تیشہ　　سر ہے گردن پہ دو سر شیریں
رکھ نہ سینہ پہ اس کے کوہ فراق　　اپنی چھاتی پہ ہاتھ دھر شیریں　(مؤلف)

میں نے پوچھا کہ چاہتے ہو مجھے — سن کے یوں بولے وہ ادھر دیکھو
قطعہ
ہم کو تم چاہتے ہو کتنا کچھ — اپنی چھاتی پہ ہاتھ دھر دیکھو (رنگین)

آنکھیں چرنے گئی ہیں (ص)= آنکھوں سے کیا نظر نہیں آتا۔

آپس کی پھوٹ (ح)= آپس کا خلاف اور نفاق:

بگڑ دلا معاملہ آپس کی پھوٹ سے — پھوٹا جگر کا آبلہ آپس کی پھوٹ سے (مؤلف)

دیدہ و دل مجھ سے کچھ پوچھ کے کرتے نہیں — پھوٹ سے آپس کی آہ مفت یہ گھر جائیگا (نثار)

پھوٹی ہو رونے دیدۂ تر پھوٹ پھوٹ خوب — لے جنبش مژہ نہیں آپس کی پھوٹ خوب (سرور)

اس کے منہ کی (ص)= وہ بات جو منہ سے باہر نکلی:

صلح ہو یا جنگ ہو یا خیر یا شر کچھ کہے — اس کے منہ کی کہنے والا میرے منہ پر کچھ کہے (مؤلف)

اس کے منہ کی ہے یہ نہیں قاصد — تو نے تقریر جو زبانی کی (رنگین)

میرے منہ میں تلخ تر لگتا ہے شکر کا مزا — اس کے منہ کی بخشے ہے قند مکرر کا مزا (سرور)

اترانا (ص)= غرور کرنا اپنے برابر اور کو نہ سمجھنا:

آپ جو حسن پہ اپنے ابھی اتراتے تھے — کل کی ہے بات کہ ہم بھی کبھی اتراتے تھے (معروف)

حسن پر اپنے نہ اترا بھول مت — عارضی دولت پہ اے گل پھول مت (مؤلف)

کہا جو پری زاد نے ہاتھ لا — انگوٹھا دکھایا کہ اترا نہ جا (حسن)

اتار (ح):[1]

سر پہ چڑھی ہے منہ کی لگائی ہے بے ادب — اے زاہدو یہ دختر رز ہے اتار ایک (شاہ نصیر)

سنگھاروں میں گو سب سے ہے یہ اتار — پہ کہتے ہیں چوٹی کا اسکو سنگھار (حسن)

محتسب[2] دخت رز ہے ایک اتار — اس کو درے تو برگ تاک کے مار (شاہ نصیر)

انکے پٹھوں میں گھسے ہیں اور ان کے پٹھوں میں بیٹھے ہیں (ص)= انکی حمایت میں رہتے ہیں اور دل میں گھر پیدا کیا ہے اور مصاحب ہیں:

منہ تجھے کیوں کر نہ جوں آئینہ بیگانہ رقیب — ان کے پٹھوں میں گھسا ہے صورت شانہ رقیب (نصیر)

صورت خال نہ زلف سیہ کار تمام — ان کے پٹھوں میں گھسے رہتے ہیں اغیار تمام (مؤلف)

---

[2] مجازاً بد، شریر، فتنہ انگیز (آصفیہ) ۔ ملاحظہ ہو ص ۷۲۔

اسکے پھلوں میں جو بیٹھا تو مجھے چھوڑ کے دل   واسطے غیر کے اپنے سے برا ہوتا ہے

قطعہ

ہونٹ بھی کہتے ہیں کچھ اتنا دونوں   کوئی اپنے سے بھی کم بخت جدا ہوتا ہے (کرتم)

اسی پر خاک پڑتی ہے جو چاند پر پھینکتا ہے (ص) = جو شخص سزاوار برا کہنے کا اور کوئی عداوت سے اسے بدنام کرے تو وہ بدنام نہیں ہوتا ہے۔ اسی غیبت کرنے والے کو لوگ برا کہتے ہیں:

سمجھ یہ پھر نہ یوں اسکے منہ پہ زر پھینکے   پڑے ہے خاک اسی پر جو چاند پر پھینکے (شاہ نصیر)

آسمان پر دماغ ہے (ص) = نہایت غرور اور تمکنت ہے کہ برابر اپنے کسی کو نہیں سمجھتے:

سمجھ نہ کم قدر مجھ کو اتنا کہ عشق خورشید رو سے غیرت

میں ذرہ ساں گو کہ کچھ نہیں ہوں ہے آسماں پر دماغ اپنا (غیرت)

ممکن نہیں کہ خاک نشینوں کی تو سنے   ہے ان دنوں دماغ ترا آسمان پر (والا)

ہیں جوں بگولہ خاک نشیں اور شان پر   ہے پاؤں تو زمیں پہ دماغ آسماں پر (مؤلف)

دو جہاں سے فراغ رکھتے ہیں   آسماں پر دماغ رکھتے ہیں (شاہ نصیر)

اسی دن کو پال کر اتنا بڑا کیا تھا (ص) = قاعدہ ہے کہ جو ماں باپ بیٹے سے یا لڑکے سے کسی نافرمانی پر آزردہ اور خفا ہوتے ہیں، تو وہ بحسرت کہتے ہیں:

سر پر ہمارے نوح کا طوفان نہ کر بپا   کمبخت اپنے دل میں ذرا تو خیال کر

قطعہ

گہوارۂ مژہ میں تجھے میں نے طفل اشک   اتنا بڑا کیا تھا اسی دن کو پال کر (شاہ نصیر)

اتم گانا مدھم بجانا (ص) = موافق کا کام اچھا ہوتا ہے کہ اعتدال موجب ملال نہیں ہوتا ہے۔

اودھو کا لین نہ مادھو کا دین (ث) = دنیا کا غم و اندیشہ نہیں رکھتے اور نہ کچھ کسی سے سروکار اور علاقہ ہے۔

اپنی نیند سونا اور اپنی بھوک کھانا (ث) = کسی طرح کا فکر اور غم و اندیشہ نہیں رکھتے فراغت سے اوقات گذرتی ہے:

نہ تھے عاشق تو بار رنج تہمت کیوں اٹھاتے تھے   کہ اپنی نیند سوتے تھے اور اپنی بھوک کھاتے تھے (تہمت)

اوسان اڑ گئے اور جاتے رہے اور درست نہ رہے (ص) = ہوش ٹھکانے نہ رہے اور

عقل جاتی رہی:

مل بے عشق تیری شوکت وشان　　بھائی اپنے تو اڑ گئے اوسان　(سوزؔ)

طائر چرخ سے کہدو رکھے اوسان درست　　تیر مژگاں نے کیے پھر پر و پیکان درست　(حشمتؔ)

اوسان کیا درست رہیں اپنے اے نصیرؔ　　تیغ کو اپنے اس نے چڑھایا ہے سان پر　(شاہ نصیرؔ)

ارے دل بتا کس ستمگر کو دیکھا　　ترے اڑ گئے آج اوسان کیا ہی　(حسرتؔ)

آسمان پر دماغ ہے (ص)= برابر اور ہمسر کسی کو نہیں جانتے۔ چنانچہ آگے بھی یہ اصطلاح لکھی گئی ہے:[1]

یہ وہ عشق خانہ خراب ہے کہ زمین پہ اہل غرور کو
کوئی دم میں خاک نشین کرے اگر آسمان پہ دماغ ہو　(تجملؔ)

دیکھ زانو پہ اس کے سر اپنا　　ہے دماغ آسمان پر اپنا　(مومنؔ)

آپ کو شاخ زعفران سمجھتے ہیں (ص)= خود کو بہت عمدہ اور اعلیٰ اور نفیس اور شان و شوکت والا بہمہ صفت موصوف جانتے ہیں:

سمجھتی آپ کو ہے شاخ زعفران دیکھو　　شگوفہ اور ہی لائی ہے اب کی بار بسنت　(شاہ نصیرؔ)

جلے ہے مطبخ عالی میں جو کوئی ہیزم　　بجا ہے آپ کو گر شاخ زعفران جانے　(مولفؔ)

سدرہ کی شاخ بن گئی قبضہ شاہ میں کمان　　شاخ کمان آپ کو سمجھے ہے شاخ زعفران　(سرورؔ)

شانہ شاخ زلف گرہ میں　　آپ کو شاخ زعفران سمجھا　(منیرؔ)

آپ کو شاخ زعفران کیونکر نہ سمجھوں دوستان　　باعث خندہ بتان جب میرا رنگ زرد ہو　(مولفؔ)

بھلا رے یہ دماغ سمجھا ہے　　آپکو شاخ زعفران تو نے　(انشاؔ)

امریاں (ص)= آموں کے درخت اور باغ:

نخل طوبیٰ وش جو ہیں جھرنے کی امریاں تمام　　ان کو کہتے ہیں عصائے خضر و موسیٰ خاص و عام

ہے زباں برگ نخل انبہ پر شیریں کلام　　بس کہ فیض شاہ سے رطب اللساں ہیں صبح و شام

کیوں نہ شاخ زعفراں سمجھیں پھر تو آپکو　(مولفؔ)

پھر پھر آتا یاد ہے انشاؔ وہی مصرع مجھے　　جانے امریوں میں جھولیں لیں ورختوں کی ہوا　(انشاؔ)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۴۴ ، "شاخ زعفران آپ کو سمجھتے ہیں" بھی استعمال ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۱۰۱۔

شہر دلی بھی عجب نخل طرب تھا جس کی ہائے | بجز از گل تھے خس و خاشاک سائے کے تلے
وہ مکان خواجہ قطب الدین و امیروں کی چھاؤں | قطعہ اینٹ کیا کیا تھے ہم جوں تاک سائے کے تلے (جرأت)

ادھ موا (ص) = نیم جان اور نیم بسمل:

ادھ موا تو نے تو کر ڈالا بہت سا تو چا | پر کبوتر نے نہ وہ چونچ سے چھوڑا کاغذ (انشا)
کہ جیسے قصور تھوڑا کے ادھ موئے خفاش | حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی (جرأت)

الٹی ٹانگیں گلے میں پڑیں (ص) = نیکی کا بدلہ بدی حاصل ہوئی:

ہوں الٹی ٹانگیں اسکے گلے میں ہی چٹ پڑیں | جو کوئی اس سے جا کے ہمارا گلہ کرے (انشا)

ایڑیاں رگڑیں (ص) = اس کے دو معنی ہیں۔ اول جاں کندنی کرنا:

ایڑیاں کیوں کہ نہ رگڑیں کہ دیا دل جسکو | اس کے در پر نہیں مقدور جبیں سائی کا (جرأت)
مری جیتی باتیں یہ کیوں چھیڑیاں | یہاں لوگ رگڑا کئے ایڑیاں (انشا)

اور دوسرے معنی ہیں تلاش اور جستجو کے یعنی یہاں تلک پھرے اور ڈھونڈا کہ ایڑیاں رگڑ گئیں اور گھس گئیں:

اسکے تلوے کے مقابل پر نہ پایا روئے مہر | ایڑیاں رگڑیں زمین پر لاکھ چرخ پیر نے (مؤلف)
رگڑیں لاکھوں نے ایڑیاں وہاں | ٹوٹیں بھوتوں کی بیڑیاں وہاں (انشا)
ہاتھ عنقا وش نہ آوے گرد پائے راہوار | ایڑیاں رگڑے فلک پر گو کہ برق شعلہ بار (شاہ نصیر)

ایک ہنسی ایک دکھ (ص) = شادی اور غم دونوں ملے ہوئے:

دل کا لگ جانا ہی گویا اک ہنسی ہے ایک دکھ | مجھ کو روتے دیکھ اس کو مسکرانا لگ گیا (جرأت)

آکھ کی بڑھیا (ص) = آکھ کے پھول کی روئیں کہ جو گرمی میں ہوا سے اڑتی پھرتی ہیں:

چھوڑا کے جو ملکوں کی ہو کوئی آکھ کی بڑھیا | بنے وہ آکے اس بوڑھے کھڑے مذاق کا جوڑا (انشا)
ہیں جوان کیوں دام الفت میں اسیر | جفت اس کا چاہیے ہے چرخ پیر
کیا دو رنگی میں گل رعنا ہے یہ | زال دنیا آکھ کی بڑھیا ہے یہ (مؤلف)

آگ جاگ اٹھی (ص) = آتش افسردہ روشن ہوگئی:

جنبش دامن مژگاں کی ہوا سے کس کی | آگ جاگ اٹھی محبت کی دبی سینہ میں (مؤلف)

بخت خفتہ نے جگایا اسے صد حیف نصیر　　آگ جو گلشن سینہ میں دبی رہتی تھی　(شاہ نصیر)

تو نے لگائی آ کے یہ کیا آگ اے بسنت　　جس سے کہ دل کی آگ اٹھی جاگ اے بسنت　(انشا)

الٰہی خرچ (ص)= وہ صرف جو اللہ کے توکل پر موقوف ہو اور بظاہر کہیں سے کچھ نہ آتا ہو:

مت فقیروں کے جان واہی خرچ　　او میاں ان کے ہیں الٰہی خرچ　(انشا)

آواگون (ص)= پیدا ہونا شکم مادر سے اور پھر مر کر جانا ملک عدم کو:

جوگی جی آپ گلبن اسلام میں عبث　　پیوند اپنی کرتے ہیں آواگون کی شاخ　(انشا)

اڑن چھو ہو (ص)= یہاں سے چلا جا:

نہ بجولے مجھے دو یہاں سے اڑن چھو کہیں　　کس کو کہتے ہیں محبت اجی کیسا اخلاص　(انشا)

چھو نہ دامان باریک سو ہو　　چل ہوا کھا صبا اڑن چھو ہو　(مؤلف)

اللہ آمین کا ہے (ص)= یہ فرزند بہت سی منتوں اور مرادوں اور دعاؤں سے پیدا ہوا ہے اور اہل ہند اسے ایک لوتا بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں کے ایک معنی ہیں:

ہے کودک اشک مردماں نور بصر　　پروردۂ گہوارۂ مژگان ہے مگر
بابی
اللہ آمین کا ہے آنکھوں میں رکھو　　ہو جل کے مبادا خون دل سے ابتر　(مؤلف)

آرسی مصحف دکھلایا (ص)= رسم ہے کہ دلہن کو اور دلہا کو بعد نکاح باندھنے اور ادا ہونے سے سب رسموں کے کلام اللہ شریف اور آئینہ درمیان میں رکھ دکھلاتے ہیں اور نیک شگون سمجھتے ہیں اور آئینہ دکھلانے کی رسم عروس و شوہر کو سکندر نے جاری کی ہے اور آئینہ اس نے ایجاد کیا ہے فولاد کا، سابق سکندر سے آئینہ نہ تھا:

لگی دیکھو گے جب تم آرسی مصحف تو وہاں انشا　　پڑھے گا سورۂ الحمد اور اخلاص کا جوڑا　(انشا)

خطوط جدول زریں بند ھا زرتار سہرا ہے　　بجائے آرسی مصحف جبیں و روئے زیبا ہے　(مؤلف)

آستیں کا سانپ (ص)= وہ شخص جو پاس رہے اور دشمن جان ہو ئے:

پھرا ہے آنکھوں میں اس زلف عنبریں کا سانپ　　کہ موج اشک ہوئی میری آستیں کا سانپ　(انشا)

بنا ہے دل مرے بر میں بغل کا دشمن ہائے　　کہ آستیں کے ہر ایک چلن ہے آستیں کا سانپ　(شاہ نصیر)

ہاتھ کٹواتا ہے گر دست خوردہ کو دیکھ　　ہاتھ کیا ہیہات میری آستیں کا سانپ　(مؤلف)

ؔ یہ اصطلاح ص ۱۲ پر بھی تحریر ہوئی ہے۔

[1] دل کو پھنسا کے زلف میں اک بے وفا کے آہ — پالا ہے ہم نے سانپ گویا آستین کا (احمدی)

الٹے پاؤں (ص) = جانا اور شتاب پھر آنا:

دل گم گشتہ کی لے کر خبر کوچہ سے گیسو کے — تو الٹے پاؤں آنا جائے گر باد صبا سیدھے (مؤلف)

الٹے ہی پاؤں پھرا گھر کو وہ جوں نقش قدم — بیٹھے دیکھا جو مجھے راہ گذر پر اپنی (جرأت)

مشکل اب جانا وہاں ہم تو پھرے الٹے قدم — سامنے در کے نظر آیا جو دربان بندھا (حسرت)

آتے آتے کیوں نہ الٹے پاؤں بھاگے دور سے — صبح ڈرتی ہے بہت میری شب دیجور سے (ناسخ)

الف ہوا (ص) = گھوڑا کھڑا ہوا اور اس کو چراغ پا بھی کہتے ہیں چنانچہ یہ اصطلاح پہلے بھی تحریر ہوئی ہے[2]:

عنان زلف تھاموں پنجہ مژگاں سے اے مردم
سمند ناز سرکش ہے الف ہوگا شرارت سے (شاہ نصیر)

ہو گیا اس سرو قامت کی سواری کا اثر — اب الف ہونا بھلا کیوں اسکا توسن چھوڑ دے (ناسخ)

اسیس باد (ص) = دعائے خیر:

سن کر اسیس باد بس آغا نے اک جریب — دی پشت برہمن پہ بزور تمام چھوڑ
کہنے لگا چہ بھجی چہ بنجی تو بولے آپ — کردی تو بد دعا مچہ ارام رام چھوڑ (انشا)
قطعہ

اپنا رونا روتے ہیں (ص) = اپنی مصیبت اور خواری بیان کرتے ہیں اور کسی کی نہیں سنتے:

یاد تبسم غیرت گل میں شبنم آسا روتے ہیں — خندہ گل سے کام نہیں ہم اپنا رونا روتے ہیں (مؤلف)

چشم زخم جگر سے لہو دریا دریا روتے ہیں — دیدہ نم دیدہ غم دیدہ اپنا روتے ہیں (سرور)

تیری واسوخت سے خالی نہیں پایا کوئی — شمع بھی سنکے میری اپنا ہی رونا روتے ہیں (سودا)

اونٹ چڑھے اور کتا کاٹے (ث) = یہ مثل وہاں بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی امر خلاف قیاس وقوع میں آتا ہے۔

اونٹ کی کون سی کل سیدھی ہے (ث) = مرد احمق کی سب حرکاتیں ٹیڑھی ہوتی ہیں:

ٹیڑھا ید قدرت نے بنایا ہے جنھوں کو — دیکھے گا نصیر ان کی نہ تو پشت برابر
مشہور ہے کل اونٹ کی ہے کون سی سیدھی — کج وضع نہیں رکھتے کبھی پشت برابر (شاہ نصیر)
قطعہ

---

[1] ص ۲۲ پر بھی موجود [2] ملاحظہ ہو ص ۲۔

اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے (ص)= حمایت اور پشتی سے نامرد بہادری کرتا ہے۔ اس واسطے جانتا ہے کہ مصیبت پڑے گی تو لوگ بچالیں گے:

گلی میں اپنی تو ہوتا ہے کتا بھی شیر　　سگ ہوس کا ہے سینہ میں صید تسلیم دل (شاہ نصیر)

گھر میں رقیب کیوں نہ جتاوے سپہ گری　　اپنی گلی میں کہتے ہیں کتا بھی شیر ہے (حسن)

آج کل کرتے ہیں (ص)= وعدہ کو وفا نہیں کرتے:

کل سے بیکل ہوں ہوئے بے وفا برسوں مجھے
آج کل نے تیرے مارا آج کل برسوں مجھے (مؤلف)

کہا تھا اس نے مجھے کل کہ آؤں گا میں کل　　ملا جو آج تو کل کا وہی پھر آیا خلل
جو پوچھا میں کہ تیرے کل کو بھی ہے کل　　تو ہنس کے کہنے لگا عبث جانے کل کل
جو کل کا وعدہ کیا سو کل کو کہتا ہوں چل　　غرض یہ سکا ہے طلب کرکے لیت و لعل
دہد فرصتم و سازد امیدوار مرا　　کہ تا بحشر نشاند امیدوار مرا (سودا)

آپ بھی کل لگے بتانے آج　　ہووے کافر جو کل کو مانے آج (رنگین)

اپنی ایڑی دیکھے (ص)= چشم بد کو اثر نہ ہو۔ قاعدہ ہے کہ جو کوئی کسی کے حسن و جمال مہر تمثال کی تعریف کرتا ہے تو واسطے دفع عین الکمال کے اسے کہتے ہیں کہ اپنی ایڑی دیکھو، پیشتر بھی یہ اصطلاح تحریر ہوئی ہے:[1]

کہے آئینہ سے ہے یہ رشک شب چوٹی تری　　پہلے دیکھے اپنی ایڑی دیکھے جب چوٹی تری (مؤلف)

کیوں نہ دیکھے اپنی ایڑی ایک تار دیکھ کر　　کم نہیں تاروں سے اس رشک قمر کی ایڑیاں (ناسخ)

آلنگ پر ہے (ص)= گھوڑی مست ہو گئی ہے گھوڑے سے جفت ہونا چاہتی ہے اور آلنگ پر آنا فقط گھوڑی کو کہتے ہیں اور کسی حیوان کی مادہ کو نہیں کہتے۔ اکثر کو اس معنی پر اٹھنا بولتے ہیں:

اسپ گل بنائے گر اس خاک سے کلال　　آلنگ پر رہے وہ کھلونا تمام سال (مؤلف)

ابھی کچا برتن (ص)= لڑکا ہے ابھی جوان نہیں ہوا ہے۔

ابھی کچی لکڑی ہے (ص)= ابھی طفل ہے جدھر چاہو گے ادھر مڑ جائے گا۔

آنٹھ گانٹھ کمیت ہے (ص)= نہایت شوخ اور شریر ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۰

آنند کے تار بجاتے ہیں(مص) = عیش و خوشی میں اوقات اپنی بسر کرتے ہیں کوئی اندیشہ اور غم اور فکر نہیں رکھتے:

کہیں ہے نغمہ قانون و بین و چنگ و ستار — بجا رہے ہیں ہر ایک بزم میں آنند کے تار (مؤلف)
ہر ایک سمت ہیں رقاص شاہدان چمن — لگا کے تار رگ گل پہ ناخن منقار
کہ غنچہ بین کے تو بجے ہیں شاخ گل پہ بین قطعہ — بجا رہی ہیں عنادل بہم آنند کے تار
چٹک چٹک کے بجاتی ہیں چٹکیاں کلیاں — ترانہ سنج مسرت سے طوطی طرار (شاہ نصیر)

الٹی سیدھی سنائی(مص) = برا بھلا، درست اور نادرست جو کچھ چاہا سو کہا:

ہو گئی غیر کی تقدیر جو الٹی سیدھی — مجھ سے کرتا ہے وہ تقریر جو الٹی سیدھی (مؤلف)
بدزباں اتنا تو آگے بت عیار نہ تھا — کوئی اغیار مگر اس کو سکھا دیتا ہے
قطعہ
کہ جو ناحق میں بھی دو چار اب الٹی سیدھی — جب تب مجھ کو جو دیکھے ہے سنا دیتا ہے (ہمت)

اتارے ہوئے(مص) = وقت لڑائی کے گھوڑوں پر سے اتر کر تلواریں ماریں اور نوبت کوتہ ہتھیار کے پہنچی:

پھر بوالہوساں عشق کے میدان میں نہ ٹھہریں — ہو جائیں جو عشاق وفادار اتارے (معروف)
ہو مقابل کون ترک چشم نیزہ باز کے — ہوں جو میداں میں اتارے شہسوار ناز کے (مؤلف)
سنکے صف قشون خزاں آوے جس گھڑی — ہو کر اتارے کچھے میداں میں کارزار (سودا)

الہنا دیا(مص) = الزام دیا:

کیا کہیں کچھ کہ وہ کہتے ہیں نہ کہنا ہم کو — بوسہ دیتے نہیں دیتے ہیں الہنا ہم کو (مؤلف)

انکن بلکن(مص) = یہ ایک کھیل ہے کہ لڑکے کم سن آپس میں کھیلتے ہیں:

انکن بلکن کھیلتے ہیں جو لڑکے کہتے ہیں ہر آن — اکلا جھولے بگلا جھولے ساون ماس کریلا پھولے (جرأت)
یاد بھی ہے یا بھول گئے اب تھا جو لڑکپن کھیلتے تھے — کھیل گئے تھے جان پہ ہم تم انکن بلکن کھیلتے تھے (مؤلف)

الول کرتے ہیں(مص) = گھوڑے کودتے اور اچھلتے ہیں:

سوار گر پڑیں سوتے میں چارپائی سے — کرے جو خواب میں گھوڑا انھوں کے نیچے اول (انشا)
نہیں یہ توسن باد بہار کے جھونکے — پڑے الول بچھیڑے الکھنڈ کرتے ہیں (انشا)

ایک ہے اپنی بات کا (ص)= یعنی عہد شکن نہیں ہے۔ جو بات کہ منہ سے نکلی پتھر کی لکیر ہے:

جاتے ہی اسکے آئیو اے مرگ تو شتاب — جانے کہ یہ بھی ایک ہے اپنی بات کا (جرأت)

بن لیے بوسہ دو نہ چھوڑوں گا — ایک ہوں اپنی بات کا میں بھی (مؤلف)

اٹھتی جوانی (ص)= شروع شباب اور ہنگام بلوغت:

اس اٹھتی جوانی پہ وہ ابھرا ہوا سینہ — کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات ہے واللہ (جرأت)

جان آجاتی ہے صورت تیری جانی دیکھ کر — جی ہی بیٹھا جائے ہے اٹھتی جوانی دیکھ کر (مؤلف)

صدقے صدقے کیوں نہ ہو جاؤں بھلا انشا ہو کے میں — ان کی گدرائی ہوئی اٹھتی جوانی دیکھ کر (انشا)

اوٹ پٹانگ (ص)= بے قرینہ اور بے محل اور نا موزوں:

میں نے کیا اس غزل کو سہل کیا — قافیہ ہی تھی اس کی اوٹ پٹانگ (تقی میر)

آلے (ص)= وہ زخم جو تازہ اور نئے بدن پر ہوں۔ آگے بھی یہ اصطلاح تحریر کی ہے:[1]

نہ مہکے بوئے گل اے کاش یک چند — ابھی زخم جگر سارے ہیں آلے (تقی میر)

پھر بہار آئی چمن میں زخم گل تازے ہوئے — پھر ہرے داغ جنوں آتش کے پرکالے ہوئے (ناسخ)

الگ تھلگ (ص)= جدا اور دور:

دن عید کے جو مجھ سے رہا وہ الگ تھلگ — ظاہر تھا اس سے یہ کہ گلے اس سے کیا لگوں (جرأت)

الجائے بلجائے جلوے کے وقت نکل جائے (ص)= اپنا مطلب در پیش ہو تو صدقے اور قربان ہو اور جب اور کا کام پڑے تو شریک نہ ہو جس کو "کام چور نوالے حاضر" کہتے ہیں۔

انمول (ص)= بے بہا کہ جس چیز کی قیمت نہ ہو:

گو ہے فرق خسرواں پر کج کلہ اور گول تاج — ہے سر درویش پر عریاں سری انمول تاج (مؤلف)

جو جنس دل تھی اپنی گرہ میں سو کھول دی — انمول چیز ہم نے یہ بے مول تول دی (جرأت)

انگور (ص)= بروزن لنگور بمعنی اول مشہور اور دوسرے معنی لب زخم جو تر و تازہ ہو:

آغوش میں اسکی جو وہ مخمور بھر آوے — بھر دیکھا اس کے وہیں انگور بھر آوے (معروف)

کیا نکالا ہے بت سفاک نے دستور نیا — جو ہوا زخم کہن کا مرے انگور نیا (سرور)

مزا کیوں کر نہ دے انگور سینہ کی جراحت کا — ملا ہے یہ ثمر اے باغباں باغ شہادت کا (مؤلف)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۴۹۔

ہیں جو صاحب بزم ان سے دور ہے سامان عیش　　بادہ کھینچا ہے کسی نے زخم کے انگور کا　(ناسخ)

زخم کا دل کے تر و تازہ ہے انگور سدا　　جاری رہتا ہے مرے جسم سے ناسور سدا　(سودا)

بس خراش سوزش زخم جگر کم ہو کہیں　　جیوں گل صد برگ منہ نکلے ہوا انگور کا　(منیر)

اجاگر (ص)= روشن اور پر نور اور آشکار اور ظاہر:

خانہ دل ہوا اجاگر کیوں نہ جلوہ سے ترے　　تو ہے انساں بلا ہے غلمان یا پری یا حور ہے　(جرأت)

اتار چڑھاؤ (ص)= نشیب و فراز، پستی اور بلندی رتبہ و جاہ کی، اور اونچ نیچ زمانے کا:

ہم ترے گھر میں تو جا بیٹھے بام پر ہم آہ　　لگا جو دل تو کھانے لگے اتار چڑھاؤ　(جرأت)

منزل عشق میں ایسے ہیں اتار اور چڑھاؤ　　جیوں نظر پست و بلند آئی ہے کہسار کی راہ　(حقیقت)

دکھائے ہے جو مہ خور کو کہاں اتار چڑھاؤ　　ہنڈولے کا ہے تیرا آسماں اتار چڑھاؤ　(مؤلف)

نصیر صورت کشتی یہ بحر دنیا ہے　　رہے ہے اس پہ جو مخلوق کو اتار چڑھاؤ　(شاہ نصیر)

مثال کوزہ دولاب چرخ دولابی　　ہر ایک شخص کو دکھلائے ہے اتار چڑھاؤ　(سرور)

اگت لی (ص)= حرکت ناشائستہ اور بے موقع اور بے محل کی:

تم اٹھے برے تو دل بیٹھ گیا　　بیٹھے بیٹھے یہ اگت کیسی لی　(جرأت)

ملا غیر سے جا جفا کیا نکالی　　اگت لے کے آخر ادا کیا نکالی　(تقی میر)

ایک کے سو اور ایک کے دس سناتا ہے (ص)= بڑا یاوہ گو اور بد زبان اور دہان دریدہ ہے:

ایک کے سنائے ہے تو نے دلا سنا نہیں　　ایک ہے خلق میں وہ شوخ ایسا تو دوسرا نہیں　(مؤلف)

اسکی زباں کے عہدے سے کیونکر بر آسکوں　　کہتا ہوں ایک میں تو سناتا ہے مجھ کو دس　(تقی میر)

غیر بیٹھیں اٹھائے ہے مجھ کو　　ایک کے دس سنائے ہے مجھ کو　(سرور)

تازہ تر دوستو اک گفت و شنو اور سنو　　ایک کے مجھ کو سناتا ہے وہ سو اور سنو　(صنعت)

کہے گا ایک تو ہم دس سنائیں گے، گئے وہ دن　　جو تیری گالیاں ہم دن میں سو سو بار سنتے تھے　(بیتاب)

ایک کہیے نہ چار سنیے (ص)= جو شخص کہ بیہودہ گو ہو اس سے بات کرنی مناسب نہیں ہے:

کسی کو کچھ منہ سے حرف بے جا نہ ایک کہیے نہ چار سنیے

برا ہے یہ طرز گفتگو کا نہ ایک کہیے نہ چار سنیے　(مؤلف)

آن بان(ص)= انداز اور ادا، زیب و زینت:

سج دھج میں آن بان ہے ترکیب طور میں   بھائے ہے ہم کو اپنے بھی خوش ادا کی طرح   (عظیم)

ناز و انداز و زیب و شان جدی   ہے تری سب سے آن بان جدی   (مؤلف)

اللہ اللہ(ص)= سلام و علیک اور شناسائی:

تمہاری دولت ابتر ہو گئی ہے[ل]   نہ تھی جن سے کبھی اللہ اللہ   (انشا)

او کے چو کے(ص)= بھول کر اور راہ غلط کر کے:

کچھ بند باندھ ایسی طرح کا تو ہم نشیں   انشا اب اوکے چوکے تو ہم سے ملا کرے   (انشا)

عم پابوس تھا لب بوس پہ ہو جی نہ خفا   اوک چوک ہو گئی نسیان سے انساں ہی تو ہے   (مؤلف)

اولا ہو گیا(ص)= سرد اور ٹھنڈا ہو گیا:

سرد مہری سے تمہاری اے بتان شعلہ خو   تھا جو گرم ربط دل سینہ میں اولا ہو گیا   (مؤلف)

جاڑا لگے ہے کھینچ کر مجھ کو لحاف میں   پاجامہ تخ ہے برف مُہر اولا ازاربند   (انشا)

اوائی اڑائی(ص)= ایک بات اپنی طرف سے بنا کر کے خلق میں مشہور و معروف کی:

طرف سے غیر کے کیا کیا اوائیاں نہ اڑیں   ہمارے حق پہ تو اصلاً ہوائیاں نہ اڑیں   (محبت)

اوائی جب اڑاتی ہے صبا اس گل کے آنے کی   تو فصل گل چمن سے بہر استقبال آتی ہے   (شاہ نصیر)

آٹھ آٹھ آنسو(ص)= زار زار رونا۔ پیشتر بھی یہ اصطلاح لکھی گئی ہے[۲]:

روؤں نہ کیوں آٹھ آٹھ آنسو   ہو جاؤں اگر دو چار قاصد   (ناسخ)

آہ بے دردانہ وہ ہنستا رہا مانند برق   آٹھ آٹھ آنسو مجھے جوں ابر گریاں دیکھ کر   (مصحفی)

اندر کا اکھاڑا(ص)= پری زادوں کی محفل اور صرف 'اکھاڑا' کے معنی ہیں کہ جہاں پہلوان کشتی کرتے ہیں:

کرتے ہیں پریوں سے کشتی پہلوان عشق ہیں   ہم کو ناسخ راجہ اندر کا اکھاڑا چاہیے   (ناسخ)

جو دیکھے اس کی سنگت آ کے یارو   تو اندر کا اکھاڑا بھی خجل ہو   (جرات)

اندھا کنواں(ص)= چاہ بے آب کہ مطلق خشک ہو۔ آگے بھی یہ اصطلاح تحریر ہوئی ہے[۳]:

جتنے اندھے ہیں کنویں سوکھے ہی دیکھے لیکن   خشک کوری میں یہاں دیدہ خونبار نہیں   (ناسخ)

ل ص ۱۰۹ پر بھی موجود ہے ۲ ملاحظہ ہو ص ۱۳۳ ۳ ملاحظہ ہو ص ۹۶۔

انوکھا (ص) = ہر کام میں اور سب طرز و انداز میں سب سے جدا:

انوکھا تو یہ کہ یہاں فکر اقامت تجھ کو ہے ورنہ   سب اس دلکش جگہ سے رخت اپنا بار کرتے ہیں (تقی میر)

ایک ایک دم میں سو سو رنگ بدلتا ہے (ص) = ایک بات پر قائم نہیں رہتا ہے، دم میں کچھ ہے اور ساعت میں کچھ اور ہے۔ اور مانند ابلق ایام کے نیرنگ ساز اور بوقلموں ہے:

کیا ہے گرگٹ آسماں کے سامنے   بدلے ایک ایک دم میں سو سو بار رنگ (ناسخ)

گرگٹ کی طرح بدلے ہے ایک دم میں سو سو رنگ   بسمہ سے ریش شیخ سفید و سیاہ سرخ (شاہ نصیر)

شب فرقت کو روز وصل سے بدلے نہ برسوں میں

زمانہ ایک دم میں رنگ سو سو بار بدلے ہے (مؤلف)

اینڈتے ہیں (ص) = مستی کے عالم میں اکڑتے ہیں اور تنتے ہیں:

اینڈتے ہیں خاک میں وہ خفتگاں مستی کے ساتھ   قبر پر ہے جن کے سایہ دار بست تاک کا (ہوس)

سر کو سمجھ نہ اے دل دلگیر دوش پر   اینڈے ہے چشم رکھ کے دو شمشیر دوش پر (منیر)

ہے یہ چشم مست کا عالم تہ ابرو نصیر   اینڈتے ہیں زیر نخل تاک متوالے پڑے (شاہ نصیر)

انشا تو اینڈتے ہیں پڑے میکدہ کے بیچ   کہیو سلام زاہد شب زندہ دار کو (انشا)

آپ ہی آپ ہیں (ص) = دوسرا کوئی نہیں ہے۔ آپ ہی ہر رنگ میں جلوہ گر ہے:

آپ ہی آپ ہیں وہ آپ نے سچ فرمایا   یونہی کچھ دھوکے سے تھے نام کو ہم یا معبود (انشا)

وہی آئینہ میں وہی سنگ میں ہے   غرض آپ ہی آپ ہر رنگ میں ہے (مؤلف)

آپ سے آپ (ص) = خود بخود بے سکھائے کسی کے:

مجھ سے اب صاف بھی ہو جا یونہیں یار آپ سے آپ

جیسے آیا ہے ترے دل میں غبار آپ سے آپ (ناسخ)

تین حرف اس بت بدخو پہ تو اب بھیج نصیر   آپ سے آپ جو ہو جائے خفا تیسرے دن (شاہ نصیر)

آپ میں آنا (ص) = ہوش میں آنا:

ذرا تو آپ میں آنے دو کچھ آتے ہی مت پوچھو

میاں کافر ہو گر کچھ ہوش اب مجھ میں رہا ہووے (جرأت)

جب تلک یاں جلوہ فرما ہوں نہ آپ ——— آپ میں آنا مجھے دشوار ہے (مؤلف)

ادھورے (ص) = ناتمام کام اور چیز اور کوئی شے کہ جو آغاز سے انجام کو نہ پہنچی ہووے:

ہاں کس طرح وہ قصہ صنوبر بگل چہ کرد ——— اے قصہ خواں ادھوری نہ یہ داستان چھوڑ (انشا)

اوجھڑ ماری (ص) = سپر کو سپر پر مارا:

دست فلک سے چھوٹ پڑے ڈھال مہر کی ——— اوجھڑ سپر کی آپ لگاویں جو وقت جنگ (مؤلف)

ہے سپر کی تیزی پر زور و قوی وہ اوجھڑ ——— کہ ہو جھٹ جس سے عدو رہ سپر ملک عدم (انشا)

اپنا ٹھکانا کرے (ص) = اپنی جگہ رہنے کی پیدا کرے:

ان دنوں جوش پہ ہے دیدۂ گریاں اپنا ——— اے صبا کہیو ٹھکانا کرے طوفاں اپنا (مصحفی)

آج کدھر سے چاند نکلا (ص) = قاعدہ ہے کہ جو شخص کسی کا مشتاق ملاقات ہوتا ہے اور وہ اس کے گھر آتا ہے تو اس کا شائق دیدار کہتا ہے کہ آج کدھر کا چاند نکلا یعنی نہایت تعجب اور مقام حیرت ہے:

دل کو جو آیا گھر میں میرے دوسرے پانک سارا چاند ——— گردوں سے خورشید پکارا آج کدھر سے نکلا چاند (مؤلف)

نیا یہ بدلی سے چاند نکلا تو بولے سب اہل دید دیکھو ——— یہاں جو تشریف آپ لائے کدھر سے یہ آج چاند نکلا (انشا)

الٹے ملک کے ہیں (ص) = جو بات کرتے ہیں برعکس اور خلاف وضع کی:

عجب الٹے ملک کے ہیں اجی آپ بھی کہ تم سے ——— کبھی بات کی جو سیدھی تو ملا جواب الٹا (انشا)

اپنی راہ لگ (ص) = اور کی بات میں دخل نہ دے:

قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لگ ——— اس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے (درد)

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی ——— تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں (انشا)

آلیا (ص) = دوڑ کر پکڑ لیا۔ آگے نہ بڑھنے دیا:

قطعہ

روٹھ کر میں جو اس سے کل بھاگا ——— ناگہاں دل کی بیقراری میں

آلیا اس نے دوڑ کر مجھ کو ——— تاک کے اوجھل ایک کیاری میں (انشا)

اوتار (ص) = اللہ کے بھیجے ہوئے جن کو نبی مرسل کہتے ہیں اور مذہب ہنود میں اوتار بولتے ہیں:

یہ جو مہنت بیٹھے ہیں رادھا کے کنڈ پر ——— اوتار بن کے گرتے ہیں پریوں کے جھنڈ پر (انشا)

اجارا نہیں (مؤ) = کچھ قبضہ اور قابو اور اختیار نہیں:

جو چاہے کرے فکر اچھی زمیں میں — نہیں ہے کسی کا اجارا زمیں پر (مصحفی)

کیا گلا ہم کو ہے اس کا کہ نہ چاہا اس نے — ملک دل یار کا کچھ ہم نے اجارا نہ کیا (سودا)

یہ ملک خدا داد دل ہے لالی — بتوں کا کچھ اسمیں اجارا نہیں ہے (شاہ نصیر)

اپنی چھاچ کو کوئی کھٹا نہیں کہتا (ث) = عیب اپنے کا ہنر معلوم ہوتا ہے اور اپنی چیز کو کوئی برا نہیں جانتا اگرچہ زشت و زبوں ہوں:

لازم ہے تجھے مصحفی وصف اپنے سخن کا — کہتا نہیں ہرگز کوئی چھاچ اپنی کو کھٹا (مصحفی)

اتنا سا قد (مؤ) = چھوٹا قد اور موزوں:

دم بھر نہ ٹھہرے دل میں تم آنکھوں میں ایک پل — اتنے سے قد پہ تم تو نہایت شریر ہو (میر)

مجھ سے ہو دل ربا خفا دل سے — بھلا کس بات کی حلاوت ہو

اتنے سے قد پہ اتنی کچھ شوخی — او میاں تم بڑی قیامت ہو (بیتاب)

اچنبھا (مؤ) = تعجب کی جگہ اور حیرت کا مقام:

کف جاناں سے نہیں مطلق رہائی میر کوئی ہو — اچنبھا ہے جو اسکے ہاتھ سے رنگ حنا چھوٹا (میر)

آج میں سوز کو دیکھا تو اچنبھے میں رہا — سر کہیں پاؤں کہیں گوش کہیں ہوش کہیں (سوز)

ابھر گیا ہے (مؤ) = مغرور ہو گیا ہے دولت پر:

وہ تو ہے دم باز اور میرا تنگ ہے حوصلہ — ایک ہی دم میں حباب آسا ابھر آتا ہوں میں (حسن)

ابھرے ہے کیا حباب نمط لے حریر پوش — یاں جسکو دیکھیے سو ہوا ہے کفن بدوش (سودا)

تنگ ظرفوں کی حالت کیا بتاؤں بحر دنیا میں — وہ اک دم کیلیے ہمت حباب آسا ابھرتے ہیں (ہمت)

ایک ڈال ہے (مؤ) = سر سے پاؤں تک ایک سا ہے دوسری شے کا دخل نہیں:

چھتوں میں موتیوں کی جھالریں لٹکی ہوئیں — سب ایک ڈال زمرد ہر اک کواڑ کے پٹ (انشا)

اکٹ (مؤ) = سخت اور سنگین کہ نہ کاٹنے سے کٹے اور نہ توڑے سے ٹوٹے:

قہر خالق کا نمونہ ہے یہ تیری شمشیر — لاکھوں سر لائے عدو جس نے کہ کاٹے جھٹ پٹ

کر کوہ پہ لاکے تو کرے دو ٹکڑے — نہ جھڑے اور سڑے رکھے ہے ایسی اکٹ (انشا)

اور تماشا سنو (ص) = یہ اصطلاح اکثر تجاہل زبان پر آتی ہے:

میں نے جو کہا میں ہوں ترا عاشق شیدا اے کانِ ملاحت
فرمانے لگے ہنس کے سنو اور تماشا ہے یہ شکل یہ صورت (انشاؔ)

اپنی نظر میں ہو (ص) = ہم سے چھپا نہیں ہے ہم خوب واقف اور آگاہ ہیں:

شب کو کدھر تھے پھر یاں دیکھو ادھر تو آنکھ بھر اپنی نظر میں ہو سنا، ہم سے چھپاتے ہو عبث (انشاؔ)

اسی زور بازو پر (ص) = دعویٰ تو رستمی کا کرتے تھے اور بروقت امتحان پیر ضعیف نکلے:

وہ کر پنجہ انشاؔ سے کہنے لگے کہ واہ اسی زور بازو پہ اتنا گھمنڈ (انشاؔ)

ایسے جی (ص) = واہ وا کیا خوب:

اک مست کو جو کھینچا زاہد نے تو وہ بولا ایسے جی ملک ٹھہری گویا کسی کی مسجد (انشاؔ)

اس دن کو روتے تھے (ص) = یہ روز بد پیش از وقوع نظر میں تھا جو آگے آیا:

عزیزو وصل کی شب ہم جو رورو کر نہ سوتے تھے سو اندیشہ تمہارا روزِ ہجر کا اس دن کو روتے تھے (جراتؔ)
جیتے ہیں شب وصل میں ہم اب تو ہر اک دن اس دن کو بہت روئیں گے اور یاد کریں گے (افسوسؔ)

اللہ بیلی (ص) = اللہ نگہبان:

محبت جس سے اک پیدا ہوئی تھی طبیعت سخت ہی شیدا ہوئی تھی
بہت تھی عنقریب اسکی حویلی پڑی دوری تو اب اللہ بیلی (انشاؔ)

الٹ دیا اور الٹ مارا (ص) = پچھاڑا اور پشت بزمیں رسید کیا:

کسے ہے یارائے صحبت اے ظفر مستی کے عالم میں جہاں چاہا اسے چھیڑا جہاں پایا الٹ مارا (ظفرؔ)
اے مصحفیؔ تو کیوں کہ بچے اس نگاہ سے جس نے کہ رستموں کو یہ ابرش الٹ دیا (مصحفیؔ)

الجھیڑا (ص) = مخمصہ اور قصہ جو فیصل نہ ہو:

تھے گرفتاری کے ایام بڑا الجھیڑا مر کے ہم چھوٹ گئے زیست کے جنجال سے خوب (مصحفیؔ)
سخت قصہ کذھب جھیڑے انکے سلجھائے تو نے الجھیڑے (انشاؔ)
اس سے جوں موج رواں جس کو پڑا الجھیڑا نہ ملا پر نہ ملا اس کا کہیں تھلیوا (جراتؔ)

اف ترا کا نانہ جئے (ص) = بلا ز ہر ہے:

ص ۴۸ پر بھی موجود۔

افعی زلف تو رہتا نہیں بن جان لیے — زہر ہے کیا ہی بلا اف ترا کاٹا نہ جئے (اسد)

اپنی گارہا ہے(ص)= اپنی کہتا ہے اور کی نہیں سنتا:

کیا اپنی گارہا ہے اجی اے عدی سرا — جس سے کہ قیس لوٹ ہوا اس صدا کو چھیڑ (انشا)

شب کو تیغ وہی ہوگا جو کچھ قسمت میں ہوتا ہے — تو کچھ اپنی ہی گاتا ہے مجھے اپنا ہی روتا ہے (ناسخ)

آپ کا نام ہوگا ہمارا کام ہوگا(ص)= دونوں کا مقصد حاصل ہوگا:

تیغ ابرو کو جو آنکھوں کا اشارا ہوگا — آپ کا نام ہوگا اور کام ہمارا ہوگا (نثار)

اڑن کھٹولا(ص)= ہوا کا تخت جس پر پریاں بیٹھ کر سیر کرتی ہیں:

نہیں نسیم بہاری ہے یہ پری کوئی — اڑن کھٹولے کو ٹھہرا جو فرسے اتری ہے (انشا)

اچور ہو گیا ہے(ص)= لاغر اور دبلا ہو گیا ہے:

تو بھی فرو ہوئی نہ ترش روئی شیخ کی — بھڑوا اگرچہ سوکھ کے اچور ہو گیا (مصحفی)

اتنے میں(ص)= اس عرصہ میں اور اسی وقت:

سوچے تھا اہل جرم میں کس کو کروں میں قتل — اتنے میں اس کو یاد مرا نام آگیا (مصحفی)

اونچ نیچ(ص)= نشیب و فراز اور بلند و پست دنیا کا:

انیاں کانٹوں کی ہوں تبھوں کے بیچ — کچھ نہ رہ جائے اس میں اونچ اور نیچ (انشا)

اگلا(ص)= طرف ثانی جو مقابل ہو:

بازی دیلی پڑی اسے لاریب — شدت اگلا کرے تو ہے یہ عیب (انشا)

اینٹھے جاتے ہیں(ص)= آزردہ اور خفا ہوتے ہیں:

اینٹھی ہی جاتی ہے کچھ زلف تری عاشق سے — تب تو پڑتی ہے میاں اسکی ہر اک تار میں بل (مصحفی)

اناڑی(ص)= نادان اور بے وقوف:

پر نہ ڈورا اوپر آئے — کہیں ایسا نہ ہو اناڑی کہائے (انشا)

اینٹھ لی(ص)= از راہ فریب چیز لے لی:

اینٹھ کر جان زلف کی صورت — تم میں یہ پیچ و تاب تھا کس دن (مصحفی)

آگ لگ جائے(ص)= جل جائے اور اڑ جائے:

ابر مژگاں کو آگ لگ جائے　　کیا بڑی ڈھب سے یہ برستی ہیں　(آشفتہ)

روز اے نالہ کہے ہے تو کروں گا میں اثر　　آگ لگ جائے کہیں تیرے اثر کرنے کو　(مصحفی)

اینڈے بینڈے (ص) = ٹیڑھی اور ترچھی باتیں:

ہمیں اینڈے بینڈے جو فرمائے گا　　تو کہنے کا اپنے مزہ پائے گا　(حقیقت)

اکتاتا (ص) = تنگ دل ہوتا اور گھبراتا:

ملنے کا ایکدم بھی یہاں ضعف دل ہے مانع　　اکتا کے اٹھ گیا وہ تب میں بحال آیا　(سودا)

آس پاس (ص) = گرد و پیش:

شیشۂ دھرے ہیں واں گے دلبر کے آس پاس　　یاں آبلہ ہیں اس دل مضطر کے آس پاس　(شاہ نصیر)

کہا کسی نے کل ان سے اگر اجازت ہو　　تو آس پاس ترے حیف ناتواں پھر جائے

قطعہ

یہ سن کے تب متبسم ہو پھر کہنے لگا　　جو اسکے جی کی خوشی ہے تو خیر ہاں پھر جائے　(حیف)

ایک تیری جوانی کی آتی ہے (ص) = افسوس آتا ہے:

سب کو مرتا ہے یوں تو پر اے میر　　آتی ہے اک تری جوانی کی　(تقی میر)

ایسا کیا گیا گذرا ہے (ص) = کسی بات میں کم نہیں ہے:

سوز کے قتل پہ کمر مت باندھ　　ایسا جانا ہے کیا گیا گذرا　(سوز)

آسمان کا تھوکا منہ پر پڑتا ہے (ص) = جو کوئی شخص کہ از راہ غرور کسی کو اپنا ہمسر اور برابر نہیں جانتا انجام کار خراب ہوتا ہے اور جو کوئی کسی کو دشنام ناحق دیتا ہے وہ اسی کو الٹ کر پڑتی ہے:

کرے ہے ہمسری اس قد سے قمری سرو چوکے ہے

پڑے ہے منہ پر اس کے آسماں پہ جو کہ تھوکے ہے　(سرور)

آسماں کو جھانکے ہے (ص) = بسبب چالاکی اور چستی کے آسمان پر چڑھنے کا ارادہ اور قصد ہے:

جھانکے ہے ہفت آسماں کو جلدی اسکے ہر قدم　　بس کہ عرصہ شش جہت کا منہ پر اس کے تنگ ہے　(سودا)

الینڈا (ص) = ایک چیز کو کسی ظرف سے باہر نکالا:

ترکش الینڈ سینۂ عالم کا چھان مارا　　مژگاں کے بان نے تو اجن کے بان مارا　(سودا)

آرے چل گئے (ص) = رنج اور مصیبتیں اور محنتیں اور خواریاں بہت اٹھائیں:

آہ بھی منہ سے نہ نکلی گرچہ یاں عاشقوں کے سر پہ آرے چل گئے (مصحفی)

اپنے حق میں کانٹے بوتے ہیں(مص)=اپنے واسطے برا کرتے ہیں:

مت لگا دل تو اس کے مژگاں سے اپنے حق میں نہ کانٹے بوائے چشم (قائم)

اہا آہا(مص)= واہ واہ اور آفریں:

غیرت اور سوز کی اہا آہا جی دیا عشق مختصر نہ کیا (سوز)

ب

بازو پھڑکتا ہے(مص)= نیک شگون ہوتا ہے دوستوں اور عزیزوں کی ملاقات کا:

لے گا کیا نصیر اب تو غریق بحر الفت سے بہ نگ موج دونوں آج جو بازو پھڑکتے ہیں (شاہ نصیر)

الٰہی خیر کیجیو آج پھر بازو پھڑکتا ہے ملیگا تیغ زن شاید کلیجہ بھی دھڑکتا ہے (جرأت)

وعدہ تو ترے آنے کا ہے سچ ہی ولیکن بازو کے پھڑکنے سے ہوا دل کو یقیں اور (حسن)

بات کے پھول جھڑتے ہیں(مص)= نہایت خوش تقریر ہے:

شعلہ رو ہے وہ پھلجڑی کی طرح بات کرنے میں پھول جھڑتے ہیں (مؤلف)

کرے ہے بات جب وہ اس کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں
عجب رنگین بیاں ہے اس مری رشک گلستاں کا (معروف)

لطف کہاں وہ بات گئی پھر پھول سے جھڑنے لگ جاویں
سرخ کلی بھی گل کی اگرچہ یار کے لعل لب سے ہے (تقی میر)

بیچ کے گھڑے کی دے(مص)= شراب خالص اور تند دے:

ساقیا زر یہ مٹھی بھر کے لے پر مجھے بیچ کے گھڑے کی دے (رنگین)

بولتا(مص)= دم اور روح:

چاہیے اس بات کو اثبات کر بولتا ہے جب تلک ہے بولتا (مؤلف)

یوں بولتا کہے ہے سنتے ہو میر انشا ہیں طرفہ ہم مسافر اپنے وطن کے اندر (انشا)

بات چبانی(مص)= بات کہتے کہتے چپ رہنا اور ویسے مدعا کو اور قالب میں ادا کرنا:

کیا کہئے اک عمر میں وہ لب ہلے تھے کچھ سو بات پان کھاتے ہوئے وہ چبا گیا (تقی میر)

بھر[۱] کے منہ گالی دی(ص)= کچھ لحاظ اور پردہ نہ کیا، نام لے کر دشنام دی:

بس پلاتا ہے شراب پرتگالی بھر کے منہ — جب بت میکش مجھے دیتا ہے گالی بھر کے منہ (مؤلف)

سوچے خوب تو خالی نہیں کیفیت سے — بھر کے منہ جب مجھے گالی وہ صنم دیتا ہے (رنگین)

بات بڑھائی(ص)= فساد برپا کیا اور سخن کو طول دیا:

خط لکھتے لکھتے میر نے دفتر کیے رواں — افراط اشتیاق نے آخر بڑھائی بات (تقی میر)

جو سلسلہ طول سخن اس نے گھٹایا — آخر کو سخن سازوں نے یہ بات بڑھائی (مؤلف)

ہے بگڑتا مجھ سے غیروں سے بناتا بات کا — یاں گھٹاتا عہد کا ہے واں بڑھاتا بات کا (سرور)

بات کی بات(ص)= ایک دم اور ایک ساعت:

دیر کچھ کھینچی تو کہتے بھی ملاقات کی بات — ملنا اپنا جو ہوا اس سے تو ایک بات کی بات (تقی میر)

دل کا تیغ زباں نے کام کیا — بات کی بات میں تمام کیا (مؤلف)

بت بنا(ص)= سخن ساز:

قطعہ

بت بنے ہیں یوں تو ہم باتیں بناتے ہیں ہزار — بات لیکن وصل کی اصلا بنا سکتے نہیں

سایہ تیرا ہم پہ یہ ڈر ہے کہ تجھ سے اے پری — جی ملایا ہے و لے آنکھیں ملا سکتے نہیں (رنگین)

برسوں جھولے(ص)= مدت تک جستجو اور تلاش اور محنت و مشقت کی:

امید وصل میں ہم جھولتے ہیں برسوں سے — وہاں رقیبوں میں تیاریاں ہیں جھولوں کی (ناسخ)

باغ باغ ہوا(ص)= خوش و خرم اور شگفتہ خاطر ہوا:

غیرت لالہ دل کا داغ ہوا — کھا کے گل سینہ باغ باغ ہوا (مؤلف)

روح سعدی ہوگئی خوشی سے باغ باغ — آج پڑھنے کے لیے اس کو گلستاں چاہیے (ناسخ)

بول چال(ص)= گفت و شنید، طرز خرام:

افسوں ہے بولنے میں تو چلنے میں سحر ہے — ہوگی پری بھی کوئی نہ اس بول چال کی (ناسخ)

گل کی زباں ہے گنگ تو ہے لنگ پائے سرو — کیا عندلیب کبک میں یہ بول چال ہو (ناسخ)

بوٹا سا قد(ص)= نونہال اور خوش قامت:

بوٹا سا وہ قد جو ترا دیکھا — نرگس کی ہوئیں نہال آنکھیں (ناسخ)

---

[۱] اس معنی میں عام طور پر "منہ بھر کے گالی دینا" استعمال ہوتا ہے۔

گلشن حسن میں بوٹا سا جو قامت دیکھا   سرو کو صورت انگشت ندامت دیکھا (مؤلف)

دو بالا سرو سے بوٹا سا قد ہے   کشیدہ خامۂ قدرت سے مد ہے (شاہ نصیر)

بھرے بیٹھے ہیں (مص) = خشم آلودہ اور خفا آزردہ ہیں:

شیشے کی طرح اے ساقی   ہم کوفت چھیڑ بھرے بیٹھے ہیں (مصحفی)

ہم بھرے بیٹھے ہیں ہم کو ستاوے ست   دیکھ مشکل ہے اٹھانا ساغر لبریز کا (معروف)

برا چیتے (مص) = بد خواہی کرے:

قطعہ
میں نے کو سا جو غیر کو رنگین   وہ پری بولی ہم رہیں جیتے

دین و دنیا میں ہوے اس کا برا   جو کسی کا کوئی برا چیتے (رنگین)

قائم رہے وہ چاند سا مکھڑا جہاں میں   اس کا برا جو چیتے اسے جاں کنی رہے (آتش)

بادی چور (مص) = وزد کامل اور چوروں کا بادشاہ:

درگزار پیش از صبح واے باغباں مت کر   اڑا لیتی ہے منی بھی صبا ایک چور بادی ہے (تقی میر)

جس دم کی اس کو کثرت زور تھی   دم چرانے میں وہ بادی چور تھی (معروف)

صبا ہے باغ میں اے عندلیب بادی چور   رکھے گا غنچۂ زر گل کو تا کجا محفوظ (جرأت)

کون تجھ سا ہو پھر اے باد صبا بادی چور   کیسے غنچے کو جب باغ میں دے چل کترے (شاہ نصیر)

بغل کا دشمن (مص) = دل:

دل ہے پہلو میں مرے روز ازل کا دشمن   جان ہی لے کے یہ چھوڑیگا بغل کا دشمن (جرأت)

کیوں ہوا ہے تو مری جان کا لینے والا   ہائے رے ہائے میں دشمن کو بغل میں پالا (سودا)

اس سے در پردہ میں اظہار محبت کا کروں   یہ بغل کا مرے دشمن جو کہیں ٹل جائے (خادم)

باپ مارے کا بیر (مص) = دشمنی اور عداوت قلبی:

دشمن اولاد کا آدم کی ہوا کیوں شیطان   باپ مارے کا تو بیر آدم و شیطان میں نہ تھا (معروف)

بھرم کھولا (مص) = راز پوشیدہ کو ظاہر کیا اور دوسرے معنی ہیں بھرم کے گمان کے:

صبا نے کھول کر معروف اسکی زلف مشکیں کو   بھرم اک دم میں سارا نافۂ تاتار کا کھولا (معروف)

پوشیدہ تو نہیں ہے کہ ہم ناتواں نہیں   کپڑوں میں ہو نہیں تم کو ہمارا بھرم ہے کچھ (تقی میر)

بڑبھس لگی ہے (ص) = بڑھاپے میں مست ہو گیا ہے اور جوانوں کی حرکتیں کرتا ہے:

ہے کھلا بہر کس و ناکس   زال دنیا کو ہے لگا بڑبھس   (مؤلف)

باندھنو باندھا (ص) = جھوٹ بات بنا کر مشہور کی کہ جس کی کچھ اصل و حقیقت نہ تھی:

کٹے بہتوں کے سر لڑکوں نے جو یہ باندھنو باندھا

شہید اک میں نہیں ان باندھنو کے سرخ چیروں کا   (میر)

باندھنو ہم پہ نئے سر سے لگے ہیں بندھنے   اس نے پھر باندھنو کی پگڑی مگر باندھی ہے   (مصحفی)

باندھنو پر یہ نیا باندھنو باندھا ہے محبؔ   شوخ نے چیرہ جو سر پر ہے سجا سالو کا   (محبؔ)

نت اٹھ کے مجھ سے رنگیں اک قصہ باندھتا ہے   کیا کیا ہی باندھنو وہ رو رو کے باندھتا ہے   (رنگین)

جو باندھنو بندھے ہیں انشا پہ وہ تو سہیے   کیا آپ اپنی جیبھے دستار ج رہے ہیں   (انشا)

بیتل مال اور بیتلی (ص) ان دونوں اصطلاحوں کے ایک معنی ہیں یعنی خمس اور کمیت:

مجھ کو آتا نہیں کچھ چاؤ ڈھب بیتل مال   کس طرح کرتے ہیں کیا جانے سب جتل مال   (رنگین)

بال بال دشمن ہے (ص) = تمام زمانہ دشمن ہے اور کوئی دوست نہیں:

جب سے اس زلف کا خیال ہوا   دشمن جان بال بال ہوا   (ذوق)

بال باندھا غلام (ص) = محکوم اور فرمانبردار کہ جس کو کسی بات میں عذر نہ ہو:

چھوڑ مت دام زلف سے یہ دل   بال باندھا غلام ہے تیرا   (آبرو)

بال باندھا نشانہ (ص) = باریک اور مشکل نشانہ اور محکم اندازی:

جب تو کمر دلوں پر بہر قتال باندھے   تیر نگہ نشانہ چوکے نہ بال باندھے   (بیان)

بال گوپال (ص) = مرید بجائے فرزند:

بال گوپالوں نے اکثر اپنے بھی اے جبریل   سدرہ کے سایہ تلے جا کر جمائے بسترا   (انشا)

بوند ساون (ص) = بہت چھوٹا دن:

ہجر کا روتا اسی آنکھوں سے دکھلاتا رہا   بوند ساون وصل کا پل مارتے جاتا رہا   (حسن)

تو بھی ہو جا شب ہجراں کہیں جلدی کو تاہ   بوند سا وصل کا دن جلد ہی ڈھل جاتا ہے   (سرور)

بال بیکا (ص) = نقصان اور ضرر:

مشاطہ سمجھ کے کیجو شانہ   اس زلف کا ہو نہ بال بیکا
سمجھے ہے نہ مومن اور نہ کافر   دل چاہیے اس کو ہو کسی کا   (مصحفی)
قطعہ

بال آیا(مس)=اثر ٹوٹنے کا ظاہر ہو اور لکیر پڑ گئی، اگرچہ پارہ پارہ ہو کر جدا نہیں ہوا:

کب دل شکستہ کیسے کر عرض حال آیا   ہے بے صدا وہ چینی جس میں کہ بال آیا   (سودا)
شب دیکھ کہکشاں کو دل میں خیال آیا   کیا کاسۂ فلک میں افسوس بال آیا   (بقا)
گو دل میں بال ہے مرے ہو جائیگا درست   پہنچا اگر یہ شیشہ کسی شیشہ گر تلک   (مصحفی)
جب سے کے تو دل میں خیال زلف دلبر آئیگا   شیشہ نازک ہے یہ بال اس میں سراسر آئیگا   (شاہ نصیر)
خط آیا نقص تیرے حسن میں کمال آیا   یہ وہ مثل ہے کہ چینی میں آہ بال آیا   (رنگین)

بال باندھا چور(مس)=عاشق کا دل کہ جو معشوق کے ہر بال سے بندھا ہوتا ہے:

نہ تھا یہ بال باندھا چور تو نے کس کے کہنے سے   کمند زلف سے دل کو مرے اے دلستاں باندھا   (نصیر)
زلف تو چور بال باندھے ہے   دزد دل بال بال ہے تیرا   (رنگین)

باد بندی(مس)= جھوٹ بات بنا کر مشہور کرنا:

کہتے ہیں اس گلی سے آئے صبا مبادا   یہ باد بندیاں گر باتیں اڑائیاں ہیں   (ممنون)
تجکو رشک گل کا اب پیغامبر جانے ہے کون   باد بندی کو تری باد صبا مانے ہے کون   (مؤلف)
باد بندی سے میاں تجکو تری حیرت ہے   کیوں کہ رکھتا ہے طپنچہ کو کر کے آگے   (حسن)
اپنے باندھے کا ہوا مجنوں شید اوشت میں   باد بندی باندھتا ہے کیوں بگولا دشت میں   (مؤلف)
باد بندی کے سوا کچھ نہیں در کار جہاں   خاک ہو اڑ گیا وہ تخت سلیماں دیکھا   (جلیس)

بوڑھا نخرا ہلانا، اور بوڑھا چونڈا ہلانا(مس)= پیرانہ سالی میں کام جوانوں کا کرنا اور آپکو نوجوان سمجھنا:

بوڑھا نخرانہ ہلا دور پرے جا کے بسور   کس کو بھاتا ہے بھلا یہ ترا بستارا صیل   (رنگین)
بوڑا چونڈا نہ ہلا موم کی مریم اے شمع   چل ری چل صبح ہوئی اب تو کہیں راہی ہو   (انشا)

بیجا(مس)= شکل خوفناک اور زشت و زبوں۔ قاعدہ ہے کہ کاغذ پر ایک تصویر بد صورت سیاہ واسطے ڈرانے شوخ بچوں کو بناتے ہیں، اسکو بیجا کہتے ہیں:

یوں نہیں ہنسنے کے ہم آپ کے ہنسنے کیلیے　　اور اگر سوانگ نہیں کوئی بنا سکتے ہیں
قطعہ
کالے کاغذ کی ابھی مگر ایک کتر کر بچا　　زاہد بزم کے منہ پر تو لگا سکتے ہیں　　(انشا)

آگے ہی شکل ڈرانی ہے تری بیچا سے　　تس پہ یوں پھاڑ کے دیدے نہ مجھے گھور دوا　　(رنگین)

بات کی پچ (ص) = پاس سخن اور عہد پر قائم رہنا:

معروف تجھے بات کی ہے اپنی پچ　　ہم سمجھے تھے تجھکو خوب تو نکلا غ
رباعی
حق کو باطل نہ کر خدا سے تو ڈر　　تو ہے شاگرد رنگین استاد ہے پچ　　(رنگین)

برابری (ص) = ہمسری:

میزان چشم خور میں پاسنگ کو نہ پہنچا　　ہر چند ماہ کو تھا دعویٰ برابری کا　　(مؤلف)

معروف کی فقراء میں تو حرمت ہی نہیں　　اور اہل دول میں بھی کچھ عزت ہی نہیں
رباعی
اس پہ وہ برابری پہ رنگین غش ہے　　حالانکہ اسے کچھ اس سے نسبت ہی نہیں　　(رنگین)

بخت اڑ گئے بلندی باقی ہے (ص) = فقیر ہو گئے ہیں لیکن امیری کی بو دماغ سے نہیں گئی ہے:

معروف نے دنیا کو تو چھوڑا ساقی　　پر تو بھی مزاج نے نہ پائی چاقی
رباعی
اب اسکی حقیقت ہے یہ رنگین کے بقول　　بخت اڑ گئے اور ہے بلندی باقی　　(رنگین)

دیکھ کر اوج پہ کہتے ہیں یہ اغیار کو ہم　　بخت تو اڑ گئے لیکن ہے بلندی باقی　　(مؤلف)

بودا ہے (ص) = نامرد ہے:

رنگین بودا جو اس کو پایا تو نے　　تو سچ رنگیں یہ بتایا تو نے
رباعی
تقصیر معاف بھی کہیں اسکی کر　　معروف کو اب بہت ستایا تو نے　　(رنگین)

باٹ کی بات (ص) = دم کے دم:

یاں ملاقات کو آو دن نہیں رات کو آ　　باٹ کی بات کو آ، کر کبھی اتنا کرم　　(رنگین)

بھاری پتھر چوما چھوڑ دیا (ص) = جو کام کہ اپنے حوصلے سے باہر تھا، ترک کیا:

بوسہ اس بت کالے کے منہ موڑا　　بھاری پتھر تھا چوم کر چھوڑا　　(تقی میر)

جبل عشق کا کیوں کر کوئی توڑے پتھر　　کوہکن چوم کے بھاری ہو تو چھوڑے پتھر　　(شاہ نصیر)

سنگ اسود بھی ہے بھاری پتھر　　چوم کر چھوڑ دیا کرتے ہیں　　(تقی میر)

؎ ص ۶۰ اور ۸۰ پر بھی یہ اصطلاح لکھی ہوئی ہے۔

بھدرک نہیں ہے (ص)= لطف اور مزا اور اعتبار نہیں:

رباعی

الحق تری بات میں نہیں ہے بھدرک — ہر حق تری بات میں نہیں ہے بھدرک
رنگیں تری زباں کے نیچے ہے زباں — مطلق تری بات میں نہیں ہے بھدرک (رنگین)

بے کلی (ص)= بے آرامی اور بے قراری اور عضو بدن کا بے جا ہونا:

بے کلی ایسی کیا ہے سونپ وہ گل رو مجھے — کل نہیں پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے (جرأت)
ہے شب فرقت میں کس کو بھولوں گی چادر پسند — بے کلی میں لوٹنے کو ہے مجھے اخگر پسند (ناسخ)
بے کلی لیتی ہو جسکو اور کہیں جاتا ہوں میں — باغ ہستی میں وہی اس گلبدن سے لگ چلے (منیر)

بڑبڑانا (ص)= چپکے چپکے برا کہنا تاکہ کوئی دوسرا نہ سنے:

بڑبڑاتی ہے تو کیوں منہ کو تھتھا کر ہر بار — ستیاناس ترا جائیو اری رے لونڈی (رنگین)

قطعہ

ایک جا پر شیخ پر تزویر تھا — زور میں شیطان کا بھی پیر تھا
ہاتھ میں رکھتا تھا تسبیح و عصا — بڑبڑاتا تھا وہ کچھ صبح و مسا (جرأت)

دل میں کچھ ہو تو منہ سے بول اٹھو — کیوں غلاموں سے بڑبڑاتے ہو (سوز)

بات پی گیا (ص)= سخت بات سن کر چپ رہا کچھ جواب نہ دیا:

تلخ بات اس کی بھلا ان کے نہ کیوں پی جاؤں — میرے نزدیک وہ ایک گھونٹ ہے شربت کا سا (معروف)
ساقیا خواہش ہو کیا اسکو مے انگور کی — بات سن کر پی گیا جو اس بت مخمور کی (مؤلف)

بوند ہے (ص)= اس اصطلاح کے تین معنی ہیں، اول بہت بلند ہونا جس کو اوج گیرائی کہتے ہیں:

قطعہ

الٰہی میری دعا تو قبول کر اس وقت — پڑے نہ کوئی سحاب سیاہ گوں کی بوند
ہوا ہے ہمسری کرنے کو چرخ پر نکل — ہوئی ہے آج مرے یار ذوفنوں کی بوند (شاہ نصیر)

دوسرے معنی ہیں قطرۂ آب کے اور خون کے:

کرے ہے کھیت کو سبز ابر نیلگوں کی بوند — عجب ہے رحمت باری ہے بیچوں کی بوند (شاہ نصیر)

تیسرے معنی ہیں آبداری کے کہ بہت تیز ہو:

اک قطرہ جس مریض کے اترا نہ حلق سے — کیا تیغ بوند تھی کہ گلو سے اتر گئی (مؤلف)
کرے گا کس کو کنارے سے تو مژہ کی شہید — چھنگ سرمہ سے لب اور بھی فزوں کی بوند (شاہ نصیر)

تیغ ابرو کی اگرچہ آبداری بوند ہے — پر غضب مژگاں کی بوندی کی کناری ہوند ہے (سرورؔ)

بختلی[1] (س)= کمبخت اور بد نصیب:

یہ کیا لپکا پڑا ہے تجھ کو رنگیںؔ — نہ چھیڑ اتنا تو اس بختوں جلی کو
قطعہ
خدا کے واسطے جلیاں سے اٹھ کر — ستاتا کیوں ہے تو مجھ جلی کو (رنگیںؔ)

اور بختوں جلے کے بھی یہی معنی ہیں، بجائے ستارہ سوختہ یہ اصطلاح مستعمل میں آتی ہیں:

عشق کہتا ہے یہ وحشت سے جنوں کے حق میں — چھیڑ مت بختوں جلے میرے بڑے بھائی کو (انشاؔ)

بو غما (س)= در گور اور خدا کا غضب نازل ہو اور بو غما آزار کا نام ہے کہ وہ گھوڑے کو ہوتا ہے۔ بہت مہلک مرض ہے، اسکو بند ہیضہ کہتے ہیں:

ہے گھوڑے کی مادہ کیا چیز گیتی جو — اس بو کو تیری پہنچے وہ بو غما چمن میں (انشاؔ)

بوجھ بجھار (س)= آدمیت اور قائم مزاجی:

کیا خوش آیا یہ مقطع ہو کل ان کا کہنا — آدمی کیا کہ جسے بوجھ نہ ہو بجھار نہ ہو (انشاؔ)

بیل (س)= اس اصطلاح کے دو معنی ہیں اول شاخ درخت باریک و دراز اور پیچیدہ:

شاخ گل پہ عشق پیچاں کی بھی لپٹے نہ بیل — تو جو پہنے سروقد ہاتھوں میں دھانی چوڑیاں (نصیرؔ)

اور دوسرے معنی ہیں انعام کے کہ وقت رقص طوائفوں کو دیتے ہیں۔ خواہ روپیہ ہو یا پیسے:

بول اٹھیں بن کے ڈومنیاں ساری قریاں — صاحب ہمیں دلائے دولہ دولھن کی بیل (انشاؔ)

ہیلا (س)= وہ مرد کہ جو حرکتیں عورتوں کی کرے اس کو اہل ہند زنخہ کہتے ہیں لیکن مخنث میں اور زنانی میں فرق اور تجاوز ہے آلت کا اکثر زنخے صاحب اولاد ہوتے ہیں مگر فعل عورتوں کی کرتے ہیں:

گرچہ زنانی جیسی ہوں ہیلی نہیں ہوں میں — لیکن ازار بند کی ڈھیلی نہیں ہوں میں (رنگیںؔ)

گلی سے رکا اس کی جو شب میں تو وہ بولی — معلوم ہوا آج کہ تم سخت ہو ہیلے (انشاؔ)

بو باس (س)= خوشبو جسم کی یا گل کی:

سونگھ کر باغ میں غنچہ جو تری باس کھلا — اس کو شبنم نے دیا پارہ الماس کھلا (ظفرؔ)

بو باس نکلتی ہے کچھ شعر میں انشاؔ کے — جامیؔ کی نظامیؔ کی سعدیؔ کی سحابیؔ کی (انشاؔ)

---

[1] ص ۱۲ پر بھی مذکور۔

اس کی بو باس میں لوں اور وہ بدن سونگھے مرا　　تجھ کو دکھلاؤں میں اور ناک میں دم لاؤں ترا　(جرأت)

بسیرا لیا (مص) = طائر آشیانے میں شب باش ہوئے:

چھوڑ مت رخ پہ صنم زلف سیہ فام کو تو　　جانور لے ہیں بسیرا نہ بچھا دام کو تو　(شاہ نصیر)

خورشید چھپا شام ہوئی شیخ جی صاحب، اب دیکھیے کیا ہو

چڑیوں نے لیا آکے درختوں پہ بسیرا، چوں چوں کرو حضرت　(انشا)

بھبھوت ملے (مص) = خاکستر منہ کو ملے:

کئی سیر موتی جلا کر راکھ کر　　بھبھوت اپنے منہ کو ملے سر بسر　(حسن)

اشارا کرے ہے سہاں جوگیا کا　　کہ ملیے بھبھوت آج روئے سحر پر　(انشا)

بوسے رخ دے ہے وہ جوگی پس ملی کر بھبھوت　　میرا منہ کرتا ہے کیوں اس سے کہلوا کر کرا　(شوق)

بھبھوکا (ص) = سرخ رنگ اور گرم اور شوخ:

اس بھبھوکے کے نظارہ سے نہ جل جاوے کہیں　　اسلیے چشم کو ہم اشک فشاں رکھتے ہیں　(ناسخ)

شرار و برق میں کیا فرق میں سمجھوں کہ دونوں میں　　ہے اک شعلہ بھبھوکا سا لپاپا لپاپا　(ظفر)

دل پرخوں کو مٹھی میں دبا کر جنگ جو تو نے　　ہمارا کیا لڑائی کا بھبھوکا لال مارا ہے　(شوق)

رنگ بھبھوکا، پیٹ ملائم اور کچوں میں سختی ہے　　سینہ سے لے ناف تلک اک صندل کیسی تختی ہے　(جرأت)

بھبھوکا نام ہے کیا روئے آتشناک پر دیکھو　　دھواں ہیں بال بھی اس شعلہ مشعل سے ابرو کے　(منیر)

گر رنگ گل داغ بھبھوکا سا دکھاؤں　　گلزار جہنم کو تماشا نظر آوے　(ممنون)

ملا پھر آج ہم کو وہ غضب اٹھکیلیوں والا　　بھبھوکا برق شعلہ نور کا آتش کا پرکالا　(مظفر)

اس طفل کو دیکھو تو یہ رنگ کسو کا　　شعلہ ہے شرارہ ہے آتش ہے بھبھوکا ہے　(مصحفی)

تری فرقت میں پیارے آج اشک آوے میرے　　نکلتا ہے بھبھوکا آگ کا آتش کا پرکالہ　(مہر)

بات چیت (مص) = گفت و شنید:

یا ساتھ غیر کے ہے تمہیں ویسی بات چیت　　سو سو طرح کے لطف ہیں اک اک سخن کے بیچ

یا پاس میرے لگتی ہے چپ ایسی آن کر　　گویا زباں نہیں تمہارے دہن کے بیچ　(تقی میر)

قطعہ

غیر کرتے ہی رہے ہیں تم سے اکثر بات چیت　　ہم بھی گر بولے تو صاحب کیا قباحت ہو گئی　(مصحفی)

آگے مرے نہ غیر سے گو بات چیت کی — سرکار کی تو نظروں کو پہچانتے ہیں ہم (قائم)

اک آن بھی بات چیت میں تم نے نہ شام کی — آئے جو دل میں آپ کے ہے بات کام کی (نیاز)

تو تو لازم ہے بازی دیوے دیں — اور کچھ اس میں بات چیت نہیں (انشا)

بول چال اور بولی چالی (س) = باتیں کیں:

بول چال ایسی کی ہے نہیں دنیا میں — تیری رفتار نئی ہے تری گفتار نئی (ناسخ)

میں جانتا ہوں خوشی دشمن کی تنگی ہے — عدو کہتے ہیں رنجش سے بول چال نہیں (مؤلف)

سن شعر مختصر کے کہتے ہیں سب زباں داں — دنیا سے ہے نرالی کچھ بول چال تیری (مختصر)

نہ بولی چالی بیگم رہ گئے — ہمارا کہاں منہ یہ کہہ کہہ گئے (انشا)

بم مہادیو (س) = مدیابابا آدم صفی اللہ:

خوش ہو گئی روح رستم و گیو — بولے جنات بم مہادیو (انشا)

کرکے ڈنڈوت تری قل کو کہتے ہیں ہنود — بم مہادیو کی گنیش کی پوجا کیجے (مؤلف)

بھرے ہوئے ہیں اور بھرے بیٹھے ہیں (س) = خفا اور آزردہ اور غصے ہیں:

بھرا ہوا ہوں مثال انار آتشباز — جو چھوڑ دو تو عجب سیر بزم یار میں ہو (مؤلف)

شیشۂ مے کی طرح اے ساقی — ہم کو مت چھیڑ بھرے بیٹھے ہیں (مصحفی)

تم ہو میری طرف سے غرور بھرے ہوئے — خالی مجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے (ناسخ)

بھرے بیٹھے ہیں اک مدت سے چپ ہم اس کی محفل میں
کھلیں دفتر کے دفتر گر لب خاموش کھل جاوے (جرأت)

بتیسی (س) = دانتوں کا چوکا اور سلک دنداں:

تغافل کے شہیدوں کو جلاتے ہے تبسم سے — مگر صبح قیامت ہے ترے دانتوں کی بتیسی (مختصر)

جس کی اس روپ کی بتیسی ہو — کیوں نہ پھر اس کی ہنسی جیسی ہو (انشا)

بغل میں بھینچا ہے (س) = تنگ و تنگ بغل گیر اور ہم آغوش کیا:

یہ بغل میں تجھے بھینچا کہ بتنگ آہی گیا — جا بجا تن کا قبا پر ترے رنگ آہی گیا (ممنون)

محبت بغل میں بھینچ نہ نازک مآب کو — ایسا نہ ہو کہ رنگ بدن سے ٹپک پڑے (مؤلف)

ص ۶۰ پر بھی موجود ہے۔ ص ۱۲۱ پر بھی موجود۔

بغل میں بھینچ نہ نازک بدن کو بیچے گا   نصیر شکل انار فشردہ تن سے عرق   (شاہ نصیر)

بانہہ بل (ص) = قوت بازو اور دستگیر:

کرے کیوں نہ مشکل کو عالم کے حل   کہ جس کا یداللہ ہو بانہہ بل   (دردمند)

اور بانہہ کہتے ہیں ہندی میں بازو کو:

ہاتھ کو تھام کے رہ جائے ہے جب سوتے میں   بانہہ اس کی مری گردن سے دبی نکلے ہے   (ظفر)

باجی (ص) = اس کو کہتے ہیں کہ جو عورت چھوٹی عمر میں صاحب اولاد ہوتی ہے اگر اس کی بیٹی یا بیٹا اسے ماں کہے تو پھبتا نہیں اور یہ خوف ہوتا ہے کہ نظر نہ لگے وہ لاڈ سے باجی کہتے ہیں۔ یہ لفظ ترکی کا ہے کہ ترکی زبان میں چھوٹی بہن کو باجی کہتے ہیں:

رات بھر اپنا تڑپا ہی رہا جی باجی   اب تو نوبت بجی اٹھو اجی باجی باجی   (انشا)

بس اب نہ رہ تو مجھ سے دلگیر مری باجی   کر دے معاف میری تقصیر میری باجی   (رنگین)

بیٹھک دی (ص) = نیاز و نذر کی۔ بعض عورات کا معمول و دستور ہے کہ جمعرات کی رات کو غسل کر کے سرخ پوشاک پہن کر عطر مل کر ہار پھولوں کی گلے میں ڈال کر فرش سفید و پاکیزہ پر بیٹھ کر بال سر کے کھول کر سر ہلاتیاں ہیں۔ اور جو عورتیں از رہ اعتقاد ان سے کچھ حال پوچھتی ہیں تو وہ ان کی خبریں غیب کی جھوٹی مطابق خواہش کے دیتی ہیں اور وہ حسن ظن سے اس کو راست بے کم و کاست جانتی ہیں اور وہ کہتی ہیں کہ ہمارے سر پر شیخ سدو یا زین خاں یا شاہ سکندر یا شاہ دریا یا ننھے میاں یا سید برہنہ یا پیر بٹیلے یا شاہ مدار یا پیر غیب یا چہل تن چہل من یا جا گلے چالیس تن یا ساتوں پریاں ان سب میں سے ایک سر پر آتا ہے، اسے بیٹھک دینی کہتے ہیں:

گو مرے سر پہ نہیں لال پری کی بیٹھک   بندی پردے گی یقین لال پری کی بیٹھک   (رنگین)

چھوڑ کے گھر غیر کے جاتا تو میں بیٹھک دوں گی   پاس بیٹھے گی دوگانہ تو میں بیٹھک دوں گی   (جنتم)

بل بے (ص) = اللہ رے۔ یہ اصطلاح بمعنی بے حد و نہایت اور بسیار بھی اکثر استعمال میں آتی ہے:

بل بے سوزش لگتی ہے داغ گلشن میں ہاتھ کے   تیغ شاخی بن گئے پنجے بدن میں ہاتھ کے   (منیر)

بل بے عیاری عدو کی تھی وہ پیمان شکن   وعدۂ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرماتے تھا   (مومن)

بل بے اے عشق تری شوکت و شان   بھائی اپنے تو اڑ گئے اوسان   (سوز)

جھٹ لے لوں جو زلفوں کی بلائیں تو کہے یوں — اللہ رے چالا کی و جرأت تری بل بے (جرأت)

بل بے غصہ کہ ایک ابرو کے اشارہ پر آپ — دم بدم کھینچ کے تلوار اٹھے اور بیٹھے (شاہ نصیر)

جائیں مشتاقوں کے لب پر آئیاں — بل بے ظالم تیری بے پروائیاں (میر)

نہ سر زلف ملے بل بے درازی تیری — رشتۂ طول امل کا بھی سرا پیدا ہو (ناسخ)

باتوں میں اڑا لیا (ص) = فریب دیا:

اسقدر تونے اڑایا ہے مجھے باتوں میں آج — ای پری زیبا ہے دعویٰ سلیمانی تجھے (ناسخ)

اڑا چٹکیوں میں غنچے کو مہندی نے ہاتھوں میں — وہاں تک دلبر نے اڑایا گل کو باتوں میں (مؤلف)

باغ باغ ہوا (ص) = خوش و خرم اور شگفتہ دل ہوا:

ہو اروش پہ خراماں جو غیرت گلشن — تو باغ باغ ہوئی فصل گل چمن چمن (مؤلف)

روح سعدی ہو گئی ہوگی خوشی سے باغ باغ — آج پڑھنے کے لیے اس کو گلستاں چاہیے (ناسخ)

بالا دیا (ص) = جاننا چاہیے کہ بالا کے چھ معنی ہیں۔ اصطلاحی اول بمعنی فریب، دوم زیور مشہور، سوم چراغ اور آگ جلانا، چہارم قامت، پنجم طفل، ششم بلندی:

جو اس پر فن نے کان اپنے میں ڈالا — وہ بالا کیوں نہ دیوے سب کو بالا (جرأت)

کیا تاب جو مہتاب ترے سامنے ٹھہرے — دیتا وہ پھرے ہے فلک پیر میں بالا (میر)

خواصوں کو بالا بتاتا اسے — اکیلے درختوں میں جاتا اسے (حسن)

لو اور سنو دیکھو نصیبوں کی یہ خوبی — دل لے کر مرا مجھ کو لگے بالا بتانے (شاعر)

خانۂ چشم سے قدم نہ نکال — تو ابھی طفل اشک بالا ہے (مؤلف)

بالا تھا تو سب کو بھایا — بڑا ہوا کچھ کام نہ آیا

کہدیا میں اس کا ناو — یا بوجھو یا چھوڑو گانو (امیر خسرو)

پہیلی

کیا آتش دل تھی کہ چراغ مہ تاباں — ہم نے طپش نالہ شب گیر میں بالا (میر)

بسم اللہ (ص) = اس کے اصطلاحی دو معنی ہیں اول مکتب میں بیٹھنا لڑکے کا استاد کے پاس اور الف ب ت کا پڑھنا اول دن:

تمہارے نور بصر کی ہے آج بسم اللہ — مبارک آپکو ہوئے محمد اکبر شاہ (شاہ نصیر)

ل ص ۶۰ پر بھی یہ اصطلاح رقم ہوئی ہے۔

اور دوسرے معنی ہیں اللہ حافظ و ناصر اور نگہبان کے:

دیوان عدالت میں تمہارے یاشاہ — ہے ظلم کو کیا دخل معاذاً باللہ
شیشہ کا جو وہاں طاق سے رپٹے بے پاؤں — پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ (سودا)
(رباعی)

کرے تو آنے کا جب عزم پشت توسن پر — رکاب داب کے اقبال بولے بسم اللہ (سودا)

جاتے ہو گر خواہ نخواہ — فبہا بہتر بسم اللہ (قائم)

قصد ادھر کو جو قدم رنجہ کا ہے بسم اللہ — آیئے جان مری آنکھوں پہ جاناں سرکار (محشر)

باگ موڑی (ص) = سیتلا دمل گئی اور آبلہ چیچک کے ٹپک گئے:

نہ جس کے گھر میں گھوڑا ہے نہ گھوڑی — کہے ہے وہ بھی کیوں جی باگ موڑی (جرأت)

برسوں جھولے (ص) = سالہائے دراز محنت اور جستجو اور تگ و دو کی:

بہت مشکل ہے پانا بوسہ رخسار یار اے دل — اگرچہ چھوں در گوش اب کوئی برسوں پڑا جھولے (جرأت)

بھونڈی (ص) = زشت و زبوں اور بد ہیئت اور ناپسندیدہ:

بحکم طبع موزوں حلقہ اہل معانی میں — ہوس گرہم شریک بزم یاراں ہو کے مل بیٹھے
تو وہ ہنس کر یہ بولے واہ آپ اب شاعروں میں بھی — کہے دو شعر بھونڈے اور غزل خواں ہو کے مل بیٹھے (ہوس)
(قطعہ)

گر دکھاتا ہے تو روز وصل جاناں دکھا — ورنہ بھونڈی شکل اپنی تو شب ہجراں دکھا (مؤلف)

بن ٹھن (ص) = لباس و زیور سے آراستہ:

جب تو ہوتا ہے شہا پشت پہ ہاتھی کے سوار — دیکھ کر خلق خدا کہتی ہے دنداں کی پھبن
منہ میں دو بانسلیاں اپنی لیے چاندی کی — آج گنیش جی نکلے ہیں کنہیا بن ٹھن (شاہ نصیر)
(قطعہ)

جب گھر سے وہ نکلے ہے بن ٹھن کے کبھی باہر — اس وقت تو کچھ اور ہی پھر شان نکلتی ہے (مصحفی)

بندھن وار (ص) = اہل ہند کا دستور اور رسم قدیم کہ شادی میں مالن آم کے سبز پتوں کا ایک ہار سا بنا کر شادی والے کے دروازے میں واسطے نیک شگون کے باندھتی ہے:

نہ بلوانے کا تم سے شکوہ ہے دیکھو — بندھن وار اب تک پرانی بندھی ہے (جرأت)

کہ طفل اشک کی شاید ہے شادی تم نے جو مردم — در ہر چشم پر مژگاں کے بندھن وار باندھے ہیں (مؤلف)

بدن پھیکا ہے یا پنڈا پھیکا ہے (ص) = تپ سے جسم گرم ہے:

ا۔ ص ۶۰ پر بھی موجود۔

نمک چش غیر ہیں خواں ملاحت سے تیرے جب سے
بدن پھیکا ہے اے شیریں شمائل تب سے عاشق کا (مؤلف)
سخت بد حال اس کے ہے جی کا منہ تو کڑوا ہے اور بدن پھیکا (جرأت)

بدبہ باز (ص)= مکار اور فریب و باز یگر۔ ہندی میں بمعانی متی اور فارسی میں نظر بند کہتے ہیں:

ہے دشت ...... یہ فلک پیر بدبہ باز انجم کے وقت صبح اڑاتا ہے گولیاں (مؤلف)
اڑاتا بدبہ بازی سے ہے گردوں ہوش بلبل کے اڑاتا گولیاں شبنم کی ہے بدبہ سے ہر گل کے (سرور)
بدبہ بازی سے چرخ گرداں کے سر ہمارے ہیں گوے میداں کے (جرأت)

بلائیں لیں (ص)= تصدق اور قربان اور بلا گردان اور نثار ہوا:

بلائیں ہاتھوں نے میرے جو لیں تمہاری رات
بلائیں ہاتھوں کی لیتا رہا میں ساری رات (جرأت)
نثار ان کا ہوں میں مدح جو کرتے ہیں گالوں کی
بلائیں لوں ہوں میں ان کی بلائیں لینے والوں کی (مؤلف)
دکھایا جب شفق میں ماہ کامل رنگ گل گوں نے بلائیں پنجہ خورشید سے لیں صبح گردوں نے (سرور)
خاک پہ چشم یار کے مانی اتار کر لے لی بلائیں بیتا تھا پانی اتار کر (منیر)

بلالوں (ص)= صدقے جاؤں:

مجرے کو مرے خسرو پرویز ہوں حاضر شیریں بھی کہے آکے بلالوں مرے آگے (انشا)

بخت کھلے (ص)= زن ناکتخدا کی شادی ہوئی:

کھل پڑے عالم مستی میں تو ہم بخت کھلے لے منہ اے دختر رزاب تو ترے بخت کھلے (انشا)

بغلیں بجاتے ہیں (ص)= خوش ہوتے ہیں:

نہیں دلبر میں یہاں وہاں ہم بغل میں دلبر کو پاتے ہیں
بجا ہے جابجا اغیار جو بغلیں بجاتے ہیں (مؤلف)
بیاں قسمت کی خوبی کیا کروں آہ بہت بغلیں بجاتا تھا کہ ناگاہ
خوشی کب دیکھ سکتا ہے یہ کمبخت کیوں کیا حال دل سنگ آمد و سخت (انشا)

بڑی فضیحت ہوگی (ص)= سزائے سنگین ملے گی:

جھانکا تو نہ کر عبث فضیحت ہوگی — آ تو یہ سنے گی تو قباحت ہوگی
چالیس یہ چھوڑ دے نہیں تو ناحق سپاہی — اک روز تیری بڑی فضیحت ہوگی (انشا)

بنا بنی (ص)= دولہن اور دولہ:

میر سامان جو شہ ہے فلک پیر بنا — رکھ کے شادی کی بنا صاحب تعمیر بنا
در دولت پہ بجاتا تھا ہم وزیر بنا — اور کرتا تھا اک عالم سے یہ تقریر بنا
دیکھنا کیا ہے بنا آج جہانگیر بنا — یہ بنا زور بنا عالم تصویر بنا (شاہ نصیر)
دولت بنی ہے اور سعادت علی بنا — یارب بنا بنی میں ہمیشہ بنی رہے (انشا)
کیا خوش اسلوب بنی خوب بناؤ بنا — یہ بنی سحر بنی مہر بنا ماہ بنا (مؤلف)

بیر دوڑائے (ص)= جن اور ہمزاد روانہ کیے اور بیر کہتے ہیں ہندی میں بھائی کو:

ہے جی میں نصیر اپنے کہ اس رشک پری کو — بلوائیے دوڑا کے سنا بیر ہوا پر (شاہ نصیر)
سوتنیں کمبخت وہ جو بیر دوڑاتی رہیں — ان سے آخر کیا ہوا اپنا کیا پاتی رہیں (انشا)

بول بالا (ص)= بلندی اقبال کی اور ترقی دولت وجاہ کی:

مانگتا ہے یہ دعا آٹھوں پہر انشا سدا — یاالٰہی بول بالا ہو مرے نواب کا (انشا)
کان میں سرو قد کے بالا ہے — آج رنگیں کا بول بالا ہے (رنگین)
سرو شمشاد سے دو بالا ہے — قد بالا کا بول بالا ہے (مؤلف)

بوبک (ص)= مسخرا اور پاجی:

چپکے دیئی کھول کنڈی لے نہ انشا کو بلا — ڈر بھلا کیا چاہیے دربان بوبک کا تجھے (انشا)

بھرا دیا اور بھپارا دیا (ص)= دام اور فریب دیا اور دوسرے معنی ہیں بھپارے کے بخور کے کر بیمار کو دیتے ہیں:

دم بدم مفت کے جھوٹے یہ بھپارے دیکر — کیوں کلیجے کو میرے آگ لگاتے ہو تم (انشا)
دمبدم بھرتا ہے آہیں نہ کیوں بیمار چشم — عین عیاری سے وہ بے دید بھرائے گیا (مؤلف)

بچھڑا (ص)= جدا اور دور افتادہ:

لگ گیا میر انگوٹھیوں تیری تلوار سے یار   جیسے بچھڑا ہوا ملتا ہے کوئی یار سے یار   (تسکین)

ملیں سب کے بچھڑے ساتھی تمام   بحق محمد علیہ السلام   (حسن)

بلا سے (ص)= مشہور اصطلاح ہے٭:

بلا سے گرچہ بظاہر مفاصلہ سے رہیں   مگر دلوں میں خدایا مفاصلہ نہ بنا   (ظفر)

بلا سے اگر آ ئی ہولی کہارو   نہ مجھ سے کرو بولی ٹھولی کہارو   (انشا)

اگر میں موئی تو بلا سے موئی   تو یہ جانیو مجھ پہ صدقے ہوئی   (حسن)

بھنڈ کر دیا (ص)= آوارہ اور پریشان، خراب و بے رونق کر دیا:

شراب ان کو کہیں مت پلائیو انشا   کہ وہ تو مست ہو مجلس کو بھنڈ کرتے ہیں   (انشا)

بل بل کیا (ص)= تصدق اور بلا گردان ہوا:

زلف سے آنکھوں کو مل مل جائیے   بلکہ ہر ہر بل کے بل بل جائیے   (مؤلف)

کیوں جاؤں نہ میں بل بل اس صانع قدرت کے

کافرتری زلفوں میں جس نے کہ یہ بل ڈالا   (کمال)

بیٹھن (ص)= وہ کپڑا کہ جس میں جنس کو لپیٹتے ہیں:

اے ہوس اب تو رخ جنس نفیس شعر کھول   اس غزل کا صورت کف رکھ کے بیٹھن آب پر   (ہوس)

بیٹھن تھی یہ غزل جو کہی ہم نے آپ سے   اب شعر جنس کے ہمیں رنگیں سنائیے   (رنگین)

یہ گراں مایہ جنس ہے وہ چمن   اطلس چرخ جس کا ہے بیٹھن

بھاگ لگے اور بھاگ کھلے (ص)= بخت یاور اور طالع مددگار ہوا:

دل ہو خوں اور حنا کو بھاگ لگے   ہت تری منصفی کو آگ لگے   (آتش میر)

ملا سرخ جوڑے پہ عطر سہاگ   کھلے مل کے آپس میں دونوں کے بھاگ   (حسن)

آنکھ ہر ایک کی دوڑے ہے کف پا پہ ترے   پاؤں سے لگ کے ترے مہندی کو کچھ بھاگ لگے   (انشا)

بوڑھا طوطا نہیں پڑھتا (ص)= پیرانہ سالی میں آدمی سے کچھ نہیں ہو سکتا اور کسی کام کا نہیں رہتا:

آشنا حرف محبت سے جواں ہوتے ہیں   بوڑھا طوطا نہ کبھی ہو کے گرفتار پڑھے   (معروف)

بات کان پڑی (ص)= گوش گذار ہوئی اور سنی:

٭ کچھ پروا نہیں (اردو لغت)۔

اگر اجازت اُٹھاں ہو جان مضطر کو ــــ نہ بات کان پڑی شور صور محشر کو (مؤلف)

اس کی جب بات کان پڑتی ہے ــــ تن بے جاں میں جان پڑتی ہے (مصحفی)

نالے سے مرے تنگ ہو ہمسایہ کہے ہے ــــ اب کان پڑی بات سنائی نہیں دیتی (سرور)

بلا کی طرح پیچھے پڑی (ص)=درپے آزار ہوئی:

دل لے لیا اب جان کے لینے کو اڑی ہے ــــ کاکل نہ سمجھ کالی بلا پیچھے پڑی ہے (شاکر)

پیچھے پڑے ہو تم جو بلا کی طرح تمہیں ــــ اتنا خیال عاشق رسوا نہ چاہیے (مصحفی)

بلا کی طرح اس کے پیچھے لگی ــــ کہا سن تو او موذی وا مدگی (حسن)

بھیڑ چھٹ گئی (ص)=ہجوم اور انبوہ اور کثرت خلائق کی کم ہوگئی:

انداز میں نگاہ کے مارا پڑا کوئی ــــ گردن کسی کی تیغ تغافل سے کٹ گئی

قطعہ

دن رات اس گلی میں یہی ماجرا رہا ــــ کب عاشقوں کے ڈر سے تری بھیڑ چھٹ گئی (مصحفی)

باغ سبز[1] دکھلایا (ص)=فریب دیا:

شب خون دل کیا نہ کبھی خانہ جنگ نے ــــ دکھلایا باغ سبز بت سبز رنگ نے (مؤلف)

کل بن کے شیخ مجتہد عصر ساقیا ــــ دکھلا کے باغ سبز عذاب و ثواب کا

کہنے لگا زراہ تبختر مجھے بطنز ــــ معلوم ہوگا حشر کو پینا شراب کا (شیفتہ)

بہت گئی ہے تھوڑی رہی ہے (ص)=عمر آخر ہو چکی ہے:

ہوس آتی جو ہمیں ہے تو یہی تھوڑی سی ــــ کہ بہت سی ہے گئی اور رہی تھوڑی سی (معروف)

بازار تیز ہے (ص)=ہر چیز گراں بہا ہے:

جنس نفیس بوسہ ہر اک شعلہ خیز ہے ــــ بازار حسن شعلہ رخاں بس کہ تیز ہے (مؤلف)

ہے اس بے بہا کا بہا نقد جاں ــــ کہ بوسہ کا ہے گرم بازار تیز (سرور)

مانگتے ہیں ابروئے خمدار کی قیمت میں سر ــــ ہے دیار حسن میں تلوار کا بازار تیز (معروف)

بات چلائی اور چلی (ص)=ذکر کیا:

تیرے زلفوں کی کچھ جو بات چلی ــــ روتے روتے ہی گذری ساری رات (ہدایت)

لگ کر تدرو رہ گئی دیوار باغ سے ــــ رفتار کی تری جو صبا نے چلائی بات (تقی میر)

---

[1] عموماً "سبز باغ دکھلایا" اس معنی میں آتا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۲۷۶۔

اس شوخ سے پابوسی کی جب بات چلائی — تو اس نے خفا ہو کے بس اک لات چلائی (مؤلف)

کچھ بات چلی تھی شمع روکی — شب گریہ کناں بہت رہے ہم (مصحفی)

اس شوخ سے میری جو کسی نے چلائی بات — کہنے لگا کہ اپنی کہو یا پرائی بات (شیفتہ)

برا لکھا (ص) = بدنصیبی:

کب اس بت تو خط کو خط میں نے بھلا لکھا — بے وجہ برا مانا اپنا یہ برا لکھا (مؤلف)

کیا برا لکھا ہے اپنا بھی کہ خط یار میں — جب نہ تب عتاب آمیز لکھا آئے ہے (معروف)

بتولا دیا (ص) = فریب دیا:

لے گیا دلبر سے وہ دلبر نکال — باتوں باتوں میں بتولا دے گیا (مؤلف)

کچھ وہ نہیں نہیں نہ گئی پیش رات کو — کھولا ہے دے کے میں نے بتولا ہزار چند (انشا)

باتیں چبا چبا کے کرتے ہیں (ص) = بشان نخوت آمیز و پر غرور کرتے ہیں۔ یہ اصطلاح سابق بھی تحریر ہوئی ہے[1]:

یوں نہ باتیں چبا چبا کے کرو — مہرباں بات ہے نبات نہیں (ناسخ)

تم نے رقیب کو جو اک پان کل دیا تھا — کرتا ہے کیا ہی کافر باتیں چبا چبا کر (نیاز)

بر کی ماری (ص) = سحر اور افسوں اور جادو کیا:

قطعہ

سوچ تو رنگین جی میں ہر دم — مجھ کو تو دیتا ہے گھر کی
بول نہیں سکتی میں تجھ سے — تو نے کیا ماری ہے بر کی (رنگین)

بات ہے (ص) = کچھ مشکل اور دشوار نہیں بہت آسان ہے:

رباعی

چاہے ہے جو دل اجل کے ہاتھوں سے نجات — جز شاہ نجف نہ کہہ کسی سے حالات
مردہ کو جلا کے کیا زندہ اس نے — زندہ کا جلانا اس کے آگے ہے بات (اثر)

جھڑکی تو مدتوں سے مساوات ہو گئی — گالی کبھی نہ دی تھی سو اب بات ہو گئی (سودا)

بھلے کا زمانہ نہیں ہے (ص) = نیکی کے عوض بدی حاصل ہوتی ہے:

ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی و لے — تم کیا کرو بھلے کا زمانہ نہیں رہا (تقی میر)

باتیں ہیں (ص) = محل اعتبار نہیں ہے:

---

[1] قبلاً یہ اصطلاح تحریر نہیں ہوئی ہے۔

کہتے تو ہیں میلان طبیعت ہے ادھر بھی — یہ باتیں ہیں اودھر کو مزاج اس کا کب آیا (تقی میر)

بھونچال (س) = زلزلہ اور زمین کا ہلنا:

عاشق کو ترے یادِ دلِ مضطر جو کیا دفن — بھونچال کا صدمہ کرۂ خاک کو پہنچا (ہوس)

زلف ہے یا جان کا جنجال ہے — جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے (سودا)

باد کی گھوڑی پر سوار ہے (س) = بہت چست اور چالاک اور تیز و تند ہے:

کچھ اپنا نالہ دل پر نہ اختیار رہا — ہمیشہ باد کی گھوڑی پہ سوار رہا (جرأت)

سینہ میں ایک دم نہیں دم کو نہیں قرار — پھرتا ہے آج باد کی گھوڑی پہ ہو سوار (سرور)

سوئے شرق و غرب گروہ مہرو مہ آسا پھرے — باد کی گھوڑی پہ چڑھ کر برق وش اڑتا پھرے

کھینچنے کو اسکا صورت گر اگر نقشہ پھرے — باد لا بن کر ہوائے شوق میں اڑتا پھرے

آپ کو تصویر کا کاغذ مصور آپ کو (مؤلف)

بلا چٹ بلانوش (س) = فقیر و مسکین متوکل:

درویش بلا چٹ ہیں بلانوش میاں دوست، پینک میں جو آویں
افعی کو مسل کر کریں افیون کا گھولا، ہیں ایسی ہی آفت (انشا)

بھاویں نہیں (س) = پسند خاطر نہیں اور اپنے نزدیک لائق نہیں اور کچھ اس کی پروا نہیں:

مرے بھاویں گلشن کو آتش لگی ہے — نظر کیا پڑے خاک گلہائے تر پر (آتش)

درد دل سن کے یہ بولا مری بھاویں ہی نہیں — گر برا حال ہے تیرا تو بھلا مجھ کو کیا (جرأت)

بھڑکایا (س) = دشمنوں نے غیبت کر کے غصہ اور خفا اور آمادۂ جنگ کیا:

بھڑکا تمھارا دیکھ کے وہ شعلہ خو مجھے — کچھ روسیہ رقیب نے شاید لگائی بات (تقی میر)

بے سبب ہے مجھ سے وہ خورشید رو سرگرم جنگ
میں تو ہوں حیران کہ ہے وہ کس کا بھڑکایا ہوا (جرأت)

اور دوسرے معنی بھڑکانے کے آتش کو تیز اور روشن کرنے کے ہیں:

جگر بھڑکے ہے دل بھڑکے ہے سینہ بھی بھڑکتا ہے — دکھاؤں تجھ کو ظالم کون سا آتش کا پرکالا (مہر)

بھڑک اٹھے نہ کہیں دل میں مرے آتش شوق — تم اپنے دامن مژگاں کو کیوں ہلاتے ہو (ذوق)

بیٹھے رہو (ص)= سروکار نہ رکھو اور بات میں دخل نہ دو:

تلوار کھینچ کس کو دکھاتے ہو بانکپن — بیٹھے رہو میں ایسی اداؤں سے ڈر گیا (محشر)

کیا ہوتے سوتوں سے اپنے کہو — فقیروں کو چھیڑوں نہ بیٹھے رہو (حسن)

بند میں گرہ لگانی (ص)= دستور ہے کہ واسطے یادداشت کے بند قبا میں گرہ لگاتے ہیں تاکہ بات بھول نہ جائے:

گیا ہے غم ترا یوں دل میں چھوڑ کر عقدہ — کہ بند یار میں دی جائے جیسے یاد گرہ (سودا)

چھوڑوں ہوں کوئی وعدہ فراموش دیکھنا — جب تک کہ تو نہ دے سر بند قبا گرہ (ذوق)

آتا ہے جی میں یہ کہ وہ بن جائے پیش گر — اتنی گرہ لگاؤں تری بند بند میں (مؤلف)

بند میں اپنے گرہ دے کہ تجھے یاد رہے — میں یہ ڈرتا ہوں نہ ہو جاؤں فراموش کہیں (سوز)

بجر ہے (ص)= گراں بار ہے:

ہے اتنا چلنے میں بجر یہ بدذات — نہیں ہاتھی صعوبت کی ہے یہ رات (سودا)

بکھرا جاتا ہے (ص)= خود رفتہ اور پریشان اور آوارہ ہوا جاتا ہے:

بکھرا ہی جاتا ہے ہاتھوں میں جلو لینے کے وقت
نکلا ہی پڑتا ہے رانوں سے یہ اس کا ڈھنگ ہے (سودا)

بال سلجھانا ترا کنگھی سے دل الجھائے ہے — اور بکھرے دیکھ کر بس جی ہی بکھرا جائے ہے (جرأت)

وہ تمہاری انکھڑیاں بکھرے ہوئے بالوں میں یوں
جس طرح دو مست جکڑے ہوویں زنجیروں کے بیچ (لقا)

زلفیں بکھری ہوئیں یوں چہرہ پہ دل مانگیں تھیں — جس طرح ایک کھلونے پہ ہٹیں دو بالک (سودا)

بیدماتم میں نہ کیوں بال بکھیرے اپنے — قیس صحرا میں موا ہو جو مغیلاں سے لپٹ (انشا)

جوگ لیا آشفتہ ہم نے دیکھ لٹک ان زلفوں کی
خوار و پریشاں گلیوں گلیوں بال بکھیرے پھرتے ہیں (آشفتہ)

بکھر ہم یوں گئے سب مرد اور زن — کہ جاوے ٹوٹ جوں جہازوں کا بندھن (رنگین)

بھک موا (ص)= گرسنہ اور فاقہ کش:

بھک موے تم تو آپ ہو ناحق برج میں جا کر کھیلے ہولی
گیند کی جاگہ واں تو تڑاتڑ متھرا کے پیڑے پڑتے ہیں (انشا)

بلوا (س)= کثرت اور اژدہام خلائق کا بر سر فساد و فتنہ انگیزی:

جان و دل پر لشکر آرائی تھی جوش یاس کی — مفت اس بلوے میں شب خون تمنا ہوگیا (مومن)

بلوا کوئی ملے ہے کوچہ سے عاشقوں کا — کھڑکی سے تو نکال اے بے پیر اور گردن (متیر)

دو پھول کوئی رکھ کر گذرا تھا یہاں سے کل — تربت پر مرے بلوا مرغان چمن کا تھا (مصحفی)

بھلا آدمی (س)= نیک بخت اور اشراف:

ہے آرزو جو مجھکو خدا آدمی کرے — گر آدمی کرے تو بھلا آدمی کرے (مختار)

بھلے آدمی ارے باز آ کہیں اس پری کے سہاگ سے
کہ بنا ہوا ہو جو خاک سے اسے کیا مناسبت آگ سے (انشا)

بڑے دل کا آدمی (س)= شجاع، بہادر اور سخی:

کہتا تھا میری نعش پہ قاتل کا آدمی — تھا یہ بھی شخص کوئی بڑے دل کا آدمی (معروف)

اور بڑا آدمی دولت مند و امیر کو کہتے ہیں:

گو بڑا آدمی ہو یا سردار — چاہیے اس سے کرنی یہ تکرار (انشا)

بات چیت (س)= کلام اور سخن اور گفتگو۔ یہ اصطلاح پیشتر بھی تحریر کی ہے[1]:

تو تو لازم ہے بازی دیوے دہیں — اس میں کچھ بات چیت اور نہیں (انشا)

اک دن بھی بات چیت میں تم نے نہ شام کی — آوے جو دل میں آپکی ہی بات کام کی (نیاز)

قطعہ
یا ساتھ غیر کے ہے تمہیں ویسی بات چیت — سو طرح کے لطف ہیں اک اک سخن کے بیچ
یا پاس میرے لگتی ہے چپ ایسی آن کر — گویا زباں نہیں ہے تمہارے دہن کے بیچ (تقی میر)

بسنت پھولے (س)= زرد ہو گیا:

کیا دیکھتا ہے جا کے تو غیروں کے گھر بسنت — پھولے ہے یاں بکھو اور ہی اے بے خبر بسنت (مومن)

دیکھ میداں میں تجھ کو روز نبرد — منہ پہ رادوت کے پھول جائے بسنت (سودا)

بھوں چڑھانا (س)= خفا اور آزردہ اور رنجیدہ ہونا:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۶۷۔

دل سے ہم اترے غیر سر پہ چڑھے　　ہم پہ ناحق میں بھوں چڑھاتے ہو (مولف)

اب تلک بھوں کا چڑھانا ہے وہی پر سات　　اب تلک پڑتی ہے پیشانی پہ چین ویسی ہی (مصحفی)

بانکپن (س) = مشہور معنی ہیں[1]:

کمہار کیوں نہ بناویں پتیت مٹی کی　　دکھاتی اپنا ہے لڑکوں کو بانکپن مٹی (شاہ نصیر)

کچھ اک تمکنت اور کچھ بانکپن　　غرض ہر طرح میں انوکھی پھبن (حسن)

باتوں میں دھر لیا (س) = لاجواب اور قائل اور بند کیا:

میں تو کم گو ہوں از بس ہے وہ زباں کا طرار　　مجھ کو ہر بات میں باتوں میں وہ دھر لیتا ہے (معروف)

بر آنا (س) = نیند میں باتیں کرنی آپ سے:

یوں تو کہہ سکتا نہیں میں حال دل اس سے مگر　　کرے سوجاؤں اور سر جو دل میں ہے بر آؤں میں (معروف)

کیسے اس سے بخت خفتہ اپنا کس پردہ میں حال　　خواب میں بھی اب تو بر آنے کا کد غن ہو گیا (مولف)

ہچکی رہ گیا (س) = حیران رہ گیا:

کیا چال نکالی ہے جو دیکھے ہے سو مر جائے　　رہ جائے ہچک کوئی کوئی جیسے گذر جائے (مصحفی میر)

بھڑکنا (س) = وحشت ورم کرنا:

اس وحشی کو بہلاتا ہوں اور دام میں جیوں توں لاتا ہوں

نزدیک جب اس کے جاتا ہوں ہے مجھ سے بھڑک پھر ویسی ہی (رنگین)

وہ وحشی اس طرح بھڑکا ہے صورت سے مری یارو　　کہ سایہ دیکھ کر اپنا مجھے ہمراہ جانے ہے (حاتم)

بالا بالا (س) = اوپر سے اوپر، بے اطلاع:

کس سے کہوں ہائے تیرا قد بالا　　دے مجھکو چکا ہے اور تالا بالا

جھٹ ناز و عتاب اور کرشمہ سے اچک　　سپاہی دل لے گیا صاف میرا بالا بالا (ضیا)

بات کی بات (س) = بہت جلد اور نہایت شتاب:

قیامت ہے کہ تم جو تمک منس کے بولے　　مجھے بات کی بات میں مار ڈالا (آبرو)

مصحفی شوق ہوا ہے سبب طول کلام　　ورنہ کیا ہے سخن عشق تو اک بات کی بات (مصحفی)

ٹھہر جا ٹک بات کی بات اے صبا　　کوئی دم میں دم بھی ہوتا ہے ہوا (درد)

---

[1] وضع داری جس میں خود نمائی شریک ہو، ناز و انداز و شوخی (نور اللغات) کیلئے ملاحظہ ہو ص ۶۰، ۶۳۔

بجوگ پڑا (ص)= مصیبت اور خواری پڑی:

پڑا تم پہ ایسا کہو کیا بجوگ   لیا واسطے تم نے کس کے یہ جوگ   (حسن)

بیڑا اٹھایا (ص)= حامی بھری اور ارادہ اور قصد و عزم بالجزم کیا:

گلوری پان کی غیروں کو تم کھلاتے ہو   ہمارے قتل کا بیڑا مگر اٹھاتے ہو   (ذوق)

اور یہی مضمون بعینہٖ الٰہی بخش خاں معروف نے بھی شعر میں باندھا ہے واللہ اعلم سارق کون ہے:

ہمارے قتل کا بیڑا مگر اٹھایا ہے   جو آپ بزم میں غیروں کو پان دیتے ہیں   (معروف)

اور مولف ہیچمداں نے اس مضمون کو بطرز تازہ موزوں کیا ہے:

دیا قبضہ میں کب کاغذ کا اس خونخوار نے بیڑا   اٹھایا ہے ہمارے قتل پر تلوار نے بیڑا   (مولف)

ہمارے قتل پر بیڑا اٹھاوے جس کا جی چاہے   یہی گو اور یہی میدان ہے آوے جس کا جی چاہے   (شیدا)

بائیں چشم ہے (ص)= حد ناچیز اور محض بے حقیقت ہے:

بے مروت ہے چار چشم ہے یہ   جھڑے کتے کی بائیں چشم ہے یہ

ہو گذر اس پلید کا جس جا   واں فرشتہ نہ آئے نیکی کا   (جرأت)

لیک بھڑوا وہ کس کی مانے تھا   بائیں چشم اپنی سب کو جانے تھا   (قائم)

بھوں چڑھائے (ص)= آزردہ اور خفا ہوا:

بھوں چڑھاؤ نہ مصحفی پہ میاں   اس سے یہ کج ادائیاں تا چند   (مصحفی)

تیر مژگاں کا دل نشانہ ہے   بھوں چڑھانا کماں چڑھانا ہے   (مولف)

پیارے بھوں کو اپنے نہ ہر دم چڑھائیے   تلوار تان تان مجھے مت ڈرائیے   (رنگین)

بے نقط سنائیں (ص)= گالیاں دیں اور برا کہا:

نقطۂ خال کو اس مصحف رخ سے نہ اٹھا   بے نقط نکتہ دہن منہ سے سنا بیٹھے گا   (مولف)

کس دن لکھا تھا آپکو میں عاشقانہ خط   جو سو سو گالیاں مجھے دیتے ہو بے نقط   (مصحفی)

بن کر کھیل بگڑ گیا (ص)= کام بن کر خراب ہو گیا:

اے مصحفی میں روؤں کیا اگلی صحبتوں کو   بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں   (مصحفی)

روٹھا ہوا وہ پیارا اگر اپنے سے من جائے   بگڑا ہوا کھیل اپنا اک آن میں بن جائے   (کفایت)

بے چراغ (ص)= خانہ ویراں و تاریک:

جب سے طبابت میں وہ عضاوہ اولاغ | روم سے تا شام کیا بے چراغ (سودا)

سرد مہری سے بتاں کے مٹ گیا ہے سوز داغ | کردیا ان ظالموں نے ملک دل کا بے چراغ (سودا)

بل بھگوا (ص)= بوالہوس جو عالم پیری میں کام جوانوں کا کرے۔

بے ساختہ پن (ص)= بے تکلف اور سادی وضع:

ہے اور کوئی ایسا جس میں یہ بھبن نکلے | سج دھج اسے کہتے ہیں بے ساختہ پن نکلے (انشا)

کل گھر سے جو وہ سادی پوشاک پہن نکلے | سو طرح کا اس میں بھی بے ساختہ پن نکلے (مصحفی)

بھٹکتی پھرتی ہے (ص)= آوارہ اور خراب پھرتی ہے کہیں پر قیام نہیں:

بھٹکے پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا | دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا (میر)

کیوں نہ بھٹکی تو پھرے اے خواہش دل میرے بعد | بے نیازوں سے تری کب ناز برداری ہوتی (مشتاق)

بیل منڈھے چڑھی (ص)= تمنا بر آئی اور مراد دل کی حاصل ہوئی اور نہال آرزو سر سبز و برومند ہوا:

تاک پر جاکے ان کی ریل چڑھی | کیا منڈھی کھٹلوں کی بیل چڑھی (انشا)

وہ پھلواری ایسی ہی لہرائے گی | منڈھے بیل جھٹ جس کی چڑھ جائیگی (انشا)

بہروپ بدلنا (ص)= ہر دم ایک نیا رنگ دکھلانا اور شعبدہ بازی کرنی:

کبھی ہے شام کبھی صبح سایہ ہے کبھی دھوپ | کہ چرخ بوقلموں بدلے ہے نیا بہروپ (مؤلف)

بہروپ ہے یہ جہاں کہ جس میں | ہر روز بنے ہے اک نیا سانگ (مصحفی)

بھیانک (ص)= خراب حال اور پریشان صورت، خستہ دل اور تباہ:

بن ترے ہم یہ بھیانک ہیں کہ اپنی چڑھیے یار | ساقی و مطرب بھی خمخانہ بھی مے بھی جام بھی (انشا)

بات پی گئے (ص)= جواب نہ دیا خاموش ہو رہے:

نکلی اگرچہ تھی لب شیریں دہن سے تیغ | شربت کا گھونٹ جان کر ہم بات پی گئے (مؤلف)

کم نہیں خیانت سے ہتک سترائے انشا | بات سن کے پی جانا کار عیب پوشاں ہے (انشا)

بجلی کی تلوار (ص)= شمشیر برق دم تیز و تند اور آبدار۔ قاعدہ ہے کہ بندر ساک لوس کی

سرزمین پر اکثر بجلی گرتی ہے۔ وہاں کے آہن گر انبار آہن کا مقام مذکور پر لگا دیتے ہیں جب برق اس لوہے پر پڑتی ہے تو اس جا پر ایک غار ہو جاتا ہے پھر بہت جستجو سے قدرے وہ آہن دستیاب ہوتا ہے تو اس لوہے کی تلوار بناتے ہیں وہ نہایت آبدار اور براں ہوتی ہے کہ پناہ نہیں رکھتی جس پر پڑتی ہے دو ٹکڑے کرتی ہے اور ہزار ہا روپیہ کو ہاتھ آتی ہے ہر ایک دولت مند کو بھی میسر نہیں آتی کہ عنقا صفت ہے۔ مولف نے بجلی کی تلوار مہاراج شیر سنگھ بہادر مرحوم کہ والی لاہور و کشمیر و ملتان تھے ان کے پاس دیکھی تھی اور مہاراج اس تلوار کو بہت عزیز رکھتے تھے کہ ہمارے تمام سلح خانہ میں ایسی تلوار اور نہیں ہے اور کاٹ اس شمشیر کی خلاف قیاس بیان کرتے تھے اور طرح ترکیب اور گھاٹ اس تلوار کا بعینہ تیغ اصفہانی کا سا تھا:

ہجر میں بجلی کی تلوار دکھاتی ہے مجھے   آج مانند فلک ہو گئی خونخوار گھٹا   (ناسخ)

چمک رکھتی ہے شمشیر نگاہ یار بجلی کی   نہ کیوں ہو پانی پانی رشک سے تلوار بجلی کی   (مؤلف)

بات کے پورے (ص)= عہد و پیمان کے وفا کرنے والے:

بقال پسر پلۂ میزان میں تیرے   قطعہ   کیا پنجہ مژگاں کی تولے دھڑی آنکھ

شاہیں ہے لاکھوں میں جو جانچا اسے ہم نے   ہے بات کی پوری وہ غرض اپنی بڑی آنکھ   (شوق)

بگڑ گئے (ص)= رنجش اور خفگی در پیش آئی اور ملاقات ترک ہوئی:

وہ بگڑے ایسے کہ پھر کچھ معاملہ نہ بنا   رہی نہ جائے سخن موقع گلا نہ بنا   (ظفر)

اجی انشا تم بھی تو زور ہو پڑے پھرتے راتوں کو چور ہو
ابھی اس گلی میں جو شور ہو تو یہ جان یو کہ بگڑ گئی   (انشا)

بھڑی دی (ص)= کبوتروں کو دمبدم اڑایا اور بلایا واسطے مشق پرواز کے:

یہ کبوتر تو نہیں کہ دکھا دانۂ خال   طائر جان کو میرے شوخ بھڑی دیتا ہے   (مؤلف)

منڈیا کے وہ گر پڑتے ہیں چھتری سے مژہ کی
اشکوں کے کبوتر کو جو دیتی ہے بھڑی آنکھ   (شوق)

بھرے بھتولے (ص)= دولت مند اور صاحب اولاد:

انشا غزل یہ میں نے پڑھی جس مکان پر   وہاں سے بھرے بھتولے اگے واہ کے درخت   (انشا)

بھسنڈ (ص)= جوان اور فربہ:

کھلا کے مال پوے ترتراتے موہن بھوگ　　گرو جی چیلوں کو اپنے بھسنڈ کرتے ہیں　(آتش)

بند باندھنا (ص)= بندوبست اور نظم ونسق کیا:

اے دود آہ رات نہ تیرے وہ بند باندھ　　جا کر گلوئے مرغ سحر میں کمند باندھ　(آتش)

بٹا لگا (ص)= عیب لگا:

تم نے جو اوڑھا میرا دوپٹہ ہے یہ دوگانہ بات کڈھب
لگتا ہے اس میں دونوں کو بٹہ ہے یہ دوگانہ بات کڈھب　(آتش)

بے بات کے زبان نکلتی ہے (ص)= بے جرم وخطا سزا ملتی ہے:

بسان شمع کہے کیونکہ راز دل کوئی　　بغیر بات کے یاں زبان نکلتی ہے　(امیر)

بات اٹھائی (ص)= بردباری اور تحمل کیا:

سنگ گراں کسی نے اٹھایا تو کیا ہوا　　زور آور اسکا نام ہے جس نے اٹھائی بات　(امیر)

بیٹھے بٹھائے (ص)= بے سبب اور بے جہت:

سر اٹھاتا تجھے بالیں سے جو دشوار ہوا　　کیوں دلا بیٹھے بٹھائے یہ ہوا تجھکو کیا　(جرأت)

افغاں کہ سرسری سے کسی کی نگاہ لطف　　بیٹھے بٹھائے ایک ہمیں تہمت لگا گئی　(مصحفی)

کیوں اٹھ گیا جہاں سے دل زار کیا ہوا　　بیٹھے بٹھائے یہ تجھے آزار کیا ہوا　(صنعت)

چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بن کر　　خدا جو بیٹھے بٹھائے اسے خراب کرے　(آشفتہ)

نہو تو بیٹھے بٹھائے خراب اے مومن　　لڑا نہ اس بت خانہ خراب سے آنکھیں　(مومن)

بات بات میں چھری کٹاری (ص)= جنگ وجدل اور کشت وخون:

اس کی مژگاں کا تھا جہاں مذکور　　بات میں واں چھری کٹاری تھی　(جرأت)

برس کا دن (ص)= عیدین اور شبرات اور نوروز:

اے ابر یہ عید ایک برس کا دن ہے　　آغوش سے آغوش کے مس کا دن ہے
آنے پہ ہے یار بد شگونی مت کر　　اے ابر نہ رو برس برس کا دن ہے　(معروف)
رباعی

بدن چرانا (ص)= تن دہی نہ کرنی اور آپکو الگ اور جدا رکھنا:

متاع دل کو جو وہ سیم تن چراتا ہے   ٹٹولتا ہوں تو کیا کیا بدن چراتا ہے (معروف)

بل نکالا (ص)= سزا دی اور خوب سا درست اور سیدھا کیا:

ہم نکالیں گے سن اے موج ہوا بل تیرے   اسکی زلفوں کے اگر بال پریشاں ہو گئے (مومن)

بت بن گیا (ص)= بے حس و حرکت ہو گیا:

ہے کچھ تو بات مومن جو چھا گئی خموشی   کس بت کو دیدیا دل کیوں بت سے بن گئے ہو (مومن)

بندھوا (ص)= اسیر اور قیدی:

آنے سے فوج خط کی نہ ہو دل کو مخلصی   بندھوا ہے زلف کا یہ چھٹایا نہ جائے گا (سودا)

ترا جا کے قیدی چھڑا لائے ہوں   اور ایک اور بندھوا اڑا لائے ہوں (حسن)

بھلس گیا (ص)= جل گیا اور سوختہ ہوا:

ہے دخان تن میں مرے جائے نفس شمع نمط   کہ دیا آتش فرقت نے بھلس شمع نمط (مؤلف)

اثر ہوتا نہیں معشوق کو عاشق کے جلنے کا   عزیزو ہم نے بھی سو بار اپنا دل بھلس دیکھا (سوز)

بھوگ سنائی (ص)= گالیاں دیں:

میں نے چھوڑا تو یوں لگا کہنے   بھوگ کھانے کے ہیں یہ آپکے گن (رنگین)

بھلمنسائی (ص)= شرافت اور آدمیت اور نیک روش:

مجکو ناحق گالی دینی کیا یہ بھلمنسائی ہے   کون تھا وہ استاد یہ تختی جس نے تجھکو پڑھائی ہے (رنگین)

بونگے ہیں (ص)= نادان اور احمق اور بے وقوف ہے:

رنگین عشاق ہیں یہ سارے بونگے   کرتے ہیں دلوں کو ان سے خوباں چونگے
رباعی
دیکھ یہ سمجھ رکھو تم اپنے جی میں   یہ کس کے ہوئے ہیں اور کس کے ہونگے (رنگین)

بڑھائی (ص)= منت موقوف کی اور اتاری:

مجنوں نے اسی سال میں تھے بال بڑھائے   لیلی کی بڑھائی گئی جس سال میں چوٹی (ظفر)

بوعلی کی مجھے باجی نہ پہناؤ بیڑی   گیارہواں ہے یہ برس اسکے بڑھاؤ بیڑی (رنگین)

بندا (ص)= زیور کا نام ہے اس کو کان میں ڈالتے ہیں:

کچھ تو دے اپنی نشانی مجھے بندا بالا   توڑا زنجیر کا اور قول کا چھلا تعویذ (انشا)

بندا جو کان میں ہے تو بالا ضرور ہے　　ہر بات میں غرض کہ چھلا ضرور ہے　(رنگین)

ہالہ مہ اور عقد ثریا شرم سے سرافگندہ ہے　　بالے کی جہاں حلقہ بگوش اور بندے کا دل بندا ہے　(مولف)

باتیں بنانا (مص)= جھوٹی باتیں بنانی اور دروغ گوئی کرنا:

تیری ہی قسم تجھ بن گر کچھ مجھے بھاتا ہو　　کافر ہو اگر اس میں کچھ بات بناتا ہو　(زار)

گو غیر کے ملنے کی قسم کھاتے ہو پیارے　　چھپتی نہیں وہ بات جو ہوتی ہے بنائی　(محب)

سن سن کر عرض حال مرا یار نے کہا　　سودا نہ باتیں بیٹھ کے یاں متصل بنا　(سودا)

کرے غمخوار کیا جو اس اگر غم ہو نصیبوں میں　　پڑا باتیں بنا دل سے اگریوں ہو تو دوں بھی ہو　(ظفر)

اسکی آنکھوں سے نہ کر دعوئی ہم چشمی دیکھ　　ایسی باتیں تو اب اے نرگس شہلا نہ بنا　(نصیر)

باتیں نہ بنا قاصد اس شوخ ستمگر سے　　جو میں نے کہا تجھ سے کب تو نے کہا ہوگا　(رنگین)

بیڑیاں منت کی پہنیں (مص)= اہل ہند کا معمول اور رسم ہے کہ واسطے جینے اولاد کے نیلے ڈوروں کے دو حلقے بنوا کر ملیدہ کے اور ریوڑیوں کے اوپر رکھ کر آٹھ برس تک ہر سال بو علی قلندر قدس سرہ کے نیاز دلوا کر بچے کے دونوں پاؤں میں پہناتے ہیں۔ جب آٹھواں برس شروع ہوتا ہے تو موافق اپنی اپنی مقدور کے شادی کرتے ہیں اور منت بڑھاتے ہیں یعنی وہ نیلی بیڑیاں اتارتے ہیں اور کبھی نہیں پہناتے:

موئے پر ہوگی ظاہر بس کرامت میری وحشت کی
کہ لڑکی بیڑیاں پہنے گی لاکھوں میری منت کی　(معروف)

تو نے منت کی پہنائی جو یہ بیڑی نیلی　　تو دو اجاں مری ہوگئی ایڑی نیلی　(رنگین)

بوکھلانا (مص)= گھبرانا اور مضطرب ہونا:

لائے ہے تہمت گل دوش پہ کس گل کے شمیم　　بوکھلائی سی جو پھرتی ہے گلستاں میں نسیم　(مولف)

بوکھلائے جو آہ راس وذنب　　الٹے چلتے ہیں رلو راس وذنب　(جرأت)

بس کی گانٹھ (مص)= زہر ہلاہل اور ستمگار مردم آزار و کینہ دار:

کھولے ہلا نوکا ناخن کب دل مفلس کی گانٹھ　　سرسے پاتک پاسے نامرا آسماں ہے بس کی گانٹھ　(مولف)

اس سے گھٹنا سم ہے ہووے پر زر جس کی گانٹھ　　غیر کو تریاق دے اور میرے حق میں بس کی گانٹھ　(سرور)

تو وہ طوفان قہر ہے جوڑا   گانٹھ ہے بس کی زہر ہے جوڑا   (آتش)

بھاؤ (س)= قیمت جنس کی اور مول جو بازار میں بکتی ہے:

یہ وقت رقص سمجھے جو ہو ماہر   ہے اس کے بھاؤ بتلانے سے ظاہر
خریداروں کے کہتے ہی کہ اب جاؤ   مطاع حسن کا ہے کچھ بڑھا بھاؤ   (جرأت)

اور دوسرے معنی بھاؤ بتانے کے وہ ہیں کہ جو حرکات اور سکنات وقت رقص ارباب نشاط سے سرزد ہوتے ہیں۔

باد بہی (س)= ہوائے تنگ چلی:

رونے میں متصل ہے ہونٹوں پہ آہ میری   جاناں نہیں ہے سمجھا یہ باد کیا بہی ہے   (تقی میر)

بے دھڑک (س)= بے خوف وخطر اور بے ساختہ:

بجاتے رہے بین وہ صبح تک   یہ رویا کیا سامنے بے دھڑک   (حسن)
پھر تو ناوک فگنی ہونے لگی   بے دھڑک طعنہ زنی ہونے لگی   (مومن)

بھلے آئی (س)= بہت دیر میں آئی بہت انتظار رہا:

ہو گئی شہر شہر رسوائی   اے مری موت تو بھلے آئی   (تقی میر)

بڑی بات نہیں (س)= کچھ مشکل اور دشوار نہیں:

گالیاں تو بہت لبوں سے سنی   کبھی بوسہ کی بھی اجازت ہو
قطعہ
کچھ بڑی بات تو نہیں لیکن   چوم کر لیں اگر عنایت ہو   (سوز)

براق ہے (س)= سفید ہے:

وہ چہرہ پری وش کا براق سا   وہ ابرو میں خم کعبہ کا طاق سا   (مؤلف)
کبھی کالی گھٹا میں جیسے بجلی کوند جاتی ہے   چمکتی یوں مسی میں ہے تیرے دانتوں کی براقی   (سوز)

بادل گرجا (س)= صدائے رعد کو کہتے ہیں:

فغاں لب پر طپش دل میں سرشک چشم طوفاں ہے
چمکتی برق ہے گرجے ہے بادل جوش باراں ہے   (مؤلف)
بادل گرجے بجلی چمکے ساون کی اندھیاری رات   سر کو پٹک پتھر سے کاٹے ماہ جبیں بن ساری رات   (ہوش)

بس (ص) = اختیار اور قابو اور دست رس اور دوسرے معنی ہیں بہت کے اور کافی کے:

بس میں کر ان انگلیوں کی تو نہ پوروں کو حنا   ہاتھ چڑھ جائے تو دے دوں تجھکو چوروں کو حنا (شاہ نصیر)

صبح ہونے آئی رات آخر ہوئی   بس کہاں تک شوخیاں مچلائیاں (تقی میر)

قطعہ

بھلا بتاؤ مری جان کچھ ہدایت نے   تمہارے جور سے شکوہ کبھی کیا ہوگا

مگر یہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھی   کچھ اور بس نہ چلا ہوگا رو دیا ہوگا (ہدایت)

اگر کچھ بس بھی ہو اپنا تو کاہے کو یہ خواری ہو   نہ چاہیں ان کو اے ناصح جو الفت اختیاری ہو (زار)

جز آہ کوئی کرے وہاں کیا   کچھ بس نہ چلے جہاں کسی کا (مصحفی)

بس دیکھ لیا (ص) = آزمایا اور امتحان کیا:

دشمن اپنا ہمیں تم سمجھو ہو اور غیر کو دوست   ہم نے بس دیکھ لیا آپ کی دانائی کو (مظفر)

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس   دل میں نہ رہ جائے یہ آہ بھی کر دیکھنا (درد)

بستار (ص) = ست ونا استوار:

نصیر حیرت عجب ہے صبح سے تا شام محفل میں   کھلا ہرگز نہ کچھ اس تار کا بستار کیا باعث (نصیر)

بس کرو (ص) = موقوف کرو:

کیا غضب ہے سنکے میرا حال دل بولا وہ شوخ   بس کرو میں سن چکا ہوں قصہ خوانی آپکی (ضیا)

بہار لوٹی (ص) = تماشا دیکھا اور سیر کی اور لطف حاصل ہوا:

رہتے ہیں برنگ بو کوچے میں رگ گل کے   لوٹیں ہیں بہاریں یوں ہم سامنے بلبل کے (انشا)

اور دوسرے معنی ہیں غارت اور تاراج کرنے کے:

گل کی چمن میں لوٹی خزاں یوں بہار حیف   اور عندلیب تو رہی زندہ ہزار حیف (مختفر)

برا ہو (ص) = خانہ خراب ہو:

کیا جانیے دل کا حال کیا ہو   بیتابی دل تیرا برا ہو (حسرت)

تمہارا برا ہو کہ کوٹھے پہ چڑھ کر   ہزاروں کو تاکو ہزاروں کو روکو (ظفر)

جو کچھ کہ تم سے کہا ہے کسی نے جھوٹ خلاف   مرا برا ہو اگر میں نے کچھ کہا ہوگا (فرحت)

انصاف کیجے ہے بھلا یہ بھی کوئی بات   اچھا بھی گو کہوں تو برا مانتے ہو تم (مؤلف)

برا وقت (ص)= ہنگام سختی اور روز مصیبت وخواری:

نہ ہمدم ہے کوئی نہ اب ہمنشیں ہے — برے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہے (جرأت)
دھوپ میں جسم سے سایہ بھی جدا ہوتا ہے — سچ کہا ہے کہ برا وقت برا ہوتا ہے (مؤلف)
رفیق کوئی برے وقت کا نہیں الا — فغان نیم شبی ہو کہ نالۂ سحری (سوز)
جز ذات پاک حضرت بے چوں ولا شریک — کوئی نہیں کسی کے برے وقت کا شریک (شاہ نصیر)

باقی ساقی (ص)= بچی ہوئی اور باقی ماندہ:

رباعی
ہوتا ہوں ترا جو اشتیاقی ساقی — بے خود پکارتا ہوں ساقی ساقی
ہے مجھکو خمار شب کالا صبح ہوئی — شیشہ میں جو کچھ کہ مے ہو باقی ساقی (تاباں)

بو نکلی (ص)= سر اٹھایا:

نہ کر مذکور اس غنچہ دہن کا جابجا جرأت — مبادا ایسی باتوں سے کہیں کچھ بو نکل آوے (جرأت)

باقی ساقی (ص)= بچی ہوئی چیز جو خرچ و اصراف سے باہر رہی ہو:

دور میں وائے نصیب اپنی جو باری آئی — باقی ساقی نہ رہی مے جو زری شیشہ میں (جرأت)

بلا چاہتے ہیں (ص)= بہت الفت اور خواہش کرتے ہیں اور بلا کے آفت اور مصیبت کے بھی معنی ہیں:

کیوں نہ ہو زلف کو سر رشتۂ الفت تم سے — تم بھی تو حضرت دل اسکو بلا چاہتے ہو (شاہ نصیر)

بولیاں سنتے ہیں (ص)= لغو اور بیہودہ باتیں سنتے ہیں:

ترے رکنے سے پیارے بس مرا دم رکنے لگتا ہے
نہیں تو بولتا تو بولیاں میں سب کی سنتا ہوں (جرأت)

بہت دور ہیں (ص)= برابر اور ہمسر اپنا کسی کو نہیں سمجھتے اور بڑی نخوت و تمکنت رکھتے ہیں:

مجھ کو باور ہی نہ آتا تھا کہ مغرور ہے تو — میں نے دیکھا تجھے اللہ بہت دور ہے تو (حسن)
مرے پاس آتے نہیں واہ جی — بہت دور ہیں آپ اللہ جی (سرور)

بھروسا (ص)= امید اور توقع:

کیا دم کا بھروسا ہے کہ نقاش ازل نے — کھینچی ہے اس انسان کی تصویر ہوا پر (شاہ نصیر)

مجھکو نہیں آہ کا بھروسا	یعنی کہ یہ بے اثر بہت ہے	(مصحفی)

برسوں کی ایک دم میں رفاقت تو چھوڑ دے	کیا ایسی زندگی کا بھروسا کرے کوئی	(رفاقت)

کس زندگی کے اوپر فکر معاش کیجے	پڑتا نہیں بھروسا اس جسم ناتواں کا	(صادق)

بہت دنوں کو یاد کریگا (ص) = نہایت افسوس کھائیگا اور دست تاسف ملے گا:

پھر ایسے راتوں کو دلشاد تو	کریگا دنوں کو بہت یاد تو	(حسن)

بالی (ص) = خورد سال، جو عورت کہ سن بلوغت کو نہ پہنچی ہو اور بالی ایک زیور کا بھی نام ہے کہ کان میں ڈالتے ہیں:

جب پیر مغاں سے جا میں دختر رز مانگی	بولا کہ سعادت ہے پر وہ ابھی بالی ہے	(سودا)

بیچ میں پڑنا (ص) = صلح کروانا اور میاں جی ہونا:

دعوئی نقد دل تھا مجھے وزد زلف سے	شانے نے پڑ کے بیچ میں جھگڑا چکا دیا	(مؤلف)

اور تو سب اڑ گئے جو واسطے تھے یار کے	اے جدائی بیچ میں پڑنے کو تو باقی رہی	(واله)

بھڑ کا چھتا (ص) = خانۂ زنبور:

کریں سیر چمن کیا نیش غم دل میں کھٹکتا ہے	کہ تجھ بن یک قلم نرگس کا دستہ بھڑ کا چھتا ہے	(منیر)

آگے بس خراب بکھیڑا ہے	بھڑ کے چھتے کو تو نے چھیڑا ہے	(انشا)

بامن کی بیٹی دیکھے تو کلمہ پڑھے (ص) = عاشق ہو کر مسلمان ہو جائے:

دیکھتے تیرے جلوے کو بامن کی جو بیٹی بھی	منہ سے وہیں کلمہ کو یکبار لگے جپنے	(انشا)

بھیڑ بھاڑ (ص) = کثرت اور انبوہ آدمیوں کا:

گھرا ہے شور سے دل بادل آج اے انشا	کہ بے طرح سے پھنسی برق بھیڑ بھاڑ میں ہے	(انشا)

بیت المال (ص) = کمبخت اور بد نصیب:

بن لگاوٹ رہ نہیں سکتا ہمارا دل کبھی	کیا بری خو پڑ گئی کمبخت بیت المال کی	(انشا)

مجھ کو آتا ہی نہیں چاہ کا ڈھب بیت المال	کسطرح کرتے ہیں کیا جانیے سب بیت المال	(رنگین)

بلبلی (ص) = احمق اور بے سلیقہ:

بلی ولایتی تو لائی پالی آپ نے	پھر کہیو مجھکو تم کہ بلبلی نظر پڑی	(انشا)

بوغبند (ص)= ایک وہ کپڑے زیر و بالا سے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس میں لحاف اور توشک باندھ کے رکھتے ہیں:

عاشق کو بوغبند میں باندھا شب اپنے یوں ــــ نہ ہو کے دست بقچے میں جیسے قبا بندھے (انشا)

کوڑھ پن سے آج دائی تونے کھولا بوغبند ــــ ایک محرم کے لیے سارا ادھیڑ ولا بوغبند (رنگین)

باندیاں (ص)= پرستاریں:

جھاڑو جھٹکو گھر کی آرائش کرواے باندیو ــــ آج ہیں رنگیں کے آنے کی یہاں تیاریاں (رنگین)

بھٹور (ص)= بھٹ، سرخ مٹی جلی ہوئی چولہے کی:

ڈنک سب رکھتے ہیں رنگیں ان پہ آکر ل بھٹور ــــ دیکھیے کیا ظلم میرے پر ہیں لائیں کیڑیاں (رنگین)

بغلیں سونگھنا (ص)= معمول ہے کہ جب آدمی کو تے آتی ہے تب واسطے نہ آنے تے کے بغلیں سونگھتے ہیں:

جان کر مکھیوں کو جنس دغل ــــ سونگھتے ہیں گل اپنی اپنی بغل (انشا)

بھتی کھائے (ص)= سیوم کا حلوا کھائے۔ یہ بھی ایک طور کی قسم ہے:

باتوں باتوں میں نے اس سے رات ــــ یوں کہا دونوں جب مزے میں آئے

قطعہ

میری چھاتی سے دوڑ کر رنگیں ــــ تو نہ لپٹے تو میری بھتی کھائے (رنگین)

بالے میاں (ص)= حضرت مسعود غازی قدس سرہٗ کہ ہمشیرہ زادہ تھے شاہ محمود غزنوی کے اور بالے میاں ان کا لقب ہے کہ وہ جناب قدسی مآب بھر چاردہ سالگی ہاتھ سے کفار ہند کے شہید اکبر ہوئے اس واسطے کہ انھوں نے عنداللہ کمر جہاد پر باندھی تھی اور مزار پر انوار حضرت کا کہ زیارت گاہ جن و بشر ہے قصبۂ بہرائچ میں ہے اور انبوہ خلائق ہر سال واسطے زیارت کے جمع ہو کر بہرائچ کو جاتا ہے اسے بالے میاں کی مینڈنی کہتے ہیں:

یوں چلی مژگاں سے اشک ــــ خوں فشاں کی مینڈنی

جیسے بہرائچ چلی بالے میاں کی مینڈنی (انشا)

بچ کھیلیو (ص)= فریب میں نہ آنا، ہوشیار رہنا:

بچ کھیلیو تو گنجفۂ عشق میں دلا ــــ وہ بدقماش خوں سے کہیں رنگ لے نہ چنگ (مؤلف)

میں کہے دیتا ہوں انشا سے نہ داؤ پیچ کھیلیو　　وہ بلا ہے تجھ پہ آفت ہے اک استاد ہے　(انشا)

بال چھتری (س) = پگڑی:

شیخ صاحب کے رندرو میں مار　　بال چھتری کو لیں گے سر سے اتار　(مؤلف)

بندگی (س) = سلام اور بعض جا پر بندگی، گذشتہ حرکت کی یاد دلوانے کو زبان پر آتی ہے تاکہ طرف ثانی شرمندہ اور نادم ہو:

ہم نے حیراںؔ کو جو روتے دیکھا　　بن گئی چھیڑنے کی گھات مری
ان کی خدمت میں ادب سے میں نے　　قطعہ　　عرض کی دیکھیے کرامات مری
ہم نہ کہتے تھے کہ دل آپ نہ دیں　　بندگی قبلۂ حاجات مری　(حیراںؔ)

اور بندگی خدمت گذاری کو بھی کہتے ہیں:

لا علاجی ہے مجھے رہتی ہے جو آوارگی　　کیجے اب کیا میر صاحب بندگی بیچارگی　(تقی میر)

بھیس بدلا (س) = صورت اور لباس کو تغیر و دگرگوں کیا:

پہن سیلی اور گیروا اوڑھ کھیس　　چلی بن کے صحرا کو جوگن کا بھیس　(حسنؔ)
بھیس بدل کر وہاں جائے تھا معروفؔ تو　　ہم نے تری چوریاں رات کو پہچانیاں　(معروفؔ)

برا مانا (س) = آزردہ خاطر اور رنجیدہ دل ہوا اور گراں گذرا:

برا جو مانتے ہو میرے چاہنے سے تم　　بتاؤ اس میں بھلا کیا برائی ہے صاحب　(ظفرؔ)
نہ برا مانیں تو میں نوچ لوں ایک مٹھی بھر　　بیسگا ہے تری کیاری میں ہرا ساگ لگا　(انشاؔ)

بات بڑھی (س) = قصے نے طول کھینچا:

پھیر تو جس وقت بڑھی آگے بات　　اپنی جڑی دھول اسے اس نے لات　(سوداؔ)

بوجھ بھار (س) = گردش ایام اور سختی طالع:

مرے یا آپ کوئی مارا جاوے　　جہاں کے سر سے بوجھ اور بھار جاوے　(سوداؔ)

بھرم کھلا (س) = راز و گمان کی بات ظاہر کی:

میں جو نالاں ہوں تو بلبل کا بھرم کھل جائیگا
وہ جو خنداں ہو تو ہر گل کا بھرم کھل جائیگا　(مؤلف)

ے ص ۶۶ پر بھی موجود۔

اور کیا کیا کھولوں میں اب اس کے بھرم کہتے تھے وہ آتی ہے کہ مجھکو شرم (سودا)

جب برس کر اپنا چشم نم کھل جائے گا تو حباب آبجو تیرا بھرم کھل جائے گا (سرور)

بھری مجلس اور بھرا دربار (ص) = کثرت اور انبوہ خلائق کا:

بھری مجلس میں روتی شمع کیوں میری طرح اسکو

جو ہوتا حوصلہ بے طاقتی اور جانگذاری کا (مصحفی)

رقیبوں سے بھری مجلس میں تو کرتا ہے سرگوشی

گوارا کب ہے مجھکو ڈر سے تیرے خو کے بیٹھا ہوں (رنگین)

بن ترے دیکھ کے قاتل بھری محفل خالی چشم بھر آئی تو رو رو کے کیا دل خالی (مؤلف)

جو ہک سمجھے مجھے اس عشق کی سرکار میں یاالٰہی اسکو خفت ہو بھرے دربار میں (آتش)

بات منہ سے نکلی اور پرائی ہوئی (ص) = جو بات کہ غیر کے کان پڑی چھپتی نہیں:

پردہ نشیں کے عشق کی کیوں لب تک آئی بات اے دل جو نکلی منہ سے ہوئی وہ پرائی بات (مؤلف)

ہمدم نہ پوچھ مجھ سے احوال دل کہ کیا ہے جو بات منہ سے نکلی سو ہو چکی پرائی (ہمدم)

کیوں ذکر بزم غیر میں عام اور کا ہوا اے بیخودی جو نکلا کلام اور کا ہوا (منیر)

بھری رانیں (ص) = گداز اور گاؤدم:

وہ کمر جس سے کہ وابستہ رہی تار نفس ہوں سرین گول بھری رانیں ہوں ایسی ہی کہ بس

دیدۂ حسن کو بھی دید کی ہو جن کی ہوس ساق پاہوں یہ بلوریں کہ چلے ان پہ جو بس (جرأت)

بیٹھ کر دست محبت سے دباؤں کیا کیا تجھ کو دکھلاؤں میں جوں شمع جلاؤں کیا کیا

برف میں لگی ہوئی (ص) = برف میں جمی ہوئی اور سرد کی ہوئی:

جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا (انشا)

بن آئے (ص) = بے موت:

وہ نہ آوے تو یہ ہوجائے غلط کہ بن آئے نہیں مرتا کوئی (جرأت)

بیندھنا (ص) = موتی میں روزن کرنا:

تعجب ہے بہم اشکوں کا ہو ناتوک مژگاں سے کہ موتی بیندھتے دیکھا نہیں خار مغیلاں سے (سرور)

تیر مژہ سے اسکے دل بندھ کے رہ گیا حیف ابروئے راست خم کی تلوار تک نہ پہنچا (مصحفی)

دل عاشق میں کرے کیونکہ نہ آنسو سوراخ اسی الماس سے جاتا ہے یہ بیندھا گوہر (ذوق)

بسنت کی بھی خبر ہے (ص) = اے غافل نیا گل پھولا چاہتا ہے:

جب اٹھ گیا جنوں سے خاطر نچنت کی آئی بہار تجھ کو خبر ہے بسنت کی (آبرو)

سارے زنبور ہی اب آئے نظر ہے کچھ انشا بسنت کی بھی خبر (انشا)

بت مارا (ص) = مشت زنی کی:

بیاد خلیل خدائے ودت جڑا لات و عزا کو انشا نے بت (انشا)

بغل کا گھونسا (ص) = قریب رہے اور دشمنی کرے، بظاہر دوست باطن میں عدو:

تو نہ چوری سے لگا تان کے بلا گھونسا دل ہے پہلو میں ملا ہے یہ بغل کا گھونسا (منیر)

باسک کی چوٹی پتال میں گئی (ص) = سانپ مارے خوف کے تحت الثرا میں پوشیدہ ہوا اور اہل ہند کے نزدیک باسک سانپوں کے بادشاہ کا نام ہے:

شب ابھی درازی سے جو خلخال میں چوٹی باسک کے گئی دیکھ کے پتال میں چوٹی (ظفر)

باگ لی اور باگ اچکائی (ص) = گھوڑے کو دوڑ لیا اور کدلیا:

سبک روی سے یقیں ہے کہ ہم نہ ڈوبیں گے جو اپنے لیجے گھوڑے کی باگ پانی پر (انشا)

گھوڑے جلو میں وہ ہیں کہ بلے سے ماہ کے کاوے کو جن کے جانتا ہے بہتر آسماں

قطعہ

راکب کا جن کے ہو یہ ارادہ کہ بلکہ شرط جب چاہوں چھولوں باگ کو اچکا کر آسماں (ذوق)

بس بھری (ص) = زہر آلودہ:

بس بھری ناگن ہے کیا زلف سیاہ جس کو دیکھ افعی نے لہریں کھائیاں (تقی میر)

دیکھیو چتکی مری لگی ہے کیا بس کی بھری

جس پہ گوئیاں نے دوا اتنی بڑی سسکی بھری (رنگین)

بانگی (ص) = نمونہ جنس کا:

یہ دوگانہ میری ایسی ہی پری ہے خانگی جتنی ہیں حوریں بہشتی سب کی ہے یہ بانگی (رنگین)

پ

پھول ہوئے (مص) = مردہ کا سیوم ہوا اور شہروں میں تیجا کہتے ہیں:

جو آئے وہ تو نہ پھولا سماؤں قبر میں میں — خبر کرے کوئی اس گل کو میرے پھولوں کی (ناسخ)

شبنم سرشک بار تھی اور گل ملول تھے — شاید کہ عندلیب کے گلشن میں پھول تھے (مؤلف)

آج کہتے ہیں کہ ہیں پھول ترے کشتے کے — مہندی ہاتھوں میں تو قاتل نہ لگا تیسرے دن (شاہ نصیر)

رکھے سیپارۂ گل کھول آکے عندلیبوں کے — چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے (آرزو)

پھینک دے بے رحم اب تو کان کے بالے کے پھول
آج سنتے ہیں ہیں تیرے چاہنے والے کے پھول (رنگین)

قبر پر اس کی چڑھا اپنے تو ہار کے پھول — آج ہیں رشک چمن ہیں ترے بیمار کے پھول (محنت)

کچھ خبر بھی ہے تجھے چل فاتحہ کے واسطے — آج لائے گھر ہیں تیرے عاشق مفلس کے پھول (منیر)

آج اے غنچہ دہن اتنا تو کھل کھل کے نہ ہنس — لوگ کہتے ہیں کہ کل ہیں ترے بیمار کے پھول (مختصر)

جس زمیں پر ہوں ترے کشتہ دیدار کے پھول — کیوں نہ پھر واں سے اگیں نرگس بیمار کے پھول (آتش)

پھول پڑا (مص) = آگ لگی:

گلشن میں مگر پھول پڑا اس گل رو سے — کیوں ورنہ چلی آتی ہے یوں باد صبا گرم (آتش)

بھول کر بھی جو کسی اور کے گھر پھول پڑے — تو الٰہی کرے گوئیاں ترے گھر پھول پڑے (رنگین)

چادر مہتاب گردوں پہ نہ جل جاوے کہیں — مجھکو ڈر ہے اپنے آہ آتشیں کے پھول کا (عاصی)

قطعہ

نیا ہے یہ شگوفہ کیا کہ اکثر — رہا ہے پھول پڑتا گلستاں میں

کوئی بجلی کا ٹکڑا اب تلک بھی — پڑا ہوگا ہمارے آشیاں میں (تقی میر)

شعلہ طرف سے باغ کے نکلے ہیں متصل — بلبل کے آشیانے میں شاید پڑا ہے پھول (ممنون)

سرخ انگارا سا ہے جو جا بجا گلشن میں پھول — باغباں کیا موسم گل میں پڑا گلشن میں پھول (مؤلف)

پھول آئے (مص) = عورت کو حیض آیا:

ہر مہینے میں کڑھاتے تھے مجھے پھول کے دن — ہائے اب کے تو مرے ٹل گئے معمول کے دن (رنگین)

ہیں جو اس ایام میں سرمست رند — ساقیا کیا دخت رز پھولوں سے ہے (مؤلف)

پھول (ص) = شراب دو آتشہ، تیز اور تند:

کیا گل کی احتیاج کہ ہے پھول خود شراب — کافی یہ میکدہ ہے جو ساقی چمن نہیں (ناسخ)

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار — کہ صحرا سے اب دل ہوا خار خار

کوئی پھول سی دے شتابی شراب — کہ شہر مطالب پہنچوں شتاب (حسن)

ہوئے گا اس میں ضرر تیر اکڑے مت پی شراب — بیٹھ میخانے میں پیتا ہے تو پی جالے کے پھول (رنگین)

پھول (ص) = قلزات کہ اکثر اس کے ظروف ہوتے ہیں:

ساقی نہ جام جم میں پلائے کو بھول کے — دے فصل گل میں پھول کٹوری میں پھول کے (مؤلف)

ساغر یاقوت توڑے کیوں نہ خورشید فلک — ہے کٹورا ہاتھ میں اس مہ جبیں کے پھول کا (عاصی)

پھول کھلے (ص) = زن تا کتخدا کی شادی ہوئی اور باہم وگر عقد مناکحت بستہ ہوا:

رند کا غنچۂ دل کیوں نہ بمعمول کھلے — ہو مبارک تجھے اے دختر رز پھول کھلے (مؤلف)

پھول چنے (ص) = اول مشہور بمعنی گلچیدن۔ دوم رسم ہنود ہے کہ مردے کے استخوان سوختہ

کو چن کر دریا میں ڈال دیتے ہیں۔ اس کو ان کی اصطلاح میں پھول چنا کہتے ہیں:

جلنا راجہ تن سین کا بعد مرنے کے:

جلا جب آتش گل سے زر گل — دخاں پیدا ہوا مانند سنبل

زغال چوب صندل سوسنی رنگ — برنگ غنچۂ گلنار دل تنگ

چھڑکتی کیوں نہ دلسوزی سے بلبل — بجائے روغن اس پر روغن گل

گلستاں چتا سے حسب معمول — چنے مردم نے گلچیں کی روش پھول

جلا سیماب آسا جب وہ دلگیر — بنی تب خاکساری اس کی اکسیر (مؤلف)

پٹھا (ص) = اس اصطلاح کے کئی معنی ہیں۔ اول برگ گیاہ:

برق آہ جگر ہے مری ذرکو ک دہقاں — چھوڑے گی نہ خرمن میں یہ ایک جوار کا پٹھا (شاہ نصیر)

چشم پر ہر موئے مژگاں کب ہے رشک ماہ کا — آہوئے تاتار کے منہ میں ہے پٹھا کاہ کا (مؤلف)

دوئم بمعنی جلد کتاب:

نہ کیوں ہو پانی پانی رشک سے دیوان سحابی کا — کہ پٹھا ہے گل رخسار اس روئے کتابی کا (مؤلف)

کرتی نہ صبا ہر ورق گل کو پریشاں　　ہوتا جو کتاب گل گلزار کا پٹھا (شاہ نصیر)

سیوم عصب اور پے تن کو کہتے ہیں:

یہ کاہکشاں کا نہیں زرتار کا پٹھا　　ہے گردن گردوں ستمگار کا پٹھا (شاہ نصیر)

اور چہارم بچہ جوان طائر کو کہتے ہیں:

ہے اس کی فریضہ دل ہمہ سو آواز　　رکھتا ہے یہ تنہا نہ مرے یار کا پٹھا

قطعہ

بلبل کے تو ہوش اڑتے ہیں ہاں روبرو کے　　کیا بولے گا طوطی شکر خوار کا پٹھا (شاہ نصیر)

اور پنجم کاکل کو کہتے ہیں:

جس نے یہ اس بت کافر کے بنائے پٹھے　　ہاتھ ہو جائے خدایا قلم اس نائی کا (صنعت)

پانی بہانا(ص)= ہند میں رسم ہے کہ جاہل لوگ بعد لیجانے میت کے گھر کا سب پانی بہادیتے ہیں اس واسطے کہ ان کی عقل ناقص کے نزدیک قابض ارواح جس ہاتھ سے کہ جان آدمی کی نکالتا ہے اس گھر کے پانی میں وہ ہاتھ خون آلودہ اپنے ڈال کر دھوتا ہے:

لاشہ لخت جگر کو جو اٹھاوے مژگاں　　جوش زن کیوں کہ نہ ہو دیدۂ تر کا پانی

قطعہ

مردم خانہ ماتم بس مردہ ہمدم　　سچ کہا ہے کہ بہادیتے ہیں گھر کا پانی (شاہ نصیر)

پانی چھانا(ص)= پانی چھڑکنا۔ دستور ہے کہ جب چیچک رو بہ صحت ہوتی ہے کہ جس کو ڈھلنا کہتے ہیں۔ اس پر پانی چھڑکتے ہیں۔ اس کو اصطلاح میں پانی چھانا کہتے ہیں:

ترشح کا سبب مت پوچھو کیا ہے　　کہ یہ گردوں ہی پانی چھانتا ہے (جرأت)

پل بندھ گیا(ص)= تودہ تودہ اور انبار انبار جمع ہو گیا:

دل و جان و جگر پر بے تامل　　غم و درد و الم کا بندھ گیا پل (جرأت)

پھونکا(ص)= جلادیا:

بلبل نے کہا آگ مری جان میں پھونکے　　پر باد صبا گل کے نہ کچھ کان میں پھونکے (شاہ نصیر)

تمام عالم کو اک نے جوش میں لاتی ہے نالہ سے

جو میں نالہ کروں تو پھونک دوں سارے نیستاں کو (عشرت)

پھونک دی سوزش غم نے بدن میں آتش　　لگ اٹھے بعد فنا کیوں نہ کفن میں آتش (مؤلف)

پاش پاش (ص) = لخت لخت اور پارہ پارہ:

ہوئی ناخن برگ گل سے خراش جگر غنچہ کا ہوگیا پاش پاش (مؤلف)

کچھ فغاں تو عندلیب نالۂ دلخراش سے صورت گل ہزار دل ہوں ابھی پاش پاش سے (جرأت)

پتلا حال ہے (ص) = حال تباہ ہے قریب مرگ نوبت پہنچی ہے:

فربہ اندام جو کہ تھا بقال مارے کھانسی کے اب ہے پتلا حال (جرأت)

پہنچا ہے اس حال کو اسہال ہے لگ گئے ہیں دست پتلا حال ہے (شوکت)

پالا (ص) = تودہ خاک کا کہ اطفال واسطے بازی کے اکٹھا کرتے ہیں:

ہم تو پامال جنوں مرکے بھی اے جاں ہونگے خاک کا پالا بنا کھیلتے طفلاں ہوں گے (منیر)

پیچھے پڑے (ص) = غصہ کیا اور در پئے آزار ہوئے:

بلا سے وہ دیکھ اس کے پیچھے پڑے کہا سن تو او موذی و مدعی

تجھے سیر کو میں نے گھوڑا دیا نہ اس مال زادے کو جوڑا دیا (حسن)

ہے چشم مری یا کوئی ساون کی جھڑی ہے عالم کے ڈبونے کو مگر پیچھے پڑی ہے (شوق)

دل لے لیا اب جان کے لینے کو اڑی ہے زلفیں نہ سمجھ کالی بلا پیچھے پڑی ہے (مہر)

پاتراب کیا (ص) = رسم ہے کہ جب کوئی شخص سفر کو جاتا ہے اور اس دن تاریخ ٹھیک نہیں ہوتی تو کوئی چیز اپنے پہلے واسطے شگون کے کسی آشنا کے گھر کہ جو راہ میں واقع ہوتا ہے، رکھوا دیتا ہے۔ پھر روانگی کے وقت ساتھ لے لیتا ہے:

سفر کے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا نکل کے چشم سے آنسو نے پاتراب کیا (حسرت)

سفر کے نام سے ہے جس کی جاں کو عزم سفر توکیا غضب ہے وہ جس وقت پاتراب کرے (معروف)

کوچ میں دیر کی تو گور میں میں کروں گا پاتراب اے قاصد (ناسخ)

پانی پانی ہو گیا[1] (ص) = شرمندہ اور نادم و خجل اور منفعل ہوگیا:

ترے آگے چمن ہے پانی پانی شرمساری سے روانی میں مشابہ رنگ گل ہے خون جاری سے (ناسخ)

دیکھ مژگاں بت کافر کی دھار پانی پانی ہوگئی خنجر کی دھار (مؤلف)

عرق افشاں ترے اس عارض گلگوں کو جو دیکھا خجالت سے چمن میں شبنم گل پانی پانی ہے (ممنون)

---

[1] ص ۱۰۲ پر بھی موجود۔

وہ پانی پانی ہوا شرم سے تو محفل میں　　بہا کے اشک ہوا کیا ہے انفعال مجھے　(ناسخ)

دیکھ کر مہتاب سادہ سینہ صاف　　پانی پانی ہو گیا آئینہ صاف　(سرور)

دیکھی رخ کی جو تری جلوہ گری شیشہ میں　　پانی پانی ہو خجالت سے پری شیشہ میں　(جرأت)

پہلو مارنا (مص) = برابر اور ہمسر ہونا:

سی نہ چاک گل کو بلبل سوزن منقار سے　　مارتا پہلو ہے مرے زخم پہلو دار سے　(مؤلف)

تیر مژگاں ہی نہ پہلو مارتے ہیں تیر سے　　ہمسری کرتے ہیں ابرو بھی خم شمشیر سے　(تقی میر)

پہلے کہہ لو (مص) = وعدہ اور عہد کر لو:

اب تم سے کہوں جو کچھ ہے مرے دل میں　　سب تم سے کہوں جو کچھ ہے مرے دل میں

رباعی

پہلے کہہ لو کہ میں نہیں کہنے کا　　تب تم سے کہوں جو کچھ ہے مرے دل میں　(حیف)

پھر مانگو (مص) = کچھ موجود نہیں اور برکت ہے کے بھی یہی معنی ہیں۔ دستور ہے کہ جو فقیر دروازہ پر سوال کرتا ہے اور صاحب خانہ کو دینا منظور نہیں ہوتا تو کہہ دیتا ہے کہ پھر مانگو یا برکت ہے:

جب مانگوں ہوں میں اس سے سائل کی طرح بوسہ

کہتا ہے مجھے ہنس کر پھر مانگو خدا دیوے　(تعیم)

پاسنگ کو نہ پہنچے (مص) = ذرا برابر اور مقابل نہ ہو:

کون یاں بازار خوبی میں ترے ہم سنگ ہے　　حسن کی میزاں میں تیرے مہر و مہ پاسنگ ہے　(بیدار)

اس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر　　دیکھا تو نہیں اس کے وہ پاسنگ برابر　(سلطان)

وہ سنگ پاک جس سے اس بت نے پاؤں دھوئے　　پھر اس کے سنگ پارس پاسنگ کو نہ پہنچا　(مؤلف)

شمہ جو بیاں کیجے اوصاف کا اس کے　　جو خوبی دنیا ہے لگے اس کے نہ پاسنگ　(سودا)

اس کے پاسنگ کو پہنچا بھی نہ ماشاء اللہ　　تیری میزان عدالت میں جو تولا خورشید　(مؤلف)

پلیتھن نکل گیا (مص) = حال تباہ ہو گیا اور نقصان شدید ہوا:

یاں پلیتھن نکل گیا واں غیر　　اپنے ٹکے لگائے جاتے ہیں　(تقی میر)

پانی اترا (مص) = چشم کور ہو گئی اور خلل نزول کا واقع ہوا:

گو ہیں آنکھیں یہ سوجھتا کیا ہے　　چشم نرگس میں پانی اترا ہے　(جرأت)

چشم فتاں سے کرے کیوں کہ تری ہم چشمی　　چشم میں چشمۂ عینک کے ہے اترا پانی　(مؤلف)

پاؤں میں کیا مہندی لگی ہے (ص) = عذر بیجا اور بہانہ اور حیلہ ہے:

مہندی تو سراپا نہیں پاؤں میں لگی ہے　　تو بہر عیادت جو صنم اٹھ نہیں سکتا

قطعہ

بیمار ترا صورت تصویر نہالی　　بستر سے ترے سر کی قسم اٹھ نہیں سکتا　(شاہ نصیر)

ہم اٹھ نہ جاویں کیونکر در سے تمہارے تم تو　　پاؤں کو اپنے گھر میں مہندی لگا کے بیٹھے　(مصحفی)

پہلو سے تیر یار نکلتا نہیں جو تو　　کیا خون دل سے پاؤں میں مہندی لگائی ہے　(مؤلف)

پلشت (ص) = ناپاک اور زشت و زبوں و بے حیا:

سرمست ہم ہیں آنکھوں کے دیکھے سے یار کی　　کب یہ نشہ ہے دختر رز تجھ پلشت میں　(تقی میر)

کیا چیز ہے گلاب کلی اس کی کیا پلشت　　کر بیٹھے جو مقابلہ اس کے دہن کے ساتھ　(انشا)

دل کو لگائے نوج کوئی مرد زشت سے　　چھٹے ہے دوگانہ جان مجھے اس پلشت سے　(رنگین)

پیر کا نیزہ (ص) = بڑا متبرک اور جائے ادب:

کاغذ کا تاؤ کیا ہے ترے روبرو قلم　　ایسا ہی یعنی پیر کا نیزہ ہے تو قلم　(شاہ نصیر)

پاؤں بھاری ہے (ص) = حاملہ ہے:

سوچ اس کا جو نہ ہو مجھ کو تو پھر کس کو ہو　　جانتی تو نہیں کیا پاؤں ہے بھاری انا　(رنگین)

پاؤں پھیلائے سوتے ہیں (ص) = بے خوف و اندیشہ اور فارغ البال سوتے ہیں:

حاصل ہے امن خلق کو یہ تیرے عہد میں　　پھیلا کے اپنے سوتے ہیں بے اختیار پا　(حسن)

دامن چادر مہتاب میں شب کو سایہ　　پاؤں پھیلا کے یہ سویا کہ اٹھا وقت سحر　(مؤلف)

خفتگان خاک کی مجھ کو فراغت پر ہے رشک

سوتے ہیں کیا چین سے یہ پاؤں پھیلائے ہوئے　(مصحفی)

عدل سے تیرے عدم میں سر رخسار لیاز　　پاؤں پھیلائے ہوئے سوتے ہیں گیسوے دراز　(سرور)

پاؤں پھیلائے (ص) = مچلاپن اور ضد کی:

یہ پاؤں چاک نے پھیلائے ہیں کہ دست جنوں　　قریب ہے کہ گریباں سے تا بدامن جائے　(انشا)

اشک سیلاب نمط تا سر مژگاں پھیلا　　طفل ابتر نے دیے پاؤں بداماں پھیلا　(شاہ نصیر)

قید ہستی سے نکل کر قبر میں گر جاؤں میں　　حشر کو بھی پھر نہ اٹھوں پاؤں یہ پھیلاؤں میں　(معروف)

اس طرف وہ ہاتھ سے دامن چھڑا جانے لگا　　ہر طرف چاک گریباں پاؤں پھیلانے لگا　(رقت)

جو دن میں پاؤں سو سو بار پھیلاتا ہو دامن تک
رہے کب تک بھلا ایسے کوئی چاک گریباں کو　(آزاد)

دل کو لو، جی کو نہ مانگو صاحب　　پاؤں بس اور نہ پھیلاؤ جی　(رنگین)

پاؤں نکالے (ص) = از خود رفتہ اور خود سر ہو گیا:

یاں پاؤں کیا نکالیے تصویر کی طرح　　ہستی لگی ہے صورت قید فرنگ ہاتھ　(منیر)

نکل کر چشم نم سے دامن مژگاں پہ لوٹے ہے　　نکالے پاؤں کیا سر دم ہیں طفل رشک ابتر نے　(مؤلف)

پتھر تلے کا ہاتھ اور پتھر تلے ہاتھ دب گیا ہے (ص) = عالم مجبوری اور بے اختیاری اور ناچاری اور بے بسی:

پتھر تلے کا ہاتھ ہے غفلت کے ہاتھ دل　　سنگ گراں ہوا ہے یہ خواب گراں مجھے　(درد)

دل مرا اس سنگ دل کے ساتھ ہے　　کیا کروں پتھر تلے کا ہاتھ ہے　(جرأت)

عشق بتاں سنگدلاں چھوٹتا نہیں　　کیا کیجے آگیا ہے مرا زیر سنگ ہاتھ　(شاہ نصیر)

ابھرے ہے تو اے شیشہ بی اپنی دھول پر　　نکلا ہے ترا ہاتھ جو پتھر کے تلے سے　(عظیم)

آنکھیں جب پتھرا گئیں مژگاں کو جنبش کیوں کہ ہو　　مردماں چشم کا ہے ہاتھ پتھر کے تلے　(مؤلف)

کیوں کر یمن کے خاتم پا قوت اٹھ سکے　　پتھر تلے ہے اس بت نازک بدن کا ہاتھ　(ولی)

دست بردار ہوں کیوں کر بت سنگین دل سے　　دب گیا ہاتھ مرا اب تو تلے پتھر کے　(جرأت)

پنجے جھاڑ کر لپٹا ہے (ص) = درپے آزار و ظلم ہوا ہے:

کہاں ہے مغز میں طاقت نہ چھیڑو شیخ جی صاحب
عبث تم جھاڑ کر پنجے مجھے اے مہرباں لپٹے　(انشا)

زلف میں یکدست شانہ ناخن اپنے گاڑ کر　　پنجہ خورشید سے لپٹا ہے پنجے جھاڑ کر　(مؤلف)

لے گیا صحرا کی جانب وال اسے شوق شکار　　شیر غم پیچھے پڑا یاں کیا ہی پنجے جھاڑ کر　(ناسخ)

ل ص ۱۰۳ پر بھی موجود۔

پانی پانی ہو گیا[1] (ص)= عرق ندامت اور خوئے خجلت میں غرق ہوا:

جب رخ روشن سے روکش تیری جانی ہو گیا — شمع کا تن سر سے پا تک پانی پانی ہو گیا (سرور)

وہ لب جاں بخش جو عیسیٰ کا ثانی ہو گیا — سن کے آب زندگانی پانی پانی ہو گیا (مؤلف)

مل بے میری سخت جانی اف تیری سنگیں دلی — دیکھ کر پتھر کا زہرہ پانی پانی ہو گیا (ولہ)

جو دیکھی اس نے یہ نامہربانی — خجالت سے ہوئی وہ پانی پانی (جرأت)

دیکھ کر آیینہ روئے باصفا کی آب و تاب — پانی پانی ہو کے منہ پر خاک مل کر رہ گیا (سید)

اشک رنگیں کی جو ان آنکھوں سے طغیانی ہوئی — آبرو لعل و گہر کی مردماں پانی ہوئی (وسعت)

تو جو انکھیلی سے چلتا ہے تو موج دریا — پانی پانی ہو خجالت سے ٹھٹک جاتی ہے (شاہ نصیر)

دیکھ کر میری یہ کچھ حیرانی — شرم سے آیینہ بھی تھا پانی (قائم)

اشک کی جب چشم تر سے عین طغیانی ہوئی
آگے اس بے دید کے سب آبرو پانی ہوئی (شور)

شمع بھی دیکھ تجھے ہو گئی پانی پانی — آیینہ کا ہے نہ آگے ترے اب آب بہ دل (انشا)

کیا بیاں مستی کروں اس نرگس مخمور کی — پانی پانی شرم سے ہے جام اس کے روبرو (فراق)

بھلا کیا مرے نامہ کو دھو کے پھینک دیا — کروں گا اسکو میں اب کے جواب میں پانی (ظفر)

شرم سے شب شمع سوزاں پانی پانی ہو گئی — بزم میں آکر ترے تفتہ جگر کے سامنے (معروف)

پانی بھرے (ص)= شرمندہ اور منفعل اور نادم ہو:

گر اس آب و رنگ سے نقشہ تراہانی بھرے
دیکھ کر چاہ ذقن تصویر چیں پانی بھرے (شیفتہ)

اے سوز گریہ آگے تری آب و تاب کے — پانی بھرے ہے جلوۂ آتش فشاں شمع (مومن)

نہ تنہا شدت گریہ سے مردم خوف کرتے ہیں
مرے رونے کے آگے ابر تر بھی پانی بھرتے ہیں (جرأت)

غلط ہے دیدۂ تر سے جو ہم چشمی کرے شبنم — مرا رونا اگر دیکھے تو پھر پانی بھرے شبنم (معروف)

منہ کرے کس وجہ دریا چشم تر کے سامنے — ابر تر پانی بھرے گا چشم تر کے سامنے (آفتاب)

---

[1] ص ۹۸ پر بھی موجود۔

ٹھلیاں عجب طرح کی منقش تھیں سربسر قطعہ تھے اسکے کوئی زور کالالان دست کار
پانی سبوئے غنچہ بھرے تھا جنھوں کو دیکھ ہوتا یہ کیا خم فلک نیلگوں دوچار (شاہ نصیر)

ہمسری کا دم خم ابروسے گر جانی بھرے پانی پانی ہو کے آب تیغ پھر پانی بھرے (مؤلف)

گر دم احیا تراب عیسیٰ ثانی بھرے سن کے آب زندگانی رشک سے پانی بھرے (سرور)

پانی پی پی کے کوستے ہیں (ص)= جلے دل کو ٹھنڈا کر کرکے اور دم لے لے کر بددعائیں دیتے ہیں:

رات دن میں یہی کہے ہوں کہ یاں قطعہ جس نے رنگیں کا کیا آنا بند
پانی پی پی کے یہ کوسوں گی اسے ہو الٰہی وہ زمیں کا پیوند (رنگین)

اب تو دن رات کے رونے کی بدولت اے وائے
پانی پی پی کے لگے کوسنے ہمسائے مجھے (جرأت)

پکھوا (ص)= پہلو اور بغل اور کنار اور آغوش اور بر:

زنہار مرے ملنے کا تو غم نہ اٹھا رباعی پکھوے سے مرے دے کے اسی دم نہ اٹھا
رنگیں سے لڑی ہوئی ہے اس کی چتون جو آوے یہاں دوا تو اودھم نہ اٹھا (رنگین)

پاؤں نکالے (ص)= بدلحاظ ہو گیا ہے اور چل نکلا ہے:

یہ حال اگر ہے تو رہنے کا نہیں یہ دل بے طرح سے اسنے تو کچھ پاؤں نکالے ہیں (حسن)

اس پہ پیدا کیے کیوں چاہنے والے تم نے گھر میں بیٹھے ہوئے یہ پاؤں نکالے تم نے (مومن)

پانی سے پتلا (ص)= بے آبرو اور بے عزت کیا:

لوں لب جاناں سے میں کار مسیحا تو سہی آب حیواں کو کروں پانی سے پتلا تو سہی (مؤلف)

چشم دریادل سے اک طوفاں ہو برپا تو سہی ابر تر تجھ کو کروں پانی سے پتلا تو سہی (سرور)

رخ رشک گل ہے اور پسینے میں ہے وہ بو پانی سے جس نے کر دیا پتلا گلاب کو (جرأت)

گر کبھی اس لب شیریں سے یہ ہوتا رو کش پھر تو میں شہد کو پانی سے بھی پتلا کرتا (معروف)

پتلا ہر ایک پانی سے ہو کر ترے حضور ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو حباب وار (سودا)

روکشی کا گر رخ پرنور سے دعویٰ کرے آب آئینہ کو رخ پانی سے بھی پتلا کرے (شاہ نصیر)

پانی مرتا ہے[1] (مص) = عیب دار ہے:

چشم جاناں سے حیا کا ہے ٹپکتا پانی　　چشم نرگس میں تو شبنم سے ہے مرتا پانی　(مؤلف)

کیوں شرم سے پانی ہوئے دیکھ اب تجھے منہ پاس　　اے جان جو مرتا نہیں اغیار میں پانی　(جرأت)

تیرے رونے کے روبروائے ابر　　پانی اک چشم نم میں مرتا ہے　(مصحفی)

تو چھپتا پردۂ ظلمت میں کیوں اس لب سے ہو تا دم
اگر پانی نہ مرتا اے سکندر آب حیواں میں　(سرور)

پارے کی دیوار (مص) = وہ دیوار کہ جو بے گارے اور چونے فقط سنگ و خشت سے چنی جائے:

جب تلک دیوار پارے کی نہ اک چتونوں میں　　کوئی ممکن ہے دل بیتاب کو ٹھہراؤں میں　(معروف)

دل مضطر کے باعث معدن سیماب ہے سینہ　　کہ پہلو بن گئے دونوں مرے دیوار پارے کی　(مؤلف)

پر چک دی (مص) = اشارہ کیا اور اجازت دی پشتی اور جانب بنداری کی:

ساتھ صاحب کے جو پھرتے ہیں یہ سفلے دو چار　　غور تو کیجے بھلا مجھ سے جھگڑ سکتے ہیں
قطعہ
تنک بھی پر چک ہو اگر آپ کی جانب سے تو پھر　　ابھی خم ٹھونک کے یاں دیوے لڑ سکتے ہیں　(انشا)

بس نہیں مجھ ناتواں کا ہائے جو کچھ کر سکوں　　مدعی پر چک سے اس کی پڑ گیا ہے زور بہت　(تقی میر)

پالا پڑا (مص) = اول معنی ہیں کام پڑنے کے، دوم کہتے ہیں بارید گی برف کو، سیوم پالا کہتے ہیں برگ ہائے خشک کنار صحرائی کو کہ اہل دہلی جسکو جھاڑی بوٹی بولتے ہیں اور چہارم پرورش کردن اور پنجم اختیار اور تحت حکومت میں آنا اور محکوم و فرمانبردار و مطیع ہونا:

حیف ہے دست جنوں کے ہم عبث پالے پڑے
سرگرانی خار نے کی پاؤں میں چھالے پڑے　(شاہ نصیر)

پالا پڑا جو عشق سے ہم کو تو کیا کہیں　　تنہا نہ بر میں یہ دل دیوانہ جل گیا
قطعہ
اس کھیت کا سا مزرعۂ دل کا ہوا ہے رنگ　　جس کشت کا کہ کہتے ہیں ہر دانہ جل گیا　(جرأت)

بڑے بے رحم کے پالے پڑا تو　　ارے دل تیرے دکھ سہنے کے صدقے　(صلاح)

اس دل نے مجھے بہت ستایا　　دشمن کے پڑے نہ کوئی پالے　(مصحفی)

دل بستگی جو ہے کسی زلف دوتا کے ساتھ　　پالا پڑا ہے مجھ کو خدا کس بلا کے ساتھ　(مومن)

---

[1] ص ۱۰۷ پر بھی موجود۔

پرملو (ص) = ایک قسم کے رقص کا نام ہے کہ اصول اس کا بہت مشکل ہے:

کبھی پرملو میں دکھاتی ادا — کہ جوں ٹوٹ کر ہووے بجلی ہوا (حسن)

تب مغنچہ کہنے لگے رکھ ناک پر انگلی تک پرملو ناچو
اور آئے جی آئے گا برا مانے سو بھڑوا ہے موسم عشرت (انشا)

پو پھٹی (ص) = صبح ہوئی اور آفتاب نکلا:

گردن ایسی ہے کہ خوبا کیا کوئی اسکی بتائے — دیکھ کر جس کو صفا صبح کی پو پھٹ جائے (جرأت)

مجھے جو ٹوکے رات کو اس کا — سینہ پو کی طرح سے پھٹ جاوے (انشا)

اور فقط پو سبیل کو کہتے ہیں:

تشنہ کام وادی الفت نہ کیوں سیراب ہو — پو رکھی قاتل نے ہے آب دم شمشیر سے (مؤلف)

شربت اشک کے دم مرے نذر حسنین — سائباں مژہ کی رکھتے ہیں پو پردے میں (حقیر)

پاؤں کھینچا (ص) = آمد و رفت ترک کی اور ملاقات موقوف کی:

یہ نہ ہوویگا کہ جوں نقش قدم بیٹھ رہیں — کھینچ کر ہم سر کوئے بت بے پیر سے پاؤں (شہیدی)

پاؤں نہ دھلوائے (ص) = ادنی اور کمینہ اور حقیر سمجھا:

کیوں کہ دھلوائے وہ مہوش فلک پیر سے پاؤں — جسکا مکھڑا ہو پری اور ہوں تصویر سے پاؤں (شہیدی)

پل میں شیخی جھڑ گئی (ص) = ایک دم میں عزت اور حرمت جاتی رہی، سبک اور حقیر ہو گیا:

ساتھ برسا تھا مرے ابر مژہ کے ایک بار — جھڑ گئی پل بھر میں شیخی ابر دریا بار کی (معروف)

پیزار (ص) = پاپوش اور نعلین اور کفش اور جفت پا اور زیر پائے اور جوتی:

گھر غیر کے جاتی ہے نگار اتری پیزار — رکھ آ کے قدم اپنے گنہگار کے سر پر (شاہ نصیر)

بے دید وہ بے رحم کب دیدار دکھاتا ہے — بیزار یہاں تک ہے پیزار دکھاتا ہے (مؤلف)

اے دل طفیل سایۂ نعلین مصطفیٰ — کافر کے سر کو مار کے پیزار توڑیئے (انشا)

جاں بلب سن کے کسی سے وہ مجھے یوں بولا — میری پیزار سے مرنے دو پڑا مجھکو کیا (جرأت)

قطعہ
جب کہا میں نے نہ کر جور و جفا تو اتنی — ورنہ ہو لونگا میں کسی یار وفادار سے یار
تب لگا کہنے کہ کب میں نے کہا تجھکو نہ ہو — جا بھی ہوتا ہے تو ہو میری پیزار سے یار (منشی)

پتھر نہیں پگھلتے (مص)= معشوقوں کو عاشق پر رحم نہیں آتا:

نرم کیونکر ہو خدایا وہ بت سنگیں دل آج تک ہم نے نہیں دیکھے پگھلتے پتھر (مولف)

ہزار غم کہوں پر ہوں بتاں نہ چشم پر آب سنا نہیں ہے کہ پتھر کہیں پگھلتے ہیں (جرأت)

پچنا (مص)= اول ہضم ہونے کو کہتے ہیں:

کیا کھا سکے وہ اور اسے کیا غذا پچے مشکل سے جس مریض کو تیری دوا پچے (معروف)

اور دوسرے معنی محنت و مشقت کرنے کے اور ہمہ تن مصروف ہونے کے ہیں:

قسمت میں وصل یار نہ ہوئے تو کیا حصول مانند کوہ کن کوئی سالہا پچے (معروف)

پانی نہ مانگے (مص)= دم نہ لے اور مر جائے:

زندگی کیوں کر کوئی مانگ میں جانی مانگے جب نہ خضر اس رہ ظلمات میں پانی مانگے (شاہ نصیر)

الاماں کیوں نہ دل اس تیغ سے جانی مانگے جس کا مجروح نہ لے سانس نہ پانی مانگے (منیر)

تیغ ابرو کی جو دریافت کرے برانی پڑے ایسا ہی تو مارا کہ نہ مانگے پانی (جرأت)

تو پہنے کو قبا شوخ جو دھانی مانگے دھان کا کھیت رہے کھیت نہ پانی مانگے (شاہ نصیر)

پانچ ہے (مص) = ہر کام میں دخل رکھتا ہے اور زمانے کا نیک و بد دیکھا ہے:

بانکپن میں پانچ ہے چلتا ہے وہ چھلوں کے بل رہ میں تکتی نہیں اس فتنہ گر کی ایڑیاں (ناسخ)

پیالا ہوا (مص)= عرس ہوا:

پیالا مجھ آزاد کا بھر دے ساقی نہیں میرا پیالہ ہوا چاہتا ہے (ناسخ)

پر چھا ہو گیا (مص)= معاملہ فیصل ہوا اور قصہ یکسو ہو گیا:

حشر کے دن اک بڑا ہنگامہ تھا آتے ہی کچھ اس نے پر چھا کر دیا (مصحفی)

پھسلنا پتھر (مص)= مشہور ہے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ کے مزار پر انوار کے قریب تالاب شمسی اور حوض جھرنے کا ہے۔ اس کے پاس ایک پتھر سنگ سرخ کا ایک ڈھلوان تعبیہ کیا ہوا ہے کہ اکثر لڑکے اور نوجوان اس پتھر پر سے پھسلتے ہیں:

وہ شوخ جھرنے کی سیر کرنے پھسلنے پتھر پہ جبکہ بیٹھا

پکاری خلقت ادھر ادھر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باراں (نصیر)

پچیسی (ص) = چوسر جو کوڑیوں سے کھیلتے ہیں:

یعنی چٹ پٹ کی اسی سے ٹھہرے   کھیلنے والے جو پچیسی ہو   (انشا)

پھول گیا (ص) = خوشی کے باعث فربہ ہوا اور مغرور ہو گیا:

اے نشاط افزائے گلشن دیکھ کر غنچہ تجھے   اس قدر پھولا کہ تنگی سے قبا میں پھنس گیا   (ظفر)
سر پہ رکھیں کلاہ شگوفہ نہ کس طرح   اپنی ادا دکھلانے کو طفلان شاخسار

پھولے نہیں نہال سماتے ہیں آپ میں   بن کر چمن میں شکل عروسان طرحدار   (شاہ نصیر)

باغ میں کس گل کی ہے آمد کہ جو   نکہت گل پھولے سماتے نہیں   (بقا)

تو گل باغ پہ نہ بلبل پھول   وہ تو ہے گا گلاب کا سا پھول   (تقی میر)

چار دن اور بھی گلشن میں گلوں کی ہے بہار   دیکھ بلبل نہ بہت چھچھے تو مار کے پھول   (محت)

قطعہ
دولت یمن قدم سے ترے دیوانے کے   سر اٹھائے ہوں کھڑے کیونکہ نہ بن کے کانٹے
آپ میں صورت گل پھولے سماتی ہی نہیں   خلعت جامہ سرخ آج پہن کے کانٹے   (جرأت)

صبا ہم پاس تو آج آئے ہے کس گل کی یہ بولی   جو بیخود ہو سماتے پیرہن میں ہم نہیں پھولے   (ولی)

پانی مرتا ہے (ص) = عیب دار ہے، نقص سے خالی نہیں ہے:

ہے خجل رخ سے جو ہوتا ہے سر شام غروب   کچھ تو ہے چشمۂ خورشید میں مرتا پانی   (مولف)

کیوں چھپا ظلمت میں گر اس لب سے شرمندہ تھا   جان کچھ پانی مرے ہے چشمۂ حیواں کے بیچ   (آبرو)

پری کی مسجد (ص) = نواح شاہ جہاں آباد میں جانب غروب ایک مسجد مختصر سنگ سرخ سے تعمیر کی ہوئی تھی اور وہ پری کی مسجد اس واسطے مشہور تھی کہ بنوایا تھا اس کو پری نے۔ پری نام تھا جہانگیر بادشاہ کی حرم کا۔ چنانچہ مولف نے اس مسجد کو ۱۲۳۰ ہجری میں ثابت دیکھا تھا بعد چند سال کے صاحبان انگریز نے مسجد مذکور کو مسمار کروادیا اور ایک کنواں اس مسجد کے قریب تھا کہ تلوار ساز اس کے پانی سے تلواروں کو آبداری دیتے تھے۔ وہ آب بہت آبداری بخشتا تھا۔ طرز وترکیب میں وہ تلواریں ہو بہو اصفہانیاں ہوتی تھیں اور پری کی مسجد کہلاتیاں تھیں:

از بس کہ دل سے جرأت بندے ہیں حسن کے ہم   سجدہ کریں گے اس میں مسجد جو ہے پری کی   (جرأت)

جس نے وہ تیغ ابرو دیکھی وہ یوں ہیں بولا   جوہر سے ہم نے تاڑی ہے یہ پری کی مسجد   (انشا)

پچھلا پہر (ص) = پاس چہارم شب کا:

کوئی دیوتا یا کہ یہ جن تھا کافر ‌ ‌ مجھے غصہ آتا ہے پچھلے پہر ‌ (انشا)

پہاڑسی ہے (ص) = درازو طول اور بھاری ہے:

بستی تجھ بن اجاڑ سی ہے ‌ ‌ کمبخت یہ شب پہاڑ سی ہے ‌ (انشا)

ہر گھڑی گذرے ہے کیا اے سنگدل تجھ بن پہاڑ

آہ کے تیشہ سے بھی کٹتا نہیں ہے دن پہاڑ ‌ (مؤلف)

گرچہ ہو ایام سرما اور ہو ماہ جدی ‌ ‌ مجھے ہے بن تیرے دن کو عاشق بے دل پہاڑ ‌ (معروف)

شب فراق تو جیوں تیوں کٹی بنالہ و آہ ‌ ‌ یہ دن پہاڑ سا کیوں کر کٹے میرے اللہ ‌ (فدوی)

پھرتی (ص) = چستی اور چالاکی اور تیز روی اور شتاب قدمی:

خوف شاہین عدالت سے ترے بدخواہ کا ‌ ‌ دیکھنا پھرتی کہ مرغ روح پھر سے اڑ گیا ‌ (مؤلف)

لال لال ان کی کرتیاں دیکھو ‌ ‌ لال پلٹن کی پھرتیاں دیکھو ‌ (انشا)

کہاروں کے زربفت کی کرتیاں ‌ ‌ اوران کے دبے پاؤں کی پھرتیاں ‌ (حسن)

چنگی پڑے (ص) = خدا کا غضب نازل ہو:

لی چپکے سے جبکہ میں نے اس کی چٹکی ‌ ‌ بولا کہ پڑے جان پہ تیرے پچکی

پھر دانت تلے کھٹک کے ناخن کو کہا ‌ رباعی ‌ بس چلیئے جب آشنائی ہم نے کٹ کی ‌ (انشا)

اقرار وصل کر کہ پڑے دل کو تا قرار ‌ ‌ پچکی پڑے مدام کے انکار پر ترے ‌ (سرور)

گو خاک ہوئی لگن میں جل کر اے شمع ‌ رباعی ‌ گرمی نہ گئی تیری سراسر اے شمع

سرجلنے لگا سفیدی چھائی یکسر ‌ ‌ پچکی پڑے ان شرارتوں پر اے شمع ‌ (مؤلف)

آہ جب بے دریغ رنگیں نے ‌ ‌ آکے لی مری ران میں چٹکی

ہاتھ ماتھے پہ مار میں نے کہا ‌ ‌ پڑیو اس اختلاط پہ پچکی ‌ (رنگین)

پلہ بھاری ہے (ص) = نامہ اعمال سنگین ہے اور بڑا گنہگار ہے اور فقط پلہ درازی راہ کے معنی ہیں:

میزان قیاس میں ہنر سے عاری ‌ ‌ جو شخص ہیں طالع نے انھیں دی یاری

اعلیٰ درجہ کو پہنچے وہ، رہ گئے ہم ‌ رباعی ‌ کیوں ہو نہ گراں باروں کا پلہ بھاری ‌ (انشا)

تھا تیر میں رستم کے بڑی دور کا پلہ　　پر تھا نہ ترے ناوک مژگاں کے برابر (مہدی)

پھوہار (ص) = باران تنگ اور باریک:

پھوہار مینھ کی خوش آئند ہے بہت اس وقت　　شراب پینے کا موقع اسی پھوہار میں ہے (انشا)

بارہ دری کے آگے وہ ہے سائباں کھنچا　　مقیش کی تمام ہیں جھالر کے جھکتے تار

قطعہ

میں کیا کہوں کہ اس کی بھی تابندگی ہے یوں　　چمکے ہے جن سے پرتوِ برق سی پھوہار (شاہ نصیر)

پھریری لی (ص) = بدن کانپ گیا اور ہر عضو میں جنبش پیدا ہوئی اور عطر کی بھی پھریری مشہور ہے:

اک پھریری جو ترا خاک بسر لیتا ہے　　تھام جبریل امین اپنا جگر لیتا ہے (انشا)

خوف صیاد سے یاں تک ہمیں ضبط کہ آہ　　نہیں لیتے ہیں پھریری بھی تہ دام کے ہم (جرات)

ملائے لب سے لب لیٹے رہے جب تک وہ لیٹا تھا

پھریری لے کے میں جیوں کر کے اف یکبار اٹھ بیٹھا (ولی)

پھر سے اڑ گیا (ص) = تیز پرے کر گیا۔ یہ اصطلاح سابق بھی تحریر ہوئی ہے[1]:

جب ہوئے گرم رقص غیرت حور　　راگ نغمہ سے گوش تھے مخمور

تال کو جب بجا کیا سر سے　　طائر روح اڑ گیا پھر سے (مؤلف)

منہ بنائے آج کیوں بیٹھے ہو لوگرم دکم　　کیا لڑائی کی وہ پھر سے لال جوڑی اڑ گئی (انشا)

پھولوں کی سیج (ص) = بستر گل:

مثل رگ سنگ سخت ہے رگ ابر بہار　　بن ترے پھولوں کی سیج ہے روش خار زار (مؤلف)

پھولوں کی سیج پر تو وہاں چاندنی میں سویا　　اور رات ہم نے کاٹے یاں سخت بے کلی سے (انشا)

یعنی ادھم شاہ ابراہیم نام　　سیج پر پھولوں کی سوتا تھا مدام (معروف)

پلک نہ پسیجی (ص) = ذرا رحم نہ آیا۔ بڑا سنگدل ہے:

تو چشم گریہ اس سے اے دود آہ مت رکھ　　کیا دخل ہے کہیں جو اس کی پلک پسیجے (انشا)

پھاگ کھیلے (ص) = ہولی کھیل:

ہنوز کہتی ہے جمنا سہاگ دکھلا کر　　کہ خوب کھیلے مہاراج پھاگ پانی پر (انشا)

پیٹ بھر کر ہے (ص) = بیحد و نہایت اور بسیار خوبصورت ہے یا بدصورت ہے۔ یہ اصطلاح

---

[1] قبلاً یہ اصطلاح تحریر نہیں ہوئی ہے۔

دونوں محل پر ایک معنی پر استعمال میں آتی ہے اور دوسرے معنی شکم سیر کرنے کے ہیں:

ہر طرف ہیں تری دیدار کے بھوکے لاکھوں — پیٹ بھر کر کوئی ایسا بھی طرحدار نہ ہو (انشا)

پانی کی پوٹ (ص)= سراپا پانی:

چشم تر ہے اشک سے گوہر کانی کی پوٹ — اے حباب آب دریا تو ہے اک پانی کی پوٹ (مؤلف)

انشا گہر فشانی ان آنکھوں کی کیا کہوں — اک عالم ان میں صاف ہے پانی کی پوٹ کا (انشا)

فیض اوج گریہ پہنچا عالم بالا تلک — بن گیا بادل ہوا کے دوش پر پانی کی پوٹ (سرور)

پچ پڑ گئی (ص)= طرف داری اور جانب داری:

جو لوگ پچکے ہوئے ہوں انھوں کی پچ کہے — کہ وصف کرتے ہیں ایسی ہی وضع کی پچ کا (انشا)

پاپڑ بیلے (ص)= محنت اور مشقت بہت کی:

نصیب جاگیں گے بیگماں جی تو میں بھی اک رت جگا کروں گی

ابھی تو انشا کے ہاتھ سے یاں پڑے ہیں پاپڑ ہی بیلنے کو (انشا)

عشق ایسا نہیں کچھ کھیل کہ ہر اک کھیلے — ہم نے اڑسٹھ برس اس عمر میں پاپڑ بیلے (رنگین)

پھنڈا (ص)= وہ آدمی کہ جس کے دونوں پاؤں میں خم و کج ہو اور وقت چلنے کے آڑے ترچھے پاؤں رکھ کر چلے:

پھنڈی خیرن جہاں میں ہے جیسی شوخ — رنگیں کو خبر نہیں کہ ہے کیسی شوخ

معروف اسے چاہے تھا پر اس نے آہ — شوخی اس سے بھی کی وہ ہے ایسی شوخ (رنگین)

پوجا (ص)= نذر کیا اور دوسرے معنی ہیں بتوں کو پرستش کرنے کے:

چاہ کر اس بت بے مہر کو دل تو پوجا — ڈر ہے رنگیں یہ مجھے اب کہیں ایماں نہ جائے (رنگین)

پرچایا (ص)= فریفتہ کیا اور دل ہاتھ میں لیا:

نہ بھیجا تو نے لکھ کر ایک پرچا — ہمارے دل کو پرچایا تو ہوتا (ظفر)

کدھر جائیے اور کہاں بیٹھیے — پرچتا نہیں دل جہاں بیٹھیے (مصحفی)

اس قدر پرچا کہ گھر خوشی ہی نہیں آتا اسے — دل اسی کوچے میں اب آٹھوں پہر رہنے لگا (فریفتہ)

اور دوسرے معنی ہیں پارہ کاغذ کے:

اے بت تو خط نہ بھیجا تو نے لکھ کر ایک قلم — آ کس پر چپے اپنے دل کو پر جائے کوئی (سرور)

پتھر کی لکیر ہے (ص) = نقش کالحجر ہے کہ مٹائے سے نہیں مٹتا:

پتھر کی سی لکیر ہے عشق بتاں نصیر — جب دل میں پڑ گئی تو مٹائی نہ جائے گی (شاہ نصیر)

سر دیجیے راہ عشق میں پر منہ نہ موڑیے — پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہ کن کی بات (جرأت)

سخت جانی سے پڑی قاتل نہ خنجر کی لکیر — سر نوشت طالع سنگین ہے پتھر کی لکیر (مؤلف)

پتھر کی چھاتی ہے (ص) = سخت و سنگین ہے:

داغ پہ تو داغ جو کھاتا ہے قیس — کیا تری پتھر کی تو چھاتی نہیں (قیس)

پہلی منزل (ص) = روز اول جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کرنے کا اور دفن ہونا قبر میں:

قافلہ پہلی ہی منزل سے گیا چھوڑ ہمیں — سفر ملک عدم کو تن تنہا نکلے (محبؔ)

خار رہزن ہے کف پا ریش ہے — پہلی منزل میں خطر در پیش ہے

زاد رہ گر ہے ترا حسن عمل — پہلی منزل قطع ہو گی بے خلل

ہر قدم پر پہلی منزل میں ہیں یار — ہفت خوان رستم و اسفندیار

پہلی منزل جو آسانی ہو طے — پھر نہیں حائل کوئی دشوار شے (مؤلف)

رکھتا سمجھ کے رہروے ملک عدم قدم — در پیش سخت پہلی ہی منزل زمین ہے (شاہ نصیر)

ہو چکا آخر سفر جب آپ سے باہر ہوئے — وصل اس جان جہاں کا پہلی ہی منزل میں ہے (ناسخ)

تیشہ کی تھا زباں پہ تیشہ زنی کے وقت — اے کوہ کن یہ پہلی ہی منزل پہاڑ ہے (سرور)

پلٹے کھائے (ص) = ایک سا عالم نہ رہا۔ ہر دم ایک نئی صورت پیدا ہوئی کبھی اس پہلو تڑپا گاہ دوسری کروٹ بدلی:

نہ ہنسو دیکھ کے تدبیر کو پلٹے کھاتے — دیر لگتی نہیں تقدیر کو پلٹے کھاتے (ظفر)

کھائے پلٹے تو ہدف ہوتی ہے نخچیر ہزار
وائے بر جاں کہ جو اک طل پہ لگیں تیر ہزار (منیر)

سوزش فرقت سے باصد پیچ و تاب — کھائے پلٹے صورت سیخ کباب (مؤلف)

پہنچا (ص) = ساعد اور کلائی دوم بمعنی رسید:

مجھے ڈر ہے نہ پہنچے پہنچیوں کے بوجھ سے صدمہ
کہ نازک ہے نہایت ہی ترا اے نازنیں پہنچا (ظفر)

کل آئے دل کو جو آئے تری کلائی ہاتھ خفا ہو مجھ سے چھڑاتا ہے کیوں میاں پہنچا (جرأت)

جو دود آہ جگر اپنا تا زباں پہنچا قرین چرخ کہن تازہ آسماں پہنچا (جرأت)

پانی ہارا (ص)= دستور ہے کہ جو مرغ آپس میں لڑاتے ہیں اور ان میں سے کسی مرغ کو کوئی عارضہ لاحق ہوتا ہے اور مرغ باز واسطے تیمار کے اٹھالیتا ہے اس کو پانی ہارنا مرغ بازوں کی اصطلاح میں کہتے ہیں اور مرغ کی لڑائی کے دس پانی مقرر ہیں اور پانی ایک مدت و وقفہ کا نام ہے جب تک کہ مرغ جن کے کوئی ضرب نہ پہنچے یا کوئی عوارض و کسل واقع نہ ہو:

چپکے سے ترکرے جو وقت مصاف وہ بھی اک پانی ہار جاوے صاف
خیر دو پانی ہارے وہ بے شک اس میں کرنی عبث کو ہے بک بک (انشا)

ہمارے مرغ دل سے جو پڑے پیکار جاوے گا اگر سیمرغ بھی ہوگا تو پانی ہار جاوے گا (مؤلف)

پالی (ص)= اس اصطلاح کے چار معنی ہیں۔ اول پرورش کرنی دوم دست پالی چیز کی سیوم شہر کا نام ہے چہارم وہ مکان کہ جہاں پر طائران جنگی کو لڑاتے ہیں:

مرغ شاید کہ لڑاتا ہے وہ طفل صیاد آج پالی میں جو بندھتے ہیں ہر اک سو کانٹے (ظفر)

بیچ پالی کے اس گھڑی آنا عیب رکھتے ہیں وہ جو ہیں دانا (انشا)

اگر ہم پنجہ تیرے دور میں عصفور سے ہووے
تو مرغ روح رستم نوک دم بھاگے ہے پالی سے (مؤلف)

پیٹ کا ہلکا (ص)= وہ شخص کہ جس سے رازداری نہ ہو سکے اور اسرار نہاں کو آشکار کرے:

صورت فوارہ اتنا پیٹ کا ہلکا ہے تو بات جو کچھ دل میں تھی تیری زباں پر آگئی (شاہ نصیر)

روشن ہے سب پہ پیٹ کی ہلکی ہے شمع تو جو کچھ کہ دل میں تھا سو عیاں ہے زبان پر (مؤلف)

پاؤں کا کھٹکا (ص)= صدائے پا جس کو آہٹ کہتے ہیں:

گریزاں مجھ سے وہ وحشی نگہ یوں ہے کہ جوں آہو
رمیدہ ہووے سن کے پائے آہو گیر کا کھٹکا (ظفر)

پیٹ مارا(ص)= آپکو کشتہ کیا:

نظر آیا جو پیٹ ساقی کا　　شیشۂ مے نے اپنا مارا پیٹ　　(ناسخ)

پیچ مارا(ص)= فریب دیا اور پیچ داؤ کو کشتی کے بھی کہتے ہیں اور بل کے بھی معنی ہیں:

ترے آگے نہ چلے جان سیہ کار کے پیچ　　زلف پیچاں نے اسے مار رکھا مار کے پیچ　　(ناسخ)

اسکے پھندے سے کوئی نکلے خدایا کیونکر　　آہ ہر بات میں ہو جس بت بے پیر کے پیچ　　(شاہ نصیر)

تجھ کو اے چرخ کہن دیکھ دکھاؤنگا میں　　کہ جواں پر نہیں چلتے ہیں یل پیر کے پیچ　　(شاہ نصیر)

پات کا کھڑکا(ص)= آواز جنبش برگ کی:

چمن میں گل جو تری بے کسی کا دھیان رہا　　ہر ایک پات کے کھڑکے پہ گل کا دھیان رہا　　(مشتاق)

رہ میں دلی کی خطر ہے صبا　　کام بشر کا نہیں واں تو ہی جا

رہ میں کسی سے بھی نہ پتیائیو　　پات بھی کھڑکے تو الگ ہو جائیو　　(معروف)

پتیانا(ص)= اعتبار کرنا، بھروسا کرنا:

اب ہر کسی معشوق سے پتیاتے نہیں ہم　　چاہت نے تری کھول دی ہے کان ہماری　　(معروف)

پانی چواتے ہیں(ص)= وقت نزع اور دم جانکنی ہے:

پلادے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جانی ہے

جو کوئی مرتا ہے اس کے حلق میں پانی چواتے ہیں　　(ضیا)

صبا کس غیرت گل کی شمیم زلف لاتی ہے　　جو شبنم منہ میں طفل غنچے کے پانی چواتی ہے　　(مؤلف)

پانی پھر گیا(ص)= ڈوب گیا:

مضموں بکا اپنے کے آوں جو رقم پر　　پانی وہیں پھر جائے کئی نیزہ قلم پر　　(معروف)

تھی شہادت ترے ہاتھوں سے ستمگر پانی　　آب خنجر کا جویاں پھر گیا سر پہ پانی　　(مؤلف)

پھوٹ کر رویا(ص)= زار و نزار ہوا اور گریہ بے اختیار کیا:

وہ آنکھیں جو روئیں بہت پھوٹ پھوٹ　　کہے تو کہ موتی بھرے کوٹ کوٹ　　(حسن)

پتھر پہ جب گرے ترے ہاتھوں سے چھوٹ کر

روئے نہ کیوں کہ شیشہ دل پھوٹ پھوٹ کر　　(مصحفی)

قطعہ
ہر کسی کی بات پر تو پھوٹ کر رویا نہ کر — میں یہ سمجھاتا تھا رنگیں اس دل نادان کو
یوں کہا گھگیا کے اس نے کیا کروں لاچار ہوں — بس نہیں چلتا تو روتا ہوں بڑوں کی جان کو (رنگین)

قطعہ
ماتم بخت کو بھکن آج تنگ ہے دہر میں — چشم حباب ہے پر آب ابر ہے اشکبار بھی
چادر آب ہی فقط لی ہے نہ منہ پر نہر نے — روتے ہیں پھوٹ پھوٹ کر چشمہ کوہسار بھی (سرور)

یہ کون پھوٹ کے رویا کہ درد کی آواز — رچی ہوئی جو پہاڑوں کے آبشار میں ہے (انشا)

پھوٹ کر روئی ہے ایسی کون چشم گریہ ناک — پھوٹ نکلا ہے جو پانی ہر در و دیوار سے (مؤلف)

پھوٹے جو روئے دیدۂ تر پھوٹ پھوٹ خوب — آپس کی پھوٹ سے تو گئے ٹوٹ پھوٹ خوب (مؤلف)

یوں جو روئی پھوٹ کر یکبار چشم آبلہ — کیا کہا صحرا میں اے مجنوں زبان خار نے (معروف)

پانی چڑھ آیا (ص)=زخم میں پانی سرایت کر گیا:

جراحت خوردہ کس کی تیغ دزدیدہ نگہ کا ہے
جو ضبط اشک سے زخم جگر پانی چراتا ہے (مؤلف)

سرشک ان سے جب رک گئے تو یہ جاناں — کہ پانی سنتے ہیں زخم جگر چراتا ہے (معروف)

پڑھا دیا (ص)=بدگوئی کر کے برگشتہ مزاج اور دل بیزار کیا ہے:

ناخواندہ میرے خط کو جو لایا ہے نامہ بر — تو خط کو کچھ رقیب نے شاید پڑھا دیا (مؤلف)

بن پڑھے خط کے مرے پرزے اڑا دیتا ہے — غیر کیا جانے کیا اس کو پڑھا دیتا ہے (معروف)

غیر بھی کچھ اسے پڑھانے لگے — ذکر کر بات کو بڑھانے لگے (آثر)

اور ہی کچھ پڑھا دیا اسکو — دشمنوں کی پڑھائی لوگوں نے (مومن)

کیا جانے اسکو کس نے پڑھایا کہ اے حسن — پھر مان کر گیا وہ مری بات مان کر (حسن)

پڑھنے لگا وہ کافر اغیار کا جو کلمہ — میری طرف سے کچھ تو اس کو پڑھا دیا ہے (سرور)

یہ شعر جو بعد میر حسن لکھنوی کے لکھا، کیا سرور مغفور کا ہے؟

پرزا (ص)=خط مختصر اور دوسرے معنی ہیں ٹکڑے کے:

جواب خط میں نہ پرزہ بھی لکھا اس نے — اور الٹے پرزے اڑائے مرے سفیروں کے (ناسخ)

اس طفل کو ہم بھی کوئی لکھ بھیجتے پرزا — ہوتا جو گذر اس کے دبستاں میں صبا کا (مصحفی)

اڑاتا رہا قاصدوں کے جو پرزے — سو حرف اس کے آنے لگا نامہ بر پر (جرأت)

پیس ڈالا اور پیس مارا (مص)= پامال ظلم و جفا کیا:

پیس مارا دل غموں نے کوٹ کر — کیا اجاڑا اس نگر کو لوٹ کر (تقی میر)

کچھ نہ عشاق ہی پامال ہوئے جاتے ہیں — اسکی رفتار سے خوباں بھی پسے جاتے ہیں (معروف)

یہ وہ ہے سخت اک عالم کو اس نے پیس ڈالا ہے
کبھی جیوں آسیا پھرنے سے پھر گردوں نہ ٹھہرے گا (شاہ نصیر)

پہرے میں ہے (مص)= قیدی ہے:

وقت آیا ہے کہ ہوں شاہ و گدا پہرے میں — بے خطا پہرے میں اور اہل خطا پہرے میں
مردم چشم نے مژگاں کی چڑھا کر سنگین — ایک عالم کو نظر بند کیا پہرے میں (واقف)

پینک (مص)= نشۂ افیون:

درویش بلاچٹ ہیں بلا نوش میاں دوست پینک میں جو آویں
افعی کو مسل کر کریں افیون کا گولا، ہیں ایسی ہی آفت (انشا)

آکے پینک میں جہاں اونگھ رہے افیونی — پھول اس باغ کا جوں کاسۂ تریاک لگے (ولی)

پریوں کا اتارا (مص)= فرودگاہ معشوقوں، خوبرویوں کی:

آج پریوں کا اتارا ہے یہاں اے انشا — ماہتابی پہ بچھا پھر بدستور پلنگ (انشا)

وہ گھر کہ ترا مہ رو جس گھر میں گذارا ہے — اندر کا اکھاڑا ہے پریوں کا اتارا ہے (مؤلف)

پتھر نچوڑے (مص)= معشوق سنگدل کو بر سر رحم لائے اور دوسرے معنی ہیں شخص ممسک سے فیض اٹھانے کے:

رقت آئی نہ مرے حال پہ تجھ کو سچ ہے — ہو جو پتھر کوئی کیا اس کو نچوڑے پتھر (انشا)

پلاؤ کی رکابی ان کی کہیں نہیں گئی ہے (مص)= ان کو فراغت دنیا کی ہر جگہ پر موجود ہے، رزق کی کمی نہیں ہے:

گو نیم نان پہ کی ہے قناعت بلال نے — اس کے پلاؤ کی یہ رکابی نہیں گئی (مؤلف)

پشم ہے (مص)= کچھ مال نہیں، بے حقیقت اور ناکارہ محض ہے:

فخر ملبوس پہ اپنے تو نہ کرا ے منعم — پشم دونوں ہیں تری شال ہماری لوئی (سودا)

بے مروت ہے چار چشم ہے یہ — جھمڑے کتے کی بائیں پشم ہے یہ (جرأت)

رباعی

کیا پشم ہیں دنیا کی یہ سب اہل نعیم — عزت نہ کریں اپنی جو دیکھیں زر و سیم

مسجد میں خدا کو بھی نہ کچھ سجدہ — محراب جو خم نہ ہو برائے تعظیم (قائم)

پشم بھی نہیں اپڑتی (ص)= کچھ نقصان اور ضرر اس کے ہاتھ سے نہیں ہو سکتا:

ہم آپ سے کچھ شیخ کو کہتے نہیں ورنہ — داڑھی کو پکڑ لیجئے تو کیا پشم اپاڑے (جرأت)

پاؤں کے نیچے کی مٹی بھی ایسی نہ ہووے گی (ص)= نہایت پامال اور خاکسار ہیں:

پاؤں کے نیچے کی مٹی بھی نہ ہوگی ہم سی — کیا کہیں عمر کو کس طور بسر ہم نے کیا (تقی میر)

جیسا پامال کیا ہے فلک کج رو نے — پاؤں کے نیچے کی مٹی بھی نہ ہوگی ایسی (مؤلف)

پھٹے میں پاؤں (ص)= ناحق اور بے سبب ہر ایک کے جھگڑے اور مفسدی میں شریک ہونا:

ہم اپنی چاک جیب کو سی رہتے یا نہیں — پاؤں پھٹے میں دینے کو آئے کہاں سے ہم (تقی میر)

ہے رشک مجھ کو خار بیاباں پہ اے جنوں — دیتا ہے کس لیے یہ کسی کے پھٹے میں پاؤں (مؤلف)

پہاڑ کی ڈانگ (ص)= طولانی کوہ کی:

چلی جاتی ہے حسب قدر بلند — دور تک اس پہاڑ کی ہے ڈانگ (تقی میر)

پکپن (ص)= دانائی اور عقلمندی:

تم نے دیکھا ہوگا پکپن میر کا — ہم کو تو آیا نظر وہ خام سہل (تقی میر)

پکپن تو دیکھو اس نگہ خام طمع کا — گرم نظارہ ہو کے کلیجا پکا دیا (مؤلف)

پردہ کھل گیا (ص)= راز مخفی ظاہر ہوا:

قطعہ

کس طرح میری تمہاری اب بنے اے دوستو — تم کو تو جلوت میں یارانے کی صحبت چاہیے

اور میں عاشق ہوں اک پردہ نشیں کا ان دنوں — مت مرا کھلواؤ پردہ مجھکو خلوت چاہیے (معروف)

راز دل کیوں کر چھپے تیری بدولت چشم عشق — درمیاں میں وہ جو اک حائل تھا پردہ کھل گیا (مؤلف)

پکا پان ہے (ص)= عمر رسیدہ اور جہاں دیدہ ہے:

ایک دن چاہے گی نفخ صور حشر — یعنی چرخ پیر پکا پان ہے (مؤلف)

پرانے مردوں کی ہڈیاں اکھاڑتے ہیں (مص)= زمانہ گذشتہ کا ذکر کرتے ہیں:

ہمارے آگے ہے ذکر اگلے دوستداروں کا پرانے مردوں کی کیوں ہڈیاں اکھاڑتے ہو (ظفر)

پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں (مص)= جو کام کہ نہ کرنے کا تھا وہ کرنے لگے ہیں۔ اور اپنے حوصلہ سے باہر قدم رکھتے ہیں:

پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں مگر طفل سرشک پاؤں پھیلا کے جو دامن پر مچل بیٹھا ہے (مؤلف)

عرش تک پہنچے ہے بس اب تو زیادہ اس سے پیٹ سے پاؤں نہ اے ابر شرربار نکال (رنگین)

نکالے تو ہیں پاؤں کچھ پیٹ سے مجھے لے سنبھال اس کی الییٹ سے (انشا)

پیار نکالنا (مص)= ہم آغوش ہونا اور حسرت دل کی نکالنی:

میں جو لپٹا تو وہ گھبرا کے لگا یوں کہنے وارے ہاتھوں کے ترے آج ہی سب پیار نکال (جرأت)

چتواس (مص)= وہ لکڑی کہ جس پر جانوران شکاری باز و شاہین وغیرہ کو باندھتے ہیں:

بھیج دو جلدی نہ ہو ایسا کہیں کھولوں میں چتواس سے چیچ کے تئیں (سودا)

مرغ دل عاشق کیوں بیٹھا ہے پر باندھے چتواس مژگاں کی ہیں باز نظر پر باندھے (مؤلف)

مہد آسائش عالم ہے ترا عہد انکو نسر طائر کو خط کا ہکشاں ہے چتواس (مؤلف)

پیر کیے (مص)= پیوستہ و غرق ہوگئے:

مژگاں جو ترے دل میں پیر کیے ہے ناسفتہ نہ دیکھا کوئی لخت جگر آوے (قسمت)

پھٹکار لگی ہے (مص)= کسی مجذوب کی دعائے بد کے اثر سے وحشت ہوگئی ہے:

دن رات بڑ جو تجھکو اغیار لگ گئی ہے مجذوب دل کی شاید پھٹکار لگ گئی ہے (مؤلف)

پھٹکار سی کسی کی اس کو لگ گئی ہے کیا جانے یہ پھرے ہے کس کی دعا کا (تقی میر)

پور پور (مص)= بند انگشت:

کرتا ہے بند بند جدا اپنے نیش گر اس لب شکر کی دیکھے ظفر پور پور کو (ظفر)

سچ کہو کس کے خون کا سامان ہے کیا فندق بندھی ہوئی جو تیری پور پور ہے (مصحفی)

یوں ہیں پوریں انگلیوں کی خوں سے اے خونخوار سرخ
جس طرح ہوتی ہیں تیروں کی سناں سوفار سرخ (مؤلف)

سرخ پوریں سرخ گوریں انگلیاں اے یار سرخ　　شاخ مرجاں پر لگے ہیں غنچۂ گلنار سرخ　(سرور)

پچھتانا (مص) = نادم اور شرمسار ہو کر افسوس کرنا:

مت کھینچ سر کو تیر کے یوں ورنہ تو میاں
پچھتائے گا جگر سے مرے تیر کھینچ کر　(مصحفی)

ظالم جفا جو چاہے سو کر مجھ پہ تو ولے　　پچھتاوے پھر تو آپ ہی ایسا نہ کر کہیں　(درد)

یا تو سمجھاتا تھا دل یا دل کو سمجھانا پڑا　　عاشق بیدل ہوئے دل دے کے پچھتانا پڑا　(مؤلف)

پڑا پایا (مص) = بے تلاش کیے مفت ہاتھ آیا:

کہتے ہو نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا　　دل کہاں کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا　(غالب)

پیچ پر پیچ (مص) = نقصان پر نقصان اور زیاں پر زیاں ہوا:

پیچ پر پیچ ہی کھاتا ہے جو دیکھے ہے اسے　　ہیں پڑے بسکہ تری لٹ پٹی دستار میں بل　(مصحفی)

پت جھڑ (مص) = برگ ریزی درختوں کی:

مرجھا گئے ہیں غنچے پت جھڑ ہوا ہے گل کو　　اب کے برس چمن میں کیسی ہوا چلی ہے　(مصحفی)

پتھر ڈھوئے (مص) = اوقات عبث ضائع کیے اور محنت برباد گئی:

نہ فرہاد بیچارہ مقصد کو پہنچا　　سدا عشق میں اس نے پتھر ہی ڈھوئے　(مصحفی)

شربت وصل سے شیریں کے ہوا خسرو سیر　　کوہکن نے جبل ہجر کے ڈھوئے پتھر　(مؤلف)

سنگدل بسکہ ترے عشق میں ڈھوئے پتھر　　چشم سے چشمۂ کہسار کی روئے پتھر　(سرور)

پاؤں نکلا (مص) = آوارہ اور خود رفتہ ہو گیا ہے اور حرکات لغو صادر ہوتی ہیں:

کس کس کے سر پہ دیکھیں آتی ہے اب قیامت　　نکلا ہے پاؤں باہر اس فتنہ زماں کا　(مصحفی)

پاؤں بے طرح ہے اس ترک پسر کا نکلا　　شام گھر آنے لگا اب ہے سحر کا نکلا　(شوق)

پرسا (مص) = اہل ماتم سے عذر خواہی کرنا اور جانا خانۂ میت میں:

گھر ہوا مرزا کا سب ماتم سرا　　پرسے کو آتے تھے سارے آشنا　(سودا)

دل دلاسے سے کرے ہے بیقراری بیشتر　　خانۂ ماتم میں ہو پرسے سے زاری بیشتر　(حسن)

پیچھا لاہے (مص) = پیچھے لگا پھرتا ہے دم بھر کو جدا نہیں ہوتا:

جس کو دیکھے ہے کچھ لگے والا　　اس کے پیچھے ہے آپ متھالا　　(قائم)

پھپھولے پھوڑے (ص)= دل کی حسرت نکالی:

جا کر کے میکدہ میں شیشے تمام توڑے　　زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے　　(آرزو)

پاؤں سو گئے (ص)= سن ہو گئے اور چلنے سے رہ گئے:

اپنی چشم آبلہ کو پاؤں سو جاتے ہیں جب　　خواب میں بھی گشت کوئی یار آتا ہے نظر　　(مؤلف)

جب ہم قریب کوچہ جانانہ ہو گئے　　اے بخت خفتہ اپنے کہاں پاؤں سو گئے　　(سرور)

تیری گلی ہے یا کوئی آرام گاہ ہے　　رکھتے قدم کے پاؤں تو ہر بار سو گئے　　(درد)

پس و پیش رہتا ہے (ص)= فکر و اندیشہ رہتا ہے:

در پیش ہی ہر دم ہے سفر ملک عدم کا　　ہمت تجھے کیوں اور پس و پیش رہے ہے　　(مؤلف)

پا اپنا رہ عشق میں رکھوں کہ نہ رکھوں　　ہر لحظہ یہی مجھ کو پس و پیش رہے ہے　　(مصحفی)

پھل پایا (ص)= ثمرہ ملا اور حاصل ہوا:

جگر تمام پھپھولوں سے پھل گیا اے ضبط　　کہ نخل سوختہ آہ سے یہ پھل پایا　　(مؤلف)

رباعی
مومن تب و تاب غم میں رونے سے حصول　　پھل پا چکے مفت جان کھونے سے حصول
یہ تخم کہیں ہوا ہے سرسبز اب تک　　اس دانہ سوختہ کے بونے سے حصول　　(مومن)

ٹوٹ کر رہ گئے گلے پہ میرے　　تیغ قاتل سے خوب پھل پایا　　(سرور)

پسینا چھوٹنا (ص)= غش آیا:

نہ چھوٹے کیوں تن کاہیدہ سے پسینا ہائے
طرف سے غیر کے جب نذر عطر خس گذرے　　(مومن)

پلک نہ لگی (ص)= خواب نہ آیا اور آنکھ نہ بند ہوئی:

پلک لگی ہے نہ گلشن میں چشم نرگس کی　　یہاں تلک ترے آنے کا ہے انتظار بسنت　　(شاہ نصیر)

صدائے پا پئے داغ دل کے کان لگے　　کہ چشم آبلہ پا کی بھی پلک نہ لگی　　(مؤلف)

رہا تصور آئینہ رو جو پیش نظر　　تو ایک پل میرے آئینہ ساں پلک نہ لگی　　(سرور)

جس کو کہ آنکھ لگتے ہی فرقت کا غم لگے　　خواب عدم میں بھی نہ پلک ایک دم لگی　　(مؤلف)

میں کہا کون ہے بولے ہے خوشی میرا نام — نہ لگی شوق میں جس کے کبھی شائق کی پلک (سودا)

پو ٹیش (ص)= آیندو روندو درمیان راہ سے کنارا کرو:

علم تے تیغ کاندھے پر اجل پو ٹیش کرتی تھی
عزیزو آج ہم نے سوز کا فریاد رس دیکھا (سوز)

پر نہ مار سکے (ص)= مجال گذر کی اور طاقت رسائی کی اور مقدور پہنچنے کا نہیں:

پہنچا وہاں براق حبیب خدا شتاب — جس جا نہیں فرشتہ کو پر مارنے کی تاب (مؤلف)

قدم اس عشق کے کوچہ میں کوئی کیونکر مارے
یہ وہ وادی ہے کہ عنقا نہ جہاں پر مارے (ذوق ہوش)

پچاپچا کٹنی (ص)= مشاطہ و دلالہ پر زال اور فرہاد کش:

قطعہ
پچاپچا کٹنی ہے زال دنیا یہ — نوجوان کیوں پسند کرتے ہیں
چاہیے اس کو جفت پیر فلک — ہم یہ پیرانہ چند کرتے ہیں (مؤلف)

رباعی
تماشہ عجب اکل کھوری ہے آچا — کوکا یہ بزموہنی بری ہے آچا
ات گت رکھتی ہے جس میں رنگیں سے یہ بیر — پچاپچا کٹنی ہے شدخوری ہے آچا (رنگین)

اور بیر کے معنی ہیں بغض و عداوت کے۔

پڑھا جن ہے (ص)= بڑا شریر اور متفنی ہے کہ کسی طرح سے دام فریب میں گرفتار نہیں ہوتا:

واعظ تو پڑھا جن متوحش ہے نہایت — اس پر مجھے شیطان کے بھی پوری سوجھی (آتش)

یہ پڑھا جن ہے چرخ پیر شریر — اس کا سایہ کوئی اترتا ہے (مؤلف)

پھیکا ہے (ص)= حسن بے نمک ہے اور دوسرے معنی ہیں بدمزگی اور بے لذتی کے:

ہو نمک چھڑکا نہ جب تک حسن شور انگیز کا
زخم ہے کھانے میں پھیکا ابروے خونریز کا (مؤلف)

پتھر پڑیں (ص)= خدا کا غضب نازل ہو:

فرہاد کی کچھ دل نہ کڑھا سنگدلی پر — پتھر پڑیں شیریں کی بھی اس سنگدلی پر (مؤلف)

غیرت پہ بلبلوں کی پتھر پڑیں کہ ہم نے — سوبار گل کو ہنستے باد صبا سے دیکھا (مصحفی)

پہاڑ کی چوٹی (ص)= فلک کوہ و سر کوہ:

نہ کیوں ہو پست بلندی میں تاڑ کی چوٹی   تجلی ہو چوٹی سے جس کی پہاڑ کی چوٹی   (مؤلف)

ولیکن اس کا یہ کیا وصف ہے گا   وہ کوہ حسن کی چوٹی ہے گویا   (جرأت)

پھبانا (ص)= تشبیہ اور مثال اور نسبت دینا ایک شی کو دوسرے شی کے ساتھ:

پھبتی تیرے چہرہ پہ مجھے حور کی سوجھی   لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور سوجھی   (انشا)

پھباتے جس پہ تھے گل تم کر کیا یہ نقش قالی ہے

سو پیارے آج اس بیمار غم کی جائے خالی ہے   (جرأت)

اور دوسرے معنی میں زیب مندگی کے ہیں:

جانے دے تسلی تو نہ کر فکر سخن کا   پھبتا ہے سخن مصحفی و میر کے منہ پر   (تسلی)

دانتوں پہ جو مسی تیرے غنچہ دہن لگے   پھبتے پھبائے ہیں ستارے کہن لگے   (مؤلف)

دندان مسی زیب جو دیکھیں گے کسی کے   کہہ بیٹھیں گے کرک شب تاب کے پھبتے   (مؤلف)

ہے آنکھوں پہ ساقی کے مئے ناب کے پھبتے   پھب جائے نہ کیوں کری پہ مہتاب کے پھبتے   (انشا)

پر والے (ص)= پردار:

پہنتے اس پہ بھی پر والوں سے پہنچا کچھ ہے   کیا غضب ہوتا اگر پاتا کہیں انسان پر   (انشا)

یاں جنبش واں فلک پروازیاں اغیار کی   حسرتیں کرتے ہیں پروالوں کو بے پر دیکھ کر   (مؤلف)

پر لئے (ص)= کتر ڈالے:

شکوہ نہیں جو طائروں کی خبر نہ لے   پر فصل گل میں اے بت صیاد پر نہ لے   (مؤلف)

کب وہ صیاد اسیروں کی خبر لیتا ہے   اور جو لیتا ہے تو مقراض سے پر لیتا ہے   (جرأت)

پیٹ پکڑے پھرتا (ص)= بیتاب اور مضطرب الحال اور بیقرار پھرنا:

گورا گورا وہ بدن دیکھے جو مہتاب سا تو

پیٹ پکڑے ہوئے دوڑا پھرے بیتاب سا تو   (جرأت)

پلٹ گئے (ص)= برگشتہ و دگرگوں ہو گئے اور دوسرے معنی ہیں رو سے پیچھے پھر جانے کے:

نرگس کی دونہ آنکھیں ہیں گل کا نہ ہے وہ رنگ   کچھ ان دنوں چمن کی ہوا ہی پلٹ گئی   (مصحفی)

آئی تھی ایک حور مجھے دیکھ ہٹ گئی ہے ہے عزیزو کیا کہوں قسمت پلٹ گئی (انشا)

پھوٹ سا کھل گیا (ح)= دوپارہ اور چاک اور شق ہو گیا:

لگے ہیں زخم کس کی تیغ کے یہ کہ جیسے پھوٹ سینہ کھل گیا ہے

پکا پھوڑا ہے (ص)= پر درد و غم آلودہ اور لبریز صدا الم ہے، چھیڑا اور پھوٹ گیا:

بغل میں جس کے کہ دل جیسے پکا پھوڑا ہو پھر آہ آہ نہ کیونکر وہ دردمند کرے (مصحفی)

پرائی آنکھیں کام نہیں آتیں (ص)= غیر و بیگانہ یگانہ نہیں ہوتا:

چشم امید رکھوں اس بت بیدید سے کیا کام اپنے نہیں آتی ہیں پرائی آنکھیں (مؤلف)

آبلہ تھے سو وہ بھی پھوٹ گئے روتے کب تک پرائی آنکھوں سے (مؤلف)

بے بصر ہوتے ہیں محتاج نہیں عینک کے کام اپنے نہیں آتی ہیں پرائی آنکھیں (مصحفی)

چشم پوشی اس نے کی یاں ہو گیا عالم سیاہ راست ہے آنکھیں پرائی اپنے کام آتی نہیں (سرور)

پھسل جاتا ہے (ص)= عاشق و مبتلا اور فریفتہ ہوتا ہے اور دوسرے معنی ہیں لغزش پا کے:

بسکہ بے استقامت پائے استقلال دل صاف روئے صاف پر پھسلے ہی ہے یہ حال دل (مؤلف)

انہوں کو دیکھ کے دل مصحفی پھسلتا ہے جو صورتیں کہ ذرا آبدار ہوتی ہیں (مصحفی)

نگہ کا کام نخستیں یہ پاؤں پھسلا تھا بزور رخ پہ عصائے مژہ نے تھام لیا (مؤلف)

عکس صفائے تن سے نہ پہنچے قدم تک پھسلے تو درمیاں میں نہ ٹھہرے عدم تلک (مؤلف)

ت

تنکے چنے (ص)= دیوانہ اور مجنوں اور سودائی ہو گیا:

وحشت چشم مغفن کا تمہاری ہے اثر آہوئے صحرا جو تنکے چن رہا صحرا میں ہے (ظفر)

نصیر کیا کہوں ایک جوہری پسر میں نے عجب ہی جوہری بازار میں نیا دیکھا

قطعہ

کہ جس کو دیکھ زمرد نے آہ کھایا زہر زمیں پہ چنتے ہوئے تنکے کہربا دیکھا (نصیر)

خوبرو لاکھ جہاں میں کوئی ہشیار چنے پر تجھے دیکھے تو تنکے سر بازار چنے (معروف)

تجھے چاہتا ہوں کہ بے چلبلا تو مجھے گلیوں گلیوں نہ تنکے چنا تو (رنگین)

تالو سے زبان نہیں لگتی (ص)= ہردم شور و غل مچاتے، ایک ساعت خاموش نہیں رہتے:

ل ص ۱۳۹ پر بھی موجود۔

دل کیا کرتا ہے کچھ کچھ جو بیاں ساری رات　　نہیں لگتی مری تالو سے زباں ساری رات　(جرأت)

شب فراق بتاں میں نصیر مثل جرس　　نہ ایک دم میری تالو سے پر زباں لگی　(نصیر)

بسکہ ہم رہتے ہیں سرگرم فغاں ان روزوں　　نہیں لگتی میری تالو سے زباں ان روزوں　(معروف)

نہ انتظار میں یاں آنکھ اک آن لگی　　نہ ہائے ہائے میں تالو سے شب زباں لگی　(مومن)

تالو سے زباں رات کو مطلق نہیں لگی　　عالم ہے یہ خانہ میری نوحہ گری کا　(میر)

تیل میں ہاتھ ڈالنا (مص) = یہ ایک طور کی قسم ہے کہ جو منکر ہوتا ہے وہ اپنا ہاتھ گرم تیل میں ڈالتا ہے۔ اگر ہاتھ اس کا جل گیا تو جھوٹا جانتے ہیں اور جو سلامت رہا تو سچ سمجھتے ہیں:

کس سے پوچھوں گم ہوا ہے دل مرا زلفوں کے بیچ
ایک شانہ تھا سو وہ بھی تیل میں ڈالے ہے ہاتھ　(میر)

تو تیے جوڑے (مص) = تہمت اور بہتان لگایا:

تو تیے کیا جوڑتا ہے اس کو مجھ تک کھینچ لا　　دیکھیو کو کارے ہے یہ مواخوجا خبیث　(انشا)

قطعہ
میں نے چاہا جو تجھ کو اے رنگیں　　مجھ سے ہر ایک بدگمان ہوا
تو تیے جوڑتی ہے کیا کیا خلق　　جی لگانا بلائے جان ہوا　(رنگین)

تلوار برستی ہے (مص) = بکثرت تیغ رانی اور بشدت شمشیر زنی ہے:

جاری ہے بحر خون بت خونخوار رات دن　　ابر سپر سے برسے ہے تلوار رات دن　(مؤلف)

قطعہ
دیکھتا ہے کہ معرکہ آرائی آج　　برق چمکائی ہے انداز دگر سے تلوار
چاہتا ہوں میں کہ اے ابر مژہ تجھ سے بھی　　موج ہر اشک کی تلوار پہ برسے تلوار　(نصیر)

برسے اگر تلوار سروں پر منہ موڑیں زنہار نہیں
سیدھے جانے والے ادھر کے کس کے پھیرے پھرتے ہیں　(میر)

تنبول (مص) = عرق برگ پان کا، دستور ہے کہ جس روز زن و شوہر میں زفاف واقع ہوتا ہے تو اس عورت کے میکے سے سکھورے تنبول شیشوں میں بھرا ہوا آتا ہے۔ ترکیب تنبول کے بنانے کی اس طرح ہے کہ بہت سے پانوں کو کتھ چونا موافق قدر کے ڈال کر مع جوز و قرنفل والا یچی سفید کے کوٹ کر پانی ملا کے قند گھول کے چھان کے عروس کے سسرال کو بھیج دیتے

ہیں، اس کا نام تنبول ہے:

پھر پلائی ہے بہانے سے مجھے تنبول کے
جی میں آتا ہے کہ کچھ کہہ بیٹھیے منہ کھول کے (رنگین)

تکیہ کلام (مذ) = ایک کلام خو کردۂ قدیم کو ہر سخن پر اول زبان پر لانا خواہ نیک ہو یا بد:

لیتا ہوں جو بات بات میں تیرا نام — آزردہ نہ ہو اس میں سن اے گل اندام
تو یوں نہیں سمجھ کے اس کو کہیو گا معاف — ہو جاتا ہے جس کسی کا کچھ تکیہ کلام (میرحسن)
تاج سر سخن جو محمد کا نام ہے — اپنا تو لا کلام یہ تکیہ کلام ہے (مؤلف)
دم بدم ہر سخن میں تیرا نام — اب تو میرا ہوا ہے تکیہ کلام (آتش)

تلوار کی آنچ (مذ) = زخم شمشیر:

خوف ابرو سے گیا دل سوزروئے آتشیں — آنچ سے تلوار کی بھاگا یہ ڈر کر آگ میں (معروف)
بن کے وہ برق نگہ ابروئے خم دار کی آنچ — یوں کہے ہے کہ بری ہوتی ہے تلوار کی آنچ (آشنا)
کیا ہے اے جراح حاجت مرہم زنگار کی — زخم دل کو سینکتے ہیں آنچ سے تلوار کی (معروف)

تجھ سے پھرے تو خدا سے پھرے (مذ) = یہ بھی ایک طور کا عہد کرنا اور قسم کھانا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جو خدا سے پھرتا ہے وہ کافر مطلق ہوتا ہے:

خدا نخواستہ اہل وفا جفا سے پھرے — پھرے بتوں سے جو بندہ کوئی خدا سے پھرے (مؤلف)
کیا عہد ہم نے یہ اب دلربا سے — جو تجھ سے پھرے تو پھرے وہ خدا سے (قاسم)

تاروں کی چھاؤں (مذ) = صبح کاذب اور وقت پیش از طلوع آفتاب:

پر عرق نازک مزاجی سے تن محبوب ہے — چھاؤں تاروں کی بھی جس کو دوپہری دھوپ ہے (مؤلف)
سو رہا وہ ماہ وش دکھلا کے زلف پر عرق — یہ اشارہ تھا کہ ہم گھر جائیں گے تاروں کی چھاؤں (مؤلف)
غسل نزدیک سحر دیجو مجھے تاروں کی چھاؤں — مرگیا اس کان میں خوش آب گوہر دیکھ کر (ممنون)

ہے گل خورشید رشک مہ کے رخساروں کی چھاؤں
چل نکل اے دل کہ عکس خال ہے تاروں کی چھاؤں (مؤلف)

تیسوں کلام اٹھائے (مذ) = قرآن کی قسم کھائی۔ تیسوں کلام سی پارۂ ام الکتاب کو کہتے ہیں:

تمہارے ہاتھوں کی انگلیوں کے یہ دیکھ پورے غلام تیسوں
غرض کہ غش ہے اگر نہ مانو تو جھٹ اٹھا لے کلام تیسوں (آتش)

تلے دانی (ص) = چھوٹی سی کتاب کہ جزدان کی صورت ہوتی ہے اس میں سوزن وار پیچک رکھتے ہیں:

دوڑ کر باجی کے سینہ کو نہ مطلانی، سی — پہلے تو یہ میری اطلس کی تلے دانی سی (رنگین)

تکلے سے بل نکلے (ص) = خوب سا سیدھا کیا اور سزائے سنگین دی:

بل ترے تکلے کی مانند نکالوں تو سہی — کیا بری سوت کی انٹی یہ اڑی باندی (رنگین)

شانے کے کبھی ہاتھ جو چل جاویں گے اے زلف
تکلے کے سے بل صاف نکل جاویں گے اے زلف (مؤلف)

تکلے کی طرح سے بل نکل جائے — تیرے آگے کرے جو اکڑ نت (سودا)

بل پہ دیکھے جو تیری زلف گرہ گیر کے بل — خوب تکلے کے سے نکلے فلک پیر کے بل (مؤلف)

تمتمانا (ص) = سرخ ہونا منہ کا خواہ شدت تپ سے ہو یا دھوپ کی گرمی سے ہو:

تمتما جاتا ہے چہرہ چاند سا سورج کی طرح — دم بھر اس جان نزاکت پر جو پڑ جاتی ہے دھوپ (ناسخ)

قطعہ
نزاکت میں دہان و رخ سے اس کی — جو ہوں رو کش گل و غنچہ کا کیا منہ
گل خورشید کے سائے کے نیچے — گیا جس شخص کا ہو تمتما منہ (معروف)

تپ غم سے یوں تمتمائے تھے گال — کہ جوں رنگ لالہ ہو وقت زوال (حسن)

کس کی نگاہ گرم سے تھا شب دو چار رخ — جو تمتما رہا ہے ترا لالہ دار رخ (ممنون)

بلند کیا! بجا ہوا ہے کہ سوز آہ فلک رسا کا — جو تمتمایا شفق سے منہ ہے سپہر بے مہر فتنہ زا کا (مؤلف)

تلوار کا ڈورا (ص) = دھار اور باڑ اور آب اور دم شمشیر:

جو کوئی کشتہ ہوا عشق بت خونخوار کا — تار زنار گلو ڈورا بنا تلوار کا (مؤلف)

تڑپا جو ذرا دل تو ادھڑ جائیں گے ٹانکے — تلوار کے ڈورے سے رفو چاک جگر ہے (مؤلف)

گر پیچ و تاب کھائے عدو تیرے روبرو — ساری زبان نکال اسے شکل مار تیغ
ڈورا نہیں پروئی میں تیرے کہ کاٹ کر — لائے عدو کے ہے رگ گردن کا تار تیغ (نصیر)

شب بستر راحت پہ بجز آزار نہ پایا　　تلوار کے ڈورے سے کم ایک تار نہ پایا　(ممنون)

تیکھا(ص)= شوخ و شنگ اور تنک مزاج، تند و رنج و جنگجو:

تیکھے تو ہو یہ کہو اس وقت کیا کرو　　تم کو گلے لگا لے اگر پیار سے کوئی　(مصحفی)

سارے رندو باش جہاں کے تجھ کو سجدہ کرتے ہیں

بانکے ٹیڑھے ترچھے تیکھے سب کا تجھ کو امام کیا　(میر)

تیکھی تک ہے ظالم ہرگاں لہو میں ڈوبی　　لو انکھڑیاں تو کس کے دل میں گڑ کے آیا　(سوز)

تلوار چلنا(ص)= خونریزی اور جنگ و جدل ہونی:

دلا رستہ نہ چلنا کوچہ گیسوے پرخم کا　　کہ ہردم جنبش ابرو سے واں تلوار چلتی ہے　(مؤلف)

لگا جب عکس ابرو دیکھنے دلدار پانی میں　　لگی ہر موج سے چلنے بہم تلوار پانی میں　(نصیر)

کشتی بادہ جو تجھ بن لب جیحوں چلتی　　تیغ بن چلتی نہ موج سے قلقلوں چلتی　(منیر)

چھوڑ دے گھر سے نکلنا ورنہ او بانکی ادا　　آج کل تلوار چلتی ہے تیری رفتار پر　(پاکباز)

دلا کوئے بت خونخوار میں تلوار چلتی ہے　　کہ موج خون زمیں سے تا سر دیوار چلتی ہے　(سرور)

تلوار تولنا(ص)= مستعد و آمادہ بجنگ ہونا اور ارادہ شمشیر زنی کا کرنا:

ہے کس کے آج ظالم پھر قتل کا ارادہ　　ہر دم جو تولتا ہے تلوار تا بگردن　(شیفتہ)

نطع زمیں بچھا کر جلاد چرخ اخضر　　تلوار تولتا ہے شب کہکشاں کے سر پر　(مؤلف)

جہاں تولے وہ اپنی شمشیر کو　　زرہ پاہ سمجھے نہ وہاں شیر کو　(سودا)

سر پہ میرے ہی لگاتا ہے فلک آخر کار　　تیغ بیداد کو جب ہاتھ میں لے تولے ہے　(مصحفی)

تہ کر رکھو(ص)= اپنے پاس رکھو ہمیں درکار نہیں:

کس کو درکار ہے ظالم تو اسے تہ کر رکھ　　اپنے تو پارچہ کا خلعت رسوائے چرخ　(شاد)

یار کا جامہ ہمیں ہے گا عزیز　　یوسف اپنا پیرہن تہ کر رکھے　(سجاد)

یوں میرے سنا ہے دست نیاز بیدار　　تہ کر گیا مصلی غربت گزیدگان کا　(بیدار)

توے کی بوند(ص)= ناپائیدار شی کہ جلد فنا ہو جائے اور موجب تسکین خاطر اور باعث سیری دل نہ ہو:

ے ص ۱۳۰ پر بھی موجود۔

حرارت سے تپ فرقت کی سوز دل دوبالا ہے
توے کی بوند ہے جو داغ دل پر اپنے چھالا ہے (مؤلف)

ہو جائیں پتلیوں ہی پہ آنسو توے کی بوند گر کام کر گئے تف دل چشم تر تلک (مصحفی)

اپنے سوز دل سے ایسا تابہ گردوں ہے گرم صبح کے ہوتے ہی ہر اختر توے کی بوند ہے (مؤلف)

تانبے کا تار نہیں (ص)= نہایت مفلس اور بغایت تہی دست و مفلوک ہے:

کیا چور سے خجل ہوں سب گھر کو میرے ڈھونڈا
تانبے کا بھی نہ معروف ایک تار گھر سے نکلا (معروف)

گو کہ مفلس ہیں نہیں ہے پاس بھی تانبے کا تار نقد جان حاضر ہے گر اے سیمتن درکار ہے

تانبا (ص)= اول مشہور یعنی مس دوم پارہ گوشت پرند جو باز و شاہین وغیرہ طائران شکاری کو کھلاتے ہیں جس کو طعمہ کہتے ہیں:

وہ شوخ صید افگن چشم میں سرمہ لگاتا ہے کہ شہباز نظر ہے گرسنہ تانبا کھلاتا ہے (مؤلف)

تیغا کیا (ص)= اول شمشیر دوم دروازے کو سنگ و خشت اور گل سے بند کرنے کو کہتے ہیں:

نالہ تھا عرش رسا پاتا جو معمار ازل کہ در گنبد گردوں کو نہ تیغا کرتا (مؤلف)

یہ روئے اس کے غم میں ہم در کو کر کے تیغا آب سرشک ڈھا کر دیوار گھر سے نکلا (معروف)

تن نہیں دیتا (ص)= شریک حال پر اختلال نہیں ہوتا۔ کنارہ کشی اور پہلو تہی کرتا ہے اور شرط رفاقت بجا نہیں لاتا:

تن نے بھی تن نہ دیا گھر سے تیرے کیا نکلے سفر ملک عدم کو تن تنہا نکلے (مؤلف)

تیری شمشیر سے جدا ہو کر سر میرا مجھ کو تن نہیں دیتا (سعادت)

بتاں تو لاش اٹھانے میں تن نہیں دیتے عزیز و بیٹھے ہو کیا کیوں کفن نہیں دیتے (سرور)

تھوڑا تھوڑا ہوتا ہے (ص)= شرمندہ اور نادم اور خجل ہوتا ہے:

ابر کو دعوی بہت تھا ہر شجر کے سامنے تھوڑا تھوڑا ہو گیا ہو چشم تر کے سامنے (مؤلف)

ساق سیمیں وہ تیری دیکھ کے گوری گوری شمع مجلس سے ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی (سودا)

آیا نظر ایک طفل فرنگی گورا سنگین نگاہ

پلٹن سے مژہ کے قلعہ دل توڑا بے جرم وہ گناہ

میں نے کہا ظالم کہیں صاحب سے توڑ اس پہرے میں

شرما کے لگا کہنے ہو تھوڑا تھوڑا دل کیا پروا (بہار)

تلوا کھجاتا ہے (مص)= سفر در پیش ہوا چاہتا ہے:

رخصت اے زندان جنوں زنجیر در کھڑکائے ہے

مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے (ذوق)

تارے گننے (مص)= تمام رات انتظار میں جاگتے رہے:

دن گذرتا ہے دم شماری میں شب کو رہتے ہیں گنتے تارے ہم (میر)

نہ گنتے گر شب فرقت کے روز ہم تارے تو اس طرح سے کہاں ہم حساب داں ہوتے (مصحفی)

رات از بسکہ گرم رہا تھا ہجوم شوق دیدار یار آنکھوں میں

قطعہ

تارے گن گن کے مصحفی کاٹی میں شب انتظار آنکھوں میں (مصحفی)

دسترس اس زلف تک اے فلک بارے ہمیں

شب کٹی ہے جس کے غم میں گنتے ہی تارے ہمیں (الف خاں ذوق)

پارۂ شغل بیکاری میں مہ پارے گنے یا گنیں گھڑیاں شب فرقت میں یا تارے گنے (مؤلف)

تور (مص)= ریسماں کہ جو پردے کے گرد باندھتے ہیں تاکہ ہوا سے پردہ نہ اڑے:

ہاتھ سے سات سہاگن کے رسی بٹوالا واسطے میرے میانے کے تو ایک تور بنے (سودا)

اور بعض جااس کو چوبندی بھی کہتے ہیں۔

تیورا گئے (مص)= عالم غش طاری ہوا اور آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا:

دیدے تیورا گئے ہیں اور غش آتا ہے چلا مجھ کو یہ ڈر ہے مبرا کہیں نہ جائے ڈوب (مصحفی)

آنکھیں وہ فسوں ساز جو دکھلا گئیں آنکھیں نرگس کی چمن میں وہیں تیورا گئیں آنکھیں (مؤلف)

تلے اوپر زمین ہوئی (مص)= فتنہ عظیم برپا ہوا کہ خلق خدا تہ و بالا ہو گئی:

نہ ہو گا ایک گھڑی گر تو قیامت مہ جبیں ہو گی مثال شیشۂ ساعت تلے اوپر زمیں ہو گی (مؤلف)

عاشق یہ بے قرار تھا تیرا کہ بعد مرگ قبر میں تو وہ بھی تلے اوپر زمین ہے (جرأت)

یہی ہے اضطراب دل فلک ہوگا تہ و بالا — کہ ایک دن گرد باد آسا اٹھے اوپر زمیں ہوگی (سرور)

توا[1] ہنستا ہے (ص)= اکثر جو توا آگ سے بہت گرم ہو جاتا ہے تو اس سے چنگاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کو توا ہنستا ہے، کہتے ہیں اور جاہلوں کے زعم میں وہ شگون نیک ہے رزق کے زیادہ ہونے کا:

اس شیخ سیہ چہرہ کے ہنگام تبسم — دیکھا تو کہا میں نے یہ ہنستا ہے توا گرم (آتش)

دیکھ تاروں کو فلک پر شب تار فراق — رو کے کہتا ہوں بحسرت کہ توا ہنستا ہے (مؤلف)

توبہ دھاڑ مچائی (ص)= شور و غل کیا:

ہم نہیں ڈرنے کے ان باتوں سے بابے شوق سے — اور غل کر اور چلا اور توبہ دھاڑ کر (آتش)

تجھے کیا محتسب یہ رند لاابالی ہے — شکست توبہ پر ناحق کی توبہ دھاڑ ڈالی ہے (مؤلف)

تاؤ (ص)= اول بمعنی غصہ، دوم کاغذ کے تختہ کو کہتے ہیں:

مضمون گریہ اپنا جو لکھوں کبھو قلم — کاغذ کا تاؤ تاؤ ہو جلے ہو تو قلم (نصیر)

ضد ہے خط سے مرے تاؤ ہزاروں کھائے — دست اغیار میں بھی گر کبھی دیکھا کاغذ (مومن)

بیتابی دل افعی خامہ نے کیا لکھی — کاغذ کو شکل مار سراسر ہے پیچ و تاؤ (میر)

توبہ دھاڑ ڈالی (ص)= واویلا اور فریاد و فغاں برپا کی:

مچا رکھی ہے سلاطینوں نے یہ توبہ دھاڑ — کوئی تو گھر سے نکل آئے ہے گریبان پھاڑ (سودا)

میں تو چھیڑا نہ چھوا ہاتھ لگایا ہی نہیں — توبہ دھاڑ آپ مچاتے ہیں عبث تن مارے (آتش)

تورا (ص)= حصہ کیے خوان طعام کے:

لگا کے خوان میں بھیجا نہ کبھی کچھ چیز — خدا کے واسطے ہم گذرے ایسے تورے سے (آتش)

تان کے چٹاخ سے دھول ماریے (ص)= زور سے ہاتھ سر پر مارا کہ صدا بلند ہوئی:

جی چاہتا ہے شیخ کی پگڑی اتاریے — اور تان کر چٹاخ سے ایک دھول ماریے (آتش)

تاروں بھری رات (ص)= آسمان صاف بے بادل نام کو نہیں اور دوسرے معنی یہ کہ گویا ہے آسمان سر پہ بے کدورت اور دیکھتی ہے شب ستاروں سے ہمہ تن چشم بن کر، سیوم بطریق قسم بھی یہ اصطلاح زبان پر آتی ہے:

آسماں تاروں بھری رات کی کھاتا ہے قسم — کہ زہے طالع اگر ہم بھی ہوں یاں کے فانوس (آتش)

---

[1] ص ۱۳۲ پر بھی موجود۔

اودے ودے کی نہیں تیرے رضائی سرپر مہ جبیں رات یہ تاروں بھری آئی سرپر (نصیر)

تسمہ لگانہ رہااور تار نہ لگا رہا(ص)= دو ٹکڑے بدن کے ہوگئے:

ستم کا اس کے بہت میں ہزار ہوں ممنون جگر تمام ہوا خون دل بجانہ رہا
قطعہ
اگرچہ رہ گئے تھے استخوان و پوست ولے لگائے ایسے کہ تسمہ بھی پھول کا نہ رہا (میرؔ)

دیکھی جو ضرب تیغ دم حرب بید ریغ گردوں دوں کا ہوش نہ اصلا بجا رہا
قطعہ
گذری جو برق دم کر کوہ قطع کر گاؤزمین کے تن میں نہ تسمہ لگا رہا (مؤلفؔ)

رکھیں گے کسی کی نوہ گردن میں لگا تار ہر باٹ کے اس حیفہ سفاک کے ڈورے (جرأتؔ)

تیر دوسار ہوا(ص)= وار سے پار گذر گیا:

سینہ پر سو شمشیر جو کھائی تب ایک تیر دوسار ہوا
ہاتھ اپنے کیا چوٹے ہو دل پر بھی کرتے غش غش ہو (منیرؔ)

جو ناوک غمزہ اس نے پھینکا لگتے ہی ہوا دوسار جی میں (مصحفیؔ)

تیر مژگان تیرا دوسار ہوا دل کو کیا دیکھے ہے جگر کو دیکھ (مصحفیؔ)

جس تودہ پر کہ تیر قضا کارگر نہ ہو خاکی کو اپنی اس میں سے پھٹے ہے وہ دوسار (سوداؔ)

تودہ طوفان(ص)= تہمت بہت سی:

ہو نشاں کیوں نہ تیر خوباں کا مجھ پہ تودہ ہوا ہے طوفان کا (میرؔ)

جو کہئے لیل اسے بہتان ہے یہ عجائب تودہ طوفان ہے یہ (سوداؔ)

تکیہ(ص)= اول مسکن فقیر:

دل تنگ ادھر نہ آیا ادھر سے کچھ نہ لایا کہنے کو ترک لے کے ایک سا تکسا بنایا
دریوزہ کرتے گذری گلیوں میں عمر اپنی درویش کب ہوئے ہم تکیہ کہاں بنایا (میرؔ)

جی میں ہے جا بیٹھ جاویں ماتم فرہاد میں باندھ کر تکیہ کسی کہسار کے سائے تلے (جرأتؔ)

لخت دل تک کے مسافر سے ٹھہر جاتے ہیں چشم ہے ہم سے گدا ان کی گذر کا تکیہ (انشاؔ)

اور دوسرے معنی ہیں بالش سر کے:

نہیں یہ درد گردن آپ کا بن اس کے جانے کا کہ تکیہ دھوپ میں رکھو ذرا اپنے سرہانے کا (سرورؔ)

خواب راحت کے لیے تکیہ سے پھینک اس گل کے پر
بھر دیے ہیں خادمان عشق نے بلبل کے پر (نصیر)

تکیہ زانو کا میرے کیجئے بے خوف و خطر   آپ تشریف ادھر لائیے اور سو رہئے (رنگین)

اور سیوم چشم داشت اور وسیلہ کے معنی ہیں:

رکھتے ہیں جو فقرا اپنے یقین پر تکیہ   باندھ بیٹھے وہ در عرش بریں پر تکیہ (انشا)

تیوری چڑھائی (ص)= آزردہ اور خفا اور غصہ ہوا:

دیکھتے ہی کچھ لگا تیوری چڑھانے کل وہ شوخ
پھول کا دونا جو میں نے دے کے دم آگے دھرا (انشا)

اگر مجھ سے ملیے کبھو عیب کیا ہے   نہ بدوضع تو ہے نہ بدکار میں ہوں
کسی پر بلا تیری تیوری چڑھاوے   قطعہ   تری تیغ ابرو کا افگار میں ہوں (درد)

تیوری جو چڑھا رہا ہے کوئی   پہروں سے منا رہا ہے کوئی (سرور)

پڑے ابرو میں چین کیا تیر مژگاں کے لگانے سے
کماں بے چلہ بھی چلہ چڑھا تیوری چڑھانے سے (مؤلف)

جب کہا میں نے میرے گھر چلیے   اس میں کچھ کم نہ ہوگی محبوبی
سن کے تیوری چڑھا کے کہنے لگا   راہ و رسم ادب تو سب ڈوبی
مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیے   دیکھیو اختلاط کی خوبی (حیران)

ہم خستہ دل ہیں تجھ سے بھی نازک مزاج تر   تیوری چڑھائی تو نے یہاں دم نکل گیا (میر)

عالم مستی میں میرے منہ سے کچھ نکلا جو رات
بول اٹھا تیوری چڑھا کر وہ بت مخمور چپ (جرأت)

تیر نہیں تو تکا سہی (ص)= بیکار نہ رہئے کچھ نہ کچھ شغل چاہئے:

کچھ مشق ستم اے ستم افزا ہی سہی   گر شغل بجا نہیں تو بیجا ہی سہی
مژگاں ہی سہی گر نہ سہی دنبالہ   بانگر   تیر نہیں ہے پاس تکا ہی سہی (مؤلف)

تین دن قبر میں بھی بھاری ہوتے ہیں (ص)= بعد مرگ بھی آرام و آسائش دشواری

۱؎ ص ۱۳۴ پر بھی موجود۔

دست وحشت سے تار تار ہے جیب — آنے جانے کا تار باندھا ہے (مؤلف)

رشتہ تیری زلفوں سے مجھے یار بندھا ہے — مدت سے میرے دل میں یہی تار بندھا ہے (ساحل)

شتر پر محمل لیلیٰ جو تو نے ساربان باندھا — دل مجنوں نے مانند جرس تار فغاں باندھا (نصیر)

تعویذ کیا (ص)= حرز جان اور عزیز:

کیوں نہ اختلا کرے تعویذ پھر ایسے خط کو — جس میں ملفوف ہوں اس طرۂ دستار کے پھول (آتش)

تلا گودن کرنا (ص)= طعن و تشنیع کرنا۔

تارا ٹوٹنا[1] (ص)= انجم ثاقب اور شہاب آتشیں جو چرخ پر گرا:

چرخ میں دیکھ کے نالہ کو میرے کہتے ہیں — ہاں چھوٹا ہے کہیں یا کہ ہے تارا ٹوٹا (مصحفی)

ذرا تو مانگ کا کچھ نظارہ — اندھیری رات میں ٹوٹا ہے تارا (منیر)

کہا زلف میں بل نہ گوشوارا ٹوٹا — کیا جانیے کس کا دل بچارا ٹوٹا

دھڑکے ہے جی کہ اب خدا خیر کرے — اس رات میں بے طرح ہے تارا ٹوٹا (منیر)

تو سہی (ص)= یہ کام ضرور اور مقرر ہو بے شک و شبہ کریں گے:

مچلکا دیا تھا نہ تو نے بھی — بھلا اس کا بدلہ نہ لوں تو سہی (حسن)

الم دیتے نہیں محزوں جو غم کے دل کو — کوہکن کو خواب شیریں سے جگاؤں تو سہی (محزوں)

ان دنوں کچھ بن نہیں آتا آنے دو بہار — چھین لوں مجنوں سے اقلیم بیاباں تو سہی (امیر)

تو سہی رشک کی آتش سے جلاؤں تجھ کو — سچ تو ہے حرف غلط وار اٹھاؤں تجھ کو (مؤلف)

تلملانا (ص)= بیتاب اور بیقرار و مضطرب ہونا:

ایک جب تیغ دودم قاتل لگا کر رہ گیا — نیم جاں ایک بسمل تلملا کر رہ گیا (مؤلف)

ملے یار کس طرح کیا کیجئے — پھر اس وقت دل تلملانے لگا (ہوش)

دیکھ کر دست عدو میں تیرے دلبر ہاتھ کو — تلملایا درد دل سے رکھ کے دل پر ہاتھ کو (سرور)

سحر تک شب کو وحشت میں جو تجھ بن تلملاتا ہوں
تونے بالیں کہیں ملتا ہے نہ بستر کہیں پاتا ہوں (احمدی)

وہ بہت آپ کو چھپایا کئے — تھی میری جان تلملایا کئے (مومن)

---

[1] ص ۱۳۷ پر بھی موجود۔

سے ملتا ہے:

چھپ کے نکلا وہ ماہ تیسرے دن   تین دن قبر میں بھی بھاری ہیں   (مؤلف)

کہتے ہیں قبر میں بھی ہیں تین روز بھاری   جاویں کدھر الٰہی مارے ہوئے فلک کے   (میر)

تنکے کو پہاڑ کر دکھاتا ہے (ص)= خلاق عالم اپنی قدرت کاملہ سے ادنیٰ کو رتبہ اعلیٰ مرحمت کرتا ہے اور فقیر کو امیر بناتا ہے اور گدا کو بادشاہ گردانتا ہے:

غالب کو دیوے قوت دل اس نحیف کو   تنکے کو جو دکھائے ہے پل میں پہاڑ کر   (میر)

قطعہ

حق نار تجلی سے جلاتا ہے پہاڑ   اور چشم جہاں بیں میں سماتا ہے پہاڑ

گہہ کوہ کو رائی سے سبک کرتا ہے   گہہ مہر سے تنکے کو بناتا ہے پہاڑ   (مؤلف)

تیر کر گیا (ص)= دست بردی کی اور چیز کو غائب کر گیا:

عیار پن ہے کیا دل دلگیر کر گیا   تیر نگہ جو آکے لگا تیر کر گیا   (مؤلف)

تھاہ پانی مشکل ہے (ص)= تہ سے آشنا ہونا اور کنہ ماہیت کو پہنچنا دشوار تر ہے:

رباعی

ہر قطرۂ اشک تر ہے بحر زخار   عنقا کی طرح کنارہ کش بھی ہے کنار

ہو جس کی نہ آشنا سمندر تہ سے   ہے دیدۂ نم کی تھاہ پانی دشوار   (مؤلف)

ہیں مثل حباب گرچہ فانی   مشکل ہے ہماری تھاہ پانی   (بیمار)

تیغ پر ہاتھ دھرا (ص)= قسم کھائی:

کیا قتل دو عالم تو نے ایک جنبش میں ابرو کی   اگرچہ جھوٹ ہو تو تیغ پر ہم ہاتھ دھرتے ہیں   (جرأت)

تارے چھٹکے (ص)= مطلع صاف ہوا اور ابر جاتا رہا، تارے نکل آئے:

ہوائے زلف یکسو ہو تو خال رو چمکتے ہیں   کبھی بادل گھر آتا ہے کبھی تارے چھٹکتے ہیں   (نصیر)

شب کو تارے نہیں چھٹکتے ہیں   آبلے ہیں کہ یہ چھلکتے ہیں   (جرأت)

جھول پر اس کے ستاروں کا کہوں کیا میں حسن

تارے جس طرح رہیں رات اندھیرے میں چھٹک   (سودا)

تار باندھا (ص)= پیہم اور متواتر کچھ کام کیا:

جو باندھے تار اپنی چشم دریا بار رونے کا   تو اے ابر سیہ تیرا بھی سر جوش کھل جائے   (جرأت)

تراہ کرتے ہیں (ص)= واویلا اور فریاد و فغاں کرتے ہیں:

تلوار گر تراہ کے باندھے تو سب ملک — کرنے لگیں تراہ تراہ آسمان پر (ناسخ)

تلوار میں بال پڑ گیا (ص)= آثار شکستگی نمودار ہو اور نقص واقع ہوا:

بال بیکا بھی ہوا یہاں نہ سر مو قاتل — سخت جانی سے گر آ گئے تلوار میں بال (مؤلف)

مویں جوہر ایک تیغ ابروئے خمار میں — ورنہ وہ بیکار ہے ہوں بال جس تلوار میں (ناسخ)

تل دھرنے کی جگہ نہیں (ص)= ذرا جائے خالی نہیں ہے:

ہے ہوس کوچہ قاتل میں عبث مرنے کی — کہ وہاں جا نہیں ایک آنکھ کے تل دھرنے کی (مؤلف)

نہیں تل دھرنے کی جاگہ جو بافزونی حسن — دیکھا شب اس کو تو ایک خال برخسار نہ تھا (جرأت)

تلچھٹ (ص)= دردولائے تہ نشیں:

اے صاف آپ پیویں مجھے تلچھٹ اغیار — ان سے کہتے ہو اسے خاک نہ دو اور سنو (مصحفی)

تڑکا ہو گیا (ص)= صبح صادق ہو گئی:

گئی سب رات تو جھگڑے میں ظالم — اب آ مل لے کہ کچھ باقی ہے تڑکا (کامل)

تو اہنستا ہے (ص)= اس اصطلاح کے وہی معنی ہیں جو سابق تحریر ہو چکے ہیں[1]:

نہیں غم کہ رقیب روسیہ ہے خندہ زن مجھ پر — شگون شادی کا لیتے ہیں توا جس وقت ہنستا ہے (ناسخ)

تیوری چڑھائی (ص)= آزردہ اور برہم ہوا:

عریاں دیکھ کر جو ہنسنے کو میں ہوا — تیوری چڑھائی آپ نے کپڑے اتار کر (ناسخ)

بوسے کی طلب میں مجھے بھاتی ہے وہی آن — غصے سے خفا ہو کے تیری تیوری چڑھ آئی (سید)

تماشا بن گئے (ص)= اور ہی صورت بدل گئی اور دوم سیر کے معنی ہیں:

پھر ہم جو گئے پئے تماشا — سو آپ ہی بن گئے تماشا (مومن)

تماشا ہے کہ جن روزوں اس کے اقربا خوش تھے

تو ناحق پھر گیا تھا ہم سے دل اس آفت جان کا

ہوا وہ خوش تو اب لوگوں نے اس کے یہ منادی کی

وہاں جائے کوئی یہاں کا نہ یہاں آوے کوئی وہاں کا (جرأت)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۱۲۹ و ۱۳۱ پر بھی موجود۔

تاراڈوبا (ص)= دستور ہے کہ موسم برشگال میں کوآب میں ایک جنبش موہوم اور حرکت غیر معلوم نظر آتی ہے۔ اس کو اہل ہند تاراڈوبا کہتے ہیں اور وفور بارش کا اس کو شگون نیک سمجھتے ہیں:

خال رخ جب کے پسینے میں تمہارا ڈوبا　　جوش بارش ہو نہ کس وجہ کہ تاراڈوبا　(نصیر)

تلوار جڑی (ص)= تلوار ماری:

ناز سے بسمل ہوئے قتل ادا نے کیا　　غمزۂ خونخوار نے تیغ جڑی اور بھی　(رنگین)

خوش اسلوبی سے قاتل دل پہ یوں تلوار جڑتا ہے
جڑاو جس طرح سے کوئی نادر کار جڑتا ہے　(مؤلف)

جس موج سے لپٹا ہوں گر ابرو کا تصور　　اس موج نے سر پر میرے تلوار جڑی ہے　(مصحفی)

تیش کھایا[1] **(ص)**= غصہ اور خفا اور آزردہ ہوا:

پری نے کہیں تیش کھا لاف میں　　دیا ہو نہ پھینک اس کو کہ قاف میں　(حسن)

روٹھنے کی مجھے کچھ فکر نہیں، غم یہ ہے　　تیش کھا غیر کے گھر آج وہ مہمان نہ جائے　(رنگین)

تکل (ص)= چھوٹا پتنگ جسکو فارسی میں کاغذ بادی کہتے ہیں:

چرخ پر جب تری تکل بیباک اڑی　　باد پچھانے کو پہلے مری خاک اڑی　(بیتاب)

تجھے کیا غم ہے گو دنیا سے اڑ جاوے ترا عاشق　　تجھے تو کام اپنے ڈور سے ہے اور تکل سے　(رنگین)

وابستگی جو رشتۂ الفت کے ساتھ ہے　　فرقت میں رنگ رو مرا تکل سا اڑ گیا　(مؤلف)

تہہ ہے (ص)= قالب سخن میں مدعا اور کچھ ہے بظاہر اور ہے باطن میں اور ہے:

زیر کمر غیرت مہہ اور ہی کچھ ہے　　اس معنی باریک میں تہ اور ہی کچھ ہے　(مؤلف)

اس میں تہ کیا ہے خدا جانے کہ اس کافر نے　　آج جو شعر پڑھے بزم میں تہ دار پڑھے　(معروف)

صاف اب کی نہیں میں تو ترے ماتا ہے پہلو　　کچھ تو نے عجب ڈھب کی یہ تہ دار نہیں کی　(رنگین)

تلپٹ (ص)= زیروزبر اور تہ وبالا:

ساقیا تیری نگاہ ناز کی گردش سے دیکھ　　جام جم اوندھے ہیں اور تلپٹ میں پیمانے پڑے　(رنگین)

جو دل کو دیتے ہو ناسخ تو کچھ سمجھ کر دو　　کہیں نہ مفت میں دیکھو یہ مال تلپٹ ہو　(ناسخ)

تیار ہے (ص)= آراستہ و آمادہ۔ ہے اور دوسرے معنی فربہی اندام کے:

---

[1] قدیم املاء جدید املا "طیش"۔

کر دیا ہے قاق ایسا عشق کے آزار نے　　پیش از یں تیار تھے ناسخ ہمارے ہاتھ پاؤں　(ناسخ)

ہے سبک آنکھوں میں بار خاطر دلدار ہے　　اٹھ نہیں سکتا تن لاغر بس تیار ہے　(مؤلف)

تھپ گئی (مں) = لگ گئی:

کر کے خون دل پس مژگاں نگہ تو چھپ گئی　　چشم پر پردیدۂ دانستہ تہمت تھپ گئی　(مؤلف)

دیوے گالی گر کوئی بازار میں مڑ کر نہ دیکھ　　تجھ ہی پر تھپ جائے گی دیکھا اگر منہ موڑ کر　(معروف)

تیر اپیز کیا (مں) = تیروں سے سراپا بدن کو چھلنی کیا اور تودہ بنادیا:

سان پر مردم کے جب تک تیغ ابرو تیز ہو　　تب تک مژگاں سے قاتل دل ہی تیر اپیز ہو　(مؤلف)

قطعہ

جو کہا میں نے کہ بندہ ہے دعا گوئی قدیم　　تو مجھے کوس کے رنگین وہ بہت ہو کر تیز

یوں لگے کہنے کہ خواہش اس کی مجھ کو　　بس جو میرا ہو تو میں تجھکو کروں تیر اپیز　(رنگین)

تھکاریاں (مں) = بیڑیاں جس کو سلاسل کہتے ہیں:

باز آوے اپنی فطرت سے وہ تب تک ذکر کیا　　پاؤں میں تب تک نہ کوکا کے پڑیں تھکاریاں　(رنگین)

تھکارا (مں) = نزلہ:

یہ برا روگ ہے یہ عشق کہ تھکارے ہے　　کان سے جو کوئی سنتا ہے اس آزار کا نام　(انشا)

تاک جھانک (مں) = دیکھنا اور نظارہ کرنا:

پیارے جو تم کو شوق نہ تھا تاک جھانک کا　　رکھتے ہیں پھر یہ روزن دیوار کس لیے　(مصحفی)

تانبے کا چراغ (مں) = پیسا جو عند اللہ صرف ہو:

ساتھ لے جا تا شب مدفن تو تانبے کا چراغ　　روغن بخشش سے کر روشن تو تانبے کا چراغ　(مؤلف)

حشر تک روشن رہے تیرا چراغ　　دے اگر سائل کو تانبے کا چراغ　(معروف)

نہ ہے فتیلے کی حاجت نہ چاہیے روغن　　چراغ تانبے کا کرتا ہے نام کو روشن　(سرور)

تھپکنا (مں) = پشت طفل پر واسطے سلانے کے آہستہ آہستہ ہاتھ مارنا:

جو نیند آئی نہیں خوف بلائے شام ہجراں سے

تو طفل اشک کو تھپکے ہے مردم دست مژگاں سے　(مؤلف)

طفلی ہی میں اسکو فتنہ تک کر　　دایہ بھی سلاتی تھی تھپک کر　(غیرت)

تیرے نام کی تسبیح پڑھتے ہیں (ص)= ہر دم تیرا نام وردِ زبان ہے، کوئی ساعت دل سے فراموش نہیں ہوتا:

کہاں کا ہے مصلیٰ اور ہے کس کام کی تسبیح   پڑھا کرتے ہیں اے بت ہم تو تیرے نام کی تسبیح (شاہ نصیر)

روزہ نماز عشق کی سب کر دیا نیاز   تسبیح رہ گئی ہے فقط تیرے نام کی (نیاز)

تیور برے نظر آتے ہیں (ص)= نگاہ بد نظر آتی ہے اور دشمن جاں ہو گیا ہے:

مبادا جھاڑ کر پنجے لپٹ جاوے کہیں وحشت
برے تیور نظر آتے ہیں مجھ کو اس سے وحشت ہے (انشا)

تپتا ہے (ص)= تابش آفتاب سے یا حرارت آتش سے گرم ہوتا ہے اور جلتا ہے:

تری سرد مہری سے ٹھنڈا ہے دل   تپ غم کی گرمی سے تپتا ہے دل (مؤلف)

گرمی سے مرے دل کی اس موسم سرما میں   یہ گنبد گردوں بھی یکبار لگا تپنے (انشا)

تاڑ گئے (ص)= پہچان گئے:

کتنا یہ اور ڈھب کا اس بھری محفل میں کم کیجے
اے سب تاڑ جاویں گے نہ ایسا تو ستم کیجے (جرأت)

تڑاقا (ص)= آواز جو بوسہ لینے میں نکلتی ہے اور دوسرے معنی حسن بے ساختہ کے:

نقش پا اس کی ذقن کا پھسل آیا ہوگا   دھیان میں بوسہ عاشق کے تڑاقے سے رپٹ (انشا)

بوسہ بے تڑاقے کا مزے کی کوئی گالی   جھڑکی ہے تبسم ہے غرض گھات کی ٹھہری (جرأت)

تاک باندھی (ص)= نگاہ پیہم اور متواتر کیے اور تاک درخت انگور کو بھی کہتے ہیں:

آخر ش چھوڑا ہے ساقی رندے آشام نے   تاک باندھی دختر رز پر جو چشم جام نے (مؤلف)

چشم ساقی دیکھ سب کیفوں کی مستی چھوڑ دی
باندھ اس پر تاک ہم نے مے پرستی چھوڑ دی (حقیر)

محتسب گو تو برا مان خدا بخشے گا   دختر رز کے اوپر تاک تو ہاں رکھتے ہیں (حاتم)

ساقیا عفو جرائم کی خدا سے امید   تاک کر کیوں نہ پئیں گوشہ تمام شراب (شاہ نصیر)

تارا ٹوٹا (ص)= حصۂ آتشیں آسمان سے زمین پر گرا۔ یہ اصطلاح سابق رقم ہوئی ہے[1]:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۱۳۳۔

تاب اس بالی کے موتی کی نہیں کیا زلف میں اے دل آشفتہ یہ کہہ کیوں تو تنک کر رہ گیا
قطعہ
سرزمین شام میں تارا گرا تھا ٹوٹ کر یا اندھیری رات میں جگنو چمک کر رہ گیا (شاہ نصیر)

تیس دن (ص) = مدام اور ہمیشہ:

ترے گھر تیس دن اعدا بسر اوقات کرتے ہیں
خوشی سے رات کو دن اور دن کو رات کرتے ہیں (مؤلف)

تیس دن چاند کے وعدہ پہ پھرآتا ہے مجھے چاند ہوتا ہے تو پھر غراتا ہے مجھے (ظفر)

تیس دن رہتا ہے دن دنیا میں وہ خورشید رو عالم امکاں میں کیا ہوا اب گذرا شام کا (ناسخ)

تارا ہو گیا (ص) = اس قدر بلند ہوا کہ حقیر نظر آیا اور اوج گیرائی کے باعث ترقی، تنزل پذیر ہوئی اور زیادتی رتبہ اعلیٰ کی گئی:

مرتبہ کم جس رفعت سے ہمارا ہو گیا آفتاب اونچا ہوا اتنا کہ تارا ہو گیا (ناسخ)

تین دن کی بادشاہت (ص) = روز کتخدائی سے چوتھی کے دن تک:

بادشاہت خوش نہیں آتی ہے توشاہوں کی طرح
تین دن کی اے فلک کیا چاہیے نوبت ہمیں (ناسخ)

تیری جان سے دور (ص) = نصیب اعدا اور خدانخواستہ:

پاس آ جو نہ رہ عاشق نالاں سے دور کہ وہ نزدیک ہلاکت ہے تری جان سے دور (مؤلف)

تل بیٹھے (ص) = وزن کیا۔ دستور ہے کہ بادشاہ اور امیران دولت مند ہر شمسی اور قمری حساب سے کفۂ میزان میں سیم و زر وغیرہ کہ ہمراہ وزن ہوتے ہیں:

کیا فصل گل میں گلچیں کمل بیٹھتی ہے بلبل میزان شاخ گل پر تل بیٹھتی ہے بلبل (مؤلف)

نہ کیوں تل بیٹھے غمزہ نیچے میزان دوابرو کے
کہ حلقے دونوں آنکھوں کے ہیں دو پلے ترازو کے (مؤلف)

تل کل اک بادام سے بیٹھا ترا بیمار چشم یہ ہوا لاغر ہے اس کا جسم زار اب کی برس (معروف)

تان کی جان (ص) = خلاصۂ مقصد اور حاصل مدعا اور مغز سخن:

ہم گذرے جان سے یہی بس تان کی ہے جان مطرب بچے کی ہم کو تو مار اا لاپ نے (جرأت)

گوش بے جان میں دم کیا دم کو　　تان کی جان ہے تری آواز　(مؤلف)

تنکے کی اوٹ اور اوجھل پہاڑ (ص) = ناخن تدبیر سہل و آسان سے واہو نا عقدۂ مالا ینحل کا:

وہ تجھی میں ہے جسے ڈھونڈے ہے تو مرشد سے پوچھ　　کہتے ہیں تنکے کی او جھل یعنی اے غافل پہاڑ　(معروف)

در پے ہے اے بتان تن لاغر کے کوہ عشق　　یعنی یہی تو اوٹ میں تنکے کی ہے پہاڑ　(مؤلف)

تنکے چننے (ص) = دیوانہ ہو گیا۔ یہ اصطلاح پہلے تحریر ہو چکی ہے[1]:

کس نے کھولے غنچۂ بند قبا گلشن میں صبح　　باولی سی تنکے چنتی ہے صبا گلشن میں صبح　(مؤلف)

تنکے چنتے ہیں تری راہ میں غنچیں اے گل　　تیرے کوچے میں ہزاروں کے چمن پھول کیے　(ناسخ)

توڑا (ص) = اس کے کئی معنی ہیں اول شکست و پارہ پارہ کیا:

سنا ہے عالم مستی میں کل مسرور نے مے کا　　کہ شیشہ سر سے مارا جام رکھ کر تہ بتہ توڑا　(مسرور)

جم نے نہ تجھ سے تنہا ہی کیا شکست پائی　　اے چرخ تو نے کس کس اہل دول کو توڑا　(انشا)

دوم بمعنی کمی:

ہوس غم تشنہ کاہی کا نہ کھا تو کوئی قاتل میں　　نہیں اے یاریاں آب دم شمشیر کا توڑا　(ہوس)

لیتی ہے جنس دل تو ظالم تو آج لے چک　　پڑ جائے گا و گرنہ پھر اس کا کل کو توڑا　(دل)

لگے اشکوں کی جا آنے جو خون دل کے اب قطرے

کہ شاید کان گوہر میں پڑا اے چشم نم توڑا　(مسرور)

اور سیوم کیسۂ سیم و زر کو توڑا کہتے ہیں:

راہ دیں سے اس نے ہے توڑا تجھے　　اشرفی کا کب دیا توڑا تجھے　(رنگین)

مفلس کے بر میں یار وہ لالچی کب آیا　　رکھتا ہے گرم زر کا جس کی بغل کو توڑا　(انشا)

سیم تن توڑوں کا کیا توڑا ہی گردر کار ہیں　　ہم بھی رنگ زرد کی دولت سے اب زردار ہیں　(مؤلف)

اور چہارم جس سے کہ بندوق چھوڑتے ہیں اسکو توڑا کہتے ہیں:

دل ہے ہدف بارود کا دانہ خال بنی گر دہے　　بنی ہے بندوق دونالی توڑا تار گیسو ہے　(مؤلف)

پنجم زنجیر سیم و زر کی کس کو گلے میں باندھتے ہیں اور پاؤں میں بھی پہنتے ہیں:

گلے کا میں تمہارے آج اس میں سر اگر جائے　　نہ چھوڑوں گا لیے بن آپکے سر کی قسم توڑا　(مسرور)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۱۳۲۔

کچھ تو دے اپنی نشانی مجھے بند ا بالا　　توڑا زنجیر کا اور قول کا چھلا تعویذ　(انشا)

اور ششم دستار پر سپاہی بانکے ترچھے باندھتے ہیں:

توڑا بندھا دستار پر دستار زیب فرق ہے　　پھر پھر کے صدقے گرد سرتیرے موج برق ہے　(مؤلف)

شفق میں یہ نہیں تار شعاع مہر ہے مہوش
لپیٹا تو نے جو دستار گلگوں پر ستم توڑا　(مسرور)

توڑ جوڑ (ص) = جنگ اور صلح:

ہم سے توڑے رقیب سے جوڑے　　واہ اس توڑ جوڑ کے صدقے　(مؤلف)

تجھ سے میں یکبار توڑوں کس طرح　　میں قدم تیرے یہ چھوڑوں کس طرح　(انشا)

جو دیکھا چھپے تو لیا منہ کو موڑ　　اسی طرح کرتے رہے توڑ جوڑ　(حسن)

تیہا کھایا (ص) = غصہ کھایا:

مفت میں کل کھا کے تیہا آپ ناحق لڑ پڑے
نرگستان سے جو میری آنکھیں لڑیاں باغ میں　(انشا)

تیکھاپا تیکھی (ص) = شوخی اور شرارت اور گرم مزاجی:

تیکھے پن کے ترے قربان کرکے صدقے　　کیا ہی بیٹھا ہے لگا کر تو سپر کا تکیہ　(انشا)

کبھی تیکھی نظروں سے گھائل کیا　　کبھی میٹھی نظروں سے مائل کیا　(حسن)

کھب گئی جی میں اس جواں کی ادا　　بل بے تیکھی نگاہ و بانکی ادا　(بیدار)

ٹ

ٹوپی والے (ص) = مردم ولایتی قزلباش اور درانی:

دلی کے کج کلاہ لڑکوں نے　　کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا　قطعہ　ٹوپی والوں نے قتل عام کیا　(تقی میر)

کھالیا جو چٹ کے کھالوں کو　　نام رکھتے ہیں ٹوپی والوں کو　(انشا)

کم نہیں کچھ ٹوپی والوں سے وہ طفل کجکلاہ　　دیکھتے تنہا دلا ہم اس کو کیوں کر جائینگے
اسکے کوچے میں گذارا کب ہوا بے فوج اشک　قطعہ　ساتھ اپنے لیکے درانی کا لشکر جائینگے　(شاہ نصیر)

ؔ ص ۱۳۶ پر بھی موجود۔

کہکشاں کی تیغ رکھتا ہے علم عرصۂ روئے زمیں ہے قتل گاہ
قطعہ
اس کی گردن پر ہے خوں رنگ شفق ٹوپی والا ہے یہ چرخ کج کلاہ (مؤلف)

ٹوپی سے مشورت کرتے ہیں (ص)= بے صلاح کام نہ کرے لازم ہے کہ آدمی ہر امر میں مشورت کر لے:

گر قصد ترک سر ہے کبھو شرم مت کرو کہتے ہیں اپنی ٹوپی سے بھی مشورت کرو (تقی میر)

ٹپکی پڑتی ہے (ص)= باعث کثرت اور بسبب زیادتی کے ضبط نہیں ہو سکتا ظاہر ہوا جاتا ہے یا ہوتی جاتی ہے:

گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا (غالب)
ٹپکی پڑتی ہے اس سے گدراہٹ ہے یہ عالم تری جوانی کا (رنگین)
یاں اڑا جاتا ہے روئے عاشق بیمار سے رنگ واں ٹپکا ہی پڑتا ہے گل رخسار سے (مؤلف)

اور دوسرے معنی چکا پو کے ہیں:

سینے میں دل خون شدہ ہر روئے نکو پر ایک بوند لہو کی ہے کہ ٹپکے ہی پڑے ہے (مؤلف)
گریۂ بے اثر قیس کی دیکھی تاثیر بھیگ کر بھی نہ کبھی پردہ محمل ٹپکا (شاہ نصیر)

ٹٹی کی اوجھل شکار (ص)= در پردہ اپنا کام سر انجام کرنا:

دل صید چشم و چشم پس پردۂ مژہ ٹٹی کی اوٹ کھیلے ہے آہو شکار شیر (مؤلف)
جب مور رقص کرنے لگے اور ہرن چھپے ٹٹی کی اوٹ کھیلتی تھیں چتلیاں شکار
مہتاب کے بھی چھپنے سے پیدا تھا معجزہ خورشید بن گیا تھا ہر اک سورخ نگار (شاہ نصیر)

بڑی ڈھاڑیوں پہ نہ جاؤ لا یہ سب آہوؤں کے ہیں جتا
یہ شکار کھیلے ہیں برملا انھیں ٹٹیوں کی تو آڑ میں (انشا)

ٹسوے بہائے (ص)= روئے:

کس نے ڈالا ہے زنانی زود مت ٹسوے بہا کیا بری خو ہے تری ور گو رمت ٹسوے بہا (رنگین)
نہ ٹسوے بہا دور ہویاں سے شبنم نمک کیوں چھڑکتی ہے زخم جگر پر (انشا)

ٹکٹکی باندھی (ص)= دیکھتے ہی رہے پلک نہ ماری نہ آنکھ بند کی نہ نگاہ اور طرف مائل کی:

ٹکٹکی اسکی نے لگی اپنے دل زار پہ چوٹ　　سورما ہے جو وہی کرتا ہے سر دار پہ چوٹ　(رنگین)

گئے دن ٹکٹکی کے باندھنے کے　　اب آنکھیں رہتی ہیں دو دو پہر بند　(میر)

ٹکٹکی باندھی ادھر ہم نے تو دکھلا کر ہمیں　　ہاتھ سے اس نے گل نرگس کو مل کر رکھ دیا　(معروف)

بندھی ہے ٹکٹکی اس مہروش پہ یوں اپنی　　کہ جس طرح سے کوئی شغل آفتاب کرے　(ولی)

جھڑ لگا دی مری آنکھوں نے تو لو اور سنو　　ٹکٹکی باندھ کے کیوں منہ کی جھڑی مجھ سے اڑی　(انشا)

آ دیکھ تو بھی کہیں بے دیدگی سی ٹکٹکی　　بیٹھے ہوئے ہیں روزن و دیوار و در سے باندھ کر　(مومن)

تمام رات رہی ٹکٹکی ستاروں سے　　خلاف وعدہ تعجب ہے دوست داروں سے　(شاعر)

جمال یار پہ میں نے یہ ٹکٹکی باندھی　　کہ اپنی آنکھ کا تل اسکے رخ کا خال ہوا　(زکی)

دیکھتا ہے ٹکٹکی باندھے رخ یار آئینہ　　رشک دیتا ہے مجھے مانند اغیار آئینہ　(ناسخ)

یہ باندھی ٹکٹکی جیو روزن در در سے دلبر کے　　بنا اس در کا حلقہ دونوں حلقے دیدۂ تر کے　(مؤلف)

ٹھوکر پہ ٹھوکر کھائی (ص)= نقصان پر نقصان اور ضرر پہ ضرر ہوا اور صدمہ پہ صدمہ اٹھایا:

گلی میں جوں سنگ رہ اس کی پھروں ہوں دل کیسا مارا مارا

لگے ہے ٹھوکر پہ اس کو ٹھوکر عجب وہ حال خراب میں ہے　(جرأت)

پیچ و خم میں مو بمو ہر موئے الجھا جائے ہے　　مانگ کے رستے میں دل ٹھوکر پہ ٹھوکر کھائے ہے　(مؤلف)

ٹٹول دیکھا (ص)= امتحان و آزمائش کی اور تلاش و جستجو کے بھی معنی ہیں:

پیکان تیر نکلا پہلو کو کھول دیکھا　　دل کا پتا نہ پایا سینہ ٹٹول دیکھا　(مؤلف)

یاروں نے گو انا الحق اس منہ سے بول دیکھا　　ہیں سر حق سے غافل سب کو ٹٹول دیکھا　(شوق)

ٹکورے (ص)= صدائے نوبت و نقارہ:

ہر ٹکورے پہ ہے نوبت کی طرح دل ہلتا　　اب تو توبت سے لگا کرنے یہ نوبت پنکھا　(ظفر)

ٹکوروں میں نوبت کی شہنا کی دھن　　تکھر سننے والوں کو کہتی تھی سن　(حسن)

جنوں لے رشک لیلیٰ اپنا اس نوبت کو پہنچا ہے　　شکست آبلہ کی صیت نوبت کا ٹکورا ہے　(مؤلف)

وفائے وعدۂ دیدار جاناں ہے جو محشر پر　　تو نفخ صور اسرافیل نوبت کا ٹکورا ہے　(سرور)

وہ شہانی رہی بجتی تری نوبت شب و روز　　کہ جگر دشمنوں کا دیویں ٹکورے ہی الٹ　(انشا)

ٹکڑ گدا (ص) = فقیر دریوزہ گر:

ٹکڑ گدوں کو دے چرخ منصب شاہی — جو گھس گھسے تھے سو اور ہمیں دوشالہ کاہی (جرأت)

ٹکڑ گدا ہے تیرے در کا چرخ زشت خصال — ملے ہے مطبخ عالی سے نیم نان حلال (مؤلف)

ٹالے بالے (ص) = امروز فردا اور لیت و لعل کرنا اور وعدہ وفا نہ کرنا:

ہوئی اجل بھی تری خو کی طرح وعدہ خلاف — کہ آج تک مجھے رکھا ہے ٹالے بالے میں (مؤلف)

کبھی تو وصل کا وعدہ وفا ہو — کہاں تک دو گے جاناں ٹالے بالے (شائق)

ٹہوکے دیئے (ص) = ہاتھ سے چھیڑا اور یاد دلوائی اور انگلی یا کہنی آہستہ بدن میں ماری تا کہ ہوشیار ہو جائے اور بات کو پا جائے:

اگر پاتا ہے غافل ایکدم بھر یاد مژگاں سے
تصور دل میں دیتا ہے ٹہوکے نوک پیکاں سے (مؤلف)

تو خفا مجھ سے عبث اے ناصح غافل نہ ہو — چین تب لوں جو ٹہوکے مجھ کو دل دیتا نہ ہو (انشا)

ٹھکانے لگا (ص) = منزل مقصود و مدعا کو پہونچا:

زلف سے جا الجھ میں شب دل ٹھکانے لگ گیا — اک مسافر تھا سر منزل ٹھکانے لگ گیا (شاہ نصیر)

ملا میرے دلبر کو مجھ سے خدا — نہیں. تو مرا دل ٹھکانے لگا (حسن)

فرہاد کو جنوں نے ٹھکانے لگا دیا — اب جا کے ہم بسائیں مگر کوہسار کو (انشا)

ٹھٹھر گیا (ص) = بڑھنے سے رہ گیا اور سرد اور ٹھنڈا ہو گیا:

اے آہ سرد عرصۂ محشر میں تخ جما — جلتا ہوں میں سنو کہ جہنم ٹھٹھر گیا (میر)

شب جو نالہ چرخ اول سے گذر کر رہ گیا — شاید آہ سرد کھینچی تھی ٹھٹھر کر رہ گیا (مؤلف)

ٹھگ گیا (ص) = فریب دے گیا:

خدمت معقول ہی سب مغبچے کرتے رہے — شیخ آیا میکدہ کی سمت جب تب ٹھگ گیا (تقی میر)

ٹھسک (ص) = ناز و انداز سے خوش خرامی کرنی:

فتنہ در سر بتاں حشر خرام — ہائے رے کس ٹھسک سے چلتے ہیں (تقی میر)

ٹھیک بنایا (ص) = سزا دی اور قائل کیا:

پٹکے گا زمیں پر تجھے اے چرخ اٹھا کر　　چھوڑے گا مگر عشق چچا ٹھیک بنا کر　(مؤلف)

ناصح کو جو چاہوں تو ابھی ٹھیک بناؤں　　پر خوف خدا کا ہے کہ میں کچھ نہیں کرتا　(مومن)

ٹھکراتا (مص) = مبتذل و خوار جان کر پاؤں مارنا جس کو فارسی میں لت زدن و پازدن کہتے ہیں:

مصحفی ضد سے وہ ٹھکرا کے چلا ہے اسکو　　راہ میں اسکی اگر میری مزار آوے ہے　(مصحفی)

کچھ بھی تمہیں اے جو خدا کا ڈر ہے　　اللہ کا عرش ہے یہ بالاتر ہے

رباعی

لازم ہے ادب نہ دل کو ٹھکرا کے چلو　　گو ٹوٹ گیا و لے خدا کا گھر ہے　(مؤلف)

جلائے تو نے ہزاروں مرے جو ٹھوکروں سے تو چونک اٹھے

یہ شمس تبریز اور عیسیٰ فلک کے اوپر زمیں کے نیچے　(صنعت)

مت گذرے ہے تو اس راہ سے اور شیشۂ دل　　یاں تہ خاک ہے مت توڑیو ٹھکرا کے کہیں　(جرأت)

ٹھور رکھا (مص) = جان سے مارا:

رکھا ہے اسے ٹھور تری تیر نگہ نے　　جس سے کہ ذرا تو نے میاں آنکھ لڑائی　(محبّ)

ایک چھوڑا نہ زندہ جاں تو نے　　ٹھور رکھا ہے سب کو ہاں تو نے　(انشا)

ٹھیک (مص) = راست و درست اور بعینہ اور ہو بہو:

نہ کیوں کر جامہ زیبی ختم ہو ساری خدائی کی　　قبا ہے ٹھیک جسم دلربا پر دلربائی کی　(مؤلف)

اے برق کس طرح سے میں حیراں نہ ہو تجھ...　　نقشہ ہے ٹھیک دل کے مرے اضطراب کا　(سودا)

ٹھوکریں کھائیں (مص) = صدمہ اٹھائے اور مارے مارے پھرے اور گر پڑے۔ اہل فارس پاخوردن کہتے ہیں:

لاغر ز بس کہ آپکو پاتا ہوں ان دنوں　　سایہ سے اپنے ٹھوکریں کھاتا ہوں ان دنوں　(مؤلف)

تو ہر قدم پہ قیس نہ کیوں کھائے ٹھوکریں　　طفلان سنگ زن سے ہیں پتھر ملے ہوئے　(شاہ نصیر)

کل عجب ڈھب سے ترے کشتہ کی رسوائی ہوئی

ٹھوکریں کھاتی پھرے تھی لاش کفنائی ہوئی　(جرأت)

اور ٹھوکر لینا بھی ٹھوکر کھانے کے معنی ہیں:

اشتر و نا قہ رہ عشق میں گذرے کیا دخل　　ٹھوکریں وہاں تو پڑا پائے نظر لیتا ہے　(انشا)

ٹھوکریں کھانی:

ضعف سے رہتا ہے اب پاؤں پہ سر | آپ اپنی ٹھوکریں کھاتے ہیں ہم (گویا)

مل ہے تری اشتہا سوائے عشق | یاں نہیں ناصح کے سمجھانے کی جا
قطعہ
سنگ طفلاں سے نہیں بھرتا ہے پیٹ | ٹھوکریں کھاتے ہیں اب کھانے کی جا (سرور)

ٹھور ٹھکانا(ص)= محل بود و باش اور جائے قرار:

تجھکو ڈھونڈے کوئی کہاں ذوقؔ | نہ ترا ٹھور نہ ٹھکانا ہے (ذوقؔ)

ٹھونگا(ص)= اول بمعنی کوفتن وکوبیدن اور دوسرے معنی مارنے کے اور زدوکوب کرنے کے:

مسجد میں واعظوں کے تئیں لگ گئی ہے بڑ | زاہد نے ٹھونگا شیخ کو پگڑی اتار کر (سوداؔ)

ٹھنڈے ٹھنڈے(ص)= وقت سحر قبل از طلوع آفتاب:

دل سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ | ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے (طپش)

ٹھنڈیاں(ص)= چیچک۔

ٹکٹکی پر کھڑا کیا(ص)= دستور ہے کہ جو مرغ جنگی بہادر لڑائی کے وقت حریف اپنے کے ضرب شدید کھا کر مر جاتا ہے اور بھاگتا نہیں ہے تو اس وقت تین لکڑیاں زمین میں گاڑ کر اس مرغ کی لاش کو اس پر کھڑا کرتے ہیں اور زندہ مرغ کو جو اس کا قاتل ہے روبرو چھوڑ دیتے ہیں اگر اس نے لات مار کر مرغ مذکور کو ٹکٹکی پر سے نیچے گرادیا تو بازی بے تکرار جیتا اور جو صورت مرے مرغ کی دیکھ کر بے لات مارے اور طرف کو چلا گیا تو یہ مرغ بھاگے ہوؤں میں ٹھہرا اور بازی تمام و کمال دینی پڑی:

ٹکٹکی پر کر اس کو دوں میں کھڑا | اور تک اپنے جی کو کرلے کڑا
دیکھتا مرغ مردہ کی صورت | لات مارے نہ مرغ بے ہمت
پھر وہ اک سمت کو چلا جاوے | اپنی صورت نہ اس کو دکھلاوے
لات مردے کو گر نہ مارے گا | مرغ زندہ وہ بازی ہارے گا
آئیگا ہاتھ سب زر بازی | جان پژمردہ ہووے گی تازی
سید انشا نے جو کیا مسطور | مرغبازوں کا ہے یہی دستور (انشا)

نوہ میں ہے (ص) = تلاش میں اور جستجو میں ہے:

آشنا کنند چھپکے والوں کی نوہ میں ۔۔۔ زنگے والا کافر بے دید بے سو ہے (آتش)

ٹھنڈک پڑی (ص) = مراد حاصل ہوئی اور دل کو آرام آیا:

ہو گیا سرد تفتہ جاں تیرا ۔۔۔ اب تو اے شعلہ خو پڑی ٹھنڈک (مؤلف)

ٹھنڈک نہ پڑے کیونکہ گئی چادر مہتاب ۔۔۔ زخمی کو ترے ایک کفن نذر پکڑ کر (آتش)

ٹانگا (ص) = آویختہ کیا اور لٹکایا:

دی سزا اس مورد تعزیر کو ۔۔۔ واژگوں ٹانگا ہے چرخ پیر کو (مؤلف)

الجھیڑے میں پھنسے تھے تری زلف کے جو دل ۔۔۔ الٹے ٹنگے اسیر ہوئے بارہا بندھے (آتش)

ث

ثابت ہوئی (ص) = شکستہ چیز درست ہوئی:

سخت جاں کو کیا تری پروائے جاں پر ہے ظفر ۔۔۔ ٹوٹ کر کب تیر کی تیری سری ثابت ہوئی (ظفر)

ثابت کر تب منہ پر مار (ص) = اول اثبات جرم و خطا کر پھر تعزیر تقصیر کی دے۔

ج

جتنا زمین کے نیچے ہے اتنا زمین کے اوپر ہے (ص) = بڑا فتنہ انگیز اور سرکش و خونریز ہے:

کب کوئی فتنہ انگیز اے فلک تجھ سا زمیں پر ہے ۔۔۔ کہ ہے جتنا زمیں کے تو تلے اتنا زمیں پر ہے (شاہ نصیر)

نہ دینا بوسہ یاں کو فلک جھکتا زمیں پر ہے ۔۔۔ کہ یہ جتنا زمیں کے ہے تلے اتنا زمیں پر ہے (مومن)

جادو برحق ہے کرنے والا کافر ہے (ث) = سحر از روئے کلام الٰہی ثابت ہے لیکن ساحر کافر ہے:

ہے شوخ کا مار زلف کالا کافر ۔۔۔ حلقا مارے ہے جس پہ بالا کافر
اس چشم پر آنکھ پڑتے ہی ہم نے کہا ۔۔۔ بابای جادو برحق ہے کرنے والا کافر (جرأت)

جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا (ث) = اگر غربت و عالم تنہائی میں ثروت و دولت

حاصل ہوئی تو کچھ لطف نہیں۔ چنانچہ مصداق اس مثل پر مضمون کلام سعدی علیہ الرحمہ کا اور مرزا صائب کا ہے:

پائے در زنجیر پیش دوستان — بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں (سعدیؔ)

بہار عمر ملاقات دوستداران است — چہ حظ کند خضر از عمر جاوداں تنہا (صائبؔ)

غربت میں ہوں شاہ غور کس نے دیکھا — حاصل ہوا زر کہ زور کس نے دیکھا

گو بخت بٹھائے تخت طاؤس پر — ناچا جنگل میں مور کس نے دیکھا (سعینؔ)

رباعی

جگنو ہے کے گھر میں چراغ (ص)= کم ظرف تھوڑی سی دولت پر ابھر جاتا ہے اور نخوت و غرور سے آپ کو ہمسر قارون سمجھتا ہے اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا:

بہت ہے بات تنگ حوصلے کو تھوڑی سی

بیا سمجھتا ہے جگنو کو گھر میں جائے چراغ (معروفؔ)

اور جگنو کو فارسی میں کرمک شب تاب و شب فروز کہتے ہیں اور اطراف میں پٹ بجنا کہتے ہیں اور جگنو ایک زیور کا بھی نام ہے کہ اس کو زیب گلو کرتے ہیں:

طرفہ ہے جگنو گلوے ماہ سیما کے قریب — مہر عالم تاب چمکے ہے ثریا کے قریب (مؤلفؔ)

مخمس

کیوں نہ رہتا شام سے محو تماشا صبح تک — ایک عالم کی نہیں لگتی پلک سے تھی پلک

ناگہاں جوش خوشی سے جست کرتے تا فلک — جب ستارے گنج کے جگنو سے جاتے تھے چمک

تالیاں پٹ پٹ بجاتے تھے پٹاخے بے شمار (شاہ نصیرؔ)

جواب نامہ (ص)= اول جواب خط دوم دستور ہے کہ واسطے ثواب کے ایک سفید رومال پر مٹی سے کلمہ طیب کو لکھ کر سینہ پر مرد مسلمان کی میت کے رکھ دیتے ہیں تاکہ برکت سے کلمہ کی اللہ تعالیٰ کہ غفور رحیم ہے اس مردے کی عفو جرائم کرے:

پہنچا خط اسکا یار و مرے پاس وقت مرگ — جائے جواب نامہ دو رکھنا کفن پہ خط (معروفؔ)

وقت سوال منکر نکیر نہیں ہوں اے بت — حرف جواب نامہ سینے پہ داغ دل ہے (شاہ نصیرؔ)

دم انتظار میں نکلا جب آیا واں سے جواب — جواب نامہ ہوا نامہ کا جواب مجھے (ناسخؔ)

لکھا نہ خط جب تو خط نے نوک خامہ سے — جواب نامہ پڑھیں گے جواب نامہ سے (مؤلفؔ)

جواب نامہ کی جا بعد مرگ اے نقاش — کفن پہ لکھیو مرے گلعذار کی تصویر (سرور)

درکار عاشقوں کو کیا ہے جواب نامہ — اک نام یار بس کہ لکھنا مرے کفن پر (تقی میر)

اپنے مریض عشق کو اس نے لکھا ہے آہ — ہنگام نزع بعد دو صد انتظار خط

قطعہ

رکھ دیجیو وصیت آخر ہے یہ مری — جائے جواب نامہ در کے مزار خط (ممنون)

جہان سے اٹھا (ص) = دنیائے فانی سے رحلت کی اور روانہ ملک عدم کو ہوا:

شور و غل ہر مکان سے اٹھا — آج سودا جہاں سے اٹھا (سودا)

کیوں اٹھ چلا جہاں سے دل زار کیا ہوا — بیٹھے بٹھائے یہ تجھے آزار کیا ہوا (جرأت)

بے پردہ غیر پاس اسے تجا نہ دیکھتے — اٹھ جائے کاش ہم بھی جہاں سے حیا کے ساتھ (مومن)

ہائے رے مصحفی کا مرنا ہائے — آدمی یوں جہاں سے اٹھ جائے (مصحفی)

تیرے ہی بیٹھنے سے ہماری ہے زندگی — اٹھ جائیں گے جہاں سے ہم تم جہاں اٹھے (ترساں)

نہ بار زیست تن زار و ناتواں سے اٹھا — در بتاں پہ جو بیٹھا تو بس جہاں سے اٹھا (مؤلف)

جوڑ (ص) = تن و توش اور قد و قامت میں برابر اور مساوی:

پر تو اس سے لڑ کہ جو تیرا ہو جوڑ — اس سے مت لڑ جو کہ کھوئے ہاتھ جوڑ (رنگین)

ہوں ناتواں نہ کو وہ ستم سے لڑا مجھے — پیدا ہمارے اے فلک پیر جوڑ کر (منیر)

اور دوسرے معنی ہیں مال جمع کرنے کے:

دنیا ہے وہ منیر کہ آخر کو مر گیا — قاروں خزانہ ہمسر اکسیر جوڑ کر (منیر)

جیتی مکھی کون کھاتا ہے (ص) = دیدہ و دانستہ کوئی گرفتار دام بلا و مصیبت نہیں ہوتا:

وہ ہو یار اور ہم ہوں اس کے بار کیوں کر ہو — نہیں دنیا میں کھاتا کوئی جیتی جان کر مکھی (معروف)

بوسہ خال لب شیریں ترا دل نے لیا — جیتی مکھی کس طرح سے اسنے کھائی دیکھ کر (ظفر)

جوٹھا میٹھے کی لالچ کھاتے ہیں (ث) = آدمی حرکت ناشائستہ واسطے حصول ہونے دنیا کے کرتا ہے:

گالی نہیں بن بوسہ مرے جی کو گوارا — جوٹھا جو کوئی کھاتا ہے تو میٹھے کی لالچ (سودا)

جوتیوں میں دال بٹی (ص) = لڑائی اور مار کٹائی ہوئی:

جو بزم غیر میں منہ کا ترے اگال بٹے — خدا کرے کہ وہاں جوتیوں میں دال بٹے (معروف)

جانؔ پر کھیلے (مص) = زندگی سے در گذرے اور ارادہ مرنے کا کیا:

مژدے آکے طفل اشک تر دامان پر کھیلے — بہادر اس کو کہتے ہیں کہ اپنی جان پر کھیلے (مؤلف)

کوئی بھی اس طرح سے اپنی جان پہ کھیل جاتا ہے — مگر بازیچہ سمجھے میرؔ عشق خورد سالاں کو (تقی میر)

جاں پہ کھیلا ہوں میں میرا جگر دیکھنا — جی نہ رہے یار ہے مجھ کو ادھر دیکھنا (درد)

ارباب ہوس ہار کے بھی جان پر کھیلے — کم طالعیٔ عاشق جانباز تو دیکھو (مومن)

کھیل جاتے ہیں جان پہ عاشق — جان دیتے ہیں آن پہ عاشق (مصحفی)

سرورؔ خستہ جاں اسکو سمجھ مت کھیل لڑکوں کا — کھلاوے گا وہ مار زلف کو جو جان پہ کھیلے (سرور)

اس شعلہ خو کے عشق میں مت کھیل جان پر — اے شمع لا نہ حرف شرارت زبان پر (شاہ نصیر)

کیا کیا نہ لوگ کھیلتے جاتے ہیں جان پر — اطفال شہر لاتے ہیں آفت جہاں پر (سودا)

ہم کب کے کھیل بیٹھے ہیں یاں اپنی جان پر — وہ مستعد کھڑا ہے ابھی امتحان پر (عشرت)

ڈراتا ہے ہمیں خوف و خطر کیا عشق بازی سے — جو اپنی جان پر کھیلے ہیں انکو ڈر کس کا (جرأت)

جھاڑ کا کانٹا (مص) = جنگجو اور بدخو کہ ہر ایک سے لڑنے کو مستعد و آمادہ ہو:

خاک سے میرے نہ چل دامن اٹھا کر مست ناز — یاں تن کا ہیولہ ہے کچھ جھاڑ کا کانٹا نہیں (مؤلف)

دامن دل سے نہ چھوٹا پر نہ چھوٹا اے سرورؔ — گلرخوں کا خار مژگاں جھاڑ کا کانٹا بنا (سرور)

تن لاغر گر اپنا خانۂ جانانہ تک پہنچے — تو ہو کر جھاڑ کا کانٹا سر بازار لگ جاوے (جرأت)

جیوڑا (مص) = جان:

گیا ہو جب اپنا ہی جیوڑا نکل — کہاں کی رباعی کہاں کی غزل (حسن)

میں تو خوش اپنے ہوں اس جیوڑے کی چوڑائی پر
کیا ہی اس ننھے سے گھر میں ہے سمائی ات گت (رنگین)

جلے پاؤں کی بلی (مص) = ایک جا پر قرار و آرام اور سوا پھرنے کے اور کام نہیں:

کیا بلا ہوتی ہے کچھ ایسی ہی دلی کی طرح
کہ پڑے پھرے جلے پاؤں کی بلی کی طرح (انشا)

ؔ ص ۱۶۰ پر بھی موجود۔

پڑی پھرتی ہوں جلے پاؤں کی بلی کی طرح
دیکھوں اس بن کٹے کس طرح سے شب بیت المال (رنگین)

جگر میں آہ نہیں (مں)= نہایت مفلس اور تنگدست ہے:

کچھ جنس صبر دل کے نگر میں نہیں رہی ایسے لٹے کہ آہ جگر میں نہیں رہی (جرأت)

متاع نالہ ہوئے صرف روز ہجر تمام شب فراق ہے مہماں جگر میں آہ نہیں (مؤلف)

نیاز کچھ بت نو نیاز کی کیا عشق مژہ پہ اشک نہیں چشم میں نگاہ نہیں
قطعہ
نہ دل میں جان ہے باقی نہ دل ہے سینے میں نہ آہ آہ ہے لب پر جگر میں آہ نہیں (سرور)

تواضع آپکی ہم کیا کریں بھلا صاحب
بقول شخص اس اپنے جگر میں آہ نہیں (آتش)

جیسا منہ ویسی تھپڑ (مں)= اس اصطلاح کے دو معنی ہیں اول جس رتبہ کا آدمی ہو موافق اس کے توقیر و عزت کرنی لازم ہے۔ دوسرے معنی یہ کہ انسان سے جیسی خطا سرزد ہو ویسی ہی سزا دینی چاہیے:

معروف کو یہ کہو کہ رنگین کو نہ چھیڑ پچھلے مردے گڑے ہوؤں کو نہ اکھیڑ
رباعی
کچھ تو جو کہے گا تو کہے گا وہ بھی جیسا منہ ہے لگے گی ویسی ہی تھپڑ (رنگین)

جہاں تیلی نہ جاتی تھی وہاں موسل کیا (ث)= تھوڑی بات کو بہت بڑھایا:

معروف کی جو نظم ہے سو ہے ڈھیلی رنگیں میں جانتا ہوں اس کو بیلی
رباعی
پاس احمد بخش کا ہے ورنہ موسل کرتا میں وہاں جہاں نہ جاتی تیلی (رنگین)

جنگ زرگری (مں)= بظاہر جنگ و جدل اور بباطن آشتی و صلح:

دی نشانی غیر کو انگشتری ثابت ہوئی آج ہم پر انکی جنگ زرگری ثابت ہوئی (ظفر)

دولت ہے اس قدر در دولت پہ بیشمار آتی ہے خاک در کو تری کیمیاگری
قطعہ
زردار اس قدر ہیں سپاہی کہ روز رزم گر جنگ بھی کریں تو کریں جنگ زرگری (مؤلف)

اب یہ کیا کہا اللہ اکبر بھلا یہ کون سی آدم گری ہے
قطعہ
کہ اس عاشق کو مارا سیم تن جو میں سمجھا تھا کہ جنگ زرگری ہے (رند)

چاہے ہے وہ اپنی برتری رنگین سے   کچھ اس کو نہیں ہے بہتری رنگین سے
رباعی
ہے اپنے فروغ کے لیے عالم میں   معروف کو جنگ زرگری رنگین سے   (رنگین)

لڑے ہے مصلحتاً غیر سے وہ سیم بدن   مزاج نام خدا جنگ زرگری پر ہے   (جرأت)

جھاڑ گیا (مص)= سب کھا گیا ذرا باقی نہ چھوڑا:

پی گئے شب جو ساقیا تند شراب سیب کی   جھاڑ گئے نشے میں ہم قاب کی قاب سیب کی   (انشا)

جیب کترا (مص)= کیسہ بر اور دزد و عیار:

جیب کتروں میں ہے بادی چور یہ باد صبا   کیسۂ غنچہ کو کترے ہے زر گل کے لیے   (مؤلف)

قطع یوں کیسۂ دل اسنے کیا بس جھٹ پٹ   جیب کترا کوئی جیوں جیب کو دے جل کترے   (جرأت)

جو نظر باز اس کا چترا ہے   خوب دیکھا تو جیب کترا ہے   (سودا)

جان ہے تو جہان ہے (ث)= جب اپنی جان ہے تو سلطنت ہفت اقلیم کی بھی ہیچ ہے:

میر عمداً بھی کوئی مرتا ہے   جان ہے تو جہان ہے پیارے   (تقی میر)

دل لے کے ہمارا کوئی گر طالب جاں ہے   ہم خوب سمجھتے ہیں کہ جی ہے تو جہان ہے   (سودا)

جی کی جی میں رہی (مص)= تمنا اور آرزو نہ بر آئی حسرت دل میں رہ گئی:

ہزار حیف دم نزع جی کی جی میں رہی   حجاب عشق سے کچھ بھی نہ عرض حال ہوا   (ہوس)

جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی   ایک بھی ان سے ملاقات نہ ہونے پائی   (انشا)

کہتے کہتے داستان غم بھی میں رہ گئی   جی گیا تن سے نکل اور جی کی جی میں رہ گئی   (مؤلف)

جی کی جی میں رہی نہ نکلی ایک   سیکڑوں حسرتوں کا خون ہوا   (سرور)

اٹھ گیا بن کہے ہی یار افسوس   جی کی جی میں رہی ہزار افسوس   (مصحفی)

بھر نظر تجھ کو نہ دیکھا کبھی ڈرتے ڈرتے   حسرتیں جی کی رہیں جی ہی میں مرتے مرتے   (سودا)

جامہ سے باہر ہو گیا (مص)= بے خود اور بے ہوش ہو گیا:

جامہ زیبی اس بت گل پیرہن کی دیکھ کر   ہو گیا جامہ سے باہر جو چمن میں پھول تھا   (مؤلف)

ماہ کنعاں تجھے اے ماہ جو عریاں دیکھے   پیرہن چاک کرے جامہ سے باہر ہو جائے   (ناسخ)

جوہر کیا (مص)= اپنے ہاتھ سے آپکو قتل کیا:

جوہر جاں چاہیے گر بہر کوش　　حکم ہو تو آپ کو جوہر کروں (مؤلف)

جان شیریں کب گئی ہے کوہکن کی رائیگاں　　کہتے ہیں شیریں نے آخر آپ کو جوہر کیا (ناسخ)

جاگے گا سو پاوے گا (مص)= جو شخص کہ شب بیدار رہے گا اس کو نور عرفاں حاصل ہوگا:

یہ مثل سچ ہے جو جاگے گا سو پاوے گا دلا　　بخت بیدار آشنا ہے دیدۂ بیدار کا (ناسخ)

جھتی پڑ گئی (مص)= مہین اور باریک کپڑے کے تار سست کر جا بجا اکٹھے اور جمع ہو گئے:

رات بھر تڑپے خیال یار میں ہم اس قدر　　پڑ گئی جھتی ہزاروں چادر مہتاب میں (ناسخ)

اور دوسرے معنی ہیں کسر شان اور بے آبروئی کے:

یاں تک آتے ہوئے ہو جائے گا اک آن میں کیا　　جھتی پڑ جائیں گی کچھ آپکی اب شان میں کیا (شاہ نصیر)

جھنجھلانا (مص)= غصے اور پرخشم اور غضبناک ہونا:

دیکھ کر اپنے خریداروں کو جھنجھلا کے کہا　　میرا کوچہ ہے یہ کچھ مصر کا بازار نہیں (ناسخ)

کارگر جب خنجر قاتل نہ بسمل پر لگا　　پھر تو لایا ہے وہ جھنجھلا کر چھرے سل پر لگا (منیر)

جی چھوٹ گیا (مص)= جبن چھا گیا اور نشہ سردی جاتا رہا:

کہہ میٹھا بیہات نہ چھوٹا ہاتھ سے قاتل قبضۂ تیغ　　سینہ سپر ہر چند رہا دل آخر کو جی چھوٹ گیا (مؤلف)

پہلوانوں سے نہ سو ہم ناتوانوں سے جو ہو　　عشق کا وہ معرکہ ہے تہمتن جی چھوڑ دے (ناسخ)

جی لڑایا (مص)= جان و دل دریغ نہیں رکھا:

جی لڑا دیتا ہے کیسی ہو زمین سنگلاخ　　خامہ تیشہ ہے تو ناسخ کوہکن سے کم نہیں (ناسخ)

جیوٹ (مص)= بہادر اور دلیر:

نہ بدلی لگ گئی بستر سے کروٹ اس کو کہتے ہیں
رہے جیتے شب فرقت میں جیوٹ اس کو کہتے ہیں (مؤلف)

جلے بلے (مص)= سوختہ اور افروختہ آتش عشق سے:

جوں[1] دود عمر گذری سب پیچ و تاب ہی میں　　اتنا ستانہ ظالم ہم بھی جلے بلے ہیں (میر تقی)

جلے بلوں کی گئی ہے اچاغ بن مٹی　　پس از فنا بھی ہے کیا صرف سوختن مٹی (جرأت)

برنگ مشعل و برق و شرار و شمع و چراغ　　یہ دل جلے تو نصیبوں کے جلتے بلتے ہیں (ولی)

---

[1] ص ۱۵۷ پر بھی موجود۔

جھل کھائے (مص) = رشک آیا اور غصے کی آگ میں جلا:

جھل کھاویں اغیار نہ کیوں کرچلون سے کل ہاتھ نکال
مارا تھا اک پردہ نشیں نے مجھ کو پنکھا پھولوں کا (شاہ نصیر)

جھلسا (مص) = جلایا:

بن ترے آئے ہے جو اوبت قاتل بادل ۔۔ ہے وہ جھلسا ہی لگا دینے کے قابل بادل (رافت)
جھلسا ہے اسکے منہ کو جو چاہت کا نام لے ۔۔ اس دل کی آنچ میں کوئی کب تک جلا کرے (انشا)

جا بھڑا (مص) = مقابل اور رو کش ہوا:

تنہا ہی جا بھڑا صف مژگان یار سے ۔۔ کیا زور ہے یہ دل بھی جگر دار دیکھنا (مصحفی)
تک اوج دیکھیو مرے بخت سیاہ کا ۔۔ جا عرش سے بھڑا ہے دھواں دل کی آہ کا (جرأت)

جم جم (مص) = ہمیشہ اور مدام ساتھ سلامتی اور دولت و اقبال لازوال کے:

جم جم تو بیٹھے اور دے مجھ کو جام ۔۔ جم جم تو بیٹھے اور دے مجھ کو جام
اس دور میں ساقیا بہ تکرار نغمہ ۔۔ ساقی جم جم تو بیٹھے اور دے مجھ کو جام (انشا)
نواب دولہ شیر بہادر وزیر کے ۔۔ جم جم سے ملکوں ملکوں سدا روشنی رہے (ولی)
منہ نہ موڑا تیغ سے جم جم اٹھائے زخم تاز ۔۔ آفریں ہے سوز صد رحمت ہے تیرے جیو کو (سوز)

جی چلا[1] (مص) = عزم اور ارادہ اور قصد کیا:

جی چلا بوسہ پہ یاں ہم طلبگاروں کا ۔۔ اڑ گیا رنگ وہاں یار کے رخساروں کا (شاہ نصیر)
قاتل نہ اٹھ کہ بیٹھے ہیں ہم کھیل جان پہ ۔۔ بسم اللہ جی چلا ہے اگر امتحان پہ (مؤلف)
جی چلا گر جی میں ہے صدقے تمہارے جایئے ۔۔ اس میں گو رسوائی ہو وے یا کہ مارے جایئے (جرأت)

بن بلائے ہم تو اس کوچے میں جا سکتے نہیں
دل تو چلتا ہے بہت پر جی چلا سکتے نہیں (معروف)

اور دوم معنی بیخود ہونے کے اور بدن سے جان نکلنے کے:

جی چلا جائے ہے پازیب کی جھنکار کیساتھ ۔۔ محشر فتنہ ہے اس شوخی رفتار کیساتھ (جرأت)

جلن چھٹی اور جلن آئی (مص) = غصہ اور رشک آیا:

---

[1] ص ۱۵۸ پر بھی موجود۔

شب جو ہوئی شمع گریاں میری بالیں حزار — قطعہ — سچ ہے یہ کیونکر جلن تجھ کو نہ اے پیارے چھٹے
کل نہیں تونے چڑھائے مجھ کو یہ روشن ہوا — ہاتھ سے تیرے سری چھاتی پہ انگارے چھٹے (شاہ نصیر)

یوں داغ عدو کا شکر اے دل — بے شرم تجھے جلن نہ آئی (مومن)

سرد مہری تری اور گرمی اخلاص مری — شعلہ خوجی کو جلاتی ہے جلن آتی ہے (مؤلف)

جھانولی (ص)=ناز و ادا اور انداز و کرشمہ اور عشوہ:

اس نے اک جھانولی سی دکھلائی — گردش روزگار آنکھوں میں (مصحفی)

اپنی صورت کا جو اس نے دوسرا دیکھا تو بس — جھانولی ہر دم نئی اک آرسی کے ساتھ ہے (جرأت)

جھوٹا لیاپائی (ص)=دروغ گو اور دغا باز و مکار پر فریب و وعدہ خلاف:

کس کا ہے کوئی عاشق جھوٹے ہیں لپائے ہیں — کہتے ہو یہ تم صاحب بندے کے سنانے کو (جرأت)

جی سائیں سائیں کرتا ہے (ص)= عالم غش طاری ہوا چاہتا ہے اور حال دل کا دگرگوں وزبوں ہے:

رہیں کس کے سامنے کہ اب ضعف سے — مرا جی ہے کرنے لگا سائیں سائیں (تقی میر)

جوگی کس کے میت (ث)= فقیر ایک جا پر پابند نہیں رہتا۔ شام کہیں ہے سحر کہیں ہے کبھی کچھ رنگ ہے گاہ کچھ ڈھنگ ہے ساعت میں کچھ حال ہے دم میں کچھ قال ہے:

عجب نہیں ہے جو جانے ہمارے چاہ کی ریت — سنا نہیں ہے مگر یہ کہ جوگی کس کے میت (تقی میر)

مسافرے کرتا ہے کوئی پیت — مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے میت (حسن)

جانے کے لچھن ہیں (ص)= آثار بد ہیں صورت قیام نظر نہیں آتی:

گردش سے روبیہ کی کیا کیا بلائیں آئیاں — جانے ہی کے ہیں لچھن سارے اس آسماں کے (تقی میر)

جب[1] نہ تب (ص)=وقت وغیر وقت:

حالت میں غش کی کس کو خط لکھنے کی ہے فرصت — اب جب نہ تب ادھر کو جی ہی چلا کرے ہے (تقی میر)

جی کو مارا (ص)=صبر و سکون اختیار کیا:

اس باعث حیات سے کیا کیا ہیں خواہشیں — پر دم بخود ہی رہتے ہیں ہم جی کو مار کر (تقی میر)

جی ڈہا جاتا ہے (ص)= ست و مضمحل ہے اور غش چلا آتا ہے:

---

[1] ص ۱۶۰ پر بھی موجود۔

جی ڈہا جاتا ہے جب میں نے کہا　　سن کے بولا جی ہے یا دیوار ہے　(مؤلف)
جی ڈہا جائے ہے سحر سے آہ　　رات گذرے گی کس خرابی سے　(تقی میر)

جی ڈوب گیا(مص)= عالم غش طاری ہوا اور دوم دریا میں غرق ہونے کے بھی معنی ہیں:

سوبار ایک دم میں گیا ڈوب ڈوب جی　　پر بحر غم کی پائی نہ کچھ انتہا ہنوز　(تقی میر)
سیر گلشن کو جو بن میرے وہ محبوب گیا　　آنکھیں پتھرا گئیں غش آگیا جی ڈوب گیا　(شاعر)

جی چرا لیا(مص)= پہلو تہی کیا اور کنارہ کش ہوئے اور دوسرے معنی وزدی کرنے کے ہیں:

وزدیدہ نگہ ہے کیوں دم قتل　　مرنے سے جی چرا گئے ہم　(مومن)

لو جی لو گر خواہش جاں ہے تو حاضر ہے یہ جاں
کیا چراویں تم سے جی تم دل چرا کر لے گئے　(جرأت)

جی چراتا کس لئے ہے جان بھی لے جا کہیں　　گر بہت اغیار نقد دل چرا کر لے گیا　(مؤلف)

جاد ھمکے(مص)= آکر حاضر اور موجود ہوئے:

قطعہ
کیا کیا مجھے دکھلائے ہے پستی و بلندی　　اس چال سے اسکی کوئی اب کیوں کہ بر آوے
گھر جاؤں جو میں اسکے تو جا بام پہ دھمکے　　اور بام پہ جاؤں تو وہ نیچے اتر آوے　(جرأت)

جان ہار ہے اور جا ئیا ہے(مص)= ان دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی عقلمند اور بہادر ہے۔
اصطلاح خاص اہل شاہ جہاں آباد کی ہے:

طفل سرشک اپنے گلے کا جو ہار ہے　　ہم جانتے تھے آگے ہی یہ جان ہار ہے　(مؤلف)

جالیہ(مص)= ایک طریقے اور سلسلہ کا فقرا کے نام ہے:

جام برکف نہادہ مہر منیر　　درحق کا جالیہ ہے فقیر　(مؤلف)
بولا وہ در پہ میرے آہوں کی دیکھ دھونی　　یہ بھی عجب طرح کا کوئی جالیہ ہے　(جرأت)

جان لینے کو فرشتہ(مص)= قابض ارواح:

تو ہے حور باغ جنت وصل یار　　جان لینے کا فرشتہ ہجر ہے　(مؤلف)
زندگی میری تھی ورنہ بت کافر بخدا　　کس کی تو جان کے لینے کو فرشتہ نہ بنا　(شاہ نصیر)

جیسی روح اور ویسے فرشتے(ث)= نیک کو نیک اجر اور بد کو سزائے بد:

سوال اس سے کریں حوران جنت ... جو ہوں مدفون تیرے دل برشتے
قطعہ
مثل مشہور ہے اے غیرت حور ... کہ جیسی روح ہوں ویسے فرشتے (مؤلف)

جیسا کوئی ہوتا ہے ویسا اسے نظر آتا ہے (مص)= خوب کو خوب اور زشت کو زشت دکھلائی دیتا ہے:

کیوں کر مرے ملنے سے نہ تم کو حذر آوے ... جیسا کوئی ہووے اسے ویسا نظر آوے (جرأت)

جھینکنا جھینکتے ہیں (مص)= گلہ اور شکوہ کرتے ہیں:

لوگ کیا اس کا جھینکنا جھینکیں ... بات کب کرنے دیتی ہیں چھینکیں (جرأت)

جوانی دیوانی (ث)= عالم جوش شباب میں اکثر حرکات ناشائستہ و لغو آدمی سے سرزد ہوتیاں ہیں کہ وہ دلیل ہوتی ہیں جنوں و خبط و وحشت پر اور مادہ ولولہ جوانی حکما کے نزدیک سودے سے مشتمل ہے۔ اس واسطے کہ اکثر زن و مرد جوانی میں دیوانے اور مجنوں ہوتے ہیں اور پیرانہ سالی میں شاذ و نادر:

جنوں کا عبث مرے مذکور ہے ... جوانی دیوانی تو مشہور ہے (تقی میر)

جھپکی لگی (مص)= ایک ساعت پلک سے پلک لگی۔ مولف ہیچمدان نے کہ یہ شعر میر کے شعر پر کہا ہے۔ اہل سخن سے داد و انصاف و داوری حسن کم و بیش کی چاہتا ہے:

تھی مرے ہم عمر شب وصل یار ... ایک ہی جھپکی میں سحر ہو گئی (مؤلف)

اک چشمک پیالہ ہے ساقی بہار عمر ... جھپکی لگی کہ دور یہ آخری ہو گیا (تقی میر)

جوبن ڈھل گیا (مص)= حسن جاتا رہا اور ایام پیرانہ سالی آ گیا، شب شباب آخر ہو گئی:

ساقی نشہ میں تجھ سے لنڈھا شیشہ شراب ... چل اب تو دخت تاک کا جوبن بھی ڈھل گیا (تقی میر)

لے سر پہ وبال اپنے نہ پروانے کا اے شمع ... تو اور بھی جوبن سے جو ڈھل جائے تو اچھا (شاہ نصیر)

تھا عبث ناز اس پہ تھی دیوار پر کی چاندنی
چاند سے چہرے کا اک ساعت میں جوبن ڈھل گیا (مؤلف)

بہر گل گشت چمن جو رشک گل ... پہن کر یاقوت کی ہیکل گیا
قطعہ
نو عروسان چمن کا رشک سے ... قطرۂ شبنم سا جوبن ڈھل گیا (سرور)

جھجک (ص) = خوف و خطر اور اندیشہ و وہم:

جھجک نہ اے بت بدمست شوق سے کر نوش — یہ عکس زلف ہے تیرا نہیں شراب میں سانپ (حسرت)

گھڑی ایک میں جو جھجک مٹی تو کہا زباں سے بھی اتی
ارے لوگو جلدی سے دوڑیو مرے بیقرار نے غش کیا (انشا)

اسے جوں مرغ دست آموز رکھ قابو میں اے ظالم
کہ جب تک طائر رنگ حنا کی ہاں جھجک نکلے (سرور)

تو گرفتار قفس طائر دل ہے اپنا — ابھی صیاد کوئی اس کی جھجک جاتی ہے (شاہ نصیر)

جامہ سے باہر ہوا (ص) = آپ میں نہ رہا، یہ اصطلاح سابق تحریر ہو چکی ہے[1]:

جامہ سے اپنے باہر یکبار ہو گئے وہ — مس کرنے میں جو ہم سے چولی انہوں کی مسکی (معروف)

ہزاروں گالیاں دیں یک سوال بوسہ لب پر — یہ باہر اپنے جامے سے ہو کیوں تم یک بیک نکلے (سرور)

جاگتی جوت (ص) = کرامت ظاہر اور روشن:

زبس ہے سود مند ایسی کہ سب خلق — کہے ہے جاگتی جوت اس کو اب خلق (جرأت)

جی ہوا ہو گیا (ص) = دم نکل گیا:

صبر رخصت ہوا نگاہ کے ساتھ — جی ہوا ہو گیا اک آہ کے ساتھ (تقی میر)

گر ہوائے عشق کی ایسی ہی طغیانی رہی — رنگ چہرے کا اڑے گا جی ہوا ہو جائے گا (مؤلف)

کیونکر نہ جی ہوا ہو کیونکر نہ دم فنا ہو — آرام جاں خفا ہے دو چار دن سے اپنا (جرأت)

گلی میں اس کی جز باد صبا کس کا گذارا ہے — کسے واں بھیجیے اے کاش جی تن سے ہوا ہووے (ولہ)

جھلملی سی چاندنی (ص) = کبھی ابر سے چاند کا نکلنا اور گاہ چھپنا:

قطعہ

چودھویں تاریخ اک ابر تنک سا تھا جو رات — صحن گلشن میں عجائب سیر میں دیکھا کیا
جھلملی سی چادر مہتاب اوپر برق کا — وہ دوپٹہ بادلے کا سا جو ہیں لہرالیا کیا (انشا)

جی متلاتا ہے (ص) = قے آتی ہے:

اس نجس دنیا پہ تو متلائے جی — تاکہ خوب اس سے ترا متلائے جی (رنگین)

جیوٹ (ص) = دلیر اور مردانہ اور بہادر:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۱۵۱۔

نہ کچھ وہ خسرو پرویز کو خیال میں لائے　　غرور حسن پہ اپنے ہی ایسی ہے جیوٹ (انشا)

جی بھرا آتا ہے (ص) = رونا چلا آتا ہے:

دیکھتے ہی اسے کچھ جی جو بھر آیا اللہ　　ہم بھی کیا روئے ہیں کل بلبل بستاں سے لپٹ (انشا)

اشک بھی خون رواں ہے کہ چلا آتا ہے　　جی ہے اک تازہ جراحت کہ بھرا آتا ہے (مؤلف)

جامہ کا گھیر (ص) = دور اور گرد و پیش:

جبکہ بستی سے جنون دشت دکھاتا ہے مجھے　　گھیر جامہ کا ترے گھیر کے لاتا ہے مجھے (شاہ نصیر)

تن تن کے دیکھتے تھے ہر اک سوکھڑے ہوئے　　جامے کا اپنے گھیر درختان سایہ دار (ولہ)

جی دوڑا اور جی چلا (ص) = قصد اور ارادہ اور عزم کیا اور میلان طبیعت و رغبت دل ہوئی:

اے مصحفی وہ شب تو تنہا ملا تھا تجھ سے　　کمبخت تو ہی چونکا جو جی چلا نہ بیٹھا (مصحفی)

جی دوڑے ہے اسکا تو نت اک تازہ ہوس پر　　ہوا ایک تو کیسے دل بیمار کی خواہش (ولہ)

ایک سے آنکھیں لڑا بیٹھے ہیں ہم　　ان دنوں پھر جی چلا بیٹھے ہیں ہم (شیفتہ)

مجھ مست کو کیوں بھائے نہ وہ سانولی صورت　　جی دوڑے ہے میکش کا کباب نمکین پر (جرأت)

جان کھائی (ص) = عاجز اور پریشان اور تنگدل کیا:

پوچھنے والے بہت جاں مری کھاتے ہیں　　آہ کس کس سے کہوں حال پریشاں اپنا (قاصر)

جان کے لالے پڑے (ص) = زندگی بسر کرنی دشوار اور مشکل ہوئی:

دیکھا ہے وہ جب سے لالہ رخسار　　یاں جان کے پڑگئے ہیں لالے (مجبور)

جی کو کوئی کس طرح سنبھالے　　یاں جان کے پڑگئے ہیں لالے (رنگین)

جان کے انجان ہونا (ص) = دیدہ و دانستہ انکار کرنا اور واقف و آگاہ ہو کر لاعلمی ظاہر کرنی:

جان من جان کر نہ ہو انجان　　اس میں ہے میری جان کا نقصان (مؤلف)

آخر تمہارا ناز کشندہ ہے مصحفی　　کیوں ہوگئے ہو جان کے انجان یہ کہو (مصحفی)

جھکجھولے (ص) = گرم و سرد اور نرم و سخت زمانے کا اور گاہ ڈوبنا اور کبھی اچھلنا:

کوئی میں نکلتا ہوں دریائے غم سے　　ابھی اس میں جھکجھولے کھانے بہت ہیں (مصحفی)

جھجکے (ص) = خائف و ترساں:

ل ص ۱۶۰ پر بھی موجود۔

جو آئینہ میں اپنی صورت کو دیکھ جھجکے　　یار وہ ہمارے دل سے پھر وہ دو چار کب ہو　(مصحفی)

جوں توں (ص)=بد شواری و مشکل اور بمنت و سماجت اور بہر صورت:

مرض تھا مصحفی کو صعب تر پر خوب وہ سمجھا　　کہ جوں توں آپکو اس نے ترے کوچے میں لا ڈالا　(مصحفی)

اس وحشی کو پھسلاتا ہوں اور دام میں جوں توں لاتا ہوں

نزدیک جب اس کے جاتا ہوں ہے مجھ سے بھڑک پھر ویسی ہی　(رنگین)

جی سن سنایا جاتا ہے اور گرا پڑتا ہے اور بیٹھا جاتا ہے (ص)=ان تینوں اصطلاحوں کے ایک معنی ہیں یعنی حالت ضعف اور عالم غش طاری اور ساری ہے:

آہ سحر ہماری فلک سے پھری نہ ہو　　کیسی ہوا چلی یہ کہ جی سن سنا گیا　(مومن)

کچھ جی گرا پڑے تھا جواب بولے ناز سے　　مجھ کو گرا دیا تو مرا جی سنبھل گیا　(مومن)

ساتھ غیروں کے سفر کو جب نکل جائے ہے　　جوں غبار کارواں جی اپنا بیٹھا جائے ہے　(مؤلف)

ایسے ستم کیے کہ مرا جی بٹھا دیا　　ہر چند سر فلک نے اٹھایا نہیں ہنوز　(مومن)

جھیلے (ص)=اٹھائے اور سہے:

کیا دکھ نہ دیکھے عشق میں کیا کیا نہ پائے داغ　　زخموں پہ زخم جھیلے ہیں داغوں پہ کھائے داغ　(مومن)

ہر شام و سحر تو اے قوی پائے　　جھیلے ہے ... ...　(قائم)

جھیل لیتے ہیں اس کو اے فرہاد　　جس پہ اس طرح آن پڑتی ہے　(سودا)

جھوٹے ہاتھوں کتا بھی نہیں مارتے (ص)=نہایت شوم اور تنگدل ہیں:

یو نہیں اٹھ جاویں دے کے بس بتا　　ماریں نہیں جھوٹے ہاتھ سے کتا　(سودا)

جلے دل کے پھپھولے پھوڑے (ص)=بدلہ لیا اور حسرت دل کی نکالی:

کاش کہ تجھ سے مرے صبر کے رشتے ٹوٹیں　　تب تو اے یار جلے دل کے پھپھولے پھوٹیں　(سودا)

جھلانا (ص)=امروز و فردا کرنا اور وعدہ خلافی ظہور میں لانی:

جھولتے ہیں یہ جو جھولے میں سو کہتے ہیں مجھے　　ایک وعدہ پہ تجھے برسوں جھلا سکتے ہیں　(آتش)

جی پھٹ گیا (ص)=جی بیزار اور برگشتہ ہو گیا:

اگر نہ مجھ سے تو آکر لپٹ گیا ہوتا　　تو رات تجھ سے مرا جی ہی پھٹ گیا ہوتا　(آتش)

جی میں جی آیا (مص) = تشفی اور تسلی ہوئی اور امید زندگانی کی پڑی:

اس قدر درد دل سے گھبرایا　موت آئی تو جی میں جی آیا　(محشر)

جاں[1] پر کھیلے (مص) = زندگی سے دست بردار ہو اور سر نے گذرے:

جوں شانہ کوئی زلف کو کیوں ہاتھ لگائے　افعی کو مگر جان پر کھیلے تو کھلاوے　(مؤلف)

نہ کیوں کر کودک ہر اشک تر داماں پر کھیلے　بہادر وہ ہے اے دل جو کہ لڑکا جان پر کھیلے　(نصیر)

جان پر کھیلا ہوں میں میرا جگر دیکھنا　جی رہے یا نہ رہے مجھ کو ادھر دیکھنا　(درد)

ہو ہو کے سوخت گنجفۂ عشق میں متیر　کیا کیا بشر نہ کھیل گئے اپنی جان پر　(متیر)

جی جانے ہے (مص) = بیان سے باہر ہے:

راتی کو مری ہے ہے وہ کچی جانے ہے　بدگماں مجھ سے وہ ایسا ہے کہ جی جانے ہے　(رنگین)

اس کی طرز نگاہ مت پوچھو　جی ہی جانے ہے آہ مت پوچھو　(تقی میر)

جی بھرا آتا ہے (مص) = رونا آتا ہے:

جی حسرت و یاس سے جو بھر جاتا ہے　اور دم بھی جو تنگ ہو کے گھبراتا ہے
رباعی
اس درد سے کرتا ہوں دل اپنا خالی　جی دیکھنے والوں کا بھرا آتا ہے　(معروف)

جو ٹھوں منہ نہ چھولیا (مص) = ذرا پرسان حال نہ ہوا:

روٹھا جو رقیب اسے منانے آئے　اور آئے بھی یوں کہ کوئی جانے آئے
رباعی
اور ہم جو رکے تو ہم سے ایسے بگڑے　جو ٹھوں بھی کبھی نہ منہ چھونے آئے　(معروف)

جان کیا پائی (مص) = کیا تاب و طاقت اور مجال اور مقدور پایا:

عشاق کی سی ہمت دیکھی نہ بوالہوس کی　پروانہ سان ہوئے جاں کیا جان ہے مگس کی　(معروف)

کار پروانہ مگس سے کوئی ہو سکتا ہے　... ... ...

جہاں[2] ڈر ہے وہاں گھر ہے = مرد بہادر و دلیر کو بزمگاہ ہے:

لاکھ ہنگامے اگر کوچہ میں ہوں تیرے تو ہوں　ہم سپاہی ہیں جہاں ڈر ہے وہ گھر اپنا　(حسن)

جب[3] نہ تب = گاہ و بیگاہ اور ہنگام و غیر ہنگام۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہو چکی ہے۔

روز و شب یاد ہماری ہوگی　جب نہ تب یاد ہماری ہوگی　(مومن)

---

[1] ص ۱۳۹ پر بھی موجود [2] اضافہ از نسخہ "خدا بخش" ص ۱۶۰-۱۶۳ [3] ص ۱۵۴ پر بھی موجود۔

جی کھپایا = جان دی:

اس غصہ و غم نے جی کھپایا اس شور نہاں نے جلایا (مومنؔ)

جادو کا پتلا = معشوق جو عاشق کے دل کو تسخیر و اسیر نگاہ کی تاثیر سے کرتا ہے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ساحر کو جن پر افسوں کرنا منظور ہوتا ہے تو اس شخص کی صورت کا ایک پتلا آٹے کا بنا کر آئین سحر و ساحری اس پر جاری کرتے ہیں اور جو سلوک و حرکت کہ پتلے کے ساتھ عمل میں لاتے ہیں اس کی ہم شکل کا غایب میں وہی حال ہوتا ہے:

سرمۂ تسخیر سے ہم خود مسخر کیوں نہ ہوں آنکھ کی پتلی جو تھی جادو کا پتلا ہو گیا (مومنؔ)

جگنو = کرمک شب فروز جو موسم برشگال میں صنعت کاملہ خلاق عالم کی سے انبار سرگیں سے گاو اور گاو میش کے ہمیشہ پیدا ہوتے ہیں۔ یہ اصطلاح آگے بھی قلمی ہوئی ہے[1]:

شرم سے اڑ جائے شعلہ کیوں نہ جگنو کی طرح دیکھے محفل میں جو نور خندق جاناں شمع (ناسخؔ)

گاہ آ جائے نظر گاہ نظر سے غائب پھر ہوا پیچ وشب رنگ ہے جگنو کی چمک (سوداؔ)

کچھ گرا جھڑ کے جو شب آہ سے اک میری شرار

بولے سب لوگ یہ جگنو سا کدھر سے چمکا (جرأتؔ)

جنون آتا ہے = غصہ اور حسرت اور افسوس آتا ہے:

مجھ کو رو رہ کے پھر یہ آیا جنون کیا یہ سمجھا تھا کیوں ادھر دیکھا (دردؔ)

مجھ کو آتا ہے جنون اس پہ کہ یارو جس کا میں دیوانہ ہوں وہ سمجھا نہ دیوانہ اپنا (جرأتؔ)

جبن چھایا = جوش دلیری و بہادری جاتا رہا اور دل نامرد ہو گیا:

ملا ہے جیسے کو تیسا ازل سے ہے یہ مثل جبن عدو پہ ہے چھایا تو شاہ پر جوبن (محبتؔ)

جوبن ٹپکتا ہے = کمال زیادتی حسن اور افزونی جمال بے مثال کی ہے:

کہیں تیرا آستیں ہے اور کہیں دامن ٹپکتا ہے ادھر آنسو ٹپکتے ہیں ادھر جوبن ٹپکتا ہے (محبتؔ)

دیکھ کیا آیا بھبھوکا سا وہ بن ٹھن اے صبا ہر روش ٹپکا پڑے ہے جس کا جوبن اے صبا (جرأتؔ)

عکس بن گلگوں سے گل پیرہنی دیکھو ٹپکے ہے پڑا جوبن نازک بدنی دیکھو (محبتؔ)

جاؤ بیٹھو = یہاں سے چلے جاؤ:

---

[1] قلمی یہ اصطلاح تحریر نہیں ہوئی ہے۔

غیر کو لطف سے فرماتے ہیں آؤ بیٹھو — دیکھ کر کھڑا مجھ کو کہتے ہو جاؤ بیٹھو (صنعت)

دربدر دیکھ کے پھرتا مجھے کہتا ہے وہ شوخ — جاؤ بیٹھو ایسی باتیں ہیں یہ گھر کھونے کی (شوکت)

جھرمٹ = گرد آنا آدمیوں کا اور حلقہ زن ہونا:

ہے نور بصر مردمک دیدہ میں پنہاں ۔ یوں جیسی کہنا

سو اشک کے قطروں سے پڑا کھلے ہے جھرمٹ ۔ اور آنکھیں ہیں چلمن (انشا)

اور دوسرے معنی ہیں سر سے تا پا بدن چھپانے کے دوپٹہ یا چادر یا دوشالے میں:

بالے کو ہلا دیوے جنبش تیرے بالے کی — ایک چاند سا چمکے ہے جھرمٹ میں دوشالے کی (منظر)

جنگل میں منگل ہے = ویرانے کو شہر آباد کرنا:

چمن کرتے پھرتے تھے جنگل کے تئیں — بساتے تھے جنگل میں منگل کے تئیں (حسن)

جس تس = ہر ایک شخص یگانہ خواہ بیگانہ اور اعلیٰ یا ادنیٰ:

پکارا وہ جس تس کو فریاد کر — نہ پہنچا کوئی کارواں بھی ادھر (حسن)

گو اس کی جھانک تاک پہ جس تس نے غش کیا

لیکن نہ اس کو سوجھ پڑے کس نے غش کیا (انشا)

جڑی = غیبت اور بدگوئی کی:

اس میں اور غیروں میں باہم ربط کیا کیا کچھ نہ تھا

لیک یاروں نے جڑی ایسی کہ گویا کچھ نہ تھا (معروف)

جان کے ٹکڑے = آرام جاں معشوق:

یوں کر کے میرے لاشہ قربان کے ٹکڑے — جاتا ہے کہاں او بے میری جان کے ٹکڑے (مصحفی)

کی فزوں تیغ جفا نے تیری صد گونہ حیات

دل کے ہر پارہ میں میری جان کا ٹکڑا ہے تو (محبت)

جی بکھرا جاتا ہے = حال دگرگوں ہے اور غش چلا آتا ہے:

اس زلف کا ہر بال رگ جان ہے اپنی — یہاں جی ہی بکھرتا ہے صبا وہ جو بکھر جائے (میر)

بال بکھرے ہوئے پڑ دیکھے جو مکھڑا اسکا — جی بکھرنے لگے ہو حال پریشان تیرا (جرأت)

جب تلک زلف پریشاں کو کرے مشاطہ جمع
رنگ اڑتا جائے ہے جی ہی بکھرا جائے ہے (نکہت)

جھڑوانا= عمل علوی یا سفلی کو دم کروانا:

کوئی عامل جو ہو تو اس کو بلواؤ فتیلہ دو اسے جھڑواؤ پھنکواؤ (جرأت)

وہ ابرو ہیں کھائے ورد جوان کی نزاکت سے
تو سوئی جھاڑتا ہے سر کو انگشت کرامت سے (منیر)

اور دوسرے معنی ہیں خس وخاشاک وگردوغبار کو صاف کرنے کے۔

جھومر= ایک زیور کا نام ہے کہ عورتیں اس کو ماتھے پر لٹکاتیاں ہیں واسطے آرایش وزیب اور زینت کے:

موے سر کو نہ سواد شب یلدا پہنچے اور نہ جھومر کو تیرے عقد ثریا پہنچے (احسان)
دل اسکے کیوں نہ باغ حسن کا ہو محو نظارہ کہ نہر سنگ موی مانگ ہے جھومر ہے فوارہ (فوارہ)
روکش ہے ثریا اور نہ پروین اسکے ہمسر ہے کہ باغ حسن کا ایک خوشۂ انگور جھومر ہے (نکہت)

جوڑا= سر کے بال ایک جا بندھے ہوئے:

وہ قامت سرور عنا ہے دلا خوبی کے گلشن کا گلرخ کی قفا جوڑا نہیں غنچہ ہے سوسن کا (نکہت)

بلا جوڑے کی بندش اور قیامت قد وبالا ہے
غضب چتون ستم مکھڑا بدن سانچے میں ڈھالا ہے (جرأت)

جوڑا ہے کہاں مانگ تلک یار کے سر پر کیلی ہے یہ یا سک سے سیہ مار کے سر پر (منیر)
کہوں اسکے جوڑے کا کیا رنگ ڈھنگ کہ جوں آخری شب ہو جھکے کا رنگ (حیرت)
اس کا جوڑا جو نہ کھلتا تو دوالی کی رات تا سحر موہنہ ہے تجھ پر دل مجزوں چلتے (نصیر)
دل پر عشاق کے کیوں کر نہ بلا نازل ہو تونے اے رشک پری شام کو جوڑا کھولا (نصیر)

قطعہ
نظر پڑا جو بس خط فرق وہ جوڑا تو سمجھا ہے کسی گم کردہ راہ کی گٹھری
کھلا جو عقدۂ سربستہ پھر تو سوچ گیا یہ ملک شام کے ہے بادشاہ کی گٹھری (نصیر)

جی اچٹ گیا= بیزار اور برگشتہ وبرداشتہ ہو گیا:

دل کسی سے کہ جب پلٹتا ہے　　دین و دنیا سے جی اچٹتا ہے　(سودا)

جھروکے = دریچے جو ایوان بادشاہی میں واسطے ملاحظہ سیر و تماشے کے جانب پائیں باغ و طرف دریا واقع ہوتے ہیں اور جھروکے درپیش بھی ان کو کہتے ہیں:

کہ ہے برج حمل برج شمس تیرے ایوان کا　　جھروکا اک سمیں ہے ہر یک حلقہ چشم غلمان کا　(محبت)

تھے پرے دو جو جھروکے ان کے آگے لگ لگ گئیں
موبہائے ریش و دربان و عسس کی نخیاں　(انشا)

جگت سیٹھ = سردار ساہوکار اور مہاجنوں کا:

بیچ مجھ کر انشا ہے جگت سیٹھ اس زمانے میں　　نہیں شعر و سخن میں کوئی اسکی ساکھ کا جوڑا　(انشا)

کرتا ہے دقایق کو فن عشق کے ارشاد　　انشا تو جگت سیٹھ ہے محبت جگت استاد　(محبت)

افتخار دودۂ فرہاد ہے　　جانگنی میں دل جگت استاد ہے　(سرور)

جوڑا لگایا = باہم دیگر جفت کیا:

نہیں کچھ بھید سے خالی یہ تلسی داس جی صاحب
لگایا ہے جو ایک تبور سے تم نے آنکھ کا جوڑا　(انشا)

جیتے جی = تمام عمر:

لینے نہ دیویں گے مجھے تک چین جیتے جی　　دشمن یہ دونوں گردش ایام اور عشق　(انشا)

جی بھر کر = سیر ہو کر اور موافق خواہش تسکین دل کی کر کے:

دم آخر تو کرلوں نظارہ جی بھر کے　　الٰہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو　(ناسخ)

چ

چاند تارا = ایک قسم کا کپڑا باریک ہوتا ہے کہ اس پر چاند تارے کی بوٹیاں کڑھی ہوتیاں ہیں:

تاب دیکھ جھمکارے کے بزم میں ماہ پارے کی　　فلک سیکھا ہے بوٹی کاڑھنی ہاں چاند تارے کی　(نصیر)

چاند تارے کا جو کرتا تونے پہنا اے صنم　　ایک ماہ نو نظر آتا ہے ہر اختر کے پاس　(ناسخ)

ا؎ یہاں سے نسخہ کراچی کا متن جاری ہے۔

چھینٹے لڑے (مص) = دریا میں آب بازی کی:

کہتے ہیں ہر دم مجھے دل میں خوش ہو گئے آپ — غیر سے چھینٹوں کی آپ کرتے ہیں جنگ آب میں (ناسخ)

چھینٹے لڑے وہ غیر سے دریا میں وقت غسل — آتش کا میرے حق میں کیا کام آب نے (مؤلف)

چھینٹے کل آپ جو غیروں سے لڑے پانی کے — پڑ گئے سینکڑوں بس ہم پہ گھڑے پانی کے (جرأت)

نہ چھینٹے لڑیے عبث مجھ سے خوف ہے کہ مبادا — کہیں سہاگ سے دے دہاک پانی پر (انشا)

چوٹی کا ہے (مص) = افضل اور اعلے اور قسم اول اور منتخب ہے:

قطعہ

چوٹی کا آج کون ہے تجھ سا نگار ہند — کیوں کر نہ عاشقوں کی نظر پاؤں سے لگے

آگے تو تا کمر تھی تری موے سر میاں — پر ان دنوں کمر سے اتر پاؤں سے لگے (شاہ نصیر)

سنگھاروں میں گو سب سے ہے وہ اتار — پہ کہتے ہیں چوٹی کا اس کو سنگھار (میر حسن)

چوٹی والا (مص) = دیو اور بھتنا:

رباعی

بن یار ہے چشم غول داغ لالا — اور دیو سیہ ہے جو ہے بادل کالا

ہر سرو چمن ہے بن سرے کی صورت — کل طرہ نظر آئے ہے چوٹی والا (معروف)

چاند کنڈل بیٹھا (مص) = ماہ ہالہ نشیں ہوا:

رباعی

اس دور میں کیوں پیر مغاں ٹل بیٹھا — ہر رند کہے ہے ہاتھ مل مل بیٹھا

لا دختر رز کو اس کے نیچے بٹھلا — ہے نیک شگون چاند کنڈل بیٹھا (مؤلف)

چھڑکاب (مص) = آبپاشی:

سقائے ضبط گریہ اٹھے تا نہ گرد غم — چھڑکاب صحن خانۂ دل میں کرے ہے روز (مؤلف)

یہ کس کے واسطے کرتی ہے چشم تر چھڑکاب — کہ آئینہ کا نہیں چاہتا ہے گھر چھڑکاب (شاہ نصیر)

وہ نہیں میں اشک ریزی سے مری چھڑکاب ہو — اب جو رونے بیٹھ جاؤں جھیل ہو تالاب ہو (تقی میر)

سو سمندر کا صرف کرکے جو آب — صحن خانہ میں کیجے چھڑکاب (سودا)

چھاتی کا جم (مص) = گرانی خاطر کی اور بار دل کا:

کبھی دل رکنے لگتا ہے جگر گاہے تڑپتا ہے — غم ہجراں میں چھاتی کے ہمارے جم ہیں یہ دونوں (میر)

مجھے دوزخ ہے بن تیرے اگر محفل ارم ہووے — جو دور جام جم ہووے مری چھاتی پہ جم ہووے (مؤلف)

اٹھایا غیر کو محفل سے تو نے جی گیا عاشق — بغیر از جاں لیے ہرگز یہ چھاتی کا نہ جم جاتا (ظفر)

بیقراری نے تو دل کی کھودیے میرے حواس — یا الٰہی کم ہو یہ چھاتی سے میری جم کہیں (جرأت)

چلّوؤں روئے (مص) = گریہ زاری کیا اور بہت روئے:

لہو کے آنسو سے چلّوؤں روئے نہ کیوں رنگیںؔ — اسے بے رات سے مہندی لگا تیرا یاد آیا (رنگین)

چھاجوں مینہ برستا ہے (مص) = وفور اور شدت ہے بارش باراں کی:

اندھیری رات ہے ساون کی چھاجوں مینہ برستا ہے — اگر اس وقت تم گھر کو نہ جاؤ گے تو کیا ہوگا (رنگین)

چل نکلے (مص) = گستاخ اور بے ادب ہو گئے:

پاؤں پھیلائے آہ دامن تک — آخرش چاک جیب چل نکلا (مؤلف)

ہو تا نہ تجھے کام دلا ہجر کے دن سے — گر اس سے شب وصل میں تو چل نہ نکلتا (رنگین)

سوز نے دامن کو جو پکڑا تو وہیں چھین کر — کہنے لاگا ان دنوں کچھ زور چل نکلا ہے بشت (سوز)

گر کہوں بیٹھوں تو فرماتے ہیں بس بیٹھے رہو — ساتھ چل نکلوں تو کہتے ہیں کہ چل نکلے ہیں آپ (مؤلف)

اور دوسرے معنی رفتار اور خرام کرنے کے:

دل سے کہہ دو کہ آہ سرد کے ساتھ — ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے (آتش)

رباعی

اس پاس ہر ایک آن مت جامت جا — کھوتا ہے عبث تو جان مت جامت جا

سنتے ہی یہ بات چل ہی نکلا اے دل — کہنا بھی کسی کا مان مت جامت جا (جرأت)

چھینٹا دیا (مص) = فریب اور دام دیا:

سن کے وہ حال میرا چشم میں آنسو بھر لائے — دیکھنا کیا ہے غضب یاد ہے چھینٹا اس کو (معروف)

لڑا ہے غیر سے پانی کے چھینٹے جا کے دریا میں — بھلا انکار سے کیوں مجھ کو دیتا ہے صنم چھینٹا (نصیر)

غیر کے کہنے سے چھڑکا وقت غش مجھ پر گلاب — یہ بھی اے مگر و مجھے اک وضع کا چھینٹا دیا (مؤلف)

پڑے ہیں دامن مژگاں پہ ہر جا خون کے چھینٹے
عبث دیتی ہے ضبط اشک سے اے چشم تر چھینٹا (سرور)

اللہ رے سادگی پس مردن مرا غبار — اٹھتے ہی ابر کے چھینٹے میں آ گیا (مؤلف)

اور دوسرے معنی پانی چھڑکنے کے ہیں۔

چھاتی پہ سل ہے (مص) = ناگوارِ خاطر اور گرانیِ دل ہے:

اے غیرتِ مہ جوشبِ مہتاب کا غل ہے — پہلو میں نہیں تو تو چھاتی پہ مری سل ہے (مؤلف)

بتانِ سنگ دل پر مبتلا جب ہوا دل ہے
کہ دل سینے میں اسی دن سے مری چھاتی پہ اک سل ہے (ولہ)

دل وحشت زدہ کس شوخ کے مائل ہے چھاتی پر
گریباں میں جو باقی تار ہے وہ سل ہے چھاتی پر (ولہ)

سل ہے یہ عشقِ بتاں میں مددائے تیشۂ آہ — کاش چھاتی سے مری چرخِ بریں مل جاوے (مسرور)

یہاں تک تو دلِ میرا خفقاں سے تنگ ہے — تختیِ یشب کی بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے (معروف)

کہا سنگ اکھڑے یہاں سے ملے — کسی طرح چھاتی سے پتھر ٹلے (حسن)

داغ آج سے رکھتا نہیں ان سنگدلوں کا — مدت سے ہوئی ہے مری چھاتی پہ سل آتش (سودا)

آ تجھ بغیر مملکتِ دل اجاڑ ہے — چھاتی پہ رات ہجر کی کالا پہاڑ ہے (رنگین)

اور دوسرے معنی ہیں چھاتی پہ سل اور پتھر رکھنے کے، دل کو اپنے کسی کی طرف سے سخت و سنگین کرنے کے:

تجھے اے کوہکن کیا لا کے جوئے شیر مرنا تھا — کہ سل چھاتی پہ رکھ کر خوں سفید اپنا ہی کرنا تھا (منیر)

خبر مرنے کی شیریں کے یکایک اس کو پہنچا دے — کوئی اول نہ رکھ فرہاد کی چھاتی پہ سل آیا (محشر)

اے مصحفی میں کیوں کر اس غم کو بھلا ٹالوں — چھاتی پہ مری سل ہے سو یار نہیں اٹھتی (مصحفی)

غیر اب ان کے جے گھر میں تو بس اے جرأت — ہم نے بھی صبر کیا چھاتی پہ پتھر دھر کے (جرأت)

کوہکن کی قبر گذرا جو میں — تھا یہ مصرعہ لوحِ تربت پر لکھا
قطعہ
شوق سے شیریں تو اب خسرو سے مل — ہم نے تو چھاتی پہ اب پتھر رکھا (شوق)

چور ڈھلتے ہیں (مص) = جھلے جاتے ہیں اور گمس رانی ہوتی ہے:

حوض میں غسل کا ہے لطف طرحداروں کے — بادے سر پہ چور ڈھلتے ہیں فواروں کے (معروف)

کہاں نسبت فلک کو روضۂ پاکِ پیمبر سے — چور ڈھلے ہے اس پہ شاہِ خاور تار گور سے (مؤلف)

منور نقش پا صد چندتر ہیں ماہِ مقنع سے — ڈھلے اس پہ چور فرعون کے ریشِ مرصع سے (ولہ)

چٹکیوں میں اڑانا(مص)=ذلیل و خوار کرنا:

غنچوں کو چمن میں دہن اپنا نہ دکھادو ــــ مال نہیں چٹکیوں میں ان کو اڑادو (نصیر)
چٹکنے دے ذرا غنچوں کو اے نکہت گل ــــ چٹکیوں میں ہیں تجھے ہی اڑانے والے (ممنون)
جگر کے آبلے کب پھوٹتے ہیں حضرت عشق ــــ یہ چٹکیوں میں ہمیں یعنی تم اڑاتے ہو (ذوق)
گل رخسار کی اپنے دکھاوے گر کوئی لالی ــــ تو مثل غنچہ اسکو چٹکیوں میں تم اڑا دو جی (جرأت)
طائر رنگ حنا ہوں نہ لگوں تیرے ہاتھ ــــ چٹکیوں میں تو عبث یار اڑاتا ہے مجھے (حسن)
دیکھی جو سحر اشک فشانی مری تسکین ــــ شبنم کو وہیں چٹکیوں میں گل نے اڑایا (تسکین)
تالیاں بجتی تھیں بازار میں جن کے پیچھے ــــ چٹکیوں میں وہی اغیار اڑاتے ہیں مجھے (مؤلف)
مجھے گلشن میں آتے دیکھ وہ غنچہ دہن بولا ــــ ذرا آنے دو اسکو چٹکیوں میں کیا اڑاتا ہوں (احمدی)

چُراغ پا ہوا(مص)=گھوڑا دو پاؤں اٹھا کر شوخی سے کھڑا ہو گیا:

ہلال جھومر کا اس کے سر پر عجب ہی جلوہ نما ہے دیکھو
کہ نعل شب رنگ ناز چمکا چراغ پا ہو گیا ہے دیکھو (منیر)

دشت جنوں میں رکھیو نہ تو بے سراغ پا ــــ ہووے گا ورنہ توسن معنی چراغ پا (جرأت)

چغلخور(مص)=چغلی کھانے والا اور غیبت و بدگوئی کرنے والا:

نام سے بھی تو وہ بیزار ہے تیرے آزاد ــــ چغلی ایسی کسی کمبخت نے کھائی تیری (آزاد)
شوق سے انشا مرے بالوں کی باس ــــ دے چغل خور کے ہونٹوں میں تو ایک ہاک لگا (انشا)

چاندنی کھیت کیا(مص)=ماہ نے طلوع کیا:

اس کو دک دہقان نے مرے ــــ دی میں نے دعا اس نے صلا کچھ نہ دیا
یوں کھیت سے یک بیک نکل آیا وہ ــــ گویا کہ چاندنی کھیت کیا (حسن)
رباعی

دیکھیے گر گشت خط سبز سے حسن پرنور
چاند کا کھیت رہے شب کو اسی کھیت میں کھیت (مؤلف)

چکنا گھڑا ہے(مص)=بے حیا اور بے شرم ہے اور نصیحت اثر نہیں کرتی:

گردون دوں پہ ٹھہرے ہے کب قطرۂ سحاب ــــ چکنا گھڑا ہے بوند پڑی اور ڈھل گئے (مؤلف)

---

۱ نقل کے معنی میں بھی آتا ہے (آصفیہ)، ص ۲ پر بھی موجود۔

کرتا ہے رو کشی دہن تنگ سے ترے — سو بار اس کی باد صبا ہونٹ مل گئے
قطعہ
اے رشک گل تقاطر شبنم سے صبح دم — چکنا گھڑا تھا غنچہ پڑی بوند ڈھل گئے (سرور)

چھاتی پر مونگ دلنی (مص)= رشک دینا اور آتش غیرت سے جلانا:

نہیں کم آسیا سے گردش اس چرخ پر انجم کی — کہ اک عالم کی چھاتی پر یہ ظالم مونگ دلتا ہے (ظفر)
اشک زہر آلودہ آنکھوں سے مری آیا کیے — ہو جدا پھر مونگ تم چھاتی پہ دلوایا کیے (سرور)
سر زنانے کا جو نہلانے میں ملنے بیٹھی — مونگ چھاتی پہ دوگانا مرے دلنے بیٹھی (رنگین)
یاد میں اس خط نوخیز کی یاں دانہ نمط — اشک سبز آنکھوں سے ہر وقت چلے آتے ہیں
قطعہ
آسیا آب کی ہے چشم یہ اپنی جس سے — روز چھاتی پہ مری مونگ دلے جاتے ہیں (انشا)
مت کہہ کہ تصور میں خط سبز کے میرے — گر شاہ نصیر اشک بہایا تو ہوا کیا
چھاتی پہ تری مونگ دلے عکس خط سبز — گر زہر غم ہجر کھلایا تو ہوا کیا (شاہ نصیر)

چاندنی مار گئی یا چاندنی کا اثر ہو گیا (مص)= دستور ہے کہ آدمی یا گھوڑا زخمی ہوتا ہے یا جل جاتا ہے تو تشنج ہو جاتا ہے رگ و پے اعضا کے کھنچتے ہیں۔ اس تکلیف سے اکثر کوئی جانبر نہیں ہوتا از روئے تحقیق معلوم ہوا کہ چاندنی مار گئی، فالج ہونے کو کہتے ہیں:

عکس تاب رو ترا اور ہاں زخم دل نہیں — چاندنی مارے جسے بچتا وہ پھر گھائل نہیں (مؤلف)
دل زخمی مت ہو پرتو افگن روئے روشن سے — کہ جس کو چاندنی مارے وہ جانبر ہو نہیں سکتا (شاہ نصیر)
چاندنی مار گئی جو دل زخمی کو رات — عکس انداز یہ کس کا رخ پر نور ہوا (ممنون)
چاندنی زخمی کو مارے پر رہے اے ماہوش — چمن سے تیرے دل صد چاک ملائے کے تلے (جرأت)
آگیا تھا رات کو وہ ماہ کامل خواب میں — چاندنی کا ہے اثر زخم دل بیتاب میں (ناسخ)

چھوٹا منہ بڑی بات (ث)= کم رتبہ اور بے حقیقت آدمی کام کرے اپنے حوصلہ سے باہر:

رنگیں کے اگر حق میں کہے بات کڑی — تو جانیو یہ الٹ کے وہ اس پہ پڑی
رباعی
گوش دل سے یہ سن نصیحت معروف — چھوٹے منہ سے نکال مت بات بڑی (رنگین)
شب غم کا بیان کیا کیجے — ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ (مومن)
نہ کرے غنچہ اس گل سے کڑی بات — کہ چھوٹا منہ ہے تیرا اور بڑی بات (مؤلف)

پھوٹ کر منہ نہ اے آبلے لا شکوۂ خار　　بدنما ہوتی ہے چھوٹا سا منہ اور بڑی بات　(مؤلف)

چھاتی بھر آئی (مں)=رونا آیا:

عشق کی چوٹ سے چھاتی مری بھر بھر آئی　　بارہا زخم لیے اور یہ پھر بھر آئی　(کرم)

ممنون کی چھاتی ساغر گل دیکھ آئی بھر　　جلدی سے مے پلا کہ چلے یہ بہار یار　(ممنون)

کیوں نہ چھاتی حیف سے بھر آئے یاں بے اختیار　　اشک چیں ہو جبکہ یوں مژگاں ترے آستیں　(ولہ)

چہچہاہٹ (مں)=سرخی رنگ کی:

کہے ہے دیکھ کر کس ناز سے رنگ پریدہ کو　　قیامت آج تو نکہت کے منہ پر چہچہاہٹ ہے　(مؤلف)

کچھ آج اور ہی ہاتھوں میں چہچہاہٹ ہے　　ملا کے خون حنا میں مگر ملا دل کا　(ممنون)

چارپانچ (ح)=مشہور، حجت، حیلہ اور عذر:

لاتا ہے ساتھ اپنے جو اغیار چارپانچ　　کرنے لگا ہے وہ بت عیار چارپانچ　(مؤلف)

آج بوسے جاؤں گا میں تجھ سے لیکر چارپانچ　　کون سنتا ہے تری عیار و دلبر چارپانچ　(ممنون)

چلا باندھا (مں)=مزار پر انوار شہدا اور اولیاء اللہ قدس سرہ کے سے مردمان مستمند تاڑا یا بند جامہ واسطے حصول مرادات کے ان ارواح مطہرہ سے وسیلہ چاہ کر باندھتے ہیں اس واسطے کہ وہ خاصان خدا ہیں موافق اس حدیث شریف کے 'ان اولیاء اللہ لایموتون':

مردان خدا خدا نباشند　　لیکن ز خدا جدا نباشند　(جامی)

در میر و وزیر و سلطاں را　　بی وسیلت مگرد پیرامن　(سعدی)

تا ردم چلہ عرش پر باندھے　　کیا ہوا آہ بے اثر باندھے　(مومن)

ٹانکے کہاں ہیں زخم دل ناامید پر　　چلے بندھے ہوئے ہیں مزار شہید پر　(منیر)

یاالٰہی نہ بر آئے کوئی اس دل کی مراد　　تیری درگاہ میں باندھا تھا نہ کھولا چلہ　(مسرور)

چٹیایا (مں)=زخم رسیدہ اور جراحت دیدہ:

گھر سے باہر جو وہ قاتل کبھی آجاتا ہے　　وہیں دو چار کو چٹیا کے چلا جاتا ہے　(معروف)

چشم سے آہو کا دم ہے ناک میں آیا ہوا　　نافۂ آہو بھی ہے چوٹی کا چٹیایا ہوا　(مؤلف)

چلم پر آگ نہ رکھوائی (مں)=ذلیل و خوار سمجھتا ہے:

کس منہ سے طلب کیجئے اس ماہ سے قلیاں　　خورشید سے جو آگ نہ رکھوائے چلم پر (معروف)

چھتیسی (ص) = جملہ عیب و ہنر سے واقف اور جہاندیدہ:

ظاہراً قد میں تو اتیسی ہو　　حق یہ ہے تم بڑے چھتیسی ہو (انشا)

رنگین دیکھ تو عشق میں اپنے مجھ کو تونے کتنا پیسا
میں نے اب پہچانا تجھ کو تو ہے ایک ارے چھتیسا (رنگین)

چھری دو (ص) = ذبح کردو:

اصلیں مری لتریاں ہیں بڑی دو　　خدا کے لیے کوئی ان کو چھری دو (رنگین)

چڑیا کے بند چھڑا دو (ص) = غریب وعاجز کو قید سے خلاص کرو۔ یہ ایک کھیل ہے لڑکوں کا کہ ایک لڑکے کا ہاتھ ایک پاؤں سے باندھتے ہیں اور وہ لڑکا کہتا ہے کوئی چڑیا کے بند چھڑا دو پس جو لڑکا کہ اس کے پاس آتا ہے اور وہ اس کو چھولیتا ہے تو اس لڑکے کا پاؤں اور ہاتھ باندھا جاتا ہے:

مرغ جاں کو قفس تن سے اڑاتا کیا تھا　　یعنی چڑیا کے تجھے بند چھڑانا کیا تھا

قطعہ
باز آؤ بتاں چنگل مژگاں نہ کرو تیز　　شہباز نظر طائر دل پر نہ اڑا دو
وہ کھیل بھی ہے یاد کہ طفلی میں ہر اک سے　　کہتے تھے کہ چڑیا کے کوئی بند چھڑا دو (نصیر)

رہائی مجھ کو چنگل باز فلک سے مشکل تھی　　مری یہ بند چڑیا کیسے مولی نے چھڑا دی ہے (تقی میر)

چھڑی سواری (ص) = بے حشم وخدم سردار کا کہیں جانا:

قطعہ
زبسکہ تھا ے الفت سے مست و بیخود آہ　　تو شور اس کا ہے مخانہ جہاں میں پڑا
چھلک گیا قدح عمر تو ہوئی تاریخ　　چھڑی سواری گیا یوں جہاں سے شاہ چھڑا (جرأت)

چڑ چڑانا (ص) = دستور ہے کہ جو روغن میں پانی پڑ جاتا ہے تو وقت جلنے کے اس سے آواز پیدا ہوتی ہے اسے چڑ چڑانا کہتے ہیں:

جو ضبط اشک سے داغ جگر ہے گرم فغاں　　چراغ پانی کے پڑنے سے چڑ چڑاتا ہے (مؤلف)

خنک دلوں کے ہیں خلطے سے تفتہ دل بیزار　　نہ کیوں کہ آب کے پڑنے سے چڑچڑائے چراغ (معروف)

چراغ بڑھا (ص) = چراغ کو گل اور چراغ ٹھنڈا کیا:

لگے جو مرنے تو یوں دل کے داغ نیست کیے — کہ وقت خواب کوئی جس طرح بڑھائے چراغ (معروفؔ)

پیری میں منیرؔ آہ نہ عصیاں کا رکھو داغ — کہتے ہیں ہوئی صبح چراغ اب تو بڑھا (منیرؔ)

چھو منتر (ص)=افسوں پڑھ کر پھونکنا:

پڑھ کے چھو منتر جو کہتا تھا کسی کے منہ پہ میں — سو وہ الٹا ہو کے مجھ پر میرا اب ٹونا پڑا (جرأتؔ)

چراغ ہو گیا (ص)=سرد ہو گیا:

اپنا چراغ عمر سر شام ہو گیا — جلنے کا اس کے کام نہ پہنچا سحر تلک (مصحفیؔ)

چوری چھپے (ص)=پوشیدہ اور خفیہ اور پنہاں:

دن کو ہوتے تو کہاں بار ہے اس کوچے میں — پر کبھی چوری چھپے رات کو جا رہتے ہیں (مصحفیؔ)

چوری چھپے سے تھا گہہ و بیگاہ دیکھنا — اس پر بھی اب تو آنکھ چرانے لگے ہیں آپ (مؤلفؔ)

چخ مچائی (ص)=شور و غل اور ہنگامہ برپا کیا:

آتے ہی جب مچائی ہے اس نے چمن میں چخ — دیکھ اس کو ہو گیا ہے ہر اک گل کا رنگ فق (مصحفیؔ)

چھان مارا (ص)=اس کے دو معنی ہیں اول تلاش و جستجو دوم مشبک اور روزن کرنا:

زلفوں کی برہمی نے سارا جہان مارا — پلکوں کی کاوشوں نے سینہ کو چھان مارا (مصحفیؔ)

یکسر سو پر دل گم گشتہ کا پایا نہ کھوج — چھان مارا شحنۂ شانہ نے کوئے زلف کو (مؤلفؔ)

چنگا بنایا (ص)=تندرست کیا:

بیمار تیرے عشق کا چنگا ہو بیارے کس طرح — یہ تو مرض ہے لا دوا اس درد کا درماں نہیں (مصحفیؔ)

قطعہ

روئیے کس کے آگے یہ رونا — روگ سا اک لگا دیا دل کو
چشم بیمار نے ترے دلبر — خوب چنگا بنا دیا دل کو (مؤلفؔ)

باقی نہیں رہا کچھ گھٹتے ہی گھٹتے ہم میں — بیماریٔ دل نے چنگا بہت بنایا (میرؔ)

چیت (ص)=ہوشیار اور خبردار اور آگاہ ہو:

تیرے بے خود جو ہیں سو کیا چیتیں (میرؔ)

چیت غافل کہ اب کوئی دم میں — بجتا ہے کوچ کا یہاں کوس (مصحفیؔ)

چکا چوندی آئی (ص)=چشم تاب و طاقت دید و نظارے کی نہ لا سکے، پیش نظر سیاہی چھا گئی:

جو وہ مہر سپہر حسن کو بے پردہ دکھلاوے — چکا چوندی فلک پر دیدۂ خورشید کو آوے (مؤلف)

کیوں کر لگے نہ تجھ کو چکا چوندی دیکھ کر — دیکھا بھی ہے کسی نے نظر بھر کر آفتاب (فخری)

آنکھوں کو چکا چوندی ہوئی جس نے تن اسکا — لپٹا شب مہتاب کے جلباب میں دیکھا (ہوس)

چڑھا گیا (ص) = پی گیا:

چڑھالیا ایک ساغر کچھ تو آنکھوں میں لگا کہنے — پئے اک اور دو ساغر تو دوے نوش کھل جاوے (جرأت)

مستانہ جو میں نے قدح بھنگ چڑھالیا۔ در عالم وحشت
تب خضر لگا کہنے ہنیاد مریا۔ آ دیکھ حلاوت (انشا)

چھلاوا (ص) = غول بیابانی:

چھلاوے کی نمط پس دل کو چھل کر — گیا یکبار وہ دل خواہ چلتا (محبت)

چھوٹے نہیں بچے ہو اس کوچے میں ہاں یارو — مجھ کو بھی چھلاوا سا یکبار نظر آیا (مصحفی)

لالہ خودرو یہ انگار بنا صحرا میں ہے — یاکہ لے مجنوں چھلاوا کھیلتا صحرا میں ہے (ظفر)

چھلاوا سا گیا ہیہات اک عالم کو چھل وسعت — جو چھلے انگیوں میں پہن کر وہ سیم تن نکلا (وسعت)

دم میں آنکھوں سے ہو غائب نظر آجائے معا — صاف بجلی کی سی چھل بل ہے چھلاوا تو سن (مؤلف)

چھند بند (ص) = مکر و فریب اور دغا بازی:

ہوں چھند بند جس کے بھرے پور پور میں — پہنے وہ عشوہ گر تو بجا ہے حسین بند (جرأت)

چپکی لگی (ص) = زبان بند ہو گئی اور عالم خموشی طاری ہوا:

کیسی یہ چپکی لگی تجھ کو یکایک کیا ہوا — خیر تو ہے کیوں ہوا تو اے دل بیمار چپ (جرأت)

جب کہ ہنسنا بولنا اس شوخ کا یاد آئے ہے — پھر وہیں دو دو پہر چپکی سی لگ جائے ہے (ولہ)

رباعی

اللہ کرے کہ وہ صنم بول اٹھے — ہے اس کا نہ بولنا ستم بول اٹھے
چپ اس نے اگر یوں ہی لگائی معروف — تو جانیو کوئی دم میں ہم بول اٹھے (معروف)

لگ گئی چپکی سی کیوں تجھ کو شفق یک بیک — اٹھ کے چپکے سے کوئی کیا اپنے گھر جانے لگا (شفق)

چل بسے (ص) = دنیا سے رحلت کر گئے:

تجھ کو ہم اسلیے کہتے تھے کوئی دم مت جا — چل بسے ہم نہ ترے چلتے ہی چلتے دیکھا (جرأت)

ہوئی بستی اجاڑ فراق کی جو تو حصول وصال نگار ہوا
طپش اپنی تو سینے سے چل ہی بسی گئے آہ جگر کے وہ داغ کہاں (انشا)

نہ تو آہ نالہ کا شور ہے نہ اٹھی ہے گل سے صدائے دل
تو خبر تو ایسے میں لے حسن کہیں چل بسا ہو نہ ہائے دل (حسن)

چوتڑوں پہ پیاز کترتے ہیں (ص) = روبرو فریب کرتے ہیں:

اہل مطبخ کی جب سنو آواز کتریں آغا کی چوتڑوں پہ پیاز (سودا)

چھتری ڈھونی (ص) = مزدوری کرنی:

دیگ شو کو نہ دیگ سے سروکار چھتری ڈھونے ہمیشہ جائیں کہار (سودا)

چلو میں سمندر نہیں آتا (ص) = چھوٹے ظرف میں گنجائش مقدار سے زیادہ شے کی نہیں ہوتی اور مرد کم حوصلہ سے کار بزرگ انصرام نہیں ہو سکتا:

اس بحر میں وہ نام بزرگ آوے سو کیوں کر چلو میں سمندر نہیں آتا ہے کسی رنگ (سودا)
بحر ہستی یہ نہیں قابل گنجائش اشک غیر ممکن ہے کہ چلو میں سمندر آوے (مؤلف)

چلو میں الو (ص) = جرعہ نوشی بھنگ:

گر پئے آب بھنگ ایک چلو مرد صوفی ہو چلو میں الو (مؤلف)

چیتے کی لپک (ص) = پلنگ کی چستی اور چالاکی اور تیز دوی کہ ایک شلنگ میں بے درنگ مسافت بعید کو طے دپے کر کے صید کو دام سرپنجے میں پابند کرتا ہے:

لو ہاتھ میں آئینہ مژگاں کو جھپک دیکھو ہے آہوئے دل حاضر چیتے کی لپک دیکھو (شاہ نصیر)
کمراکئی میں نہ دیکھی جو کروں وصف اسکا ہے وہ اک آہوئے دل کیلیے چیتے کی لپک (سودا)

چھٹی کا دودھ یاد آیا (ص) = مصیبت میں آرام و عیش گذشتہ یاد آیا:

تس پہ یوں پیش آیا یہ مردود یاد آیا اسے چھٹی کا دودھ (سودا)

چھٹی کا رجا (ص) = ہمیشہ سے دولت مند اور آسودہ حال اور پوتڑوں کے امیر کے بھی یہی معنی ہیں۔

چوری اور سرہنگی (ص) = اسکے معنی موافق و مطابق اس مثل کے ہیں کہ 'چور سے کہے تو چوری کر اور شاہ کو کہے تو دیکھتا رہ:

چرا لینا نگاہوں میں دل اور ہونٹوں میں ہنس دینا
نیا شیوہ نکالا واہ وا چوری و سرہنگی (محشر)

چھاتی کا پہاڑ (مں)= گرانی دل کی اور بار خاطر کا:

کوئی کہے ہے کہ ہم ایسے چھاتی کے ہیں پہاڑ تو چاہیے کہ ہمیں شب کو زہر دیجے گھول (سودا)

چرخ چڑھے (مں)= شمشیر کو واسطے صیقل اور آبداری کے سنگ فشاں پر رکھا:

چرخ چڑھے جو برق تیغ برسے زمیں پہ مثل میغ
چھوٹ پڑے وہیں سپر پنجہ آفتاب سے (مؤلف)

چرخ چڑھے سنی ہے تیغ تری جس دن سے سر نکالا نہ مہ و خور نے سپر سے باہر (سودا)

چنگھاڑ ماری (مں)= صدائے مہیب کی:

کیا پارچہ بھی ابر سیہ میں ہوا کا ہے افیال کی طرح سے چنگھاڑے ہے بار بار (سودا)
فیل آتش بازی اپنی کیوں نہ دکھلائے نمود جان کر تنیش ڈنڈوت ان کو کرتے تھے ہنود
خلق کی نظروں میں آتشباز تھا اک ابر دود قطعہ رو کشی کی تاب لا سکتا نہ تھا چرخ کبود
چھٹتے تھے لڑنے کو باہم جس گھڑی چنگھاڑ مار (شاہ نصیر)

چھکا دیا (مں)= دل کو سیر کر دیا:

چھکائے عین عنایت سے ساقی بے دید مئے نگاہ سے لبریز ہے جو ساغر چشم (مؤلف)
چھکا دے ساقی گلفام کیا ہی وقت ستیز کہ چشم ہے کف مژگاں پہ ساغر لبریز (سرور)
ساقی تری نگاہ نے ایسا چھکا دیا غم دو جہاں کا بس ترے اک جام سے گیا (مختصر)

چھب تختی (مں)= خوبی اور حسن و زیب سراپا کی:

اگرچہ سرو کو تشبیہ تیرے قد سے ہے لیکن تری سی اس نے چھب تختی اور رعنائی کہاں پائی (تاباں)
اپنی چھب تختی ہمیں دور سے دکھلاتے ہو آؤ گے جاؤ گلے کس لیے ترساتے ہو (افسوس)
بوٹا سا قد اور تہہ چھب تختی ہے سینے کے سوا اور نہیں تختی ہے
جو بات ہے اس کی سو بہت خوب نہ وہ رباعی جس کو نظر آوے اس کی کمبختی ہے (جرأت)
وہ چھب تختی اسکی قیامت نژاد چمن زار قدرت میں نخل مراد (حسن)

چوچلا (ص)= ناز معشوقانہ:

مجھے چوچلے تو خوش آتے نہیں ترے ناز بیجا یہ بھاتے نہیں (حسن)

کہا میں نے یہ اس سے تیری خاطر سہوں ہوں اپنے بیگانہ کی باتیں
لگا کہنے کہ مت کر چوچلا رندؔ یہی ہیں گالیاں کھانے کی باتیں (رند) قطعہ

چل بے (ص)= یہ ایک کلام ہے درشت اور سبک جو کہ وقت رنجش و خفگی کے زبان پر آتا ہے:

چل بے یہاں سے دور ہو ہم بھی نہیں اب آشنا
راتوں کو جو جا جاکے تو غیروں کے گھر رہنے لگا (مصحفیؔ)

کہا تھا ایک بوسہ لے میں دو لگا لینے توغصہ ہوکے کہا چل بے اب نہ ایک نہ دو (معروفؔ)

جیوں ہاتھ لگاؤں تو کہے یاں سے نکل بے اور بات کہوں ہوں تو خفا ہو کہے چل بے (جراؔت)

سوزؔ نے جوں کہا کہاں تھا یار کہا چل بے میں یار کس کا ہوں (سوزؔ)

چھاتی پہ سانپ پھر گیا (ص)= رشک آیا:

غضب ہے اس ترے محرم پہ گوکھرو کی لہر کہ پھر گیا مری چھاتی پہ یاسمین کا سانپ (شاہ نصیرؔ)

ہلا کے زلف نہیں کی تھی کس نے بوسہ پر جو پھر گیا مری چھاتی پہ اس نہیں کا سانپ (انشاؔ)

ہاتھ سینہ پہ کسی کے جو نہ ہیہات پھرے سانپ چھاتی پہ مری کیوں کہ نہ دن رات پھرے (مؤلفؔ)

رکھ اے مہ پارے سینہ عاشق محزوں کی چھاتی پر
پھرے تا کہکشاں سے سانپ شب گردوں کی چھاتی پر (مؤلفؔ)

چھیتے ہوئے (ص)= تمنا و خواہش مراد دل کی بر آئی:

اس دا غدار دل سے نہ دھو ہو کے تنگ ہاتھ چھیتے ترے ہی ہو نگے لگے گا پتنگ ہاتھ (شاہ نصیرؔ)

...... رام تھا ...... رم کر گیا دشمنوں کے جی کے چھیتے ہوگئے (ول)

چورنگ لگایا (ص)= برش شمشیر کا امتحان کیا:

نگاہ یار یوں دل پر مرے ہر بار پڑتی ہے تو اتر جس طرح چورنگ پر تلوار پڑتی ہے (شیداؔ)

بوقت جنگ جو چورنگ کاٹنے کو شہا کہ امتحان صفائے تیغ ہو منظور
برنگ طائر بسمل زمیں پر تڑپیں ادھر کو رات کا سایہ ادھر کو صبح کا نور (مؤلفؔ) قطعہ

گر امتحاں کے واسطے اک ضرب تو لگائے چو رنگ کاٹنے کو ترے ہو دو چار تیغ قطعہ
مثل خیار کیا میں کہوں ایک وار میں دو ٹکڑے درمیاں سے کرے کوہسار تیغ (شاہ نصیر)
آساں سے تاز میں او لگائے ماہی تلک امتحاں گر کیجیے اس کا تو ایک چو رنگ ہے (سودا)

چھاتی پک گئی (مص) = عاجز ہو اور زندگی سے تنگ آیا:

ہر بات پر میری نہ کر نکتہ چیناں ان باتوں سے تیری مری چھاتی تو پک گئی (مصحفی)

چاک دیا (مص) = پھاڑا اور چیرا:

آ گیا ہاتھ میں گر اب کے گریباں میرا چاک وہ دیجے کہ تا دامن محشر پہنچے (محشر)

چمپئی رنگ (مص) = سرخ رنگ مائل بزردی:

جو چمپئی رنگ اسکی کو دیکھے وہ کہے ہے بتخانہ سے آئی ہے یہ تصویر طلا کی (مصحفی)
یاد آتا ہے تو کیا پھرتا ہوں گھبرایا ہوں چمپئی رنگ اور بدن اس کا وہ گدرایا ہوا (جرأت)

چلن (مص) = طرز و روش اور معاملہ:

تیرا وہ عہد نکو مہد ہے شہ دوراں کہ ہر فلوس نے سیکھا ہے اشرفی کا چلن قطعہ
ہر ایک زاغ زبوں تک چلے ہے ہنس کی چال ہمائے اوج سعادت کہے ہے خود کو زغن
کب کہا ہم نے نہ اوروں سے ملو لیکن میاں وہ چلن چلیے کہ سب عالم سراہے آپکو (سودا)

چار چاند لگے (مص) = ترقی حسن و خوبی کی اور افزونی جاہ و مرتبہ و توقیر کی ہوئی:

فلک پہ دیکھنے جو وہ نگار چاند لگے تو ایک چاند کے بس منہ کو چار چاند لگے (مؤلف)
نظر آئے اتنے جو ایکبار چاند زمانے کے منہ کو لگے چار چاند (میرحسن)
ہلال دو ابرو جو ہو سایہ زن لگیں منہ کو آیئنہ کے چار چاند (مؤلف)

چیل انڈا چھوڑتی ہے (مص) = گرمی کی شدت ہے زمین جلتی اور لو چلتی ہے:

چیلیں کیا انڈا چھوڑ بھاگی ہیں پر فرشتے کے جلنے لاگے ہیں (سودا)
نکل کر سینۂ سوزاں سے میرے جو آہ دل شرارہ چھوڑتی ہے قطعہ
کہے ہے العطش آتش میں تفتس زمیں پر چیل انڈا چھوڑتی ہے (مؤلف)

چار ابرو کی صفائی کی (مص) = ریش و بروت و ابرو اور موئے سر کو منڈوا ڈالا اور فقیر آزاد

وضع اور بے نوا روش ہو گیا:

جو دکھایا صاف چہرہ اس بت دلخواہ نے چار ابرو کی صفائی کی فلک پر ماہ نے (مؤلف)

ہے جی میں کہ چار ابروں کی کرکے صفائی او باندھ کے تہمت
جا کنج خرابات میں پھر کھونئے سبزایوں کیجے عبادت (انشا)

آئینہ نمد پوش ہوا عشق میں تیرے چار ابروں کی کرکے فقیرانہ صفائی (محبؔ)

صاف جب چار چشم ہووے گا چار ابرو کی گر صفائی ہو (سرورؔ)

سحر خورشید لے جام گدائی کرے ہے چار ابرو کی صفائی (شاہ نصیر)

ملا جب آئینہ کو ایسا نائی بتائے چار ابرو کی صفائی (مصحفی)

چو ٹیلا (ص) = زخم خوردہ اور جسم افگار:

گلی سے کوئی تیری بچ کر نہ آیا چو ٹیلے گئے وہ جو دو چار ٹھہرے (مصحفی)

چندیا پہ ایک بال باقی نہیں (ص) = نہایت مفلس ہو گیا اور بہت نقصان ہو گیا:

پھر نہ جانے کہ ہووے کیا احوال اب تو چندیا پہ ایک بھی نہیں بال (قائم)

پوچھو پیر فلک کا حال نہیں اسکی چندیا پہ ایک بال نہیں (مؤلف)

چل بہ چل (ص) = جا سے بے جا ہوا:

دیکھتے میرے غیر کی اس سے نگاہ لڑ گئی کام ہی چل بہ چل ہوا بات ہی سب بگڑ گئی (قائم)

چٹ کیا (ص) = کھا گیا:

ہوا داغوں سے بے ضرر مرا کیا چٹ سب عشق نے گھر مرا
کہا کھا کے لخت جگر مرا یہ کباب کیا مزہ دار تھا (منتظر)

چاؤ (ص) = حسرت و ارمان:

برگ گل جس طرح جھڑ کر باد سے پنکھ پر بلبل کے آوے چاؤ سے (سودا)

اور دوسرے معنی ہیں شوق و ذوق کے:

چت چڑھے (ص) = دھیان میں آئے اور تصور اور خیال لگا:

یار ہے چت چڑھا ہوا اپنے ہیں ہم اداس سے ذکر کر اسکا ہمنشیں اٹھ نہ ہمارے پاس سے (رضا)

نشست بام محبت جو چت چڑھے بے مرے — دلا تو پہلے بم کوئی زرد باں پہنچا (جرأت)

کیا لعل لب کسو کے اے میر چت چڑھے ہیں
چہرے پہ تیرے ہردم بہتا رہے ہے خوناب (تقی میر)

کبھی چت چڑھ گئی صورت کوئی تو تو بھی جانیگا
ہماری سی ہی بن جائیگی تیری دلستاں صورت (مصحفی)

چھاتی پہ سانپ لوٹتے ہیں (مص) = رشک آتا ہے:

یا ایک پری سے وصل تھا آٹھ پہر — یاد دیتے ہیں رنج مجھ کو اب شام و سحر
رباعی
یا کاکل دلدار سے تھا رشک مدام — یا لوٹتے ہیں سانپ مری چھاتی پر (ناسخ)

چھاتی سراہیے (مص) = بڑا بہادر اور دلیر ہے اور تعریف و تحسین آفریں کیجے اور شاباش و رحمت ہے:

اے لالہ گو فلک نے دیئے تجھ کو چار داغ — چھاتی مری سراہو کہ ایک دل ہزار داغ (سودا)

لگا کر اس سے دل چندے جو کوئی اسکو چاہے گا
تو اے رنگیں یقین ہے وہ مری چھاتی سراہے گا (رنگین)

چھنالا (مص) = عاشقی اور فعل بد کرنا:

کیا بیاں کیجے کس طرح کا رس آنکھ میں ہے — جو چھنالا ہے زمانے کا وہ بس آنکھ میں ہے (رنگین)

لکھوں گر ترے باپ کو تیرا حال — تو کیا حال تیرا ہو پھر اے چھنال (میر حسن)

سر تا پا شرم وہ پری ہے — لیکن ہیں بڑی چھنال آنکھیں (ناسخ)

چکنا چور (مص) = پارہ پارہ اور ریزہ ریزہ:

اسطرح کی ہے پرتی کس کی چشم مست نے — غنچۂ گل کی گلابی تک جو چکنا چور ہے (ناسخ)

اور فقط چور کے بھی یہی معنی ہیں:

تجھکو بھی کتنا دعویٰ طاقت ہے مصحفی — بس تو تو ایک زخم میں اب چور ہو گیا (مصحفی)

نہ منہ پر وہ عالم رہا اور نہ نور — کئی دن سے دل ہو گیا اس کا چور (حسن)

تو بہ چمن میں بادہ سے کس نے کی اے صبا — غنچے کی تو نے پہلے صراحی جو چور کی (سودا)

کیے اس سنگدل سے مل کے تو نے اپنے سو ٹکڑے — ..... اے شیشہ دل چور ہو جاتا (رنگین)

چھائیاں (ص) = کلف کہ جو داغہائے سیاہ چہرے پر آدمی کے پڑ جاتے ہیں:

کبھی نہ اس رخ روشن پہ چھائیاں دیکھیں — گھٹائیں چاند پہ سو بار چھائیاں دیکھیں (نصیر)

ابر تنک کا آنا کیا چاند پر خوش آوے — جسکی نظر میں اسکے مکھڑے کی چھائیاں ہوں (انشا)

چراغ اف کر دیا (ص) = منہ سے پھونک کر گل اور ٹھنڈا کیا:

اف کر کے چراغ اسنے کیا وصل میں ٹھنڈا — یہ اور کلیجے کو مرے داغ دیا گرم (انشا)

چتون کہے دیتی ہے (ص) = طرز نظر اور انداز نگاہ سے ظاہر ہے۔ کچھ تقریر زبانی کی حاجت نہیں:

چتوں کہے دیتی ہے مفصل خبر چشم — تو اے نگہ فاش نہ ہو پردہ در چشم (انشا)

چتون بنا گئے (ص) = خفا اور آزردہ اور غصہ ہوا اور چشم پر قہر سے دیکھا:

جا بیٹھتے ہم اس بت بیباک کے نزدیک — گر دور سے وہ دیکھ کے چتون نہ بناتا (جرأت)

چڑ (ص) = ناگواری طبع کی:

میرے رونے پہ نہ ہنس میرے رلانے کے لیے — چڑ نکالے گی مری خلق چڑانے کے لیے (رنگین)

خدا جانے کس شغل میں لگ گیا — مری چڑ ہے اتنا بھی ہونا فدا (میرحسن)

جو مری چڑ ہے وہ تیری ریجھ اے دلدار ہے — ہے وہ تیرا دوست جو دشمن مرا اغیار ہے (مؤلف)

چولی مسکی (ص) = چاک ہو گئی:

دامن تنک گیا تھا کہیں اسکے دست وہم — اللہ رے نازکی وہیں چولی مسک گئی (فراق)

چنگاریاں (ص) = پارہ ہائے آتش:

آتشیں رو کا تصور چشم گریاں میں جو ہے — قطرے اشک گرم کے ہیں آگ کی چنگاریاں (مؤلف)

گھر کے گھر جلتے نظر آتے ہیں اے خانہ خراب — جلوہ فرما کس کی الفت کی یہ چنگاری ہوئی (تقی میر)

چھینک ہوئی (ص) = عطسہ ہوا۔ دستور ہے کہ اہل ہند جو جاہل ہیں وہ چھینک مانتے ہیں اس کو ہر موقعہ پر شگون نیک و بد جانتے ہیں:

مت جاؤ نثار اس سے ملاقات نہ ہوگی — ہوتی ہے تبھی چھینک جبھی گھر سے چلو میں (نثار)

چھو منتر (ص) = افسوں پڑھ کر پھونکنا۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے[1]:

ٹل بے زنبور تیرا چھو منتر — ٹیسو کی رنگ ہوگئی چادر (انشا)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۱۷۲۔

چپ باندھی (ص)= خاموشی اختیار کی:

نہ تو کچھ بولتے نہ چالتے ہیں   غصہ چپ باندھ کے نکالتے ہیں   (انشا)

چٹکیلی (ص)= گرم و تیز:

کب تلک ابر کے پرتے سے رہے گیلی دھوپ   یاالٰہی نکل آوے کہیں چٹکیلی دھوپ   (انشا)

چوتھے پانچویں (ص)= گاہ بگاہ:

ملتے تھے چوتھے پانچویں وہ وقت ہو گیا   اب یہ کہ چار چار مہینے پہ حرف ہے   (انشا)

چھپتے ہیں (ص)= شرمندہ ہوتے ہیں:

اس طرح کا ملنے میں کیا لطف رہا باقی   ہم ان سے لگے رکنے وہ ہم سے لگے چھپنے   (انشا)

چونپ دے (ص)= کسی کام پر آمادہ اور سرگرم اور مستعد کیا:

وہ جو میرے چھیڑنے کو تجھکو آگر چونپ دے   دم سے زندہ باندھ اسکے چاندنی کو سونپ دے   (انشا)

چکٹی (ص)= میلی اور بدبو:

دیے ہیں کلہ اپنے مریدوں کو جو صوفی   کہتے ہیں یہی ہے سر جرجیس کی ٹوپی   قطعہ

سو چکٹی ہوئی وہ متعفن کہ جہاں میں   ایسی تو نہ ہو گی کسی سائیں کی ٹوپی   (انشا)

چھچھورا (ص)= سفلہ مزاج اور کمینہ خو:

بھرا جو میں نے دم سرد تو لگا کہنے   مزے ہی آپ دکھائے ہے چھچھورے سے   (انشا)

چوتھی کھیلی (ص)= دستور و رسم ہندوستان زادوں کا ہے کہ بعد ہونے شادی کتخدائی کی، چوتھے دن نوشاہ دلہن کے گھر جاتا ہے اور ہر قسم کے میوے فصلی اور چھڑیاں پھولوں کی اور منقش کی ہمراہ اپنے لے جاتا ہے۔ بعد ازاں عروس و نوشاہ اور عورتیں آپس میں اس اجناس سے بے تکلف مصروف بازی و مشغول زد و کوب ہوتی ہیں:

کون سی حور یہاں کھیلنے چوتھی آئی   لیے گل لے کے جو پھولوں کی چھڑی مجھ سے لڑی   (انشا)

چبلا (ص)= بیہودہ گو اور یاوہ اور سخن نیک و بد میں تمیز نہ کرنے والا:

ان انگلیوں میں قول کے چھلے نظر پڑے   واللہ تم تو سخت چبلے نظر پڑے   (انشا)

چہچہاتی (ص)= سرخ رنگ اور شوخ۔ یہ اصطلاح آگے بھی مرقوم کی ہے[1]:

---

[1] موجود نہیں ہے۔

گل اور نگ سے ہیں چھپاتی نند قیں اودے　　کفک کی اس کے رنگت سرخ تر ہے رنگ مخمل سے (رنگین)

چھل (ص) = اس اصطلاح کے دو معنی ہیں اول فریب اور مکر اور دغا:

لیا کیا جائیے اس دل کو میرے اس نے کس چھل سے　　اسے بید او گریہ جانتا تھا روز اول سے
کہوں میں کس سے اے ہمدم یہ حالت اپنی ہے کل سے　　تپ غم سے جگر اور دل گئے کچھ ہجر میں جل سے
جب اس کی یاد آئی گرمی صحبت کی وہ جل سے　　(رنگین)

اور دوسرے معنی ہیں پانی کے۔ دستور ہے کہ گرمی کے موسم میں سقے آب تازہ و سرد مشک میں بھر کر آیندو روند کو پلاتے ہیں۔ اس کو چھل پلانا کہتے ہیں:

کہیں چھل پلاتا تھا سقہ سبیل　　کہ تھا دوش پر مشک سے رود نیل (مؤلف)

چھند کی (ص) = ناانصافی سے حق کو باطل کیا:

بازئ عشق میں دل بیٹھے لگے لینے جان　　خیر لے جائیے پر چھند یہ سرکار نے کی (معروف)
تاکہ اس کھیل بیچ چھند نہ ہو　　اس کے لکھتا ہوں میں قواعد کو (انشا)

چھٹی ملی (ص) = فراغت حاصل ہوئی اور شاگردوں کو استاد نے مکھی دی:

دیا ہے پاؤں شوخی میں یہ شاگردوں نے صاحب کی
جہاں چھٹی ملی ان کو پھر اک برپا قیامت ہے　　(انشا)

چوکی بھری (ص) = ہر نوچندی جمرات کو واسطے عقدہ کشائی حاجات کے اور مراد بر آنے کے، اولیاء اللہ کے مزار پر انوار پر جا کر خلوص ارادت و عقیدت سے ان کے ارواح پاک کو وسیلہ گردان کے اللہ جل شانہ سے مدد چاہے:

گر تری محفل عشرت میں گزرتا عاشق　　چوکیاں جا کے نہ درگاہوں میں بھرتا عاشق (مؤلف)
وحشت نہ ہوئی معتقد انشاء کی تو ہر گز　　چوکی نہیں مجنوں سے بڑے پیر کی بھرتے (انشا)

چراغ روشن مراد حاصل (ث) = جو آدمی کا نام کو عالم میں بلند آوازہ ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ فرزند خلف اور رشید عطا فرماتا ہے تو اس کو چراغ روشن مراد حاصل کہتے ہیں:

خیال آتش رخوں سے دل کا ہے داغ روشن مراد حاصل
جگر کو لو لگ رہی یہی ہے چراغ روشن مراد حاصل　　(مؤلف)

فروغ مے سے نہ ہووے کیوں کر ایاغ روشن مراد حاصل
مثل یہ مشہور ہے جہاں میں چراغ روشن مراد حاصل (انشا)

چکا چوندی (س)= نہ ٹھہرنا نگاہ کا آگے آفتاب کے اور خیرہ و تیرہ ہونا آنکھ کا:

چکاچوندی نہ لگ جاوے بھلا کس طرح آنکھوں کو برنگ برق جیتا بانہ اس کی اچپلاہٹ ہے (انشا)
جسے دیکھے سے چشم مہر کو آوے چکاچوندی مقابل اسکے مکھڑے کے قمر ہوگا تو کیا ہوگا (رنگین)

چل دور (س)= چلا جا۔ یہ کلام خفگی میں زبان پر آتا ہے:

باز آ دیکھ دلا اس بت مغرور سے دیکھ جاؤں نزدیک تو چل دور کہے دور سے دیکھ (مؤلف)
لگ چلے بھی تو اگر اس بت مغرور کے ساتھ پہنچے پھرنے کے قریب ایک ہی چل دور کیسا تھ (مومن)

چلا باندھا (س)= نذر مانی۔ سابق میں اس اصطلاح کے معانی مفصل اور مشروحا مرقوم قلم شکستہ رقم ہوئے ہیں۔ دوبارہ حاجت تحریر نہیں[1]:

موباف سرخ جعد میں اور جعد زیب قد باندھا ہے یعنی سرو پہ چلا بہار کا (مؤلف)
تار دم چلا عرش پر باندھے کیا ہوا آہ بے اثر باندھے (مومن)

چڑیوں کے جھنڈ (س)= غول اور ہجوم و کثرت کنجشک کی:

تھے سوکھے درخت کے جہاں ٹھنڈ بیٹھتے چڑیوں کے واں جھنڈ کے جھنڈ (انشا)

چترائیاں (س)= دانائیاں اور عقلمندیاں:

قسم جس شخص نے ملنے کی ہوں کھائیاں کیا کریں وہاں صلح کار بیچ میں چترائیاں (معروف)

چٹکی لی (س)= بدن کو نوچا اور چٹکی ایک پارچہ ریشمی کا بھی نام ہے:

ہرجائی کی چٹکیاں وہ لیتی آزردہ ہوگالیاں وہ دیتی (مومن)
ران کی چٹکی دکھاویں کسکو وہ ہے فی المثل یعنی لاجوں آپ مریئے کھول اپنی ران کو (ظفر)
پیدا ہو نیل وہاں بت نازک کے گال سے چٹکی یہاں جو لیجیے دست خیال سے (مؤلف)
اللہ رے نزاکت اس ماہ وش پری کی رانوں میں نیل پڑگئے چٹکی سے خنجری کی (جرأت)

چھاؤنی چھائی (س)= جہاں وہاں رہے:

لی ملک عدم کی راہ دل نے واں یار نے چھاؤنی جو چھائی (جرأت)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۱۷۰۔

چنے سے بھنتے ہیں (ص)= تپ کی شدت سے بدن نہایت گرم ہے:

بھونے کیا سر سروں کو دھنتے ہیں — اور بدن پر چنے سے بھنتے ہیں (جرأت)

چین سے کٹتے تھے (ص)= بے غل وغش اوقات بسر ہوتے تھے:

واقف نہ غم عشق کے جب نام سے ہم تھے — کیا چین سے کٹتے تھے کس آرام سے ہم تھے (بقم)

چوٹی اسکے ہاتھ ہے (ص)= غیر کے قابو اور اختیار میں ہے:

نہ کیوں گردشت شانہ زور پاوے — کہ ہے چوٹی پڑی اب ہاتھ اس کے (جرأت)

چکائی دی (ص)= دھوکہ دیا اور فریب کیا اور نظر بچا گیا:

پردۂ ابر میں کب تاب نگہ لائے ہے مہ — بند کرلے ہے وہیں دے کے چکائی دیدہ (نصیر)

شب جو جاتے رہے تم دے کے چکائی مجھکو — صبح تک ایک پلک نیند نہ آئی مجھکو (آشنا)

چھو بجھائی (ص)= آتش دل کی فرد کی:

شمع رو کے تو تصور سے ہے گو گرم بغل — سوختہ دل تو بجھاتا ہوں میں چھو پردے میں (حقیر)

چکانا (ص)= اس اصطلاح کے دو معنی ہیں۔ اول قیمت اشیا کی فروشندہ سے مقرر کرنی اور دوسرے معنی ہیں فیصل کرنے قصہ اور فساد کے:

جلد انصاف چکا خلق کا اے داور حشر — پھر قیامت ہے جو وہ شوخ ستمگر آیا (شبیقی)

چپر خندی (ص)= بدوضع اور زشت وزبوں:

ہمدگر کی نہ ہو رضا مندی — جس میں وہ بات ہے چپر خندی (انشا)

چھت بندھی (ص)= ہجوم اور کثرت اور انبوہ ہوا:

آئی اک قیقبے کی آندھی — چھت جانوروں نے آکے باندھی (انشا)

چکتا مارا (ص)= دانتوں سے کاٹا:

بانہہ پر میری چکتا مارے — ایسی بھی تو یہ نہیں لگڑی گلی (شوق)

چٹکلا (ص)= سخن مختصر اور مزہ دار:

ران پر دھر ہاتھ میری اگ سی اک پھونک دے — گدگدی آمیز چٹکی کا نیا ہے چٹکلا (انشا)

چل بلا (ص)= شوخ مزاج:

عشق نے مجھ پر اٹھایا اور تازہ اشغلا — لے گیا دل چھین اک میلا کچیلا چل بلا (انشا)

چچا بنا کے چھوڑیں گے (مص) = سزائے معقول دیں گے اور بدلہ لیں گے:

قطعہ
غم معشوق سے کہتے ہیں گروہ عشاق — عوض اسکے کہ دیا کوئی گھڑی درد والم
آپکے منہ کو چٹ نوچ جبیں سے لیں گے — ہم چچا کر کے تمہیں چھوڑیں گے یا حضرت غم (انشا)

چھوٹ (مص) = اس اصطلاح کے دو معنی ہیں، اول رہائی اور مخلصی، دوسرے ایک فن سپاہ گری کا نام ہے کہ پٹیت اور پھکنیت اور بنکیت کرتے ہیں۔ چھوٹ لڑنا اسے کہتے ہیں کہ شخص واحد کامل فن مردم کثیر سے مقابل ہو اور سب پر چار سو سے خواہ ساطور خواہ خنجر ہو یا نیزہ یا شمشیر ماریں اور وہ ہر سوال کا جواب دے اور آپ سالم رہے:

لڑگیا رشک قمر رات کو اس گھاٹ سے چھوٹ — گئی خورشید درخشاں کی سپر ہاتھ سے چھوٹ (نصیر)
جام ہے ہاتھ میں اور شیشۂ مے زیر بغل — نہیں عیاش کو اب بزم خرابات سے چھوٹ (عیاش)

چٹکا لگا (مص) = تشنگی کا غلبہ ہوا:

پانی شبنم منہ میں ٹپکانے لگی — کودک غنچہ کو چٹکا لگ گیا (نصیر)
بلبلیں پانی کو پھریں بھٹکی — طفل غنچہ کو لگ گئی چٹکی (سودا)

اور دوسرے معنی غنچہ و گل کے وا ہونے کے اور کھلنے کے:

ہر ایک غنچہ اٹھ اے مست خواب چٹکے گا — سحر کو سیر چمن کر گلاب چٹکے گا (مسرور)

چٹکا (مص) = خفا اور آزردہ ہوا، اور ملاقات ترک کی:

سوال بوسۂ لب کرنہ اس سے اے مسرور — کہ ایسی باتوں سے وہ پر عتاب چٹکے گا (مسرور)

چٹ سے مار بیٹھے (مص) = بے تامل مارا:

مار بیٹھے چٹ سے تو ہم نے تمہارا کیا کیا — دل میں آوے کوئی گالی دیجیے یو بھی سہی (سوز)
یہ طرفہ اختلاط نکالا ہے تم نے واہ — آتے ہی پاس چٹ سے وہیں مار بیٹھنا (مصحفی)

چارپائی میں کان نکلے (مص) = خم آگیا:

ہوتی ہے یہ تقوی سے زاہد کی صورت — کسی چارپائی سے جوں کان نکلے (انشا)
سخن آہستہ وصل میں کہیے — چارپائی بھی کان رکھتی ہے (مؤلف)

چھوا چھیڑا (ص) = دست اندازی اور مساس کیا:

انھیں میں نے چھوا چھیڑا ہی نہیں، مجھے اپنے رسول خدا کی قسم
مجھے دامن پاک صبا کی قسم، مجھے ان کے ہی بند قبا کی قسم (انشا)

چٹکارے لیے اور بھرے (ص) = مزے کے باعث اور حلاوت و لذت کے سبب سے آواز زبان سے پیدا ہوئی:

ہیں دہن میں لٹکے برگ گل کے لب سارے بھرے
کیوں نہ غنچہ کی زبان لذت سے چٹکارے بھرے (مؤلف)

چٹکارے کیوں بھرے نہ زباں تیرے ذکر میں کوئی مزا نہیں ہے ترے نام سے لذیذ (انشا)

چٹکیاں بجیں (ص) = حرکت دو انگشت سے آواز پیدا ہوئی: فارسی میں اس کو فترک زدن کہتے ہیں اور تالیاں بجانے کو شستک و دجک کہتے ہیں۔ دستور ہے کہ وقت رقص و سماع چٹکیاں بجاتے ہیں اور ہنود جب جمائی لیتے ہیں تو چٹکیاں بجاتے ہیں:

شاید تو نے لی ہے جمائی نشہ کا تیرے اب ہے اتار
چٹکیاں تیری بزم میں جو اس وقت بت بیدید بجیں (نصیر)

لی جمائی اس بت میخوار نے جب باغ میں چٹکیاں غنچے بجانے لگ گئے سب باغ میں (جرأت)

چھیڑنا (ص) = ستانا اور ایذا دینی:

دل یہ کہتا ہے کہ مت یاد بتاں دلواؤ چھیڑنے کا مرے پھر آپ مزہ دیکھیں گے (نصیر)

چپاتی سا پیٹ لگ گیا (ص) = شکم تہی اور لاغر ہو گیا:

خالی رہا مرد بے توکل کا پیٹ چٹ بھر گئے آشنا تمام اپنا پیٹ
رباعی
روٹی ہی کا اس کو ہے تصور دن رات لگ جائے نہ کس طرح چپاتی سا پیٹ (ناسخ)

چراغ جلے (ص) = چراغ روشن ہوئے اور وقت شام کا ہوا:

وہ کہہ گئے تھے آئیں گے ہم چراغ جلے تمام رات چراغوں سے دل کے داغ جلے (ناسخ)

چاندنی کا کھیت (ص) = طلوع ہونا ماہ کا اور گستردہ ہونا چادر مہتاب کا زمین پر:

میں جو روؤں خرمن ماہ درخشاں سبز ہو چاندنی کا کھیت مثل کشت دہقاں سبز ہو (ناسخ)

وہ اجلا سا میداں چمکتی سی ریت　　زمیں سے اگا چاند تاروں کا کھیت　(میرحسن)

چڑھایا (ص) = اس اصطلاح کے دو معنی ہیں۔ اول نوش کرنا دوم فقد جنس پھول رکھنے مزار پر:

چادر گل کی یہاں حاجت نہیں اے رشک گل　　میری تربت پر چڑھا تری ہوئی پوشاک کو　(ناسخ)

تشنگی سے عدم میں بھی خبر دار ہوئے ہم　　تربت پہ ہماری گل تمباکو چڑھائے　(کرم)

گو شہید ناز کی تربت پہ وہ لایا نہ گل　　پر غزالان حرم آنکھیں چڑھانے آئیں گے　(مؤلف)

چیرے والا (ص) = طبیب و حکیم:

بن زنانی کے جیا جھے نہیں بھونے کے میں　　چیرے والے نے عبث نسخہ لکھا کس واسطے　(رنگین)

چور و چتر (ص) = ہم شحنہ و ہم دزد:

ہم چور و چتر سنتے تھے سو آپ کو دیکھا　　دی گالیاں اور مجھ پہ ہوئے آپ ہی برہم　(رنگین)

چیونٹی کو بھی پر لگے (ص) = فقیر کی جو شامت آئی تو امیر سے برابری کی، اور دوسرے یہ کہ جب چیونٹی کی موت آتی ہے تو موسم برشگال میں پر نکلتے ہیں اور وہ بلند پروازیاں کرتی ہیں تو طعم ہوتی ہے کنجشک وغیرہ کا:

قطعہ

زبس ہے ریختی ایجاد رنگین　　اسی خاطر کیا کرتا ہے اکثر

سوا انشا بھی اب کہنے لگا ہے　　چہ خوش اس چیونٹی کو بھی لگے پر　(رنگین)

کر نازک ہے تیری کیوں اٹھاتا بار خنجر ہے　　میاں چیونٹی کے حق میں کب نکلنا پر کا بہتر ہے　(نصیر)

چیخنا (ص) = شور و غل مچانا اور نالہ و فغاں بلند کرنا:

رباعی

چھیڑ کر اس نے پوچھا آؤ گے کب　　کہا میں نے بتا کے یوں تاریخ

نہ لگا مجھ کو ہاتھ اے رنگیں　　کہیں میری نکل نہ جاوے چیخ　(رنگین)

گذرا یہ درد دل سے قلق اپنی جان پر　　اک چیخ تھی زمین پہ تو ایک آسمان پر　(مسکین)

چھنتل (ص) = بدکار اور دغاباز، اور فریب و مکار:

رباعی

قسم اس سر کی میں ہوں سیدھی سادھی　　نہیں آتا مجھے چھل بل سے اخلاص

جو تم بھوکے ہو چھل بل کے تو رنگین　　کرو جا کر کسی چھنتل سے اخلاص　(رنگین)

چونچلہایا (ص) = معشوق ناز و کرشمہ اور غمزہ کرنے والا:

کہوں میں کس سے ہے جو شخص رنگیں لگا میرا ہے اس جھل ہائے سے عشق
قطعہ
ولیکن سوچ یہ رہتا ہے مجھ کو نبھا کب ایسے چونچل ہائے سے عشق (رنگین)

چھلوری نکلی (مص) = انگلی میں چھالا نکلا اور پک گئے:

منہ ڈھانپ کرنہ رو یہ چھلوری نہیں ہوئی اے کوکا تیری پکی یہ انگلی کی کور ہے (رنگین)

چور ہے دل میں (مص) = بدگمانی اور کینہ و عداوت ہے:

میری طرف سے کچھ تو نے دل میں چور ہے میں نے سمجھ لیا تو دوگانہ کٹھور ہے (رنگین)

چوک (مص) = اول فراموش دوم ترش کے:

لائی ہے دوا تو مری خاطر جو بنا کر کھائی نہیں جاتی ہے یہ وہ چوک ہے دائی (رنگین)

ساتھا اسکو نہیں لاتے میرے پاس تنک ملئے تو سوچ لے جی میں یہ تری چوک ہے دائی (دلہ)

چاٹ لگی (مص) = مزہ پڑا اور عادت ہوئی:

یہ لگی چاٹ مرے زخموں کو میری نہ ہوئی ہو گئے کتنے ہی قاتل کے نمکداں خالی (ناسخ)

چار چشم (مص) = بے وفا اور بے مروت:

رات دن تیرا تصور تھا انھیں او چار چشم کیا گئے آنکھیں مری پاؤں سے کیوں مل کر اٹھا (نصیر)

رکھ نہ بوسے کی دلا اس شوخ سے زنہار چشم بے مروت بے وفا بے دید وبے رخ چار چشم (مؤلف)

چھاتی کے کواڑ کھل گئے (مص) = سینہ درمیان سے دوپارہ ہو گیا اور سینہ صاف ہونے کے بھی معنی ہیں اور آئینہ دل کی زدودگی زنگ و کدورت کو، اور جلوہ گر ہونے شاہد معنی کی صورت کو بھی کہتے ہیں:

تیغ قاتل نے جو کھولے میری چھاتی کے کواڑ حسرت دل کی نکلنے کو عجب در ہو گیا (ناسخ)

کھول دے دشت جنوں اب میری چھاتی کے کواڑ چاک پیراہن سے کوئی چاک در آتا ہے یاد (دلہ)

پر خانہ دل ہے نقد جاں سے ہو واقف کار کل رہے ہیں
قطعہ
اے دزدنگاہ مژدہ بادا چھاتی کے کواڑ کھل رہے ہیں (مؤلف)

کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانند آرسی چھاتی کے جس کے سامنے کھل جاتے ہیں کواڑ (سودا)

چھری کٹاری بتاتے ہیں (مص) = دھمکاتے ہیں اور ڈراتے ہیں، مستعد جنگ اور آمادہ

پیکار ہوتے ہیں:

لگا رہی ہیں دو تیغ ابرووہ زخم کاری دل و جگر کو
بتا رہی ہیں نگاہ و مژگاں چھری کٹاری دل و جگر کو (مؤلف)

چھری کٹاری بتاتے ہیں اب وہ قرساق دیا ہے ہاتھ میں ہی جھکے کوئی نفس کو چاق (جرأت)

چن چن کے نام رکھے (ص) = برا کہا اور طعنے دیئے:

دیکھا جو مرا سینۂ صد چاک تو بلبل چن چن کے لگی رکھنے بہت نام قفس پر (نصیر)

ح

حامی بھری (ص) = وعدہ کیا:

کیا مرے قتل پہ حامی کوئی جلاد بھرے آہ جب دیکھ کے تجھ سا ستم ایجاد بھرے (مومن)

آہیں مت بھرا سے لے آتے ہیں اتنی حامی نہیں بھرتا کوئی (جرأت)

اور دوسرے ہمت، ارادہ کرنے بھی معنی ہیں:

ہر ایک کے آگے آہیں بھرتا ہوں اسلیے میں لانے کی اسکے حامی تا کوئی بھر کے اٹھے (معروف)

میں نے ملنے کی دوگانہ تجھ سے کب حامی بھری تو وہی کرتی ہے، ہے جو بات بدنامی بھری (رنگین)

حف نظر (ص) = چشم بد دور:

کیا پڑی پھرتی ہے اسکی ہر طرف زلف نظر ہے پری براق سا چہرہ کسی کی حف نظر (انشا)

یاد وہ باتیں نہیں ہیں ایسی کیا بھولی ہے تو حف نظر آخر دوگانہ میری ہم جولی ہے تو (رنگین)

حمایتی کا ٹٹو عراقی کو لات مارتا ہے (ث) = زبردست کی پشتی سے ادنیٰ آدمی اہل عزت سے مقابلہ اور مجادلہ پر آمادہ ہوتا ہے:

پرخاش جو ہے غیر، بت چار چشم... دیکھے ہے اپنے حال پہ وا چشم التفات
نکہت مثل یہ سچ ہے سر مو نہیں دروغ ٹٹو حمایتی کا عراقی کے مارے لات (مؤلف)
قطعہ

حلجان (ص) = دستور ہے کہ بعد ہونے رسم شادی کے گھر کی بیبیاں سب مہمان عورتوں سے پیسے اکٹھے کر کے بازار سے پوریاں کچوریاں منگوا کر حصہ رسد آپس میں تقسیم کرتیاں ہیں:

پھر نئے سرے دوگانہ مجھ کو تم مہماں کرو ہو چکی گڑیوں کی شادی اسکی تم حلجاں کرو (رنگین)

حلال کیا(ص)= ذبح کیا:

خوں بکل تجھ پر ہے قاتل شوق سے کر پائمال — طائر رنگ رخ عشاق کو کر کے حلال (مؤلف)

مارا ہے جوش خون شہادت نے اپنے آج — قاتل نہ کر در رنگ شتابی حلال کر (شاہ نصیر)

اللہ اکبر اتنا بھی آگاہ تو نہیں — تکبیر پڑھ کے طائر دل کو حلال کر (دل)

حرارے لایا(ص)= فریب دیا، اور بدی سے پیش آیا اور جلایا:

یاد دلوا کے شب وصل کے جلسے معروف — مجھ سے لاتا ہے غم ہجر حرارے دن کو (معروف)

مثال شمع زبان پر شرارے لاتی ہے — حرارت تپ فرقت حرارے لاتی ہے (مؤلف)

آج تو کرتی ہے خاطر زلف شوخ سبز رنگ — لے کے دل کل دیکھنا کیسے حرارے لائے ہے (سرور)

نہ کیوں کہ شیخ کو پھر کیسے شیخ سدو آج — دیا جو راگ کسی نے تو کیا حرارے لائے (جرأت)

حلقے آنکھوں میں پڑگئے(ص)= بدن لاغر اور ناتواں ہو گیا:

حلقے آنکھوں میں پڑگئے منہ زرد — ہوگئی میر تیری کیا صورت (میر)

قطعہ

چشم سے اس کی کرنہ ہم چشمی — چشم انجم میں تو تو ہے ہلکا

حال مہہ سے چرخ پیر تر — پڑگیا ہے یہ آنکھ میں حلقا (مؤلف)

حلکم ڈالی(ص)= شتابی اور جلدی کی:

شب کو ملنے کی زناخی نے یہ اودھم ڈالی — ہاتھ پاؤں اپنے گیے پھول یہ حلکم ڈالی (رنگین)

حلق کے دربان(ص) حارج ومانع خورد و نوش کا:

عشاق کریں گر طلب مے تو کہے وہ — کمبخت یہ ہیں حلق کے دربان ہمارے (جرأت)

پینے نہیں دیتے ہیں مجھے خون جگر بھی — نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہیں (مصحفی)

حرف ہے یا حرف آیا(ص)= عیب دار ہے اور نقص وخلل سے خالی نہیں، اور بدنام ہوتا:

او دی مسی وہ اسکی کہ سینے پہ حرف ہے — لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے پہ حرف ہے (فضل)

اڑا تا رہا قاصدوں کے جو پرزے — سو حرف اس کے آنے لگا نامہ بر پر (جرأت)

حیف وافسوس اور حسرت کے بھی معنی ہیں:

یہ نقش اپنے دل کے نگینے پہ حرف ہے — گر جان تو نہ ہووے تو جینے پہ حرف ہے (جرأت)

کیونکر خط بھیجوں نہیں تاکہ محرم نامہ بار　　ڈر ہے یہ آوے کہیں او پر نہ اس دلبر کے حرف　(معروفؔ)

سنا ہے غیر کا گو دل ہے اس نے ہاتھ پہ نام　　اگر یہ سچ ہے تو حرف اپنی زندگی پر ہے　(دلؔ)

مت ہو نامہ عبث کو جا کاغذ　　اپنے اوپر نہ حرف لا کاغذ　(مصحفیؔ)

شمع اس عارض کی شب کہتے ہیں پہنچی نور تک
ہم سے جو پوچھے کوئی ہے حرف شمع طور تک　(سوداؔ)

حلوہ بے دود (مں) = نہایت نرم اور ملائم اور گداز کہ جس کو بن چابے آدمی نگل جائے:

کیوں غم کو نہ میں کھاؤں اگر غم مجھے کھائے　　اے عشق بتاں حلوہ بے دود نہیں ہوں　(مؤلفؔ)

حرف نہیں اٹھ سکتا (مں) = پڑھا نہیں جاتا:

رو رو کے اسے میں نے لکھا خط تو وہ بولا　　اک حرف سر کاغذ نم اٹھ نہیں سکتا　(شاہ نصیرؔ)

ناتوانی کا مرے مضموں کم از عنقا نہیں　　گر کوئی پڑھنے کو بیٹھے حرف اٹھ سکتا نہیں　(مؤلفؔ)

حق کہے سو مارا جائے (مں) = اس اصطلاح کے معنی ہیں حال منصور کا کہ انا الحق کہنے سے دار پر چڑھا:

حق کہے جو کوئی سو مارا جائے　　راستی ہے گی دار کی صورت　(یکرنگؔ)

حرمت میں خلل آیا (مں) = عزت و توقیر جاتی رہی:

کہتا یہ آن آن مرے گھر سے تو نکل　　دشنام دینی خواہ محل خواہ بے محل
حرمت میں سو طرح سے غرض آ چکا خلل　　باقی ہے مار کھانی، اب آگے سو آجکل
سن لوگے تم اسے بھی کہ اوقات ہو گئی　(سوداؔ)

حق سرہ (مں) = اس کو ذکر قمری اور صدائے فاختہ کہتے ہیں:

چمن میں قامت دل، جو سرو ناز تو کھینچے　　تو قمری تا قیامت نالۂ حق سرہ کھینچے　(شاہ نصیرؔ)

حق بجانب ہے (مں) = وہ جو کچھ کرے اسکو زیب دیتا ہے کہ وہ اس منصب کے شایان و سزاوار ہے:

ہے حق بجانب آپ کے پیمانے غرور کا　　دیکھا نہیں ہے آج تک تم سے ناز عشق　(سوداؔ)

خ

خاک چاٹ کر بات کرتے ہیں (مں) = غرور عجز آمیز کرتے ہیں:

کریں گے بات تری ہم بھی بات کاٹ کے آج
یہ بات منہ سے نکالی ہے خاک چاٹ کے آج (منیر)

بولیں نہ بات مونہ بھی کچھ خاک چاٹ کے ہم خاکسار جیوں لب خاموش نقش پا (حسن)

کہتے ہیں یہ ہم چاٹ کے خاک اس میں ہوں گو خاک
پر اب تو زمیں بوس کلیسا نہ کریں گے (مومن)

مریض عشق کو تم پوچھ کر طبیبوں سے مدام شربت عناب کیوں پلاتے ہو
قطعہ
یہ خاک چاٹ کے کہتا ہوں میں ابھی ہو شفا ذرا جو تم لب میگوں انھیں چٹاتے ہو (ابراہیم ذوق)

خاک چاٹ کے کان پکڑے (مں) = نہایت فروتنی اور عجز کرنا۔ چنانچہ دستور ہے کہ مغنی و مطرب اور جملہ ارباب عیش جو استاد کا نام لیتے ہیں تو خاک چاٹ کے کان اپنا پکڑ لیتے ہیں:

کر غرور حسن اپنا ہائے کس انداز سے چاٹ کر پھر خاک پکڑے ہیں وہ اپنے کان کو (ظفر)

کرتی ہے ڈومنی پی کو کام رے جہاں پکڑے ہے خاک چاٹ کے وہاں کان ڈومنی (رنگین)

خبر عطر (مں) = حقیقت حال کی اور خیر و عافیت مزاج کی:

اب تو صبا چمن سے آتی نہیں ادھر کچھ ہم تک نہیں پہنچتی گل کی خبر عطر کچھ (میر)

خاک ڈالو (مں) = دست بردار ہو، پوشیدہ کرو اور باز آو جانے دو:

گر قتل کیا بقا کو خوباں اس بات کو منہ سے مت نکالو
قطعہ
پنہاں ہی بھلا ہے خون عاشق بس جانے دو اس پہ خاک ڈالو (بقا)

اب تو کدورت دل کی نکالیں خاک کہاں ہر بات پہ ڈالیں (مومن)

خاکا اڑا (مں) = ذلیل و خوار کیا اور خاک اڑانے کے بھی یہی معنی ہیں:

کوئی پوچھے سب باد صبا سے اس عداوت کا اڑایا تو نے خاکا کیوں ہماری خاک تربت کا (مؤلف)

کھنچا نقشہ جو نقاش ازل سے روئے زیبا کا اڑا پھر خوب خاکا خاکۂ تصویر لیلیٰ کا (سرور)

خاک اڑائی میں نے کیا طرز جنون قیس کی شاجہان آباد سارا نجد کا بن ہو گیا (مومن)

دوسرے معنی تباہ و برباد کرنے کے بھی ہیں:

متاع دل اس عشق نے سب جلا دی کوئی دن میں بس خاک سی سب اڑا دی (میر)

خوب سا گھڑا (مں)= بہت زدو کوب کی:

سیم تن میرے سے مت آنکھ لڑاری بجلی		خوب ساتھ کو گھڑوں گا میں سناری بجلی (حقیر)

خضر ملے (مں)= آرزوئے دیرینہ اور تمنا و خواہش پارینہ حسب دلخواہ بر آئی اور مراد حاصل ہوئی:

خط کے رکھنے سے ہوئی دونی بہار حسن سبز		دیکھ تو یہ اب بر لیا عشوہ گر اچھا ہوا
قطعہ
بے نمو اس کی کہاں تھی اس قدر کی لہو بحر		اب تو کہ منہ سے ملے مجھ کو خضر اچھا ہوا (شاہ نصیر)

خوشی کے مارے کہوں آج مجھ کو خضر ملے		جو راہ کوچۂ جاناں کا راہبر مل جائے (ناسخ)

خون سفید ہو گیا (مں)= رشتہ مہر و وفا منقطع ہو گیا اور صلہ رحمی جاتا رہا:

کیوں نہ رنگ رخ یوسف ہو بہ تغییر سفید		ہو گیا خون عزیزاں دل دلگیر سفید (مؤلف)

خوں سفید ایسا ہے ابنائے زماں کا ناسخ		کیجیے قتل جوان کو تو ہو شمشیر سفید (ناسخ)

تجھے لے کو بکس کیا لاکے جوئے شیر مرتا تھا		کر سل چھاتی پہ رکھ کر خوں سفید اپنا ہی کرتا تھا (منیر)

خو ڈالی (مں)= عادت ہو گئی:

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے		بے نیازی تری عادت ہی سہی (غالب)

خون پر کمر باندھی (مں)= عزم بالجزم قتل کا کیا:

ایک غماز نے اس ترک پسر سے یہ کہا		ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتوں ہے
قطعہ
سن کے بولا یہ کہو میری طرف سے اسکو		باندھنا خوں پہ کمر اپنی نیا مضموں ہے (سودا)

کمر کس کس نے باندھی ہے میاں خوں کے بہانے پر
نگہہ ہے مستعد نیزہ پہ تیغ ابرو لگانے پر (منیر)

خاک چھانی (مں)= بہت تلاش و جستجو اور نہایت صحرا نوردی و کوچہ گردی کی لیکن گوہر مدعا دستیاب نہ ہوا:

لخت دل یک لخت اس کوچہ میں عنقا ہو گئے		خاک چھانی اس قدر چھلنی کف پا ہو گئے (مؤلف)

کیا اس کی گلی میں سو گیا مشہور ہے یہ تو		عبث کیا خاک چھانوں گم ہوا دل کوئی ملتا ہے (جرأت)

مت سہل ہمیں سمجھو پہنچے ہیں ہم تب ہم
برسوں تئیں گردوں نے جب خاک کو چھانا تھا (میر)

اے مصحفی میں بیٹھا اب خاک کیوں نہ چھانوں   دل سا عقیق میں نے اس کی گلی میں کھویا (مصحفی)

کی عمر عبث ضائع خدمت میں مہوش کی   خاک اپنی ہی جب چھانی اکسیر نظر آئے (سودا)

خدا خدا کر کے (ص)=بسیار خرابی و دشواری اور محنت و مشقت سے:

گہے طواف حرم گاہ گہے پرستش دیر   کیا ہے رام بتوں کو خدا خدا کر کے (مؤلف)

جو حق شناس آوے بندے تئیں اٹھانے   پھر وہ خدا خدا کر کوئے بتاں سے نکلے (جرأت)

گھر اپنے آئے جو وہاں سے خدا خدا کر کے   گلی میں اس بت کافر کی کوئی کیا پھر جائے (احمد)

رکھا تھا ضعف نے رہ میں شکستہ پا کر کے   لبوں پہ دم مرا پہنچا خدا خدا کر کے (سرور)

ان کو بھی ان بتوں نے اب رام کر رکھا ہے   جو بچ رہے تھے زاہد ان سے خدا خدا کر (میرحسن)

الفت بتوں کی ہم کو مانع تھی ہر قدم پر   کعبہ تلک تو پہنچے لیکن خدا خدا کر (میر)

خوب تایا (ص)=امتحان کامل اور آزمائش خاطر خواہ کی:

آگ میں غم کی ہو کے گداز اب جسم ہوا ہے پانی سب
یعنی بن ان شعلہ رخوں کے خوب ہی ہم بھی تائے گئے (میر)

رو کش روئے بت حور شمائل نہوئے   خوب سا شمع کو تایا پہ مقابل نہوئے (مؤلف)

خاک سی منہ پر اڑتی ہے (ص)=رونق حسن و خوبی جمال تغیر پذیر ہوئی:

مقابل ہو جو اپنی چشم تر کی اشک باری کے   تو منہ پر خاک سی اڑنے لگے ابر غباری کے (مؤلف)

گر نظر آئے وہ لے مشاط صورت پاک سی   منہ پہ ہر آئینہ کے اڑنے لگے گی خاک سی (سرور)

جوش غم اٹھنے سے اک آندھی چلی آتی ہے یاں
خاک سی منہ پر مرے اسوقت اڑجاتی ہے یاں (میر)

خدا ناخن نہ دے جو سر کھجائے (ص)=اللہ تعالٰی شخص کمینہ اور فرومایہ کو دست رس تعدی کی نہ دے جو غریب آزاری کرے اور ناخن پنجۂ ستم شعاری سے دل افگاری کرے:

رکھے دست تطاول آستیں میں کہکشاں اپنا   خدا ناخن نہ دے جو سر کھجائے آسماں اپنا (مؤلف)

کرے جب سائی اگر دست پاوے   خدا دے نہ ناخن جو سر کو کھجاوے (میر)

خدا سمجھے (ص)=اللہ تعالٰی کہ منتقم حقیقی ہے عوض اور بدلہ لے اور سزا دے:

کچھ سمجھتے نہیں ہمارا حال   تم سے بھی اے بتو خدا سمجھے   (میرؔ)

عرض ایماں سے ضد اس غارت گر دیں کو پڑی   تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا (مومنؔ)

یکسر مونہ یہ جان و دل ابتر سمجھے   زلف سے تیری خدا او بت کافر سمجھے   (مختصرؔ)

مل خون جگر میرا ہاتھوں کو حنا سمجھے   میں اور تو کیا کوسوں پر تم سے (خدا) سمجھے   (انشاؔ)

خون کا پیاسا (مس) = خونخوار و دشمن جان:

کیوں اس قدر تقاضے آنے میں ڈھیل ہے   قاتل پیاسا خوں کا ہے اور خوں سبیل ہے   (مؤلفؔ)

مرے خوں کا پیاسا وہ قاتل رہا نت   گلے اس کے تیغا حمایل رہا نت   (مصحفیؔ)

کیا جانے کس کے خون کا وہ پیاسا ہے مصحفی   رکھنے لگا ہے ہاتھ میں اب پھر مدام تیغ   (ول)

کسی کے خون کا پیاسا نگار گر ہو جائے   تو اسکے آگے حنا ہاتھ باندھ کر ہو جائے   (شاہ نصیرؔ)

خدا کی باتیں ہیں (مس) = محل تعجب ہے اور اللہ اپنی قدرت نمائی کرتا ہے، کسی کو مجال دم زدن نہیں:

مجھ سے اور اتنا سچ بولے تو   یہ بھی پیارے خدا کی باتیں ہیں   (مصحفیؔ)

غیر ہے اور وفا کی باتیں ہیں   یہ بھی اے بت خدا کی باتیں ہیں   (مؤلفؔ)

وہ رہ رہ مجھ سے کہتا ہے خدا کی باتیں ہیں ورنہ
بھلا ٹک دل میں اپنے غور کر تو یہ مکاں اور ہم   (انشاؔ)

خراٹے (مس) = وہ آواز جو وقت خواب گلو سے آدمی کے نکلتی ہے:

اے پری تیرے مزے ایک بشر لیتا ہے   اور خراٹے پڑا دیو سحر لیتا ہے   (انشاؔ)

خوش گپ (ح) = خوش تقریر و لطف آمیز سخن مزہ دار، شیریں گفتار:

ہے جنس پری سی کچھ آدم تو نہیں اصلاً   اک آگ لگا دی ہے اس مرد کی خوش گپ نے   (انشاؔ)

خاک میں ملے (مس) = خراب و خستہ و ذلیل و رسوا ہوئے:

ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے فلک   اس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا   (سوداؔ)

خاک میں مل گئی وہ رعنائی   دور پہنچی ہے مری رسوائی   (میرؔ)

گلی میں تری جستجو تھی کسی کی   ملی خاک میں آرزو تھی کسی کی   (انشاؔ)

رنگ شفق کی خاک میں مل جائے سب بہار   کھولے وہ جبکہ اپنے حنا بستہ ہاتھ کو   (مختیؔ)

خاک کا پتلا (مں) = آدمی:

کیا تماشا ہے دلا واقف فرشتے تو نہ ہوں　　محرم راز نہاں یہ خاک کا پتلا بنے　(شاہ نصیر)

سوچ میں ہے یہ نہ کیونکر قالب انساں کو دیکھ　　خاک کے پتلے کا یہ پیکر بنے اور ٹوٹ جائے　(سبقت)

خسارا کھینچا / ہوا / دیکھا (مں) = مال تجارت میں نقصان اور ضرر واقع ہوا:

عشق کو رنگیں نے یوں چھوڑا بقول اک شخص کے　　جیوں وطن کو چھوڑے سوداگر خسارا کھینچ کر　(رنگین)

جنس دل بوسے کے بٹلے جو لے لے بیٹھے　　اس تجارت میں تو آپ ہم نے خسارا دیکھا　(شور)

خدا سے بنی (مں) = وقت مرگ قریب پہنچا اور جان کندنی شروع ہوئی:

بگڑ کے جو نہ بت شوخ بے وفا سے بنی　　تو آہ بندۂ درگاہ کی خدا سے بنی　(مؤلف)

گئی ہے بگڑ اس مہ دل ربا سے　　مجھے اس گھڑی بن رہی ہے خدا سے　(پروانہ)

خاک جھونکی (مں) = خاک ڈالی:

جھونک گیا اس آنکھ میں سب کی ایک بگولا جوں آیا

بند تڑا کر پردے اڑا کر اس محمل میں بیٹھ گیا　(انشا)

خار کھایا (مں) = رشک کھایا اور حسد آیا:

جب وہ رشک گل پئے گلگشت آیا باغ میں　　دیکھ کر ہر ایک گل نے خار کھایا باغ میں　(مؤلف)

تو حسد کا اس طرح مت خار کھا　　جس طرح جاتا ہے اشتر خار کھا　(رنگین)

خیلا (مں) = احمق و نادان اور بد سلیقہ:

دبلی پتلی ہوں میں تو میرے بدن مت کپڑے　　اری او جاں اری خیلا اری اور ی ملکے　(انشا)

دوسرے معنی بھولے کے بھی ہیں جن کو سادہ دل اور سادہ ذہن کہتے ہیں:

کہیو لٹا یہ میاں رنگیں سے　قطعہ　گرچہ ہم تم میں بہت ہے ان بن

پر یقیں جانیو اس کو پیارے　　جی سے بھاتا ہے ترا خیلاپن　(رنگین)

خدا درمیان ہے (مں) = اللہ ضامن ہے اور عہد و مواثیق کیا ہے:

عجب سوتے میں مچا درمیاں ہے　　مرے تیرے لے بت خدا درمیاں ہے　(مؤلف)

ایک شب رہ ہمارے پاس اے بت　　ہم خدا درمیان دیتے ہیں　(مصحفی)

ۓ مں ۲۰۰ پر بھی موجود۔

خوش ڈول (مس)= خوش طرز و نیک روش، زیبندہ و ادا، پسندیدہ ترکیب:

ہے سرو چمن اگرچہ خوش ڈول   پر تیری تراش کی ہے اک وضع (مصحفی)

خدائی ہے (مس)= جائے تعجب اور مقام حیرت ہے:

کیا خدائی ہے کہ اب در تک نہیں ہے اس کے بار   جس سے ہم زانو بچھا کر بیٹھے تھے محفل کے بیچ (مصحفی)

نہ تھا جس کو گوارا اک مرا اٹھنا خدائی ہے   اب اس کافر کو کیا کیا منتیں کر کے بٹھاتا ہوں (جرأت)

خم ٹھونکنا اور خم مارا (مس)= مستعد و آمادہ کشتی کا ہوا و دستور و رسم پہلوانوں کی ہے کہ ہنگام کشتی گری ایک ہاتھ کو اپنے دوسرے دست و بازوے خمکشتہ پر بزور تمام مارتے ہیں، اس سے ایک آواز تڑاق تڑاق کی بلند و برپا ہوتی ہے، اس کو خم مارنا اور خم ٹھونکنا کہتے ہیں:

چڑھے سینہ پہ طفل اشک خم شے رستم کے   کہ ہو خم مار پھر روکش یل گردون پر خم کے (مؤلف)

وہ نوحہ کشتی گر اتراجوں ہی میداں میں   تیاری کو دیکھ اس کی رستم نے نہ خم مارا (مصحفی)

اے جنوں استاد جی خم ٹھونک کر آجایئے   ہاں خلیفہ ہم بھی دیکھیں پہلوانی آپ کی (انشا)

یل عشق جس جا پہ خم مارتا ہے   نہ رستم نہ واں زال دم مارتا ہے (سرور)

خوبی شعور کی (مس)= بے وقوفی و نادانی و کم عقلی:

سودا کو عاشقی سے رکھا چاہتا ہے باز   ناصح نصیحت اپنی سے خوبی شعور کی (سودا)

خدا کو مان (مس)= خوف خدا کر، برائے خدا:[1]

نہ پوج سنگ گل اے شیخ اس صدا کو مان   مرے صنم کی پرستش کر آ خدا کو مان (سودا)

خبر شرط ہے (مس)= واقف کار، آگاہ اور مطلع ہونا ضرور ہے:

طرز صحبت ہے کہ ساقی یہ کہے دے کر جام   بے خبر شرط کہ آتش ہے بھری شیشہ میں (سودا)

خندی (مس)= رند و اوباش:

بیٹھ کر خندوں میں سیکھے ہو بجانی سوز چنگ   اسقدر آپ سے اب تم نے اٹھائے یہی ڈھنگ (سودا)

خوش آمد / خوشامد کی (مس)= منت اور الحاح کیا:

خوشامد تھے ہم جس کے در باں کی کرتے   سو درباں سادہ خود کسی کے ہے درکار (جرأت)

جو کچھ کہا میں اس کو خوشامد نہ سمجھیو   یاں ارث ہے شجاع و سخی ہونے کا شعار (سودا)

---

[1] مس ۲۰۰ پر بھی موجود۔

خدا وہ گھڑی کرے (ص) = وقت حصول، مراد دل اور ساعت نیک بر آنے تمنا و آرزوئے خاطر کی ہو:

ہوں غیر اور فضل خدا وہ گھڑی کرے — میں اور بتوں کا وصل خدا وہ گھڑی کرے (مؤلف)

ستمگر صفت قشون خزاں آئے جس گھڑی — ہو کر اتارئے کیجئے میداں میں کارزار

قطعہ

لیکن تو دیکھیو کہ خدا وہ گھڑی کرے — کتنوں کے سر کو توڑیئے پتھر کو مار مار (سودا)

خدا کے ہاں سے پھرے اور خدا کے گھر سے پھرے (ص) = نوبت قریب مرگ پہنچی تھی لیکن زندگی دوبارہ ہوئی:

بتو جو زندہ و سالم تمہارے در سے پھرے — تو جانے کہ وہ بندہ خدا کے گھر سے پھرے (مؤلف)

کعبہ میں جاں بلب تھے ہم دوری بتاں سے — آئے ہیں پھر کے یارو ابکی خدا کے یاں سے (سودا)

خدا لگتی ہو (ص) = انصاف کی بات کرو کہ اللہ راستی سے خوش ہوتا ہے:

تمہیں تقصیر اس بت کی ہے یا میری خطا لگتی — مسلمانوں ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی (مومن)

بتوں کے جرم والفت پڑ ہمیں زجر و ملامت ہے — مسلماں بھی خدا لگتی نہیں کہتے قیامت ہے (تقی میر)

کیا دل لگے جو آنکھ کسی بت سے جا لگی — ناصح خدا کے واسطے کہیو خدا لگی (مؤلف)

خوش قسمتی (ص) = بد نصیبی و گردش بخت، اس اصطلاح کے معنی بالعکس واژوں بھی ہیں:

خوش قسمتی تو دیکھ کہ سینہ کے داغ پر — رکھا جو میں نے مشک تو کافور ہو گیا (مصحفی)

جس سے خوش ہو وہ مجھ سے ناخوش ہے — اپنی خوش قسمتی بھی کیا خوش ہے (مؤلف)

خدا کا سخی (ص) = دوست خدا کا اور اللہ کی راہ میں جان و مال صرف کرنیوالا:

لکر منے کیا ہمیں ہے لے ڈال ایک بوسہ — حق اے سخی خدا کے تیرا بھلا کرے گا (مصحفی)

خاک میں سلایا (ص) = قتل کر کے زمیں میں دفن کر دیا:

مسند مخمل دو خوابہ پر — وہ جو سرگرم خواب ہوتے ہیں (مصحفی)

خاک میں سوتی ہیں وہ شکلیں پاک — جسم کیا کیا خراب ہوتے ہیں (مؤلف)

ایسے قاتل پر کوئی اثبات خون کیوں کر کرے — خاک میں جس نے سلائے سینکڑوں خنجر سمیت (مصحفی)

خطا پاؤ گے (ص) = انجام کار نیک نہ ہوگا اور خرابی پیش آئے گی:

خطا پاؤگے ایک دن مصحفی تم — بہت اس کے کوچے میں جایا نہ کیجے (مصحفی)

خال مشکیں سے جو روکش ہو تو کیا پاؤگے — اے غزالان ختن اس میں خطا پاؤگے (مؤلف)

یک قلم ہاتھ کرے گا وہ قلم اے نکہت — خط نہ لکھو بت نوخط کو خطا پاؤگے (ول)

خانہ جنگ (ص)= شخص جنگجو جو سوائے میدان کارزار کے شہر میں جدال وقتال اور ہنگامہ برپا کرتا ہے:

قبضے پہ تیغ کے تو نہ رکھ خانہ جنگ ہاتھ — کرتا ہے گر شہید تو مہندی میں رنگ ہاتھ (شاہ نصیر)

نہ سرمہ آنکھوں میں تو شوخ خانہ جنگ لگا — چلے گی خاک جو تیغ نگہ کو زنگ لگا (مصحفی)

کیونکہ دہلی ہے یہاں سینکڑوں خوں ہوتے ہیں — خانہ جنگوں کے علم جلد نگوں ہوتے ہیں (ول)

خلل جائے (ص)= خوف واندیشہ نہ رہے:

اس کاکل پر خم کا خلل جائے تو اچھا — دل سر سے بلا تیری یہ ٹل جائے تو اچھا (شاہ نصیر)

خدا کرے کہ خفا ہوکے جی نکل جاوے — کہیں شتاب یہ جھگڑا چکے خلل جاوے (سودا)

خط آیا (ص)= اول مشہور دوم آغاز ہونا سبزے کا رخساروں پر:

آگیا خط منہ پہ کہہ وان سے بحال آوے نہیں — ہم سیہ بختوں کو باغ سبز دکھلاوے نہیں (شاہ نصیر)

زبانی ہی قاصد تو یہ اس سے کہیو — کہ خط آگیا ہم کو خط بھی نہ پہنچا (تاباں)

خط کے آنے سے گئے اکثر غلامی سے نکل — بندہ پرور دیکھیئے آگے ہنوز آغاز ہے (مشتاق)

خوب گرد جھاڑی (ص)= قرار واقعی سزا دی:

اے عندلیب گل کو مکدر کرے ہے یہ — جھاڑی صبا کی خوب کوئی بوستاں میں گرد (معروف)

ہوا طوفان بپا جب چشم تر نے اشکباری کی — فلک پر گرد جھاڑی خوب ہی ابر غباری کی (مؤلف)

خدا کا گھر (ص)= کعبہ اور مسجد:

اس دل کو جانتے تھے یعنی خدا کا گھر ہم — آنکھوں کے دیکھتے ہی گھر ہو گیا بتاں کا (شاہ نصیر)

وہ گھر خدا کا یعنی دل عاشق حزیں — غم نے بتاں کے کر دیا مسمار بار بار (صنعت)

نکل کے دیر سے کعبہ میں جا رہے مومن — خدا کا گھر تو ہے تیرا اگر مکان نہیں (مومن)

نہ ڈھاؤ اے بتو تم کعبہ دل — کہ کہتے ہیں خدا کا اس کو گھر لوگ (معروف)

خواب میں نہیں دیکھا (ص)= لاثانی اور بے مانند ہے:

جو تن نازک کا عالم ہے ترے اے رشک گل — وہ کبھو دیکھا نہیں مخمل نے ابتک خواب میں (معروف)

ہے عالم مثال میں وہ حسن بے مثال — چشم فلک نے خواب میں دیکھا نہیں ہنوز (مؤلف)

خر دماغ (ص) = مرد متکبر و مغرور:

انسان ہے تو گر تو کسی سے نہ کر دماغ — رکھتے ہیں لوگ نام مدمغ کا خر دماغ (معروف)

خدا کا چاند (ص) = ماہ رجب

کب فلک پر ہوا اس حسن و صفا کا چاند ہے — منہ ترا نام خدا اے بت خدا کا چاند ہے (مؤلف)

خدا کو مان (ص) = خوف خدا کر اور ظلم و جفا سے درگذر اور رہا کر:

خدا کو مان اپنی راہ لے کعبہ کو لے مومن — صنم خانے میں کیا لیویگا اے گم گشتہ رہ کر (مومن)

خدا مہربان تو کل مہربان (ث) = مشہور معروف ہے، حاجت شرح و بیان کی نہیںؔ[1]:

ہر اک خار مشفق ہو گل مہرباں ہو — خدا مہرباں ہو تو کل مہرباں ہو (مؤلف)

کرم اسکا ہووے تو خوش سب جہاں ہو — خدا مہرباں ہو تو کل مہرباں ہو (جرأت)

خدا سے پھرے (ص) = کافر مطلق ہو:

پھرے وہ قبلہ سے اپنے جو بت کدہ سے پھرے

پھرے خدا سے وہ اپنے جوان بتوں سے پھرے (سرور مغفور)

کیا عہد ہم نے یہ اس دل ربا سے — جو تجھ سے پھرے تو پھرے وہ خدا سے (قاسم)

قبلہ و کعبہ و صفا سے پھرے — جو بتوں سے پھرے خدا سے پھرے (مؤلف)

خدا سے بنی (ص) = پیمانہ عمر لبریز ہوا اور حالت نزع طاری ہوئی:

اٹھے بتکدہ سے تو اٹھے جہاں سے — خدا سے بنی جبکہ بگڑی بتاں سے (مؤلف)

بتوں سے ملو اور اے حضرت دل — چلو آبنی [اب] خدا سے تمہاری (جرأت)

خوبی لگاوٹ کی (ص) = گستاخ و بے ادب ہو گئے ہیں:

قطعہ

عشرت یہ پوچھا میں نے سر راہ اس سے آج — ہوتا ہے گھر میں یا کہ تو اے ماہ رو نہیں

بولا کہ خیر خوبی لگاوٹ کی تم کو کیا — ہوتا نہیں نہیں میں گھر اپنے کبھو نہیں (عشرت)

خدا پہ چھوڑ دو (ص) = اللہ کے توکل پر رکھو کچھ تیمار بیمار کا نہ کرو:

---

[1] خدا کی عنایت ہو تو سب خیر خواہ بن جاتے ہیں (آصفیہ)۔

مجھ سے مریض کو طبیب ہاتھ تو پتا ملت لگا اس کو خدا پہ چھوڑ دو بہر خدا جو ہو سو ہو (نیازؔ)
خدا پر چھوڑ دو اور غم نہ تم کھاؤ کسی درگاہ میں اب اس کو لے جاؤ (جرأتؔ)

خدا معلوم (مں)=اللہ واقف ہے، ہمیں نہیں معلوم:

ہے تہ دل بتوں کے کیا معلوم نکلے پردے سے کیا خدا معلوم (تقی میرؔ)

خوگیر کی بھرتی (مں)=اکٹھا ہونا بری چیزوں کا:

اب قافیہ اچھا نہ رہا مصحفیؔ آگے اور باقی ہے گر کوئی سو خوگیر کی بھرتی (مصحفیؔ)
کب تک کرے دل آہ کی تاثیر کی بھرتی ہے سب نمد ابر میں خوگیر کی بھرتی (انشاؔ)

خون چٹایا (مں)=شمشیر و ساطور و کاردو خنجر و دشنہ خون میں بھرا:

خون عاشق چٹا کہ لازم ہے تیری تلوار پر یہ سان پھرے (انشاؔ)

خاک پھانکنا (مں)=خاک کھانا:

جو کھاتا نعمت دنیا کو نیچے آسمان کے ہے مثال شیشہ ساعت وہ آخر خاک پھانکے ہے (مؤلفؔ)
ہے پر غبار عالم جاتا ہے یہاں سے لازم اس خاک دان میں رہ کر کیا کوئی خاک پھانکے (جرأتؔ)

خدا کی صاحبی (مں)=اللہ کے دوست:

وہ بت سنگدل جو آہ لیکے دل آشنا نہیں یہ بھی خدا کی صاحبی بندے کا کیا خدا نہیں (جرأتؔ)

د

دال نے عین ہو (مں)=دفع ہو، یہاں سے چلا جا:

کل مجھے دیکھ کر بولا تو ہے اب تک جیتا دال نے عین ہو چل یاں سے ہے جینے پہ حرف (جرأتؔ)
دال نے عین ہوئے داد برید ہو الٰہے سخت بیدرد ہے جاں کاہ انصیب اعدا (انشاؔ)

داغی غلام (مں)=غلام داغ دیا ہوا، ترکوں کا دشت قپچاق کا آئین ہے کہ ترکی اطفال کفار قازق و حبش کو پکڑ لاتے ہیں ہر ایک کی جبیں پر ایک داغ واسطے نشانی کے دیتے ہیں:

حلقہ بگوش ماہ تمام اور کا ہوا داغی تھا پر یہ غلام اور کا ہوا (شاہ نصیرؔ)
کوئی ہمسر نہیں واللہ اس کا کہ ہے داغی غلام اک ماہ اس کا (جرأتؔ)
سوسن کنیزک ...... مشتی شہ عرب اور لالہ داغدار بھی داغی غلام ہے (مؤلفؔ)

شہ سرفرازان عالی جناب سپہر نبوت کا ہے آفتاب (قلق)
جہاں جس کے پرتو سے روشن تمام مہ انور اس کا ہے داغی غلام (قلق)

دائی کے سرپان پھول (ث)= نیکی وبدی سب دائی کے سر:

کس نے دکھائی تجھے رشک قمر پان پھول تیری تو وہ ہے مثل دائی کے سرپان پھول (شاہ نصیر)

دال میں کالا ہے (ص)= شک اور گمان ہے:

بے وجہ نہیں اس نے خط منہ پہ نکالا ہے دل مجھ سے یہ کہتا تھا کچھ دال میں کالا ہے (شاہ نصیر)
منہ پر بکھرے بال ہیں سب اور ٹوٹا کان کا بالا ہے
ہم نے تو معلوم کیا کچھ دال میں کالا کالا ہے (جرأت)

ڈھیری ہے (ص)= دستور ہے اطفال کا کہ پتنگ بازی میں جو اپنے حریف مقابل کا پتنگ کاٹ دیتا ہے تو اس کی طرف کے لڑکے بآواز بلند پکارتے ہیں کہ ڈھیری ہے تاکہ شخص مغلوب شرمندہ اور خجل ہو:

کیا ڈھیری بندھی اسکی جو عشق کا رسوا ہوا نکلے تو کہیں لڑکے ڈھیری ہے بے ڈھیری ہے (تقی میر)

دولہا کے ساتھ برات (ث)= جہاں سردار ہوتا ہے وہیں پر ملازم ہوتے ہیں:

آپ کو چشم فہم سے ٹک دیکھ ہے تجھی سے یہ کائنات تمام
اپنی ہستی تلک ہے کون و مکاں قطعہ ساتھ دولہا کے ہے برات تمام (ذکا)

دریائی دے (ص)= پتنگ کو اور شخص کے ہاتھ میں دے کر واسطے اڑانے کے کھینچنا:

گو میرے خط کو اڑایا جیوں پتنگ لیک دست غیر سے لینا تھا دریائی کا کیا (مؤلف)
اور دریائی ایک مشہور پارچہ ریشمی کا نام ہے۔

دیکھ بھال کر (ص)= واقف و آگاہ و دیدہ و دانستہ:

اے دل نہ اس کے چاہ ذقن کا خیال کر گرتا کوئی کنویں میں بھی ہے دیکھ بھال کر (شاہ نصیر)
سر وبالا سے کب دوبالا ہے فتنہ حشر دیکھا بھالا ہے (مؤلف)
کیا زخمی مجھے تیر نگہ سے صریحا جان بوجھ اور دیکھ بھال آج (شوق)

دیکھی بھالی ہے (ص)= ہم آغوشی و ہم بستری کی ہے:

بڑھی خیرن جو حسن سے خالی ہے — رباعی — مشہور وہ شہسوار خان والی ہے
باللہ نہیں ہے جھوٹ اس میں رنگین — معروف کی بھی وہ دیکھی اور بھالی ہے (رنگین)

دن پھرے (ص)=خورشید اقبال کسوف زوال سے تاباں و درخشاں ہوا اور اختر بخت نے یاوری کی:

شاد ہیں وصل سے جاناں کے بہت دن کے بعد — دن پھرے ہیں شب ہجراں کے بہت دن کے بعد (مؤلف)

پھریں گے گردش کے دن جو دلبر ادھر ہمارے ادھر تمہارے
مدام لب سے لگیں گے ساغر ادھر ہمارے ادھر تمہارے (شاہ نصیر)

جی میں جی آئے گر آ جائے ملاقات کو تو — دن پھریں میرے اگر آن پھرے رت میں تو (سرور مغفور)

دن پھرے پھر مگر ہیں تسکیں کے — ان دنوں مہربان ہے کافر (تسکین)

مدت سے ہے اختر طالع ماہ جبیں ہے گردش میں
دیکھ تو بامن اپنی پوتھی کب دن میرے پھرتے ہیں (شیفتہ)

خدا نے ان کے پھیرے جس طرح دن — پھریں سارے جہاں کے اس طرح دن (جرأت)

جہاں میں انھوں کے پھرے جیسے دن — ہمارے تمہارے پھریں ایسے دن (حیرت)

دودھ کا جلا چھاچھ پھونک کر پیتا ہے (ث)=جب آدمی کسی سے دغا کھاتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے تو وہ ادنیٰ کام بھی سمجھ کر کرتا ہے دفعتاً دست انداز نہیں ہوتا:

جو دودھ کا جلا ہو پئے چھاچھ پھونک پھونک — ہوں وصل میں پر ہجر سے ہے مجھ کو ڈر ہنوز (حیرت)

دل چلا (ص)=مرد دلیر و شجاع و بہادر:

دل چلا کر تیرے کوچے میں جو لے قاتل چلا — ہے جگر فولاد کا دل ہے نہایت دل چلا (مؤلف)

ہوش ناحق میں جان مت دیجو — جانتے ہیں کہ دل چلا ہے تو (ہوش)

دیکھنے والا (ص)=مرید و معتقد:

سلسلہ میں عشق کے دل صاحب ارشاد ہے — دیکھنے والوں میں اسکے قیس اور فرہاد ہے (مؤلف)

حلقے میں زلف کے کر بیعت دست نگار — آئینہ ہے دیکھنے والوں میں اسکے رخسار کے (دل)

بھلا کیا جوشش ابر سیہ خاطر میں ہم لاویں — کہ ہے اک دیکھنے والا بھی اپنی چشم گریاں کا (جرأت)

دھوم دھام (ص)=شور و غل اور ہنگامہ آرائی اور ازدہام خلائق کا:

محل میں جو دیکھو تو اک اژدحام　　مبارک سلامت کی تھی دھوم دھام (میرحسن)

مہندی کے شب کو آنے کی یہاں دھوم دھام ہے　　بہتر ہزار صبح سے یہ اپنی شام ہے (رجا)

اور فقط دھوم کے بھی یہی معنی ہیں جو مرقوم ہوئے ہیں:

دنبال ہر نگاہ ہے صد کاروان اشک　　برسے ہے ابر چشم بڑی دھوم دھام سے (تقی میر)

کس دل پہ داغ عشق نے تیرے بہار کی　　اللہ رے دھوم اب کے برس لالہ زار کی (قائم)

چل ساتھ کہ حسرت دل مرحوم سے نکلے　　عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے (فدوی)

حسرت تازہ اسیران قفس آتی ہے　　دھوم سے فصل بہار اب کے برس آتی ہے (ذکی)

دن لگے (ص) = مرد سفلی کو دولت حاصل ہو، نخوت اور غرور پیدا ہو اور دوسرے معنی عرصہ دراز کے ہیں:

صبح روز حشر اسکی پا سکے پایاں کو کیا　　دن لگے ہیں ان دنوں طول شب ہجراں کو کیا (مؤلف)

دست و قلم (ص) = مرد قابل اور خوش نویس:

نرگس ان آنکھوں کو جو لکھ گئے نابینا تھے　　اپنے نزدیک ہے وہ دست و قلم کا ہے کو (تقی میر)

دم ناک میں ہے (ص) = نہایت عاجز اور تنگ آیا ہے:

دم بدم دم نے کے جانا کھیل کر پایا ہے دم　　بس تمہارے ہاتھ سے حد تنگ میں آیا ہے دم (منیر)

بنی میں اس کی شب کو جو چمکا در بلاق　　دم ناک میں تھا دختر دنبالہ دار کا (شاہ نصیر)

فلک کے ہاتھ سے اتنا یہ ناک میں ہے دم　　کہ کھا کے سو رہوں کچھ جی میں ہے علی کی قسم (رنگین)

ایک ہی یار سے دم ناک میں آیا ہے کبیر　　زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے (کبیر)

کیا اک خلق کا دم ناک میں اس نتھ کے حلقے نے　　دوبالا جان کنی کو کان کا سبزہ دوبالا ہے (ذوق)

بوئے الفت جو رقیبوں کی صنم ناک میں ہے　　بد دماغی سے تری اپنا تو دم ناک میں ہے (مؤلف)

زلف مشکیں مجھ کو رہ رہ کر دلا جاتی ہے یاد　　لاتی ہے لے نکہت گل کیوں مرا دم ناک میں (ناسخ)

بنی ایسی ہو کہ دیکھے تو یہ ہو حال ترا　　لوگ کیا جانیں لالا کے سنگھا دیں کیا کیا (جرأت)

تس پہ نتھنوں کی پھڑک سے ہو یہ آفت برپا　　کہ بخود آئے پہ جائے نہ دل کا دھڑکا (ولہ)

اسکی بو باس میں لوں اور وہ بدن سونگھے میرا　　تجھ کو دکھلاؤں میں اور ناک میں دم لاؤں تیرا (جرأت)

مثل نے آگیا دم ناک میں اپنا لیکن یار اپنا کبھی ہمدم نہ ہوا پر نہ ہوا (قمر)

دہائی دی (مص)= الغیاث پکارا اور شور و فغاں و فریاد بلند کی:

نالہ اس شور سے میرا نہ دہائی دیتا اے فلک تجھ کو جو اونچا نہ سنائی دیتا (ذوق)

داورس کوئی جو مل جائے تو آتشؔ عشق سے الاماں میں بادشہی کی دے دہائی مانگتا (آتش)

دیں ہیں دہائی وہ بصد قیل و قال ان میں سے ہر ایک کرے ہے سوال (سودا)

نہ پوچھو مجھ سے کہ دل دم بدم ہے کیوں نالاں تمہارے ہاتھ سے دیتا دہائی ہے صاحب (شاہ نصیر)

اور دوم معنی سوگند کے بھی ہیں:

میر سنگر چلئے اسی میں ہے بھلائی آپ کی آج میں ہرگز نہ چھوڑونگا دہائی آپ کی (رنگین)

اور سوم معنی منادی پھرنے کے ہیں:

بولنے کی شہر میں ہم سے دہائی پھر گئی تیرے پھرجاتے ہی بس ساری خدائی پھر گئی (ولی)

دم قدم (مص)= اپنی جان اور تن:

دشت میں مجنوں ہے اب نے کوہ میں فرہاد ہے دم قدم سے اپنے اقلیم جنون آباد ہے (شاہ نصیر)

بستا تھا کب قفس یہ ہویدا اس طرح کا ہے اپنے دم قدم سے آباد اسطرح کا (جرأت)

مثل حباب گو کہ سبک سر ہوں ...... ہے حل عقد دہر مرے دم قدم کے ساتھ (امیر)

پند زبانی ناصح، جو سراپا دل پہ تہمت ہے

اب کوئی رونق میں قدم دم بہار، رونق افزائے دشت وحشت ہے

پھر وہی پائیں اور وہی سر خار اپنا گردم قدم سلامت ہے (مؤلف)

دم قدم سے ہے لگا جان نکل جائے گی دیکھو سینہ سے مرے ہاتھ اٹھاتے کیوں ہو (مومن)

شور و فغاں ہے کوچہ جاناں میں ہم تلک یہ دھوم دیکھتے ہو مرے دم قدم تلک (شوق)

دھویں اڑا دیئے (مص)= جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور برباد ہو گیا:

نالہ اک دم میں اڑا دیوے دھویں چرخ کیا اور چرخ کی بنیاد کیا (مومن)

آہ سے آتش دوزخ کی دھویں اٹھتے ہیں نہ فلک جیسے کہ پنبہ سے روئیں اٹھتے ہیں (مؤلف)

دل کہنے میں نہیں (مص)= دل قابو میں اور اختیار میں نہیں:

طبیعت اپنی جواب مبتلا کسی پر ہے　　نہ دل کہے میں ہے نہ اختیار ہی پر ہے (جرأت)

ہے خموشی جواب خط قاصد　　یہی کہنا کہ دل کہے میں نہیں (مؤلف)

دل اور لال نطق زبان مجال دل　　کہنے میں دل نہیں جو کہا جائے حال دل (سرور مغفور)

ناگفتہ رہ گیا غم دل دلربا سنا　　کہنے میں دل نہیں مرا بخشو کہا سنا (رقم)

دم لے تو سر کٹے نہ دم لے تو مرے (ث)=دونوں طرح سے مشکل اور قباحت ہے:

دل درد بتاں سے آہ کیوں کر نہ کرے　　اور آہ تو وہ کرے جوان سے نہ ڈرے
رباعی
یہ شکل ہے جیسے دشمنوں میں گھائل　　دم لیوے تو سر کٹے نہ دم لے تو مرے (جرأت)

دانتوں سے زمین پکڑی (ص)=جگہ سے جنبش نہ کی گویا کہ نقش کالحجر ہو گیا:

دیکھ اسکو جتنے سب کے دم سے گئے اکھڑ کر　　ٹھہری ہے آرسی تو دانتوں زمین پکڑ کر (تقی میر)

اٹھانہ صورت نقش قدم زمیں سے نصیر　　کہ طفل اشک نے دانتوں سے یہ زمیں پکڑی (شاہ نصیر)

کیا ضعف نے اس کو کہ ہاتھوں سے زمیں پکڑی
چھالوں نے کف پا کے دانتوں سے زمیں پکڑی (مؤلف)

دھویا دیدہ (ص)=بے لحاظ و بے شرم اور بے حیا اور بے مروت:

آنکھ اس شوخ سے نرگس نے لڑائی دیکھو　　اسکے دھوئے ہوئے دیدہ کی صفائی دیکھو (مؤلف)

گو آٹھ پہر سامنے نظروں کے رہو　　یوں کوئی کسی حسین کو تک تو سکو
رباعی
کیا آنکھ میں اسکے رہے ہے آنکھ گڑو　　اس آرسی کا تو دھویا دیدہ دیکھو (مصحفی)

دلا دریا کے دریا جس کی خاطر روئے دیدوں سے
دکھاتا ہے وہ اب بے دید آنکھیں دھوئے دیدوں سے (مؤلف)

دھول دھپا (ص)=غیر کے سر پر ہاتھ مارنا خواہ تمسخر سے یا خفگی و رنجش سے:

دھول دھپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہیں　　ہم ہی کر بیٹھیں گے غالب پیش دستی ایک دن (غالب)

دیوالہ نکلا (ص)=نقصان اور ضرر مال کا ہوا:

داغ بر دل جو ترا چاہنے والا نکلا　　تو جہاں دیوالے کا دیوالہ نکلا (جرأت)

خط آتے ہی یوں اڑگئی اس چہرے کی خوبی　　جیسے کہ نکل جائے مہاجن کا دیوالہ (قدرت)

صبح نہیں بے وجہ جلائے لالہ نے گلشن میں چراغ
دیکھ رخ گلنار ترا نکلا ہے دیوالہ پھولوں کا (شاہ نصیر)

دشمن زیر پا (ص)= دستور ہے کہ جب نیا جوتا جو کوئی کہ عزیز و آشنا پہنتا ہے تو واسطے نیک شگونی کے بطور مبارک باد سب دوست دشمن زیر پا کہتے ہیں:

دوستوں کے سر کو جو رکھتا ہے پرفن زیر پا — غیر سب خوش ہو کے کہتے ہیں کہ دشمن زیر پا (مؤلف)
کہا سب دیکھنے والوں نے دشمن زیر پا صاحب — نیا پہنا جب اس نے مخمل زربفت کا جوڑا (انشا)

دولہ بھائی (ص)= شوہر ہمشیرہ کا:

محتسب کو کہے ہے دختر رز — بندگی میرے دولہ بھائی کو (مؤلف)

دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی (ث)= یہ مثل مشہور و معروف ہے، حاجت شرح و بیان کی نہیں [1]:

بہ گفتہ شیخ شہر و مفتی کھیلیں گے یہ آجکل میں جفتی
دو دل باہم جو ہو ویں راضی، پھر کیا کرے ان میں آ کے قاضی
جو ہم سے جائے وہ مل مل تو کیا کرے قاضی — مثل ہے راضی ہوں دو دل تو کیا کرے قاضی (کرم)

دانت سے دانت بجتے ہیں (ص)= شدت سرما ہے اور لرزہ بدن میں پڑا ہے، دست و پا سرد ہو گئے ہیں:

باد سے پتے کھڑکے ہیں اس بھانت — کہے تو بجتے ہیں گے دانت سے دانت (میر قاسم)
بج رہے ہیں اب لگے دانت سے دانت — اور بدن ہو گیا ہے سوکھ کے تانت (جرأت)

دانتوں میں تنکا پکڑا (ص)= عجز و زاری کی اور امان جان کی اور پناہ چاہی:

خوف ملتا اس قدر زلفوں کی گن کارات نے — کہکشاں سے لے لیا دانتوں میں تنکا رات نے (شاہ نصیر)

دس گز کی زباں (ص)= زبان دراز و بیہودہ گو و یاوہ گفتار:

یوں تو دس گز کی زباں ہم بھی بتاں رکھتے ہیں — بات کو طول نہیں دیتے خدا کے ڈر سے (آتش میر)

دانت کھٹے ہو گئے (ص)= شرمندہ اور خجل اور قائل ہوا:

ہوئے ادو کے بس کیا دانت کھٹے پھل پہ ابرو کے — کہ دم دینے لگے شمشیر پر خم مل پہ ابرو کے (منیر)

---

[1] فریقین کی رضامندی میں زبردست کی بھی نہیں چلتی (آصفیہ)۔

رات دن نغمہ سرا زمزمہ پرداز رہے — اپنے شوریدہ ناکام سے دمساز رہے (مومن)

طعن و تشنیع میں بھی چاشنی ناز رہے — سخن تلخ سے لذت دہ انداز رہے (ولہ)

گالیاں جب لب شیریں سے سنائے تجھ کو — دانت کھٹے ہوں ترے بات نہ آئے تجھ کو (ولہ)

دھو کر چھلا اٹھایا (ص) = منت اور نیاز کسی پیر و فقیر کامل کی مانی:

رنگین سے لیا تھا میں نے رو کر چھلا — دکھلاؤں گی کیا منہ اسے کھو کر چھلا
رباعی
پاؤں جو وہ چھلا تو دوا بیٹھک دوں — منت کا اٹھاتی ہوں یہ دھو کر چھلا (رنگین)

دل میں کھوٹ ہے (ص) = دغا ہے اور بدی اور فریب ہے دل میں:

معروف ترے ہے آب اور گل میں کھوٹ — ہے نور میں تیرے اور تیرے ظل میں کھوٹ
رباعی
ہے ایک جہاں سے عداوت تجھ کو — رنگین ہی سے کچھ نہیں ترے دل میں کھوٹ (رنگین)

دانت رکھتا ہے (ص) = ارادہ عوض لینے کا رکھتا ہے اور دشمن ہے:

زیست کرتا ہوں اس بھروسے پر — دانت رکھتا ہوں لیک بوسے پر (اثر)

باغ عالم میں ہی پھل ہم نے پایا تھا سواب — دانت اس کی تیغ کا ہے زخم کے انگور پر (ناسخ)

خدا جانے ابھی ہے خون پر کس کس کے دانت اسکا
دھڑی ہونٹوں پہ اپنی وہ جمائے بن نہیں رہتا (رنگین)

دونوں وقت ملتے ہیں (ص) = شام ہوتے ہی:

ہوا سے بال ان زلفوں کے رخساروں پہ ہلتے ہیں
دل بیمار تک اٹھ بیٹھ دونوں وقت ملتے ہیں (سودا)

نہ ہو مجھ سے جدا اس وقت دونوں وقت ملتے ہیں
مرے اس خانہ تاریک کا تو ہی اجالا ہے (رنگین)

ڈورپار (ص) = خدانخواستہ نصیب اعداء:

جب کہا میں نے کہ میرے گھر چلو — تب مری گیاں نے اے رنگین پکار
قطعہ
گال پر انگلی کو رکھ کریوں کہا — میں ترے گھر جاؤں گی اے دورپار (رنگین)

طوفان یہ دوانے اٹھایا ہے دورپار — نزدیک میرے غیر کب آیا ہے دورپار (پنہاں)

لے ص ۲۲۳ پر بھی موجود ٹے ص ۲۲۵ پر بھی موجود۔

دھندلے یاد ہیں (ص)= مکر و فریب اور حیلہ سازی یاد ہے:

کوٹھے میں مرے وہ بیٹھ کر کرتی ہے سب دھندلے	بلا کر پاس میں دائی کو جب اپنے بٹھاتی ہوں (رنگین)

چھپ گئے ہیں یہ سے شب تیرے کب کان کے	اے دوا دھندلے نہ کر مجھ سے خدا کو مان کے (تہاں)

دبے پاؤں (ص)= رفتار آہستہ کہ جس سے صدائے پا بلند نہ ہو:

کوچہ میں جو اسکے کل گئے ہم	کیا پاؤں دبے نکل گئے ہم (مصحفی)

کرے باندھ کر جس دم وہ تیغ بر رواں نکلا	دبے پا سامنے سے اسکے رستم ساجواں نکلا (وحشت)

وہ جواں تو ہے کہ آگے تیرے رستم بھی	گاؤ سر ماربغل جائے دبے پاؤں کھسک (سودا)

روند آئی جو اس کوچہ میں شب جاتے ہی ہیرے	لی گھر کی طرف راہ دبے پاؤں کسی نے (معروف)

دبے پاؤں طواف خانہ لیلےٰ کر اے مجنوں
مبادا جاگ اٹھے سن کے درباں غل سلاسل کا (شاہ نصیر)

دائی سے پیٹ نہیں چھپتا (ث)= محرم و رازداں و آگاہ اور واقف کار سے اسرار اور بھید نہاں و مخفی پوشیدہ نہیں رہتا:

رقیب کیوں نہ ہو محرم تمہارے راز کا اب	مثل ہے پیٹ کوئی چھپ سکے ہے دائی سے (جرأت)

دیوسی کا دن (ص)= روز مرگ مع تاریخ کہ ہر سال مردے کے فاتحہ دلواتے ہیں:

مری انا کا کوکا اب کے جو دیوسی کا دن آوے
تبارک میں نہ پڑھ جاؤں تو کب چین اسکے بن آوے (رنگین)

دیوسی کا دن ہے اے رشک پری	فاتحہ کو چل سر مرقد زری (مؤلف)

دھولیا قسم (ص)= یہ ایک طور کی قسم ہے کہ اطفال وقت بازی کے عمل میں لاتے ہیں:

قطعہ

دھولیا مجھ کو کھلانے کو قسم آج اگر	انجمن میں وہ بت انجمن آرا اٹھے
تو الٰہی پڑے اس شخص کے پھر منہ میں خاک	جو کہے یہ ترے دانتوں سے نہ تنکا اٹھے (شاہ نصیر)

دھڑیوں مزے لوٹے (ص)= بہت عیش کیے:

اٹھائے لطف بٹھلا کر اسے گھڑیوں مزے لوٹے
مسی مالیدہ لب کے ہم نے بھی دھڑیوں مزے لوٹے (مؤلف)

دھندلے کا وقت (ص) = سوادِ شام:

لے دلا اس لب کے بوسے ہے یہی لیوے کا وقت
ہے صباحِ رخ پہ سایہ زلف کا دھندلے کا وقت (مؤلف)

داناکل کل (ص) = ہر وقت کی لڑائی، شور و غل اور فساد برپا کرنا:

در دندان پہ مبتلا دل ہے دل میں اور مجھ میں داناکل کل ہے (مؤلف)

دو دو ہاتھ اچھلا (ص) = بے تاب و بیقرار و مضطرب الحال ہونا اور تڑپنا:

شب جو دل دو دو ہاتھ اچھلا تھا وجد تھا یا کہ حال تھا کیا تھا (مصحفی)
تڑپے ہے جبکہ سینہ میں اچھلے ہے دو دو ہاتھ گر دل یہی ہے میر تو آرام ہو چکا (تقی میر)
اسکے کوچہ میں اگر پتا بھی کھڑکارات کو ہول سے سینہ میں دو دو ہاتھ دل اچھلا کیا (معروف)

دُوکھنا (ص) = شخص نادانستہ کار کو اس کے عیب پر آگاہ اور واقف کرنا:

خلق میں میں ہوا ہوں خوار چاہ کے تجھ کو اے پری
ہر گھڑی آکے ہر کوئی دوکھے ہے مجھ کو روز و شب (رنگین)

دم رکتا ہے (ص) = دل آزردہ اور خفا اور خاطر رنجیدہ ہوتی ہے اور مزاج پر از بس ناگوار گذرتا ہے:

سامعین کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے سرگذشت اپنی جو لکھیں تو قلم رکتا ہے (شرر)
بے سبب ہم نفسو جب وہ صنم رکتا ہے دم بھی چلتا ہے تو ہر دم مرا دم رکتا ہے (مؤلف)
اشک امڈا ہوا پھر ضبط سے کم رکتا ہے ناصحا اٹھ مرے بالیں سے کہ دم رکتا ہے (نہاںؔ)
ناصح کے پاس بیٹھنے سے یوں رکے ہے دم مارے ہے جیسے طفل کو صحبت ادیب کی (جرأت)

دھڑی دھڑی کر کے لٹے (ص) = مال و متاع سب تاراج، غارت و برباد ہوا اور فقط دھڑی کے معنی ہیں لبوں کو مسی آلودہ کرنے کے:

لٹیں نہ کیوں دل عاشق دھڑی دھڑی کر کے دکھاؤ جب لب پان خوردہ کی دھڑی اپنی (شاہ ظفر)

اور دھڑی پنج آثار وزن کا نام ہے:[1]

دانت تیرے آبدار ہر رخ ہیں لب بے شمار جس پہ جمائی ہے یار تو نے دھڑی اور بھی (رنگین)
کبھی یہ گماں میں کہ چمکتی ہے غضب برق دیکھ اس لب خندیدہ پہ مسی کی دھڑی آنکھ (شوق)

---

[1] ص ۲۳۷ اور ۲۳۹ پر بھی موجود۔

بقال پسر پلۂ میزان نظر میں کیا پنجۂ مژگاں سے تولے ہے دھڑی آنکھ
قطعہ
شاہین ہے لاکھوں میں جو جانچا اسے ہم نے ہے بات کی پوری وہ غرض اپنی دھڑی آنکھ (شوق)

میں نے مسی کی دھڑی دیکھ دھڑا دھڑ عاشق خاک میں خاک سیہ ہو کے گیا گڑ عاشق (مؤلف)

دھڑکا (ص) = خوف و خطر اور اندیشہ:

تجھ سے ظالم سے ذرا دیکھیو طراری دل کچھ بھی دھڑکا نہ کیا بل بے جگر داری دل (سلیمان)

پیغام بر نے دیر لگائی تو ہے ولے دھڑکے ہے دل کہ یہ نہ کہے مات ہوگئی (سودا)

اور دوسرے معنی خفقان اور ہول دل کے بھی ہیں:

ہوں میں بیمار گیا غیر کے دل کا دھڑکا کی مرے دونے نے خاصیت درمان پیدا (ناسخ)

دبیل (ص) = عیب دار اور کنونڈا کہ مخلوق اس کے عیبوں سے خوب واقف اور آگاہ ہو اور برا جانے:

نہ ہے دباؤ کسی کا نہ ہو کسی کے دبیل پھر ہم سے بزم میں تم کان کیوں دباتے ہو (ذوق)

دباؤ (ص) = خوف و خطر اور اندیشہ و بیم:

رکھتی ہے تیغ وہ ابروئے بتاں کا یہ دباؤ کہ نکل جائے ہے دب دب کے اجل آ آ کے (مؤلف)

پاؤں کیوں داب نہیں دیتے گر کسی کا تمہیں دباؤ نہیں (جرأت)

یہ تو بتلا مجھے گر اس کا نہیں تجھ کو دباؤ غیر کے سامنے کیوں اتنا دبا جاتا ہے (معروف)

دھم رہ گیا (ص) = حیران و دم بخود ہوا:

کیا اپنے دل دھڑکنے سے ہوں میں ہی دم بخود جو دیکھتا ہے میرے تئیں سو دھم ہے کچھ (تقی میر)

دیکھ میرے نالۂ سرکش کی طرح برق جہاں دھم ہے آتش کی طرح (مؤلف)

دم میں دم آیا (ص) = صورت زیست لی ہوئی اور فقط دم میں دم عین زندگانی کے بھی معنی ہیں:

جو باقی رہا کچھ مرے دم میں دم تو پھر آگے یہ دیکھتی ہوں قدم (میرحسن)

گرچہ وہ گوہر تر ہاتھ نہیں لگتا لیک دم میں دم جب تئیں ہے ہکے طلب گار رہو (تقی میر)

ایک دم بھی وہ دے کے دم نہ رہا ہم سوا اپنے دم میں دم نہ رہا (مؤلف)

یہ حالت ہے کہ آ جانا ہے اپنے دم میں دم جو ہیں جواب بستر کے اوپر سانس میں بیمار لیتا ہوں (جرأت)

نام الفت کا نہ لوں گا جب تلک ہے دم میں دم تو نے چاہت کا مزا اے فتنہ گر دکھلا دیا (مومن)

نہ دم میں دم ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں
کبھی جو روئے تھے خوں جم رہا ہے آنکھوں میں (شکوہ)

سانس الٹی دم بہ دم بیمار غم بھرتا رہا   دم میں دم تھا جب تلک تیرا ہی دم بھرتا رہا (سرور)

تلوار کس پہ کھینچے ہے تو ہم تو مر چکے
پیاسے ہو کس کے خون کے یاں دم میں دم نہیں (حسن خاں شوق)

بندھا یہ قصد جب تک دم میں دم ہو   شکایت نامہ گردوں رقم ہو (انشا)

دونوں ہاتھوں سے تالی بجتی ہے (ص)= دوستی سے دوستی اور عداوت سے عداوت ہوتی ہے غرض کہ سلسلہ محبت کا ایک جانب سے استوار نہیں ہوتا تاوقتیکہ طرف ثانی بھی سالک مسالک اخلاص نہ ہو:

تو مجھ کو گر چاہے تو میں تجھ کو بھی چاہوں   تالی بھی جو بجتی ہے تو اے یار دوستی (شاہ نصیر)

یہ سچ ہے بجتی ہے بس دونوں ہاتھ سے تالی   جو وہ نہ آئے تو میں بھی نہیں بلانے کا (رنگین)

کیا دعا دوں میں وہ جو دے گالی   دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے تالی (مؤلف)

دل لگی (ص)= مشغولی و مالوفی طبع کہ جس سے سرور و فرحت حاصل ہو اور فکر و تردد خاطر جاتا رہے:

صرف رونا رہا ہنسی نہ رہی   دل کی لگتی ہے دل لگی نہ رہی (مؤلف)

کرتے ہو تم تو اپنے رقیبوں سے دل لگی   کچھ فکر بھی ہے میرے دل بے قرار کی (ناسخ)

گاہے غم فراق و گہے آرزوئے وصل   کیا کیا ہو دل لگی جو کہیں دل لگا رہے (زکی)

دل لگی اتنی جہاں میں کس لئے   وہ گذر ہے یہ تو کیا منزل ہے یہاں (تقی میر)

دم لے لے کر (ص)= ٹھہر ٹھہر کے اور دم کو راست کر کے:

لوٹے لبہائے جراحت سے صنم لے لے کر   دم خنجر کے مزے لیتے ہیں دم لے لے کر (مؤلف)

ضعف آنے نہیں دیتا تھا قدم لے لے کر   یاں تک آیا ہوں بڑے زور سے دم لے لے کر (معروف)

اٹھتا ہر جگہ تھا یوں قدم ہائے   چلے بیمار جوں لے لیکے دم ہائے (جرأت)

ہوا ہوں بسمل تیغ نگہ مت کھول زلفوں کو   خدا کے واسطے تک ڈالیو یہ دام دم لے کر (شوق)

ہم صفیرو چھٹو گے مت تڑپو   کوئی دم اور زیر دام تو لو (انشا)

مصحفی اب وہ آن نکلے گا قطعہ اس کا یاں نت گذار ہوتا ہے
پھر تو تنک تو دم لے دیوانہ اتنا کیوں بے قرار ہوتا ہے (مصحفی)

کب طفل سرشک آہ اپنا قطعہ مژگان پہ رکا ہوا کھڑا ہے
سایہ میں درخت کے مسافر دم لے ہے تھکا ہوا کھڑا ہے (شاہ نصیر)

گرمی سے عرق ہو گیا چلتے ہوئے اے اشک آسایہ مژگاں میں ذرا بیٹھ کے دم لے (قدوی)

رہروان عشق نے جس دم علم آگے دھرا سد رہ کے سایہ میں دم لے پھر قدم آگے دھرا (انشا)

دارو(ص)=اول بمعنی شراب دوم دوا جو مریض کھاتے پیتے ہیں:

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار کہ صحرا سے اب دل ہوا خار خار (حسن)

کوئی پھول سی دے شتابی شراب کہ شہر مطالب کو پہنچوں شتاب (ولہ)

وہ دارو پلا جی کو جو راس ہو کہ جینے کی بیمار کو آس ہو (ولہ)

آج در ہم کرتے تھے کچھ گفتگو میر نے شاید کہ دارو پی بہت (تقی میر)

دوس دینا(ص)=برائی سے یاد کرنا اور الزام دینا اور گلہ مند و شاکی ہونا:

دوں کس کو دوس دشمن جانی ہے دوستی اس سود میں صریح میں نقصان جاں کیا (تقی میر)

نقص طالع سے دیجے کس کو دوس ہم سے وہ بھاگتا ہے لاکھوں کوس (مصحفی)

دوس دوں کس کو نہیں اس میں کسی کی تقصیر آفتیں سر پہ مرے میری ہی لائیں آنکھیں (احسن)

دُر گور(ص)=یہ صورت خدانہ دکھلائے اور قبر میں جائے۔ یہ اصطلاح ہنگام رنجش و آزردہ کے زبان پر آتی ہے:

امید فاتحہ کی پس از مرگ خاک ہو در گور جو کہے ہے مرے دیکھ گور کو (شاہ ظفر)

دور اس سے(ص)=نصیب اعداء اور خدانہ کردہ:

آپ میں ہم نہیں تو کیا ہے عجب دور اس سے رہا ہے کیا ہم ہیں (تقی میر)

دیتا ہو دور اس سے میں جاں بسکہ تلخ کامی ہے زہر میرے حق میں شہد وصال اسکا (منتظر)

دم کیا(ص)=کچھ پڑھ کر پھونکا:

جب اس بہشتی رو سے یہ خلط بھم کیا تب برسوں ہم نے سورہ یوسف کو دم کیا (تقی میر)

لے ص ۲۳۱ پر بھی موجود۔

خواب غفلت سے نہ بیمار کو بیدار کرو | اس پہ دم سورہ یوسف کو کئی بار کرو (جہانگیر)

پڑھ کے کچھ اس پہ کروں دم تو غضنفر وہ کہے | ہم سمجھتے نہیں ایسے کسی مکار کا دم (غضنفر)

جو پڑھ کے سورہ اخلاص دم کروں تو کہے | کہ دے کے دم مجھے اخلاص کیا جتاتے ہو (ذوقؔ)

معجزے سے میں جیا پر راست کہیئے یا مسیح | نام کس کا لیجئے مجھ پر آپ نے دم کر دیا (ناسخؔ)

دھری رہ جائے گی (ص) = کچھ پیش نہ جائے گا اور عالم مجبوری و بے اختیاری کا ہوگا:

پارسائی دھری رہ جائے گی مسجد میں شیخ | جو وہ اس راہ کبھو مستی میں آ نکلے ہے (میرؔ)

دل کا بخار نکلا (ص) = غم و غصہ فرو ہوا اور حسرت و آرزو و تمنا دل سے بدر ہوئی:

چشم سے خوں ہزار نکلے گا | کوئی دل کا بخار نکلے گا (میرؔ)

ہجر بتاں میں دشمن کیا دوست دار نکلا | نکلا جو دم لبوں سے دل کا بخار نکلا (مؤلفؔ)

دل کھول کے[1] (ص) = بے خوف و خطر اور بار غم سے سبکدوش ہو کر:

عزم ہے جزم کہ اب کی حرکت شہر سے کر | ہو جئے دل کھول کے ساکن کسی ویرانے کے (تقی میرؔ)

تیرے ڈر سے میں آہ کا ضبط کیا | ولے گریہ کا ضبط تو نہ ہو سکا
بے چپکے ہی چپکے تب آنسو میرے | پہ میں کھول کے دل کبھی رو نہ سکا (تقی ہوسؔ)

دوبدو (ص) = مقابل اور روکش ہونا باہم دگر:

اپنے رونے کو ابھی ابر فراموش کرے | دوبدو اس سے جو یہ دیدہ پرنم ہووے (جراتؔ)

سنیو ذرا یہ گفتگو شب کو بروئے آبجو | پیتے تھے مئے سبو سبو ہم تھے دوبدو تھا خورو (فدویؔ)

ل کے صنم سے دوبدو مشعل مہ تھی روبرو | لے کے ہوئے یہ سب رفو آخر شب نہ من نہ او (")

صبح دمید و شب گذشت ماہ شمیں بہانہ رفت | روئے سحر سے کنید یار بہ ایں بہانہ رفت (")

تصور سے ہو اس کے دوبدو ہم | کیا کرتے ہیں پہروں گفتگو ہم (غضنفر)

دنیا کی ہوا کھانی (ص) = ایام زندگانی جہان فانی میں بسر کرنا:

[2] ہے ابھی کھانی ہوا دنیا کی ہم کو اے حباب | دم میں طے تیری طرح راہ عدم کیوں کر کریں (شاہ نصیرؔ)

دل بھرا آتا ہے (ص) = رونا بے اختیار آتا ہے:

دل تو بے تابی سے آتا ہے بھرا لیکن تری | آبرو مد نظر ہم چشم نم کیوں کر کریں (شاہ نصیرؔ)

---

[1] ص ۲۰۰ پر بھی موجود [2] ص ۲۳۷ پر بھی موجود۔

دم بھرتے ہیں (مص)=ہواخواہ ہیں اور دعویٰ عاشقی و محبت کا کرتے ہیں:

بھری تھی دم ہوائی کہ دم اول کی جاکے واں ۔۔۔ ہے ساتوں آسمانوں کے جو اوپر آسماں (ذوقؔ)

نہ بھرتے دم جو کسی شعلہ خو کی خواہش کا ۔۔۔ تو ٹھنڈی سانس ہمیشہ بھرا نہ کرتے ہم (مومنؔ)

رہا نہ غم سے اگر کیا ہوا جو ہم میں دم ۔۔۔ بھرینگے تیرا ہی دم جب تلک ہے دم میں دم (سرورؔ)

دم بدم قاتل کا دم بھرتے رہے ۔۔۔ جب تلک جیتے رہے مرتے رہے (مؤلفؔ)

اور دوسرے معنی سانس لینے کے اور ٹھہرنے کے بھی ہیں:

ہے عجب واقعہ مر کر بھی تیرے کشتوں کا ۔۔۔ یوں دم اب زیست کے اے عربدہ جو بھرتے ہیں

قطعہ

چہرہ حد اوسط ان سے ہے اعجاز عیاں ۔۔۔ تن بے سر سے وہ دم دیکھ لے تو بھرتے ہیں (منیرؔ)

جب تلک دم میں مرے دم ہے یار باقی ۔۔۔ یہ تمنا ہے کہ بھرتا رہوں دو چار کا دم (غضنفرؔ)

شمشیر علم کی جو نہی قاتل نے ہمارے ۔۔۔ بولا کہ شہادت کی خطر دل سے اٹھا دو

قطعہ

بھرتے ہو دم عشق تو اشکوں سے وضو کر ۔۔۔ محراب عبادت ہے یہاں سر کو جھکا دو (شاہ نصیرؔ)

کیوں کہ دم بھرتے نہ یہ اسکی ہواخواہی کا ۔۔۔ شمع نے شب پر پروانہ کو پنکھا سمجھا (شاہ نصیرؔ)

گر کوئی پوچھے کہ جس شخص کا بھرتا ہے تو دم ۔۔۔ کچھ کچھ اسکا بھی تجھے دھیان عیاں رہتا ہے

قطعہ

تو وہیں سوچ کے کچھ اور کر آنکھیں نیچی ۔۔۔ بھر کے اک آہ میں کہتا ہوں کہ ہاں رہتا ہے (جرأتؔ)

دل پھٹ گیا (مص)=دل برگشتہ اور بیزار اور برا ہو گیا:

دل پھٹے تو سوزن عیسیٰ بھی بخیہ زن نہ ہو ۔۔۔ چاک ہووے اور سیا جاوے یہ پیراہن نہ ہو (مؤلفؔ)

چاہتا ہے کہ دل اس تنگ قبا سے پھٹ جائے ۔۔۔ میرے ناصح کا ہے دنیا سے نرالا اخلاص (مومنؔ)

دودلا (ص) = متلون مزاج و مدمغ و متکبر دوم فارغ البال سوم متفکر و متردد و اندیشہ ناک و اندوہگیں:

مدت ہوئی معروف جو آکر نہ ملے وہ ۔۔۔ دل لیکے مرا ہو گئے شاید دودلے وہ (معروفؔ)

دل کو دوپارہ میرے کیا کر دیا ۔۔۔ تیغ دودم نے دودلا کر دیا (مؤلفؔ)

پانچوں حواس گم ہیں خلقت کے اس ہمیس میں ۔۔۔ کیا پیر جتنے ہے تجاں روزوں دودلے ہیں (آتش میرؔ)

دھواں (مص)=اول مشہور دوم زیب و زینت سراپا کی اور خوبی حسن و جمال کی اور آرائش لباس کی

اور آراستگی زیور کی:

آتش یاقوت لب پر ہے مسی بکسیر دھواں	شعلہ رو جاتا کہاں ہے اس قدر بن کر دھواں	(مؤلف)
بچے کس طرح سے انسان کوئی ہو کر دو چار ان سے	مژہ آفت نگہ جادو بلا آنکھیں دھواں سرمہ	(معروف)

اور سوم سیاہ کے بھی معنی ہیں:

آنکھیں تو بن رہی ہیں دھواں تنگ سرمہ سے	ظالم نگہ کو باز نہ دے سنگ سرمہ سے	(شاہ نصیر)
مسی کا جل لگا آئے ہو ایسے تم دھواں بن کر	خدا نے آج منہ کالا کیا ہے شام ہجراں کا	(حالی)
تیرے بس گات کی کیا بات ہے تختی سو دھواں	چھب درست ایسی ہے بازی گلاوٹ خاصی	(رنگین)
دونوں زلفیں دھواں ہیں خال پری	ساری تک سک درست چال پری	(رنگین)
چلا ہے بن کے کہاں شوخ اس پھبن سے دھواں	کہ جائے آہ نکلتا ہے یاں دہن سے دھواں	(سرور)
انشا کی گفتگو وہ دھواں گرم ہے کہ آج	آکر بہار اس کے گلے سے لپٹ گئی	(انشا)

دم کھا رہے (ص)= خاموش ہو رہے اور کچھ تکرار و انکار نہ کیا اور صبر کرنے کے بھی معنی ہیں:

مرغان باغ سے نہ ہوئی میری دم کشی	نالہ کو سن کے وقت سحر دم ہی کھا رہے	(تقی میر)
آگیا دم ہے دم کشتن کہ تھے غم کھا رہے	دم نہ مارا زیر شمشیر دو دم دم کھا رہے	(مؤلف)

دن بھاری (ص)= ایام سختی و تنگ دستی اور برگشتگی بخت کی:

جو ہوا عالم میں ان سنگین دلوں پر مبتلا	ہم نے یہ دیکھا ہمیشہ اسکے دن بھاری رہے	(معروف)

دکان چلتی ہے (ص)= گرم بازاری اور جنس کی خریداری بہت ہے:

جب سے قاتل نے کمر باندھی ہے سفاکی پر	خوب شمشیر فروشوں کی دکان چلتی ہے	(تقی میر)
ڈالتے کشتۂ سم خوردہ پہ تیرے جو نہ خاک	تو نہ دوکان فروشندہ افیون چلتی	(شاہ نصیر)
نقد جاں بیعانہ جنس گراں بوسہ ہے	چار سوئے حسن میں چلتی دوکان بوسہ ہے	(مؤلف)

دل دیکھنا (ص)= امتحان اور آزمائش کرنا:

جگر کر چاک قاتل دیکھتا تھا	جو میں پوچھا کہا دل دیکھتا تھا	(تقی میر)
دیکے دل مانگا تو بولے یہ اپنے سر سے مار	دل ترا ہم دیکھتے تھے کس کو یاں درکار ہے	(معروف)

دم دلاسا دیا (ص)= از روئے فریب خاطر داری اور دلجوئی و تشفی و تسلی کی:

ایک دن وعدہ کیا ایفا نہ لے وعدہ خلاف — دم دلاسوں ہی میں تو ہم کو سدا ٹالے گیا (معروف)

دم دلاسا عبث نہ دے اتنا — چل پرے دور ہو پرے ہٹ بھی (انشا)

دل آشنا ہو کہ نا آشنا گلی میں تری — پر آج دیں گے لے دم دلاسے کچھ بھی ہو (شاہ ظفر)

دم سادھ گیا (مص) = حبس دم کیا اور خاموش ہو رہا:

تو گر وہ فقرا کو نہ سمجھ بے جبروت — ذات مولیٰ میں یہی لوگ سما سکتے ہیں

قطعہ

دم ذرا سادھ کے لیتے ہیں پھریری تو ابھی — سون کھینچے ہوئے لاہوت کو جا سکتے ہیں (انشا)

دو دن کی چاندنی ہے (مص) = دولت دنیا کو کچھ ثبات و قرار نہیں اور کمال حسن و جمال شتاب زوال پذیر ہوتا ہے محض بے اعتبار ہے قطرہ شبنم سرخار ہے:

تکبر حسن پر کیوں تجھ کو اے زہرا شمائل ہے — زمیں پر چاندنی دو دن کی نور ماہ کامل ہے (مؤلف)

مت پھول اپنے حسن پہ اے ماہ جان کر — دو دن کی چاندنی ہے مت اتنا گمان کر (میر حسن)

دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے (مص) = کچھ قابو نہ چلا مجبور ہو گئے اور حیران و ششدر رہ گئے:

لے گیا دل ہاتھ سے اور پاؤں کے نیچے ملا — دیکھتے کا دیکھتا میں ہاتھ مل کر رہ گیا (ممنون)

ہنس پڑے قاتل کا منہ سب دیکھتے کے دیکھتے — رو اٹھے گھائل کا منہ سب دیکھتے کے دیکھتے (شاہ نصیر)

کس کا گھر اک دن چلے جائیں گے قصر تن کو چھوڑ
سنگ و خشت و گل کا منہ سب دیکھتے کے دیکھتے (")

محو حسن روئے زیبا دیکھتے کے دیکھتے — رہ گئے آئینہ آسا دیکھتے کے دیکھتے (مؤلف)

دن دیئے (مص) = روز روشن:

جھٹ خیال زلف لے دل یار رخ میں مت جگا — دن دیئے اب تک نہیں ہوتے سنا ہے رت جگا (شاہ نصیر)

دو سار ہوا (مص) = تیر و نیزہ بدن سے پار گذر گیا:

سینہ پر سو تیر جو کھائے تب اک تیر دو سار ہوا
ہاتھوں کو کیا چومتے ہو دل پر بھی کرتے غش غش ہو (میر)

جس تودہ پر کہ تیر قضا کارگر نہ ہو — خاکے کو اپنے اس میں سے تو نے وہ ہو دو سار (سودا)

جو ناوک غمزہ اس نے پھینکا — لگتے ہی ہوا دو سار جی میں (مصحفی)

دل بادل (ص) = اول مشہور یعنی ابر کا وفور:

کیوں نہ ہر ایک مخمس ہوبے کل　　　کھیوں کا گھرا ہے دل بادل　(انشا)

دوم، نام خیمہ کلاں شاہجہانی:

باغ حیات بخش میں اے شاہ نامدار　　　ہے فصل گل کو آج بہر رنگ اختیار　(شاہ نصیر)
دل بادل اسکے گھر کا جو خیمہ ہے اک بلند　　　استاد آگے کیوں نہ کرے ابر نو بہار

سوم، ہاتھی کا بھی خطاب ہے۔

دم بھر (ص) = ایک ساعت اور لحظہ اور پل اور بہت کم وقت:

راہ و رسم عاشقی یہ بھی ہے کوئی دیکھے تو　　　بیٹھتے ہی دفعتاً پہلو سے تو دلبر اٹھا
قطعہ
اتفاق شیشۂ ساعت پہ رشک آئے نہ کیوں　　　ایک سے ہو کر جدا کب دوسرا دم بھر اٹھا　(شاہ نصیر)

آب دم خنجر سے زباں تر نہیں ہوتی　　　دم بھر کی فرصت مجھے دم بھر نہیں ہوتی　(مؤلف)

وہ دم ہی دیے جاتے ہیں ابتک ہمیں اور ہم　　　دم بھر کے بھی جینے کا بھروسہ نہیں رکھتے　(ذوق)

اے یار لعل لب کو رنگ مسی نے تیرے　　　دم بھر میں کیا تماشا نیلم بنادیا ہے　(شوق)

دل میں گھر کیا (ص) = دل میں جائے اخلاص واتحاد پیدا کی و مطیع و منقاد کیا اور بنیاد خانۂ دوستی استحکام پذیر ہوئی:

رام تجھ کو جذبہ دل سے بت کافر کیا　　　رشتہ تسبیح آسا دل میں تیرے گھر کیا　(مؤلف)

کون ہے جس کو نہیں اس صاحب عصمت کی یاد
گھر میں بیٹھے بیٹھے اک عالم کے دل میں گھر کیا　(ناسخ)

کیوں کہ لگا لوں ترے پیکان کو　　　اب تو میرے دل میں وہ گھر کر گیا　(مصحفی)

دل میں ترے جو کوئی گھر کر گیا　　　سخت مہم تھی کہ وہ سر کر گیا　(سودا)

یار کے دل میں جو یہ اغیار گھر کر رہ گئے　　　ہم اسی غیرت کے مارے آہ مر کر رہ گئے　(فہم)

ترے کرم سے محبت کا آہ سر رشتہ　　　درست اس سے خدایا اگر یہاں ہو جائے
قطعہ
تو سو طرح سے مرا مثل تار دانہ سبحہ　　　یقین ہے مجھ کو کہ دل میں بتوں کے گھر ہو جائے　(شاہ نصیر)

گھر دل میں میرے تونے کیا آکے اب کیا　　　اے ناوک دلبر تیرے قربان ہوں میں بھی　(شوق)

دھڑی جمائی (ص)=لب کو مسی زیب کیا:

مقابہ کوئی کھول لاکھا لگاوے لبوں پر دھڑی کوئی اپنی جماوے (میرحسن)

لب مسی کی ہے دھڑی برلب جاناں دیکھو شفق و شام یہ ہیں دست و گریباں دیکھو (سرورمغفور)

دانت تیرے آبدار سرخ ہیں لب بے شمار جس پہ جمائی ہے یار تو نے دھڑی اور بھی (رنگین)

سمجھے یہ گھٹا میں کہ چمکتی ہے غضب برق دیکھ اس لب خندیدہ پہ مسی کی دھڑی آنکھ (شوق)

لب مسی کی ہے دھڑی برلب خرم پیدا کہ ہوا معدن یاقوت سے نیلم پیدا (مؤلف)

لب پر دھڑی مسی کی ہے اور لب نبات ہے ظلمت میں یہ نہاں لب آب حیات ہے (ولہ)

آتش لعل لب سے دود کبود کیا دھڑی سی مسی کی پیدا ہے
قطعہ
لب مسیحا ہے لب پہ رنگ مسی سایہ قامت مسیحا ہے (ولہ)

اور فقط دھڑی وزن مشہور کا نام ہے:

بقال پسر پلہ میزان نظر میں کیا پنجہ مژگاں سے تولے ہے دھڑی آنکھ
قطعہ
شاہین ہے لاکھوں میں جو جانچا ہے اسے ہم نے ہے بات کی پوری وہ غرض اپنی بڑی آنکھ (شوق)

دان کرنا (ص)=صدقہ کرنا اور خیرات کرنی:

خط شب رنگ یہ گالوں پہ نہیں دھیان کرو ہے ابھی چاند گہن بوسہ کوئی دان کرو (ناسخ)

دو بتو بوسۂ لب مور واحسان کرو دولت حسن خداداد سے کچھ دان کرو (مؤلف)

دم بند ہے (ص)=عاجز اور لاچار اور حیران و ششدر رہے

دم ہے بند آگے تیرے تیغ صفاہانی کا قاتل خلق ہے عالم تیری عریانی کا (ناسخ)

نہیں رکھتا زباں کو وہ صنم بند دم اعجاز عیسیٰ کا ہے دم بند (مؤلف)

دھوپ کھانا اور دھوپ لینا اور دھوپ دینا (ص)= تابش آفتاب میں بیٹھنا اور جسم واشیائے آب رسیدہ کو گرم و خشک کرنا:

سر کاشب تاریک میں داغوں سے جو چھالا اک خلق مرے سامنے کھاتی ہے کھڑی دھوپ (ناسخ)

دیکھ کر تار خط خور کو کہے ہے بادہ نوش مرغ زریں دھوپ میں لیتا ہے پر کھولے ہوئے (سرور)

دھواں دھار (ص)=بہت سیاہ و تیرہ و تار، اور جوش و خروش:

چاہئے پانی کے بدلے ہو شرربار گھٹا   دود آہ دل سوزاں ہے دھواں دھار گھٹا (ناسخ)

دیکھا نہ سنا (ص)= لاثانی اور بے مانند ہے:

آپ ہی آئینہ میں آپ نے دیکھا ہوگا   ہم نے تو آپ کا ہمسر کوئی دیکھا نہ سنا (مؤلف)

ایک دن حال دل زار نہ دیکھا نہ سنا   سچ تو یہ تجھ سا بھی عیار نہ دیکھا نہ سنا (لطیف)

دل پایا (ص)= گمشدہ دستیاب ہوا اور دوسرے معنی اجازت ہونے کے اور مرضی پانے کے ہیں:

کب ٹھہرتا بر میں وہ دلبر نہ دیتا گر میں دل   آخرش دل پا کے وہ لڑکا بہل کر رہ گیا (سید)

دریا کا سا پھیر (ص)= راہ پیچ در پیچ اور دور دراز:

جامہ ہستی عشق اپنا بہت کم گھیر تھا   دامن تر کا مرے دریا ہی کا سا پھیر تھا (تقی میر)

ممکن نہیں کہ بھید ملے تیری بات کا   پایا ہے اسکو کس نے یہ دریا کا پھیر ہے (میرحسن)

قطرہ ہر اشک کا عقدہ ہے معما کا سا   دیدہ تر کا مرے پھیر ہے دریا کا سا (مؤلف)

دل کھول کے (ص)= بے خوف و خطر اور بے تکلف و اندیشہ، راز مخفی کو اظہار کر کے اور بے ساختہ گفتگو کر کے اور پاس لحاظ کو بالائے طاق رکھ کے:

ہیں مستعد بہ گریہ اے ابر آج ہم بھی   دل کھول کر کے جھجک تو خوب سا نہ رولے (سلطان)

کون کہتا ہے یہ تجھ سے کہ تو نے داد مجھے   لیک دل کھول کے کر لینے دے فریاد مجھے (امیر)

بادپا کا ترے کیا وصف کروں خوبی کا   بھلا رے اسکی وہ جلدی وہ الٹ اور پلٹ
قطعہ
شرق سے غرب تلک اسکی کہاں ہے وسعت   کہ کبھی کھول کے دل تو اسے پھینکے سرپٹ (انشا)

ہم مفلسوں سے کیا کوئی دل کھول کر ملے   سب کے تئیں عزیز ہے زردار آجکل (جرأت)

دل میلا ہے (ص)= زنگ کدورت و غبار رنجش سے دل مصفا نہیں ہے:

ہووے مئے سے دل تیرا میلا نہیں   تو نہ ساقی کبے مئے لا کہیں (رنگین)

دل سے اتر گیا[1] (ح)= عزت و توقیر نہ رہی اور محبت و الفت جاتی رہی اور آنکھوں میں سبک ہو گیا:

کھل گئے رخسار اگر یار کے   شمس و قمر دل سے اتر جائیں گے (تقی میر)

دم مارنا (ص)= دم لینا اور باتیں کرنی اور چاہنا آپ کو:

---

[1] ص ۲۲۱ پر بھی موجود لیکن وہاں اسے اصطلاح قرار دیا گیا ہے۔

کون سی تیغ ہے کہ ہو کے علم انکے خم دم کے آگے ماریئے دم (اثر)

قطعہ
کس کس کو یاد کیجئے جرأت جہاں سے ہمدم گئے رفیق گئے آشنا گئے

مدت سے آشنائی کا دم مارتے تھے جو بیگانہ وار حرف جدائی سنا گئے (جرأت)

جس کو اے شوخ ترے حسن کا عالم مارے دم اعجاز مسیحا وہاں دم مارے (معروف)

سیدھا جو مہ نو ہو خم تیغ کے آگے دم مارے نہ مریخ دم تیغ کے آگے (مؤلف)

قطعہ
وائے قسمت کیا ہیں طالع وائے شامت کیا ہیں بخت

گھر میں بلوایا ہے جن کو میرے باعث یار نے

سو یکایک ہو مخالف ہم سے اور بن کر رقیب

آہ اس کی عاشقی کا وہ لگے دم مارنے (جرأت)

اور ہمسری اور روکشی کے بھی معنی ہیں:

ہو ابر خجل دیدہ گریاں کے آگے دم مارے نہ رعد اس دل نالاں کے آگے (جرأت)

دم چرالیا (ص) = حبس دم کیا اور کنارہ کشی کی:

حبس دم کی اس کو کثرت زور تھی دم چرانے میں وہ بادی چور تھی (معروف)

دیا سلائی (ص) = پارہ چوب باریک بقدرے کو جب بعضے کم دونوں طرف گندھک لگی ہوتی ہے۔
اس سے چراغ روشن کرتے ہیں اور فارسی میں اس کو آتش برگ کہتے ہیں:

گر یک قلم کروں میں رقم حال سوز دل روشن دیا سلائی کی صورت ہو ہاں قلم (مؤلف)

مخمس
دیا سلائی وہ بیچے تھا یا کہ سرکنڈا بنا ہے صاحب لشکر بنا کے اک جھنڈا
ہوائے سرد جہاں سے ہو کیونکہ دل ٹھنڈا جو مرغ ٹینی کا بچہ کھنکتی ہے انڈا (جرأت)
حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی

دل کی گھنڈی کھلی (ص) = عقدۂ وابستہ دل وا ہوا اور گرہ خاطر کی کشادہ باز ہوئی:

تو گلے سے مرے سر حلقہ خوباں جو لگے دل کی گھنڈی ابھی اے راحت جاں کھلتی ہے (جرأت)

دڑکا دیا (ص) = ڈرایا:

لگے یوں پوچھنے دے کر دڑکا بتا ہم کو کہ ہے یہ ماجرا کیا (جرأت)

دکھ بٹایا(ص)= غم خواری کی:

ہمیں کیا جو کسی کا دکھ بٹاویں — کسی کے واسطے دنیا سے جاویں (جرأت)

دھمکانا(ص)= خائف وترساں کرنا:

خواب میں انکے لبوں کے جو لیے تھے بوسے — سو وہ بیدار ہو دھمکانے لگے ہاں ہم کو
قطعہ
ہمنشیں قسمت برگشتہ نے پچنے نہ دی — اب اگلنے ہے ترے لعل بدخشاں ہم کو (شاہ نصیر)

دن سیدھے(ص)= نیک روز اور حسن اقبال اور خوش طالعی اور فرخندہ فالی:

الٹے دم آج تیرے دلگیر کھنچتے ہیں — یہ دن اگر ہیں سیدھے تقدیر کھنچتے ہیں (ممنون)

دم بخود(ص)= خاموش وحیران وششدر:

کہاں تک دم بخود رہیئے نہ ہوں کیجیے نہ ہاں کیجیے
کہاں تک کھایئے غم کب تلک ضبط فغاں کیجیے (مومن)

دانہ زد(ص)= مرد مفلس وناادیدہ وشوم:

اس دہر دانہ زد کی ہے ہر دانہ پر نگاہ — مشکل سے ہاتھ آتے ہیں مضمون خال کے (معروف)

دھن(ص)= عزم وارادہ اور خیال اور جستجو:

کیوں نہ اب اسکی لگاوٹ کی مجھے دھن مارے — جس پہ میں ایک ڈلی ماروں وہ سو بن مارے (انشا)
ہر سادہ رو مخطط ہونے کی دھن رکھے ہے — لیکن کوئی نکالے تیری ساخط تو لکھ دوں (سجاد)
اس پری کی بندھی جو جی کو دھن — حور رہ جائے جس کو دیکھ کے سن (رنگین)
نہ کی بیمار غم نے تیرے بستر پر کمر سیدھی — کہ دھن باندھی عدم کو اسنے رشک قمر سیدھی (منیر)

ہمیں تو عشق میں حیراں نہ ٹلنا ہاں یہی دھن ہے
اگرچہ عشق میں برباد جاوے خانماں جاوے (حیراں)

دام کیئے(ص)= فروخت کیا اور کوڑی کرنے کے بھی معنی ہیں:

گردش چشم ہے تیری تو وہ آشوب جہاں — جس نے نظروں میں کیئے گردش ایام کے دام (ہاشم)

دم داب کے بھاگا(ص)= سراسیمہ مضطر وخائف اور بے حواس، عار فرار کو دوش بدنامی پر رکھ کر گریزاں ہوا:

دم داب کر کے بھاگے بس آگے سے لگ دم　　فیل سپہر پشہ لاغر کے روبرو (مؤلف)

طقطق پا اگر سنے تیری　　داب کے دم کھسک چلے ہنومنت (سودا)

دھنیے کی کھوپری میں پانی پلانا (ص)=تنگ و عاجز کرنا اور ترسانا:

دریادلوں کے دل کو کرے ہے کباب چرخ　　دھنیے کی کھوپری میں پلاتا ہے آب چرخ (مؤلف)

جس مغبچے سے پیالی پیتے نہ تھے ہم اس نے　　دھنیے کی کھوپری میں پانی ہمیں پلایا (سودا)

دغدغہ (ص)=اندیشہ و خوف و بیم:

اب دغدغہ نہیں ہے کچھ سیل حادثہ کا　　اپنا تو گھر عزیز و اک چاہ نے ڈبایا (سودا)

اور دوسرے معنی ہیں روشنی بے چراغ کے کہ کنول میں اور قمقمہ میں اس کو روشن کرتے ہیں:

چراغ و شمع لیلیٰ کو نہیں مدفن پہ مجنوں کے
کہ روشن دغدغہ ہے دیدۂ آہوئے صحرا کا (مؤلف)
جلادے پھونک دے دل کے کنول کو آتش عشق
ترے کرم سے یہ مٹ جائے دغدغہ میرا (احسان)

دہکتا گولا اٹھایا (ص)=قسم کھائی۔ دستور ہے کہ توپ کا گولا آگ میں سرخ کر کے چور کے ہاتھ پر رکھ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جو چوری چرانے سے بری ہوتا ہے اصلاً ہاتھ اس کا نہیں جلتا، رہائی پاتا ہے:

قطعہ

مہ جبیں کا جو گیا کان کا بالا شب کو　　جتنے اختر تھے سب آنکھوں کی قسم کھا اٹھے
پر فلک تیری طرح کس سے کف دست صبح　　یہ دہکتا ہوا خورشید کا گولا اٹھے (شاہ نصیر)

دھو کر چھلا اٹھایا (ص)=جو مراد اور منت مانتے ہیں تو دستور اور قاعدہ ہے کہ واسطے یادداشت کے چھلا یا روپیہ یا پیسہ ادب سے دھو کر رکھ چھوڑتے ہیں۔ بعد حصول مراد کے موافق مقدور و دست رس کے نیاز اللہ کی ادا کرتے ہیں:

رباعی

رنگین سے لیا تھا میں نے رو کر چھلا　　دکھلاؤں گی کیا منہ اسے کھو کر چھلا
پاؤں جو وہ چھلا تو دوا بیٹھک دوں　　منت کا اٹھاتی ہوں میں دھو کر چھلا (رنگین)

دو منہ ہنس لینا (ص)=قدرے ہنسنا۔

دو جی سے ہے (ص)=حاملہ ہے:

اے دوگانا زندگی میری تری مرضی سے ہے
لاکھ جی صدقے ترے اک جی پہ تو دو جی سے ہے (بیگم)

دو آنسو ڈالے (ص)= تھوڑا سا رونا:

شمع روئے قبر پر گرد ہمارے واسطے   حیف تو ڈالے نہ دو آنسو ہمارے واسطے (معروف)

دہل گیا (ص)= ڈر گیا اور خائف و ترساں ہوا:

ابھی کشتہ نہیں دیکھا ہے تونے ہاتھ اٹھا ظالم   دہل جائے گا قاتل قتل کرکے ہے یہ ڈر مجھ کو (معروف)

دھم سے کودے یا گرے (ص)= صدائے بر زمین افتادن بلند و برپا ہوئی:

یہ غل ہوا کہ اس کی خبر سب کو ہو گئی   کودے ہم اسکے گھر میں جو شب دھم سے بے خبر (معروف)

دھم سے ہم دونوں گرے فرش پر اس روپ سے رات   رہ گیا ان کا دوپٹہ بھی چھپر کھٹ سے لپٹ
رباعی
چوٹ کھا کر لگے کہنے کہ اگر ایسے ہی   ہو کلا کھیلنی تجھ کو تو کسی نٹ سے لپٹ (انشا)

دانت تیز کئے (ص)= عزم بالجزم و قصد مصمم ایذا رسانی و خوں فشانی کا کیا:

جو دل کی کارش مژگاں نے ریزریزکیے   جگر پر آرہ ابرو نے دانت تیز کیے (مؤلف)

دردر (ص)= اول مشہور یعنی کو بر دوم بہ معنی دور ہی دور رہو نزدیک نہ آؤ:

دیکھے ہے اس در پہ جب کہتا ہے یہ دردر مجھے   موتیا بند اے خدا ہو دیدہ دربان میں (معروف)

دیکھتا کیا ہے لگے (ص)= بے فکر و تامل زد و کوب کیجئے:

ساتھ پھرتے ہیں بہت مائل لگے   دیکھتا کیا ہے بت قاتل لگے (فدوی)

دوڑ دھپا (ص)= تلاش و جستجو اور تگ و پو:

جب تلک ہو سکے دوگانا جان   کیجے اپنی طرف سے دوڑ دھپاڑ
قطعہ
آگے پھر یا نصیب یا قسمت   جو بدا ہو سنوار یا کہ بگاڑ (انشا)

دن دہاڑ (ص)= روز روشن:

دن دہاڑا ہے بچے جی تو کہیں اے انشا   کلموئی کالی بلا ہائے وہ پھر شام ہو نوج (انشا)

دودھوں نہائے پوتوں پھلے (ص)= صاحب آل و اولاد ہو اور مال و دولت کی فراوانی ہو، یہ اصطلاح دعائیہ بیگمات کی زبان پر آتی ہے:

بیگمانے جو کیا جھک کے سلام آتو کو | قطعہ | آغامیتانے سنائی اسے یوں بے آواز
پوتوں پھلنا تجھے اور دودھوں نہانا ہو نصیب | | بیاہ ہو سونے کے سہرے سے تری عمر دراز (انشا)

دور پار (ص) = خدانخواستہ، نصیب اعدا:

تجھے دور پار نہ ہو غش یہ کچھ اسطرح کی ادا ہوئی
کہ یہ میں نے چپکے سے عرض کی اسے دور پارے غش کیا (انشا)

دھینگا مشتی (ص) = کشتی اور ہاتھا پائی:

دھینگا مشتی اجی اب کس سے ہوئی تھی یہ کہو | پھٹ گئی آپ کی جو ساری کی ساری انگیا (انشا)

دم باز (ص) = فریب دینے والا اور دوسرے معنی قلیان نوش کے بھی ہیں:

دیتا تو مجھے کاش فلک رتبہ قلیان | تو مجھ کو وہ دم باز ذرا منہ تو لگاتا (جرأت)
بہت دم باز دیکھے ہیں گے ایسے | مجھے دیتے ہو تم باتوں میں دم کیا (مصحفی)

دنیا کو لات ماری (ص) = دنیا کو ترک کیا اور فقر و فاقہ قبول کیا اور دست ہوا و حرص کو آستین صبر و توکل میں کھینچا اور پائے ہرزہ گردی کو دامن قناعت میں دراز کیا:

مار دنیا کو لات بیٹھے ہیں | دھو کے عقبیٰ سے ہاتھ بیٹھے ہیں (انشا)

دادا آدم کے پوتے ہیں (ص) = انسان کی قسم سے ہیں اور حضرت آدم کی اولاد ہیں:

کیوں نہ دیں آبرو کو روٹی پر | بابا آدم کے ہم بھی پوتے ہیں (انشا)

دو بنیتھی[1] = ایک وضع کی جالی ہوتی ہے کہ جس کا دوہرا خانہ ہوتا ہے بیشتر کرتیاں اس کی اکثر عورتیں ہندوستان کی پہنتی ہیں۔

دونا دیا = نیاز حضرت مشکل کشا شیر خدا علیہ السلام کی یا حضرت فاطمہ خاتون جنت کی دی:

جلد بازار سے تو لا دونا | کہ دوا دو نگی میں کھڑا دونا (نہال)

دوہاجو = وہ عورت کہ جس کا پہلا شوہر مر گیا ہو اور دوسرے خاوند کے عقد میں آئی ہو یا وہ مرد کہ زوجہ نخستین اس کی فوت ہو گئی ہو پھر وہ دوبارہ کسی عورت سے نکاح اپنا کرے اس کو بھی دوہاجو کہتے ہیں:

دانہ بی بی کانکھا کو نئے کو مت چھوکوکا | بھول مت جائیو ہے تو تو دوہاجو کوکا (نظم)

---

[1] اضافہ از نسخۂ خدابخش (دو بنیتھی — دوہاجو)

مسلمان عورتوں کا رسم و آئین و دستور و معمول ہے کہ نیاز حضرت خاتون محشر علیہا السلام کی اس عورت کو نہیں کھلاتیں کہ جس نے دو خصم کے ہوں بلکہ نیاز کھانے پر جناب حضرت خاتون کے امتحان و آزمایش دوسرے شوہر کرنے کا عورت کے ہوتا ہے۔ چنانچہ جس عورت نے دوسرا عقد کیا ہوتا ہے تو وہ زن ہرگز ہرگز نیاز حضرت خاتون کی نہیں کھاتی کہ کمال گستاخی اور نہایت بے ادبی جانتی ہے۔ یہ دستور فقط زنانِ ہندوستان کا ہے اور کسی ولایت میں ایسا آئین جاری نہیں ہے اور یہ رسم مذکور ایجاد کی ہے رانی نے کہ زوجہ تھی جہانگیر بادشاہ کی اور والدہ ماجدہ تھی شاہ جہاں بادشاہ کی اور نور جہاں بیگم زن شیر افگن خان کہ محبوبہ و معشوقہ جہانگیر بادشاہ کی تھی اور وہ دونوں آپس میں سوکنیں تھیں اکثر نور جہاں بیگم از راہ شوخ چشمی رانی سے اشارہ و کنایہ اور مزاح کیا کرتی تھی اور دہقان زادی کہا کرتی تھی۔ رانی تنگ ہو کر آخر کار دل سے صلاح و مشورہ کر کے ایک دن نیاز حضرت فاطمہ علیہا السلام کی دلوا کر بآواز بلند سب بیگمات سے کہا کہ اے صاحبو اس نیاز متبرک کو وہ عورت کھائے کہ جس نے دوسرا شوہر نہ کیا ہو جبکہ نور جہاں نے یہ بات سنی بہت شرمندہ ہوئی پھر کبھی رانی سے رمز و کنایہ نہ کیا۔ غرض اس دن سے یہ رسم بی بی کی نیاز کھانے کی شایع و جاری ہند میں ہوئی، سابق نہ تھی۔

دھری رہتی ہے (ص) = کسی کام کے نہیں:

ان طبیبوں سے شفا ہوتی نہیں مجھ کو خاک　　یاں مسیحا کی مسیحائی دھری رہتی ہے　(جرأت)

مت ہنر پر ہو تو نازاں مدد بخت ہے شرط　　قابلیت تو اے مختار دھری رہتی ہے　(مختار)

دو جہاں سے گئے (ص) = دین و دنیا دونوں برباد گئے:

جس گھڑی تیرے آستاں سے گئے　　ہم نے جانا کہ دو جہاں سے گئے　(آصف جاہ)

دل دینا (ص) = عاشق و مبتلا ہونا:

بیقراری بیکلی دونی طپش رہنے لگی　　آہ دل دینے سے عائد یہ گنہ گاری ہوئی　(مضطر)

یہ نہ سمجھے تھے کہ سمجھو گے عدو　　دل دیا تھا تم کو دلبر جان کے　(سرور مظفر)

دل کو پہاڑ بنایا (ص) = دل کو سخت کیا اور جبر و صبر اور تحمل اختیار کیا:

اپنے اشارے میں کہا کچھ خوب چھیڑ چھاڑ　　ڈرتے ہیں آپ کس لیے دل کو بنایئے پہاڑ　(انشا)

کیا بار کوہ ہجر بتاں کو اٹھائیں ہم　　دل کو پہاڑ اپنے نہ جب تک بنائیں ہم　(مؤلف)

لہ یہاں سے مسودۂ کراچی دوبارہ شروع ہوتا ہے۔

دور سرک (ح)= قریب نہ آ دور ہو یہاں سے:

غیر کو بھی کبھی قربت مغرور سرک　　پاس سے غیر کہ مت کہ مجھے چل دور سرک (مؤلف)

او ہوائے سحر او حور سرک دور سرک　　دور ہو دور سرک دور سرک دور سرک (انشا)

دال نہیں گلتی (ص)= دست رس نہیں اور عالم مجبوری اور بے اختیاری ہے، کچھ قابو نہیں چلتا:

گلنے کی دال یاں نہیں بس خشکہ کھائیے　　اے شیخ صاحب آپ نہ شیخی بگھاریے (انشا)

دل دھڑکتا ہے (ص)= شدت خفقان ہے اور طرح طرح کے اندیشے اور وسواس دل میں پیدا ہوتے ہیں:

کسی کو چاہتے ہیں اب تو دل دھڑکتا ہے　　خدانخواستہ سرکار کا یہ جوبن جائے (انشا)

دھمال کھیلتے ہیں (ص)= اچھلتے اور کودتے ہیں:

اے مکن پر کی تمنا اور ہی کچھ شان سے　　کھیلے ہے دھمال ترے عاشقاں کی میدنی (انشا)

دل اچاٹ ہو گیا (ص)= دل نہیں لگتا، بیزار اور تنگ ہو گیا:

شہر سے دل اچاٹ ہے انس نہیں اجاڑ سے　　سر کو پٹکئے اے جنوں کون سے اب پہاڑ سے (انشا)

دل لگا (ص)= عاشق ہوا:

وہ جانے ہمارے غم کو ترساں　　جس کا کہ کسی سے دل لگا ہو (تہاں)

دونوں جہان میں بھلا ہو (ص)= دین و دنیا میں بہتری اور نکوئی حاصل ہو، یہ اصطلاح بطریق دعا زبان پر آتی ہے:

قطعہ

مرتا ہوں میں ہجر کے الم سے　　ایسا کوئی بندۂ خدا ہو

گر اس کو ملا دے مجھ سے اس کا　　دونوں ہی جہان میں بھلا ہو (میر جعفر علی حسرت)

دم مارنے کی بات نہیں (ص)= خاموشی و صبر اختیار کرنے کی جائے ہے:

آہ کرنے کی بھی طاقت ہمیں ہیہات نہیں　　آہ کیا کہیے دم مارنے کی بات نہیں (جرأت)

دستار بدل (ص)= پگڑی بدل بھائی:

ہے رسم جہاں میں یہ دستار بدلتے ہیں　　پر آیئے دل ہم تم اے یار بدلتے ہیں (صنعت)

ہم کو معلوم ہے دمِ صبح ہم سے نہ اے یار بدل　　اب ہوا ہے کسی بانکے سے تو دستار بدل (جرأت)

دو آنسو بہانا(ص)= تھوڑا رونا:

دم آخر مرے بالیں پہ آگئے تو کیا ہوگا | میاں صاحب جو دو آنسو بہاؤ گے تو کیا ہوگا (جرأت)

دل دیکھے(ص)= راغب و متوجہ ہو کے:

سچ بتا دل میں ترے لے بت عیار ہے کیا | بولتا کیوں نہیں دل دیکھے تو بیزار ہے کیا (جرأت)

دل آیا اور دل لگایا اور دل دیا(ص)= ان سب اصطلاحوں کے ایک معنی ہیں عاشق و فریفتہ ہونے کے:

محفل غیر میں گر تکنے لگا دل تیرا | ہم کو بھی غیر سے آتا ہے لگانا دل کا (اکبر)

طرفہ تر بات یہ سنتا ہوں میں کس سے کہ وہ یار | میرے ساتھ اس بت عیار کی گفتار ہے کیا
قطعہ
دیکھ روتے مجھے پوچھے ہے وہ اب ہنس ہنس کر | تو نے دل جس کو دیا ہے وہ ستم گار ہے کیا (جرأت)

ہائے اس برق جہاں سوز پہ آنا دل کا | سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا (شیفتہ)

جو آنکھ اور سے وہ لڑا جانتے ہیں | تو ہم بھی کہیں دل لگا جانتے ہیں (سید)

دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی | کچھ دل کا لگانا ہی ہمیں راس نہیں ہے (ثابت)

بات نہیں کرتے جو تم کاش کہ اسکے بدلے | جان ہم اپنا لگاتے کسی تصویر سے دل (تمکین)

دسوں انگلیاں چراغ ہیں(ص)= جملہ ہنر اور فن میں دستگاہ کامل ہے:

عروس دہر تو خوش ہو کسی نے | بہادر شاہ سا دولہا نہ پایا
قطعہ[1]
وہ سینہ ہے کہ گنجینہ ہنر کا | یہ تونے بوعلی سینا نہ پایا

دسواں ہیں انگلیاں جسکی چراغ اب | ازل سے علم کا پروانہ پایا (احسان)

ہمسر نہ شمع بزم ہو روکش نہ ہاں چراغ | ہے پنج شاخہ ہاتھ دسوں انگلیاں چراغ (مؤلف)

دھتا دیا(ص)= بہکایا اور فریب دیا:

جنس دل اپنی کے بکنے کی کہوں کیا سودا | مفت بکے گئے دھتاے لے خاک کے مول (سودا)

دنوں کو روتے ہیں(ص)= شکوہ بخت نامساعد اور گلہ گردش ایام نافرجام کرتے ہیں:

دنوں کو روتے ہی روتے تمام عمر کٹی | کریں نہ خندہ ہم اس روزگار پر اپنے (مختصر)

دق ہے(ص)= اول نام مرض مہلک کا ہے دوم بمعنی آزردگی تنگ دلی:

---

[1] ص ۲۲۳ پر بھی موجود۔

سنگدل مجھ سے تو نفاست ہو　　جس سے دق ہووے تو اسے سل ہو　(رضا)

دشمن کہاں بغل کے نیچے (ث)=دل کہ باعث ہوتا ہے خانہ خرابی کا عشاق ہجراں دیدہ کا:

ہے دل بیتاب میرا خصم جاں زیر بغل　　وہ مثل مجھ پر ہوئی دشمن کہاں زیر بغل　(رقت)

دل نہیں ملتا (ص)=راغب اور متوجہ نہیں ہوتا:

کیے کیا کیا نہ عمل ہم نے ولیکن اس کا　　اپنے دل سے نہیں ملتا کسی تدبیر سے دل　(تمکین)

در دامن (ص)=موتی آس پاس دامن کے ٹنکے ہوئے:

جھپک جاتی ہیں آنکھیں آئے اسکا جب نظر دامن　　چمک ہے برق کی یارب نکاہے یا یہ در دامن　(حقیقت)

دوکھا (ص)=بھولی بات کو یاد دلوایا:

قطعہ
کل جو حیراںؔ کو میں روتے دیکھا　　بن گئی دوکھنے کی گھات مری
ان کی خدمت میں ادب سے میں نے　　عرض کی دیکھی کرامات مری
میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دیں　　بندگی قبلہ حاجات مری　(حیراںؔ)

دام کئے اور کوڑی کئے (ص)=فروخت کیا:

گردش چشم بتاں تو ہے وہ آشوب جہاں　　جس نے نظروں میں کیے گردش ایام کے دام　(ہاشمؔ)

دام دینے آئے (ص)=زر قیمت ادا کیا اور تاوان دینے آیا:

فرقت یار میں اب دیدہ تر کی دولت　　دینے آئے مجھے عالم کے درو بام کے دام　(ہاشمؔ)

دنگل (ص)=مجمع خلایق کثیر اور محل کشتی پہلوانان وغیرہ:

اور میرا سخن آفاق میں تا روز قیام　　سبز ہووے گا بہر مجمع و در ہر دنگل　(سوداؔ)

دلؔ میلا ہے (ص)=دل غبار کینہ سے مکدر ہے صاف نہیں:

دل تجھ سے ہو میلا کسی طوطے کا یہ کیا دخل　　آئینہ تلک عہد میں تیرے نہ لگے زنگ　(سوداؔ)

دوود بک (ص)=یہ کلام رندانہ و گستاخانہ مشہور ہے:

کینی یاں تک کہ یہ انداز سخن ہیں اسکے　　کسی کو ہشت ہے کہتا کسی کو دوود بک　(سوداؔ)

دال چپو ہونا (ص)=دو پتنگوں کا تہ و بالا ہو کر زمین پر گر جانا:

اس نصیحت کا مزہ تب پائے گا　　دال چپو ہو کے جب گر جائے گا　(فغاںؔ)

---

۱ ص ۲۲۰ پر بھی موجود۔

دھر دھمکا (ص) = آکر موجود ہوا:

دھر دھمکا وہاں سے لڑتا ہوا شہر کی طرف — القصہ اس نے گھر میں کیا آن کر قرار (سودا)

دھبہ پڑ لیا لگا (ص) = نشان اور نقش پیدا ہوا:

دھبہ پڑا جو پاؤں کا انشا کے بولے آپ — کیا سخت بے لحاظ ہے یہ سنگ فرش (انشا)

دھما چوکڑی (ص) = کودنا اور اچھلنا اور ہاتھاپائی کرنی اور شور و غل مچانا:

جو مجھ میں اور ان میں دھما چوکڑی مچی — فراش بولے یہ تو ہوئی زور جنگ فرش (انشا)

دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر (ث) = جس سرکار میں نوکر ہیں اس خاوند سے عداوت و بغض اور جو دوست کہ رازدان اور محرم اسرار ہو اس سے دشمنی اور اہل محلّہ سے کینہ:

اپنا بھی کچھ یہ حال غرض جائے سیر ہے — دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر ہے (انشا)

دھڑلے (ص) = کثرت ہجوم اور انبوہ خلائق:

وحشت کی فوج کے جو دھڑلے نظر پڑے — فرہاد و قیس دونوں چھپتے نظر پڑے (انشا)

داؤں میں آیا (ص) = فریب سے قابو میں آیا:

آتا نہیں ہے وہ تو کسی ڈھب سے داؤں میں — بنتی نہیں ہے ملنے کی اس کی کوئی طرح (مومن)

دم کے دم (ص) = بہت جلد و شتاب:

اتنی فرصت دے ستم گر کہ پہنچ جائے اجل — دم کے دم اور بھی سینہ سے مرے تیر نہ کھینچ (مومن)

دو ہی دن میں (ص) = عرصہ کم اور وقفہ قلیل میں:

اپنے ڈھب کی کیا پڑھی اک اور مومن نے غزل
دو ہی دن میں یہ تو گویا ماہر فن ہو گیا (مومن)

دیکھے بھالے (ص) = نظر اور غور کرے:

ہوتی ہیں مژہ کی برچھیاں پار — وہ شوخ ادھر کو دیکھے بھالے (انور)

دم دیتا ہے (ص) = عاشق و مفتون ہو گیا ہے:

عبث الفت بڑھی ہم کو وہ کب دیتا تھا دم تم پر — کہ مجھکو دیکھ کر دشمن کلیجہ تھام لیتا تھا (مومن)

اور دوسرے معنی بہکانے کے اور فریب دینے کے بھی ہیں:

یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکائے تھا   تھے غلط پیغام سارے کون یاں تک آئے تھا (مومن)

دم ہوا ہوا (ص)=روح قالب سے نکل گئی۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے[۱]:

ہوش کیوں جاتے رہے اور دم ہوا کیوں ہو چلا   تجھ سے اے باد صبا آئی یہ کس کی بو ہمیں (مومن)

کہے گی خاک تو پیغام اے صبا میرا   ہوائے یار میں دم ہی ہوا ہوا (احسان)

دریائی گھوڑا (ص)=اسپ آبی کہ سمندر کے جزیرے میں پیدا ہوتا ہے، نہایت چالاک و سبک رفتار ہوتا ہے:

دریائی گھوڑا بسکہ ہے تیرا سبک خرام   سینہ پہ بحر کے ہے روانی میں موج آب
آجائے گر کبھی دم رفتار زیر سم   کیا دخل ہے شکستہ ہو گر کاسۂ حباب (مؤلف)
قطعہ

تری رانوں تلے دریائی گھوڑا یہ سبک رو ہے   کہ مطلق سم نہ ڈوبیں گر اچھالے باگ پانی پر (انشا)

دیوتا (ص)=اوتار جس کو اہل اسلام پیمبر مرسل کہتے ہیں:

نہ جا دریا نہانے کو بجھی ہے آگ پانی پر   کہ سورج دیوتا گاتے ہیں دیپک راگ پانی پر (انشا)

دے مارا (ص)=زمین پر دے پٹکا:

جنوں سے اگر آشنائی ہوئی تو   مطول کو دے مار تو مختصر پر (انشا)

دھیان پر نہیں گذرتا (ص)=دل نشیں نہیں اور خیال و تصور میں اصلاً آتا نہیں۔ خاطر سے محو اور دل سے سہو ہوتا ہے۔ بات یاد نہیں رہتی، بھول جاتے ہیں:

ہو پری یا حور یا غلمان ہم کو کیا غرض   آپ بن کوئی گذرتا ہی نہیں اب دھیان پر (انشا)

[۲]دل کو لگی ہے (ص)=دل بیتاب و مضطرب الحال ہے ایک دم آرام و تسکین نہیں ہے:

سدا تمہاری طرف جی لگا ہی رہتا ہے   تمہارے واسطے ہی دل کو مہربان لگی (مومن)

دم گھٹتا ہے (ص)=دم خفا ہوتا ہے اور نفس تنگی کرتا ہے:

دم لگا گھٹنے ابھی میں کیا کہوں کل رات کو   تم نہ آئے تو کیا یہاں جی نے کیا کیا اضطراب (انشا)

ولدّر (ص)=بداقبالی و تنگ دستی اور خواری و بیکاری:

ہزار کوس ولدر وہیں کھسک جاوے   کبھی جو آوے دبے پاؤں کے سنے آہٹ (انشا)

دھتکار دیا (ص)=کتا سمجھ کر کہا دور رہو:

---

۱ قبلاً تحریر نہیں ہوئی ہے ۲ ص ۲۳۳ پر بھی موجود۔

کوئی بھونکے ناحق جو کتے کی طرح | قطعہ | تو دھتکار دیجئے اسے کہہ کے دت
بیاد خلیل خدائے ودود | | جڑا لات و عزا کو انشا نے بت (انشا)

اور بت کہتے ہیں گھونسے کو اور کے اور مشت دست کو:

دم نقد (ص)= تنہا بذات خود:

کہتے ہو جنس دل کو ہمارے بغل میں دیکھ | قطعہ | بولو نہ بیچتے ہو تو قیمت کھو چکے
قیمت ہے ایک بوسہ دم نقد ایسے جی | | تم چاہتے ہو مفت میں کچھ لوں در چکے (انشا)

دنیا ہو اور تو ہو (ص)= جب تک کہ بنیاد ہستی کی قائم ہے اللہ تجھ کو سالم و دائم رکھے:

اس گل کے اگر پاس تری بوئے قبا ہو | دنیا ہو غرض اور توائے باد صبا ہو (انشا)

دھما دھم (ص)= زدو کوب متواتر و پیہم اور ضرب و طلاق ہر دم:

یاس و امید و شادی و غم نے دھوم اٹھائی سینہ میں | خوب مچی ہے آج دھما دھم مار کٹائی سینہ میں (انشا)

دھچکا (ص)= صدمہ:

ترے چھے قدم کے پڑتے کل جوں قد اسکا لچکا | پہنچا تلے زمین کے مردوں کے دل کو دھچکا (مصحفی)

دانتوں میں انگلی دبائی (ص)= دریغ و افسوس کیا اور دوسرے منع کرنے کے بھی معنی ہیں:

کچھ اس سے اشارے میں کہتا ہوں تو کہتے ہیں | دانتوں میں دبا انگلی اے وائے یہ رسوائی (صادق)
کل ڈالی جو میں اپنے گریبان میں انگلی | تو اس نے دبائی وہیں دندان میں انگلی (منت)

دھار پر مارتے ہیں (ص)= بے حقیقت محض اور ناچیز و نالائق سمجھتے ہیں اور کچھ خواہش و پرواہ نہیں رکھتے:

آزردگان عشق سے اے ابر ڈر کہ یہ | ہنگام گریہ ابر کو مارے ہیں دھار پر (فیض)
بجا ہے طعن جو ابر بہار پر مارے | یہ چشم وہ ہے کہ دریا کو دھار پر مارے (الہام)
نگہ وہ شوخ کہ طعنہ کٹار پر مارے | مژہ وہ تند کہ خنجر کو دھار پر مارے (جرأت)

دھاڑیں ماریں (ص)= زار زار رویا اور شور و فغاں بلند کیا:

مستی میں شرم گنہ سے میں جو رویا دھاڑیں مار | گر پڑا بے خود ہو کیا واعظ جمعہ کو منبر سمیت (تقی میر)

دھرا ہی رہیگا (ص)= کچھ کام نہیں آئیگا بیکار و ناکارہ محض ہے۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے[۱]:

---

[۱] سابقاً قلمی نہیں ہوئی ہے۔

پنجہ مرجان کا پھر دھرا ہی رہے　　ہاتھ خوں میں مرے ڈبو لو تم　　(تقی میرؔ)

دل ڈہا جاتا ہے (ص) = دل بیتاب اور تواں ہوا جاتا ہے:

جی بکھرے دل ڈہے ہے سر بھی گرا پڑے ہے　　خانہ خراب تجھ بن کیا کیا خرابیاں ہیں　　(تقی میرؔ)

دل بھر رہا ہے (ص) = بے اختیار رونا آتا ہے اور غم و رنج سے دل لبریز اور مالا مال ہے:

بھر رہا ہے یہ مرا دل کہ پس مرگ بھی آہ　　روؤں گر زیر زمیں عرش بریں جائے ڈوب　　(جرأتؔ)

دانہ دان (ص) = برباد و ویران اور خانہ خراب اور تباہ:

کسی کا گھر جو ویران ہو گیا ہے　　نہ اک لڑکی نہ اک لڑکا رہا ہے

تو بولے ہے یہی ہر آن ہے ہے　　کیا چیچک نے دانہ دان ہے ہے　　(جرأتؔ)

دوگانہ پھل (ص) = جفت ثمر:

زہے نار پستان رشک قمر　　لگا سرو میں ہے دوگانا ثمر　　(مؤلفؔ)

کسی نے باد کا کرکے بہانہ　　رکھا ہے ڈھانپ امرت پھل دوگانا　　(جرأتؔ)

دنیا کا ابھی کیا دیکھا ہے (ص) = تاہنوز خورد سال ہے جوان نہیں ہوتا اور کچھ مزہ اور لذت زندگی کی نہیں اٹھائی اور مراد و تمنا اور آرزو دل کی نہ بر آئی:

یہی آتا ہے اب مجھ کو پرے کہا　　کہ دنیا کا ابھی کیا اس نے دیکھا　　(جرأتؔ)

دل کو لگی ہے (ص) = یاد ایک دم فراموش نہیں ہوئی ہر ساعت دل میں خیال رہتا ہے:

شمع کی طرح کون رو جانے　　جس کے دل کو لگی ہو سو جانے　　(جرأتؔ)

دم دینا (ص) = اول جان دینا، دوسرے بہکانے اور فریب دینے کے بھی معنی ہیں۔ یہ اصطلاح سابق بھی مرقوم ہوئی ہے[1]:

وہ دمساز میرا عجب ڈھب سے ہلئے　　ہر ایک بات میں دے ہے دم دمبدم　　(قدرتؔ)

دنیا سے اٹھے (ص) = دنیا سے طرف عقبیٰ کے رحلت کی:

درد دل اٹھتے ہی دنیا سے اٹھے ہم یکبار　　شکر یارب کہ طبیبوں کے نہ مشکور ہوئے　　(جرأتؔ)

دل خالی کرنا (ص) = غم و غصہ دل سے نکالنا:

غیر سے ہو جو کوئی دم تری محفل خالی　　حال دل کہہ کے میں دلبر سے کروں دل خالی　　(رنگینؔ)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۳۰۔

اس عشق کے ہاتھوں سے نجات اب نہیں دل کو　　خالی جو کروں دل کو تو پھر چشم بھر آوے　(جرأت)

دوا کی تاثیر تیسرے دن معلوم ہوتی ہے (ح)= مشہور و معروف ہے:

ہاتھ حیبات نہ بیمار محبت سے اٹھا　　نسخہ بدلے ہیں جہاں کے حکما تیسرے دن
قطعہ
تین دن چشم کے بیمار کا کر اپنے علاج　　ہوتی معلوم ہے تاثیر دوا تیسرے دن　(شاہ نصیر)

اپنے بیمار کی تم چارہ گری کو ہر روز　　ہائے آتے نہیں اور آئے تو کیا تیسرے دن
قطعہ
تین دن شربت دیدار تو پیہم دیجے　　کہ میاں کہتی ہے تاثیر دوا تیسرے دن　(مشتی)

دم لینا (ص)= توقف و تاخیر و درنگ کرنا:

قاتل تو شہید اپنے کے پھر زخم لگاتا　　دم لے کہ تیرا خنجر خونخوار نہ ٹوٹے　(شہید)

کر تو بے دم بت قاتل مجھے دم لے لے کر　　سخت جاں ہوں میں کہیں تیغ دودم ٹوٹ نہ جائے　(مؤلف)

دھڑی دھڑی کر کے لوٹا (ص)= سب مال و متاع غارت و تاراج کیا:

ہمارا خانہ دل تو نے مدعی لوٹا　　دھڑی مسی کی دکھا کر دھڑی دھڑی لوٹا　(احسان)

دانتوں پہ میل نہیں (ص)= بہت مفلس اور نہایت تہی دست ہے:

تجھ کو میل لعل و گوہر یاں نہیں دانتوں پہ میل　　میں گدا اس طور کا تو شاہ اس دستور کا
قطعہ
بندہ پرور کیجئے فرمائش و لیکن اس قدر　　جس قدر مقدور ہووے مجھ سے بے مقدور کا　(احسان)

دو ہتڑ مارا (ص)= بزور دونوں ہاتھ سر پر یا پشت پر مارے:

کیا کہا پیغامبر نے یہ ترے مشتاق سے　　مر گیا بس دل پہ جو اپنے دو ہتڑ مار کے　(جرأت)

دیا نامہ سید انشا تو اس نے　　دو ہتڑ جڑے ایک سرنامہ بر پر　(انشا)

دست بہ قبضہ ہوئے (ص)= آمادہ جنگ و جدال اور مستعد قتال ہوئے اور شمشیر دودم کو نیام انتقام سے علم کیا:

تیوری بدل کے دست بہ قبضہ نہ ہو جئے　　دیکھا جو یک نظر تمہیں اے یار کیا ہوا　(جرأت)

کس کی دوچار ہو نگہہ تیغ نگاہ یار سے　　دست بہ قبضہ ہے مژہ تیغ نگاہ یار سے　(مؤلف)

دم درود نہیں (ص)= ذرا تاب و تواں باقی نہیں، نوبت قریب مرگ پہنچی ہے:

سینہ میں دم سوائے دود نہیں　　تفتہ دل ہوں میں دم درود نہیں　(مؤلف)

دھینگا دھینگی (ح)= زبردستی سے اور جبر سے اور جور و تعدی سے:

صورت مجرم دل بے کینہ کو کینہ سے کھینچ　　دھینگا دھینگی لے گیا تیر مژہ سینہ سے کھینچ　(مروت)

دبنگی (س)= زن فربہ اور پرزور قوی ہیکل اور بد قواری:

ڈرو وحشت کی دھوم دھام سے تم　　وہ تو ایک دیونی دبنگی ہے　(انشا)

اور دبنگ کے بھی یہی معنی ہیں لیکن مرد و زن کا فرق و تجاوز ہے:

چوک کے بازار میں تھا اک دبنگ　　عار اطبا و طبابت کا ننگ　(سودا)

جب سے طبابت میں دھنسا وہ الاغ　　روم سے تا شام کیا بے چراغ　(سودا)

روز و شب ہے جو گرم جنگ فلک　　ہے دبنگی زمین دبنگ فلک　(مؤلف)

دہلا دیا (س)= خائف و ترساں کیا:

چل ہٹ بھی پرے بکلی دل بادلوں کو لے کر　　دہلا ہی دیا اس کی تلوار کی شپ شپ نے　(انشا)

دانتوں کے نیچے زبان دابی (س)= وعدہ خلافی اور عہد شکنی کا ارادہ اور قصد کیا اور قول و قرار سے برگشتہ ہوا:

آتی تھی ایک حور مجھے دیکھ ہٹ گئی　　دانتوں کے نیچے داب زباں چٹ پلٹ گئی　(انشا)

دو باتیں (س)= مختصر کلامی اور کوتاہ سخنی اور کم گفتاری:

قطعہ
دو باتیں کروں عرض میں خدمت میں تمہاری　　صحبت میری او آپ کی گر رات کی ٹھہری
بوسہ بے تڑاقے کا مزے کی کوئی گالی　　جھڑکی بے تبسم بے غرض گھات کی ٹھہری　(انشا)

دھیان چڑھ گیا (س)= بھولی بات یاد آگئی:

خوب جو دھیان چڑھ گیا بوس و کنار کا خیال　　اپنے تو اعتقاد میں کم وہ نہیں مساس سے　(انشا)

دھونی لگائی (س)= دنیا کو ترک کیا اور فقیری اختیار کی:

در پر وہ اپنے میری آہوں کی دیکھ دھونی　　بولا عجب طرح کا یہ بھی جلا لیا ہے　(جرأت)

آ کے دھونی لگا در پہ ترے خاک نشیں　　راکھ جوگی کی طرح منہ کو ملے بیٹھے ہیں　(انشا)

میں پھر کر سب طرف سے دی ہے دھونی اب در دل پر
نہ دیکھی کوئی بستی اس خراب آباد کو پہنچے　(سودا)

ے ص ۲۳۹ پر بھی موجود۔

دل چھپانا (ص) = کنارہ کش ہونا اور پہلو تہی کرنا اور شریک حال پر اختلال نہ ہونا:

بے تکلف تھے دل کے لینے تک　　　ہم سے اب آپ دل چھپاتے ہیں　(وارستہ)

دل گیا (ص) = عاشق و مفتون اور فریفتہ ہوا:

پاتا ہوں مصحفی کو میں ان دنوں مشوش　　　کیا جانے دل گیا ہے کس نوجواں پہ اسکا　(مصحفی)

دل پھر گیا (ص) = دل بیزار ہو گیا اور محبت والفت جاتی رہی:

پھر جائے دل اس بت سے سرا پڑھتے ہی جسکے　　　ایسا تو کوئی سورہ نہ قرآن میں دیکھا　(مصحفی)

دلسیان (ح) = ایک قسم بٹوے کی ہوتی ہے کہ اس میں الائچی، بن چکنی ڈلی، بادام مقشر رکھتے ہیں:

مارے خوشی کے کود پڑا میں تو مصحفی　　　شب پاس میرے اسکا جو دلسیان رہ گیا　(مصحفی)

کاش اس تاش کے دلسیان کے بدلے انشا　　　وہ پھر آ کر مجھے اک سنگ فلاخن مارے　(انشا)

دل کی دل میں رہ گئی (ص) = کوئی تمنا اور آرزو دل کی بر نہ آئی اور سر منزل مقصود کو نہ پہنچا:

اس سے ہم اک بات بھی کرنے نہ پائے مصحفی　　　مرتے مرتے رہ گئی دل کی ہمارے دل کے بیچ　(مصحفی)

دھج (ص) = طرز و انداز و روش:

قدم اس دھج سے پڑتا تھا کل اس غارت گر جاں کا　　　کہ دل ہر ہر قدم پر لوٹ تھا گبرو مسلماں کا　(مصحفی)

دل ہاتھ میں رکھنا (ص) = خاطر اور متابعت کرنی اور خرم و دلشاد رکھنا:

پھر گئیں کیا جانے کیوں ہم سے وہ آنکھیں مصحفی
ہم تو رکھتے تھے دل ان کا ہاتھ میں شانے کی طرح　(مصحفی)

ہم تو دل رکھیں ترا جیسا دلبر ہاتھ میں　　　پھیر دے پھر اسکو تو پاؤں سے مل کر ہاتھ میں　(مؤلف)

دھیلی کی نہاری میں کمخواب کا ٹکڑا (ث) = ادنی میں اعلیٰ صفت نہیں ہوتی اور ارزاں شئی میں لذت جنس گراں بہا پیدا ہونی معلوم:

قطعہ
نہ ناداں اس قدر بنئے سمجھئے سوچئے دل میں　　　قدم حضرت سلامت آپ رکھیے بردباری میں
حریسے کے بدل نسیے کا ٹکڑا گر نہو صاحب　　　تو کیا کمخواب کا ٹکڑا ہو دھیلی کی نہاری میں　(انشا)

دم مارنے کا مقدور نہیں (ص) = کیا تاب و طاقت جو سانس لے سکے اور کیا مقدور جو بے اجازت بات کرے:

نہیں مقدوریاں دم مارنے کا   زباں اپنی ہے تیرے روبرو بند (مصحفی)

دوکھنا (ص)= برا کہنا اور عیوب پوشیدہ کو ظاہر کرنا اور بات کاٹنی، یہ اصطلاح آگے بھی لکھی گئی ہے[1]:

دوکھے کوئی جو ہم کو تو ہم مانے کیوں برا   اس عہد میں خراب ہیں اہل ہنر درست (مصحفی)

اس خستہ دل کو دوکھتے ہو تم جو دوستو   دیکھی ہے اس کی جنبش مژگان یہ کہو (مؤلف)

دوڑ دوڑ آنا (ص)= دم بدم بے طلب آنا:

عاشق ہو دوست کیجئے گر اس کا عجب نہیں   آتا ہے دوڑ دوڑ جو یہ بے سبب نہیں (مصحفی)

دل ہل گیا (ص)= دل پر صدمہ عظیم ہوا اور جنبش میں آیا بے قرار و مضطر ہوا:

گردش میں چشم کی تھی گردش فلک کی ساری   دل ہل گئے ہزاروں جس دم ہلے وہ مژگاں (مصحفی)

نالہ دل جو فلک سے مل گیا   ساکنان چرخ کا دل ہل گیا (مؤلف)

دیدے کی صفائی (ص)= دیدہ و دانستہ انکار محض کرنا اور امر راست کو دروغ کرنا اور پردۂ حیا و نقاب شرم کو منہ پر سے اٹھانا:

پل میں آنکھوں نے تری صاف کیا عالم کو   تو بھی ظالم ترے دیدہ کی صفائی نہ گئی (میرحسن)

دیدہ و دیدہ پہ بھی آنکھ چرائی دیکھو   شوخ بے دید کے دیدے کی صفائی دیکھو (مؤلف)

کف پانے جلایا آتش رنگ حنائی سے
دورت دل میں آئی صاف دیدے کی صفائی سے (مرزا مغفور)

دو قدم (ص)= قرب و جوار اور نزدیک:

یہ واقعہ ہے گیا ترے در کے صنم پرے   کشتہ سے کشتہ تڑپ ہے دو دو قدم پرے (منیر)

کچھ اس قدر نہیں سفر ھستی و عدم   گر پا اٹھایئے تو یہ عرصہ ہے دو قدم (مصحفی)

صورت نقش قدم ضعف سے ہوں خاک نشیں   دو قدم ہے مجھے چلنا سفر دور و دراز (شاہ نصیر)

دو دو باتیں (ص)= سوال کا جواب مختصر دینا اور طول تقریر نہ کرنا:

ہم کو طفل خوبرو کا تک نظر آنا ہے شرط   پھر تو دو دو باتیں کر لے آشنا ہو یا نہ ہو (مصحفی)

یہ دو دو لطیفہ جو باہم ہوئے   اسی لطف میں وہ تو بے دم ہوئے (میرحسن)

دل بھرا آتا ہے (ص)= رونا آتا ہے، یہ اصطلاح سابق مرقوم ہوئی ہے[2]:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۱۰ [2] ملاحظہ ہو ص ۲۱۳۔

اشک تو چشم کے چشمہ سے ابلتے ہیں مدام
تس پہ پھر دل بھی بھر آئے ہے طوفاں ہے یہ (مصحفی)

اشک سے تا بکجا دامن ہمت بھریئے — دل بھر آئے ہے جوں جوں دم الفت بھریئے (مؤلف)

دھواں ہے (ص)= اول بمعنی دود کبود دوم خوب، نیک وزیبا کے بھی معنی ہیں:

ہے خال دھواں چال پری گال بھبھوکا — سج تیری غضب دھج ہے عجب آن تماشا (احسان)

دم میں دم (ص)= زندگانی اور امید زیست:

قسم قدم کی ترے جب تلک ہے دم میں دم — میں پاؤں پر سے ترے سر نہیں اٹھانیکا (احسان)

دم بند کیا (ص)= عاجز و تنگ کیا:

کیا رقیب روسیہ ہے اپنے دود آہ سے — دم کیا ہے بند بندے نے شب دیجور کا (احسان)

ہے قیامت دبدبہ اس نالۂ پر شور کا — دم رہے گا بند جس سے تا قیامت صور کا (احسان)

تلخ شیریں کے لبوں کو بشکر خند کرے — دم میں وہ لب دم عیسیٰ کا بھی دم بند کرے (مؤلف)

تیغ نگہ شوخ اثر رکھتی ہے سم کا — دم بند کرے دم میں نہ کیوں تیغ دو دم کا (سرور)

دھوئیں اڑادیئے (ص)= تباہ و برباد اور خراب و خستہ کردیا:

آہ نے دل سے کیا اٹھائے دھوئیں — چاہ بابل کے بھی اڑائے دھوئیں (مومن)

دل میں ہوک اٹھی (ص)= دل میں درد پیدا ہوا:

دل میں جب ہوک اٹھی بیٹھ گیا — پاؤں اٹھا بھی تو جی بیٹھ گیا (مومن)

دل کی لگی (ص)= آتش عشق جو دل میں مشتعل ہو:

آہ اس دل کی لگی پر چشم گریاں کیوں نہ ہو — یہ اسی کمبخت کی ہے آگ بھڑکائی ہوئی (جرأت)

دبانا[1] (ص)= زمین میں دفن کرنا:

جو مرے عشق بتاں میں نہ دبانا اس کو — آتش سنگ صنم سے ہی جلانا اس کو (معروف)

کشتہ چشم سرمہ ساہوں میں — خاک میں سرمہ کی دباؤ مجھے (مؤلف)

دل رہ گیا (ص)= حسرت دل کی نکلی اور تمنائے وصل پوری ہوئی:

غرض بے تابی دل میں نے جو کی چھاتی سے لگ — وہ لگا کہنے کہ لے اب تو ترا دل رہ گیا (ممنون)

---

[1] ص ۲۴۳ پر بھی موجود۔

دھویں اڑائے (ص)= خاک سیاہ کر کے برباد کر دیا اور کچھ حال باقی نہیں چھوڑا۔ یہ اصطلاح سابق ازیں مرقوم قلم شکستہ مرقوم ہوئی ہے:[1]

بس اے تپ محبت کب تک یہ شعلہ خیزی — تونے دھویں اڑائے آخر جلا جلا کر (ممنون)

دہا کے دیجے (ص)= دام اور فریب اور دغا دی:

نئی روز دائی تو کر کر کے دوری — مجھے اسکے آنے کے دیتی ہے دہا کے

قطعہ

الٰہی کرے مجھ سے کرتی ہے جو تو — وہ آوے ہے سب تیری سٹیا کے آگے (رنگین)

اور سٹیا کہتے ہیں اصطلاح بیگمات میں دختر کو

دھونی لگائی (ص)= دنیا کو ترک کر کے فقیری اختیار کی:

گھر میں جاسکتے نہیں اس عشوہ گر کے سامنے — دل میں ہی دھونی لگادیں اسکے در کے سامنے (معروف)

دام اٹھے (ص)= فروخت ہوئے:

بازار عشق میں ہم دل کو پھرے دکھاتے — پر خاک بھی نہ یار و دام اس گہر کے اٹھے (معروف)

دودھ کی مکھی سی نکال کر پھینک دیا (ص)= سوائے محنت و مشقت و جانفشانی کچھ حاصل نہ ہوا اور بجز تہی دست فائدہ دست یاب نہ ہوا:

نکالا برم سے یوں اپنے ہم کو تونے جوں کوئی — اٹھا کر دودھ میں سے پھینک دے ہے مکھی (معروف)

دکھتی کہی (ص)= وہ بات کہی کہ سن کر جس کو رنج حاصل ہوا اور خاطر پر گراں گذری اور تلخ معلوم ہوئی:

تم تو ہر بات میں ہو دل کو دکھاتے میرے — کیا ہوا میں نے بھی گر دکھتی کہی تھوڑی سی (معروف)

دم لینا (ص)= توقف کرنا اور ٹھہر جانا۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے۔[2]

تھم گئے یوں بن مژگاں میں مرے آکر اشک — چھاؤں میں جیسے مسافر کہیں دم لیتے ہیں (معروف)

دنیا کی ہوا کھائی (ص)= زندگانی کو بہر صورت بسر کرنا:

خانہ بردوش ہیں ہم سوے عدم جانے کو — جوں حباب آئے ہیں دنیا کی ہوا کھانے کو (مؤلف)

جان ہوا ہوئی چلے تھے جو وہ آیا یہ کہو — کوئی دن اور بھی کھانی تھی ہوا دنیا میں (معروف)

دو کہنا (ص)= بہتان طعن دراز کرنی اور برا کہنا:

ہے بجا دو کہے جو روز سحر پروانہ شمعیں — واقعی تھا وصل کی ہی رات مرجانا شمعیں (معروف)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۰۵ [2] ملاحظہ ہو ص ۲۲۴ یہ ص ۲۱۳ پر بھی موجود۔

دیوار پھٹراتے ہیں (مص) = دیوار کو اوز جاتے ہیں:

لاکھ ہوں میں ناتواں ہمارے گردہ آرہے   دیکھو پھر طاقت کہ دیواریں ابھی پھراویں میں (مصحفی)

دل ہی دل میں (مص) = خفیہ و پوشیدہ و پنہاں کوئی امر کرنا اور خلائق پر ظاہر و آشکار نہ ہونے دینا اور کسی کو شریک نہ کرنا۔ اپنے پر جبر اٹھانا اور خاموش رہنا:

دل ہی دل میں غنچہ آسا خون دل پیتے ہیں   پر کبھی دل کا نہ ہم اپنی زباں پر لائے راز (معروف)

دل پہاڑ ہے (مص) = بڑا صاحب ہمت اور سخاوت پیشہ و شجاعت اندیشہ ہے اور اہل دل زمانے میں مشہور اور صاحب دل معروف جمہور:

جب کہا ہم نے نہیں کچھ کاٹنا مشکل پہاڑ   ہوگیا سنتے ہی بس یہ کوہکن کا دل پہاڑ (معروف)

ہے سخاوت سے بشر فرمانروائے خشک و تر   دست ارباب کرم دریا ہے ان کا دل پہاڑ (معروف)

دو بھر (مص) = سخت دشوار و مشکل:

ہمیں تو ایک گھڑی گل بغیر دو بھر ہے   خدا ہی جانے کہ اب کب تلک بہار آوے (تقی میر)

سخت جانی نے جلا رکھا ہے کر چتر مجھے
ایک دم بھی زندگی تھی جس کے بن دو بھر مجھے (مؤلف)

دو گھڑی کا تڑکا (مص) = صبح کاذب اور پیش از طلوع آفتاب:

جوں گیا وہ ماہ رو آیا اندھیر آنکھوں میں ہائے   بخت سوئے دو گھڑی کا جب کہ تڑکا رہ گیا (حقیر)

دل بیٹھا جاتا ہے (مص) = ضعف طاری ہے اور عالم غش ساری ہے:

اسکی بزم آرائیاں کر دل رنجوریاں   مثل نقش مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے (غالب)

دیکھ بھال (مص) = نگاہ کرنی اور نظارہ کرنا:

دور کی دیکھ بھال سے ہووے نباہ سو بخیر   تو نظر آئیے اس پہ بھی صورت ماہ صاف صاف (انشا)

دوزخ کی آنچ (مص) = جہنم کی آتش:

آنچ دوزخ کی نہ پہنچی مرے دامن کے بیچ   گرچہ ہے واں کی غضب شہرہ آفاق آتش (انشا)

دست لگ گئے (مص) = اسہال شروع ہو گیا:

گو ترے ایسے ہیں فربہ پا و دست   دیکھ جن کو جائیں لگ اعدا کو دست (رنگین)

دل کڑا کیا (ص) = دل کو سخت کیا اور ترک کرنے کے بھی معنی ہیں:

دل کو دنیا کی طرف سے کر کڑا ہاتھ سے دے پھینک سونے کا کڑا (رنگین)

درگور (ص) = زشت و زبوں اور منحوس و بدصورت:

اپنا جو جتاتے ہو ہمیں روز گھوڑا صدقے اسے کر ڈالیے درگور گھوڑا (انشا)

دھکا دیا (ص) = زمین پر گرا دیا:

بک نہ دھک تونے دوگانا دیا دھکا تو آہ بھاڑ میں جاوے یہ کھلی ٹل گیا میرا انا (انشا)

دھاڑ کی دھاڑ (ص) = کثرت اور انبوہ:

کس لیے ساتھ اپنے لاتے ہیں آپ ان لونڈیوں کی دھاڑ کی دھاڑ (انشا)

دھکا شیطان کا (ص) = شیطان ورغلا کر خراب کرے اور دوزخ میں گرا دے:

کوئی ہکی ہے گنے ہر بات کا پکا تجھے گر پڑے تو اوندھے منہ شیطان کا دھکا تجھے (انشا)

دھرانا (ص) = ڈرانا اور دھمکانا:

کیسے کے سمجھوں گا بھلا تجھ سے میں انشاءاللہ کیا کیا میں نے جو ہر روز دھراتے ہو تم (انشا)

دل سے اتر گیا (ص) = الفت و محبت جاتی رہی و عزت و توقیر نہ رہی:

مرگ تو بہتر ہے کہ مر جائیے دل سے کسی کے نہ اتر جائیے (جوش)

دوڑ دوڑ کے جاتا ہے (ص) = بیتابی و بیقراری لیے جاتی ہے۔ دل اختیار اور قابو سے باہر ہے:

تو جو جاتا ہے وہیں نت دوڑ دوڑ اے مصحفی اور کیا دنیا کے سارے خوبصورت مر گئے (مصحفی)

دم الٹ گیا (ص) = دم نزع شروع ہوا اور نفس جان سے بے جان ہو گیا:

بیمار کا تمہارے کل دم الٹ گیا تھا کہتے ہیں آج اس پہ پھر اب وہ ہی گھڑی ہے (مصحفی)

یاد جب اے ساقی گلفام تو آنے لگا قلقل مینائے مے کا دم الٹ جانے لگا (مؤلف)

آتے آتے جو الٹ جانے لگا وہ راہ سے دم بدم یاں اپنا ہمدم دم الٹ جانے لگا (سرور)

دہریہ (ص) = شخص لامذہب کہ کسی دین و ملت کا پابند نہ ہو جو کام کے پسند آئے وہ کرے اور منکر قیامت ہو اور آرام و راحت کو دنیا کی بہشت جانے اور تکلیف کو دوزخ سمجھے:

اب دین ہوا زمانہ سازی آفاق تمام دہریہ ہے (آبرو)

دل پانا(ص)= اجازت اور مرضی پانی:

غم نہیں گر دلبری سے دل کو لے جاتا ہے وہ　　پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ　(تاجی)

دھن(ص)= خیال و تصور اور ارادہ و قصد:

ہر سادہ رو مخطط ہونے کی دھن رکھے ہے　　لیکن کوئی نکالے تیرا ساخط تو لکھ دوں　(سجاد)

دل اٹکا ہے(ص)= عاشق ہو گیا ہے:

سودے رات میں کہا مغموم کیوں ہے تو　　اٹکا ہے ان دنوں میں ترا دل مگر کہیں
قطعہ
کہنے لگا کہ سچ ہے پر اب کے اگر یہ دل　　بچ جائے تو نہ دونگا بار دگر کہیں　(سودا)

دل چرانا(ص)= کنارہ کش ہونا اور پہلو تہی کرنا اور شریک حال نہ ہونا:

مٹ سکے مجھ غریب سے نہ خلل　　ہے امیروں کے گھر میں چور محل　(سودا)

چڑھ کے جب مفسدوں پہ جاتا ہوں　　وقت پر میں بھی دل چراتا ہوں　(سودا)

دیکھانہ دیکھا(ص)= چنداں پرواہ اور خواہش نہیں عالم مساوات کا سا ہے:

تجھی کو جو یہاں جلوہ فرمانہ دیکھا　　برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا　(درد)

دل نہیں رہا ہے(ص)= ہوا و ہوس جاتی رہی اور رغبت و خواہش نہ رہی:

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں　　دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں　(درد)

دن گئے(ص)= ایام دولت و کامرانی سیری ہو گئے اور شام غم پیدا ہوئی:

گئے وہ دن کہ صحبت یار سے تھی رات دن مجھکو　　کوئی اب محفل عشرت میں اس کی بار پاتا ہوں
قطعہ
کبھی جو جی تڑپتا ہے بہت تو دور سے وہ در　　کھڑا ہو کر کے کن کن حسرتوں سے دیکھ آتا ہوں　(جرأت)

گئے دن ٹکٹکی کے باندھے کے　　اب آنکھیں رہتی ہیں دو دو پہر بند　(تقی میر)

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے بھی شکست　　اب دن گئے نسیم جو یہ شیشہ سنگ تھا　(نسیم)

دل میں باقی نہیں ہے(ص)= تاب و توانائی و طاقت و قوت جاتی رہی:

باقی نہیں ہے دل میں یہ غم ہے بجا ہنوز　　ٹپکے ہے خون دم بدم آنکھوں سے تا ہنوز　(سودا)

دانت ہے(ص)= ارادہ اور قصد اور عزم ہے:

ایک عالم ہے کشتہ اس لب کا　　الغرض اس پہ دانت ہے سب کا　(سودا)

دل میں کچھ نہ آیا (ص) = خدا کا خوف اور رحم و ترس نہ آیا:

تیرے دل میں بے رحم کچھ بھی نہ آیا مجھے تو نے کس کس طرح سے ستایا (سوز)

دم نہیں لیا (ص) = ذرا نہیں ٹھہرا اور توقف نہیں کیا:

آیا ہوں اس گلی سے ذرا دم نہیں لیا پھرے چلا ہے یہ دل وحشی ادھر مجھے (سودا)

قاتل نے ہاتھ تھام جو اک دم نہیں لیا میں نے بھی زیر تیغ دو دو دم دم نہیں لیا (مؤلف)

دل لگایا اور دل آیا (ص) = ان دونوں اصطلاحوں کے ایک معنی ہیں۔ عاشق و مبتلا اور فریفتہ و شیدا ہونا:

لگ گیا جب اس کا دل تصویر تیری کھینچ کر رکھ قلم کہنے لگا بہزاد یہ کیا ہو گیا (واقف)

رباعی
کیا تو نے سمجھ کے دل بیاں اسکو دیا میں کیا ہوں اس کی خوبیاں ہیں کیا کیا
بدخو بدعہد بے مروت بے دید بے دین بے مہر و بے وفا و بے پروا (بیاں)

قطعہ
جب کہا اس سے جنازے پر تو چل عاشق کے آہ
اک صدا ہے ہے کی ہے ہر ایک کھولے بال ہے
سن کے بولے زندہ ہے، ہے ہے جبھی کہتے ہیں لوگ
دل لگایا اس سے ہے ہے ہے یہ جس کا حال ہے (احسان)

دبانا (ص) = زور تعدی کرنی دوسرے معنی دست دپا کے دبانے کے ہیں:

چپی میں جو کچھ بات کی میں نے تو وہ بولے ہم تو نہیں دبنے کے دبائے سے کسی کے (احسان)

دیکھے بھالے ہیں (ص) = امتحان اور آزمائش کئے ہوئے ہیں:

رباعی
گیا ظلم سے اے سوئی سی پلکوں والے آہستہ سیو زخم ہیں دل کے آلے
وہ تیر نظر گیا گذر سینہ سے ورنہ نیزے بہت ہیں دیکھے بھالے (ولی)

دو دن کی چاہ (ص) = محبت و الفت ناپائیدار کہ جو جلد یہ عداوت مبدل ہو جائے:

ملتے تھے رات دن سو اب گاہ گاہ ہے پیارے میں سچ کہوں کہ یہ دو دن کی چاہ ہے (ممتاز)

دھرانا (ص) = دھمکانا اور ڈرانا، یہ اصطلاح سابق مرقوم قلم شکستہ ہوئی ہے[1]:

درد دل کہنا مرا شاید کہ اس نے سن لیا ورنہ کیوں مجھ کو دھراتا ہے بھلا اچھا کیا (جرأت)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۳۱۔

دامن جھاڑنا(ص)= گرد و غبار اور خس و خاشاک سے دامن کو پاک و صاف کرنا اور دوسرے دنیا کے ترک کرنے کے بھی معنی ہیں:

اٹھ گیا بزم سے دامن کو وہیں جھاڑ کے وہ ذکر باتوں میں جو جو خاک بسر کا نکلا (جرأت)

جھاڑ دامن کے تئیں وہ مہ پارہ اٹھ گئے سامنے سے یکبارہ (اثق میر)

دونا(ص)= دوبالا اور زیادہ:

منزل رسیدگاں سے گوش زمانہ گر ہے منزل پہ شور دونا ہوتا ہے کارواں کا (مصحفی)

کیوں سرو چمن کو کس روش میں تجھ سے دونا ہے
ترا تو قامت بالا قیامت کا نمونہ ہے (شوق)

دامن سے لگے ہیں(ص)= وابستہ دامن ہیں اور پرورش یافتہ ہیں اور حفظ و امان و پناہ میں رہنے کے بھی معنی ہیں:

چمن دہر میں جوں خار ہوئی قدر مری جن کے دامن سے لگوں وہ ہی چھڑاتا ہے مجھے (جرأت)

دم توڑنا(ص)= حالت نزع کی ہونی اور جاں کنی کرنا:

نیم بسمل پڑے دم توڑتے ہیں گو لاکھوں اس کو پروا نہیں کچھ دیکھے ہے تلوار کا دم (غضنفر)

دل نہیں رہتا(ص)= دل پر کچھ اختیار نہیں قابو سے باہر ہے۔ تسکین پذیر نہیں ہوتا:

میں آپ سے تو اسکے مقابل نہیں رہتا میں کیا کروں کمبخت مرا دل نہیں رہتا (شاہ نصیر)

کہتے ہو تم نہ گھر میرے آیا کرے کوئی گر دل نہ رہ سکے تو بھلا کیا کرے کوئی (غضنفر)

دستک(ص)= اول چٹھی بھیجنی واسطے طلب زر کے زمینداروں کے پاس۔ دوسرے اطلاع اور آگاہ کرنا شخص بیرون در کا صدائے ہر دو کف دست سے صاحب خانہ کو اپنے آنے سے:

صبح ہوتے جو گئی آج مری آنکھ جھپک دی وہیں آ کے خوشی نے در دل پر دستک (سودا)

شب کے آنے کا کیا وعدہ تھا اس نے دن کو اپنے اقرار پہ بدعہد نہ آیا وہ جو
تو لہو اپنے کو پانی کیا میں نے رو رو ہو کے مایوس گیا روتے ہی اٹھتے جو سو (رنگین)
آ کے دستک دی تب اسنے مرے در کے اوپر دو گھڑی رات بچی جب کہ پہر کے اوپر

دن ڈھلے(ص)= وقت سہ پہر:

پیری میں کرے سیر جہاں کی تو بجا ہے　　دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گذرے کا (تقی میرؔ)

وعدہ بھی تھا یہی کہ میں آؤں گا دن ڈھلے　　لیکن نہ بعد شام کے پیش از دیے جلے (سوداؔ)

دروازہ دیا(ص)=دروازے کو بند کیا اور زنجیر لگائی:

لگ گئی جس کی لگن کیا وہ پر افسوس جئے　　شمع جلتی ہے سر اپا در فانوس دیے (شاہ نصیرؔ)

دوا لگی(ص)=دوا نے شفا اور صحت بخشی اور مزاج سے موافق آئی:

گھل گھل کے تیرے ہجر میں آخر کو مر گیا　　بیمار غم کو تیرے نہ کوئی دوا لگی (رنگینؔ)

دوال بند(ص)=سپاہی برقنداز:

بنئے کا دوال بند ایک قرضدار تھا　　اسکے ادا کرنے سے سخت وہ لاچار تھا (سوداؔ)

دو انگلی مسی ملنی(ص)=لب و دندان کو مسی آلودہ و مسی زیب کرنا:

دندان ولب پہ سائے تھا نیم جاں میں لیکن　　مسی دو انگلی مل کر کھایا جو پان مارا (سوداؔ)

دو دن کی ہوا پر غرور(ص)=حیات مستعار و بے اعتبار پر مغرور و متکبر نہ ہونا چاہئے:

باغباں تھا تجھے دو دن کی ہوا پر یہ غرور　　نہ رہے باغ میں گل رہ گئے خار آخر کار (سوداؔ)

دم رک رک کر آتا ہے(ص)=وقت مرگ قریب پہنچا ہے اور حالت نزع کی طاری ہوئی:

رکا جو یار تو بس حال یہ ہوا میرا　　کہ دم بھی آئے ہے ہر دم رکا رکا میرا (احسانؔ)

ہر نفس کہتا ہے رک رک کر یہی سینے میں دم　　دیکھیے لب تک خدا کیوں کر مجھے پہنچائے ہے (ذوقؔ)

دوں لگی ہے(ص)=دست و صحرا و بیابان اور جنگل و ہاموں اور بن میں آتش شعلہ زن ہے:

یوں تپ غم نے جلایا استخواں کو تن کے بیچ　　دوں لگا دی جوں مسافر کوئی کھلی بن کے بیچ (مؤلفؔ)

شعلہ بھڑک رہا ہے یوں اپنے تن کے اندر　　دوں لگ رہی ہو جیسے گرمی میں بن کے اندر (انشاؔ)

دل نہ پسیجا(ص)=سنگدل کو ترس و رحم نہ آیا اور ملائم اور نرم نہ ہوا:

دل خستہ کب اس سنگدل کا دل پسیجے ہے　　شکستہ شیشہ پر پتھر کی کوئی سل پسیجے ہے (مؤلفؔ)

کبھی دلہائے بتاں تجھ سے پسیجیں اے اشک　　تو یہ ہم جانیں کہ بس تو نے نچوڑے پتھر (انشاؔ)

دونوں جہاں سے گئے(ص)=دین و دنیا خراب و برباد ہوئے:

جس گھڑی تیرے آستاں سے گئے　　ہم نے جانا کہ دو جہاں سے گئے (آصفؔ)

گئے دونوں جہاں کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے (بقا)

دبکنا (مص) = خائف و ترساں ہو کر چھپ رہنا اور مقابلہ اور مجادلہ سے پہلو تہی اور کنارہ کشی کرنی اور برسر پرخاش آمادہ نہ ہونا:

شعلہ فتنہ کو برپا کرے اخگر کیا تاب پنبہ دانے کی نمط رحمتی ہے پنبہ میں دبک (مؤلف)
فتنہ تازہ زمانے میں ہوا ہے پیدا اسکے آگے سے تو اے فتنہ دبک کر چلنا (مصحفی)
شوخ کی برق تبسم جو چمک جاتی ہے صاعقہ ابر کے پردے میں دبک جاتی ہے (سرور)

دوم بمعنی کوفتن و کوبیدن بھی یہ اصطلاح استعمال پذیر ہوئی ہے:

دیکھو سے شہر کے کب یہ چشم زار دبکتی ہے تار نظر سے اسکے گلی گلی میں تار دبکتی ہے (شوق)

دو دن کی زندگی (مص) = زندگانی فانی اور حیات بے ثبات:

آئے ہیں عدم سے چپکے روتے ہیں پڑے
دو دن کی زندگی ہے کھوتے ہیں پڑے
رباعی
اے خلق خوش احوال انھوں کا جو ہے
آرام سے زیر خاک سوتے ہیں پڑے (خلق)

دو دن کی بات ہے (مص) = بہت مدت نہیں گذری عرصہ قریب گذرا ہے:

دو دن لگی ہے یہ بات کہ پھرتے تھے جنکے ساتھ
اب گور پر ہمارے جوان کا گذار ہے
قطعہ
آپس میں یوں وہ کہتے ہیں سب پڑھ کے فاتحہ
شہرت ہے جس کا نام یہ اس کا مزار ہے (شہرت)

ڈ

ڈبڈبانا (مص) = آب اشک کا بھر آنا کاسہ چشم میں:

ڈبڈبائی چشم آنسو تھم گئے کاسۂ نرگس میں جوں شبنم رہے (سودا)

ڈبکا (مص) = خوف و خطر اور اندیشہ اور بدگمانی:

سب راز ہو گیا وا آنکھیں جو ڈبڈبائی لو وہی پیش آیا تھا دل میں جو کہ ڈبکا (معروف)

شب فرقت میں اے ہمدم جو اشک آنکھوں سے نکلا تھا
کیا طوفاں بپا آخر یہی تو دل میں ڈبکا تھا (مؤلف)

ڈانواڈول (مص) = سرگذشتہ و آوارہ و سرگرداں اور خراب و خستہ:

کہا میں حضرت سودا سے کیوں ہوا ڈانوا ڈول — جو چاکری کرو تو لو کہیں سے گھوڑا مول (سودا)

گرو تو اس کے جو پھرتا ہے دلا ڈانوا ڈول — ہے ترا نعل گرا چاہ زنخدان میں کیا (شاہ نصیر)

ڈھیٹ (ص)= بے شرم اور بے حیا:

معروف حقیقت میں نہیں اتنا نحیف — فاقے مر مر کیا ہے اپنے کو ضعیف

رنگین آگاہ اسکے فعلوں سے ہے خلق — قطعہ — لیکن ہوتا نہیں ہے وہ ڈھیٹ خفیف (رنگین)

ڈھویا آیا (ص)= سبز ترکاری اور میوۂ فصلی باغبان نے ڈالے میں رکھ کر واسطے نذر کے لائے:

چھٹی کے بعد یہ ڈھویا مری کا چھن جولائی ہے — نہ دیے ہو جیا تم بیچ میں سے جو اچکتی ہو (رنگین)

ڈھیل (ص)= تاخیر اور درنگ اور مدت اور عرصہ:

ہمارا دھیان بھی قدرے قلیل ہے کہ نہیں
یہاں کے آنے میں کچھ اس کے ڈھیل ہے کہ نہیں (رنگین)

جاں منتظر ہے آنکھوں میں وقت رحیل ہے — جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے (محشر)

ڈھل گیا (ص)= تنزل اور تغیر پذیر ہوا اور دوسرے رواں ہونے کے بھی معنی ہیں:

لے سر پہ وبال اپنے پتنگوں کا نہ اے شمع — تو اور بھی جوبن سے جو ڈھل جائے تو اچھا (شاہ نصیر)

تو بھی ہو جا شب ہجراں کہیں جلدی کوتاہ — وصل کا دن تو شتابی ہی ڈھل جاتا ہے (سرور)

قد موزوں کی اسکے کیجئے تعریف کس منہ سے
کوئی مصرعہ زباں دانوں سے یارب ڈھل نہیں جاتا (حسرت)

جی نہ کیوں پروانہ دیتا یہ بھبھوکا تن ترا — ڈھل گئے ہیں جس پہ بھی اے شمع محفل رہ گیا (ممنون)

ڈوریا (ص)= اول نام پارچہ مشہور و معروف:

ذرا تو رو یہ اسی کا مزار ہے ظالم — ہوا تھا عشق میں جو تیرے خستہ تن مٹی

نہ پھول حسن گل تو اپنی جامہ زیبی پر — قطعہ — یہاں بھی ہے ترے عاشق کے زیب تن مٹی

بنے ہے دیکھ لے اشکوں کی دھاریوں سے تمام — بدن پہ ڈوریئے کا اس کے پیرہن مٹی (سرور)

اور دوسرے سگبان کے بھی معنی ہیں یعنی پرورش کرنے والا سگان شکاری و تازی کا:

بے مروت ہے چار چشم ہے یہ — ڈھوڑے کتے کی بائیں چشم ہے یہ (جرأت)

ہوگذر اس پلید کا جس جا وان فرشتہ نہ آئے نیکی کا (جرأت)

تھان خاصے ہزار لا کے دکھائے ڈورے چھینٹ نہ کوئی اس کو بھائے (دلہ)

ڈوری بانٹی (ص) = رشتہ خام کو پیچ و تاب دیا:

زاہد کے نہ نزدیک یہی کہیں نمازی بانٹے ہیں خرابات میں ناپاک کی ڈوری (جرأت)

ڈیڑھ اینٹ کی مسجد اپنی جدا ہی بناتے ہیں (ث) = ہر کام میں خواہ مخواہ دخل دیتے ہیں:

قطعہ

شرکت شیخ و برہمن سے میر کعبہ و دیر سے بھی جائے گا

اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدا مسجد کسی میخانہ میں بنائے گا (تقی میر)

اور دوسرے معنی ہیں ایجاد و اختراع کرنے کے۔

ڈھپ (ص) = دوڑ گھوڑے کی:

جاتا تھا جب ڈپٹ کے اسی میں حریف پر لے جوتیوں کو ہاتھ میں گھوڑا بغل میں مار (سودا)

ڈھیلے پیچ (ص) = ایک طرح کی عورتیں کے سر کے بال گندھے ہوتے ہیں اسکو ڈھیلا پیچ کہتے ہیں:

ڈھیلے پیچ اسکے نے گردن کا بڑھایا یہ حسن جلوہ گر شمع ہو جیسے تہ دامان سبک (انشا)

ڈبو دیا (ص) = خراب و برباد و تباہ کر دیا:

سمجھ کے دیکھا تو بے جا تھا سب گلہ دل کا کہ چشم نم نے ڈبویا معاملہ دل کا (حیرت)

ڈر کے مارے (ح) = خوف و خطر کے باعث:

مت دکھا آنکھ کہ ہیں تیغ نظر کے مارے بن اجل یونہیں ہوتے جاتے ہیں ڈر کے مارے (مؤلف)

پھر آئے وہ کعبہ سے ڈر کے مارے چڑھے زاہد مفتخر مفت خر پر (انشا)

ڈنڈ پیل (ص) = پہلوان ورزش کرنے والا:

وہ پہلوان سادہ لب جو ڈنڈ پیل بولا کوئی جو غش ہو تو ایسے بھسنڈ پر (انشا)

ڈٹ جانا (ص) = وقت مجادلے کے مقابلہ کرنا اور حریف سے روکشی کرنی:

سینہ سپر ہے خنجر و پیکاں کے سامنے دل ڈٹ گیا ہے اس صف مژگاں کے سامنے (مولف)

یہ تیزی آنکھوں میں اور اسکی تیغ ابرو میں کہ جیسے مردم جنگی کسی سے جاویں ڈٹ (انشا)

ڈلک (ح) = روشنی اور صفائی اور درخشندگی اور قائم نہ رہنا نور کا ایک جا پر

لگے ہوئے گھر شب چراغ اکثر جا   ڈلک سے جنکی بہت دور تک ہو پھیلاوٹ (انشا)

آستیں کو چہ مہتاب نظر آتی تھی   اسکے ساعد کی ڈلک میں تھی یہ کچھ پھیلاوٹ (انشا)

ڈھٹائی (مس)= ضد سے ایک کام کرنا اگرچہ نقصان کیوں نہ اور دوسرے معنی بے حیائی کے اور بے غیرتی کے اور نامرادی کے بھی ہیں:

یا ڈھٹائی سمجھے وہ یا اس کو جرأت جانئے   آئیں گے جی آئیں گے اب تو طبیعت آگئی (جرأت)

پیمان و وعدے وہ جو ہوئے تھے بہم تمام   لکھے پر ایک حرف قسم ہی نہ تھا غلط

قطعہ

صدقے پر اس ڈھٹائی کے پڑھ کر کہا کہ سب   بہتان واتہام دروغ افترا غلط (ممنون)

ٹک دیکھ ڈھٹائیاں تو اس کی   پھر مصحفی تجھ سے لگ چلا ہے (مصحفی)

ڈھیلا پیچ (مس)= گندھے ہوئے سر کے بال۔ یہ اصطلاح سابق مرقوم ہو چکی ہے[1]:

بہر خدا تم اس بت آشفتہ زلف کے   ٹک ڈھیلے پیچ لٹ پٹے دستار دیکھنا (مصحفی)

ڈھیر (مس)= اول بمعنی تودہ وانبار دوسرے قبر فقراء و غرباء کو بھی کہتے ہیں:

گور مجنوں سے نجاویں گے کہیں ہم بے نوا   عیب ہے ہم میں جو چھوڑیں ڈھیر اپنے پیر کا (تقی میر)

ہم تو پامال جنوں مر کے بھی اے جاں ہونگے   ڈھیر کا پالا بنا کھیلتے طفلاں ہوں گے (منیر)

تربت مصحفی کو کل دیکھا   ڈھیر تھا اک مزار کی مانند (مصحفی)

ڈوبا نام اچھالا[2] (مس)= از سر نو عزت و توقیر اور نام آوری پیدا کی:

تمھیں سب دیکھ کر کہتے ہیں یوسف ہوگا ایسا ہی   یہ ڈوبا نام تم نے اسکا مدت میں اچھالا ہے (آشنا)

عالم چاہِ ذقن تم نے دکھا کر جان من   نام یوسف پھر اچھالا عمر کا ڈوبا ہوا (وسعت)

ڈول[3] (مس)= طرح اور طرز اور ترکیب:

میں اس عشق کا یہ نہ سمجھی تھی ڈول   ترے غم سے آنے لگا مجھ کو ہول (میر حسن)

کیجے اقرار کچھ ایسا کہ پھر انکار نہ ہو   یعنی آپس میں کسی ڈول کی تکرار نہ ہو (انشا)

ڈھونڈ ڈھانڈ (مس)= تلاش و جستجو کرنا:

محبوب انھیں کہا تو مرقع سے ڈھونڈ ڈھانڈ   دی آپ نے مجھے میاں محبوب کی شبیہ (انشا)

ڈھانچہ[4] (مس)= قالب:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۴۸ اور ۲۵۱ [2] ص ۲۵۰ پر بھی موجود [3] ص ۲۵۱ پر بھی موجود [4] ص ۲۵۱ پر بھی موجود۔

کر کے تن مرغ روح کا ڈھانچہ جسم نے ڈھانکا سپہر کا کھانچا (آتش)

ڈنکا ڈالنا (مص) = منقار مارنا مرغ کا سر پر مرغ کے:

چاہیے یوں ہی ڈالنا ڈنکا جس سے راون کی کانپ اٹھے لنکا (آتش)

دوسرا ڈنکا ڈالے لات جڑے تو یہ بازی کے دینے پر نہ اڑے (ول)

ڈبڈبے (ص) = سرسبز شاداب و سیراب و خرم و سبز:

کندن سے رنگ کو تیرے پہنچے ہے کب میاں جلوہ میں گرچہ ہے زر خورشید ڈبڈبا (مصحفی)

ہوائے بہاری سے گل لہلہے چمن سارے سیراب اور ڈبڈبے (میرحسن)

ڈھول سے کھال بھی گئی (ث) = جو کچھ باقی رہا وہ بھی جاتا رہا:

دل نالاں کا آبلہ پھوٹا ہے مثل ڈھول سے کھال بھی گئی (مؤلف)

دھاڑیں ماریں (مص) = باآواز بلند گریہ وزاری کی۔

کہیں بچھڑا ہوا دکھا جو اک سرخاب کا جوڑا تو دھاڑیں مار کر رویا بط گرداب کا جوڑا (آتش)

ڈٹ گیا (مص) = مقابل اور روکش ہوا:

یہ تیزی آنکھوں میں اور اسکی تیغ ابرو میں کہ جیسے مردم جنگی کسی سے جائے ڈٹ (آتش)

ڈنکے بجانا (ح) = آپ کو شہرہ آفاق و بلند آوازہ کرنا:

بلند آوازے کہتا ہوں مجنوں کی گئی نوبت محبت آج ملک عشق میں ڈنکا بجاتا ہے (محبت)

ڈبڈبائی آنکھ (ص) = آنکھوں میں آنسو بھر آئے:

حال درد آلود یہاں دیکھ کر دل تیرا ڈبڈبا آتی ہے جوں پیمانہ دولاب چشم (یہاں)

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے کاسہ نرگس میں جوں شبنم رہے (سودا)

ڈوبا نام اچھالا (مص) = آبروئے رفتہ کو از سر نو پیدا کیا:

عالم چاہ ذقن تم نے دکھا کر جان من نام یوسف پھر اچھالا عمر کا ڈوبا ہوا (وحشت)

ڈھب کڈھب (ص) = موقع اور غیر موقع، محل اور بے محل، جا اور بے جا، مناسب اور نا مناسب:

ڈھب کڈھب اسکو لگائی تیغ ہر دم مصحفی اس میں سر مقتول کا تن سے جدا ہویا نہ ہو (مصحفی)

ڈنکا ڈالنا (مص) = مرغ کو مرغ سے لڑانا۔ معین و مقرر کرنا اور بازی بدی۔ یہ اصطلاح مرغ بازوں کی ہے:

چاہیے یوں ہی ڈالنا ڈنکا — جس سے راون کی کانپ اٹھے لنکا (آتش)

دوسرا ڈنکا ڈالے لات جڑے — تو یہ بازی کے دینے پر نہ اڑے (ولہ)

اور دوسرے معنی ڈنکا ڈالنے کے مرغ کی چونچ مارنے کے بھی ہیں اور ڈنکا چوب نقارہ کو بھی کہتے ہیں فقط۔

ڈول (ح) = طرح اور ترکیب اور وضع:

اقرار کچھ ایسا کہ کچھ انکار نہ ہووے — آپس میں کسی ڈول کی تکرار نہ ہووے (آتش)

میں اس عشق کا یہ نہ سمجھی تھی ڈول — ترے غم سے آنے لگے مجھ کو ہول (میرحسن)

ڈھیلا پیچ (ص) = سر کے بال گندھے ہوئے ابرو کے اوپر:

چوٹی وہ بلا قہر کہ جو مانگ کے جی لے — تس پر یہ غضب اور چھٹے پیچ ہیں ڈھیلے (آتش)

ڈھانچا (ص) = جسم بے روح:

کر کے تن مرغ کا ڈھانچہ — جسم نے ڈھانچا سپہر کا کھانچا (آتش)

ڈگ (ص) = قدم:

زمیں پر رکھتے یہ تسبیح والے کچھ کذب ڈگ ہیں

ہر ایک پھانسے میں سو سر ہیں قزاق ہیں ٹھگ ہیں (آتش)

وصف کیا فیل فلک رتبہ کا کچھ مرقوم — طے جو اک ڈگ میں کرے بنتے تو دعویٰ روم (مولف)

یوں تن فیل پہ قطرات عرق کا ہے ہجوم — چرخ نیلی پہ عیاں شب کو ہو جوں جوش نجوم (ولہ)

ماہ نو دانت ہیں اور کہکشاں ہے خرطوم — طور والبرز بلندی میں ہیں حد کم دونوں (ولہ)

ذ

ذات اگٹ ڈالی (ص) = عیب و نقصان آبا و اجداد کے ظاہر کیے:

جوفی المثل اسے شیریں بھی لے کوئی چٹکی

تو سب وہ ذات و صفات اسکے دم میں ڈالے اگٹ (آتش)

ذقند[1] بھری (ص) = جست کی:

رکھوں نہ ہم نفساں گر دل طپیدہ پر ہاتھ — تو جا رہے ابھی بھر کر ذقند آتش پر (شاہ نصیر)

ذوالحال (ح) = خشمگیں و غضبناک۔

---

[1] "زغند" بھی استعمال ہوتا ہے۔

مری ذوالجلال لقا کو بری ہے   پہ آچا اس سے بڑھ کر شدخوری ہے (رنگین)

ر

رتی چمکی اور رتی جاگی (ص) = طالع خفتہ بیدار ہوا اور اختر اقبال زوال سے نکلا اور سرحد کمال کو پہنچا:

یا اس نے ہی کچھ رسم تغافل کم کی   تاثیر پڑی ہے یا کہ اپنے غم کی
رباعی
رونے کو میرے تولے ہے دونظروں میں   اس گوہر اشک کی بھی رتی چمکی (درد)

آپ سے آتی ہوں تیرے پاس میں بھاگی ہوئی
ان دنوں رتی دوگانا تیری ہے جاگی ہوئی (رنگین)

گوش مہوش تک تو تو پہنچا ہے طالع تیرے   شکر کر رتی تری چمکی گہر اچھا ہوا (شاہ نصیر)

روکھی پھیکی (ص) = بے لطف و بدمزہ اور آزردہ اور خفا:

اسکو میں اوڑھوں، بچھاؤں یا لپیٹوں کیا کروں   روکھی سوکھی ایسی پھیکی مہربانی آپ کی (انشا)
مجلس میں ہوگئے تم اک دم میں روکھے پھیکے   رکنا کچھ اس طرح سے لازم نہیں ہنسی میں (رنگین)

رونگٹے کھڑے ہوگئے (ص) = نہایت خائف و ترساں ہوئے:

خون کی دھاریں یہ چھٹیں دل سے دل افگاروں کے
رونگٹے سن کے کھڑے ہوگئے فواروں کے (منیر)

دیکھ کر زرم اسکے مخمل سے بدن کے رونگٹے   ہوگئے تن پر کھڑے سرو چمن کے رونگٹے (شاہ نصیر)
پاس اپنے بٹھانے سے تیرے   کھڑے ہوتے ہیں رونگٹے میرے (مومن)
دیکھ کر وہ لپٹے گرد اس دہن کے رونگٹے   اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو اپنے بدن کے رونگٹے (انشا)
تار بارش یہ نہیں دیکھے سے چشم زار کے   رونگٹے تن پر کھڑے ہیں ابر دریا بار کے (مؤلف)

رنگ فق ہوگیا اور منہ فق ہوگیا (ص) = رنگ زرد ہوگیا اور اڑ گیا:

تھی شب وصل کھل گئی جب آنکھ   رنگ فق ہوگیا سحر کو دیکھ (عشرت)
شب وصال ہے دل پر قلق ابھی سے ہے   سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے (ولہ)
ترے مریض کے منہ سے جو اٹھ گیا کپڑا   تو فق تھا دیکھے سے ہر یار و آشنا کا رنگ (معروف)
وہ رنگ وہ روش وہ طرح سب گئے برباد   آتے ہی تیرے باغ میں منہ گل کا فق ہوا (تقی میر)

یہ میرا حال جو اے یار و دیکھتے ہو تباہ　　کہ رنگ زرد ہے منہ فق ہے بکھری بکھری نگاہ　(موتن)

کس کی نگاہ گرم رخ نازنیں پہ ہے　　جو منہ کا رنگ فق ہے پسینہ جبیں پہ ہے　(ذوق)

رکیلا (ص)= حرام زادہ اور مفسد اور حنفی اور بدذات:

خدا جانے یہ کس کا ہے موت خوجا　　قیامت رکیلا ہے یاقوت خوجا　(رنگین)

رواں دواں کردیا (ص)= تہ وبالا اور زار و زبوں و خراب و خستہ اور پارہ پارہ کردیا:

رواں دواں کردیا جان کو　　رلایا ہر ایک جن وانسان کو　(میرحسن)

روئیں تنوں کے جسم کو کردے رواں دواں　　شمشیر آبدار تری، مارمارپا

روپ روئیں بھاگ کھائیں (ث)= اگر تقدیر برگشتہ ہو تو خوبرو اور حسین و صاحب جمال مطیع و منقاد و فرمانبردار اور خدمت گذار بدصورتوں اور زبوں طلعتوں کے ہوں اور برخلاف اس کے بدصورت عیش و عشرت میں شام و سحر بسر کریں۔ دن عید اور رات شب برات ہو:

قطعہ　ناز برداری زناخی کی کردں کیوں کر نہ میں

لاکھ دل سے دل جسے چاہے وہ بیدل کس سے ہو

ہے مثل مشہور باجی روپ روئیں بھاگ کھائیں

جو لکھا قسمت میں خالق نے وہ زائل کس سے ہو　(رنگین)

رائی کائی کردیا (ص)= پارہ پارہ اور ریزہ ریزہ کیا:

نہ چھوڑ پنجہ مژگاں سے تو دست طفل سرشک　　ابھی زمیں پہ گرے ہے تو رائی کائی ہو　(سودا)

لگتے ہی اس سنگدل سے رہ گیا دل ٹوٹ کر　　رائی کائی ہوگیا پتھر پہ شیشہ چھوٹ کر　(مؤلف)

رنگیں کی طبیعت جو ادھر کو آئی　　توکردیا معروف کو رائی کائی

رباعی

اس واسطے سجہ اس کا ہے نام رکھا　　ہے ایک سوا یک یہ رباعی بھائی　(رنگین)

رونے کو گئے نماز گلے پڑی (ث)= کار سہل و آساں دشوار اور مشکل ہوگیا، سوچا تھا کچھ اور درپیش آیا کچھ:

گو مہر بتاں خوب ہے ہر چند ولے　　ہے ہجر میں کس کو تاب جو ہاتھ ملے

رباعی

کیا دیدبتاں کو جائے کوئی ماتل　　رونے کو گئے نماز پڑی ہے گلے　(ماتل)

رُوح نہیں ملتی (مص)= دل اصلاً راغب اور متوجہ نہیں ہوتا اور میل خاطر مطلقاً نہیں:

میرے اس سال و مہینے کے آنے کو اپنے نزدیک جان لے تو فتوح
قطعہ
رکھ نہ دھیان اور بات کا رنگین تجھ سے ملتی نہیں ہے میری روح (رنگین)

رہنی باندھی (مص)= ہر دم آمد و رفت مقرر کیے اور ہر کام کا تار باندھا:

طبیعت جبکہ بندے کی دوگانا جان جان پر لپٹی
تب اس کمینت نے اس بات کی ایک باندھی رہنی (رنگین)

رات تھوڑی سانگ بہت (مص)= عمر کم اور معاملات دنیا کے بہت اور حسن عمل تھوڑے اور گناہ بے حد و نہایت اور وقت تنگ اور افسانہ دراز۔ غرض یہ نظیر اور بھی چند جا پر استعمال پذیر ہوئی ہے:

بن جو کچھ ہو سکے جوانی میں رات تھوڑی ہے اور بہت ہے سانگ (تقی میر)
کیا خیال وگمان سے ہو نجات تھے بہت سانگ اور تھوڑی رات (مومن)

روغن قاز ملا (مص)= فریب دے کر راضی کیا:

ہر کسی سے ہے اس کو راز و نیاز سب کو مل دیتے ہیں یہ روغن قاز (انشا)

رزق کا کیڑا (مص)= انسان و حیوان:

جو رزق کا کیڑا ہے اسے کیوں ملے نہ رزق رزاق سے پاتا ہے غذا سنگ میں کیڑا (جرأت)

رنگ لایا (مص)= برپا کن شورش و جنوں و آمادہ فتنہ و فساد ہوا:

اشک پر سرخی ابھی سے ہے تو آگے ہم نشیں رنگ لاوے کیسے کیسے دیدۂ تر دیکھیے (تقی میر)
جوش گل سے یاد آتی ہیں ترے نیرنگیاں رنگ رفتہ سے مرے کیا رنگ لاتی ہے بہار (مومن)

سرخ جو کرتا تھا خوں سے عاشق بے دل کے ہاتھ
رنگ ہے لائی حنا باندھے ہے اس قاتل کے ہاتھ (شاہ نصیر)

دیوانہ پن ہمارا آخر کو رنگ لایا جو دیکھنے کو آیا ہاتھوں میں سنگ لایا (سودا)

راس نہیں ہے (مص)= نحس اور نامبارک ہے:

کوئی بھی دوا اپنے تئیں راس نہیں ہے جز وصل سو ملنے کی ہمیں آس نہیں ہے (درد)

ے ص ۲۵۶ پر بھی موجود۔

آب وہوائے ملک محبت راس نہیں ہے ہم کو تو
ہوتے ہیں لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتے ہیں (منت)

رونی صورت(مں)= شکل غمگین و آزردہ اور ماتم زدہ:

بنائی ہے پھولوں نے جو رونی صورت   وہ گل کیا چمن میں ہنسا چاہتا ہے (ناسخ)

رباعی
ہے ہجر بت چنچل سے رونی صورت   ہے اپنی تو آج کل سے رونی صورت
برپا کن شور خندۂ برق نہ ہو   ہے ابر تیری ازل سے رونی صورت (مؤلف)

رنگ کٹ گیا(مں)= نردیں ماری گئیں۔ یہ اصطلاح چوسر بازوں کی ہے:

رنگ تو گیا کٹ گئے ہیں دیکھنے والوں کے سر   تیغ سی ہے چال اس محبوب چوسر باز کی (ناسخ)

ہاری ہے بازی کیوں نہ زر گل کو دے بہار   فصل خزاں سے رنگ کٹا زرد غنچے کا (مؤلف)

راہ دیکھنا اور راہ تکنا(مں)= انتظار کرنا:

حشر ہو جائے گا بے بابی دل سے لیکن   راہ کو پھر بھی تری عہد شکن دیکھیں گے (حشر)

کب تلک ہم راہ دیکھیں شکل تک دکھلاؤ گی   جان گھبرا کر چلی تن سے اجی آجاؤ جی (جرأت)

راہ کس کی تو در یار پہ تکتا ہے نصیر   کس کا کھٹکا ہے تجھے شوق سے کھٹکا زنجیر (شاہ نصیر)

راہ لگ(مں)= اپنا کام کر اور کسی بات میں دخل نہ کر:

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی   تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں (انشا)

اور راہ لے کے بھی یہی معنی ہیں جو تحریر ہوئے ہیں:

قاصد نہیں ہے کام تیرا اپنی راہ لے   اس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے (درد)

راہ پر آنا(مں)= روش نیک اختیار کرنی اور طرز بد کو ترک کرنا اور بر سر صلح و آشتی آنا:

ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے فلک   اس شوخ کو بھی راہ پر لانا ضرور تھا (تقی میر)

ہم جستجو میں اس کی کیے دست و پا بھی گم   افسوس ہے کہ آئے نہ وہ راہ پر کبھو (تقی میر)

رفتہ رفتہ بعد مدت وادیٔ الفت میں ہم   راہ پر آئے تو تھے لیکن صبا بہکا گئی (جرأت)

راہ ہوئی(مں)= رسم اتحاد و ملاقات جاری ہوئی:

راہ اس سے ہوئی خلق کو کس طور سے یارب   ہم کو کبھی ملنے کا پر اس کو نہ ڈھب آیا (تقی میر)

رہی سہی (ص)= باقی ماندہ:

رہی سہی بھی گئی عمر تیرے پیچھے یار یہ کہہ کہ تیر اکب تک انتظار کریں (تقی میر)

روزگار (ص)= اول بمعنی زمانہ دوم نوکری:

کیوں کہ شیخ توکل کو اختیار کریں زمانہ ہووے مساعد توروزگار کریں (تقی میر)

روندا (ص)= پامال کیا:

جہاں نے جوں خاک ہم کو روندا نہ تم سے ملتے نہ ایسے ہوتے
ہوئی ہے مٹی خراب کیا کیا نہ تم سے ملتے نہ ایسے ہوتے (مومن)

رو بیٹھے (ص)= ناامید اور مایوس ہوئے اور صبر کیا:

کہیں دل کو بھی تو نہ کھو بیٹھے کہیں آنکھوں کو یوں نہ رو بیٹھے (مومن)

روح دوڑی (ص)= نفس نے خواہش کی اور میلان طبیعت ہوا اور جی چاہا:

نہ موز بوسہ سیب ذقن سے منہ اپنا اب اس پہ بھی تیرے بیمار غم کی روح دوڑی (معروف)

روح نہیں ملتی (ص)= دل بیزار ہے اور خاطر سبک زیر بار ہے:

منافقوں کی طرح جو ملے ہے اے معروف نہیں ہے ایسے سلمانوں سے اپنی روح ملتی (معروف)

رفو چکر میں آگئے (ص)= ششدر و حیران اور سرگشتہ و آوارہ ہو گئے:

رفوگر کو کہاں طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر میں آجائے (سراج)

رات کی رات (ص)= ایک شب:

آئے ہو آج تو رہ جاؤ صنم رات کی رات لیلتہ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات (قدر)

روند ڈالا (ص)= تلوؤں کے نیچے ملا، یہ اصطلاح بالا مرقوم ہو چکی ہے:

اٹھا روند ڈالا اک عالم کا دل بھلا شوخ یہ بھی کوئی چال ہے (قائم)

رام کہانی (ص)= سرگذشت وافسانہ دل وقصہ غم و درد:

فرصت خواب نہیں ذکر بتاں میں قائم روز و شب رام کہانی سے کہا کرتے ہیں (قائم)

درد دل اس بت بیدرد سے کیسے تو کہے جا کے یہ رام کہانی تو سنا اور کہیں (جرأت)

رات بیمار پہ بھاری ہوتی ہے (ص)= اکثر شدت مرض نسبت روز کے شب کو ہوتی ہے:

کیوں گراں سرمہ نہیں ہوتا ہے چشم یار پر　　رات بھاری ورنہ ہوتی ہے دلا بیمار پر　(مؤلف)

چنانچہ یہ مطلع نجم الدین علی خاں تمنا خلف سراج الدین علی خاں آرزو کا اسی معنی پر دلیل ہے:

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ　　درازی رات کی بیمار سے پوچھ　(تمنا)

رجھا گیا (مص)= خوش و خرم اور محظوظ کیا:

شیخ رکھتا تھا سدا حسن بتاں سے انکار　　آج دکھلا کے تجھے خوب رجھایا ہم نے　(ممتاز)

رکھائی بتلائی (مص)= راہ ملاقات مسدود کی اور خفا ہوا اور چشم نمائی کی:

جب لگاوٹ وہ مری ہر بات میں پانے لگا　　باتوں باتوں میں رکھائی یار بتلانے لگا　(غضنفر)

تا چند ہم سے جان مری یہ رکھائیاں　　گاہے تسلی دل ناشاد کیجیے　(مصحفی)

رنگ رلیاں (مص)= عیش و عشرت:

خون دل بہتا ہے آنکھوں سے جو قائم　　پھر نظر آتی نہیں اس شب کی رنگ رلیاں مجھے　(قائم)

خون سے پھر ان کی رنگیں ہم نے گلیاں دیکھیاں
رنگ محلوں میں جنھوں نے رنگ رلیاں دیکھیاں　(ظفر)

روگ بسایا (مص)= آزار مول لیا اور رنج پیدا کیا:

کوئی تم سے دوستی کو کرکے اب کس واسطے　　روگ اپنی جان کو ناحق بسا ہے دو جواب　(سودا)

اور بعض محل پر یہ اصطلاح عداوت اور کینہ کے بھی معنی بخشتی ہے:

رنگ رچا (مص)= شادی شروع ہوئی اور سامان طرب مہیا ہوا:

ڈوبا ہے شفق بیچ صنم پنجہ خورشید　　یا مہندی کا ہاتھوں میں ترے رنگ رہا رچ　(سودا)

رذالی (مص)= بدذات اور کمینی اور شریر:

تک صحبت ہو رذالوں سے جو یوں تجھکو کہیں　　دموں کی خیر رہے دولہ بہادر عاشق　(انشا)

رکابی سامنہ (مص)= روئے گرد اور بدہیئت:

شب مہ میں کہتا تھا وہ ماہ سے　　رکابی سے اس روپہ اتنا گھمنڈ
بس اے شمع کر فکر اپنی ذرا　قطعہ　انھیں چار آنسو پہ اتنا گھمنڈ　(انشا)

رکاوٹ (مص)= خفگی اور رنجش:

کھول آغوش نہ تو مجھ سے رکاوٹ سے لپٹ — اب جو لپٹنا ہے تو آ پیار کی کروٹ سے لپٹ (انشا)

رائی نون تیری آنکھوں میں (ص)= چشم بد دور اور بجائے نصیب اعداء بھی یہ اصطلاح استعمال پذیر ہوتی ہے:

قطعہ
گھور ہو ان کو صنم میں نے کہا تو بولے
میں تو انسان ہوں ہو تو ہی نگوڑے پتھر
بھٹ کنائی کے ارے کانٹے پڑیں مٹی خاک
رائی اور نون ترے دیدوں میں تھوڑے پتھر (انشا)

رستمی دکھلائی (ص)= بہادری اور شجاعت کی:

کہہ بہ تبدیل قوافی غزل انشا ایک اور — رستمی اپنی دکھا طبع سخنداں کو لپٹ (انشا)

رٹ لگی (ص)= زبان زد ہوا اور خو اور عادت پڑی:

مستزاد
مت چھیڑو مجھے دیکھو ابھی کہنے لگو گے۔ اچھا کیا تم نے
چولی مری مسکے ہوئی دامن بھی گیا پھٹ۔ لگ جائیگی یہ رٹ (انشا)

رکھائیاں دیں (ص)= کنارا کیا اور بے مروتی عمل میں لایا، یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے[1]:

ان میں کدورتیں نہ آئیں ایسا نہ ہو کہ روٹھ جائیں — دیویں ہم رکھائیاں آتش و باد و آب و خاک (انشا)

روڈالا (ص)= گریہ وزاری کی:

آنسو دو چار وہ روڈالوں ابھی گرما گرم — جس کے امواج میں مشرق ہو یا غراق آتش (انشا)

ریز کرنا (ص)= بچہ طائر کا پہلے پہل بولنا اور زبان گویائی پہ وا کرنی اور بعضے چرغنا بھی کہتے ہیں اور چرغا لفظ ہے ترکی بمعنی صورت طائر خوش لحن:

رباعی
معروف اگر کرے زبان اپنی تیز — کہ میں بھی کردوں رخش قلم کو مہمیز
ہے ہجو طلب مزاج اس کا رنگین — جو مجھ سے شروع لڑنے کی ہے اب ریز (رنگین)

روک ٹوک (ص)= مانع آنا دربان و چوکیدار کا آمد و رفت سے مردم کو:

دربان ہے وہ ایک نگوڑا سو عمر بھر — میرے اصیل کے ہی رہا روک ٹوک میں (انشا)

راج کرے (ح)= موقوف رکھے اور باز آئے:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۵۷۔

کر دیا تو نے خفا مجھ سے مرے انشا کو　　یہ تری راج کرے شوخ مزاجی باجی　(انشا)

سخت بے دید ہو تم اے رنگیں　　کوئی اب اس کا کیا علاج کرے
قطعہ
ہم تمہیں چاہیں چاہو اور کو تم　　دوستی اس طرح کی راج کرے　(رنگین)

رچنا (ص) = مالوف و مشغول ہونا:

دل کسی سے نہیں رچنا　　خوئے بد اپنی سے ناچار ہوں میں
قطعہ
التجا کس کی کروں اپنی ہی　　ناک چوٹی میں گرفتار ہوں میں　(رنگین)

رستے بند ہوتے ہیں (ص) = اس قدر حسین و جمال ہے کہ جو دیکھتا ہے غش کھاتا ہے، طاقت طاق ہو جاتی ہے:

دیوانے اور ساداں اس پہ دانشمند ہوتے ہیں　　یہ عالم اسکا دیکھا ہے کہ رستے بند ہوتے ہیں　(سودا)

ہو جائیں گے ایک آن میں رستے کے رستے بند　　جا کر نہ تو کہیں سر بازار دیکھنا　(مصحفی)

روکھا ہوا (ص) = آزردہ اور رنجیدہ ہوا:

میں نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے　　عید کے دن بھی کیا نہیں ملتا
قطعہ
ہو کے روکھا وہ یوں لگا کہنے　　کیا کریگا بے جا نہیں ملتا

بن نمک چھڑکے زخم سینہ پر　　مصحفی کچھ مزا نہیں ملتا　(مصحفی)

رونے کا تار باندھا (ص) = گریہ وزاری پیہم و متواتر کی:

زریں کمر کو جو غیر سونے کا تار باندھے　　غیرت سے چشم پرنم رونے کا تار باندھے　(مؤلف)

خدا جانے کہ رستہ بند ہے کس موج دریا سے
جو ان آنکھوں سے اب تک بندھ رہا ہے تار رونے کا　(مصحفی)

بندھے گر چشم نم دیدہ سے ہر دم تار رونے کا
نہ لیوے نام ہر گز ابر دریا بار رونے کا　(سرور)

ریس (ح) = برابری اور ہمسری اور مقابلہ اور روکشی:

اسکے کن پھولوں کی چتت کی کریں کیا ریس پھول　　جسکے ہے چھپا کلی گردن میں ماتھے سیس پھول　(ذوق)

جاتے ہیں اگر پیر و جواں سیر چمن کو　　اے مصحفی جاویں ہمیں اس بات کی کیا ریس　(مصحفی)

روتے گیا مرنے کی خبر لایا (ص) = آزردہ گیا اور غمزدہ آیا:

یہ اشک دل کے تلف کرنے کی خبر لایا مثل ہے روتا گیا مرنے کی خبر لایا (نیاز)

ریجھنا (ص) = فریفتہ ہونا اور پسند و خوش کرنا:

یہ آنکھیں اس کی آنکھوں پر دل اس کے گال پر ریجھا
جو انکی جان زلفوں سے تو پھر جی خال پر ریجھا (نثار)

رکنا (ص) = خفا ہونا اور ملاقات ترک کرنی:

اول تو میں رکتا نہیں او جس سے رکوں میں منہ کھلو خرچوں کے تو تو بھی نہ کھلوں میں (معروف)

رکے جو کوئی اس سے رک جائے جھکے جو کوئی اس سے جھک جائے (حسن)

رپ رپ چلنا (ص) = جلد و شتاب سرگرم رفتار ہونا:

داب اپنی بغل میں ایک مرغا چلتا رپ رپ قدم ہے وہ مرغا (انشا)

رشتہ ناتا (ص) = قرابت و خویشی و یگانگت:

نسل بڑھی آدمی کی انشا کون کسی کو پہچانے باعث کثرت ہم دیگر ناتے رشتے بھول گئے (انشا)

رنگ محل (ص) = نام ہے مکان محل معلی بادشاہی کا:

واسطے تیرے مرا رنگ محل ہے دشمن واسطے تیرے بھی چھوٹے بڑے مجھ سے لڑے (انشا)

روندن میں آگئے (ص) = پامال ہوگئے:

رشک کی جا ہے خوشحال رہ افتادہ عشق جسکو اس شوخ کے توسن کے دو روندن ملے (انشا)

رے واوز بر رو ہو (ص) = روانہ ہو:

ہووے رے واوز بر رو جو نکامٹ رکھے کیوں وہ دنیا میں رہے جس سے تجھے پیلنہ ہو (انشا)

رخ نہ پایا (ص) = توجہ خاطر اور میلان طبیعت اور رغبت دل کی:

کمال انس تو مجھ سے رکھتا تھا لیکن ترا رخ جو اس نے نہ پایا نہ آیا (کمال)

روپ بدلنا (ص) = صورت کو تبدیل کرنا:

اگرچہ رنگ نئے آسمان بدلے ہے یہ روپ تیرے سے کب میری جان بدلے ہے (شاہ نصیر)

ریشم کی سی گانٹھ (ص) = عقدۂ دشوار و سخت اور کار مشکل:

اٹھے ہو حیلہ سے بندے کے اٹھانے کو عبث | پہلے کیوں منظور تھا صاحب کو بٹھلانا مرا
اب کھلے کیا رشتہ الفت پڑی ریشم کی گانٹھ | دیکھ کہتا ہوں نہ سمجھو سہل الجھانا مرا (جرأت)

ز

زبان سے زبان لڑانا (مص) = مساس کرنا اور لذت اٹھانی:

یقیں صلح ہمیں جب ہووے کے بوسہ لب | کھولو آؤ زباں سے زبان لڑاتے ہو (ذوق)

جب لڑیں باہم زبانیں وصل میں بولا صنم | ناتواں ہے تو مگر تیری زباں میں زور ہے (ناسخ)

وہ ترا منہ سے منہ ملا دینا | اور زباں سے زباں لڑا دینا (ناثر)

زبان کیلنا اور منہ کیلنا (مص) = ازروے سحر وجادو شخص بدگو، کو خاموش کرنا اور بند ہونا زبان حاسد کا افسوں کے اثر سے:

لے کے میرا نام در میں مت دبا آہن کی کیل | میں ہوں تیرا دوست ظالم تو زباں دشمن کی کیل (ظفر)

گاہ گھبراتا ہے دل گہہ ہاتھ سے دل جائے ہے
گاہ لب پر حال دل ہے کہ زباں کل جائے ہے (کرم)

کہتا ہے چاک درے کیوں تونے اس کو جھانکا
ہے جی میں کیل دیجے منہ اس کے پاسباں کا (شاہ نصیر)

زمین کا پیوند ہو (مص) = ظالم اور باعث ننگ وعار عالم تہ خاک بہتر ہے:

ہوا ہے آکے مری آستین کا پیوند | یہ طفل اشک ہو یارب زمین کا پیوند (شاہ نصیر)

پیوند میں زمین کا ہوا اس گلی میں لیک | یوں بھی کہا نہ آکے یہ کس کا مزار ہے (تقی میر)

زمین پھٹے اور سما جائے (مص) = مرگ ناگہانی آجائے۔ دل زندگانی سے بیزار ہے:

دیکھے ہے منہ ترا تو یہ کہتا ہے رشک سے | یارب زمیں پھٹے تو سما جائے آفتاب (سودا)

زمین دیکھی (مص) = تی کی:

کیف چاند ہے دیکھو نہ آسماں کی طرف | مجھے یہ ڈر ہے مبادا کہیں زمیں دیکھو (ناسخ)

کریہہ الشکل وبدہیت کہیں ایسی نہیں دیکھی | کہ صورت آسماں کی دیکھ کر میں نے زمیں دیکھی (تقی میر)

زمین سخت اور آسماں دور (مص) = عالم مجبوری ولاچاری کہ مرگ وزیست دونوں قبضہ اختیار

سے باہر ہے:

جدائی تری کس کو منظور ہے　　زمیں سخت ہے آسماں دور ہے (حیرتؔ)

اے میاں دیکھ یہ بھاویگا خدا کو نہ غرور　　کیا کروں ہائے زمیں سخت اور فلک ہے دور (سوداؔ)

زعم ہے (مں) = غرور و نخوت اور تکبر ہے:

ہے جسے زعم نوجوانی کا　　اس کو کیا غم ہے ناتوانی کا (رنگینؔ)

زبان کی (مں) = گالیاں دیں اور سخت وست کہا اور **زبان چھوڑنے** کے یہی معنی ہیں:

کیا اس آئینہ رو سے کہیے آہ　　جو زباں کر کے پھر مکر جائے (تقی میرؔ)

گل بے دماغ ہوتا ہے نالوں سے عندلیب　　بس اے زباں دراز نہ اتنی زبان کر (حیرتؔ)

یہ بھی کوئی گفتگو ہے پہلے گالی پیچھے بات　　دیکھ جانے دے نہ کرا ے بدزباں اتنی زباں (معروفؔ)

ورنہ پھر ایسا نہ ہو کچھ ہم بھی کہ بیٹھیں تجھے　　آخرش انساں ہیں منہ میں ہے ہمارے بھی زباں (معروفؔ)

سب چلے تیرے آستان کو چھوڑ　　بدزباں تو بھی اب زبان کو چھوڑ (جراتؔ)

زہر کی پڑیا پھانکی (ح) = زہر کھایا:

مردوں کی جو کہا میں نے کہ مت جھانک موئے　　تو وہ زہر کی پڑیا کو وہیں پھانک موئے (رنگینؔ)

زردہ بھسکنا (ح) = تمباکوئے خشک ہمراہ پان کے دم بدم کھانا:

دوگانا کس بھیانک پن سے تم میرے منہ کو تکتی ہو　　گلوری کو ترستی میں ہوں تم زردہ بھسکتی ہو (رنگینؔ)

زمین کا گز بنے پھرتے ہیں (ح) = ایک دم قرار نہیں رات دن پڑے پھرتے ہیں:

اسے کس غیرت خورشید و مہ کی ہے طلب دیکھو
زمین کا گز بنا پھرتا ہے گردوں روز و شب دیکھو (مؤلفؔ)

تم تو محو بت بے پیر بنے پھرتے ہو　　گز زمیں کے دل دلگیر بنے پھرتے ہو (منیرؔ)

زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہے (مں) = مصیبت و سختی میں سوا اللہ کی ذات تقدس صفات کے کوئی کسی کا شریک حال پر اختلال نہیں۔ برا وقت بہت برا ہوتا ہے:

قیامت زلزلہ بیتابی دل اپنی لاتی ہے　　زمیں پاؤں تلے سے آسماں کے نکلی جاتی ہے (مؤلفؔ)

ہر قدم پر ہوں بگولے کی روش صحرا گرد　　کہ زمیں پاؤں کے نیچے سے نکل جاتی ہے (سرورؔ مغفور)

زمین کھا گئی یا آسمان (ص)= ایسا ہوا کہ ہر چند تلاش و جستجو کے اصلا دستیاب نہ ہوا:

بتاں نشان دل ناتواں نہیں معلوم　　زمین کھا گئی یا آسماں نہیں معلوم　(مؤلف)

زمین ٹل جائے اور یہ نہ ٹلے (ص)= جگہ سے جنبش نہ کرے اور اپنے کام سے باز نہ آئے۔ جو کہے زبان سے وہ کرے:

گہے لوٹے ہے فرش خاک اور گہ مچلتا ہے　　زمیں ٹل جائے لیکن کوئی طفل اشک ٹلتا ہے　(مؤلف)

جم کے بیٹھا ہوں ترے کوچہ میں جوں نقش قدم
دیکھوں کیوں کر مرے پاؤں سے زمین ٹل جائے　(مسرور)

زندگانی پانی کا بلبلہ ہے (ص)= حیات مستعار محض ناپائیدار اور بے اعتبار ہے:

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا　　آدمی بلبلا ہے پانی کا　(مسرت)

زر کٹتا ہے (ص)= مال خرچ اور صرف ہوتا ہے:

سیم کیوں مرے ملنے سے مگر کٹتا ہے　　زردیٔ رنگ رخ زرد سے زر کٹتا ہے　(مؤلف)

ذرا چہرے کے نیچے دم لے (ص)= ایک ساعت توقف و تاخیر کر شتابی اور جلدی کو کام نہ فرما:

زلال دید سے قاتل کے تاکہ ہوں سیراب　　ذرا چہرے تلے دم لے لے اے دل بے تاب　(مؤلف)

زمین پر پاؤں نہیں رکھتا (ص)= غرور و نخوت اور تکبر کے باعث دماغ آسمان پر پہنچا ہے اور کسی کو اپنے برابر و ہمسر نہیں سمجھتا ہے:

جب دھلاتے ہم سے وہ لے دیدہ تر پاؤں تھے　　ان دنوں ہم کاہے کو رکھتے زمیں پر پاؤں تھے　(ظفر)

زوف زاف (ح)= لعنت ملامت:

جو ہم نظارہ رخسار صاف کرتے ہیں　　تو آئینہ کو بہت زوف زاف کرتے ہیں　(مؤلف)

زٹل ہانکتا ہے (ح)= بیہودہ گو ہے اور بے معنی و لایعنی باتیں کرتا ہے۔

زڑنگ مارتا ہے (ح)= لاف زن ہے۔

زن زر زمین (ص)= مشہور ہے کہ یہ تین زے فتنہ انگیز و شرارت خیز و پر ستیز ہیں۔ چنانچہ حضرت آدم صفی اللہ کا بہشت سے نکلنا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا زنداں میں قید ہونا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت و ملک برباد جانا باعث و سبب زن ہے:

ہر جگہ ان تین زا کلا ہے جہاں میں سب فساد　　یعنی یہ ہیں تین چیزیں فتنہ زا زن زر زمین　(معروف)

فتنہ پرداز روز اول سے　　اے حسن زن ہے زر ہے یا ہے زمین　(میر حسن)

زبان پر سر دیتے ہیں (ص) = وفائے عہد و پیان پر جان تک دریغ نہیں کرتے:

پاس سخن ہے اتنا ہی ہم کو کہ ہم دموں　　دیتے ہیں خامہ وار سر اپنا زبان پر　(عشرت)

بسم اللہ میل طبع ہے گر امتحان پر　　جوں کلک شمع دیتے ہیں ہم سر زبان پر　(مؤلف)

زباں ہلادی (ص) = حکم جاری کیا اور سخن رواں ہوا:

ترا ہے لب لب آب حیات و رشک مسیح　　زباں ہلائی تو جوں نے ہو بے زباں گویا　(مؤلف)

اک دم میں نالے دل ہفت آسماں ہلادے　　فرمائش فغاں پر گر وہ زباں ہلادے　(جرأت)

زخم جھیلے (ح) = زخم کھائے اور اٹھائے:

زخم جھیلے داغ بھی کھائے بہت　　دل لگا کر ہم تو پچھتائے بہت　(تقی میر)

زندگی کے دن پورے کرتے ہیں (ح) = اوقات بے لطف و بدمزہ بسر ہوتی ہے اور زیست بد شواری و خواری گذرتی ہے:

گوشۂ دل کو کوئی اپنے چورے　　اور گو ہمیں پھاڑ آنکھیں کوئی گھورے
رباعی
مطلب کیا ہے کسی سے رنگین ہم کو　　کرتے ہیں دن اپنی زندگی کے پورے　(رنگین)

زہر کے گھونٹ گھونٹنا (ص) = دل میں آزردہ اور خفا ہونا اور صبر و جبر کرنا اور غم و غصہ کھانا اور شکوہ و شکایت زبان پر نہ لانا:

کب تک زہر کے گھونٹوں کو بھلا ہم گھونٹیں　　مار بھی ڈال بلا سے تو بلا سے چھوٹیں　(سودا)

زمین سر پر اٹھائی (ص) = شور نشور اور فریاد و فغاں بلند کی:

زمین سر پر اٹھائی کبک نے رفتار رنگیں سے　　خراماں ناز سے بھی ہو تو لے سر و رواں سر سے　(تقی میر)

زمانہ نازک ہے (ص) = ایسا زمانہ آیا کہ آبرو اور عزت و حرمت کا رہنا بہت دشوار ہے:

میر صاحب زمانہ نازک ہے　　دونوں ہاتھوں سے تھامئے دستار　(تقی میر)

زہر کھایا (ص) = اول مشہور دوم رشک کھانے کے بھی معنی ہیں:

شادابی و لطافت ہر گز ہوئی نہ اس میں　　تیری مسوں پہ گرچہ سبزے نے زہر کھایا　(تقی میر)

یہ عالم اس کے خط سبز نے دکھایا ہے   کہ جس کو دیکھ زمرد نے زہر کھایا ہے (شاہ نصیر)

زور (ص) = اول بمعنی قوت و طاقت، دوم بسیار خوب و بہتر، سوم بوالعجب:

نالہ موزوں سے مصرع آہ کا چسپاں ہوا   زور یہ پردرد اپنا مطلع دیواں ہوا (جرأت)

یار کا آستاں پایا ہے   زور دل نے مکان پایا ہے (ولہ)

اجی انشا تم بھی تو زور ہو پڑے پھرتے راتوں کو چور ہو

ابھی اس گلی میں جو شور ہو تو یہ جانیو کہ بگڑ گئے (انشا)

ناصح تری زبان تیرے بس نہ ہو تو پھر   انصاف کر کہ دل پہ مرا زور کیا چلے (شیفتہ)

مصحفی قبضے میں رکھوں گا میں اس ابر کو   زور ہے ہاتھ لگا ہے مرے تلوار کا پھل (مصحفی)

تو اسی پر ور ہے جو کمزور ہے   کیا کہوں میں تو بھی کوئی زور ہے (رنگین)

آفت جاں عاشقاں ہوش ربا کہاں کے ہو   نام خدا میں کیا کہوں زور ہو تم جہاں کے ہو (نزہت)

اور چہارم، اختیار اور قابو کے بھی معنی ہیں:

خواہ بخشے مجھے اور خواہ کرے قتل مجھے   اس ستمگار سے کیا زور مرا چلتا ہے (جرأت)

زمیں پاؤں سے لگا رہی ہے (ص) = بسبب آمد و شد راہ دور و دراز نزدیک معلوم ہوتی ہے:

لگ رہی تھی اپنے پاؤں سے زمیں جس در کی آہ

سر پہ سائے کو نہیں پاتے ہیں اب اس در کے ہم (جرأت)

زمین پکڑی (ص) = جگہ سے جنبش نہ کی گویا نقش دیوار اور نقش کالحجر ہو گیا:

غضب ہے ہاتھ میں جب اس نے تیغ کیں پکڑی   نہ اٹھ سکا ترے بسمل نے یہ زمیں پکڑی (احمق)

تمہارے در پہ جو دربان نے آستیں پکڑی   برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمیں پکڑی (جوش)

زہرہ پگھل گیا (ص) = باعث خوف کے پانی ہو گیا:

دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے   رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جائے (دیوانہ)

زوروں پر چڑھا ہے (ص) = قوت و طاقت بدن میں زیادہ تر ہو گئی ہے:

کیا ہی زوروں پر چڑھا ہے ان دنوں میرا جنوں   ٹکڑے ٹکڑے شام تک ہو جاتی ہے زنجیر صبح (ناسخ)

آپ میں پاتا نہیں اپنی نشانی ان دنوں   زور زوروں پر چڑھی ہے ناتوانی ان دنوں (مؤلف)

زمیں سے آنکھ لگ رہی ہے (مص) = راہ تکتا ہے اور منتظر قدوم فرحت لزوم ہے:

جوں نقش پا زمیں سے آنکھ اپنی لگ رہی ہے — شاید سراغ پاؤں یاراں رفتگاں کا (شاہ نصیر)

زمین کا نہ آسمان کا (ث) = نہ دین کا نہ دنیا کا، نہ ہندو نہ مسلمان، نہ ادھر نہ ادھر:

نہ وہ زمین کی نہ وہ آسمان کی بات — سمجھے ہے قیس گو زشتر سارباں کی بات (شاہ نصیر)

دل ہو رہا ہے تیرے ہاتھوں سے گیند اپنا — اس کو زمیں کا رکھا تو نے نہ آسماں کا (شاہ نصیر)

زیست کے دن بھرتے ہیں (مص) = اوقات شبانہ روز بصد داغ و سوز بسر کرتے ہیں اور زندگی عین شرمندگی ہے:

نہیں کچھ اسکے مریضان عشق کا چارہ — اب اپنی زیست کے دن بھرتے ہیں وہ بیچارے (جرأت)

ہے عجب واقعہ مر کر بھی تیرے کشتوں کا — یوں دم اب زیست کے اے عربدہ جو بھرتے ہیں

قطعہ

ان سے حداد کی جوں کھال ہے اعجاز عیاں — تن بے سر سے وہ دم دیکھ لے تو بھرتے ہیں (منیر)

زباں درازی (مص) = بیہودہ گو اور لغو گفتار:

آگے زباں دراز تو اتنا نہ تھا کبھی — کیا جانے کس کے کہنے پہ وہ رشک مہ گیا (میر حسن)

خار ہیں کیا زباں درازی پر — لطف تجھ کو برہنہ پا سمجھے (لطف)

یکسر ہوگی وبال گردن — یہ شمع تیری زباں درازی (مؤلف)

زبان کھولا (مص) = راز پوشیدہ کو ظاہر کیا اور جو کچھ کہ نیک و بد منہ میں آیا بے ساختہ کہہ بیٹھے اور گالیاں دیں:

ایک ایک اور یہ کہہ کر بولا — ایک نے صاف زبان کو کھولا (مومن)

زبان تھامو (مص) = چپ رہو بیہودہ باتیں نہ کرو:

کرو اتنی نہ مجھ سے بدزبانی بس زباں تھامو — وگرنہ میں بھی گویا ہوں نہیں کچھ مہرباں ہونگا (معروف)

زمانے کی ہوا بدلی (مص) = رنگ زمانہ بوقلموں و گرگوں ہو گیا:

اس کوچہ سے پھرتی ہے صبا دیکھیے کب تک — بدلے ہے زمانے کی ہوا دیکھیے کب تک (معروف)

گلشن جسن پہ پھولے ہے عبث غیرت گل — رنگ بدلے ہے زمانہ کی ہوا تیسرے دن (شاہ نصیر)

زبان دی (مص) = عہد و پیمان اور قول و قرار کیا:

بھیجے ہے آج اپنی ہمیں خاک زیر پا　　دی تھی کل اس نے ہم کو جو اکسیر کی زباں (معروف)

یہاں تلک مانگا کہ آخر تھک گئی اپنی زباں　　اس نے لیکن بوسہ دینے کی نہ ہم کو دی زباں (ولی)

زانو پر ہاتھ مارنا (مص) = تعجب کرنا و متاسف و متحیر ہونا:

لگی ٹھیکی ہے سر زانوئے غم پر رکھ کے یاد آیا　　کسی کا ہاتھ ہر دم مارنا زانو پہ قہ قہ کر (مومن)

دیوانہ پن ہمارے کا گر ذکر چل پڑے　　زانو پہ ہاتھ مار کے مجنوں اچھل پڑے (سودا)

زور بیچنا (مص) = قوت بازو اور طاقت جسمی کو ضبط کرنا اور لاف و غرور سے باز رہنا اور سر پنجہ شیری سے دل مور لاغر کو نہ ملنا:

آخر کو دیکھو کوہ سے فرہاد جا بھڑا　　کم ظرف جو ہو بیچ ہے اسے زور کیا بچے (معروف)

زبان چلتی ہے (مص) = زندہ ہے اور گویا:

جان لبوں پہ ہے توقف نہ کرو آنے میں　　بات سن جاؤ کہ ایسے میں زباں چلتی ہے (معروف)

گرم تقریر یہ کیا تھا ترا کشتہ تجھ سے　　شمع ساں مردہ ہے تن اور ہے زباں یوں چلتی (منیر)

اور دوسرے معنی، زبان آوری اور تیزی زبانی کے بھی ہیں:

گو وہ کذاب ہی ہو جس کی زباں چلتی ہے　　بات اس شخص کی البتہ وہاں چلتی ہے (معروف)

زبان پلٹی (مص) = اقرار کر کے انکار کیا اور خلاف وعدہ عمل میں لایا:

بے خبر کرتا تھا شکوہ وہ مرا اغیار سے　　دیکھ پایا جوں مجھے اس نے وہیں پلٹی زباں (معروف)

طبع اس شوخ کی جب ہم نفساں پلٹی ہے　　دیکھو قسمت کا پلٹنا کہ زباں پلٹی ہے (مؤلف)

زہر لگتی ہے (مص) = تلخ معلوم ہوتی ہے اور خوش نہیں آتی:

میں ہوں وہ تلخ کام کہ مجھ کو لگے ہے زہر　　رکھوں غذا زباں پر کیسی ہی گر لذیذ (معروف)

زباں نہیں رہتی (مص) = زبان خموش نہیں رہتی:

آہ و فغاں ہی کرتا رہا تو تو مصحفی　　تیری زباں نہ ایک دم اے نوحہ گر رہی (مصحفی)

زبان سنبھالو (مص) = بد زبانی اور لاف زنی اور بیہودہ گوئی نہ کرو، چپ رہو:

یہ باتیں خوب نہیں منہ پہ گالیاں دینی　　زباں سنبھالے ہی ٹک رکھیوں مہرباں اپنی (مصحفی)

زمین آسمان کا فرق (مص) = نوعی مناسبت اور مطابقت باہم دگر نہیں ہے اور نہایت

تجاوز و مغایرت ہے:

خوبی کو اسکے چہرے کی کیا پہنچے آفتاب ہے اس میں اس میں فرق زمیں آسمان کا (قائم)

زبان نکالی ہے (ص)= سخنان ناشایستہ اور نالائق کرتا ہے اور دشنام دیتا ہے:

دم میں جھڑکی ہے دم میں گالی ہے تو نے یہ کیا زبان نکالی ہے (محشر)

زبان ہاری (ص)= بد عہدی اور پیمان شکنی نہیں کی اور قول و قرار پر اپنے استوار رہا:

نہ منہ موڑیں گے راہ عشق میں دینے سے سر ہرگز صنم ہم روز اول ہی زباں کو تجھ سے ہارے ہیں (خواجہ حسن)

زمانہ ایک طرح کا ہے (ص)= زمانہ نیرنگ ساز اور شعبدہ باز اور بوقلموں ہے، ایک طرز پر نہیں:

سوائے اسکے تری بات کا جواب نہیں کہ یہ زمانہ ہے اک طرح کا زیادہ نہ بول (سودا)

زرد رو (ص)= بد کار و بد فعل اور شرمندہ اور رسوائے عالم:

جو خاک نشیں ہیں ان کا ہے گرد لباس فخر اپنا سمجھتے نہیں نامرد لباس
رباعی
رنگین فقرا میں زرد رو ہے معروف اس واسطے بھاتا ہے اسے زرد لباس (رنگین)

زٹل (ص)= ہزیان اور دیوانہ پن کی باتیں، واہی تباہی، بے سروپا:

زٹ تو بکتا نہیں پڑھتا ہوں غزل میں انشا بیچ مل زٹل جو ٹھہرائیں تو زٹل ہی سہی (انشا)

زبان پھیری (ص)= خلاف وعدہ اور نقض عہد و پیان کیا:

یا تو وہ عہد تھے کہ ہم ہرگز نہ پھریں گے اگر جہاں پھر جائے
قطعہ
اتنے روکھے ہو اب معاذاللہ آپ سے شخص کی زباں پھر جائے (انشا)

زبان کے نیچے زبان ہے (ص)= گاہ اقرار کرتے ہیں کبھی انکار، سخن محل اعتبار نہیں ہے:

نہیں سخن کا ترے مجھ کو اعتبار اے گل برنگ غنچہ زباں ہے زبان کے نیچے (مؤلف)

زبان ہلانے سے کام نکلتا ہے (ص)= بے گفتگو مقصد و مدعا حاصل نہیں ہوتا اور کام دل بر نہیں آتا:

کبھی تو ہنس کے لیا کر تو نام عاشق کا زباں ہلانے سے نکلے ہے کام عاشق کا (مصحفی)

اور دوسرے معنی زبان ہلانے کے حکم کرنے کے بھی ہیں:

زہر کی گانٹھ ہے (ص)= زہر ہلاہل اور سم قاتل اور باعث ہے نقصان جاں کا:

مصحفی اتنی سمیت ہے کہاں گالی میں　　زہر کی گانٹھ ہے وہ زلف سیہ فام تمام (مصحفی)

سانپ کی طرح کنڈلی مارے ہے　　زلف تیری ہے کوئی زہر کی گانٹھ (سعادت)

اک زہر کی ہے گانٹھ فلک کیوں کہ کھل سکے　　ناخن یہ دل ہے ناخن بشکستۂ ہلال (مؤلف)

وا کسے ہو سکی ہے یہ مشکل کی گانٹھ ہے　　خال لب اسکا زہر ہلاہل کی گانٹھ ہے (ولہ)

زمانے کی ہوا رنگ بدلتی ہے (مص)=ایام نیرنگ ساز و شعبدہ باز ایک حال پر بااستقلال نہیں رہتا، گاہ خزاں ہے گاہ بہار، گاہ سیاہی لیل کی، گاہ سپیدی نہار کی، کبھی ترقی ہے کبھی تنزلی، کہیں حلقہ ماتم ہے کہیں دور ساغر و مل:

بلبل ایک نالہ پت پھول کہ اس گلشن میں　　دیکھ تو اور بھی ہیں نغمہ سرا کیا کیا کچھ

قطعہ

دیدۂ فرق سے ٹک دیکھ کہ ایک ایک پل میں　　رنگ بدلے ہے زمانے کی ہوا کیا کیا کچھ (مصحفی)

گہہ خزاں ہے چمن دہر میں گہ فصل بہار　　کہ زمانے کی ہوا بدلے ہے کیا رنگ نئے (شاہ نصیر)

زفیل (مص)= وہ آواز جو کبوتر باز کبوتر اڑانے کے وقت منہ سے اپنے نکالتے ہیں:

گویا کہ نفخ صور سرافیل ہے زفیل　　اڑتا ہے قفس طائر گردوں کا مرغ ہوش (مؤلف)

اپنے کوٹھے پہ کچھ اس ڈھب سے زفیلا کہ مری　　لے گیا جان اڑا ایک کبوتر والا (آتش)

زرگری (مص)= ایک زبان کا نام ہے کہ ایجاد کی ہے اہل ہند نے کہ اس کے ہر حرف پر زے آتی ہے

صرف زر سخن سے ہے حاصل تونگری　　کرتا نہیں کلام کوئی غیر زرگری (مؤلف)

زرگر پسر کی کوئی عیاریاں تو دیکھے　　دیتا ہے گالیاں تو عاشق کو زرگری میں (غضنفر)

زنجیر کیا (مص)= مقید و محبوس کیا:

بہار آئی ہے مجنوں کی خبر لو　　اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو (حشمت)

دل کو پابند سر زلف گرہ گیر کرو　　فصل گل آئی ہے دیوانے کو زنجیر کرو (مؤلف)

دل وحشی کو جو کرنی ہے تو تدبیر کرو　　اے بتاں تار رگ سنگ سے زنجیر کرو (سرور مغفور)

زبان اولا ہو گئی (مص)= زباں سرد ہو گئی اور اکڑ گئی:

کس کے ذکر سرد مہری میں ہوئی گویا زبان　　شمع کی شعلہ کی محفل میں ہوئی اولا زباں (مؤلف)

آگے جاتا نہیں ہے اب بولا　　ہو گئی ہے زبان بھی اولا (سودا)

زمین میں گڑ گیا (مص)= شرمسار اور نادم اور منفعل و خجل ہو گیا:

تیر مژگاں جب دل اندوگیں میں گڑ گیا چرخ سرکش ہو کے خجلت کش زمیں میں گڑ گیا
سرو زمیں میں گڑ گیا غنچہ نے سر جھکایا خندہ گل جو دیکھ کر یار نے مسکرا دیا (مختصر)

زور دکھلایا (مص)= ظلم و زیادتی کی:

خوشی اٹھانے لگی دل میں شور دکھانے لگی ناتوانی بھی زور (میرحسن)
لگے دم سو آہ دل سے لب تک آنے لگی ناتوانی بھی ہمیں اب زور دکھلانے لگی (تنہا)

زرق برق (مص)= تابندہ اور درخشندہ:

زرق برق ایسا ہے پوشاک میں اسکی کہ جسے کوند بجلی کی کہوں یا کہ میں شعلہ کی چمک (سودا)

س

سیدھی سنائی (مص)= جو کچھ منہ میں آیا سو کہہ بیٹھے:

انصاف بھلا کیجیے کس طرح بنے تم سے اس طور سے ہر ایک پر غصہ میں جو آتے ہو
قطعہ
گر بات کہی سیدھی تو ہوتے ہو ٹیڑھے تم اور کاش کہ ٹیڑھا ہو تو سیدھی سناتے ہو (سلیم)
کیا کہوں شوخ کج روش کی بات کل وہ سیدھی مجھے سنا بیٹھا (شوق)
گردشگاہ طالع اتنی ہو ایک دن بحال ہاتھوں میں اپنے یعنی اسکی کلائیاں ہوں
قطعہ
اور اس طرف سے گاہ ہو عجز و گاہ گالی گاہے سماجتیں ہوں، گاہے رکھائیاں ہوں
گہ ہو بہانہ سازی، گہ حیلہ آفرینی گہ سیدھیاں سنائیں، گہ کج ادائیاں ہوں (ممنون)
طلب کیونکر کروں میں ابروئے خمدار کا بوسہ سناتا ہے مجھے یارو ابھی وہ عشوہ گر سیدھی (معروف)
خدا سے ڈر کے اسکے پاس مت جا کر اے رفعت مبادا وہ بت کج رو کہیں سیدھی سنا بیٹھے (رفعت)
مرا ذکر اسکی بزم میں مت لائیو وسعت کہیں سیدھی سنا بیٹھے مبادا تجھ کو وہ بانکا (وسعت)
بہت بھرتے ہیں ٹیڑھے ٹیڑھے دشمن انھیں دو سیدھیاں تو بھی سنا بیٹھ (تقی میر)

سانپ کے پاؤں پیٹ میں ہوتے ہیں (مص)= شخص بدذات کی بدی ظاہر نہیں ہوتی:

رکھتے ہیں پوشیدہ موذی اپنا قابوئے گریز پیٹ میں سے پاؤں کب باہر نکالے مارنے (معروف)
انکشتیں ہیں اس شلنے کی کیوں زلف کے خم میں ہوتے ہیں سدا سانپ کے تو پاؤں شکم میں (ظفر)

شمشیر تیری ماہی دریائے قہر ہے   چلنے کو اسکے پیٹ میں ہیں مثل مارپا (حسن)

سونا سوگند (مص)= مشہور مثل ہے[1]:

دکھ جس کو پسند ہوگیا ہے غالب   دل رورو کے بند ہوگیا ہے غالب
واللہ کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں   رباعی   سونا سوگند ہوگیا ہے غالب (غالب)

شب کی گئی نیند دن کا رونا ٹھہرا   اشکوں سے مدام منہ کا دھونا ٹھہرا
دیکھا اس سیم تن کا کندن سارنگ   رباعی   سونا سوگند تب سے سونا ٹھہرا (یاس)

سر سے لگا پاؤں تک (مص)= از سر تا پا:

دیکھ شباہت تری سر سے لگا پاؤں تک   شمع بحسرت جلی سر سے لگا پاؤں تک (ذکا)

لگا سر سے پھر پاؤں تک ایک چال   یہاں ٹھوکریں ہیں بہت سی سنبھال (انشا)

سدھ بدھ (مص)= خبر:

ہم دونوں کو کچھ اس بن سدھ بدھ نہیں ہے جرأت
دل ہم سے بے خبر ہے ہم دل سے بے خبر ہیں (جرأت)

نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی   نکل رہو بس گھر سے جنگل کی لی (میرحسن)

سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے (مص)= جس پر بڑی مصیبت پڑتی ہے وہ ذرا سے صدمہ کو بھی بہت بڑا صدمہ جانتا ہے:

دکھا مت زلف کو مارا ہوا ہوں جعد پر خم کا   مثل ہے سانپ کا کاٹا ہوا رسی سے ڈرتا ہے (تمہت)

نہ کیوں کہ سایہ زلف سیہ سے دل سہمے   مثل ہے رسی سے ڈرتا ہے سانپ کا کاٹا (سرور)

جان کر زلف کیا ہم نے حذر رشتہ سے   سانپ کے کاٹے کو لگتا ہے ڈر رشتہ سے (مصحفی)

سر اٹھایا (مص)= سرکشی کی:

خاک میری کو کردیا برباد   کیا بگولے نے سر اٹھایا ہے (ممنون)

کہ سر پہ چرخ کو شام و سحر اٹھایا ہے   یہ میرے نالہ سرکش نے سر اٹھایا ہے (تمہت)

پروانے کو کس لیے جلایا اے شمع   بے جرم کو خاک میں ملایا اے شمع
سر کٹنے سے بھی ذرا شرارت نہ گئی   رباعی   تو نے تو غضب ہی سر اٹھایا اے شمع (مومن)

---

[1] نیند لینا، آرام کرنے کی ذرا مہلت نہ ملنا (آصفیہ)۔

شبنم کی طرح ہستی موہوم گل پہ رو ‏ اک شب کی زندگی پہ یہ سرمت اٹھائے شمع (شوق)

آہ اے آہ برق آہ عالم سوز ‏ تونے بے طرح سر اٹھایا ہے (جرأت)

بحر جہاں میں صورت فوارہ معنو! ‏ گرتا ہے سر کے بل وہی جو سر اٹھائے ہے (سرورِ غفور)

پامالی عزیزوں کی رکھنی تھی نظر میں کچھ ‏ اتنا بھی تمہیں آکر یہاں سر نہ اٹھانا تھا (تقی میر)

پاؤں صحرا میں رکھنے دیتے نہیں ‏ کیا پھپھولوں نے سر اٹھایا ہے (مصحفی)

یہ کس کی آتش پنہاں نے جی جلایا ہے ‏ کہ تا فلک شرر دل نے سر اٹھایا ہے (جینا بیگم)

سانپ سونگھ گیا (مص) = سانپ نے کاٹ کھایا:

شیم کا کل پیچاں سے میں جو اوگھ گیا ‏ تو آپ کہنے لگے اسکو سانپ سونگھ گیا (انشا)

سانپ چھاتی پر پھر گیا (مص) = بڑا صدمہ اور رنج ہوا اور موجب رشک ہوا:

یاد آتی ہے وہ جو زلف سیاہ ‏ سانپ سا چھاتی پہ پھر جاتا ہے آہ (تقی میر)

چھاتی پہ اسکی کیوں نہ پھرے سانپ قبر میں ‏ جو ہو ڈسا ہوا تری زلف سیاہ کا (تقی ہوس)

یوں جو وہ متصل کرے چوٹیں ‏ تیرے سینہ پہ سانپ سالوٹیں (مومن)

اس کی زلف عنبریں کا آگیا کھلنا جو یاد ‏ رات بھر سینہ پہ میرے سانپ سالوٹا کیا (معروف)

بلا کے زلف نہیں کی تھی کس نے بوسے پر ‏ کہ پھر گیا مری چھاتی پہ اس نہیں کا سانپ (جرأت)

یاد آتا ہے جو مہ کا کل کا بل کھایا ہوا ‏ سانپ سا پھرتا ہے اک چھاتی پہ لہرایا ہوا (شوکت)

پھرے ہے سانپ چھاتی پر مری کن کن خیالوں کا
تصور آنکھ میں آجائے ہے جو اس کے بالوں کا (عشرت)

پھر گیا سانپ رقیبوں کی وہیں چھاتی پر ‏ ہاتھ سے میرے وہ جب ہار پہن کر پھولے (نصیر)

سو سنار کی نہ ایک لوہار کی (ث) = مشہور مثل ہے[1]:

قطعہ

کہا جو میں نے نہ کر میرے دل کو دو ٹکڑے ‏ لگا کے ضرب یہاں تیغ آبدار کی ایک
تو کیا کہوں کہ وہ بولا سنی نہیں یہ مثل ‏ سو سنار کی ہوتی ہے اور لوہار کی ایک (نصیر)

رباعی

معروف تو سن بات یہ اس احقر کی ‏ کیوں تو نے زباں ہجو سے اس کی تر کی
سو سن کے تری ایک کہے گا رنگین ‏ زرگر کی نہ سونہ ایک آہن گر کی (رنگین)

---

[1] کمزور کی سو چوٹیں زبردست کی ایک چوٹ کے برابر بھی نہیں ہوتی ہیں (آصفیہ)۔

سونے سے گھڑاؤں مہنگی (مص)= چیز کم تر اور قیمت اس پر زیادہ:

رنگیں لیتا ہے گو گھڑاؤں مہنگے گھڑتا ہے وہ خوب دو گھڑاؤں مہنگے
رباعی
معروف سے کبدو وہ کہیں ہاتھ اٹھائے سونے سے کہیں نہ ہو گھڑاؤں مہنگے (رنگین)

سر جوڑنا (مص)= سرگوشی اور مصلحت خفیہ کرنی:

رقیبوں سے سر جوڑ بیٹھے ہو کیونکر ہمیں تو نہیں دیتے تک پاؤں چھونے (تقی میر)

یارب اٹھائی کس نے کمان تیر جوڑ کر بیٹھے ہیں سر ہرن پر عصافیر جوڑ کر (منیر)

تو بھی تو خلط ہو سبزے میں ہم سے ساقی لیکر بغل میں ظالم مینائے بادہ ناب
قطعہ
نکلی ہیں اب کی کلیاں اس رنگ سے چمن میں سر جوڑ جوڑ جیسے مل بیٹھے ہیں احباب (میر)

سبز گھوڑا (مص)= سلفے کا کوزا یعنی بنگ اور حقہ:

کدا دے نشہ کی مرے رخش کو میاں ساقی سلفے کے کوزے کی خیر
قطعہ
دکھائی مجھے سیر باغ ارم الہی اس سبز گھوڑے کی خیر (انشا)

رند کھلاویں گے باغ سبز کی تم کو بہار ہو چکے گا شیخ صاحب سبز گھوڑے پر سوار (نکہت)

سر چڑھایا (مص)= گستاخ اور بے ادب کیا:

اس لیے سر پہ چڑھایا ہے تجھے عالم نے کہ کسی کی ترے آگے نہیں گردوں چلتی (شاہ نصیر)

رکھیں سر چڑھائے دلبروں کے گوندھے بالوں کو کھلانا کھیلنا مشکل بہت ہے ایسے گالوں کو (تقی میر)

سر چڑھایا اتنا زلف بے ادب کو کس لیے پاؤں جو رکھتی ہے کافر مصحف رخسار پر (مؤلف)

یہ زلف تیری باد سے الجھی ہے پیارے لازم ہی نہ تھی اتنی تمہیں سر پہ چڑھانی (سید)

تیری خواہش جس نے کی تو اسکے سر پر چڑھ گئی
کیوں ری اے بنت العنب تو ایسی مستانی ہوئی (محو)

کیا ہوا زلف جواب سر پہ چڑھی تو اسکے مجھ کو ہے یاد وہ نت پاؤں کا پڑنا تیرا (قدرت)

شیریں بہت چڑھی تھی سر اسکے سو آخرش کھا آپ زخم تیشہ ہوا کوہکن تمام (مصحفی)

گئے جو موئے سر بکھری خوں سر سے تن سر پر چڑھایا کس لیے شیشہ کو تھا اے کوہکن سر پر (سوز)

سفیدی آئی (مص)= پیر ہوا، بڑھاپا آیا:

منیرؔ آئی سفیدی عمر کیوں غفلت میں کھوتا ہے ۔ کہ اٹھ صبح قیامت ہوگئی کس نیند سوتا ہے (منیر)

اے دل سفیدی آئی ہوئے موئے سر سفید (مصحفی)

سیدھا سا ہے (ص) = فریب اور مکر نہیں جانتا ہے:

دیا تھا جان و دل سیدھا سا اس کو جان کر میں نے
نہایت ہی اکڑ پھوں شوخ وہ سرکش جواں نکلا (شوق)

گرچہ اک سیدھا سا انسان تیر کی صورت ہوں میں
لیک اس گھس پیٹھ کے حق میں کوئی آفت ہوں میں (معروف)

سانچ کو آنچ نہیں آتی (ص) = راستی موجب رضائی خواست، سچ کو نقصان نہیں:

آب کو آب نہ بخشے ہیں ضرر آنچ کو آنچ
سچ کہا ہے کہ نہیں آتی ہے کچھ سانچ کو آنچ (مؤلف)

گوندھ کر ہاتھ پاؤں میں رنگیںؔ ۔ اس نے مہندی مرے لگائی کب
قطعہ
ہرگز آتی نہیں ہے سانچ کو آنچ ۔ پیش جاوے گی یہ برائی کب (رنگین)

نظیرؔ یار سے کیوں درد دل نہیں کہتا ۔ سنا نہیں ہے وہ تونے کہ سانچ کو کیا آنچ (نظیر)

جلنے سے شوقِ دل کے سبب بچ گیا خلیلؑ
وہ بات ہے کہ سانچ کو ہرگز نہیں ہے آنچ (مصحفی)

سیاہی نے دبایا (ص) = خواب ہولناک پر خطر دکھلائی دیا:

ازبس خیال تھا کسی زلف سیاہ کا ۔ سویا تو شب سیاہی نے مجھ کو دبالیا (معروف)

تماشا نہ جبیں رخ پر ترے گیسو کا سایہ ہے ۔ قمر کو روز روشن میں سیاہی نے دبایا ہے (مؤلف)

ست سیتا اور ستونتی (ص) = ان دونوں کے ایک معنی ہیں، زن پارسا اور صاحب عفت کو کہتے ہیں، یہ محاورہ بیگمات کے ہیں:

بات ملنے کی زناخی سے کوئی بنتی نہیں ۔ ہے وہ ست سیتا کوئی اس جیسی ستونتی نہیں (رنگین)

سٹھنی (ص) = دشنام، یہ زبان اہل پنجاب کی ہے، رسم ہے کہ بیاہ کے دن سمدھنیں باہم سمدھنوں کو گالیاں دیتی ہیں:

سن مصحفیِ زشت و بداطوار کی گالی　　کہتا ہوں یہ گالی نہیں کچھ عار کی گالی
سٹھنی کے عوض تو نے جو تیار کی گالی　　گالی ہے وہ کچھ اور ہی اسرار کی گالی
داماد کو دیتا ہے خسر پیار کی گالی　　(انشا)

سر پر پاؤں رکھے (مص) = نہایت بے تاب اور بے قرار ہو کر بھاگا کہ اصلاً ہوش نہ رہا:

دھوپ میں جلتے جنوں جوں جوں زمیں پر پاؤں تھے
جوں بگولا بھاگتے ہم سر پہ رکھ کر پاؤں تھے　　(ظفر)

بیخودی میں نہ بات کا سرپاؤں　　اڑگئے ہوش رکھ کے سر پر پاؤں　　(مومن)

پہنچی نہ برق دوڑ کہ تیرے سمند کی　　ہرچند اپنے سر پہ رکھے شعلہ وار پا　　(میر حسن)

جو روکش حسن کے شعلہ سے تیرے رشک گلشن ہو
تو سر پر پاؤں رکھ شمع لگن سرگرم رفتن ہو　　(مؤلف)

سرو قد تعظیم (مص) = بیٹھے سے کھڑے ہو جانا باعث ادب کے:

کیا چیز ہے یہ مجلس ارباب نعیم　　جاکر جو وہاں نہ ہو ہماری تکریم
جنت کی طرف بھی منہ نہ کیجے ممنون　　طوبیٰ سے جو سرو قد نہ دیکھیں تعظیم　　رباعی　　(ممنون)

خوش قدوں کی خاک تا اٹھتی ہے ہر دم سرو قد　　گردباد اے اہل غفلت اس بیاباں میں نہیں　　(ناسخ)

سمجھ کر صاحب خانہ نے تکریم　　انھوں نے سرو قد اٹھ کے تعظیم　　(جرأت)

جتنے چمن کے بیچ بٹھائے ہیں نونہال　　تعظیم تیری کرتے ہیں سب اٹھ کے سرو قد　　(سعادت)

سونا اچھالے جاتے ہیں (مص) = اندیشہ اور خوف کسی کا نہیں، رسم غارت گری بالکل جہاں سے اٹھ گئی ہے:

پوچھی حقیقت ایک نے جو امن راہ کی　　تو بولے سر جھکا کے وہ بچہ مدار یئے
خطرہ نہ آپ کیجیے بس خیر شوق سے　　سونا اچھالتے ہوئے گھر کو سدھاریئے　　قطعہ　　(انشا)

ہے عہد شاہ باعث آسائش جہاں　　شحنہ کا کام کرتا ہے غارت گر سپہر
چاندی کا تھال لیکے نکلتا ہے شب کو چاند　　سونا اچھالتا ہوا پھرتا ہے صبح مہر　　قطعہ　　(مؤلف)

سنائی آئی (مص) = موت کی خبر آئی:

کہتے ہیں کہ مکتوب بھی ہے نصف ملاقات ہو چین مرے دل کو خط اسکا اگر آوے
قطعہ
پر اپنے نوشتہ سے یہ خطرہ ہے کہ واں سے تیری نہ سنائی کہیں اے نامہ بر آوے (جرأت)

[1] یہ خواہش ہے میری تو مر جائے آ تو سنائی تری تیرے گھر جائے آ تو (رنگین)

ساتھ سونا منہ چھپانا (ص) = تکلف اور بے تکلفی، انکار میں اقرار:

لے جان ساتھ سو کر یہ کیا ہے منہ چھپانا مکھڑا دکھا اٹھا کر منہ سے نقاب ہم کو (رنگین)

تک ساتھ بھی سونا میرے اور منہ کا چھپانا قربان میں اس ننگ کے یہ ننگ نیا ہے (جرأت)

سر مارا (ص) = ہر چند جستجو اور غور و فکر اور تلاش کی، کام نہ ہو سکا:

مارا پتھر پہ سر اور سینہ پہ پتھر مارا پر ترا دل نہ ملا ہم نے بہت سر مارا (رنگین)

ہائے کیا سر ماروں اے یار کہ اس سر کے تئیں ساری ساری رات اب تو درد سر ہونے لگا (مصحفی)

کب طرز رقم ان زلفوں کی مانی نے بآسانی کھینچی
زلفیں نہ کھنچیں، سر مار رہا، کھینچی تو پریشانی کھینچی (صنعت)

صابن کے مول پڑنے لگیں (ص) = بہت جوتیاں لگیں:

معروف اتنے لیے ہے رنگین سے لڑا تا خلق کہے کہ یہ بھی شاعر ہے بڑا
رباعی
جب پڑنے لگیں ادھر سے صابن کے مول سونے کی طرح سے تب گیا خوب گھڑا (رنگین)

سبز باغ دکھلایا (ص) = فریب دیا اور دغا بازی کی۔

ستھرائی پھیری (ص) = اول مشہور یعنی جاروب کشی کی۔ دوسرے معنی تباہ و برباد اور غارت کرنے کے بھی ہیں۔ یہ اصطلاح بیگمات قلعہ معلےٰ کی ہے:

اے دوگانا تو مجھے لوٹنے کو آئی پھیر پھر سنک جائیگی گھر پر مرے ستھرائی پھیر (رنگین)

اور تیسرے معنی صفائی و پاکیزگی کے بھی ہیں:

مست جاروب کشی کرتے ہیں یہاں پلکوں سے
کعبہ کب پہنچے ہے بت خانہ کی ستھرائی کو (آتش)

فلک کرتا ہے سنگ آستاں پر جبہ فرسائی ملک تار خطوط مہر سے دیتا ہے ستھرائی (مؤلف)

سینہ سپر (ص) = دلیر و بہادر اور مرد مردانہ شجاع یگانہ اور روکش و مقابل ہونے والا:

---

[1] ص ۲۹۷ پر بھی موجود۔

نہ ہو سکے تری تیغ نگہ سے سینہ سپر — شکوہ کرتے تھے اغیار تو بڑے اپنے (ظفر)

تیغ قاتل کو میں کیوں ہاتھ پہ روکا افسوس — مصحفی دل کے تئیں سینہ سپر کرتا تھا (مصحفی)

مژگاں اس کی برچھی ہے یا خنجر ہے یا بھالے ہیں

سینہ سپر یہاں ہم بھی ہیں سب اپنے دیکھے بھالے ہیں (شرف)

سینہ سپر ہوا تھا جس کے لیے بلا کا — وہ بات بات میں اب تلوار کھینچتے ہیں (تقی میر)

جبکہ دل کشتہ شمشیر نظر ہوتا ہے — اس گھڑی داغ جگر سینہ سپر ہوتا ہے (شاہ نصیر)

دل نہ دلبر ہدف تیر نظر ہو جاتا — آبلہ سینہ کا گر سینہ سپر ہو جاتا (مؤلف)

ستم ڈھایا (مص) = بہت ظلم اور نہایت جفا کی اور بلا نازل کی اور بڑا غضب ہوا:

دکھے جانے دے پہن مت آسمانی چوڑیاں — ہالہ مہ پر ستم ڈھائیں گے جانی چوڑیاں (شاہ نصیر)

خانہ کعبہ دل کو جو صنم ڈھاتا ہے — جنبش تیشہ مژگاں سے ستم ڈھاتا ہے (مؤلف)

سر کے بل (مص) = سر کے زور اور سر کی راہ سے اور سر کو پاؤں بنا کر:

اس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل — میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا (مومن)

دیکھیے گا سجدہ خاک درجاناں کا شوق — گھر سے اپنے سر کے بل جوں اشک تجا تا ہوں میں (معروف)

جستجو میں نوخطوں کی اے سرور — خامہ آسا سر کے بل جاتے ہیں ہم (سرور)

ہم پہ بھی آداب دانی ختم ہے — عشق کے زوار کہلاتے ہیں ہم

کعبہ بیت الصنم کے طواف کو — قطعہ شمع آسا سر کے بل جاتے ہیں ہم (مؤلف)

سر دھنا (مص) = افسوس کیا اور سر کو ہلایا:

شمع سر دھنتی ہے فانوس میں تا دیر کھڑی — چن دیا کیوں مجھے مینا میں گل گیر کھڑی (منیر)

صبح تک شمع سر کو دھنتی ہے — کیا پتنگے نے التماس کیا (تقی میر)

ذکر شوخی اس شرارت پیشہ کا سنتا رہا — شعلہ شمع لگن محفل میں سر دھنتا رہا (مؤلف)

آدے گر عصیاں کی جانب تیری دھن — تو تو توبہ کر کے سر اپنے کو دھن (رنگین)

تک جو ڈھیلا کسی کو سنتا ہے — سر کھڑا اسکے در پہ دھنتا ہے (میر قائم)

جب کہ خاکستر ہوا پروانہ جل کر رات کو — شعلہ شمع لگن دھنتا رہا سر رات کو (شاہ نصیر)

اس نے سر اپنا دھنا دیکھ شگاف [در] سے　　کرکے غش رہ گئے ہم اسکی جو چوکھٹ سے لپٹ　(انشا)

سر سے کفن باندھا (ص) = مستعد و آمادہ مرگ ہوا:

آئے گر دامن بت گل پیرہن باندھے ہوئے　　شاخ سے پیدا ہو گل سر سے کفن باندھے ہوئے　(مؤلف)

اس کوچے سے آئے تھے کفن باندھ کے سر سے　　جو یار سوا ان میں سے تو جیتا نہ بچا ایک　(مصحفی)

اے تندخو آجا کہیں تیغہ کمر سے باندھ کر　　کن مدتوں سے ہم کفن پھرتے ہیں سر سے باندھ کر　(مومن)

سر کھجایا (ص) = کم بختی اور شامت آئے گی:

بزم رنداں میں شیخ آیا ہے　　اب تو اس کا بھی سر کھجایا ہے　(جرأت)

ناخن تیشہ جو لگایا تھا　　کوہکن کا بھی سر کھجایا تھا　(مؤلف)

سکہ بٹھایا (ص) = اپنا حکم جاری کیا:

سکہ بٹھلا نا دل سیمیں بروں میں چاہیے　　زر یہ سکہ گر کسی نے اپنا بٹھلایا تو کیا　(معروف)

ضرب شمشیر نگہ تم جو لگا کر اٹھے　　یا میاں دل پہ مرے سکہ بٹھا کر اٹھے　(منیر)

سیٹی (ص) = آواز جو کبوتر باز کبوتر اڑانے کے وقت دو انگلیاں رکھ کر نکالتے ہیں:

سمجھو نگا سیٹی صدائے صور اسرافیل کو　　ہے قیامت مجھ کو الفت اس کبوتر باز سے　(ناسخ)

قافلہ قافلہ دشمن ہوں اگر تیرے جمع　　تو لکھے حرف غضب اور جلوے کشور گیر

قطعہ

ان کے سب طائر جاں جیسے کبوتر کا ساتھ　　اڑتے ہیں جان کے سیٹی تیرے خاصکی صریر　(منون)

سونے کی چڑیا (ص) = اول شخص دولت مند و زردار، دوم فقط انگیا کے درمیان کے دو ختت کو کہتے ہیں، سوم کنجشک:

پھٹ گئی اسکی تمامی کی جو انگیا ہاتھ سے　　ہاتھ ملتے ہی اڑی سونے کی چڑیا ہاتھ سے　(جرأت)

اے پری تونے جو پہنی ہے سنہری انگیا　　آج آئی ہے نظر سونے کی چڑیا مجھ کو　(ناسخ)

سونا سگند (ص) = زر سرخ و خالص:

سونا سگند کیوں نہ کہوں تجھ کو اے پری　　رنگت سنہری تس پہ یہ خوشبو بدن میں ہے　(ولہ)

لنک آئی جو بازو پر کوئی لٹ زلف پیچاں کی　　کیا سونا سگندا نے ترے سونے کے جوشن کو　(ولہ)

سانپ کے نیچے کا بچھو (ص) = شخص ظالم اور موذی، دوم کژدم زہر دار و خونخوار کہ جس کی

نیش زنی سے کوئی آدمی جانبر نہ ہو:

سانپ کالا ہے اگر وہ گیسوئے عنبر فشاں　　سانپ کے نیچے کا بچھو زیر ابرو خال ہے　(ناسخ)

سر اٹھایا (ص)= سرکشی اور فتنہ پردازی و شرارت انگیزی کی اور فساد برپا ہوا، یہ اصطلاح سابق ازیں تحریر ہو چکی ہے[1]:

یہ کس کی آتش غم نے جگر جلایا ہے　　کہ تا فلک مرے نالے نے سر اٹھایا ہے　(دانش)

سو غلاموں گھر سونا (ث)= فرزند ایک بھی باعث آبادی خانہ ہوتا ہے برخلاف غلاموں کے اگر کتنے ہی ہوں بے وفائی کی اپنی اپنی راہ لیتے ہیں:

لَا خَیْرَ فِی عَبِیْدِی　(حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

ستری بہتری (ث)= بسبب پیرانہ سالی ہوش و حواس پراگندہ و منتشر ہو گئے ہیں، کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔

سٹھ گئے ہیں (ص)= کہن سالی کے باعث حواس خمسہ میں فتور پڑا ہے، سخن کو قرار اور قرار کو اعتبار نہیں رہا اور عقل جاتی رہی ہے۔

سیدھا بنایا اور سیدھا کیا (ص)= ان دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی سزا دی:

اگر دو چار نالے دل سے پیہم لب تک آوینگے　　تجھے اے چرخ سرکش خوب سا سیدھا بناوینگے　(مؤلف)

راستی ہے کارشانہ یوں دل صد چاک سے　　تجھ کو زلف کج تو اسیدھا بناؤں تو سہی　(سرور)

قامت یار کہ اے سرو بد اندام حضور　　مت اکڑ دیکھیو سیدھا نہ بناؤں تجھ کو　(ممنون)

تری قامت نے کیا خوب ہی سیدھا اسکو　　سرو گلشن کو بہت دعوئ رعنائی تھا　(ولہ)

سوتی بھڑ جگائی (ص)= فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور آتش کشتہ فساد کو زندہ کیا۔

سوکھ کر ہدف ہو گیا (ص)= نہایت لاغر اور ضعیف و نحیف ہوا:

تپ فرقت سے اے کمان ابرو　　ہو گیا سوکھ کر ہدف عاشق　(مؤلف)

سانس گہری لی (ص)= دم سرد کھینچا اور ٹھہر کے سانس بھری:

لی باد بہار نے پھریری　　سانس ایک بھری صبا نے گہری　(انشا)

سوتے نصیب جاگے (ص)= بخت خفتہ بیدار ہوئے:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۷۱ و ص ۲۸۷ پر بھی موجود۔

چھوڑا ہاتھی کو اپنے آگے بھتنی کے نصیب سوتے جاگے (آتش)

سر پر احسان کیا (ص)= احسان مند اور ممنون منت کیا:

روٹھا ہوا بیٹھا تھا کب مجھ سے وہ منتا تھا احسان کیا سر پر بجلی کے چمکنے نے (نثار)

سر زبان پر دیتے ہیں (ص)= تا دم مرگ عہد و پیمان سے نہیں پھرتے:

پاس سخن نہیں ہے یہاں اس کی شان پر مانند خامہ دے جو سر اپنا زبان پر (عظیم)

سانچ کو آنچ نہیں (ص)= سچ کو خلل اور نقصان نہیں، راستی موجب رضائے خداست:

راستی پیشہ ہوں میں اور عدو ہے کج بحث سانچ کو آنچ نہیں اپنے سخن میں بسمل (مؤلف)

سر پر دھمال ہے (ص)= شور و غل برپا ہے اور دماغ پراگندہ اور مغز پریشان ہوتا ہے اور سر پر بار غم رکھا ہے:

جگر جل کر ہوا ہے کوئلہ بیتاب تو بھی ہوں
تپش کی تو بھی ہے سر پر مرے دھمال مت پوچھو (تقی میر)

اور دوم، ہنگامہ آرائی کے بھی معنی ہیں:

انقلاب دہر سے ازبسکہ جاں پامال ہے گردش گردوں سے سر پر روز و شب دھمال ہے (مؤلف)

سونا جانے کسے سے آدمی جانے بسے سے (ث)= امتحان زر کا کسوٹی لگانے سے ہوتا ہے اور انسان پہچانا جاتا ہے پاس کے رہنے سے۔

سانا (ص)= شریک حال کیا اور تہمت لگائی:

یہ کیا کہ دشمنوں میں ہی سانسنے لگے کرتے کسی کو ذبح بھی ہو امتیاز سے (تقی میر)

اور دوسرے معنی، آلودہ اور آغشتہ کرنے کے بھی ہیں:

سوجھتا کرے (ص)= تدبیر درستی کار و فکر و تردد کرے:

ناوک اندازی کریں گے نالہ شبگیر سے سوجھتا اپنا کرے کہدو یہ چرخ پیر سے (مؤلف)
سوجھتا اپنا کرے کچھ ابر تر ہے مصلحت جوش غم سے جیسے نابینا ہے چشم گریہ ناک (تقی میر)

سنکار دیا (ص)= اشارہ کیا:

مت آنکھ ہمیں دیکھ کے یوں مار دیا کر غمزے ہیں بلا ان کو نہ سنکار دیا کر (ولہ)

اور پیچھے لگا دینے کے بھی معنی ہیں تا کہ درپے آزار مستعد و آمادہ رہے۔

سر کو بکھیرا (ص)= دیوانہ اور وحشی ہوا اور موئے سر کو پریشان کیا:

جوگ سجا آشفتہ ہم نے عشق میں اسکے جوگی کا
خوار و پریشان گلیوں گلیوں بال بکھیرے پھرتے ہیں (آشفتہ)

عشق نے خوار و ذلیل کیا ہم سر کو بکھیرے پھرتے ہیں
سوز دروں و داغ الم سب دل کو گھیرے پھرتے ہیں (تقی میر)

سیاں (ص)= دانائی اور عقلمندی اور ہوشیاری:

یہ دلبری کے فن و فریب اتنی عمر میں جھنجھلاہٹ اب تو آئی ہے اسکے سیان پر (ول)

سلائیاں پھیریں (ص)= چشم جہاں بیں کو کور بے نور کیا، دستور ہے کہ میل طلائی کو نمد پر رگڑتے ہیں اور جب گرم ہو جاتی ہے تو اس کو دیدہ روشن میں پھیراتے ہیں، بینائی جاتی رہتی ہے۔ اکثر بادشاہوں کے ساتھ ایسی حرکت ناشائستہ کی گئی ہے:

شہاں کہ کحل جواہر تھی خاک پا جن کی انھیں کی آنکھوں میں پھرتی سلائیاں دیکھیں (تقی میر)

کیا نظر اس سے دم چشم نمائی پھیری شاخ نے دیدۂ نرگس میں سلائی پھیری (مؤلف)

سر میں کھائی (ص)= زدوکوب ہوئے اور سزائے بدکرداری اور مردم آزاری ملی:

جون فلک جو کہ سر اٹھائیگا آخرکار سر میں کھائیگا (ول)

قدبوسی تک مختار ہیں غیر زیادہ لگ چلیں تو سر میں کھائیں (تقی میر)

سمندر بلویا (ص)= بہت تلاش و جستجو اور نہایت تگ و دو کی لیکن گوہر مدعا دستیاب نہ ہوا:

پایا نہ دل بہایا ہوا سیل اشک کا میں پنجہ مژہ سے سمندر بلو چکا (تقی میر)

سر ڈوب (ص)= از سرتاپا غرق:

قطعہ
خانہ خراب کس کا کیا تیری چشم نے تھا کون وہ جسے تو نصیب ایک دم ہوا
تلوار کس کے خون میں سر ڈوب ہے تری یہ کس اجل رسیدہ کے گھر پر ستم ہوا (ول)

سر کھجایا (ص)= شامت ہوئی اور برا ہوا چاہتا ہے۔ یہ اصطلاح آگے بھی قلمی ہوئی ہے[1]:

[ان دنوں] عزم ہے پھر جانب صحرا تیرا سر کھجایا ہے مگر آبلہ پا تیرا (مؤلف)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۷۸۔

سو کے ایک (ح)= برابر سو کے ایک اور انتخاب کلام اور خلاصہ مقصود و مدعا:

یاد رکھ سن یہ سو کی ایک کہی ۔۔۔ بات اب مجھ کو تجھ سے کچھ نہ رہی (اثر)

سیتلا کا کھاجا (س)= طفل شیر خوار کہ مرض چیچک سے فوت ہو:

پورشہ ہے کہ طفل راجا ہے ۔۔۔ جو ہے سو سیتلا کا کھاجا ہے (مؤلف)

ہوا لڑکا جو کھاجا سیتلا کا ۔۔۔ عجب احوال ہے ماتا پتا کا (جرأت)

ساتارو بن (س)= ہجوم گرگان شوم:

دل کے دیپے ہیں بتاں کے خط و خال ۔۔۔ پھنس گیا ہے ساتارو بن میں غزال (مؤلف)

سر چڑھتا ہے تو سر کے بل گرتا ہے (ث)= جو کوئی سرکشی سے سر نخوت و پندار بلند کرتا ہے، آخر کار پامال حوادث روزگار ہوتا ہے:

دیکھ مت جوں آب فوارہ خزانے پر اچھل ۔۔۔ جو کہ سر چڑھتا ہے گرتا ہے وہ منعم سر کے بل (مؤلف)

سڑاندا (س)= بدبو اور زشت و زبوں و ناکارہ:

اے صبا کہیے عروسان چمن کے روبرو ۔۔۔ ہے سڑاند اغنچۂ گل اس دہن کے روبرو (ولی)

سرخاب کا پر ہے (س)= دولت پر مغرور و متکبر ہے اور شان و شوکت میں برابر اپنے اور کو نہیں سمجھتا:

زاہدا بادہ گلرنگ کو ہم رندوں میں ۔۔۔ آج و نکلا نہیں تیرے پر سرخاب تو پی (جرأت)

اور دوسرے، بوالعجبی اور نیرنگی کے بھی معنی ہیں:

شاخ گل پر جو صبا بیٹھ کے یہ پھولی ہے ۔۔۔ پر سرخاب ہے اب بلبل نالاں میں کیا (شاہ نصیر)

سربلندیٔ فلک پامالی احباب ہے ۔۔۔ ہے کہاں رنگ شفق نکلا پر سرخاب ہے (مؤلف)

سر پھرا ہے[1] (س)= مغز پراگندہ اور دماغ پریشان ہو گیا ہے اور دوران سر پیدا ہوا:

کہوں میں اپنے جو برگشتہ طالعوں کی بدی ۔۔۔ تو سامعوں کا نہ یہ کیوں کہ سر بھلا پھر جائے (جرأت)

ستم ہائے گردوں مفصل نہ پوچھو ۔۔۔ کہ سر پھر گیا مدعا کہتے کہتے (مومن)

پڑا پھرے ہے اسی فکر میں سدا ظالم ۔۔۔ کسی طرح سے کسی دل کو دیجئے آزار

قطعہ

کدھر خیال کو اب لے گیا ہے یہ بے مغز ۔۔۔ زبس پھرا ہے سر اس کا ہوا ہے کج رفتار (سودا)

سرپوش کھل گیا (س)= راز پوشیدہ و مخفی ظاہر ہوا اور ایک عالم ماہر ہوا اور پردہ دوری ہوئی:

---

[1] ص ۲۸۶ پر بھی موجود۔

اے کاوش خیال مژدہ جوش کھل گیا پھوٹا جو دل کا آبلہ سرپوش کھل گیا (مؤلف)

سر کے ساتھ ہے (ص)= اپنے دم سے وابستہ ہے، جب تک کہ سر تن پر ہے اور تن کے اندر جان باقی ہے دست بردار ہونا غیر ممکن ہے۔ سب پر ظاہر ہے کہ جو عادت و خو آدمی میں پڑ جاتی ہے تادم زیست نہیں جاتی:

گہ جنگ چرخ سے کبھی اختر کے ساتھ ہے اے نالہ سرکشی یہ تری سر کے ساتھ ہے (مؤلف)

فتنہ خرام ناز ستم گر کے ساتھ ہے سر اپنا اور وہ پایہ مرے سر کے ساتھ ہے (سرور)

عشق کو کوہ گراں ہے سر کیں کیا جوں کو ہکن ہم ہیں جرأت یہ ارادہ اپنے سر کے ساتھ ہے (جرأت)

میرے سر کے ساتھ ہے یہ درد سر جیتے ہیں سر کوئی جو کاٹ ڈالے تب یہ درد سر مٹے (معروف)

سر پر اٹھالیا (ص)= شور و فغاں اور غل برپا و بلند کیا کہ سامعین کا دماغ پراگندہ و پریشان ہو گیا اور خلق خدا عاجز ہوئی:

ہمسائے کہتے ہیں یوں گھبرا کے غل سے میرے اس نے تو سب محلہ سر پر اٹھالیا ہے (جرأت)

سر پٹکا (ص)= ہر چند منت و سماجت کی اور بہتیرا سمجھایا، نہ مانا نہ باز آیا:

چارہ گر زنداں میں اسکے آستاں سے لے گئے ایک بھی میری نہ مانی لاکھ سر پٹکا کیا (مومن)

اور دوسرے معنی، سنگ و خشت و زمین پر سر مارنے کے بھی ہیں:

صف مژگاں سے اسکی جب نہ تب دل جا اٹکتا ہے سمجھتا ہی نہیں ہر چند حیراں سر پٹکتا ہے (حیران)

سلامی (ص)= آداب و تسلیمات بجالانا۔ دستور ہے کہ جب سپہ سالار وغیرہ سوار ہوتا ہے تو مردمان پلٹن صف باندھ کر توانہ ادا کرتے ہیں اور شلک توپوں کی ہوتی ہے اور سلامی کہتے ہیں:

سلامی کو جو سر ہوتی ہے توپ اژدہا پیکر تجمل ہوتا ہے شور رعد کا اور برق کا تندر

فلک رکھتا ہے انگلی کہکشاں سے کان میں یکسر صدا سے اسکی ہوتے سکنان چرخ ہیں مضطر

زباں شعلہ رنجک ہے سرگرم ثناخوانی معین الدین والدنیا محمد اکبر ثانی (مؤلف)

انشا مرے آغا کی سلامی کو جھکی ہے سکان سراپردہ تقدیس کی ٹوپی (انشا)

سناٹا (ص)= شور و غل باد و باراں کا، دوم بمعنی صدائے وحشتناک کہ سامعت سے انسان خائف و ترساں ہو:

جو پر تیر کا سنتا ہے ترے سناٹا — سہم کے جان نکل جاتی ہے اسکے تن سے (شاہ نصیر)

کل تو سناٹے سے برسا ہی کیا ساری رات — آنکھ کمبخت نہیں کوئی گھڑی منہ کی لگی (آتش)

سٹاک (مں)= آواز چھڑیوں کے مارنے کی:

جو نسیم صبح لپک گئی کسی گل کے دامن پاک سے

تو شعاع مہر نے ایک چھڑی جڑی اسکو آکے سٹاک سے (آتش)

سبزا (مں)= بھنگ کہ جس کو اکثر رنداں مشرب پیتے ہیں:

گدایان خرابات مغاں کا زور عالم ہے — جو سبزا گھوٹیے ان کا تو سیر جام جم کیجے (ولہ)

سر پر گھر اٹھایا یا بیابان اٹھایا یا زمین اٹھائی (مں)= ان سب کے ایک معنی ہیں یعنی بہت شور اور نہایت غل مچایا:

تھی دور میں مجنوں کے کہاں اسکی یہ تعظیم — نالہ نے میرے سر پہ بیاباں اٹھایا (نیاز)

لپٹے جو ہم تو اس نے شب سر پہ زمین لیے اٹھا — دھوم سے غل سے چیخ سے شور سے تو بہ دھاڑ سے (آتش)

سرکھپ (مں)= سر دریغ نہ کرنیوالا، بے خوف و بے اندیشہ اور بہادر اور کار مشقت و محنت میں ہمہ تن مصروف اور ہر حال میں شریک:

ہے ہم سے بھی ہو سکتا جو کچھ نہ کیا ہوگا — مجنوں سے جفاکش نے فرہاد سے سرکھپ نے (آتش)

سوکھا سہما (مں)= لاغر و نحیف:

پچھروں کو ہوا ہے اب کے یہ اوج — دب گئی جن سے مرہٹوں کی فوج

سوکھے سہمے ہیں کالے کالے حبس — یہ بھی پر کوئی گھوڑے والے حبس (آتش)

سہاگ گہرا ہے (مں)= پیار اور اخلاص بہت سا ہے، الفت و ربط زیادہ تر ہے آپس میں:

سارے محلوں میں جاگ ہے ہم سے — اب تو گہرا سہاگ ہے ہم سے (ولہ)

آئے بن ٹھن کے برج میں ہولے — کرکے غمزہ بسنت سے بولے

عش دیوالی پہ کیوں دسہرا ہے — ان میں کیسا سہاگ گہرا ہے (مؤلف)

ساون کے اندھے کو ہرا ہرا سوجھے (ث)= اگر امیر دولتمند، فقیر و مستمند ہو جائے، دماغ سے اس کے بوئے امیری نہیں جاتی اور ہر ایک شخص موافق اپنے حوصلہ کے کام کرتا ہے۔

سر جھاڑ منہ پہاڑ (ص) = دیوانہ وحشی اور بدہیئت اور سہمناک صورت کہ جس کو دیکھ کر آدمی خائف وترساں ہو:

شام شب فراق ہے یا دود آہ ہے — سر جھاڑ منہ پہاڑ بلائے سیاہ ہے (مؤلف)

سر جھاڑ منہ پہاڑ لیے اپنے ہاتھ میں — عاشق کے شامیانہ تابوت کی شبیہ (انشا)

سیدھے سادے (ص) = سادی وضع اور بے تکلف مزاج، سب کے یار شاطر نہ بار خاطر:

کاٹی ہے ہم نے یونہی اوقات زندگی کی — سیدھے سے سیدھے سادے اور کج سے کج رہے ہیں (ولی)

سبز پری (ص) = بھنگ سبز رنگ:

بھنگ کی جلوہ گری پر غش ہوں — یعنی اس سبز پری پر غش ہوں (انشا)

اور لال پری کہتے ہیں شراب سرخ رنگ کو:

مے گلگوں نہیں ساقی نے بھری شیشہ میں — نظر آتی ہے مجھے لال پری شیشہ میں (شاہ نصیر)

سنسان (ص) = خرابہ اور ویرانہ جہاں بوئے عمرانات نہ ہو:

کیا حضرت مومن کہیں کعبہ کو سدھارے — سنسان ہے گھر کس لیے کیوں آج ہے در بند (مومن)

وہ سنسان جنگل وہ نور قمر — وہ براق سا ہر طرف دشت و بر (میرحسن)

یہ گھر سنسان یوں اس بن لگے ہے — کسی کو جس طرح سے جن لگے ہے (انشا)

سوتے مردے جگائے (ح) = ہنگامہ حشر اور شور نفخ صور قیامت برپا و بلند کیا:

گر خواب میں آن کر جگایا — سوتے مردے کو جگائیں گے ہم (مومن)

سچ مچ (ص) = راست بے کم وکاست:

وہ جوگن جو سچ مچ تھی زہرا جبیں — سو مجلس میں آئی لیے ساتھ بین (میرحسن)

یہ تو نہیں کہتا ہوں کہ سچ مچ کرو الطاف — جھوٹی بھی تسلی ہو تو ضائع تو نہ ہوں میں (سودا)

اے بولہب نخوت سید ہیں اگر سچ مچ — تو آج سے صاحب کو ہم اپنا چچا سمجھے (انشا)

سو چھپاویں (ص) = ہر چند پوشیدہ و مخفی اور بہتیرا پنہاں کریں لیکن بے آشکارا ہوئے ہرگز نہیں رہے گا:

اے معروف گو ہم سو چھپاویں کوئی چھپتا ہے — کہ اپنا قصۂ عشق اب ہوا ہے عام سو سو کوس (معروف)

سر پھرا ہے (مص)= دیدہ و دانستہ آپکو گرفتار دام بلا کیا ہے اور آپ اپنا نقصان و ضرر چاہتا ہے:

کون سی بات ہے جس بات پہ جائیگا کوئی — سر پھرا ہے کہ ترے پاس پھر آویگا کوئی (مومن)

سادہ خو ہے (مص)= مزاج میں چنداں تکلف اور تمکنت اور غرور نہیں ہے اور دوسرے، عادت قدیم کے بھی معنی ہیں:

کوئی پابند زلف عنبر بو ہے — اور کوئی اسیر حلقہ گیسو ہے

رباعی

جوڑے انھیں دل لے بلا میں ڈالیں — ان سادہ رخاں کی یہ تو سادہ خو ہے (مومن)

سامنا کیا (ج)= مقابلہ اور روکشی کی:

سامنا کرنے کو ابر نوبہار اٹھا تو تھا — رو دیا پر اس نے میری چشم تر کے سامنے (معروف)

سو سو نام دھرے (مص)= برا کہا اور عیب چینی کی:

کیا غرور حسن ہے سو سو دھرے ہے روز نام — وہ شبیہ شاہد کنعاں کو دھر کے سامنے (ولہ)

سیدھی نظر (مص)= چشم لطف و کرم اور عین مہربانی:

نہ کی ہو بات بھی عاشق سے جس نے عمر بھر سیدھی

عبث ہے اس سے یہ کہنا کہ رکھ ہم سے نظر سیدھی (ولہ)

سر پر نقارے بجے (مص)= شور و غل اور ہنگامہ برپا ہوا:

کچھ نہیں اسکو خبر گر سر پہ نقارے بجیں — پوچھت اب جو کہ نوبت ہے ترے بیمار کی (ولہ)

سر پہ نقارے بجیں گو فتنۂ محشر اٹھیں — تکیہ زانوئے دلبر سے نہ اپنا سر اٹھے (مؤلف)

سر پر صدقے (مص)= سر پر تصدق اور نثار اور بلا گردان:

جو گم ہوا ہے مراتم سے دل تو سر صدقے — نہ کیجے ذکر سے اس کے بار بار خفیف (معروف)

سوخت (مص)= اول مشہور یعنی جلا، دوم گنجفہ کی بازی کا نام ہے کہ قمار باز کھیلتے ہیں:

سوخت میں کچھ اس سے ہم جیتے تو جل کر ایکبار — گنجفہ کو اس نے پھینکا کر کے ابتر آگ میں (ولہ)

سر کیا (مص)= اول مشہور یعنی فتح کی۔ دوسرے زیر دست کو یا زبردست کو بازئ گنجفہ کا ورق پہنچانے کو سر کرنا کہتے ہیں۔ دستور ہے کہ جب تک ایک دوسرے کو سر نہیں کرتا گنجفہ کھیلا نہیں جاتا:

پا گیا میں قتل کا ایما بت بے پیر کا　　سر کیا جو گنجفہ میں بازی شمشیر کا (مؤلف)

گنجفہ میں عشق کے مجھ سا نہیں کوئی جلد باز　　اس نے وہاں شمشیر کھینچی میں کہا سر کچیے (نیاز)

سانپ کی سی لہر (ص)= اثر زہر مار کا اور پیچ و تاب کھانا شخص مار گزیدہ کا:

سانپ کی سی لہر اک دل پر میرے پھر جائے ہے　　یاد آتی ہے جب اسکی زلف بل کھائی ہوئی (شوق)

سر نہیں اٹھانے دیتا (ص)= ایک دم کی فرصت نہیں دیتا:

دمبدم سینہ میں نالہ ہے دم سرد ہے آہ　　سر اٹھانے نہیں دیتا ہے یہ کیا درد ہے آہ (مصحفی)

سمویا (ص)= آب گرم و سرد کو ملایا اور معتدل کیا:

حمام کی طرف جو گیا بہر غسل تو　　یاں اشک گرم نے مرے دریا سمو دیا (ولہ)

سچ کا زمانہ نہیں (ص)= قیامت نزدیک ہے جو دروغ کو فروغ ہے اور راستی باعث کاستی کا ہے:

کہیے جو جھوٹ تو ہم ہوتے ہیں کہہ کے رسوا　　سچ کہیے تو زمانہ یارو نہیں ہے سچ کا (ولہ)

سراہا (ص)= تحسین و آفرین کی، یہ اصطلاح آگے تحریر پذیر ہوئی ہے[1]:

جگر کو مرے تم سراہو عزیزو　　کہ مژگاں کے اس کے مقابل رہا نت (ولہ)

سامنے کی آنکھیں پھوٹیں (ص)= چشم بد بیں جو روکش اور مقابل ہے، کور و بے نور ہو اور دوسرے، قسم کھانے اور دعائے بد دینے کے بھی معنی ہیں:

سب قہر خدا کسی پہ ٹوٹیں　　آنکھیں میرے سامنے کی پھوٹیں (مومن)

سن ہو گیا (ص)= حیرت زدہ اور متفکر و غمناک و خاموش ہوا اور طاقت و تاب جنبش کی عضو بدن میں باقی نہ رہی:

دیکھ غمگیں وہ مجھے غم کھاتے　　سن کے حیرت مری سن ہو جاتے (ولہ)

سیدھا بنایا (ص)= خطا کی سزا دی:

اے آہ ذرا بنادے سیدھا　　ہے چرخ میں سخت کج ادائی (ولہ)

سون کھینچے (ص)= بات سن کر چپ رہا اور کچھ نہ کہا:

جان سے مارا مجھے اور کھینچ بیٹھا سون ہے　　اس گلابی پوش کی گردن پہ میرا خون ہے (خاموش)

سانپ کھلانا (ص)= افعی کو از روئے سحر و جادو مسخر و مطیع کرنا:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۹۰۔

زلف کو شانہ صفت ہاتھ لگا مت معروف　　سانپ کالا ہے یہ ہاں اسکو بہ تدبیر کھلا　(معروف)

سر پر آفتاب آیا (ص) = دوپہر دن چڑھا:

کھڑا ہے بام پر وہ مہروش کیسی نماز اس دم　　کہ سر پر آفتاب آئے تو پھر ہو کر بے واسجدہ　(ولہ)

سوا نیزہ پہ سورج آیا (ص) = روز قیامت آشکارا ہوا:

کی ہے ہنگامۂ یار اس نے قیامت برپا　　ہے سوا نیزہ پہ خورشید قیامت پنکھا　(ظفر)

ٹھہر جا نا مژہ پر اس دل سوزاں کا آفت ہے　　سوا نیزہ پہ جب خورشید آیا پھر قیامت ہے　(شاہ نصیر)

سوفتہ (ص) = فرصت و درنگ و تاخیر:

سوفتہ سینہ زنی سے جو ہمیں یار ملے　　کیا ہے ممکن جو گریباں میں پھر اک تار ملے[1]　(امیر)

ستاروں کی کنج (ص) = ایک قسم کی آتشبازی کا نام ہے کہ وقت چھٹنے کے اس سے شرارے ستاروں کی صورت نکلتے ہیں اور طرف آسمان کے اڑا کر جاتے ہیں:

مہتاب کے بھی چھٹنے سے شب بن گئی تھی نور　　خورشید ہو گیا تھا ہر ایک سو رخ نگار

جوش خوشی یہ تھا کہ ستاروں کی مل کے کنج　　گیندیں اچھالتے تھے تمامی کی بار بار　(شاہ نصیر)

قطعہ

چھٹی جس دم ستاروں کی وہاں کنج　　دم نظارہ کہتے تھے سخن سنج

تماشا دیکھنے کو رات ھنس کر　　یہ اوڑھے نکلی ہے دسہ کی چادر　(مؤلف)

سر پر ہاتھ پھیرا (ص) = پیار کیا اور دلاسا دیا اور تسلی دی:

مجنوں کے نہ کیوں چاٹتا کتے سگ لیلیٰ　　پھیرے تھا سدا ہاتھ وہ چمکار کے سر پر　(سرور)

سر پر قضا کھیلتی ہے (ص) = موت آئی:

کہتا ہے وہ رکھ ہاتھ کو تلوار کے سر پر　　کھیلے ہے قضا اب کوئی دو چار کے سر پر　(سرور)

سر پر قرآن رکھا (ص) = قسم مصحف مجید کی دی:

بوسہ نہیں سوتے میں ترے رخ کا لیا ہے　　قرآن نہ رکھ عاشق دیندار کے سر پر[2]　(شاہ نصیر)

سر پر بن گئی (ص) = دام مصیبت اور کمند بلا میں پابند ہوا:

جاناں خط پشت لب شیریں کو ترے دیکھ　　کیا بن گئی طوطی شکر خوار کے سر پر

قطعہ

آیا جو نظر خال تو حسرت سے مگس بھی　　منہ پیٹے ہے ہاتھوں کو سدا مار کے سر پر　(ولہ)

---

[1] ص ۲۹۰ پر بھی موجود۔ [2] ص ۲۹۰ پر بھی موجود۔

سب کے کان میں پھونک دیا (ص) = ایک دوسرے سے آپ کو افضل اور بہتر جانتا ہے اور ازراہ غرور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمچو ما دیگرے نیست:

سب ہیں مغرور یہی کان میں سب کے پھونکا کہ کوئی خوب نہیں تیرے سوا دنیا میں (معروف)

سر بیچتے ہیں (ص) = فرقہ سپاہ میں نوکری کرتے ہیں:

کیا سپاہی ہیں بے لوگ کہ سر بیچتے ہیں اور پھر جا کے خریدار کے گھر بیچتے ہیں (ولہ)

سر پر گھر اٹھایا (ص) = شور و غل برپا کیا، یہ اصطلاح سابق مشروحاً تحریر ہوئی ہے[1]:

وہ بردبار عشق ہوں طفلی میں بھی اگر رویا جو میں تو سر پہ وہیں گھر اٹھالیا (ولہ)

سرمہ آنکھوں میں دیا (ص) = سرمہ لگایا:

سرمہ وہ دیں میری آنکھوں میں تو کیوں روئیں نہ غیر
اس میں انداز ہے ایک چشم عنایت کا سا (ولہ)

سیلانی فقیر (ص) = درویش جہاں گرد اور سیاح مرد:

کل سیل سا جو شاں جو ادھر آیا میر سب بولے کہ یہ فقیر سیلانی ہے (تقی میر)

سیانا (ص) = دانا و زیرک۔ دوسرے صاحب تسخیر جو آسیب دیو، پری و جنات کو سر پر سے اتارے اور اہل پارس اس کو پری خوان کہتے ہیں:

جس کے سایہ سے سیانا بھاگے اے رشک پری سایہ زلف سیہ سے تیرے رم کیوں کر کریں (شاہ نصیر)

طبیب کہتا ہے اسکو دق ہے کہیں ہیں جراح، ہے یہ زخمی
سیانا کہوے پری کا سایہ، نہ تم سے ملتے نہ ایسے ہوتے (غمگین)

گرچہ سیانوں نے پڑھ افسوں بہت اتوار کے دن خون ہدہد سے میرے واسطے لکھا تعویذ (آتش)

سج دھج (ص) = آرائش و زیب و خوش رفتار و خوش ترکیب۔ یہ اصطلاح سابق بھی تحریر ہوئی ہے[2]:

تو وہ گل ہے کہ گلستان جہاں میں پیارے محو ہیں تیری ہی سج دھج کے گل اندام تمام (مصحفی)

بندہ ہو نہ کیوں دیکھ کے ششدر تری سج دھج ہے نام خدا وہ بت کافر تری سج دھج (شاہ نصیر)

نظر پڑا ایک بت پری وش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا (نظیر)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۸۳ [2] موجود نہیں۔

سر تیز (ص) = تند خو، عربدہ جو، فتنہ انگیز، شرارت خیز، غضبناک، بیباک:

سینہ پُرکش بن گیا مژگاں سے تیرا وینہ ہے — سر سے گزری تیغ ابرو سرکش و سر تیز ہے (مؤلف)

لگیں نہ کیوں لب معشوق دل میں عاشق کے — کہ اس کے ناوک تو ہیں سبھی سر تیز (مصحفی)

ستاروں کی کنج (ص) = آتشبازی کہ وقت سر ہونے کے شرارے آتش کے ستاروں کی صورت اس سے پیدا ہوتے ہیں:

وہ کنج ہیں ستاروں کے چھٹتے کرے نثار — جن کے ہر ایک ستارے پہ ہفت اختر آسماں (ذوقؔ)

نہیں گیندوں کے یہ چمن میں درخت — دے ہے آتش ستاروں کو یک لخت (سوداؔ)

ڈھلے منہ پہ آنسو ہوا بسکہ رنج — چھٹے چاندنی میں ستارے کنج (میر حسنؔ)

جب ستارے کنج کے جگنوں سے جاتی تھی چمک
تالیا پٹ پٹ بجاتے تھے پٹاخے بے شمار (شاہ نصیرؔ)

سویا اور چوکا (ث) = اول سبز ساگوں کا نام ہے، دوم اللہ سے جو غافل ہوا خراب ہوا:

سدا بیدار وہ غفلت سے تیرنگ — مثل مشہور ہے سویا سو چوکا (نیرنگؔ)

ساری خدائی (ص) = تمام مخلوقات الٰہی:

کروں بستر کیا اپنے دوگانا کی رکھائی کا — دلاغ اگر انھیں میں خص رہا ساری خدائی کا (انشاؔ)

خدا نکردہ اس ست سے اور مجھ سے لڑائی ہو — نہ ہووے صلح گر درمیاں ساری خدائی ہو (جراتؔ)

سر ہلایا (ص) = افسوس و تاسف کیا:

شب جو دم توڑنے مرا دل بیمار لگا — سر ہلانے وہیں عیسیٰ پس دیوار لگا (افسوسؔ)

سر پر ہاتھ پھیرا (ص) = پیار اور اخلاص اور محبت اور شفقت بزرگانہ سے پیش آیا اور تسلی و تشفی دو دلاسا دیا:

مجنوں کے نہ کیوں جانا کوے سگ لیلیٰ — پھیرے تھا سدا ہاتھ وہ چکار کے سر پر (شاہ نصیرؔ)

سراہا (ص) = تعریف و توصیف کی اور پسند خاطر ہوا اور مرحبا و شاباش و آفریں و تحسین لب و زبان پر لایا:

سراہا پریزاد کے باپ نے — کیا کہہ دیا جوگی جی آپ نے (میر حسنؔ)

بنایا یہ سب جس نے ہووے بھلا — سراہے اسے کوئی کیا جی چلا (انشاؔ)

بھلے لوگ اس کو سراہا کیے　　توچپکے ہی چپکے کراہا کیے　(انشا)

مجھ کو وہ بد کہے اگر تو کہے　　پر دلا تو اسے سراہے جا　(خنجر)

سویرا(ص)=وقت سحر، پیش از طلوع آفتاب:

خوباں منہ پر ڈالے زلفیں شام سویرے پھرتے ہیں

دل کو اے آشفتہ چھپا رکھ یاں تو لٹیرے پھرتے ہیں　(آشفتہ)

سو جتن کیے(ص)=ہر چند تدبیریں اور بہت حیلہ سازیاں کیں اور فریب دیئے:

یہ نہ ہو مہر کہ تا شب رہے گھر سے باہر　　سو جتن کیجئے تو تک نکلے وہ در سے باہر　(سودا)

ساقی ہو اور دنیا ہو(ص)= جب تک کہ دنیا قائم ہے، اللہ تعالےٰ زندہ سلامت رکھے۔ یہ اصطلاح بطریق دعائے خیر اکثر زبان ولب پر آتی ہے:

بہار وباغ ہو مینا ہو جام وصہبا ہو　　ہوا ہو ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو　(سودا)

سر منڈاتے ہی اولے پڑے(ث)=اول کام بگڑ گیا اور پہلے معاملہ خراب ہو گیا اور بہت سا نقصان ہوا:

سر منڈاتے ہی صفائی پہ پڑے یہ اولے　　کہ کلاہ نمدی بکنے لگی شال کے مول　(انشا)

سانپ کا من(ص)=دل مارکہ روشن و تابندہ ہوتا ہے مانند ماہ شب چاردھم کے۔ اور اکثر سماعت میں آیا کہ جس کے ہاتھ سانپ کا من لگے وہ شخص بادشاہ ہفت کشور کا ہو اور کوئی آسیب اسے نقصان وضرر نہ پہنچا سکے۔ نہ آگ میں جلے نہ پانی اسے غرق کرے، واللہ اعلم بالصواب:

منور گھر اس کا وہ سارا ہوا　　کنویں کی وہ چکی کا تارا ہوا

وہ اندھا پڑا تھا سو روشن ہوا　قطعہ　جواں اس میں وہ سانپ کا من ہوا　(میرحسن)

اسکو نہ سمجھ قرص قمر یہ شب ہجراں　　ہم سے ملی ایک سانپ کا من نذر پکڑکر　(انشا)

تمہارا خال رخ زلفوں میں جب اے سیمتن چمکا

تعجب ہے کہ دومارسیہ میں ایک من چمکا　(شاہ نصیر)

ساچق(ص)= پہلے روز اول شادی کتخدائی اور جانا نوشہ کا بآرائش وجلوس گھر میں عروس کے، بعضے اسے بری بھی کہتے ہیں:

ساچق کے کیا کروں میں تجمل کا اب بیاں ۔۔۔ فرسودہ ہے زبان تو میرے سخن میں خامہ وار
لیکن بقدر حوصلہ اپنے جہاں تک ۔۔۔ لکھتا جو کچھ تھا سو لکھا میں نے ایک بار
تھلیاں عجب طرح کی منقش تھیں سر بسر ۔۔۔ تھے ان کے کوئی زور کلالاں دستکار
پانی سبوئے غنچہ بھرے تھا جنھوں کو دیکھ ۔۔۔ ہوتا یہ کیا خم فلک نیلگوں دوچار
نقل ان میں ایسے تھے کہ نہ اختر بھی لگ سکیں ۔۔۔ اور قرص وہ کہ شمس و قمر جن پہ ہوں نثار
آرایش اہل دید کی آنکھوں کے روبرو ۔۔۔ گل ایک نیا کتر کے دکھاتی تھی ایک بار (شاہ نصیر)

متھرا میں کس کی آئی یہ ساچق کہ رات کو
جھک جھک پڑی خوشی سے ہر ایک کام بن کی شاخ
سونے کے تھے درخت نئے لاکھوں انکے ساتھ
کونوں کے پھل تھے تاروں کے پھول اور کرن کی شاخ (انشا)

اس شادی کے سبوچہ ساچق سے ہو تجمل ۔۔۔ بھر رکھ لے گو کہ نقل کی جا اختر آسماں
گلکاریوں کا نام لے پرتاب کیا کہ وہاں ۔۔۔ ادنی ہے ایک جوں گل نیلوفر آسماں (ذوق)

ساتپانچ کرتے ہیں (ص) = حیلہ و حجت و بہانہ جوئی اور عذر بے جا کرتے ہیں:

آٹھ نو اشعار پھر کہہ سات پانچ احسان نہ کر ۔۔۔ اس سے بہتر سن چکا ہوں شعر تر دو چار کے (احسان)

سائیں داتا مولا (ص) = پیر و مرشد بر حق، مولیٰ اور خاوند، یہ اصطلاح فقرا کی ہے:

کھینچتا ہوں نعرۂ حق کھیلتا دھمال ہوں ۔۔۔ اے میرے سائیں مدد داتا مدد مولیٰ مدد (انشا)

سوکھا ٹھنٹھ (ص) = شاخ درخت خشک:

اے موسم خزاں لگے اس سر کو تیرے آگ ۔۔۔ بلبل اداس بیٹھی ہے اک سوکھے ٹھنٹھ پر (ولہ)

سوکھے سہمے (ص) = ناتواں و لاغر اور خوف زدہ:

اس پری کے رشک سے لیلیٰ نہ کیونکر تپ کرے ۔۔۔ سوکھے سہمے قیس کا دل سے مٹا یا غلغلہ (ولہ)

سینہ سلپٹ (ص) = سینہ ناہموار اور بدزیب:

اسکے سینے سے ہو ہم سینہ یہ کس کا سینہ ہے ۔۔۔ سینہ سلپٹ آئینہ کا اسکا ابھرا سینہ ہے (مؤلف)

سگھڑپن (ص) = حسن سلیقہ اور ہر کام کو بخوبی تمام سرانجام کرنا:

شب کو جانے جو نشہ میں وہ نشیمن کو لگے ـ میں یہ بولا کہ نہ ٹھوکر ترے دشمن کو لگے
قطعہ
سن کے بولا مرے دشمن کا تھا دوست تو اب ـ آگ اس فہم کو بولی کو سگھڑپن کو لگے (احسان)

سوکن اور سوت (ح) = ایک مرد کی دو جوروان۔ وہ آپس میں سوتیں یا سوکنیں کہلاتیاں ہیں۔ ان دونوں کے ایک معنی ہیں:

دخت رز کہتی ہے سبزی تو مجھے لگتی ہے زہر ـ ہائے تم چاہنے اس سوت کو رین کو لگے
قطعہ
ساقیا اس کی تشفی میں بہر کیف یہ کہہ ـ پس گئی ایسی ہے ختکی تیری سوکن کو لگے (احسان)

سگھڑ (ص) = ہنر مند و باتمیز و دستکار:

تھی عجب کوئی سگھڑ جس نے یہ کاڑھی بوٹی ـ واچھڑے سن گئی ایک پھولوں کی کیاری انگیا (انشا)

سر سے مارا (ص) = جنس ناپسندیدہ کو ناخوش ہو کر واپس کیا:

بی بی مغلانی جو سی لائی تھیں آئی نہ پسند ـ بیگما جی نے وہ سر ان کے سے ماری انگیا (انشا)

سیل کا کونڈا (ص) = رسم اور دستور اہل ہند ہے کہ جب مرد جوان ہوتا ہے اور موچھیں کا نکلنا شروع و آغاز ہوتا ہے اور مسیں بھیگنا بھی اسے کہتے ہیں تو سویاں پکا کر شیر و شکر ڈال کر کونڈے میں بھر کر اللہ کی نیاز دلوا کر زن و مرد کو کھلاتے ہیں:

سیل کے کونڈے اسی کے آج ہیں کیا لے ددا ـ ہے چھوٹا سا جو لڑکا تیری گودی کا پلا (انشا)

سناٹے کی ہوا (ص) = باد تند جس کو آندھی اور جھکڑ کہتے ہیں:

کیا ہی سناٹے کی ہوا آئی ـ ہو گئی جان اس کے تن پر غش (انشا)

سن سنانا (ص) = عالم غش طاری ہونا:

سن سنا جاتا ہے جی اپنا دوگانا اس گھڑی ـ گھر کے جانے کو منگاتی جس گھڑی ڈولی ہے تو (دل)

سر ڈھکا (ص) = روز اول زفاف زن:

بن سر ڈھکے ہوئے تجھے کیا چاہیے بھلا ـ بوٹے قدپہ اس بڑے آنچل کی اوڑھنی (دل)

سو سو بل کھائے (ص) = باعث غصہ و خفگی پیچ و تاب کھایا:

خدا جانے پھنسوں کس پیچ میں اب دیکھیے کیا ہو
کہ مجھ پر آج بل کھاتی ہے وہ زلف دوتا سو سو (میر)

سلام کیا (ص) = اول مشہور، دوم ترک کیا اور دست بردار ہوا:

اٹھ گیا میں در سے تیرے کر محبت کو سلام
چرخ دشمن بخت واژوں آہ بے تاثیر ہے (محشر)

حضرت عشق بس سلام تمہیں خوب جانے ہے یہ غلام تمہیں (دردمند)

بندگی کام آگئی آخر میں نہ کہتا تھا کیوں سلام میرا (مومن)

اور دوسرے معنی ہیں حرکت سابق کو یاد دلوا کر نادم اور خجل کرنا:

ضعف آتا ہے دل کو تھام تو لو بولیو مت میرا سلام تو لو (آتش)

سانچے میں ڈھالا ہے (ص) = از سر تا ناخن پا و از پشت تا فرق خوش ترکیب و خوش قطع اور لطیف اندام کہ یک مشت سر مو جائے انگشت نہیں:

فقط نقشہ نہیں خوب اس کا عالم ہی نرالا ہے
خدا نے اس کو سر سے پاؤں تک سانچے میں ڈھالا ہے (خواجہ حسن)

سانچے میں ڈھالے ہوئے ہیں تو کہے ان خوش اندام کے اعضا دیکھیو (مصحفی)

کیا بات ہے اس پری کی رنگیں جس پر کہ تو مبتلا ہوا ہے
پوشاک لباس سب مکلف قطعہ سانچے میں بدن ڈھلا ہوا ہے (رنگین)

تفاوت قامت یار اور قیامت میں ہے کیا ممنون
وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے (ممنون)

ستھراؤ (ص) = انبار اور تودہ کے تودہ:

لاشوں کے ستھراؤ وہاں پڑ گئے ایک نظر کر کے وہ جیدھر گیا (مصحفی)

تلوار سج کے گھر سے نکلا ہے گھر سے باہر کشتوں کے اس گلی میں ستھراؤ پڑ گئے ہیں (ولہ)

ابرو ہی کی جنبش نے یہ ستھراؤ کیے ہیں مارا نہیں اس نے کوئی تلوار سے اب تک (تقی میر)

اسکے ابرو ہی کی جنبش نے کیے ہیں ستھراؤ کیا ہوا کوئی اگر تیغ سے مارا ہی نہیں (آشفتہ)

سر سے کھیل جانا (ص) = زیست سے دست بردار ہونا اور مرنے پر کمر باندھنی اور جان سے گذر جانا:

میں ہاتھ اس مار کاکل کو بتاں کے کب لگاتا ہوں
نہ جھجک ہمدموں میں اپنے سر سے کھیل جاتا ہوں (شوکت)

سدھارو (ح)= رخصت ہو اور روانہ بسوئے خانہ ہو:

ایسا ہی جاؤں جاؤں کہے ہو تو سدھارو — اس دل پہ کل جو ہونی ہے وہ آج ہی ہولے (سودا)
یاران عدم رفتہ سے کہدو کہ سدھارو — ہم پیچھے چلے آتے ہیں ہم کو نہ پکارو (فراق)
کہا اب خیر سے گھر کو سدھارو — کسی کا مفت میں تم جی نہ مارو (انشا)
نہ دیکھا کسی نے جو کچھ اختیار — کہا حق کو سونپا تجھے لے سدھار (میرحسن)

سرسہرا (ص)= سرانجام و درستی کار انھیں پر موقوف ہے، چاہیں سو کریں:

زیست کا اپنی ملاقات کے سرسہرا ہے — وصل کا انکی سحررات کے سرسہرا ہے (مولف)

کہا میں نے فلک سے اوبے دہقان — بنے مسجد کی جاصد حیف دہرا
جو دولہا تھا بنے بے خانماں وہ — ترے سر پر ہے بدنامی کا سہرا
کہا احساں یہ جرم اختراں ہے — عطارد نے لکھا سفلوں کا چہرا
دیا میں نے جواب اسکو کہ ان کا — پہ سالار ہے تو ہی سہرا
چو از قومے یکے بے دانشی کرد — نہ کہہ را منزلت ماند نہ مہہ را (احسان)

سنوارنا (ح)= درست و آراستہ کرنا اور زیب و زینت دینی:

قطعہ
سنبل تیری خطا ہے جو تو سوگوار ہے — کھائے گا مار زلف پریشاں کو تنگ سنوار
داؤدی اپنی لے یہ لے تو بھی دھکدھکی — ڈورے کے واسطے جو ترا ہو علاقہ دار (شاہ نصیر)
ترے ہاتھ سے بوئے مشک آئی شانے — مگر تو نے کاکل سنواری کسی کی (سرسبز)

سوچکنا (ص)= غور و تامل و اندیشہ کرنا:

سوچک مت کہانی تو کہہ ڈال بھی — ترے منہ کو اب تک رہے ہیں سبھی (انشا)

ست ہار دیا (ص)= تاب و طاقت نہ رہی اور ارادہ و ہمت جاتی رہی:

نہ ست ہار تو الجھ کر نہ کر — سو جھادینے والا تو ہے تیرے سر پر (ولہ)

سنگ آمد و سخت آمد (ص)= کار سخت و سنگین اور مشکل و صعب و دشوار پیش آیے:

سینہ پہ نہ کیوں روکوں میں سنگ فلاخن کو — ہاں اے پسر دہقان سنگ آمد وسخت آمد (منیر)

خوشی کب دیکھ سکتا ہے یہ کمبخت — کہوں کیا حال دل سنگ آمد وسخت (انشا)

سنڈا (ص)= مرد جواں و فربہ اندام، قوی زور، سخت بازو:

چاہے گر چونچ سے تو وہ سنڈا — توڑ ڈالے سپہر کا انڈا (ولہ)

سہانا (ح)= خوش اسلوب و خوش آیند۔ دل کے مرغوب:

گھڑی چار دن باقی اسوقت تھا — سہانا سا ایک طرف سایہ ڈھلا (میرحسن)

سہانا تھا کچھ ایسا روپ اس کا — کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اس کا (انشا)

سینہ کا ابھار (ص)= شروع شباب اور بلند ہونا ناز پستان نوخیز کا:

مزہ جو آپ کے سینہ کے کچھ ابھار میں ہے — نہ سیب میں نہ بہی میں نہ وہ انار میں ہے (ولہ)

سوندھا (ح)= خوشبو جو بالوں میں ڈالتے ہیں:

پہنچے مہک نہ اسکی پرستان میں کہیں — سوندھا لگا کے کھول نہ یوں اپنے بال تو (ولہ)

سم لیا (ص)= گھوڑے نے ٹھوکر کھائی:

وہ او گھٹ راہ ہے اے مصحفی دشت محبت کی — کہ سم لیتا ہے مرکب جس زمین پر یکہ تازوں کا (مصحفی)

سرخاب کا پر نکلا ہے (ص)= شیخی گی ہے اور نخوت وغرور وتمکنت پیدا ہوئی۔ کمینہ نودولت پھولا نہیں سماتا اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا:

عرش پر پرواز زاہد کی بتاتے ہیں مرید — کچھ نہ کچھ شاید کہ نکلا ہے پر سرخاب سا (جرأت)

سودا دست بدست ہوا (ص)= جنس جلد و شتاب فروخت ہوئی:

ساغر مئے جب اس نے دیا میں بادۂ عشق سے مست ہوا
ہاتھ سے ہاتھ کے لگتے ہی بس سودا دست بدست ہوا (جرأت)

سانولا سلونا (ص)= رنگ گندمی اور حسن نمکین:

دھوپ تو کیا چاندنی پڑجائیگی تجھ پر اگر — گورا گورا جسم نازک سانولا ہو جائیگا (ناسخ)

گو حسن پر ہیں نازاں مہ رویہ گورے چٹے — لیکن کوئی بلا ہے وہ سانولا سلونا (جرأت)

او قیس تیری لیلیٰ کی وہ سانولی صورت — ہے روبرو اس شمع کے دیوٹ کے برابر (انشا)

ساتھ سونا منہ چھپانا (ث) = عین بے پردگی میں پردہ کرنا اور بے تکلفی میں تکلف روا رکھنا:

نک ساتھ بھی سونا میرے اور منہ کا چھپانا　　قربان میں اس ننگ کے یہ ننگ نیا ہے　(جرأت)

سون کھینچے (ص) = خاموشی اختیار کی اور کچھ جواب نہ دیا۔ یہ اصطلاح سابق بھی تحریر ہوئی ہے[1]:

یہ کارخانہ دیکھیے ٹک اپنے دھیان سے　　بس سون کھینچ جائیے اور دم نہ ماریے　(انشا)

لوٹ میخانہ میں جا اور بادۂ گلگوں کھینچ　　گوشۂ مسجد میں بیٹھا کیا ہے زاہد سون کھینچ　(ممنون)

سرتی کا بل (ص) = علم غیب پر آگاہی ہوئی:

نے گر سات سر کی تان کا جھل　　عجب کیا سرتی بھی جائے بل بل　(جرأت)

سہم گیا (ص) = خائف و ترساں ہوا اور فقط سہم تیر کو بھی کہتے ہیں:

سہم جاوے تیرے ناوک کے جو سنائے سے　　تاب کیا مرغ ہواگیر کی نکلی آواز　(معروف)

کس کی سنی آواز پر تیرا ہوا پر　　جو سہم گیا مرغ ہواگیر ہوا پر　(شاہ نصیر)

رہ گئی سہم کے ہر چشم عصافیر کھلی　　اس کی چٹکی جو برائے ہدف تیر کھلی　(وہ)

ش

شان میں جھفتے پڑے (ص) = حرمت پر حرف آیا اور عزت جاتی رہی۔ نام و ننگ برباد ہو گیا:

یاں تک آتے ہوئے ہو جائے گا ایک آن میں کیا　　جھفتے پڑ جائیں گے کچھ آپ کی اب شان میں کیا　(شاہ نصیر)

زیست سے جو ہاتھ دھو بیٹھا ہے گر اس پاس بھی　　آ پھرو گے تم تو کیا جھفتے پڑیں گے شان میں　(جرأت)

شیخی طاق پر رکھیے (ص) = بزرگی ظاہر نہ کیجیے اور لاف نہ ماریے:

مہ نو اپنی رکھ بالائے طاق آساں شیخی　　کہ تجھ کو زیر تیغ اس شوخ کے رکھا ہے ابروئے　(شاہ نصیر)

شہر شملہ پڑا ہے کیا (ح) = شہر میں کیا حاکم فریادرس نہیں ہے جو ظالم مظلوم پر ستم کرتا ہے:

کیا پڑا ہے شہر شملہ جو دوگانا میری جان　　میں تو بکلوں اور ناخی یوں کھلائے جھکوپان　(رنگین)

شدخوری (ح) = ناکارۂ محض و نالائق اور ہیچ و پوچ۔ حقیقت میں یہ لفظ شور خوردہ تھا جیسے کہ دیوار شور خوردہ یا زمین شور خوردہ جس کو کہ اہل ہند کلر لگنا کہتے ہیں۔ پس اسے بیگمات قلعہ معلی نے اختصار کر کے شدخوری مقرر کیا:

میری دوالحال انا کو بری ہے　　پر آپا اس سے بڑھ کر شدخوری ہے　(رنگین)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۸۷۔

شہد کی چھری (ص)= بظاہر دوست اور باطن میں دشمن۔ منہ پر اچھا کہے اور پیچھے برا:

آن اس دلبر شیریں کی چھری شہد کی ہے — عاشق ایک آن ہی میں جیسے گذر جاتا ہے (تقی میر)

گو شہد کی چھری ہے مژگان چشم شیریں — پر ہے نظارہ اس کا سم کو بکن کے خاطر (مؤلف)

ہے یہ کس گلرو کی شب یاد لب شیریں مجھے — شہد کی چھریاں ہوئیں برگ گل قالیں مجھے (منیر)

شیطان کا لشکر (ص)= ہجوم طفلاں شوخ و شنگ:

بھاگے یہ عمل کرکے جو شیطان کا لشکر — دینے کو سزا اس کے تعاقب میں رواں ہے (سودا)

شور بور (ص)= از سر تا پا تر و آلودہ:

رکھتا ہے گوش میں سر انگشت موج برق — سنتا جو رعد نالہ کا ہے آسماں پہ شور
قطعہ
ہوتا ہے ابر دیدۂ نم دیدہ سے مرے — ہنگام روکشی خوئے خجلت میں شور بور (مؤلف)

آج تیری گلی میں ظالم میر — لہو میں شور بور آیا ہے (تقی میر)

زخموں میں کس کے چور تو آیا ہے مصحفی — جامہ تمام خوں میں ترا شور بور ہے (مصحفی)

اور شرابور کے بھی یہی معنی ہیں:

اس دیدۂ خونبار کے ہاتھوں سے لے حیرت — کیا پوچھتے ہو ہم تو شرابور ہیں سارے (حیرت)

شیخی جھڑ گئی اور شیخی گل ہو گئی اور شیخی نظر آ گئی (ص)= حقیقت حال دریافت ہو گئی اور مقصود وا ہوا اور شوکت و شان و بزرگی جاتی رہی:

زمیں پر سیل گریہ چشم دیا دل نے جاری کی — فلک پر جھڑ گئی شیخی رگ ابر بہاری کی (مؤلف)

گر سامنے میرے وہ بت عشوہ گر آوے — تو اپنی ابھی شیخ کو شیخی نظر آوے (جرأت)

کل شمع اس کی بزم میں دعویٰ حسن پر — باصد زباں شگفتہ جو ہو کر اٹک گئی
قطعہ
گل کرکے اس کی شیخی کو کہنے لگی صبا — کیوں ری زباں دراز تو اتنی بہک گئی (عشرت)

شور دلوایا (ح)= خفگی و رنجش اور غصہ کروایا:

ہم نے فریاد ان کے در پر کی تو دربان نے کہا — غل نہ کر ایسا نہ ہو ہم کو کہیں دلوائے شور (معروف)

شور و شرابا (ح)= شور و غل و ہنگامہ آرائی:

پھوٹا کیے پیالے لنڈھتا پھرا قرابا — مستی میں میرے تھا یاں اک شور اور شرابا (تقی میر)

شیشہ میں اتارا (مص) = تسخیر اور مطیع کیا:

لیا کر میری جاسوسی بھلا تو دیکھ لیتا میں
اتاروں ہوں تجھے کس ڈھب سے اے جاسوس شیشہ میں (انشا)

کوئی نکلے ہے دل سے گو کہ شوخی میں شرارا ہے
پریزاد خیال شوخ شیشہ میں اتارا ہے (مؤلف)

دل سے دھیان اس چاند سے مکھڑے کا جا سکتا نہیں
مثل گردوں ہم نے شیشہ میں اتارا چاند کو (ناسخ)

شیطان کی آنت (مص) = نہایت طول و طویل و بغایت دراز کہ جس کی انتہا اور پایاں نہ ہو:

ہر چند ہوں پیر اور سر پر ہے اجل — تس پر نہیں پیٹ کے سوا فکر عمل
رباعی
ہے رشتۂ عمر مختصر سا لیکن — شیطان کی آنت ہے میرا طول امل (ناسخ)

شیشہ باز (مص) = شعبدہ ساز، پس ایک گروہ ہے رقاصوں کا کہ وہ ہنگام رقص شیشہ کو ہر ایک عضو بدن پر رکھ کر کے تماشا کرتے ہیں اور وہ شیشہ زمین پر نہیں گرتا باوجود کہ بے یاری دست ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک چالاکی و صنعت ہے:

طفل سمجھا ہے مگر پیر فلک جو شب و روز — شیشہ بازی کا دکھاتا ہے تماشا مجھ کو (ناسخ)

نہ پہنچا سر سے تو کوہ غم دلدار گردن تک — کہ شیشہ باز شیشہ لائے ہے ہر بار گردن تک (سرور)

رواں ہوں اشک جب پلکوں پہ میرے تب وہ آ دیکھے
نہ دیکھا ہو کسی نے گر تماشا شیشہ بازی کا (مصحفی)

شام پھولی (مص) = شفق پیدا ہوئی:

پیش از دم سحر مرا رونا لہو کا دیکھ — پھولے ہے جیسے شام وہی یاں سماں ہے اب (تقی میر)

شکوہ فیل کو تیرے گمان وہم کیا پہنچے — کہاں سے لائے اب اتنی یہ کوتہ فہم طولانی
قطعہ
شفق گویا سراسر شام کو پھولی ہے گرد اس پر — عجب رنگی ہے اس کی فیل بانی سرخ پیشانی (شاہ نصیر)

جلوہ گر یوں ہے تراب سی دہان کے بیچ — شام گویا کہ یہ پھولی ہے گلستان کے بیچ (شرف)

شتاہ (مص) = زن بدکارہ اور بدافعال و قحبہ:

ہم جوانوں کو نہ چھوڑا اس لیے پکڑے گئے　　یہ دو سالہ دخترِ رز کس قدر شتا ہے　(تقی میرؔ)

شہر بدر کیا (ص) = جلاوطن کیا:

فکر ہے ماہ کے جو شہر بدر کرنے کی　　ہے سزا تجھ پہ یہ گستاخ نظر کرنے کی　(ولیؔ)

شوم کیسے نہیں (ص) = مردِ بخیل و مسک کا انکار کہ جان تک اقرار مال دینے کا نہ کرے:

ہاں کام دل ہمارے کیوں کر بر آئیں سائے　　یہ شوم کیسے پیارے جب تک نہیں نہ نونے (جرأتؔ)

شمع دکھلائی (ص) = روشنی فزار او لیکر چلے:

جبکہ رخصت ہو کے جاں تن سے مرے جانے لگی
آہ سوزاں آگے آگے شمع دکھلانے لگی　(جرأتؔ)
کیوں کر رکھوں قدم رہ تاریک عشق میں
جب تک نہ مجھ کو نالۂ سوزاں دکھائے شمع　(معروفؔ)

شرط باندھی (ص) = بازی بدی:

یا وہ ڈبو دیوے زمیں یا ہم ڈبو دیویں تو فلک　　آ جائے تو روتے ہیں ہم شرط ابر تجھے باندھ کر　(مومنؔ)

شان لگی (ص) = شخص کم رتبہ کی عزت، توقیر زیادہ ہوئی:

جانئے خلق میری جان لگی　　عشق سے میرے تجھ کو شان لگی

ہنسو نہ تم تو مرے حال پر میں ہوں وہ ذلیل　　کہ میری ذلت و خواری سے تم کو شان لگی　(مومنؔ)

شہہ زور (ص) = بادشاہ زور آوروں کا، نہایت قوی بازو سخت چنگ:

ہے یل عشق وہ شہ زور جو دیوے قلاب　　تو کمان فلک پیر سے نکلی آواز　(معروفؔ)

اور کمان کی آواز دینے کی معنی ہیں کمان ٹوٹنے کے۔

شرط بدی (ص) = مقرر و معین کی:

برق سے نالۂ دل شرط بدی ہے اس پر　　دیکھیں ہم سینۂ افلاک کے ہوں پار کہ تو　(شاہ نصیرؔ)

قطعہ
گھوڑے جلو میں وہ ہیں کہ بالے سے ماہ کے　　کاوے کو ان کے جانتا ہے بہتر آسمان
راکب کا جن کے ہو یہ ارادہ کہ بدی کی شرط　　جب چاہوں چھولوں باگ کو اچکر آسمان　(ذوقؔ)

میرے ستلے پر اثر ہیں بے اثر مت کہہ انھیں　　شک ہے تو شوہم سے اس پر لے بت خود کام بد　(معروفؔ)

شمع کو چور لگا (ص) = باعث شعلہ کی گرمی کے جو شمع ایک طرف سے پگھل جاتی ہے اسے چور لگنا کہتے ہیں:

مچانے شحنۂ پروانہ کیوں نہ شور لگے　　شب آگے تاج سر شمع کو جو چور لگے (مؤلف)

جو نظر باز اس کا چترا ہے　　خوب دیکھا تو جیب کترا ہے

تس پہ یہ ہے کہ بہر طرۂ زر　　لگے ہے چور شمع کو آکر (سودا)

شہ دی (ص) = آہستہ آہستہ پتنگ کو بڑھایا اور دوسرے معنی ہیں شاہ شطرنج کو عاجز و تنگ کرنے کے اور تیسرے آدمی کو ور غلانا:

کان میں جو کچھ کہہ دیتے ہیں وہ　　تجھ کو اے نادان شہہ دیتے ہیں وہ (میر قاسم)

کس میں یہ کام ہیں کوئی کہہ دے　　یار کو کاٹے غیر کو شہہ دے (ولی)

شاخسانہ (ص) = انداز نو اور طرز تازہ:

دل صد چاک کیے جا جو خم گیسو میں شانہ ہے　　نگار اشانہ جو ہیں میں ایسا شاخسانہ ہے (مؤلف)

حدیث سر زلف کیا کوئی سمجھے　　کہ اس بات کے شاخسانے بہت ہیں (مصحفی)

شیر کی بولی بولتے ہیں (ص) = قے کرتے ہیں:

بنی آدم کی ٹوٹی کی ٹولی　　بیٹھی بولے ہے شیر کی بولی (انشا)

شاخ زعفران بنے ہیں یا آپ کو سمجھتے ہیں (ص) = اپنا ہمسر اور برابر کسی دوسرے کو نہیں جانتے:

سمجھے ہے آپ کو یہ بجا شاخ زعفران　　یعنی بسنت کو ہے نظارت کا کاروبار (شاہ نصیر)

پہنچے اب تا بہ آسماں زنبور　　بن گئے شاخ زعفران زنبور (انشا)

شملا (ص) = ایک قسم کی دستار، شالی کا نام ہے:

رباعی

مت اس سے اٹک تو دے کے زاہد گالی　　شملا نہ اتار لیوے سر سے شالی

یہ دختر رز حرام زادی مردار　　مینا بازار کی ہے رہنے والی (مؤلف)

شلنگ بھرنی (ص) = جست و خیز کرنی اور کودنا اور پھر اجانا:

وحشی تری نگہ کا بیابان کعبہ دیکھ　　بھرنے لگا شلنگ غزال حرم کے ساتھ (انشا)

بل بے تڑپ کہ جب دل مضطر تڑپ پہ ہے　　گردوں کو جا لگائے ہے بھر کر شلنگ ہاتھ (منیر)

پاؤں کا کیا بل ہے ہمارا یہ طفل اشک مژگاں کا چھوڑے ہے بوقت شلنگ ہاتھ (شاہ نصیر)

شاہ دریا (ص) = ایک آسیب کا نام ہے کہ اکثر عورتیں ناقص عقل اس کو مانتی ہیں اور ازراہ صدق اپنا ہادی اور رہنما جانتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ساتوں پریاں اور میاں شاہ دریا یہ سب آپس میں بہن بھائی ہیں۔ ان کو جنت میں سے خداوند عالم وحدہ لاشریک نے حضرت خاتون کے ساتھ کھیلنے کے واسطے بھیجا تھا کہ خدمت کیا کریں۔ سو یہ ان کی غلام کنیزیں ہیں ملکہ شاہ دریا کو نوری شہزادہ کہتی ہے یعنی خلقت اس کے نور سے ہے:

کیا ترے سر آچڑھے چاروں کی چاروں الاماں
شاہ دریا، شیخ سدو، زین خاں، نتھے میاں (انشا)

باؤں سر پہ غرض آج شاہ دریا کو کہ دور ہووے مرے دل کا سب یہ رنج والم
وہ اسکی ذات ہے واری کہ اسکو جو دھیائے جو بانجھ ہووے تو لڑکے وہ دو جنے توام
کہ ساتوں پریوں کا بیگا وہ لاڈلا بھائی کہ جسکی لیتے ہیں چٹ پٹ بلائیں وہ ہیم (رنگین)

شیطان لگا ہے (ص) = فتنہ وفساد برپا کیا ہے اور افعال زبوں و زشت سرزد ہوتے ہیں:

پڑھوں لاحول نہ کیوں ہے تجھے شیطان لگا لاگ ایسے سے کوئی لے موئی شیطان ہو نوج (انشا)

ص

صاحب سلامت (ص) = دست بسر ہونا اور دوستی و آشنائی اور واقف کاری:

لے جنوں صاحب سلامت کو تو ہاتھ اٹھتا نہیں دیکھ کر مجھ کو اٹھالیتا ہے پتھر ہاتھ میں (ناسخ)

اس کو ہم اپنی طرف سے پھر نہیں کرتے ہیں ترک
جس سے تک اک بار بھی صاحب سلامت ہو گئی (مصحفی)

صاحب سلامت انکی ہے مجھوں پہ ہاتھ رکھنا ایجاد ہے بیاں کا سب سے سلام آدھا (ناظر)

جو پوچھا اس سے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے
مجھے کچھ یوں ہی اس سے دور کی صاحب سلامت ہے (منشی)

صلواتیں سنائیں (ص) = بیہودہ گوئی کی اور ناسزا کہا اور گالیاں دیں:

گر اس لب جاں بخش کی کچھ بات سناؤں عیسیٰ بھی اگر بولے تو صلوات سناؤں (منت)

میرے جواشارے سے لیا گھیر کسی نے — صلواتیں سنائیں مجھے منہ پھیر کسی نے (جرأت)

ہماری نعش پہ تم باذن اللہ — تم آکے حضرت عیسیٰ عبث سناتے ہو

اٹھیں گے یار کی ٹھوکر سے تم چلو کھسکو — نہیں تو اب کوئی صلوات سن کے جاتے ہو (انشا)

اور دوسرے درود و سلام کے بھی معنی ہیں جو اللہ کی درگاہ سے محمد ﷺ پر نازل ہوتا تھا۔

صبر سمیٹنا (ح) = شخص بے جرم و خطا کو غائب میں برا کہنا:

صبر میرا سمیٹتی ہے دوا — شب کو بولی تھی چارپائی کب (رنگین)

صبر میرا سمیٹتے ہیں رقیب — میں نے کی ان سے آشنائی کب (جرأت)

برا کہا تجھے ہے کس کے روبرو میں نے — نہ میری جان تو ناحق کسی کا صبر سمیٹ (حافظ شوق)

صبح کا بھولا شام کو گھر پھرے تو اسے بھولا نہیں کہتے (مس) = جو آدمی افعال بد سے توبہ کرے اور گناہ سے باز آئے، یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخشے اور داخل بہشت کرے۔

زلف چھٹتی ترے رخ پر تو دل اپنا پھرتا — گھر کو بے شام نہیں صبح کا بھولا پھرتا (شاہ نصیر)

بھولا ہوا تو صبح آتا ہے گھر کو شام — تم وعدہ کر کے شام کا بھی پر نہ آئے صبح (مؤلف)

صبح خیزیا (ح) = دزد جو وقت سحر آدمیوں کو سرمست بادۂ خواب پا کر دزدی کرے:

بچ سکے کیوں کر اب کسی کی شئے — ملا مسجد کا صبح خیزیا ہے (سودا)

صف اٹھ گئی (ح) = ملک عدم کو روانہ ہوئے:

ظہور مہدی دین کا سنیں گے آج کل مژدہ
خدا کے فضل سے اب یہ صف نامرادا ٹھتی تھی (انشا)

صف کی صف الٹ دی (ح) = غارت و تاراج کیا:

نہ یہ وہ زمیں ہے نہ وہ آسماں ہے — کچھ الٹی ہوئی صف کی صف دیکھتا ہوں (مصحفی)

صاحبی کرتے ہیں (مس) = خدائی کرتے ہیں:

آنے لگے ہو دیر دیر دیکھیے کیا ہو کیا نہیں — تم تو کرو ہو صاحبی بندے میں کچھ رہا نہیں (تقی میر)

صراحی دار گردن (مس) = گردن گاؤ دم اور خوبصورت سانچے میں ڈھلی ہوئی:

بسان جام خالی پھوڑ ڈالوں چشم پر خوں کو — نہ دیکھوں گر صراحی دار اس مخمور کی گردن (عشرت)

ض

ضد کرنا (ص) = خلاف اور بالعکس عمل میں لانا اگرچہ نقصان صریح کیوں نہ ہو:

تجھے ضد ہے کھائے سے کسی کا نام تو سیکھے — کہ وقت صبح جائے بھول وقت شام تو سیکھے (ظفر)

ضد ہے کیا ہے مری اے گردش افلاک حصول — مشت خاک اپنے سے ہوگا تجھے کیا خاک حصول (رنگین)

دو دو پہر تک اسکے آگے کھڑا رہا میں — پر اس نے ضد کے مارے بھر کر نظر نہ دیکھا (مصحفی)

کیونکہ وہ شوخ لکھے مجھ کو کتابت جس نے — کھیل بھی چھوڑ دیا ضد سے مری، پاتی کا (سودا)

ط

طوفان اٹھایا (ص) = تہمت لگائی:

طوفان ہی اٹھنے کے نظر آتے ہیں آثار — سائے میں کوئی کیا تیری دیوار کے بیٹھے (ظفر)

اور دوسرے معنی، سیل و موج جوشش دریا کے بھی ہیں اور سوم، طوفان نوح علیہ السلام مشہور ہے:

کس نے ترساں کو تری بزم میں روتے دیکھا — اس پہ ناحق تجھے طوفان اٹھانا کیا تھا (ترساں)

مجھ پہ طوفان نہ لے جاہ کا چل دور دوا — جھوٹ سے منہ کا ترے جائے گا اڑ نور دوا (رنگین)

پڑ گیا تھا آنکھ میں کچھ مری میں روتا نہ تھا — مجھ پہ یہ ناحق پیارے تو نے طوفاں رکھ دیا (رقت)

مجھ پہ طوفان اٹھائے لوگوں نے — مفت بیٹھے بٹھائے لوگوں نے (مومن)

خندہ زن میخانہ میں با دیدۂ گریاں اٹھا — دیدہ و دانستہ او بے دید مت طوفان اٹھا (مؤلف)

ناک میں دم تھا چھوڑایا ہے خدا نے انا — عشق کے جال میں پھر بند مری جان ہو نوج

صدقے حسنین کے جو بھوے پرائے بس میں — یا علی اس پہ کسی طرح کا طوفان ہو نوج (رنگین)

رکھ کے کیا کہتے ہیں وہ یہ دیدۂ تر زیر پا — ہم بھی طوفان ہیں کہ رکھتے ہیں سمندر زیر پا (شاہ نصیر)

اشک کیا دیدہ ترے سر مژگاں نکلا — نور چشم اس کو سمجھتے تھے وہ طوفان نکلا (سرور مغفور)

رخ گلنار وہ دیکھ آئینہ میں کہتے تھے — آب میں آگ لگانے کو ہیں طوفان ہم تو (شاہ نصیر)

ہائے مجھے یہ چشم نہ تھی مردم دیدہ اشکوں سے
سر پہ میرے جو کودک ابتر آج اٹھا طوفان گئے (سرور)

طبق (ص) = اول مشہور، دوم نیاز پریوں کی جو اکثر عورتیں جاہل ہندوستان کی ایک طباق میں

کھیلیں بتاشے اور عطر اور سرمہ اور مسی اور سات ترکاریاں رکھ کر پریوں کی نیاز دلوا کر دریا میں ڈلوا دیتی ہیں:

غضب ہے دو تو ملیے سرے تھی آج | طبق کی کیوں منجیری اس نے پھانکی (رنگین)
کیا نہیں پہنچیں تجھے کھیلیں کی طبق لے جیا | ترے حصہ کی رکابی ایک تھی مس کی بھری (نہال)

طوطیا باندھا (مس) = تہمت لگائی اور بہتان رکھا:

یاد چشم سرمہ سا اس کے نہ رلواتے اگر | طوطیا کیوں باندھتے ہم چشم مجھ پر سیکڑوں (معروف)
سرمہ آنکھوں میں بتاں آو لگاتے کیوں ہو | طوطیا مجھ پہ نیا باندھ کے آتے کیوں ہو (شاہ نصیر)
میں کب سرمہ آنکھوں میں اسکی دیا ہے | یونہی یار ایک طوطیا باندھتے ہیں (مصحفی)
سرمہ لگا کے آنکھوں میں نکلا نہ کیجیے | ایسا نہ ہو کہ آپ پہ کچھ طوطیا بندھے (آتش)
پوچھا جو میں حسن سے کہ آیا ہے تیرا یار | افواہ یوں اڑاتا ہے یہ سچ ہے یا غلط
قطعہ
ہنس کر کہا تب اسکے ایسے کہاں نصیب | باندھی ہے مجھ پہ یاروں نے یہ طوطیا غلط (میرحسن)
باندھا نہیں یہ دیدہ ودانستہ طوطیا | آنکھوں میں تیری سرمہ کی تحریر سنگ ہے (منیر)

طوطی کی سی آنکھیں پھیریں (مس) = بے مروت اور بے دید اور چار چشم ہو گیا:

قطعہ ہمیں کیا دیکھتے ہو ہم نے اک عالم کو دیکھا ہے
ڈراتے ہو عبث تم ہم کو غصے میں نکال آنکھیں
بس اب منہ مت کھلاؤ چاہ تھی دو دن کی اے صاحب
گئے تم پھیر طوطی کی طرح سے لال لال آنکھیں (معروف)

طورا جتانا[1] (مس) = حکم کرنا:

تو اپنی چاہ میں ڈوبا ہوا جو مجھ کو پاتی ہے
تو اس خاطر زناخی مجھ کو تو طورا جتاتی ہے (رنگین)

طوطے اڑ گئے (ح) = ہوش و عقل پراگندہ ہوئی:

دیکھ کر صیاد کے بھی آہ طوطے اڑ گئے | یاں تلک کی بیقراری مجھ اسیر دام نے (جرأت)

طاق پر رکھیے (مس) = بھول جایئے اور جنس ناقص کو اپنے پاس رہنے دیجیے یہاں کسی کو درکار اور

---

[1] "تورہ جتانا" بھی استعمال ہوتا ہے جس کے معنی نخرہ کرنا اور شیخی بگھارنا ہیں (آصفیہ)۔

منظور نہیں ہے:

سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو　　اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو (شاہ نصیر)

روز لکھ لکھ کے مختلف مضمون　　بھیجنا شام اور سحر کاغذ
یا تو لوٹی ہے کاغذی کی دکاں　　یا برستا ہے تیرے گھر کاغذ
وہ جو فدوی ہے خوش رہے گھر میں　　کیوں الجھتا ہے بھیج کر کاغذ
ایسی انشا کے ہم نہیں مشتاق　　رہنے دیجیے گا طاق پر کاغذ (فدوی)

طباق سامنہ (ص)= گردو مدور اور گول چہرا چکلا اور چوڑا بد صورت:

بدر کیا اس کے آگے اے سودا　　منہ تو دیکھو کہ جیسے ہووے طباق (سودا)

ظ

ظالم کی رسی دراز ہوتی ہے (ص)= شخص ظالم کی عمر بڑی ہوتی ہے تاکہ بار مظلمۂ مظلومان سر و دوش و گردن پر بار کر کے دوزخ کو روانہ ہو اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ظالم کا رشتہ اعمال نہایت طویل ہوتا ہے:

کیوں نہ ہو ہر تار گیسوئے بت قاتل دراز
کہتے ہیں ظالم کی رسی ہوتی ہے اے دل دراز (مولف)

ع

عاشقی اور آنکھ لگانی (ص)= عاشقی میں خواب و آرام حرام ہوتا ہے:

جب آنکھ لگی ہے تو پھر آنکھیں نہیں لگتیں　　مشکل ہے میاں عاشقی اور آنکھ لگانی (قدرت)

عید کو سینت رکھنا (ص)= عید کے واسطے اٹھا رکھنا، دستور اور معمول ہے کہ عمدہ چیز کو ہر وقت بے جا صرف نہیں کرتے ایک روز کے لیے رکھ چھوڑتے ہیں تاکہ کام آئے:

ماہ کامل کی اگر تیری سی صورت ہوتی　　عید کے واسطے وہ سینت نہ رکھتا اس کو (معروف)

روز سے بدلوں شب ہجر نہ اصلا تجھ کو　　عید کے دن کے لیے سینت رکھا ہے تجھ کو (مؤلف)

عاشقی اور زور آوری (ص)= عشق زبردستی سے نہیں ہوتا ہے اور معشوق جبر سے عاشق کا مطیع و فرماں بردار نہیں ہوسکتا:

پاس میرے جو وہ آ بیٹھا امیر | رات اپنے بخت نے کی یاوری
بے خودی میں میں نے جا کر شوق سے | ایک بوسہ کی طلب اس سے کری
روکھا پھیکا ہو کے مہ رو اٹھ چلا | رکھ کمر میں خنجر کینہ وری
اس کے دامن کو پکڑ میں نے کہا | اب کوئی چھوڑوں ہوں اے رشک پری (امیر)
مسکرا کر ناز سے کہنے لگا | عاشقی کرتے ہو یا زور آوری (ولہ)

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے (ث) = برا کام کرے تو چھپا کرتا کہ عالم میں رسوا نہ ہووے:

چاہیے نہ زور نہ زر چاہیے | عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے (مؤلف)
عشق مجازی سے حذر چاہیے | عیب کرنے کو ہنر چاہیے (سرور مغفور)

قطعہ
عشق کے آثار ہیں اے بوالہوس | داغ بدل دست بسر چاہیے
شرط سلیقہ ہے ہر ایک امر میں | عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے (تقی میر)

عشق اللہ (ح) = دستور ہے بینوا فقیروں کا کہ ہنگام ملاقات آپس میں بجائے سلام علیک عشق اللہ کہتے ہیں اور طرف ثانی جواب میں اس کے مد داللہ زبان پر لاتے ہیں:

اے دل اب جاتے ہیں ہم تو تو رہا کر اسکے پاس | عشق اللہ تجھے ہم نے خدا کو سونپا (قلندر)
لکھو گر حضرت دل خط کبھی یاران صحرا کو | تو عشق اللہ میرے کہہ دیجیو مجنوں شیدا کو (ممنون)

کیوں نہ عشق اللہ بولوں حضرت دل آپ کو
پیشواؤں نے بھی اپنے آن مانی آپ کی (انشا)

ہوئے ہم بت کے بندے برہمن سے راہ کرتے ہیں
حرم کے رہنے والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں (حسرت)

علاج کیا (ص) = اول مشہور۔ دوم، سزا دینے کے بھی معنی ہیں:

جوان کو نہ چاہے اس کو چاہیں | ایسوں سے یہ بے وفا نباہیں
جو کوئی کرے علاج ان کا | اس سے رہے خوش مزاج ان کا (مومن)

علی کے تیغ کی مار (ح) = خدا کا غضب اور قہر الٰہی نازل ہو:

گر دیتی ہوں اس میں دم میں تجھ کو | ہو تیغ علی کی مار مجھ کو (ولہ)

عاشق کو آہ بھی سولی ہے (ص)= عاشق کا فراق معشوق میں آہ کھینچنا موجب کمال رنج و درد کا ہے اور آہ کھینچنا گویا دار پر چڑھنا ہے:

بات منصور کی فضولی ہے ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے (الہام)

عمر بھر (ص)= تمام عمر:

تھا حکم شرع عشق کہ ہرگز نہ رومیاں گو ضبط گریہ سے نہ تیرے جی کو کل پڑے
قطعہ
بھر عمر ہم نے ضبط کیا لیک وقت نزع بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے (سوز)

خاک گلیوں کی رہا بھر عمر سر پر چھانتا ہاتھ سے دل جس نے بازی گاہ طفلاں میں دیا (مصحفی)

عشق ہے (ص)= اول مشہور بمعنی الفت و محبت، دوم یعنی رحمت و مرحبا اور آفریں ہے:

مطرب بچہ کی دست درازی کو عشق ہے باتوں میں شیخ شہر کا عمامہ لے گیا (مصحفی)

دل خانۂ خدا ہے خدا لاشریک ہے اے سوز تیرے اس میں سمانے کو عشق ہے (سوز)

شیریں کا مان رکھ لیا عشق ہے تجھ کو کوہکن آنکھ ادھر جو لڑ گئی دل بھی ادھر لڑا دیا (منتظر)

غ

غٹ پٹ (ص)= ہم خوابی و ہم بستری:

رنگیں ہے آرزو مجھ سے ہو جائے جس میں غٹ پٹ بتلا دے کوئی ایسی تدبیر میری باجی (رنگین)

غٹ (ص)= = کثرت و انبوہ مردم کا:

حضرت دل کا ارادہ تھا سوئے کشور عشق فوج اندوہ کی رستے میں جو غٹ سے تھی ملی (ظفر)

ف

فقرے گڑھتے ہیں (ص)= دل سے نئی باتیں بناتے ہیں:

رنگین معروف رشک کھاتے ہیں بہت اور حق میں مرے باتیں بناتے ہیں بہت
قطعہ
کچھ میں جو سنوں گا تو کہوں گا میں بھی فقرے گڑھنے مجھے بھی آتے ہیں بہت (رنگین)

فساد کی جڑ (ص)= مفسد، لڑائی کرنے والا:

تھی گفتگو ئے باغ فدک جڑ فساد کی جانے ہے جس کو علم ہے دین کے اصول کا
قطعہ
دعویٰ جو حق شناسی کا رکھے سو اس قدر پھر جان بوجھ کرے تلف حق بتول کا (تقی میر)

فرشتہ کے بھی پر جلتے ہیں (مص)= کسی کا گذر اور رسائی نہیں ہے:

مشکل ہے ہو نا روکش رخسار کی جھلک سے — ہم تو بشر ہیں اس جا پر جلتے ہیں ملک کے (تقی میر)

گرمی بزم بتاں غیرت آتشکدہ ہے — ہم تو کیا ہیں کہ فرشتہ کے بھی پر جلتے ہیں (مؤلف)

فرفر زبان چلتی ہے (مص)= کسی بات میں بند نہیں ہوتی اور بہت جلد و شتاب باتیں کرتے ہیں:

کیسی فرفر زبان چلتی ہے — اس کی گفتار بے خطر کو دیکھ (مصحفی)

گُل شعلہ کی نہ کیوں ہو رشک سے بکسر زباں — صورت صرصر چلے ہے شوخ کی فرفر زباں (مؤلف)

میرے سینہ میں کرو چار وزن اپنے تیر والے — کہ چاہے ہے دل مضطر میرا فرفر ہوا آوے (معروف)

فرشتہ پر نہیں مار سکتا (مص)[1]

نہیں مقدور کہ پر مارے فرشتہ بھی وہاں — آدمی اپنا پہنچتا ہے جہاں ان روزوں (ولہ)

جس گلی میں کہ فرشتے کے بھی پر جلتے ہوں — کب یہ ممکن ہے کہ وہاں اڑ کے کبوتر پہنچے (مصحفی)

ایک ہم تھے کہ کبھی آتے تھے ڈرتے ڈرتے — تیرے کوچے میں فرشتے کے بھی پر جلتے ہیں (فغاں)

فق ہو گیا (مص)= رنگ روپرواز کر گیا اور منہ زرد ہو گیا:

شب وصال ہے دل پر قلق ابھی سے ہے — سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے (عشرت)

کچھ یہ مجھی کو کچھ نہیں اس کی پھبن نے غش کیا
غنچے بھی چٹ سے فق ہوئے سارے چمن نے غش کیا (انشا)

قاصد نے جیسی باتیں کچھ کچھ سنائیاں ہیں — فق ہو گیا ہے چہرا اڑتی ہوائیاں ہیں (مؤلف)

کس مہروش کی چرخ چڑھی تیغ برق دار — فق ہو گیا ہے جو روئے شفق آسمان پر (شاہ نصیر)

کس کی نگاہ گرم رخ نازنیں پہ ہے — جو منہ کا رنگ فق ہے پسینہ جبیں پہ ہے (منیر)

دشمنوں کو رنگ فق اپنا نظر آتا ہے صاف — روز بیجا ہے تیرے قبضہ میں تلوار آئینہ (ناسخ)

جو دیکھے تو صحرا ہے اک لق و دق — کہ رستم جسے دیکھ ہو جائے فق (میر حسن)

فرشتے دکھائی دے (مص)= موت آئی:

یاں فرشتے بھی دکھائی دیے تو نے اب تک — بند جامے کا نہ اے حور شمائل کھولا (ممنون)

فند کیا (مص)= فریب دیا اور دغا کی:

---

[1] کوئی غیر اور اجنبی کسی طرح نہیں جا سکتا (آصفیہ)۔

اگرچہ سادہ ہے لیکن ربودن دل کو　　ہزار میں وہ پری لاکھ فند کر (تقی میر)

پابند دام و بند ہر ایک بند بند ہے　　اے دل کمند زلف کا ادنی یہ فند ہے (مؤلف)

فرشتہ کا بھی لگاؤ نہیں (مں)= کسی کی رسائی نہیں:

کیوں کہ جرات لگائیں ہم لگا　　کہ فرشتہ کا واں لگاؤ نہیں (جرأت)

رقیب سگ صفت اس بزم میں ہے لے نکہت　　کہ ہم تو کیا ہیں فرشتہ کا وہاں لگاؤ نہیں (مؤلف)

فندق بند (مں)= سر انگشت حنائی:

فندق کہیں ہے بند کہیں ہے حنائی　　بے طرح ہاتھ یار کے طرز جفا لگی (مصحفی)

فاقہ مست (مں)= یعنی مفلسی و تنگدستی میں لہو و لعب کرنا:

فاقہ مستی پر قناعت ہو جو تم کو میکشو　　ہے لبالب بادۂ عشرت خم افلاک میں (ناسخ)

ہوئی آ قا یہ اس کی تنگدستی　　کیا کرتا ہے اب وہ فاقہ مستی (سودا)

فرشتہ نے گھر دیکھ لیا[1] (مں)= عنقریب ہے کہ اجل آوے اور بے مرگ مخلصی کی صورت نظر نہیں آتی:

دل لے گیا وہ جان بر شتہ کئی دن سے　　گھر دیکھ گیا آکے فرشتہ کئی دن سے (مؤلف)

فرشتہ خاں (مں)= قابض ارواح حضرت عزرائیل:

بساں چہ خنہ زناں چرخ پیر تو کیا مال　　جو حکم ہووے تو بندہ فرشتہ خاں سے لڑے (انشا)

فرشتے بھول گئے ہیں (مں)= بہت بڑی عمر ہے کسی طرح سے موت نہیں آتی:

جب دیکھو تب لاٹھی پٹے کھٹ کھٹ کرتے پھرتے ہیں
اڑتے ہیں کوئی شیخ جی صاحب ان کو فرشتے بھول گئے (ولہ)

فرشتے کے گھر خارشتی (ث)= مرد نیک کے یہاں اولاد بد:

قاضی جی کے دونوں بیٹے ہم سے کہیں گے ہے جو مثل
گھر میں فرشتے کے خارشتی لو خارشتی بھول گئے (ولہ)

فرشتے سے بھی بگڑ سکتے ہیں (مں)= آدمی کی تو کیا حقیقت ہے اور کیا مال ہے:

یوں بگڑنے کو فرشتے سے بگڑ سکتے ہیں　　پر کوئی دخل ہے ہم تم اکڑ سکتے ہیں (ولہ)

---

[1] "موت گھر دیکھ گئی ہے" بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

فر سے اڑ گیا (ص) = تیز پرے کر گیا:

آ ہیں انشا کی لڑیں شوخیوں سے برق کی یا   تو جیسی پریوں کی ہم اڑتی ہیں فر سے لڑیاں   (انشا)

فرش ہو گیا (ص) = گر پڑا زمین پر اور بچھ گیا:

اس ادا سے کل وہ آیا باغ میں دامن کشاں   ہو گئے گل فرش سارے سنبل و ریحان سمیت   (مصحفی)

ق

قسمت کا بدا (ص) = قسمت کا لکھا:

قسمت میں جو کچھ بدا ہو، دیتے ہیں وہی انساں کو
غم غصہ ہی ہم کو ملا ہے خوبی اپنی قسمت کی   (تقی میر)

قرآن کا جامہ پہن کر آئے تو یقین نہ ہووے (ص) = (بالکل ناقابل اعتبار ہے)

آوے اگرچہ جامۂ قرآن کو پہن   کافر ہو وہ جو رخ پہ کرے اعتبار خط   (مؤلف)

قلعی کھل جائے (ص) = سب راز افشا ہو جائے:

جس گھڑی غازہ سے رنگت ترے منہ کی کھل جائے
روکش آئینہ ہو گر تجھ سے تو قلعی کھل جائے   (ظفر)

گر وجی کوئی اڑ سکتے ہو کھل جائے ابھی قلعی   جو ہم ترکیب دیویں نقرہ مہتاب کا گنگا   (انشا)

قرآن کا جامہ (ص) = (سر تا پا راست بازی کا لباس۔ آصفیہ)

گر آوے تو قرآن کے سو جامے پہن کر   کافر ہی کہوں گا تجھے اے مصحفی آخر   (ولہ)

مت مانیو کہ ہو گا یہ بے درد اہل دیں   گر آوے شیخ پہن کے جامہ قرآن کا   (تقی میر)

قسمت لڑائی ہے (ص) = نصیب آزمایا ہے:

اک بوسہ پہ بھی نہ صلح ہوئی   ہم نے دیکھی بہت لڑا قسمت   (ولہ)

قدم درمیاں ہے (ص) = مشہور اصطلاح ہے[1]:

کف پا کے تیرے لیتی ہے بوسہ   ستم ہے کفش کے ہاتھوں ستم ہے
قطعہ
ابھی گلے میں اس کے چیر ڈالوں   میاں پر درمیاں ترا قدم ہے   (حقیر)

قصائی کے کھونٹے سے بندھا ہے (ص) = ظالم کے قبضۂ اختیار میں ہے۔

---

[1] واسطہ ہونا، دخل ہونا (آصفیہ)۔

قطامہ (ص)= کٹنی دلالہ اور مشاطہ اکل کھوری اسے کہتے ہیں جو آپ اکیلی رہے اور کسی کو نہ دیکھ سکے۔ بڑمونہی اس کو کہتے ہیں جو نہایت بدصورت خوک کا سا ہو اور ات گت کے معنی بے نہایت کے ہیں۔ پیز کہتے ہیں بغض و عداوت اور دشمنی کو اور پھاپھا کٹنی۔ یعنی مشاطہ پیرزال فرہاد کش۔ اب سب اصطلاحات کی سند اس رباعی سے رنگین کی ظاہر ہے:

قطامہ عجب اکل کھوری ہے آچا — کوکاپہ بڑمونہی بری ہے آچا
قطعہ
ات گت رکھتی ہے جی میں رنگین سے پیز — پھاپھا کٹنی ہے شدخوری ہے آچا (رنگین)

قبر میں بھی زمین سے کمر نہ لگی یا پیٹھ نہ لگی (ص)= مرنے کے بعد بھی آرام اور چین نہ آیا:

وہ خوف تیغ او اب تلک یہ ہے دل میں — کہ قبر میں بھی نہ پیٹھ اپنی اک آن لگی (منیر)
کسی کا خوگر پہلو ہوں میں عجب ہے — کہ قبر میں بھی زمین سے میری کمر نہ لگی (ظفر)

قدم لیے (ص)= پابوسی حاصل کی اور پاؤں پر سر رکھا:

ضعف آنے نہیں دیتا تھا قدم لے لے کر — یاں تک آیا ہوں بڑے زور سے دم لے لے کر (شاہ نصیر)
پاؤں دشت جنوں میں رکھا تھا — قیس نے میرے ہی قدم لے کر (ممنون)
راہ بستی کی جو ویرانہ سے ہم لیتے تھے — پاؤں پر آبلہ بھر خار قدم لیتے تھے (مؤلف)
کیونکر نہ قدم ماریں سر چرخ صنم ہم — نقش کف پا کے ترے لیتے ہیں قدم ہم (سرور)
ضعف سے کوچۂ جاناں میں دم لیتے ہیں — سایہ ساں اپنے ہی پھر پھر کے قدم لیتے ہیں (رقم)
بسان طائر رنگ حنا قدم لے کر — ہر اک کبک نے پیارے ترا خرام لیا (سودا)
کس طرح سے دیکھوں مرے اس سرو رواں کی — بوسے [جو] گرے رنگ حنا زلف قدم لے (مصحفی)
شورش میں جنوں ہی کے مجنوں کا جو دم نکلا — زنجیر سے دم اس کا لینے کو قدم نکلا (ہوس)

قاق ہو گیا (ص)= لاغر و ناتواں و نحیف ہو گیا:

عشق بتاں میں قاق زیادہ ہیں موسے ہم — پاتے ہیں آپ کو تو بڑی جستجو سے ہم (مؤلف)
آنکھوں میں دم ہے ہم سراپا یہ قاق ہے — پر تیرے دیکھنے کا مجھے اشتیاق ہے (حفیظ)

وادی وحشت میں ہیں اپنے ہی یہ جوش و خروش
طاقت جنبش کہاں اس میں کہ مجنوں قاق ہے (ناسخ)

قضیہ چکا (مص) = جھگڑا فیصل ہوا اور قصہ تمام ہوا:

کیا سوچ ہے نیام سے خنجر نکال کر — قضیہ کہیں چکے مجھے ظالم حلال کر (منیر)

میر اس قاضی کے لڑکے کے لیے آخر موا — سبکو قضیہ اسکے جینے کا تھا بارے چک گیا (تقی میر)

آہ کے ساتھ جی نکل جاوے — کہیں قضیہ چکے خلل جاوے (سودا)

قران کیا (مص) = کار نمایاں کیا کہ کسی سے نہیں ہو سکتا:

شرمندہ ہوتے ہیں گے خورشید و ماہ دونوں — خوبی نے تیرے منہ کی ایسا قران کیا ہے (تقی میر)

جب اسے صاحب قراں کرنے لگے — ... اے صاحب قران کرنے لگے (صاحبقران)

اور دوسرے معنی ہیں قران کے ماہ و خورشید کے شرف اتصال ہونے کے برج میں اور تیسرے معنی ہیں قران کے قرن کے اور قرن کہتے ہیں برسوں کو۔ لیکن اس سالہائے .... فرق واختلاف واقع ہے فقط

قدم گاڑا (مص) = پائے استقلال کو استوار و محکم کیا اور جنبش و توع میں نہ آئی:

سنکھ صف قشوں خزاں آئے جس گھڑی — ہو کر اتارے کچھ میدان میں کارزار

ایسا نہ ہو کہ طعن کریں ہم پہ بلبلیں — قطعہ لڑیو قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار (سودا)

دل نے جو سینہ میں علم گاڑا — لخت دل نے وہیں مژگاں پہ قدم گاڑا (مفتون)

اس عشق سے کون آگے قدم لڑنے پہ گاڑے — اک دم میں گئے جس نے کہ رستم سے پچھاڑے (جرأت)

قسمت کا پھیر (مص) = گردش بخت اور برگشتگی طالع:

پھیرا سفاک نے گردن پہ جو خنجر الٹا — پھیر قسمت کا ہوا اپنا مقدر الٹا (مؤلف)

جرات گھر اسکے جا کے جو پایا نہ اسکو گھر — قسمت کا پھیر ہے یہ برائی نصیب کی (جرأت)

قصہ پاک ہوا اور قصہ انفصال ہوا (مص) = کچھ غم و فکر اور اندیشہ نہ رہا، خلش جو تھا جاتا رہا:

رہے تھا دغدغہ نت میری زیست سے تم کو — گیا میں جان سے قصہ تمہارا پاک ہوا (جرأت)

میر کا وصل میں وصال ہوا — یہ لو قصہ ہی انفصال ہوا (تقی میر)

قدم کو ہاتھ لگانا (مص) = منت و سماجت اور عجز و زاری و انکسار کرنا:

قدم کو ہاتھ لگاتا تھا پنجۂ خورشید — کہ سر پہ رکھ میرے یہ غیرت ید بیضا (مؤلف)

قدم کو ہاتھ لگاتا ہوں اٹھ کہیں گھر چل　　خدا کے واسطے اتنے تو پاؤں مت پھیلا　(انشا)

قابو سے نکل گیا (ص) = اختیار سے نکل گیا اور از خود رفتہ ہوا:

اے دل جو وہ یاں آیا کیا کیا ہمیں ترسایا　　تو نے کہیں سکھلایا قابو سے نکل جانا　(مومن)

سخت مجبوری ہے یارب اضطراب دل کے ہاتھ　　میں مسلماں اور وہ بت قابو میں میرا دل نہیں

یار ہے ہو قابوئے اغیار فتنہ جو میں ہے　　دل مرے قابو سے نکلا یاد کے قابو میں ہے　(مؤلف)

قینچی کی طرح زبان چلتی ہے اور قینچی سی زبان چلنا (ص) = سخن نیک و بد بے اختیار منہ سے نکلتا ہے اور کچھ پاس ولحاظ نہیں اور کسی بات پر زبان بند نہیں ہوتی اور تقریر بہت جلد بیان ہوتی ہے:

کیوں نہ وہ طرار گل کترے نیا ہر بات میں　　صاف قینچی کی طرح سے چلتی ہے اسکی زباں　(معروف)

جب کہ قینچی سی چلے اس کی زباں ہر بات میں
منہ میں مجھ کمبخت کی یارو زباں کیونکر رہے　(مصحفی)

قسمت کا لکھا (ص) = بدنصیبی و زشتی طالع اور گردش تقدیر کی:

ناخواندہ مرے خط کو کوچہ سے اٹھا لایا　　قاصد کی خطا کیا ہے قسمت کا لکھا لایا　(سودا)

یہ بھی قسمت کا لکھا اپنی کہ اس کوچہ میں　　پاؤں قاصد کے تو ہرگز نہ کبھو ٹوٹ گئے
اب کے نامہ جو کبوتر کے پروں میں باندھا　قطعہ　وہیں پر اس کے قریب سر کو ٹوٹ گئے　(شاہ نصیر)

قدم پہ ہاتھ دھرے (ص) = منت وزاری کی:

نہ دی خبر مجھے اس نے بھی زلف کی گرچہ　　میں بارہا قدم شانہ بیں پہ ہاتھ دھرے　(مصحفی)

قدرت کا تماشا (ص) = نیرنگی زمانہ اور کارسازی خداوندیگانہ:

گر سامنے میرے وہ بت عشوہ گر آوے　　اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے　(جرأت)

تماشا دیکھتے تھے جن کا ہم یہ ذکر کل کا ہے　　تماشائی ہیں وہ آج اپنی قدرت کا تماشا ہے　(مؤلف)

اس تھوڑی سی عمر میں کہو کیا کیجے　　یادین کی یا تلاش دنیا کیجے
کچھ بن نہیں آتا ہے مگر کوئی دم　رباعی　قدرت کا تماشا اسے دیکھا کیجے　(حاتم)

قلم پکڑی اور قلم جاری کی (ص) = نوکر رکھنے شروع کیے:

اشک کی فوج نے جب چلنے کی تیاری کی　مژہ نے از سرِنو پھر کے قلم جاری کی　(شاہ نصیر)

منہ کھول دو خزائنِ گل اشرفی کے تم　پکڑو قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ و سوار　(سودا)

قیامت لائی (ص)= جیتے جی حشر برپا کیا:

قیامت مجھ پہ کل کی رات اسکے ہجر میں لائی　نہ آیا یار میرا آج بھی وہ رات پھر لائی　(تاباں)

جاں بھی تو نہ بچا شرطِ رفاقت لائی　یاد اس قامتِ رعنا کی قیامت لائی　(مؤلف)

قصہ چکا (ص)= جھگڑا اور فساد باقی نہ رہا، مقدمہ ایک سو ہو گیا:

قاضی و مفتی تو سب معرکہ میں ہار چکے　تجھ سے قصہ مرا تا حشر نہ زنہار چکا　(مہر)

قصائی کے کھونٹے بندھا ہے (ص)= مظلوم بے چارہ ظالم کے قبضہ میں ہے:

جس دن سے اس قصائی کے کھونٹے بندھا ہے وہ　گذرے ہے اس نمط اسے ہر لیل و نہار　(سودا)

قرآن دکھایا (ص)= دستور ہے کہ جب آگ گھر کو لگتی ہے تو کلام اللہ شریف آگ کو دکھلاتے ہیں تاکہ برکت سے اس کی اللہ تعالیٰ آتش کو فرو اور سرد کر دے:

رخ دیکھ ترا دل کی بجھی سیمر آتش　قرآن دکھاتے ہیں لگی ہے جدھر آتش　(شاہ نصیر)

کوئی اٹھ کر لگے ہے دینے اذاں　کوئی دکھلائے کھول کر قرآں　(سودا)

قہقہہ مارا (ص)= بآوازِ بلند ہنسا:

دم شگفت اگر غنچہ قہقہہ مارے　شگفت گیا ہے جو گلشن ہو قہقہہ دیوار　(مولف)

ڈرتے ڈرتے جو کہا میں کہ ترا عاشق ہوں　قہقہہ مار لگا کہنے وہ طناز درست　(سودا)

مے بے رنگ کے شیشہ کا گیا دم ہی الٹ　قہقہہ یار نے جب رنگ گل میں مارا　(شاہ نصیر)

قبضہ پر ہاتھ رکھا (ص)= آمادۂ جدال و قتال ہوا:

کیوں کر نہ قبض روح ہو عاشق کی جب مژہ　قبضہ پہ پیش قبض نگہ کے رکھے ہے ہاتھ　(مولف)

یاں آن بنی جان پہ احسن مری اس آن　جس دم کہ رکھا قبضہ پہ ہاتھ اس نے پکڑ کر　(احسن)

قول کا چھلا (ص)= ایک قسم کا چھلا ہوتا ہے کہ اس کو انگلی میں پہنتے ہیں:

کچھ تو دے مجھے اپنی نشانی بندا بالا　توڑا زنجیر کا اور قول کا چھلا تعویذ　(انشا)

اس پری کے قول کے چھلے کے سا ہو نہیں　کب جہاں میں خواہش مہر سلیمانی ہوئی　(شور)

قل کے ڈھیلے (ص)= دستور ہے کہ بعد دفن کرنے میت کی قبر میں ہر ایک مسلمان سات سات مٹی کے ڈھیلوں پر سورہ قل ھو اللہ احد کو پڑھ کر پھونک کر قبر میں ڈالتے ہیں کہ شاید اللہ غفور الرحیم برکت سے اپنے کلام شریف کی مردے کو بخش دے:

لگاتے قبر عاشق پر وہ گر سنگ　　وہی بس اسکو ڈھیلے قل کے ہوتے　(حالیؔ)

تھے تصور میں ز بس مصحف روئے گل کے　　بن گئے آنکھ کے ڈھیلے میرے ڈھیلے قل کے　(مؤلف)

قبلہ بھی ہو تو منہ نہ کروں (ص)= اس قدر عاجز اور تنگدل اور بیزار ہوں کہ نعوذ باللہ دین وایمان سے دست بردار ہو جاؤں اور وہ کام نہ کروں:

سجدہ تجھے اب اے بت بدخو نہ کروں میں　　قبلہ ہو تراگھر تو ادھر رو نہ کروں میں　(مؤلف)

قبلہ کی طرف وضو سے بیٹھا ہوں (ص)= یہ بھی ایک طرز کی قسم کی ہے کہ اکثر آدمی راست گوئی پر ایسا کلام زبان پر لاتے ہیں:

میں جھوٹ نہ بولوں گا مجھے تجھ سے ہے الفت　　بیٹھا طرف قبلہ ہوں اس وقت وضو سے　(انشا)

قہر آیا (ص)= آشوب حشر اور فتنہ قیامت برپا ہوا:

قہر آوے نہ بھلا کیوں کہ جو بے پردہ ہو شوخ
جس کے چلوں سے ہی پازیب کی چھن چھن مارے　(مؤلف)

قہقہے چہچہے (ص)= ہنسی اور خوشی:

کس کس سے میں اب بحثوں میں میرے تو نالہ پر　　یوں چہچہے بلبل کے دوں قہقہے قلقل　(انشا)

قاہ قاہ (ص)= شور وغل سے ہنسنا:

نہ کچھ سبب نہ جہت قاہ قاہ ہنستے ہو　　تمہاری خوش مجھے آتی یہ قاہ قاہ نہیں　(ولہ)

قوہ کھلاڑی ہیں (ص)= بڑے استاد کامل ہیں اور بہت دخل در معلومات رکھتے ہیں:

ہیں نردباز ایک کھلاڑی بڑے قوہ　　آسان نہیں ہے مارنا کچھ ان کی گوٹ کا　(ولہ)

قفل پڑھایا (ص)= زبان بندی کی۔ دستور ہے کہ دشمن کی زبان بند کرکے واسطے قفل دم کرکے بند کر دیتے ہیں۔ پھر تاثیر سحر سے عدو بدگوئی اور سخن سازی اور افتراپردازی نہیں کرتا:

بات نہیں تم کرتے ہو اب یہ بھی خوبی طالع کی　　کرنے کو منہ بند بھوں کا قفل پڑھائے جاتے ہیں　(جراتؔ)

قینچی پہ چڑھالیا(مص)= قطع و برید کیا:

یہ بھی قسمت کا لکھا اپنی کہ نوخطِ نصیر — لے کے قاصد سے وہ قینچی پہ چڑھالیا کاغذ (شاہ نصیر)

قبضہ گہہ گیا(مص)= قبضہ تلوار کا ہاتھ میں جم گیا۔ دستور ہے کہ وقت حرب کثرت ضرب انگشتی سے ہاتھ شل ہو جاتا ہے اور انگلیاں اکڑ کر جم جاتی ہیں۔ قبضہ تلوار کا مٹھی میں بند رہ جاتا ہے۔ پھر مالش کر کے اور سینگ کے مشت سے قبضہ کو جدا کرتے ہیں اسے قبضہ گہہ جانا کہتے ہیں:

کیوں کر کوئی بچے گا تیوری چڑھا کے ظالم — شمشیر کا جو قبضہ یوں دم بدم گہے گا (جرأت)

قدم مارا(مص)= آمد و رفت کی:

پاؤں ہوتے ہیں جو اس شوخ حسیں کے سر پر — پھر قدم مارتے ہیں چرخِ بریں کے سر پر (مؤلف)

قدم اٹھانا(مص)= جلد اور شتاب چلنا:

ہر اک قدم پہ بیٹھتا ہے ضعف لے کے قدم — وفورِ شوق کہے ہے قدم اٹھائے چلو (ولی)

یار کیسے شتاب جاتا ہے — کشتہ ہوں میں قدم اٹھانے کا (مصحفی)

قضا سر پر کھیلتی ہے(مص)= پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہے اور اجل قریب آ پہنچی ہے:

قاتل نے رکھا ہاتھ جو تلوار کے سر پر — شاید کہ قضا کھیلے ہے دو چار کے سر پر (مؤلف)

قتل پر کمر باندھی(مص)= عزم بالجزم کشت و خون کا کیا:

ہے سر پیکاں وہ خون غیر میں رنگا ہوا — قتل پر میرے کمر نکلے ہو گھر سے باندھ کر (مومن)

ک

کان میں پھونکا(مص)= غیبت اور بدگوئی کی:

آگ سا جو تو ہوا ہے اے گلِ تر آن کے بیچ — صبح کی باد نے کیا پھونک دیا کان کے بیچ (تقی میر)

بلبل نے کہا آگ مری جان میں پھونکے — پر باد صبا گل کے نہ کچھ کان میں پھونکے (شاہ نصیر)

پھونک دے کان میں شہزادہ گل کے کوئی — کہ اسے بوئے وفا چشم صنوبر میں نہیں (انشا)

کان میں پھونکی جب اسکے میں وہ بات — آج تو سنتے ہیں کچھ دام کھارہا (مصحفی)

کالا پہاڑ(مص)= بھاری ہے:

آ تجھ بغیر مملکت دل اجاڑ ہے — چھاتی پہ رات ہجر کی کالا پہاڑ ہے (رنگین)

چوٹی کسی پری کی جو چڑھ جائے دھیان میں مضمون شعر میں اسے کالا پہاڑ باندھ (انشا)

کالے کوس (ص)= راہ دور دراز اور سخت دشوار:

یار ہے کالے کوسوں ہم سے دست درازی دیکھیے گا
اکثر دست وہم سے اس کی زلف سنوارا کرتے ہیں (معروف)

نہ جا دل مانگ سے اس زلف میں، خواہش میں بوسوں کی
وگرنہ راہ طے کرنی پڑے گی کالے کوسوں کی (جرأت)

دیکھیے کب خدا ملاوے گا اسکے رنگیں گئے ہیں کالے کوس (رنگین)

کچے گھڑے پانی کے بھرے (ص)= کار دشوار کیا اور سخت مصیبت اٹھائی:

اس تشنگر سے مگر آنکھ لڑی ہے کہ حباب کیسے کچے گھڑے پانی لب جو بھرتے ہیں (مومن)
اشک بھر لاؤ نہ دل دیکھے میاں جرأت تم ابھی بھرنے ہیں تمہیں کچے گھڑے پانی کے (جرأت)

کنویں کی مٹی کنویں کو لگتی ہے (ص)= جس قدر آمد ہوتی اتناہی خرچ ہوتا ہے:

ترے دہن کی مسی کا ذقن پہ کیوں نہ ہو عکس
کنویں کی لگتی کنویں کو ہے جان من مٹی (شاہ نصیر)

کرتوت (ص)= جادو اور ٹونا اور وہ فعل جو بد ہو:

ہے بڑا جگرا ترا انشا ارے تو قہر ہے
کب تلک میں تیرے کرتوتوں کو رکھوں ڈھانپ ڈھانپ (انشا)

میں دوگانا کے پاس شب جو گئی کر کے جوگی کا روپ مل کے بھبھوت
بولی پہچان کر وہ اے رنگیں قطعہ ہیں نظر میں مری ترے کرتوت (رنگین)

کیا ناک لگائی ہے (ص)= کیا عزت اور آبرو اور توقیر پیدا کی ہے:

تجھ سے روکش ہوں مہ و مہر لگا کر کیا ناک شہرت حسن تری تابہ فلک جاتی ہے (شاہ نصیر)

ناک کے نیچے ہم اس گل کے ناک لگائے بیٹھے ہیں
کون سے منہ پر غنچہ اپنی ناک لگائے بیٹھے ہیں (انشا)

کاغذ کے گھوڑے (ص)= خط:

میں سفر میں ہوں اور اس کو غیر بہکاتے ہیں واں
مجھ کو اب کاغذ کے گھوڑے یاں سے دوڑانے پڑے (رنگین)

امّی کس ڈول سے بن جائیے گھوڑا کاغذ ہم بھی دوڑانے لگیں لاؤ نہ تھوڑا کاغذ (انشا)

کیجا جان(ص)= جگر اور جان:

میری لیتی ہیں بلائیں کس مزے سے آن کے سب میرے میں قربان کیجا جان کے (رنگین)

کچکچانا(ص)= غصہ ہو کر دانت سے دانت پیسنے اور بے خود ہو کر حرکت کرنی:

توکیاں اور پچھاوے ہوئے سب تار بتار کچکچا کر کے جو رنگیں نے جھنجھوڑی انگیا (ولہ)

نقش دنداں پر وہ انگلی رکھ کے آئینہ میں دیکھ رو کے بولے گال اس کا میں نے جب نیلا کیا
قطعہ
کچکچا کر کوئی ایسا کاٹ کھاتا ہے بھلا حال میرا کیا کیا تو نے نہ اب اچھا کیا (انشا)

کھڑا دونا(ص)= نیاز حضرت مشکل کشا کی ہاتھوں ہاتھ:

ہے دوا مال کیا بڑا دونا جو وہ آوے تو دوں کھڑا دونا (رنگین)

پڑیا بی بی کی پھولوں کا گہنا گر وہ بیٹھے تو دوں کھڑا دونا (بیگم)

کلپایا(ص)= ستایا اور ظلم کیا:

اس دھوبی کے لڑکے کو جو میں کل پایا دل ہاتھوں سے اسکے اپنا بے کل پایا
رباعی
کیا جانیے میل خاطر اس کو کیا ہے جی جامہ کو میرے اس نے جو کلپایا (حسن)

جو کوئی ہمیں کہ یار کلپاوے گا یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاوے گا
رباعی
اس دہر مکافات میں سن اے غافل جو آج کرے کا سو وہ کل پاوے گا (درد مند)

کان کھولے(ص)= ہوشیار اور آگاہ کر دیا:

یاں آنکھیں مندتی دیر نہیں لگتی میری جان میں کان کھولے رکھتا ہوں تیرے شتاب ہو (میر)

جب اپنے بند قبا تم نے جان کھول دیئے صبا نے باغ میں جا گل کے کان کھول دیئے (جرأت)

تم نے جہاں وا کیے بند قبا اپنے جان جا کے صبا نے بہ باغ کھول دیئے گل کے کان (سودا)

بے فائدہ ہے شور کہ گل کے کھلے نہ کان نالہ میں کچھ تو بلبل نالاں اثر ہے شرط (میر سوز)

دوش پر غنچہ نے جو رخت سفر باندھا ہے کان ہر گل کا تو اے پیک صبا کھول کے چل (شاہ نصیر)

کھول دیتا ہوں ترے کان ابھی سے اے گل　　ایسی تقصیر کبھی پھر یہ خبردار نہ ہو　(انشا)

کان گو کھولے نسیم سحری نے ناسخ　　تو بھی گل سامع فریاد عنادل نہ ہوا　(ناسخ)

ملنے میں پری رویوں کے آفت جانو　　ہے ایسی تو جان جو کھوں دل میں ٹھانو
رباعی
دیتا ہوں تمہارے کان کھولے اشرف　　مانو مانو ہمارا کہنا مانو　(اشرف)

کانٹے پر کی اوس (ص) = نہایت ناپائیدار:

جب شبنم دیں تو لیتے ہیں دل سوس　　یعنی ہوں میں آپ کانٹے پر کی اوس　(معروف)

اشک مژگاں پہ آکے کہتے ہیں　　اپنی ہستی ہے کانٹے پر کی اوس　(مصحفی)

کھڑ کانا اور کھٹکانا (ص) = دونوں ایک معنی رکھتے ہیں یعنی دروازہ کو بجانا تاکہ صاحب خانہ کو خبر ہو۔ دوسرے معنی کے کھڑکانے کے آدمی کو فاعل اور مفعول غصہ سے کرتا ہے:

نہ بولا ہم نے کھڑکایا بہت در　　ذرا دربان کو کھڑکایا ہوتا　(ظفر)

راہ کس کی تو دریار پہ تکتا ہے نصیر　　کس کا کھٹکا ہے تجھے ذوق سے کھٹکا زنجیر　(شاہ نصیر)

چین سے پھر کیوں کہ وہاں جس جا ہوں کھٹکے سوئیے

دل تو چاہے کہ خوب اس سے لپٹ کر سوئیے　(جرأت)

کیل کا کھٹکا نہیں (ص) = کسی شی کا ذرا خوف اور اندیشہ نہیں:

وہ مرا دل تھا کہ جس کو کیل کا کھٹکا نہ تھا　　سو قلق سے تجھ پہ ٹھہرا نوک مژگاں واہ واہ　(منیر)

سیر بہار کیا تو کرے گا ہوس کہ یہاں　　کھٹکا رہے ہے گل کو سدا نوک خار کا　(ہوس)

کوچہ کریلا ہے (ص) = نہایت بدصورت اور داغ چیچک کے بشدت منہ پر ہیں اور تلخ گفتار ہیں۔ یہ اصطلاح بیگمات کی ہے:

مجھے جو نام دھرتی ہے دوگانا میری خیلا ہے　　وہ خود تو آرسی دیکھے کہ کیا کوچہ کریلا ہے　(رنگین)

کوڑھ میں کھاج (ص) = مفلسی میں نقصان ہونا:

معروف تو کرتا خفقان کا تھا علاج　　بیمار تھا شدت سے شفا کا محتاج
رباعی
اب اس کو مراق نے ستایا ہے بہت　　رنگین وہ مثل ہے یہ ہوئی کوڑھ میں کھاج　(ولہ)

کانا ٹٹو بدھو نفر (ص) = عیب میں عیب:

لے ص ۳۵۹ پر بھی موجود۔

معروف کے پاس ہے نہ سیم اور نہ زر　　اوقات بسر کرتا ہے وہ اپنے بشر
رنگیں ہے ان دنوں وہ صورت اسکی　　رباعی کاناٹو ہے اور بدھو ہے نفر　(رنگین)

کنجشک (ص)= اعلیٰ کا شاگرد ادنیٰ ہے:

معروف کو جو شخص بہت مانتے ہیں　　شاگرد وہ میرا ہے یہ پہچانتے ہیں
کہتے ہیں وہ سب مجھ سے کہ اے رنگیں ہم　　رباعی کنجشک نہ بلبل اسے جانتے ہیں　(ولہ)

کا کلود (ص)= فرط الفت کا تقاضا اور بیقراری محبت سے ناچار ہونا:

ہر چند میں زناخی سے بیزار ہوں جیا　　پر کا کلود اپنی سے ناچار ہوں جیا　(ولہ)

کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان چلے (ث)= مثل مشہور ہے:[1]

اٹھائے تیغ جو قاتل تو میں دعا بھی نہ دوں　　کسی کا ہاتھ چلے اور چلے کسی کی زباں　(مؤلف)
گر وقت قتل نالہ کیا میں نے کیا ہوا　　پیارے کسی کا ہاتھ کسی کی زباں چلے　(وحشت)

کسی سے سائی کسی سے بدھائی (ث)= کسی سے کچھ وعدہ اور کسی سے کچھ قول و قرار:

کوئی میں تجھ سے ہرجائی سے کرتا ہو نگیا رانہ
کسی سے تجھ کو سائی ہے کسی سے کی بدھائی ہے　(ولہ)

کس گنتی میں ہے (ص)= کچھ کام کا نہیں:

میں ہوں کس گنتی میں از یک یا ہزار　　گالیاں اس کی تو عالم کھا گیا　(مصحفی)

کان کا کچا ہے (ص)= جو کچھ کہ سنا یقین واعتبار ہو گیا:

سخت وہ کان کا کچا ہے خدا خیر کرے　　غیر پھر اس کے سنا کان لگا کرتا ہے　(معروف)

کالے تل چبوائے ہیں (ص)= غلام باوفا خریدا ہے تادم زیست خدمت بجالائے گا:

دیکھے بوسے خال کے اس نے لیا ہے مجھ کو مول　　اب کہاں جاؤں کہ چبوائے ہیں کالے تل مجھے　(ولہ)

کوچے کاٹے (ص)= پاؤں قلم کیے:

جو اپنے کوچے بھی کٹتے تو اپنے کوچہ میں　　گھسٹ گھسٹ کے ہی گھٹنوں سے ہم رواں ہوتے　(ولہ)

کل بسر (ص)= گنجفہ بازی کا داؤ:

نقش مارا ہے پتنگے نے قمار عشق میں　　داؤ اسکے شمع ساں ہے کل بسر آتے نہیں　(حیرت)

---

[1] ہر شخص اپنے مقدور اور امکان کے موافق انتقام لے سکتا ہے (آصفیہ)　[2] ص ۳۳۲ پر بھی موجود۔

کٹنا (مص)= شرمندہ اور خجل اور نادم اور منفعل اور شرمسار ہونا:

شب کو بزم افروز کس کی شکل نورانی ہوئی	شمع کو دیکھا وہ کٹ کر رشک سے پانی ہوئی (مؤلف)

میں نے چھیڑا اسے وہ جو کٹا	کیا ہی جھنجھلانے نے راحت بخشی (جرأت)

کھلتا ہے (مص)= اول وا ہونے کے معنی ہیں، دوسرے زیب دینے کے معنی ہیں:

لٹ پٹی تونے جو دستار بھی نام خدا	کیا ترے منہ پہ یہ اے رشک بتاں کھلتی ہے (ولہ)

کان دھرنا (مص)= متوجہ اور راغب ہونا اور سماعت کرنا:

ہے نالہ وزاری کا مرے شور فلک تک	پر وہ بت مغرور کوئی کان دھرے ہے (ناسخ)

کمان نکلی (مص)= اول متعین ہونا فوج کا واسطے جنگ وجدل کے:

جنگ ہے عشق سے اے نالہ علمداری کر	یعنی اشکوں کے رسالہ کی کمان نکلی ہے (مؤلف)

دوسرے معنی ہیں قوس و قزح پیدا ہونے کے آسمان پر:

ابروئے یار نظر آئے تو روناتھم جائے	کہ جھڑی مینہ کی نکلتے ہی کماں کھلتی ہے (جرأت)

کپڑے آئے (مص)= عورت حائض ہوئی:

دھوئے کس طرح کپڑے دھوبن لائے	ہاں مگر اب اسی کو کپڑے آئے (ولہ)

کمر ٹوٹ گئی (مص)= امید بہبود اور توقع سود جاتی رہی:

باد کے جھونکے سے شاخ گل تر ٹوٹ گئی	وہ کیا ٹوٹی کہ بلبل کی کمر ٹوٹ گئی (سرور)

رباعی

اب ہاتھ سے صبر کی عناں چھوٹ گئی	آہ کشور دل کو فوج غم لوٹ گئی
گھر جاکے جو اس کے گھر نہ پایا اس کو	حیران سے رہ گئے کمر ٹوٹ گئی (جرأت)

کیڑے پڑیں (مص)= یہ بھی ایک بددعا ہے:

کیڑے پڑیں اس کو بھی پر تری فرہاد	شیریں نے کہا اس لیے ہے سنگ میں کیڑا (ولہ)

کانٹا سا نکل گیا (مص)= خلش اور کاوش وغم درد دل سے بدر ہوئے:

مرتے جو اس گل بن سارا یہ خلل جاتا	نکلا ہی نہ دم ورنہ کانٹا سا نکل جاتا (تقی میر)

کسالا کھینچا (مص)= مصیبت اور محنت اور خواری اٹھائی:

دل پہنچا ہلاکت کو نپٹ کھینچ کسالا	لے یار مرے سلمہ اللہ تعالیٰ (ولہ)

ل ص ۳۶۵ پر بھی موجود۔

کھج (ص)= چڑ جو بات کے آدمی کو گراں گذرے اور بری معلوم ہو:

دور ہویاں سے تو نہ چھیڑ مجھے — کیا نکالی ہے تو نے میری کھج
کھو جڑا جائیو ترا رنگیں — قطعہ — اری میں تجھ سے دل لگاتی نج — (رنگین)

کاچھن (ص)= زن ہنود ترکاری فروش:

تھی ماں تیری پرماوتی ایک کالی کاچھن — اور باپ تیرا تھا نہ وہی دیو کی نندن
بتخانہ میں گھڑیال بجاتا تھا وہ ٹھن ٹھن — کیا مجھ سے تو لڑتا ہے لے دور ہو موچھن
جانوں ہوں اسے تھا وہ پرس رام کا بیٹا — تھا جس نے کہ سب چھوڑ کے ہر نا سمیٹا — (انشا)

کہرام کیا (ص)= ماتم و شور برپا کیا:

لوگو یہ زنانخی نے عجب کام کیا — رنگیں سے مجھے لگا کر بدنام کیا
سب یاں کی زمیں کے تلے کے اوپر — رباعی — گھر میں مرے یہ آن کر کہرام کیا — (رنگین)

کسی کا کچھ نہیں چلتا (ص)= کچھ تدبیر پیش نہیں جاتی قابو و اختیار سے باہر ہے:

کسی کا کچھ نہیں چلتا ہے جب وہ اٹھ کے چلتا ہے
نکلتا ہے جو وہ گھر سے تو دم تن سے نکلتا ہے — (مؤلف)
مجھے تشنیع کیوں کرتا ہے ناصح یہ جو آنکھیں ہیں
بس ان خانہ خرابوں سے کسی کا کچھ بھی چلتا ہے — (سودا)

کب کب آتا ہے (ص)= گاہ و بے گاہ آتا ہے:

کب کب تری گلی میں ہم بیقرار آئے — سو بار جی نے چاہا تو ایک بار آئے — (اثر)

کھوج کھویا (ص)= خانہ خراب اور تباہ و برباد کیا اور نشان باقی نہ چھوڑا:

ہمارا کھوج کھونے کو نثار ایسا وہ درپے ہے — اگر نقش قدم دیکھے مٹائے بن نہیں رہتا — (نثار)

کوڑیوں کے مول ہے (ص)= نہایت ارزاں ہے:

بکوایا موتیوں کے تئیں کوڑیوں کے مول — رحمت ہے میرے دیدۂ گوہر فشاں پر — (قمر)
یہ اثر ہے خندۂ دنداں نمائے یار میں — کوڑیوں کے مول گوہر بکتے ہیں بازار میں — (مؤلف)

کام چلتا ہے (ص)= حاجت روا ہوتی ہے، ہاتھ تنگ نہیں رہتا:

صنم کی بزم میں جو مے کا جام چلتا ہے ۔ تو یہاں بھی خونِ جگر پی کر کام چلتا ہے (ثروت)

کوک[1] (س)= آواز و شور و غل:

دل پہ داغِ نالان خط ہے کب اس ماہ رو کے ہے ۔ چمن میں دیکھ کر طاؤس کو طاؤس کوکے ہے (منیر)

یارب جگر سے اٹھتی ہے یہ کیسی ہوک ہے ۔ جاتا ہے جس کی تا فلک العرش کوک ہے (انشا)

جس طرح بنے رنگیں کو لا جا کے یہاں تک ۔ اس بن مجھے کھاتا یہ دم خوک ہے دائی

قطعہ

دن رات بن لگتے ہے اب بندی کی حالت ۔ یا شور ہے یا چیخ ہے یا کوک ہے دائی (رنگین)

کٹ ہوئی (س)= آشنائی اور دوستی ترک ہوئی:

چنچل سے تو آشتی ہوئی کٹ ۔ اک اور تھی مادہ فیل اس سے چھٹ (انشا)

تجھ کو ہے میری قسم ان سے دوا ۔ کہیو جا کر یہ زبانی میری

قطعہ

تم نے کٹ کی ہے جو الفت تو بس ۔ پھیر دیجے وہ نشانی میری (رنگین)

کھل بلی (س)= شور و غل اور خوف و اندیشہ اور وحشت:

گلے میں تیغ جو کہہ اس نے یا علی ڈالی ۔ بتان ہند میں اک بار کھل بلی ڈالی (شاہ نصیر)

کٹھ مستی پن (س)= جوان و فربہ اور بدکار:

کٹھ مستی پن کو میری زنا خی کے دیکھ کر ۔ کرتی ہے چاک اپنا گریباں ڈومنی (رنگین)

کوا ہنس کی چال چلتا ہے تو اپنی بھی چال بھولتا ہے (ث)= ادنیٰ جو اعلےٰ کی روش اور طرز اختیار کرتا ہے تو اور موجب خرابی و رسوائی کا ہوتا ہے:

عبث عدو کو ہے جرات کی ہمسری کا خیال ۔ تو بھولے اپنی بھی کوا چلے جو ہنس کی چال (جرأت)

عجب طرح کا زمانہ نے رنگ بدلا ہے ۔ نیا ہی شعبدہ برپا ہے زیر چرخ کہن

قطعہ

چلے ہے یعنی کہ کوا ہر ایک ہنس کی چال ۔ کہ ہر فلوس نے سیکھا ہے اشرفی کا چلن (مؤلف)

کس[2] قطار میں ہے (س)= کچھ حقیقت نہیں رکھتا، ہیچ و پوچ ہے، کیا مجال ہے جو مقابلہ کرے اور مجادلہ سے پیش آئے:

صفائی وہ دُر دندان آبدار میں ہے ۔ قطار ابر میں بگلوں کے کس قطار میں ہے (مؤلف)

محمل نشیں ہیں کتنے خدام یار میں یہاں ۔ لیلیٰ کا اک ناقہ سو کس قطار میں یہاں (میر)

---

[1] ص ۳۶۳ پر بھی موجود [2] ص ۴۴۸ پر بھی موجود۔

کٹھور ہے (مں)= سنگ دل اور بے رحم اور بے مروت ہے:

میری طرف سے کچھ تو ترے دل میں چور ہے　　　میں نے سمجھ لیا تو دوگانا کٹھور ہے (رنگین)

کانا باتی کر (مں)= یہ ایک کھیل ہے کہ اطفال خورد سال اور کے کان سے منہ ملا کر زور سے کانا باتی کہتے ہیں کہ وہ آواز پردۂ کان پر گراں معلوم ہوتی ہے:

کھیل ہیں قاتل لڑکپن کے ترے سب دھیان میں
کانا باتی کر کہا کرتا تھا میرے کان میں (مؤلف)

کھنچ گئے (مں)= آزردہ و خفا ہوئے اور ترک ملاقات کی:

جیسے ہی کھینچے ویسے ہی یہاں آئیں کھنچ کر　　　یارب کشش دل میں اثر ہووے تو یوں ہو (ظفر)

کالا چور (مں)= سردار دزداں اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ کالا کہتے ہیں مال و اسباب کو سو وہ مال کا چور ہوا:

وہ کالا چور ہے زلف رخ یار　　　کہ سو آنکھوں میں دل ہو تو چرا لے (تقی میر)

دل چرا لینے میں گو زلف سیہ پر زور ہے　　　پر ترا خال سیہ اے شوخ کالا چور ہے (بیدم)

بتاں کا خال مشکیں دل اڑائے بن نہیں رہتا　　　یہ کالا چور ہے اسکو چرائے بن نہیں رہتا (نثار)

کہاری (مں)= مزدوری کہاروں کی:

جو نہیں اتری ڈولی سے میں وہ نہیں تم نے　　　پٹاری مری سب ٹٹولی کہارو
علی کی قسم میں نہ دوں گی کہاری　　　قطعہ　مجھے سمجھیو تم نہ بھولی کہارو (رنگین)

کن انکھیوں سے دیکھنا (مں)= نیم نگاہ سے دیکھنا اور پوشیدہ نظر کرنی تاکہ اور کوئی واقف و آگاہ نہ ہو:

آگے تو قسمت جلاوے یار یا مارے ہمیں　　　اب تو کن آنکھیوں لگا ہے دیکھنے بارے ہمیں (سودا)

دکھا تک بھی نہیں ہائے وہ کن انکھیوں سے　　　تک رہے اور طرف غرفہ و منظر عاشق (انشا)

کچھ بات ہے (مں)= سراپا خلاف اور دروغ ہے، لائق اعتبار نہیں ہے:

کچھ بات ہے کہ گل ترے رنگین بیاں سا ہے　　　یا رنگ لالہ شوخ ترے رنگ پاں سا ہے (تقی میر)

کھٹائی میں پڑے (مں)= کام میں توقف اور تاخیر اور خرابی پیدا ہوئی:

ترش رو بہت ہے وہ زرگر پسر　　　پڑے ہیں کھٹائی میں مدت سے ہم (ولی)

کٹ رہے (مں)= ہمراہ آئے تھے راہ میں کہیں رہ گئے:

آتے تھے ساتھ میرے دیکھو تو کیا ہوئے وہ ایسا نہ ہو کہ پیچھے رستہ میں کٹ رہے ہوں (انشا)

کھنچ رہے (مں)= آزردہ ہوئے اور ترک ملاقات کی اور آمد و رفت موقوف ہوئی:

کھنچ رہیں انشا سے جو پریاں انھوں کا دوس کیا وہ تو اسکے سر پہ ثابت کر کے تقصیریں کھنچیں (ولہ)

کیا خدائی ہے (مں)= قدرت اور شان اللہ کی ہے:

کیا خدائی ہے منڈلانے لگے اب خط وہ لوگ دیکھ کر ڈیوڑھی میں چھپ رہتے تھے جو نائی کو (ولہ)

کھڑ گنجی (مں)= سر سے گنجی اور چیچک رو اور بد صورت وزشت:

قطعہ

پڑی پھرتی ہے کھڑ گنجی سی ایک لونڈی جو واعظ کی

بز اخفش بنائے اپنی صورت خاکساری میں

سوا اسکی اب یہ صورت ہے کہ گاہے گرفسی سے بھی

لگایا ہاتھ اس کے کان کو اور وہ پکاری میں (ولہ)

کھجوری چوٹی (مں)= ایک قسم کی چوٹی گندھی ہوئی ہوتی ہے لہردار اس کو کھجوری چوٹی کہتے ہیں:

میرے دل میں نشہ کا ہے مکاں مجھے سوجھتی ہیں وہ مستیاں

وہ کھجوری چوٹیوں والیاں پڑی پھرتی میری ہیں تاڑ میں (انشا)

گندھی چوٹی کھجوری ہے بایں اوج کہ کالے نے کی جوں لہرائے ہے موج (جرأت)

کمر باندھی ہے[1] (مں)= مقرر اور معمول اور دستور العمل کیا ہے:

جس ہاتھ میں رہا کیے اس کی کمر ہمیشہ اس ہاتھ مارنے کا سر پر بندھا ہے کرسا

کڑی میں (مں)= مصیبت اور سختی میں اور تنگدستی میں:

جب تک کڑی اٹھائی گئی ہم کڑے رہے ایک ایک سخت بات پہ برسوں اڑے رہے (تقی میر)

کہنے کی باتیں ہیں (مں)= عمل میں لانا بہت دشوار ہے:

کہتے تو ہو، یوں کہتے، یوں کہتے جو یار آتا سب کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا (ولہ)

کنویں بھانگ پڑی ہے (ث)= ادنیٰ اور اعلیٰ سب مست و بے ہوش اور خود رفتہ اور دیوانہ ہوگئے ہیں، کسی کی عقل سلیم بجا نہیں ہے:

---

[1] ص ۳۳۰ پر بھی موجود۔ [2] ص ۳۶۵ پر بھی موجود۔

اس ذقن میں بھی سبزی ہے خط کی　　دیکھو جدھر کنویں پڑی ہے بھانگ　(دل)

کچھ نہ اکھاڑا (ص)= ذرا نقصان اور نوے صدمہ نہ پہنچا سکا:

آخر عدم نے کچھ نہ اکھاڑا مرا میاں　　مجھ کو تھا دست غیب پکڑلی تری کمر　(دل)

سرسبز اور خط سے ہوا حسن یار کا　　آخر خزاں نے کچھ نہ اکھاڑا بہار کا　(عاشق)

کوٹھے چڑھے (ص)= مشہور اور معروف ہوئے اور تمام زمانہ واقف و آگاہ اور خبردار ہو گیا:

گھر کی نکال جانب دشمن نہ بام پر　　کوٹھے چڑھے جو بات کھلے خاص وعام پر　(رنج)

کھب گیا (ص)= پسند خاطر اور دل نشیں ودلچسپ ہوا:

کھبی ہے اس قدر آنکھوں میں خوبصورت یار
کہ رہ گیا نظر آنے سے خوب وزشت مجھے　(شاکر)

کلمہ بھرنا (ص)= مذہب وملت اختیار کرنا اور احکام دین بجالانا:

کلمہ بھرے ترا جسے دیکھے تو بھر نظر　　کافر اثر ہے یہ تری کافر نگاہ کا　(جرأت)

لام کی شکل جو ہے زلف دوتا عنبر بو　　پوجتے دل سے ہیں اسلام کو سب کلمہ گو
سحر کیا جانے صنم کیا کیا تو نے ان کو　**مخمس**　بھرتے ہیں تیرے ہی کلمہ کو اے بت اچھو
ایک مذہب پہ ہوئے کافرودیندار تمام　(صنعت)

کہنے کو بات رہ گئی (ص)= وقت نکل گیا اور شکوہ وشکایت اور کلمہ باقی رہ گیا:

گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی مر گئے　　کہنے کو بات رہ گئی اور دن گذر گئے　(قاسم)

کوسنا (ص)= دعاے بددینی:

ڈبودیا مجھے اس چشم ترکو کیا کوسوں　　جلادیا مجھے سوزجگر کو کیا کوسوں　(معروف)

کیا جان پائی (ص)= کیا تاب وطاقت اور مجال ہے:

غضب چہرہ پایا ستم آن پائی　　تجھے پائے تصویر کیا جان پائی　(منیر)

کراہا (ص)= آواز دردناک نکالی اور آہ آہ کی:

مرگ اک سوتی تھی ورنہ یہ کراہا شب کو　　کہ جہاں کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا　(ناسخ)

کھسکے (ص)= چپ کرچلے گئے کہ کوئی واقف نہ ہوا اور نہ کسی نے جاتے دیکھا:

ٹ ص ۳۵۲ پر بھی موجود۔

نظیر چھپ جا چھپالے منہ کو بدل لے تیوری کھسک شتابی
جو دیکھ پاوے گا وہ ستم گر تو جان پر ہے ابھی جھگڑا کا (نظیر)

وہ چلا جان چلی دونوں یہاں سے کھسکے
اسکو تھاموں کہ اسے پاؤں پڑوں کس کس کے (مومن)

کلیجا پک گیا ہے (مص)= سخت عاجز آیا اور زندگانی سے اپنی تنگ ہوا:

کہتا ہے بات بات پہ کیوں جان کھا گئے گویا کہ پک گیا ہے کلیجا ندیم کا (ولی)

کس پہ پھولے ہو (مص)= کس بات پر مغرور و متکبر ہو اور کون سا وسیلہ اور حمایتی پیدا کیا ہے:

تم جو وہ لطف و پیار بھولے ہو اس قدر کس پہ یار پھولے ہو (تیم)

کیا یاد کرو گے (مص)= بہت یاد کرو گے:

ہے کس کا جگر جس پہ یہ بیداد کرو گے لو دل تمہیں ہم دیتے ہیں کیا یاد کرو گے (محشر)

کیا جان ہے (مص)= کیا مجال ہے:

ترے سامنے ہو یہ دل جان کیا ہے غضب ہے بلا ہے تری آن کیا ہے (ولی)

کیا تھا کیا ہوا (مص)= بنا ہوا کام بگڑ گیا اور رنگ زمانے کا دگرگوں ہو گیا:

اب نہ بلبل ہے نہ وہ گلزار کیا تھا کیا ہوا کچھ نہیں آتا نظر جز خار کیا تھا کیا ہوا (حمکین)

کس حساب میں ہے (مص)= کچھ حقیقت نہیں رکھتا:

جو تاب عارض سے ترے شرما کے قرص مہر اب سحاب میں ہے
قیاس کرنا اسی کے اوپر کہ ماہ پھر کس حساب میں ہے (ولی)

کالی بلا (مص)= بلائے سیاہ:

ٹہ افعی ہے شب ہے مشک ہے یا طوطیا ہے یہ زلف سیہ ہے یا کوئی کالی بلا ہے یہ (ولی)

کچھ نہیں رہا (مص)= تاب و طاقت جاتی رہی اور وقت مرگ قریب پہنچا ہے، کوئی دم میں مسافر راہ عدم ہے:

دم نکلتا ہے اب کوئی دم میں بیٹھ جا کچھ نہیں رہا ہم میں (حیراں)

کیا خدا سے ملاوے گی (ث)= خدا سے نہیں ملاوے گی اور کسی کام نہیں آوے گی:

ٹہ ص ۳۴۰ اور ۳۵۱ پر بھی موجود ٹہ ص ۳۴۴ پر بھی موجود۔

تو اسکو چھوڑ دے اے دل عبث کیوں عمر کھوتا ہے
بتوں کی دوستی تجھ کو خدا سے کیا ملاوے گی

کام سے کام ہے (ص)= اپنے مطلب سے غرض ہے اور غرض سے مطلب ہے۔ کسی اور سے کچھ مقصد اور مدعا نہیں رکھتے:

ہے یہی جی میں کہ لیجئے لب دلدار سے کام　　کام سے کام ہے ہم کو نہیں تکرار سے کام　(معروف)

کھندل مارا (ص)= زیر وزبر اور پامال کیا:

قاش سے زین کے ذرہ جو اچک جاوے عناں
مارے جوں روئے زمیں پشت فلک کو وہ کھندل　(سودا)

کھایا پیا انگ نہیں لگتا (ص)= آب ونان خوش نہیں آتے اور جسم فربہ اور ترو تازہ نہیں ہوتا ہے، لاغر ہوا جاتا ہے:

رستم کو خبر ہو کہ ترا اس پہ ہے آہنگ　　جیوے بھی جو یہ سن کے تو کھایا نہ لگے انگ　(سودا)

کیسریا بانے والے (ص)= زعفرانی پوشاک والے راجپوت۔ دستور قدیم ہے کہ جو کیسریا کپڑے پہن کے راجپوت واسطے جنگ وجدل کے جاتے ہیں تو زندہ پھر کر نہیں آتے یا لڑائی کو فتح کرتے ہیں یا میدان میں قتل ہوتے ہیں:

صد برگ و جعفری و گل اشرفی نے اب　　کیسریا بانے کر کے یہ باہم کیا قرار
سنمکھ صف قشون خزاں آئے جس گھڑی　　ہو کر اتارے کچھے میداں میں کارزار
ایسا نہ ہو کہ طعن کریں ہم پہ بلبلیں　　لڑیو قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار　(سودا)

کچھ دلائیے (ص)= کچھ خیرات و تصدق دیجئے:

ہاتھی کے ساتھ ساتھ یہ کہتا چلے عدو　　مفلس ہوں کچھ دلائیے نواب نامدار　(ولہ)

کیا ڈھالا ہے (ص)= کیا نقصان کیا ہے اور کیا خطا اور تقصیر سرزد ہوئی:

مل کے آنکھوں سے وہ دانے تو میرا گھر کھالا　　کیوں اے دل کہہ تو بھلا میں نے تیرا کیا ڈھالا　(ولہ)

کعبہ ہو تو منہ نہ کروں (ص)= نہایت بیزار اور عاجز اور تنگ ہوں:

طوف سر کوئے بت بدخو نہ کروں میں　　کعبہ بھی ادھر ہو تو کبھی رو نہ کروں میں　(مؤلف)

کدھر کا چاند نکلا (ص) = مقام تعجب اور محل حیرت ہوا:

رخ جو پردے سے مرے رشک قمر کا نکلا — نہیں معلوم کہ یہ چاند کدھر کا نکلا (جرأت)

کیا حساب ہے (ص) = ناممکن ہے اور اصلاً شدنی نہیں:

فرد حساب پہلو ہے سینہ کتاب ہے — ہوئے حساب داغ دروں کیا حساب ہے (مؤلف)

واشد ہو خور سے یہ کیا حساب تجھ بن — ہے زندگی سے اپنی دل کو حجاب تجھ بن (سودا)

کھنچ رہے (ص) = خفا اور رنجیدہ خاطر ہوئے اور آمد و رفت ترک کی:

لوگ کہتے ہیں جو وہ بیزار ہیں تو بھی نہ بول — ترے کھنچ رہنے سے وہ اک وضع پر آجائیگا (جرأت)

کسمسانا (ص) = گھبرانا اور اکتانا اور تنگ ہونا:

کیا کہوں اس کی ادائیں وصل کی شب کو کہ بس — ہاتھ لگ جاتے ہی کیا کیا کسمسانے لگ گیا (ولہ)

کوڑھ مغز (ص) = بے سلیقہ اور بے تمیز اور نادان:

لیلیٰ سمجھتی آپ کو جو تجھ سے نغز ہے — میں خوب جانتا ہوں کہ وہ کوڑھ مغز ہے (مؤلف)

کمر کمر ہے (ص) = کمر تک ہے:

بجائے گل چمنوں میں کمر کمر ہے گھاس — کہیں ستون پڑا ہے کہیں دبے مرغول (سودا)

کھا گئی نظر (ص) = چشم بد اثر کر گئی:

یہ باغ کھا گئی کس کی نظر نہیں معلوم — نہ جانے کس نے رکھا یہاں قدم وہ کون تھا شوم (ولہ)

کون دن تھے (ص) = کیا اچھے دن تھے:

کون وہ دن تھے کہ جب تب ترے نظارہ کو — تری آئین میں پریشاں نظری کا تھا جواز (ولہ)

کچھ نہیں چلتا (ص) = عالم بے اختیاری و مجبوری ہے:

تجھ سے تو کسی طرح مرا کچھ نہیں چلتا — جز خون کہ آنکھوں سے شب و روز رواں ہے (ولہ)

کھل بیٹھو (ص) = بافراغت کشادہ بیٹھو تنگ نہ ہو:

مکان مصحفیؔ اسکو نہ سمجھو آپ کا گھر ہے — تکلف کچھ نہیں کھل بیٹھئے یاں بے حجابی سے (مصحفی)

کہے گذرے (ص) = ظلم و تعدی اٹھائے اور ستم سہا:

ناچار ہو دین و دل اس شوخ کو دے گذرے — جو ہم پہ پڑے آخر اس عشق میں کہے گذرے (مصحفی)

---

۱ ص ۳۶۵ پر بھی موجود ۲ ص ۳۴۰ اور ۳۵۱ پر بھی موجود۔

کیا آب ہے(ص)= آب دم شمشیر بہت تیز و تند ہے:

کل تیغ دکھاکے مجھ کو بولا تو دیکھ تو اس کی آب کیا ہے (مصحفی)

کھنکارنا(ح)= کھانس کر تھوکنا مشہور و معروف خاص و عام ہے، حاجت بیان کی نہیں:

مریض عشق دق ہے لے اطبا زندگانی سے جگر کا کٹ کے آتا اگلے تم کھنکار پر رکھو (منیر)

ہم گذرے اس گلی میں نہ بیم رقیب سے آہستہ تک گلی ہی میں کھنکار رہ گئے (مصحفی)

کھلے بالوں(ص)= بے تکلف اور بے اندیشہ:

پکارے گو کوئی یوں گھر سے باہر کھلے بالوں نکل آیا نہ کیجے (ولی)

کائنات معلوم ہوئی(ص)= جو کچھ حقیقت تھی دریافت ہوئی اور جو کہ گماں میں تھا وہ امر وقوع میں نہ آیا، دھوکا تھا:

دنیا بے دید محض مفہوم ہوئی خاطر یہاں آکے سخت مغموم ہوئی
بندے سے نہ کیجے اب خدا کا شکوہ رباعی بس آپ کی کائنات معلوم ہوئی (مصحفی)

کمبختی آئی ہے(ص)= حق میں برا ہوا چاہتا ہے۔ اور نقصان جان و مال ہوگا اور شامت لگی ہے:

کہا میں رات اس سے ایک بوسہ جو چپ کر دے تو دانائی ہے تیری
خفا ہو کر لگا منہ سے یہ کہنے قطعہ اب کمبختی کیوں آئی ہے تیری (مصحفی)

کچھ کان میں پھونکا(ص)= فسوں پڑھ کر دم کیا اور دوسرے غیبت اور سرگوشی کرنے کے بھی معنی ہیں:

بلبل نے کہا آگ مری جان میں پھونکے پر باد صبا گل کے نہ کچھ کان میں پھونکے (شاہ نصیر)

کل ایک نے کہا کہ میاں مصحفی یہ بات کہتے تھے لب کا اکی جو مجلس میں جائیں گے
پھونکیں گے اسکے کان میں کچھ اور ہی فسوں اور اس بہانے زلف کا بوسہ اڑائیں گے
کہنے لگا وہ شوخ کہ کچھ ان دونوں کے بیچ وے بے ادب ہوئے ہیں بہت مار کھائیں گے (مصحفی)

کہاں کی بلا پیچھے لگی ہے(ث)= دستور ہے کہ جو شے بار خاطر ہوتی ہے اور گراں گذرتی ہے تو تنگ ہو کر ایسا کلام زبان پر آتا ہے یعنی ہم اس سے ناراض ہیں:

جوں سایہ لگ چلا میں تو وہ مجھ کو دیکھ کر بولا یہ میرے پیچھے کہاں کی بلا لگی (مصحفی)

کہے سے ضد سوائی ہوتی ہے (ص)= زیادہ اور بہت ہوتی ہے۔ مشہور بات ہے۔ کچھ شرح وبیان کی حاجت نہیں ہے:

تم اپنی بات کے راجہ ہو پیارے　　کہے سے ضد تمہیں ہووے سوائی　(آبرو)

کھلیان ہوگئے (ص)= تودے اور انبار ہوگئے لاشوں کے اور بہت خلق خدا قتل ہوئی:

دل جیسے خط سبز میں کھلیان ہوگئے　　پڑتے ہیں ایسی جنگ میں کبھی کھیت گاہ گاہ　(سجاد)

کچھ چلتا نہیں (ص)= مقام مجبوری ہے۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے:[ك]

ہم نے کی توبہ ہے اور دھومیں مچاتی ہے بہار　　ہائے کچھ چلتا نہیں اور مفت جاتی ہے بہار　(مظہر)

کڑوا ہوا (ص)= اول تلخ ہونے کے معنی ہیں اور دوسرے آزردگی اور خفگی کے بھی ہیں:

آج کچھ کڑوا ہوا شیریں سے خسرو ہے تم　　وہ بھی عیاری اگر ہو کو بکن سے لگ چلے　(احسان)

کھلی (ص)= ہنسی اور چہل اور ٹھٹھا:

غیر سے کھلی نہ کر جوں غنچہ کھل کھل کر نہ ہنس　　مثل شبنم دیکھ گل رو ورنہ رووے گا کوئی　(مؤلف)

وصل میں ہو جدائی کھلی سے　　پھر نہ کبھو ہنسی عجب شئی ہے
دیکھ لے دونوں لب کو بات سمجھ　　کچھ سمجھ بات کی عجب شئی ہے
ہونٹ ہوتے ہیں وقت خندہ جدا　　چپ بھلے خامشی عجب شئی ہے　(احسان)

کترانا (ص)= راہ سے جدا ہو جانا اور موافقت نہ کرنی:

دل نے کترانا کیا مجھ سے شروع　　بیریاں پھر ہے کترتا کوئی　(احسان)

کولی میں بھر لیا (ص)= دونوں ہاتھوں کے حلقے میں لے لیا:

ہم نے تو تم کو دوڑ کے کولی میں بھر لیا　　فرمائیے اب آپ کی شمشیر کیا ہوئی　(مصحفی)

کس کا سر لائیں (ص)= کس سے مدد چاہیں کہ ہم متحمل اس بار گراں کے نہیں ہیں:

ہم کو تکلیف نہ دو شیخ جی عمامہ کی　　لاویں سر کس کا کوئی ہم سے یہ بار اٹھتا ہے　(ولہ)

کس گنتی میں ہے (ص)= ہیچ و پوچ و گمنام ہے:

دختر رز تو تو کس گنتی میں ہے　　یہاں پریزادوں کے جوبن ڈھل گئے　(ولہ)

کٹے مرتے ہیں (ص)= باہم کشت و خون کرتے ہیں:

ك موجود نہیں　ے ص ۳۶۶ پر بھی موجود۔

غصہ سے یک دگر کٹے مرتے ہیں یہ کہ موج   گرداب ڈھال روکے ہے ملے ہے جب کٹار   (سوداؔ)

کلسرا (ص) = اول آدمی کے معنی ہیں دوسرے سیاہ سر کے پتنگ کو بھی کہتے ہیں:

کہ کسی سے بھی منہ نہیں موڑا   کلسرا نام کو نہیں چھوڑا   (میرقائمؔ)

کنّے ڈھیلے ہوگئے ہیں (ص) = رگ وپے سست اور عضو بیکار ہوگئے ہیں اور جوش جوانی فروہوگیا ہے اور غرور ونخوت جاتا رہا ہے:

دیکھ حال میرا اٹھا کے سو سو چلیے   ساتھی بھاگے سب اپنا اپنا جی لے

رباعی

کہتی تھی یہ کفش میں نہ چھوڑوں گی قدم   سو اس کے بھی ہوچکے ہیں کنّے ڈھیلے   (میرقائمؔ)

کنیانا (ص) = جھک جانا پتنگ کا ایک طرف کو اور دوسرے جدا ہوکر چلے جانے کے بھی معنی ہیں:

کوئی کیسا ہی اس سے کنیاوے   آخر اس کو یہ پیچ میں لاوے   (میرقائمؔ)

کچھ نہ نکلا (ص) [1] = ناکارہ اور نالایق ہوا، کسی کام کا نہیں ہے:

بندے ہیں تمھیں ہزار ہم سے   گو ایک غلام کچھ نہ نکلا   (سوداؔ)

کیا دن تھے (ص) = ایام گذشتہ بہت نیک اور خوب تھے اب یاد آتے ہیں:

کیا دن تھے وہ کہ یاں بھی دل آرمیدہ تھا   روآشیان طائر رنگ پریدہ تھا   (ایضاً)

کان نہ رکھا (ص) = متوجہ ہوکر حال نہ سنا:

آغشتہ خون دل سے سخن تھے زبان پر   رکھے نہ تم نے کان پر اس داستان پر   (تقی میرؔ)

کہانی یہ بڑی ہے (ص) = یہ سرگذشت طول ودراز ہے اور قصہ عشق پر غصہ ہے:

کیا حال بیان کیجے عجب طرح پڑی ہے   وہ طبع تو نازک ہے کہانی یہ بڑی ہے   (سوداؔ)

کچھ اس کا دھراتے ہیں (ص) = کچھ سروکار اور علاقہ اس سے نہیں رکھتے۔ وہ کون اور ہم کون:

آشنا جان کر کہا تم کو   ورنہ کیا سوزؔ کا دھراتے ہو

قطعہ

دل میں کچھ ہو تو منہ سے بول اٹھو   کیا غلاموں سے بڑبڑاتے ہو   (سوزؔ)

کیارات ہے یا تھی (ص) = مبارک اور خوب اور نیک کے معنی ہیں:

امشب کسی کا کل کی حکایات ہے واللہ   کیارات ہے کیارات ہے کیارات ہے واللہ   (جراتؔ)

اور بعضے جا اور موقع پر فقط کیا خوش وخوب کے معنی بخشتا ہے:

---

[1] ص ۳۴۷ پر بھی موجود۔

دل آہ سحر گاہ کے ہمراہ نکل چل — کیا ساتھ ہے کیا ساتھ ہے کیا ساتھ ہے واللہ (جرأت)

شطرنج میں دس بوسے وہ بدنام سے ہیں ہارے — کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات ہے واللہ (رافت)

ثروت تو نہ کر خوف معاصی کہ عیسیٰ کی — کیا ذات ہے کیا ذات ہے کیا ذات ہے واللہ (ثروت)

وہ بھی کیا رات تھی کہ سوتا تھا — سر رکھے اس کنار میں کوئی (بیان)

اور اکثر کیا بمعنی بسیار بھی استعمال پذیر ہوتا ہے:

ہنس دے ہے دیکھ روتا کیا خوب آدمی ہے — معشوق تو ہمارا کیا خوب آدمی ہے (تقی میر)

خوب ہے ایسی زندگی سے مرگ — ذکر میرا جو وہ حبیب کرے

ہائے کیا خوب آدمی تھا سرور — حق اسے مغفرت نصیب کرے (سرور مغفور)

کچھ نہیں رہا (ص)= کچھ تاب و طاقت و توانائی نہیں رہی:

مجنوں میں کچھ رہا نہیں بس اے تپ فراق

اب ایک سوکھے ساکھے تو چند استخواں چھوڑ (انشا)

کھلاڑی (ص)= استاد کامل فن اور شعبدہ باز:

بنائے اپنی ہوا خاک آگ پانی پر — نہیں ہے سہل کھلاڑی کی لاگ پانی پر (ولہ)

کاکاکوا (ح)= طوطا سفید رنگ:

پڑے اڑتے پھریئے گا جوں کاکاکوا — کبھی اس شجر پر کبھی اس شجر پر (ولہ)

کان پر ہاتھ رکھنا (ص)= انکار کرنا اور ناواقف کاری اظہار کرنا:

گھر کیا تھا دل میں انشا کے جنھوں نے والووا — دھر گئے وہ آج دونوں ہاتھ اپنے کان پر (ولہ)

کوڑا بھر (ص)= برابر ایک خرمہرے کے۔ یہ اصطلاح بے نوا فقیروں کی ہے:

جی میں ہے بن کر رزالی اب یہی للکاریئے — کہ نہ مرد آدمی بن یعنی کر انشا مدد

نام پر سالار دے کے عشق کوڑا بھر کوئی — کا جتا دولہ مدد جلوا مدد سہرا مدد (ولہ)

کھوسٹ (ص)= شخص نکاریش اور بدصورت اور کہن سال:

شیخ سے عید کو کیوں آپ ہم آغوش ہوئے — کوئی جاتا ہے بھلا ایسے بھی کھوسٹ سے لپٹ (ولہ)

کلا کھیلنی (ص)= نٹ کی بازی کرنی، مشہور بات ہے:

قطعہ
دھم سے ہم دونوں گرے فرش پہ اس روپ سے رات
رہ گیا ان کا دوپٹہ بھی چھپر کھٹ سے لپٹ
چوٹ کھاکر لگے کہنے کہ اگر ایسی ہی
ہو کلا کھیلنی تجھ کو تو کسی نٹ سے لپٹ (انشا)

کان لگنا (مص)= سرگوشی کرنی:

زلف سرکش رہے ہے کان لگی یہ ادا خوش نہ میری جان لگی (مؤلف)
قطعہ
جو آنکھ اپنی تو اے گلعذار دکھلاوے گلوں کے کان لگے پھر نہ بلبل غمناک (احسان)

کوین (ح)= زن دہقان:

ہائے تم چاہنے اس سوت کو ین کو لگے دختِ رز کہتی ہے بنری تو مجھے لگتی ہے زہر
قطعہ
پس گئی ایسے ہی جتکے تری سوکن کو لگے ساقیا اس کی تشنگی میں بہر کیف یہ کہ (ولہ)

کہی (مص)= اول مشہور، دوم وہ جنس کہ جن کو ملک غنیم میں سے اہل لشکر غنیمت کر کے لائیں:

ہم بٹتے ہیں ملک عشق سے کب بٹنے کس نے کہی جاری (احسان)
تا وادی قیس جا ہی پہنچے رفتہ رفتہ کہی ہماری

کتر بیونت رہتی ہے (مص)= ایک خلق خدا در پے آزار و قطع و برید میں رہتی ہیں:

کتر اور بیونت یہاں تک ہے کہ میری کاٹ پر اس نے
مجھے بھیجا تو کلکتہ سے اک مقراض کا جوڑا (انشا)

کڑکڑا کے دم مارا (مص)= زور سے قلیان کو کش کیا:

دم میں افلاک پر قدم مارا حقے کا کڑکڑا کے دم مارا (مؤلف)
نکال آواز ایسی کڑکڑا کے او میاں ساقی کہ ہوا بر یہ سلفے کے تری بزم کا جوڑا (انشا)

کچ کچ (مص)= شدت سخنان بیہودہ کی اور گفتار لغو کی کہ جس سے سامعین کو دماغ سوزی اور مغز خراشی حاصل ہو:

عبث تو اتنی نہ بک بک سے مغز کھا ناصح کہ آشنا نہیں میں اس طرح کی کچ کچ کا (انشا)

کمر کی لچک اور بل (مص)= پیچ و تاب کھانا کمر کا بار نزاکت سے:

لچک سی آگئی ہے شاخ گل کے شانہ پر — خدا کے واسطے اپنی کمر کو مت لچکا (انشا)

کمر کی اپنی دکھاوے جو پیرہن میں لچک — تو شاخ گل کی نہ دیکھوں کبھی چمن میں لچک (سرور)

کمر تک جو زلف چھپا گئی — میاں وہ کمر لاکھ بل کھا گئی (میر حسن)

کھیت کیا چاندنی (ص)= طلوع ہونا شروع کیا ماہتاب نے:

کیا جو کھیت آ کے چاندنی نے مراد اپنی پہ چاند نکلا

کہ ماہ کنعاں بھی جس کے آگے جو خوب سوچا تو ماند نکلا (انشا)

کیڑے کے پر (ص)= مشہور و معروف ہیں کہ اس کی رنگت سبز اور چمکتی ہوئی ہوتی ہے۔ اکثر بنت کے کام میں صرف ہوتے ہیں:

وہ کیڑے کے پر جس کے دامن میں لگے ہیں — کاش اپنے ہی ہوتا وہ دل تنگ میں کیڑا (جرأت)

پر کیڑے کے انگیا میں دکھا، رادھکا بولی — ہے کشن یہ گانے کو مورے انگ میں کیڑا (انشا)

کھپا ڈالا (ص)= پامال اور غارت اور خراب و خستہ و تباہ کیا:

رقیب نے تو مری جان بھی کھپا ڈالی — خدا کرے کہیں تجھ سے ہو یہ لوند جدا (ولہ)

کہیں پاؤں رکھتے ہیں اور کہیں پڑتا ہے (ح)= نہایت شرمسار و سرمست و بے ہوش ہیں کہ وفور خمار شراب سے پاؤں لغزش کرتا ہے:

رکھتے ہیں کہیں پاؤں تو پڑتا ہے کہیں اور — ساقی تو ذرا ہاتھ تو لے تھام ہمارا (انشا)

عجب چال سے وہ چلی نازنیں — کہ مستی میں پاتھا کہیں کا کہیں (میر حسن)

کڑوا کسیلا (ص)= تلخ و ناگوار:

کہ جام مئے عشق موند آنکھ پی جا — یہی اک ہے گھونٹ کڑوا کسیلا (انشا)

کچکچا کر کاٹنا (ص)= دانتوں کے زور سے کاٹنا:

نقش دنداں پر وہ انگلی دھر کے آئینہ میں دیکھ — رو کے بولا گال اس کا میں نے جب نیلا کیا

قطعہ

کچکچا کر کوئی ایسا کاٹ کھاتا ہے بھلا — حال میرا یہ کیا تو نے نہ اب اچھا کیا (ولہ)

کچیں (ص)= پستان زنان:

کچوں کی بیاں کیا کروں آب و تاب — سراب آئینہ ہیں دو حباب

درحسن کی ہیں کچیں برجیاں — کہ دو بھٹنیاں ان پہ ہیں کلسیاں (مؤلف)

قمقمیں نور کی تھیں اس کی کچیں دو دونوں — ہوا انھیں دیکھتی ہے اور ہے کچھ للچاہٹ (انشا)

نیم بشگفتہ کنول چشمہ خوبی کی دو — گول گول ابھری ہوئیں بھونرے ہیں سے لپٹ (ولہ)

کھوج (مں)= پتہ اور نشان ووپے اور نقش قدم:

مضمون کب ہاتھ آوے بارِ یکی بیاں کا — مشکل ہے کھوج پانا عنقا کے آشیاں کا (مؤلف)

سیل خوں ہو کے پھرا کوچہ نینے میں خیال — کھوج میں اس کے کمر کی یہ ہوئی اکتاہٹ (انشا)

کھیل کھلاڑی کا (مں)= نیرنگ سازی قدرت الٰہی کی اور تماشا صانع کی صنعت کا:

کھیل کھلاڑی کا ہے دیکھ کیا ہی ہم یہ ہوگئے — ایک پہ ایک مہرباں آتش و آب و باد و خاک (انشا)

کھینچوں گا وہ بال کہ جس کی جڑ دور ہو گی (ٹ)= عیب پوشیدہ ظاہر کروں گا کہ جس کے باعث سے تمام عالم میں رسوائی اور ذلت حاصل ہوا اور عزت و آبرو بزرگوں کی جاتی رہے:

معروف سے رنگین نے کہا ہو مجبور — مجھ سے تجھ کو اگر ہے لڑنا منظور

تو جی میں سمجھ رکھ اپنے یہ بات کہ میں — رباعی کھینچوں گا وہ بال جس کی جڑ ہو گی دور (رنگین)

کافور ہو گیا (مں)= جاتا رہا اور اڑ گیا:

نہ رہا رخ پہ حسن و خوبی و نور — ہو گئی زلف مشکبو کافور (مؤلف)

پاس تیرے مشک یا کافور ہو — آخرش سب جائیگا کافور ہو (رنگین)

کیا بالا (مں)= بعضے یہ اصطلاح بمعنی مکر استعمال پذیر ہوتی ہے:

تو گیا ہے بھول اس کو کیا بالا — تھا جو پہلے دن کہا تو نے بلا (ولہ)

کان پہ جوں نہیں چلتی (مں)= اصلاً متوجہ حال نہیں ہوتا اور حقیقت سماعت نہیں کرتا اور گوش شنوا نہیں رکھتا:

ناصحا ہے تری قینچی سی زباں کیوں چلتی — اپنے تو کان پہ ہرگز بھی نہیں جوں چلتی (مؤلف)

کنکی لگی اور کٹ گئی (مں)= سر رشتہ اخلاص قطع و برید ہوا:

رکھ دانت کاٹا بیر پتنگوں سے تو نہ شمع — کنکی لگے گی رشتہ الفت کی ڈور کو (ظفر)

ؐ ص ۳۵۰ پر بھی موجود۔

کٹ زناخی سے ہوئی دوستی اچھا تو ہوا — کٹ گئی یعنی مرے پاؤں کی بیڑی انا (آتش)

کل کا پتلا (ص)= آدمی:

رنگ ہے آنکھ کی پتلی میں اسی کا جھلکا — چھوڑ دنیا میں دیا جس نے یہ پتلا کل کا (ولہ)

کھچڑی سی پک رہی ہے (ص)= چپکے چپکے صلاح و مشورت ہوتی ہے اور آپس میں گفتگو کرتے ہیں:

پک رہی ہے جو یہ کھچڑی آنکھوں میں جس سے — اب تلک اس کی گلی دال نہ چاول نکلا (آتش)

کھیت جھڑ پکی (ص)= گلشن حسن خزاں رسیدہ ہوا اور موسم شباب جاتا رہا۔ فصل پیری کی شروع ہوگئی:

پڑ گئی چاہ میں بادل کی طرح گلی اب — وہ جو لہرائی ہوئی کھیت تھی جھڑ پکی اب (آتش)

کڈھب (ص)= بے ربط اور بد اور زشت و زبوں:

ایسی نہ چالیں چل تو ہے بے چاؤ بھری جو لوگ کہیں
آپس میں ہے انکے سنا ہے یہ دوگانا بات کڈھب (ولہ)

کسی سے اٹکی ہے (ص)= عاشق ہوگئی ہے اور دوستی پیدا کی ہے:

لڑکی وہ ہے کہ گڑیاں جو کھیلے — نہ کہ لڑکوں میں جاکے ڈنڈ پیلے
کسی لڑکے سے یہ تو اٹکی ہے — روح ناپاک اس کی بھٹکی ہے (سودا)

سانس ٹھنڈی کیا راتوں کو بھرتی ہو عبث
اٹکی کس سے ہو اجی ہم سے مکرتی ہو عبث (آتش)

کھلی پڑتی ہے (ص)= بے اختیار ہنستی ہے اور خوش و خرم ہوتی ہے:

اے ہنس مکھ تو اسے پھول کلی کہہ کے پکار — کھلی پڑتی ہے یہ کرتی ہوئی لوگوں سے مذاخ (ولہ)

کھچا کھچ (ص)= کثرت و ہجوم و اژدہام تمام اور انبوہ خاص و عام:

وصل صنم ہوا تو مرا دم اخیر — سینہ میں حسرتیں ہیں کھچا کھچ بھری ہوئیں (مؤلف)
کچھ نہیں معلوم پوچھو کون سا میلا ہے آج — جاتیاں ہیں جو کھچا کھچ ڈولیوں پر ڈولیاں (آتش)

اور دوسرے بھرے ہوئے کے بھی معنی ہیں۔

کھاگ (س)= گینڈے کا سینگ کہ اس کو کرگ بھی کہتے ہیں اور اکثر خنجر و پیش قبض و ساطور و کارد کے دستے اس کے ہوتے ہیں:

اڑی سل کوئی گینڈا ہو، وہی لے آپ سے نکر
کہ جوگی یہی جوڑا ہے اس کے کھاگ کا جوڑا (انشا)

کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں (س)= نادان و بیوقوف نہیں ہیں جو کسی کے فریب و دام میں آجائیں:

میں تو کچھ کھیلی نہیں ہوں ایسی کچی گولیاں جو نہ سمجھوں بی زناخی یہ تمہاری بولیاں (انشا)

کھڑ گنجیاں (س)= بہت بدصورتیں اور سر پر ایک بال نہ ہو۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے[1]:

سب کی سب کھڑ گنجیاں ساری کی ساری ڈھیریاں
دیکھ لیں بس ہم نے رانی جی تمہاری چیریاں (انشا)

کس لوٹھے پر بھولی ہے (س)= کس یار و آشنا کی حمایت پر مغرور و متکبر ہو گئی ہے کہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتی ہے۔ یہ اصطلاح بیگمات کی ہے:

یوں تو آ او چونٹی کس لوٹھے پر بھولی ہے تو اپنے خشک میں چراتی کھیرے اور مولی ہے تو (انشا)

کود کے مارے (س)= کودے، اچھلے اور شور و غل مچایا:

قطعہ

کیجے کیا ہی آنندیں دیوے چھٹی اگر آتو
مارے کیا ہی کود کے جاوے جو اپنے گھر آتو (ولہ)

کٹر (س)= بیرحم و سنگدل اور بے مروت و چار چشم:

کوئی کمنت نہ ہوگی کہیں تجھ سے کٹر آتو (ولہ)

کڑ بڑا (س)= سیاہ و سفید بال داڑھی کے اور لو حیز بھی اسے کہتے ہیں:

لڑکوں سے لڑکے چپٹے جوانوں سے تب جوان
بڈھوں سے بڈھے کڑ بڑوں سے کڑ بڑے لڑے (ولہ)

کلکلانا (س)= دل سے بد دعا دینی:

دائی کے دشمنوں کو نکالے سوئی اصیل کچھ جا کے بد دعا نہ کہیں کلکلا کرے (ولہ)

کنول کھلا (س)= دل خوش و خرم اور شگفتہ و شاداب ہوا:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۲۶۔

جو دل کی آرسی کو ہماری جلا کرے اس کا کنول خدا کی طرف سے کھلا کرے (انشا)

کنڈی (مں)= دروازے کی زنجیر:

چپکے دبی کھول کنڈی لے نہ انشا کو بلا ڈر بھلا کیا چاہیئے دربان بوبک کا تجھے (ولہ)

کوکا (مں)= انا کا بیٹا یا بیٹی کہ جس کا دودھ اس نے نوش کیا ہو اور اہل ہند یعنی ہنود اس کو دھا بھائی کہتے ہیں:

کوکا جی دیکھو میری دوگانہ پہ کیا کھلی پشواز اودی اور جھلا جھل کی اوڑھنی (انشا)

کڑھنا پچنا (مں)= غمگین و آزردہ دل ہونا اور یاد کرنا اور جدائی میں رونا:

قطعہ

عمر کوتہ سفر کی ہے مشہور چلنے والے کی عمر ہووے دراز
کڑھیو پچیو نہ تم سفر میں کہیں اور پڑھا کیجو پانچ وقت نماز (ولہ)

کھلا جاتا ہے (مں)= خوش و خرم اور شادماں ہوتا ہے:

پیام آمد کا یہ کس کی صبا کے ساتھ آتا ہے کہ گل آپ ہی کھلا جاتا ہے غنچہ مسکراتا ہے (محبت)

کس حساب میں ہے (مں)= دائرۂ حساب سے خارج ہے:

بہا پھرے ہے ان آنکھوں کے آب میں دریا کہو تو ٹھیرے یہاں کس حساب میں دریا (محو)

کٹتا ہے (مں)= خجل، نادم اور شرمندہ ہوتا ہے:

کٹ گیا پنجۂ مہر شفق آلودہ سحر تو نے جو دست حنا بستہ نگارا کھولا (شاہ نصیر)

تری یہ شعلہ خوئی دیکھ کر اب شمع محفل میں
جلے ہے رشک سے ہر شب اور اس کے ساتھ کٹتی ہے (غمگین)

کنار و بوس ہے محفل میں سب سے دختر رز کو
ولے اک منہ لگانے سے مرے بد ذات کٹتی ہے (شوق)

کسمسانا (مں)= گھبرانا، بیقرار ہونا اور گراں گذرنا:

شب کہاں تھے کہ جو ہیں چشم خمار آلودہ کسمسانا ترا کچھ اور مزا دیتا ہے (شائق)

کن انکھیوں سے دیکھنا (مں)= نیم نگاہ اور دزدیدہ نظر سے دیکھنا۔ یہ اصطلاح آگے تحریر ہو چکی ہے[1]:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۲۵ اور ۳۶۳۔

مثل نرگس بزم میں حیران رہ جاتے ہیں ہم　　　دیکھتا ہے جب وہ کن انکھیوں سے شرمایا ہوا　(شوکت)

کب تھوکتے ہیں (ص)= ہر گز خیال نہیں کرتے اور ذرا متوجہ اور راغب نہیں ہوتے:

جوانمردوں کو رغبت زال دنیا سے نہیں مطلق

کب اس پر تھوکتے ہیں وہ کہ یہ قحبہ ضعیف ہے　(معروف)

کانٹے بوئے (ص)= کار زشت و زبوں اور گناہ عظیم کیا:

باز آجا زد ے اے دل اسکی مژگاں کا خیال　　　دیکھ کیوں بوتا ہے کانٹے تو ہمارے واسطے　(ولی)

کمر کھولی (ص)= ترک روزگار کر کے خانہ نشینی اختیار کی:

کمر کو کھول کر اپنے کوئی کب بیٹھ سکتا ہے　　　کمر باندھے نہ تا کس کے کمر بند توکل سے　(ولی)

کمر باندھی (ص)= قصد اور عزم اور ارادہ کیا:

قتل عالم پر کمر باندھی نہ کیوں وہ سفاک　　　اس کو مشہور بلا کوئے زماں ہوتا ہے　(ولی)

کھنچ گیا (ص)= آزردہ اور خفا ہوا اور ترک ملاقات کی:

کیا گنہ ایسا ہوا کہ اس کی کھنچوائی شبیہ　　　کھنچ گیا کیوں یار مجھ سے ہے یہ حیرانی　(ولی)

کمر بندھوائی (ص)= تقویت اور استقامت کی اور تشفی دی:

ہوئی اس ناتواں سے گل رخوں کی استقامت یوں

کر جوں گلہائے گلدستہ کی بندھوائے کمر رشتہ　(ولی)

کھل گئی ہے زبان (ص)= زباں دراز اور بیہودہ گو اور لغو گفتار ہو گیا ہے:

دیتا ہے بات بات میں وہ ہم کو گالیاں　　　یہ کھل گئی ہے اس بت بے پیر کی زباں　(ولی)

کرتوت (ص)= سحر و جادو اور ٹوٹا اور وہ فعل جو زبوں و زشت ہو۔

کٹر (ص)= بے رحم اور سنگدل اور ناخدا ترس۔

کھلے بازار (ص)= سر بازار اور بے خوف و اندیشہ:

کیا ہوا محتسب شہر کو ے بادہ فروش　　　کھلے بازار جو بے خوف و خطر بیچے ہیں　(ولی)

کھٹلے (ص)= کان کے اوپر کا سوراخ کہ اکثر عورتیں زیور پہننے کے واسطے چھدواتیاں ہیں۔

کوکھ سے ٹھنڈی ہے (ص)= عورت صاحب اولاد ہے اور جو بچہ کہ پیدا ہو زندہ و سلامت

ل ص ۳۱۸ پر سند کے ساتھ موجود۔ ۲ ص ۳۲۹ پر سند کے ساتھ موجود

ہے۔ یہ اصطلاح بیگمات کی ہے۔

کڑوے کسیلے دن (ص)= برے دن اور روز سختی اور بیماری کا موسم:

تری فرقت میں شیریں اس نے کیا مر مر کے جھیلے دن
لکھے فرہاد کی قسمت میں جو کڑوے کسیلے دن (مؤلف)

کس کس دکھ کو جھیلا ہے (ح)= طرح طرح کے درد و غم اٹھائے ہیں اور رنج والم کئی برداشت کی ہے:

ادھر ہے ہوک پسلی میں ادھر ہے بے کلی مجھ کو
زناخی تیرے کارن میں نے کس کس دکھ کو جھیلا ہے (رنگین)

کھو جڑا جائے (ص)= نام و نشان جہاں میں باقی نہ رہے اور خانہ خراب ہو:

کھو جڑا جائے میری آنکھوں کا نیند کیوں ان کو نہیں آتی ہے (ولہ)

کرکری ہڈی (ص)= استخواں نرم وملائم اور فقط کرکری آزار کا نام ہے کہ وہ گھوڑے کو ہوتا ہے کہ بول اسپ بند ہو جاتا ہے:

نہیں ہے یہ ڈلی چکنی کی باجی اجی چھنی یہ ہڈی کرکری ہے (رنگین)

کنوٹھا (ص)= بغل، کنار، آغوش اور بر اور پہلو:

زناخی جو لوٹھے سے پکڑی گئی تو میرے کنوٹھے سے پکڑی گئی (ولہ)

کالی زبان ہے (ص)= دستور ہے کہ جب کسی کی زبان سیاہ ہوتی ہے تو بددعا اس کی خالی نہیں جاتی اثر کرتی ہے:

جتنے ہیں اہل سخن کہتے ہیں ڈر کر الحفیظ میری کلک دوزباں کی دیکھ کر کالی زبان (معروف)

کاکا (ص)= وہ خواجہ سرا کہ جس کی گود میں والدین نے پرورش پائی ہوتی ہے۔ وہ نہایت بوڑھا بڑا ہوتا ہے اور بعضے غلام پیر کو کاکا کہتے ہیں۔ چنانچہ مشہور و معروف ہے کہ کاکا نہ کرے ساکھا، ہے قول مرتضیٰ کا۔ قولہ، لاخیر فی عبیدی۔

کھاک سی (ص)= وہ لکیریں سفید کہ بعد تولد یا پیش از تولد بچہ کے کھجانے کے سبب سے برخلاف بدن کی رنگت کے پستان و شکم اور رانوں کے اوپر چڑھ جاتیاہیں جسم پر عورت کے:

نہیں ہے کھاک سی اے دل یہ جسم ہاو پیکر پر — کہ ہیں یہ نقش تحریر اتو گویا مشجر پر (مؤلف)

کلپنا (ص)= بلبلانا، بیتاب و مضطر ہونا اور دعائے بد دینی۔

کشتی (ص)= اول مشہور، دوم سر میں تیل ڈالنے کی پیالی کے طور سے:

کشتی میں کچی تیل کی انا انڈیل ڈال — سوکھے ہیں بال آکے میرے سر میں تیل ڈال (رنگین)

کریل ڈالنا (ص)= کھول دینا اور تہ و بالا کرنا:

باجی نہ کر نصیحت بیجا جلے ہے دل — ہے آگ سی جو سینہ میں اسکو کریل ڈال (ولہ)

کھرپی (ص)= انگیا اور پشواز کے مونڈھوں کی تراش کو کہتے ہیں۔

کڑکا (ص)= شور رعد و خروش برق، دوم وہ تعریف کہ وقت جنگ و جدل کے بھاٹ بیان کرتے ہیں:

جان شیریں کھو دی اپنی پر زبان تیشہ سے — یادگار کو ہکن کیا خوب کڑکارہ گیا (حقیر)

کوندا (ص)= بجلی کی چمک:

ہے آئینہ میں اس رخ روشن کا عکس یوں — ہو جس طرح سے کوندتی دریا کے پار برق (معروف)

کمر مار کر چلنا (ص)= کبری ہو جانا گھوڑے کا بار گراں سے اور خمیدہ ہونا پشت کا:

پر بجھے گراں پڑا دوں میں بارش کے — چلنے لگے یہ رخش فلک مار کر کمر (ولہ)

کمر مارے (ص)= صف لشکر کے درمیاں حملہ اور حربہ کیا اور شکست دی:

کھاوے نہ کیوں کہ لشکر صبر و تواں شکست — مارے جو فوج ناز و ادا آن کر کمر (ولہ)

کون پرائی آگ میں گرتا ہے (ص)= کوئی کسی کے عوض جان شیریں کو تلخ نہیں کرتا اور شریک رنج و بلا اور مصیبت نہیں ہوتا:

یہ پتنگے کو مصیبت کھینچ لائی آگ میں — ورنہ کون اے شمع گرتا ہے پرائی آگ میں (معروف)

کاڑھا (ص)= ایک دوا ہے کہ جسے عورتیں اسقاط حمل میں پیتی ہیں کہ دوا دافع زہر ہے اور دوسرے معنی ہیں باہر نکالنے کے:

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور — نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور (تقی میر)

ہاتھ کاڑھے ہیں یہ لیلیٰ نے سیہ خیمہ سے — دیکھ دانتوں کو کہے فیل کے مجنوں بے شک (سودا)

اور تیسرے کہتے ہیں کپڑے پر بیل اور بوٹے بنانے کو:

قباشب دیکھ پھلکاری کی بر میں ماہ پارے کے
فلک سیکھا ہے بوٹے کاڑھنے ہاں چاند تارے کے (شاہ نصیر)

کلکتی ہے (ص)= طعام کو زہر مار کرتی ہے:

تمہاری اشتہا کیا صاف ہے اتا کہ مسہل میں
اکیلی تم بھری مشقاب کھچڑی کی کلکتی ہو (رنگین)

کپٹ (ص)= فریب و دغابازی و عداوت:

دل میں ہے تیرے کپٹ نہیں میرے دل میں کھوٹ
جس طرح چاہے مجھ کو زناخی تو جہاں دیکھ (ولہ)

کارن (ص)= واسطے، باعث، سبب، جہت اور لئے:

گو مجھے تانسے کی باجی تیرے کارن اے دوا — میں نہیں کرنے کی تجھ کو شور مت تسوے بہا (ولہ)

کمر سیدھی کی (ص)= دراز ہوا اور لیٹا:

نہ کی بیمار غم نے تیرے بستر پر کمر سیدھی
کہ دھن باندھی عدم کی اس نے اے رشک قمر سیدھی (منیر)

اے شور حشر تو نے ہمیں پھر اٹھا دیا — سیدھی ابھی تو کی تھی ذرا آن کر کمر (معروف)

کاندھا دیا (ص)= دوش کے اوپر جنازہ رکھا:

دیا کاندھا جنازے کو جو میرے اس پری رو نے — گماں تھا تختۂ تابوت پر تخت سلیماں کا (ناسخ)

کاندھا وہ دیوے گر و تابوت کو جو سے — پھولا نہ میں سماؤں پھر تو کفن کے اندر (معروف)

کھٹے پیالے کو جی چاہتا ہے (ص)= مباشرت اور مجامعت کی رغبت اور خواہش ہے:

پھر چلا کھٹے پیالے پہ زناخی یہ جی — یاد آیا جو زباں کا وہ لڑانا تیرا (رنگین)

کوڑھ پن (ص)= بے سلیقہ:

کوڑھ پن سے جو دوا تو نے لگائی مہندی — تو ہتھیلی میں مری دیکھ لے یہ چور پڑا (ولہ)

کتنا ماند ہے (ص)= نہایت بے رونق اور بہت میلا ہے اور چمک جاتی رہی ہے:

ل ص ۳۵۹ پر بھی موجود۔

بنایا ہے کمبخت نے مانند کتا   نہ لے ایسا کوئی خریدار جوتا
ٹکے تس پہ موتی ہیں بے ربط وائی   یہ اس جوتے والے کے سر مار جوتا (رنگین)

کلے پچک گئے (ص)= رخسار لاغر ہو گئے منہ پر ذرا رونق نہ رہی اور رنگ و روپ سب جاتا رہا:

دو دن میں تیرے سب یہ پچک جائیں گے کلے   رنگیں سے ملا کر نہ تو اے جان دوگانا (ولہ)

کیسا علاج کرتا ہوں (ص)= سزا قرار واقعی دوں گا:

لایا ہے تنگ اے دل بیمار تو مجھے   کرتا ہوں میں بھی دیکھ تو کیسا ترا علاج (معروف)

کہاں سر پھوڑوں (ص)= کیا کروں اور کدھر جاؤں، کچھ تدبیر بن نہیں آتی ہے عالم مجبوری ولاچاری ہے:

اسی حسرت میں کٹی عمر کہاں سر پھوڑوں   کوئی سر کا مرے اب تک نہ خریدار ملا (معروف)

کیڑا کاٹ گیا (ص)= سانپ نے کاٹا:

چبھی وہ نوک مژگاں جب ہوا درد اس قدر ہمدم
کہ جانا دل نے زہریلا کوئی کاٹ اب گیا کیڑا (متمنی)

کملی نہیں چھوڑتی (ص)= مفلسی درپئے آزار ہے:

زلف سے دل کو چھڑاؤں تو کہے ہے وہ یہ بات
کیوں کہ میں چھوڑوں نہیں ہے چھوڑتی کملی مجھے (معروف)

کاٹا اور الٹ گئی (ص)= یہ دستور اور معمول ناگن کا برخلاف سانپ کے ہے:

حذر کر اے دل ناداں نہ زلف یار کو چھیڑ   یہ ناگنی نہ کہیں کاٹ کر الٹ جاوے (ولہ)

کان لگے (ص)= کان میں خفیہ باتیں کریں اور مصاحب پیشہ بنے:

کان اسکے زلف لگتی ہے کیا ہو جو کچھ کبھی   کہہ دے یہ روسیاہ ہماری طرف سے بھی (ولہ)

کاندھا (ص)= دوش اور مونڈھا بھی بعضے کہتے ہیں:

آتا ہے عجب سج سے وہ کاندھے پہ دھرے تیغ   کیا جانے علم قتل کو وہ کس کے کرے تیغ (صنعت)

کھرنڈ (ص)= خشک ہونا زخم کا بعد بندھنے انگور کے:

گل برگ تر سمجھ کے لگا بیٹھی ایک چونچ   بلبل ہمارے زخم جگر کے کھرنڈ پر (انشا)

چار ٹکڑے ہو مرے زخم سے اٹھا تھا کھر نڈ لے کے لالہ نے اسے اپنے جگر پر رکھا (مصحفی)

کرن (ص) = اول خطوط شعاعی آفتاب دوم تار زر و سیم کو بھی کرن کہتے ہیں:

تھی عجب نوشہ کے منہ پر رات سہرے کی پھبن
وصف میں ہر سلک در کے میں نکالوں کیا سخن
کہکشاں قرباں و صدقے انجم چرخ کہن
آفتاب خاوری جوں صبح چھوڑے ہے کرن
عارض روشن پہ یوں مقیش کے چمکے تھے تار (شاہ نصیر)

طرۂ زر کا ترے ہے یہ پھبن کا عالم جیسے ہو صبح کو سورج کی کرن کا عالم (رنگین)

کسو (ص) = قحبہ بدکار اور فاحشہ:

موری کسو کھڑی ہے پاس تیرے دیکھ تو ناچکر تو اے نگوڑے مورمٹے سوے بہا (ولہ)

کھپنا (ص) = مصیبت اٹھانی اور جان دینی:

تانس کر باجی جو یہ کہتی ہیں میں ڈرتی ہوں غم میں رو رو کے زناخی کے نہ کھپنا کمبخت (ولہ)

کیڑے مغز کے اڑ گئے (ص) = دماغ پریشان و پراگندہ ہو گیا اور دوران سر پیدا ہوا:

اڑ گئے مغز کے کیڑے تو ادھر ہے کیوں کھڑی میری چندیا پہ کھڑی ہو کے ادھر آ ری چخ (ولہ)

کھسوٹنا (ح) = نوچنا اور اکھاڑنا بالوں کا:

لے میں کہتی ہو کہ سرپیٹ کے چونڈے کو کھسوٹ
نوچ نوچ اپنا تو منہ شوق سے کر زاری چخ (ولہ)

کون سا درخت ہے کہ جس کو ہوا نہیں لگی (ح) = ایسا آدمی کوئی نہیں ہے کہ جس سے کار بد وقوع میں نہ آیا ہو اور ہوا و ہوس کی گردنہ پھرا ہو اور حرکت لغو سرزد نہ ہوئی ہو:

ہے درخت ایسا کہاں جس کو لگی ہو نہ ہوا کوئی ایسا نہیں جس کو نہیں جانی کی ہوس (رنگین)

کوکھ اور مانگ سے ٹھنڈی رہے (ص) = اولاد اور شوہر دونوں زندہ اور سلامت رہیں۔ یہ اصطلاح بیگمات کی ہے کہ بطریق دعاء خیر زبان پر آتی ہے:

کوکھ اور مانگ سے وہ ٹھنڈی ہے جو دیتی ہے جھاڑ بالوں سے زمیں لال پری کی بیٹھک (رنگین)

کیری آنکھیں (ص)= ارزق چشم کہ بے مروت ہوتی ہیں:

نہ چمکے کیوں کہ حسن طفل زرگر کیری آنکھوں سے
کہ زرگر زیور سیمی کو ہاں اچور ملتے ہیں (شاہ نصیر)

کن پھول اور کرن پھول (ص)= ایک قسم زیور کی ہے کہ عورتیں اس کو کانوں میں پہن لیتی ہیں:

کہ کن پھول کے کانوں میں اسکے کیا چمکتے ہیں یہ باغ حسن میں انگور کے خوشے لٹکتے ہیں (شاہ نصیر)

گل خورشید جوں خور کو تکے عارض کی جانب کو
کرن پھول اس روش سے ہے یہ تیرے کان کے آگے (رنگین)

کٹے (ص)= اول قطع و برید، دوم شرمندہ، خجل، نادم، منفعل اور شرمسار ہونا:

کٹے وہ کیوں کہ نہ دل میں کہ کج کلی شب دوش میں خالی دے گیا وار اس نے جب چلائی تیغ (مصحفی)

کچھ نہ نکلا (ص)= ناکارہ محض اور صرف نالایق نکلا، کوڑی کے کام کا نہیں ہے:

ہم سمجھے تھے جس کو مصحفی یار وہ خانہ خراب کچھ نہ نکلا (ولہ)

کیا کیا کچھ کہا (ص)= گالیاں دیں اور برا کہا:

قبلہ و کعبہ خداوند و ملاذ و مشفق مضطرب ہو کے لے میں نے لکھا کیا کیا کچھ
پر کہوں کیا رقم شوق کی اپنی تاثیر قطعہ ہر سر حرف پہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھ (تقی میر)

کیا خو نکالی ہے (ص)= عادت بد اور خوئے زشت و زبوں نکالی ہے کہ بری بری باتیں منہ سے نکلتی ہیں:

کہتے ہو روز ہم سے یہی کل کو آئیو کیا خو نکالی ہے یہ ستاتے ہو ہم کو کیا (مصحفی)

کیڑا (ص)= مار سیاہ، یہ اصطلاح سابق بھی مرقوم قلم شکستہ رقم ہوئی ہے[1]:

رات کو بے روشنی نکلا نہ کر برسات میں وہم ہے، ہوتا ہے کیڑے کا خطر برسات میں (ظفر)

کیلی (ص)= اول از روئے سحر و جادو زبان بند کرنے کے معنی ہیں:

لے کے میرا نام در میں مت دبا آہن کی کیل
میں ہوں تیرا دوست ظالم تو زبان دشمن کی کیل (ولہ)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۴۵۔

اور دوسرے کیلی کہتے ہیں میل آہن کو۔ چنانچہ مشہور ہے کہ رائے پتھورا نے ایک کیلی لوہے کی اہل تنجیم کے کہنے سے بنوا کر راجہ باسک کے سر پر کھڑی کی تھی۔ وہ کیلی تا ہنوز مزار پر انوار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ کے قرب وجوار میں استادہ ہے۔ اعلیٰ اور ادنیٰ اس سے خوب واقف و آگاہ ہیں کچھ حاجت تقریر و تحریر کی نہیں ہے۔ طرفہ تر یہ ہے کہ اس کیلی مذکور کو کہ وہ گاؤ دم بنی ہوئی ہے۔ اکثر آدمی اس کو اپنی کولی میں لیتے ہیں۔ اگر کیلی کولی میں آگئی تو اس کو نطفہ حلال کہتے ہیں وگر بر عکس عمل میں آیا تو حرامی جانتے ہیں:

ہے مانگ کہاں جعد تلک یار کے سر پر کیلی ہے یہ باسک سے سیہ مار کے سر پر (متیر)

کیا رہا ہے (ح)= کچھ حالت باقی نہیں رہی، وقت نزع قریب پہنچا ہے:

ترے جانے سے مجھ میں کیا رہا ہے رہا تھا جی سو لب پر آرہا ہے (محبت)

گرا جو شمع پہ پروانہ جل کے یوں بولا اڑوں میں کاہے سے کیا خاک بال و پر میں رہا (مصحفی)

کھٹا پٹ رہتی ہے (ص)= لڑائی اور خفگی رہتی ہے۔

کلا چلے اور ستر بلا ٹلے (ث)= جب تک آدمی کھاتا پیتا ہے تندرست رہتا ہے۔

کچا شیر پیا ہے (ص)= آدمی سہو و خطا سے خالی نہیں ہے۔

کیا درزی کا کوچ اور کیا درزی کا مقام (ث)= مرد درویش اور فقیر باعث سبک ساری اور ناداری کے اور سبب تہی دستی و آزادی بے تعلقی کے جہاں چاہے بے تکلف چلا جائے اس کا کوئی دامنگیر اور پرسان حال نہیں ہوتا۔

کلا توڑ ہیں (ص)= برابر کے بھائی ہیں کسی بات میں اور ذات میں کم نہیں ہیں اور زبردست بھی ہیں:

آہ بھی پیر فلک کا جوڑ ہے گر زنالہ بھی تو کلا توڑ ہے (مؤلف)

کلال کی اگاڑی اور کاچھی کی پچھاڑی (ث)= بادہ فروش، شراب ناب اور خالص کو آگے بیچتا ہے اور ترکاری فروش جنس اول کو آخر فروخت کرتا ہے۔

کس قطار میں ہے (ص)= کچھ قدر و منزلت اور توقیر و عزت نہیں رکھتا ہے:

میں کس قطار میں ہوں جہاں مجھ سے سینکڑوں مر مر گئے اذیت زنجیر کھینچ کر (مصحفی)

کان کھڑے ہو گئے (ص)= خواب غفلت سے ہوشیار ہوئے اور خوف واندیشہ پیدا ہوا:

غیر جو بیٹھ کے محفل میں کریں سرگوشی — اور تم سنتے ہی ہو جاؤ مری جان کھڑے
کیوں نہ دم بھر میں ان باتوں سے آئے میرا — قطعہ — کیوں لعلے کان ملاحت ہوں مرے کان کھڑے (مؤلف)

آج اس کا ارادہ ہے کرے قتل کسی کو — یوں کہتے ہیں جو دوست ہیں نادان ہمارے
پھر اڑتی سے پہنچی جو بھنک کان میں اپنے — قطعہ — سنتے ہی کھڑے ہو گئے بس کان ہمارے (رنگین)

کانپ اٹھا (ص)= خوف سے اندام میں لرزہ پیدا ہوا اور رعشہ تمام اعضاء میں پڑا:

کانپ اٹھا تیرے مجنوں سے یہ لے لیلیٰ نقش — کیوں نہ رہوے بید مجنوں قبر پر سایہ کیے (مسرور)

کانپ اٹھتا ہوں میں جس وقت ترے کوچہ میں — نالہ کرتا ہے کوئی زار و نزار آخر شب (مصحفی)

وصل کی شب میں بھی کانپ اٹھتا ہوں بیٹھے بیٹھے
یاد آتے ہیں جو صدمہ وہ شب ہجران کے (جرأت)

کسی سے حرف نہیں اٹھ سکتا ہے (ص)= پڑھا نہیں جاتا:

حکایت زلف کی تیرے عجب پرپیچ لکھی ہے
کسی سے ایک حرف اس داستاں کا اٹھ نہیں سکتا (مصحفی)

کٹ گئے (ص)= شرمندہ، خجل اور نادم ہو گئے:

میں چھیڑتا ہوں جو اس کو کبھی کٹے ہے رقیب — کہے ہے آپ کا ہیگا یہ آشنا گستاخ (ولہ)

کمر باندھی ہے (ص)= قصد، عزم اور ارادہ کیا:

کمر باندھی ہے میرے خوں پہ ہر دم — وہ کافر کر کے زلفوں کو کمر بند (ولہ)

کاندھا (ص)= دوش، یہ اصطلاح سابق ازیں تحریر ہوئی ہے:[2]

بہار عمر میں اے مصحفی تو پی لے شراب — کہ کو کنار کے کاندھے پہ نت سبو نہ رہا (ولہ)

کاٹھ کا الو ہے (ص)= احمق، نادان اور منحوس ہے۔

کام دولہا دلہن سے پڑتا ہے (ث)= وقت جنگ وجدل کے جو دو آدمی مقابل ہوتے ہیں تو شخص سیوم کو دخل نہیں ہوتا۔

کام چور نوالے حاضر (ث)= کاہل وجود اور سست قدم ہے کہ کام کے وقت چلا جاتا ہے اور

---

[1] ص ۳۶۲ پر بھی موجود۔ [2] ملاحظہ ہو ص ۳۴۵۔

کھانے کے وقت دستر خوان پر آ کے موجود ہوتا ہے۔

کیا چلے (مص)= کچھ قابو اور ذرا اختیار نہیں ہے۔ عالم مجبوری اور باعث لاچاری ہے:

جدھر دیکھو ادھر چرچا ہے ان ہنگامہ سازوں کا
چلے فتنہ کی کیا یاں دور ہے دامن درازوں کا (مصحفی)

کھب گئے (مص)= پسند خاطر ہوئے اور چشم کو اچھی معلوم دی:

وہ کب محو تماشائے مرقع ہووے اے مانی
نظر میں جس کی نقشہ کھب گیا جادو طرازوں کا (ول)

کماویں میاں خان خاناں اڑائے فہیم (ث)= یہ مثل معروف و مشہور ہے۔ یعنی دولت پیدا کرے اعلیٰ اور صرف میں آئے ادنیٰ کے اور غیر مال سے بہرہ مند ہوں اور حقدار محروم قسمت رہیں۔

کھول کیسہ کھا ہریسہ (ث)= گرہ کا زر خرچ کر تو ذلت مائدہ دنیا سے بہرہ یاب ہوگا۔

کاغذ کی گڈی آج نہ ڈوبی کل ڈوبی (ث)= کاغذ کی ناؤ کا کچھ بھروسہ اور اعتبار نہیں یعنی دولت دنیائے ناپائیدار پر غرور کرنا لازم اور مناسب نہیں۔

کاجل کی کوٹھری میں دھبہ لگے گا (ث)= جو آدمی کہ دنیائے دون میں پیدا ہوا ہے آلائش معاصی سے آلودہ دامن ہوگا، الا نبی اللہ کہ وہ معصوم ہیں گناہ کبائر سے اور دوسرے دھبہ لگنے کے معنی رسوا اور بدنام ہونے کے بھی ہیں:

دھبہ نہ کیوں لگے نظر شوق دید کو ہاں چشم سرمہ سا ہے وہ کاجل کی کوٹھری (مؤلف)

کنویں میں بانس ڈالی (مص)= بہت تلاش و جستجو کی:

کنویں میں بانس ڈالی ہم نے ہر چند نہ آیا بوسۂ چاہ ذقن کا ہاتھ (سرور مغفور)

کندن سا رنگ (مص)= سنہری رنگ اور زرد:

کم ہے کچھ کندن سے کیا چہرے کا اس کے زرد رنگ
عشق کرکے مصحفی تو کیمیاگر ہوگیا (مصحفی)

کھوج (مص)= نشان، پے اور پتہ:

جس کشتہ کا دنیا میں کہیں کھوج نہ پایا　　وہ کشتۂ غم چاہ زنخداں میں دیکھا　(مصحفی)

کس حساب میں ہے (ص)= ناچیز ہے۔ لائق ہمسری اور برابری کے نہیں ہے:

ہر اشک ہے میری چشم پر آب میں دریا　　بوقت گریہ ہے یہاں کس حساب میں دریا　(ولہ)

کسمسانا (ص)= گھبرانا، اکتانا اور انگڑائیاں لینی:

تنگ کسمسائے ہوتی ہیں سو سو جگہ سے چاک　　ان خوش تنوں کی ہائے ری یہ تنگ چولیاں　(ولہ)

کیا آسمان کے تارے ہیں (ص)= کچھ عنقا صفت اور نایاب زمانہ نہیں ہیں:

مصحفی کیوں نہ ہاتھ آویں گے　　ایسے کیا آسماں کے تارے ہیں　(ولہ)

کہنے کو منہ میں زبان رکھتے ہیں (ص)= سوال کا جواب دیں گے اور جیسا کچھ کہو گے ویسا ہی سنو گے، اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ برائے نام منہ میں زبان رکھتے ہیں لیکن مجال گویائی محال ہے:

بولتے آپ نہیں ہم سے کبھی　　منہ میں کہنے کو زباں رکھتے ہیں　(مصحفی)

کرتے تھے جبکہ مل کے ہر اک تختۂ کنول　　بازار میں برات کی تعریف بار بار
روشن دلان ہند جو محو نظارہ تھے　　ان کا یہ تھا کلام کرو ان کو اعتبار
کہنے کو منہ میں رکھتے ہیں گویا کہ یہ زبان　　آتش رخو نہ شمع انہیں سمجھو زینہار　(شاہ نصیر)

کس کھیت کا بتھوا ہے، کس باغ کی مولی ہے (ث)= کچھ مال نہیں بے حقیقت محض ہے:

اس چشم سے اور قد سے ہوں نرگس و سرو ہمسر
کس کھیت کا بتھوا ہے کس باغ کی مولی ہے　(مؤلف)

کولا دنگیاں (ص)= ہاتھا پائی، کشتی اور دھینگا مشتی:

شوخی مزاج اسکے سے اب تک نہیں گئی　　ویسا ہی بانکپن ہے وہی ہیں کولا دنگیاں　(مصحفی)

کوتہ گردن تنگ پیشانی (ص)= بدذات شخص کی یہ ہے نشانی:

اے فلک تیری شرارت سے جہاں آگاہ ہے　　تنگ پیشانی ہے اور گردن تری کوتاہ ہے　(مؤلف)

کاٹنے کو دوڑتے ہیں (ص)= بات بات پہ آمادۂ پرخاش و مستعد جنگ و جدل ہوتے ہیں۔

کیا قاضی گلہ کریگا (ح)= کچھ نقصان و زیاں نہیں ہوگا اور کوئی شکوہ و شکایت لب پر نہیں لائیگا۔

کان دھرے (ص)= متوجہ اور راغب ہو کر حال و حقیقت و سر گذشت سماعت کرے:

کان دھر کر تو ذرا مصحفی یکبار تو سن آئے ہے حق کے دھڑکنے کی صدا کیا کیا کچھ (مصحفی)

کچھ راہ پر آئے ہیں (ص)= نیم راضی ہوئے ہیں اور خیال ملاقات رکھتے ہیں:

ان روزوں قدم رکھتے پڑتے ہیں تیرے پاؤں اے شوخ تری زلفیں کچھ راہ پہ آئی ہیں (ولہ)

گرچہ ہیں مونس و غمخوار تنگ ودو میں سبھی کب تری طبع کو کچھ راہ پہ لا سکتے ہیں (آتش)

کوئی تقدیر کے لکھے کو نہیں مٹا سکتا (ح)= کسی کی تدبیر سے سرنوشت تقدیر دگرگوں نہیں ہوتی:

چارہ ساز اپنے تو مصروف بدل ہیں لیکن کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتے ہیں (آتش)

خط ترا اے بت نوخط کوئی لا سکتا ہے کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے (مؤلف)

کھوٹی راہ کرنی (ص)= عداوت سے بروقت روک رکھنا اور بے محل رخصت کرنا اور باز رہنا صلح سے اور بگاڑنا بنی بات کو:

قتل کرتا ہے تو لو دیکھو نہ دو چار کی راہ کھوٹی کیوں کرتے ہو جی اپنے گنہگار کی راہ (جرأت)

کھل گئیں آنکھیں (ص)= حیران اور ششدر رہ گیا:

کہے اشعار یہ جرأت نے ایسے گرا نہیں دیکھے ہچشم منصفی تو چشم اہل ہوش کھل جاوے (ولہ)

کیا جان پائی (ص)= کیا تاب و طاقت اور کیا مجال ہے کہ ہمسر ہو اور روکشی کرے:

ستم صاف چہرہ غضب شان پائی تجھے پائے آئینہ کیا جان پائی (شیفتہ)

روبرو تیرے ہو سکے جرأت یار کیا اس نے جان پائی ہے (جرأت)

کھوٹی کی (ص)= بدی کی، اچھا نہ کیا:

گر میں کہوں کہ ہم سے تو کھوٹی کی تم نے جان
توکس ادا سے کہوے ہے ہاں ہم میں کھوٹ ہے (ولہ)

کترا کے چلنا (ص)= راہ کو کاٹ کے الگ چلے جانا اور ہمراہ نہ رہنا:

کترا کے چلا تا نہ کرے خاک بھی پابوس دیکھا جو سر راہ میرا ڈھیر کسی نے (ولہ)

کہاں لا کر پھنسایا (ح)= بری جگہ گرفتار اور فریفتہ کیا:

ملاؤں آنکھ تک اس سے تو سر تن سے جدا ہووے
کہاں لاکر پھنسایا ہت ترے دل کا برا ہووے (جرأت)

کھڑے کھڑے (ص)= جلد، شتاب، بے تاخیر و توقف اور بے درنگ:

پہنے تھے جو لباس جوانان باغ آہ ترک خزاں نے دم میں اتارے کھڑے کھڑے (ولہ)

کوئی ہے (ص)= کوئی ملازم حاضر ہے:

محفل میں مجھے دیکھ کے کہنے لگا اپنی جائے یہ بلا گھر سے مرے کوئی ارے ہے
اٹھا میں تو بولا کہ ہوں میں غیر کو کہتا قطعہ جل جل کے تو کچھ اپنی ہی غیرت میں مرے ہے (ناسخ)

کیا شاخ نکلی ہے (ص)= ایسی کیا شان و شکوہ اور شیخی زیادہ ہو گئی ہے:

کھنچی رہتی ہے اس ابروئے خم سے کوئی کیا شاخ نکلی ہے کمان میں (تقی میر)

کس نیند سوتا ہے (ص)= خواب غفلت سے بیدار ہو اور ہوشیار ہو، چشم عبرت کو وا کرو:

آئی سفیدی عمر کیوں غفلت میں کھوتا ہے کہ اٹھ صبح قیامت ہو گئی کس نیند سوتا ہے (منیر)
تعجب ہے نہیں در پے جو ہوتا ہے یہ دشمن ہے پڑا کس نیند سوتا ہے (انشا)

کولھو کے بیل کو گھر میں منزل ہے (ث)= غریب مزدور کو گھر میں بھی مصیبت ہے، گردش نصیب کی سرگرداں رکھتی ہے، آرام و قرار نہیں لینے دیتی۔

کمیلا (ص)= مسلخ کہ جہاں پر جانور ذبح ہوں:

تڑپتا خاک و خوں میں طائر بسمل نمط دل ہے
رواں ہے موج جوے خون کمیلا کوئی قاتل ہے (مؤلف)

کھیت رہے (ص)= قتل ہوئے میدان جنگ میں۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے[۱]:

سبزے پہ اسکے خط کے نہ مارا گیا میں ایک اس گل زمیں میں کھیت ہزاروں جواں رہے (بیتاب)

کمینہ سے خدا کام نہ ڈالے (ح)= بدذات و کم عقل سے اللہ تعالیٰ احتیاج نہ ڈالے کہ صاحب عزت کو مر جانے کی جگہ ہوتی ہے:

میں کیا جفانہ اٹھائی فلک کے کینہ سے کسی کو کام نہ ڈالے خدا کمینہ سے (بیتاب)

کان پکڑنا (ص)= مقر ہونا خطا پر، باز رہنا جرم سے اور توبہ کرنا تقصیر سے:

---

[۱] ص ۳۶۱ پر بھی موجود [۲] آگے ص ۳۵۹ پر آرہی ہے۔

دہن کو دیکھ کر غنچہ چمن میں سر جھکاتا ہے
ترے عارض کے آگے گل پکڑ کر کان آتا ہے (نثار)

کچھ ہم سمجھے کچھ تم سمجھے (ح)= راز کی بات کو دل میں رکھیے ظاہر نہ کیجئے تاکہ غیر ماہر نہ ہو:

تم دیکھ کے رنگ عاشق کو مضمون دو دیدۂ نم سمجھے
تصریح میاں بے فائدہ ہے کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے (سعید)

کس قدر (ح)= بے انتہا اور حد سے زیادہ:

بھاگتا ہے مرے تصور سے کس قدر بدگمان ہے کافر (تسلی)

کیا پوچھنا ہے (س)= تجلی کو تکرار نہیں، حسن و جمال باکمال میں اپنا ثانی اور ہمسر نہیں رکھتا:

قدرشک سرو گلشن ایجاز ہے سو ہے کیا پوچھنا ہے حسن خدا داد ہے سو ہے (مؤلف)
آیا جو ذکر میرا بولے کہ پوچھنا کیا ایسے بھی لوگ شاید دنیا کے بیچ کم ہوں (انشا)

کبھی تو ہمارے بھی کوئی تھے (ح)= گاہ ہم سے بھی دوستی و آشنائی اور ربط و اخلاص تھا گرچہ اب ترک ملاقات ہو گئی ہے:

میں نے کہا کبھی تھے ہمارے بھی کوئی تم بولے کبھی نہیں مرے تم کوئی بھی نہیں (انشا)

کاجل دیا (س)= دودہ آنکھوں میں لگایا:

کہ میل کہکشاں سے آفریں کمال قدرت کو شب تاریک سے کاجل دیا ہے چشم کوکب میں (مؤلف)
مجھ کو نظر آیا جو اس نے کاجل دیا تو اس کے معنی یہ تھے کہ شب کو نرگس کے آ چمن میں (انشا)

کانا پھو (س)= ایک ترکاری کی قسم میں سے ہے کہ وہ پیدا ہوتی کشمیر جنت نظیر میں:

اک اہل خط مجھ سے ہو کر خفا یہ بولے میں نے جو کانا پھو ان کو دیا چمن میں
چاہے اد تف بگڑنا تو بے تمل شعر ینست قطعہ مجھ کو اندر خندہ نے کالے کیا چمن میں (ولہ)

کھنڈ (س)= اول بمعنی درجہ مکان بلند و بالا، دوسرے وہ راگ کہ جس کو دھوبی گاتے ہیں:

نہ مطربوں کی کسی نے سنی تو وہ لاچار شروع دھوبیوں کی طرح کھنڈ کرتے ہیں (ولہ)

کالے کوے کھائے ہیں (س)= پیرانہ سال ہوئے لیکن موئے سیاہ سر و ریش کے سفید نہ ہوئے۔

کھانا اور غرانا (ث)= یہ عادت اور خو بلی کی، اور اپنے محسن کا احسان فراموش کرنا۔

کسی کو اپنا کر رکھو یا کسی کے ہو رہو (ث)= یا کسی شخص کی آپ غلامی اور بندگی قبول کرو۔ ورنہ کسی کو اپنا مطیع و فرماں بردار بناؤ۔ غرض کہ بے کار و بے شغل اوقات عزیز کو صرف کرنا مناسب حال نہیں ہے:

اپنی پھر کبھو ہماری پہلے تک سن لو رہو کر رکھو اپنا کسی کو یا کسی کے ہو رہو (انشا)

کیا اکھاڑ سکتا ہے (ص)= کچھ نقصان اور زیاں اور ضرر نہیں پہنچا سکتا ہے:

گو کوئی نیفہ اپنا پھاڑے ہے لیک کھٹمل کے کیا اکھاڑے ہے (ولہ)

کہیں جھگڑا چھوٹے (ح)= قصہ فیصل ہو اور نزاع اٹھ جائے:

کافر یہ کہے ہے حق پرستی سے گذر ناصح کہتا ہے جوش مستی سے گذر
پوچھے مجھ سے جو تو تو دونوں ہیں پوچ جھگڑا کہیں چھوٹے اپنی ہستی سے گذر (ولہ)

کھل پڑے (ص)= پردۂ شرم و تکلف درمیان سے دور کیا اور راز دل آشکار ہوا:

کھل پڑے عالم مستی میں تو ہم بخت کھلے لے نہ اے دختر رز اب تو ترے بخت کھلے (ولہ)

کھپ گیا (ص)= تحلیل ہوا اور کام تمام ہو گیا:

کر تپک نہ کر اہوں میں نالہ نہ بھروں کیوں کر میں کیا کروں اے انشا اب جی ہی لگا کھپنے (ولہ)

کس شمار و قطار میں ہے (ص)= کوئی نہیں جانتا کہ بیچارہ غریب کون ہے:

خدا کے واسطے اے مہربان کہو تو سہی کہ رسم مہر و وفا بھی کچھ اس دیار میں ہے
سوائے آپ کے یاں کون پوچھے عاشق کو وہ کس قطار میں ہے کون سی شمار میں ہے (ولہ)

کالے تل چابے ہیں (ص)= دستور ہے کہ جو غلام یا لونڈی کوئی خرید کرتا ہے تو واسطے نیک شگون کے کالے تل چبواتے ہیں تاکہ وفادار ہو اور رقم بے وفائی قلم بے مروتی سے لوح نافرمانی پر یک قلم رقم نہ کرے۔ یہ شاید اصطلاح سابق بھی حلہ تحریر کو زیب بردوش کر چکا ہے

بھاگے جانے کی کس کو ہے منزل چابے ہیں سب نے ان کے کالے تل (انشا)

کھیر اکڑی کر ڈالا (ص)= بددعائیں اور گالیاں دیں:

کل کھیر اکڑی جن کو کیا کوس کاٹ کر آج اس پری نے زرم دیئے ان کو آر یئے (ولہ)

کھٹ پٹ کرنی (ص)= لڑنا بھڑنا اور فتنہ و فساد برپا کرنا:

جب دیکھو تب لاٹھی پانی کھٹ پٹ کرتے پھرتے ہیں
اڑتے ہیں کوئی شیخ جی صاحب انکو فرشتے بھول گئے (انشا)

کڑی جھیلتے ہیں (ص)= سختی اور مصیبت اٹھاتے ہیں:

جھیلتے ہیں جو کڑی آپ کے دیوانے لوگ ان کی ان بیڑیوں میں اور کڑی منہ کی لگی (ولی)

کڑی (ص)= اول بمعنی چوب دراز کہ جس کو چھت میں لگاتے ہیں:

قدرت حق سے بے ستون ہے کھڑی سقف گردوں میں کہکشاں ہے کڑی (مؤلف)

دوم بمعنی حلقہ زنجیر:

موسم گل دور ہے اور یاں ابھی سے اے جنوں پاؤں کی زنجیر کی مجنوں نے کڑیاں کاٹیاں (ظفر)

کاری کھائی (ص)= مرغ کو مرغ نے ضرب شدید پہنچائی:

کاری کھائی پہ گرا اٹھا لیوے حد سے پالی کے اور لگا دیوے
اس میں پانی کی اس کو ہار نہیں اور تکرار زینہار نہیں (انشا)

کھلاڑی ہے (ص)= اپنے فن کا استاد ہے:

کیا کہوں وہ بڑا کھلاڑی ہے اس سے غافل ہے سو اناڑی ہے (ولی)

کر گذرا (ص)= کام انجام کو پہنچایا اگرچہ سخت و دشوار تھا:

ہجر ترے میں کیا کہوں جو مجھ پہ گذرا جو کچھ کہ کہا کسی نے سو کر گذرا
یاں تک کہ گذر گیا میں اپنے جی سے بائی لیکن نہ ستم سے اپنے تو در گذرا (سبقت)

کڑے کڑے مہرے آئے (ص)= سخت و درشت کلام کیے:

بہت آئے مہرے لئے کڑے وہ جو منڈ جی تھے بڑے بڑے
وے ایسے تو نہ نظر پڑے کہ جو صاف پاک ہوں لاگ سے (انشا)

کہاں سے ٹپک پڑے (ص)= ناگاہ کدھر سے آئے:

گم کی جو راہ ناقہ نے لیلیٰ نے یوں کہا تم یاں کہاں سے حضرت مجنوں ٹپک پڑے (ولی)

کچھ بنیاد ہے (ص)= غریب، مفلس و بیچارہ عاجز ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتا نہ دست و بازو میں طاقت و قوت ہے نہ جیب و کیسہ میں مال و دولت ہے:

میں جو اک کمخواب کی لایا تھا نہالی بولے آپ
تجھ سے کیا لیجئے ارے تیری بھی کچھ بنیاد ہے (انشا)

کمینہ سے کون منہ لگائے (ح)= شخص بد اصل سے کس کو غرض ہے جو کلام کرے اور سوال کا جواب سنے:

وہ سن کے عرض کو انشا کی اس طرح بولا کسے غرض ہے عبث منہ لگے کمینے سے (انشا)

کھنکھارنا (مص)= کھانسی کی آواز سنانی اور اطلاع کرنا:

دیکھکر کھنکھارا مجھ کو اور دی دشنام بھی جب میں جھنجھلایا تو بولے واہ تیرا نام بھی (واسہ)

کڑ کھائی (مص)= چیچک رو:

دور جو کی تھی اصیل اس کو ہی لائے رنگین میری قسمت میں لکھی تھی وہی کڑکھائی پھر (رنگین)

ککڑی کا چور گردن نہیں مارا جاتا (ث)= ادنیٰ تقصیر لائق تعزیر نہیں ہوتی:

چھوٹی کلائی کب کرو موقوف شور کر گردن کوئی نہ مارے گا ککڑی کے چور کو (ظفر)

باندھا جاتا ہے چور ککڑی کا مارا جاتا ہے وزد لکڑی کا (سودا)

کھل کھیلے (مص)= لحاظ نہ رہا اور بے تکلف ہو گئے۔ پردۂ شرم و حیا چاک کیا:

گالیاں دینے لگے نام مرا لے لے تم اس مری چاہ کے کھلتے ہی یہ کھل کھیلے تم (جرأت)

اب وہ کھل کھیلے کب ہیں تجھ پر بند دیکھ کر مجھ کو کر لیا در بند (مومن)

بسکہ وہ طفل کچھ ان روزوں میں کھل کھیلا ہے بند جامے کے بھی گر دیکھو تو وا رہتے ہیں (مصحفی)

کانوں کان نہ جانا (مص)= آگاہ، خبردار اور واقف نہ ہوئے:

یوں کانوں کان گل نے نہ جانا چمن میں آہ سر کو پٹک کے ہم پس دیوار مر گئے (تقی میر)

لیک جانا ذرا نہ کانوں کان رعد ساں کرنے ہم فغان لگے
کیوں نہ دم آئے ناک میں اپنا قطعہ غیر اس آشنا کے کان لگے (مؤلف)

یوں تو جانا نہ کسی نے بھی کہیں کانوں کان مجھ کو دیکھا تو لگا بولنے کچھ ناک چڑھا (میرحسن)

کافور ہوا (مص)= اڑ گیا:

گیا میں جب کہ اس گلستاں کے بیچ جو گل کھلا تو کھلتے ہی کافور ہو گیا (مصحفی)

رشک افزا جو ضیائے رخ پر نور ہوئی — شمع کافور وہیں بزم سے کافور ہوئی (مؤلف)

گرمی سے جو محفل میں بھبھوکا سادہ آیا — تو وہیں رخ شمع سے کافور ہوا رنگ (جرأت)

ہوا نہ سرد ہر اک داغ سینۂ محرور — خواص مرہم کافور ہوگیا کافور (سرور منقول)

تیر گورے سے رخ کا بس کافور ہو جاتا یہ رنگ — خال ہی بہر حفاظت دانہ فلفل ہوا (شاہ نصیر)

بھاگتا ہے مرہم کافور میرے داغ سے — جسطرح خورشید نکلا ہوگئی کافور صبح (ناسخ)

دھواں چھپ گیا نور میں نور ہو — سیاہی اڑی شب کی کافور ہو (میر حسن)

چاندنی میں تو نہ سو کوٹھے پہ ڈر ہے کہ ترا — لے کے ہو جائے پری کوئی نہ کافور پلنگ (انشا)

کھلے بندوں (مص) = بے قید، بے تکلف، وارستہ مزاج، بے ساختہ اور آزاد وضع:

کھلے بندوں نہ آیا یاں وہ اوباش — پھرا موندھوں پہ ڈالے بیشتر بند (تقی میر)

سینہ گر صاف ہے تو پھرے کھلے بندوں پھر — اتنے میں دل کی میرے کارروائی ہوگی (صابر)

کھلے بندوں وہ آ بیٹھے جو در پر — عجب کیا ہے جو ہووے رہگذر بند (مصحفی)

کان میں تیل ڈالا ہے (مص) = کسی کی بھی نہیں سنتا، آپ کو بہرہ بنالیا ہے:

سوز پروانہ یوں سنے ہے چراغ — کان میں جیسے تیل ڈالا ہے (قائم)

کھیل بھی اڑ کر منہ میں نہیں پڑی (مص) = کچھ چیز نہیں کھائی:

منہ میں پڑتی نہیں ہے کھیل اڑ کر — زندگانی ہے غصہ کھانے پر (مومن)

کہنے سے بات پرائی ہوتی ہے (مص) = چنانچہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں ع: نہاں کی مانند آں رازے کزو سازند محفلہا۔ یعنی وہ راز چھپا نہیں رہتا جو غیروں سے کہا جائے:

کہنے سے گرچہ ہوتی ہے یارو پرائی بات — ہوتا ہم سے تو نہیں نہ کبھی منہ پر آئی بات (تقی میر)

کان لگائے (مص) = رجوع و مصروف ہوا، دھیان و خیال کیا:

کون آتا ہے جو سنے کو صدائے کف پا — گل کی مانند لگائے ہوئے جو کان ہوں میں (شاہ نصیر)

کیا کروں شکوہ کہ روزن دیکھ کر دیوار کا — جانتا ہوں میں لگائے کان یہ جاسوس ہے (ناسخ)

کان اینٹھے (مص) = گوشمال واجبی دی:

بل دے کے جو وہ زلف پریشان اینٹھے — ہر گل کے نہ کیوں باد صبا کان اینٹھے (مؤلف)

پاتا ہے جو گوشمالی کوئی انسان ہوجاتی ہے بند شرم سے اسکی زبان
آگے سے بھی آواز ہوئی اس کی زیادہ طنبور کی طرح گو اینٹھے گئے کان (ناسخ) رباعی

کپٹ (س)= فریب، دوغا اور مکر:

چند بوسہ جو ہمیں راہ میں بت سے تھے ملے تم ملے دل سے نہ تھے ہم سے کپٹ سے تھے ملے (ظفر)

کوچیں کاٹی (س)= پاؤں کے پٹھے کاٹے:

خاک اے قاصد جواب خط کی ہو تجھ سے امید
کاٹتے ہیں اپنی کوچیں ساکنانِ کوئے دوست (ناسخ)

کڑی بات (س)= سخن سخت، کلام زشت اور گفتار ناہنجار:

عاشقوں سے ہے کڑی بات اس ادت بے پیر کی کاکل پیچاں سے آتی ہے صدا زنجیر کی (ولہ)

کھٹکا (س)= خوف وخطر واندیشہ، یہ اصطلاح سابق تحریر ہو چکی ہے:[1]

میاں میں رات کو سن بکری کے پاؤں کا کھٹکا اٹھا یاسر جو بالیں سے تو ٹکرا دیوار سے پٹکا (سودا)
جنھیں تیری ٹھوکر کا تھا دل میں کھٹکا لحد میں بھی آرام سے وہ نہ سوئے (مصحفی)
جو مالدار ہے اسے کھٹکا ہے چور کا مچھلی کی طرح خار ہے پائے درم کیساتھ (ناسخ)
کھٹک جاتی ہے انکے دل میں لکھی بات کہتے ہو ظفر کیوں کہنہ ہوئے آپ کی تقریر کا کھٹکا (ظفر)

اور دوسرے معنی ہیں کاوش و خلش کے:

ستم گر تا بحشر دل میں محو شہادت کے برنگ خار ہر جو ہر تری شمشیر کا کھٹکا (ظفر)

کیل کا کھٹکا نہیں (س)= کچھ خوف واندیشہ نہیں ہے:

وہ مرا دل تھا کہ جس کو کیل کا کھٹکا نہ تھا سو قلق سے تجھ پہ پھیرا نوک مژگاں وائے وائے (منیر)

کھیت رہے (س)= جگہ سے نہ ہل سکے اور لڑائی میں کام آئے اور کام آنا کہتے ہیں قتل ہونے کو:

کیا نذر تیغ عشق ہو سر سبز میں کیا اس معرکہ میں کھیت بہت خستہ جاں رہے (تقی میر)
دھانی جوڑے نے ترے کھیت رکھا ہے مجھ کو سبز رنگ آپ نے دیکھے تو نہیں دھان کہیں (مصحفی)
کیا جواں مارا گیا خوباں کے ہاتھ لاکھ حسرت کھیت آئیں جس کے ساتھ (منیر)
ہمدمو اس کے خط سبز سے کیا چاہتے ہو شاید اس کھیت میں تم کھیت رہا چاہتے ہو (شاہ نصیر)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۲۰۔

خون منصور ہوگئے سب ریت　　جتنے صوفی تھے سارے آئے کھیت (انشا)

زرد جوڑا دیکھ کر جسم بت بے پیر میں　　کھیت رہی یعنی کشت زعفران کشمیر میں (مؤلف)

مانند دانہ خال پہ ہم خاک میں ملے　　نکلا جو اس کا سبزہ خط کھیت اب رہے (ناسخ)

گیا بیٹھ آسامنے ریت میں　　رہا کھیت وہ تو اسی کھیت میں (میرحسن)

کاووں پہ ہے (مص) = گھوڑا گرد پھرتا ہے:

چکر میں عقل کیوں کہ نہ ہو گرد بار کی　　کاووں پہ آج رخش ہے اس شہسوار کا (شاہ نصیر)

کانوں پہ ہاتھ اٹھایا یا رکھا (مص) = ناعلمی اور ناواقفی اظہار کی اور انکار کیا:

آج اسے دکھلا تماشا اور رجھائے چشم تر　　پھر نہ آویگا کبھو وہ بیٹھ کر اب گر اٹھا

قطعہ

تار ہر مژگاں پہ گر ہم گروائے طفل اشک　　ہاتھ مت اس کا رسے کانوں پہ بازیگر اٹھا (ولہ)

اس نے دکھلائے جو رکھ کر رخ تاباں پہ ہاتھ　　رکھ گیا پنجہ خورشید سحر کان پہ ہاتھ (مؤلف)

کوندی (مص) = چمکی:

برق کوندے ہے بڑی دعویٰ ہم چشمی سے　　تو بھی چمکا کے ذرا رخش ہوا گیر اڑا (شاہ نصیر)

برق کوندی جو چمن میں ترے رخساروں سے　　آ لگے مرغ چمن باغ کی دیواروں سے (معروف)

شدت گریہ سے یہاں سے مردم اٹھ پھر برسات رہے
ابر سی میں برق تبسم کوندتی وہاں دن رات رہے (مؤلف)

کیا منہ ہے اور کس کا منہ ہے (مص) = کیا طاقت اور تاب اور مجال ہے:

سچ ہے سوائے دست شانہ کس کا منہ ہے کون ایسا ہے
چھیڑے یہ تمہارے چہرہ پر جو کان کا بالا زلف کا حلقہ (شاہ نصیر)

مہر دیکھے ماہ دیکھے ہر ستارا دیکھ لے　　کس کا منہ ہے منہ تو دیکھو منہ تمہارا دیکھ لے (مؤلف)

گل کا کیا منہ ہے نگارا جو ترے سامنے آئے
باغ میں دست بکف برگ حنا لگتا ہے (شاہ نصیر)

کوٹ کوٹ کے موتی بھرے (مص) = تمام حسن وخوبی عالم ایک جا پر جمع کیے:

وہ آنکھیں جو دیکھیں ہیں بس پھوٹ پھوٹ　　تو گویا کہ موتی بھرے کوٹ کوٹ (میرحسن)

خوشنمائی سلک دنداں کی دہن میں کیا کہوں
درج یاقوت میں موتی بھرے ہیں کوٹ کوٹ (مؤلف)

کوٹ کر موتی بھرے ہیں مَتی گر آنکھوں میں   قطرۂ اشک یہاں بھی ہیں گہر آنکھوں میں (ناسخ)

کانٹے پڑگئے زبان میں یا حلق میں (مص)= تشنگی کا غلبہ ہو اور زبان و حلق خشک ہو گئے:

تشنگی سے حلق مجنوں میں نہیں کانٹے پڑے   پاؤں کے یاں نکل آئے خار پنہاں واہ واہ (منیر)

بھرکے مشکیں آبلوں کی اب پلا دیجے سبیل   پڑگئے ہیں پیاس سے کانٹے زبان خار میں (ناسخ)

پڑگئے منہ میں جو مجھ سوختہ تن کے کانٹے   ہیں یہ بوئے ہوئے اک غنچہ دہن کے کانٹے (جرأت)

کوڑیوں کے مول بکتے ہیں اور کوڑی کے دو دو بکتے ہیں (مص)= نہایت ارزاں ہیں اور بہت سستے ہیں:

نکل تنور کے منہ سے کہے ہے گاؤزباں   بکی ہوں تیرے فاقوں میں کوڑیوں کے مول (سودا)

تری آنکھوں سے کرے قصد جو ہم چشمی کا   تو بکیں کوڑی کے دو دو یہ ہوں بادام خراب (ظفر)

افتادہ کوئے یار میں ہیں جائے جائے دل   کوڑی کے دو دو کیوں نہ بکیں پارہ ہائے دل (مؤلف)

کفن کو لگے (مص)= مردے پر صرف ہو۔ یہ ایک وضع کی دعائے بد ہے کہ آدمی تنگ ہو کر اپنے راست پیشہ کے برزبان لاتا ہے:

جنوں میں پھاڑ نہ ہم ایسے پیرہن کو لگے   جو ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن کو لگے (ظفر)

کلنک کا ٹیکا (مص)= روسیاہی اور داغ بدنامی:

بنی کا دیکھ عالم اس کے رخ حسیں پر   ٹیکا کلنک کا ہے خود چرخ کے جبیں پر (مؤلف)

کالک منہ کو ملے (مص)= منہ کالا کیا:

یہ آئین دگر آئینہ لے کر اپنے دانتوں میں   مسی جب شب کو معشوقان رشک حور ملتے ہیں
تو منہ کو ست موج دود سے تا صبح دم کالک   قطعہ   خجل ہو کر چراغاں شب دیجور ملتے ہیں (شاہ نصیر)

کانٹوں میں کھینچنا (مص)= گنہگار کرنا اور مصیبت وبلا میں ڈالنا:

دیکھیں کیا انکی پلک اس ساعد نازک بغیر   کھینچتی ہیں کیوں ساہمیں کانٹوں میں گل کی ڈالیاں (جرأت)

کھڑے کھڑے (مص)= ایک ساعت کے ساعت اور لحظہ کے لحظہ اور دم کے دم:

ہو جا ہمارے پاس تو پیارے کھڑے کھڑے　　پھرتے ہیں بیقراری کے مارے کھڑے کھڑے　(جرأت)

اور دوسرے معنی کھڑے کھڑے پھرنے کے مضطرب و بیتاب ہونا اور گھبرانا:

چارہ تب مریض کا کیا ہو کہ اس کے سب　　غم خوار اب پھرے ہیں بچارے کھڑے کھڑے　(ولہ)

کس پورے پر (ص)= کس توقع اور امید پر اور کس دولت کی آمد پر:

کچھ دینے کا بھی دیکھ لے اے آہ ٹھکانا　　کس پورے پہ تولتی ہے تاثیر دعا قرض　(مومن)

کبھی تولہ ہے کبھی ماشہ ہے (ص)= قائم مزاج نہیں، دم میں کچھ ہے، دم میں کچھ ہے۔ گاہ دشمن گاہ دوست ہے:

کیا کہوں اپنے سیم تن کا حال　　گاہ تولہ ہے گاہ ماشہ ہے　(حسن)

کھنگالنا (ص)= شست و شو کرنا:

کہتا نہیں کہ حشمت و مال و منال دے　　اس میرے میلے دل کو الٰہی کھنگال دے　(رنگین)

کان کھڑے ہو گئے (ص)= آگاہ، واقف، ہوشیار اور خبردار ہوئے اور خائف و ترساں و اندیشہ ناک ہوئے:

آج اس کا ارادہ ہے کرے قتل کسی کو　　یوں کہتے ہیں جو دوست ہیں ناداں ہمارے
قطعہ
پھر اڑتی سی پہنچی جو بھنک کان میں اپنے　　سنتے ہی کھڑے ہو گئے بس کان ہمارے　(رنگین)

کچھ کھائیے (ص)= زہر ہلاہل نوش کیجئے:

یونہی جو منتظر سے خفا تم رہو گے تم　　سن لوگے ایک دن کہ وہ کچھ کھا کے مر گیا　(منتظر)

ہے دلا تشنۂ دیدار تو کچھ کھا کے نہ مر　　پہلے اس خنجر خونخوار کا زہراب تو پی　(جرأت)

کیا اکیلے تب بن جاگیے اور سو رہیے　　تو نہ ہو پاس تو کچھ کھائیے اور سو رہیے　(ولہ)

یہ بلا فکر سے کچھ نیند گئی ہے کہ حسن　　جی میں آتا ہے کہ کچھ کھائیے اور سو رہیے　(حسن)

یا تو کہہ جاؤ یہاں رات کو آنے کے لیے　　ورنہ کچھ مجھ کو منگا دیجئے کھانے کے لئے　(سرور)

غیر کے ہمراہ جاتا ہے یہ مر جانے کی جا　　صاحب غیرت ہوں کچھ کھا جاؤنگا کھانے کی جا　(مؤلف)

کھلکھلانا (ص)= ہنسنا اور خرم اور شاداں ہونا:

ہنسا کھل کھلا کس ادا سے وہ گل رو　　ہوئی گدگدی جب اسے سنگ پا سے　(جرأت)

خندۂ گل کے لئے تکلیف سیر باغ کیا آئینہ لو ہاتھ میں اور کھلکھلا کر دیکھ لو (مضطر)

سچ کہہ صبا گلوں پر کیوں اوس پڑ گئی ہے کیا آج کھلکھلا کر کوئی ہنسا چمن میں (شاہ نصیر)

کہا میں نے جو اے گل کچھ وفا کر تو وہ ہیں ہنس پڑا بس کھلکھلا کر (خلیق)

کیا قہر ہے یہ تیرا مجھ کو رلا کے ہنسنا پھر تس پہ لے سنگریوں کھلکھلا کے ہنسنا (محبت)

کیا مال ہے (ص)= کچھ قدر و قیمت نہیں محض بے حقیقت ہے۔

دولت دنیا ہے کیا نام آوروں کے آگے مال دیکھ لو رکھتا نگیں ہے خاتم زر زیر پا (شاہ نصیر)

کوک (ص)= صدائے طاؤس:

دل پر داغ نالاں خط سے کب اس ماہ رو کے ہے چمن میں دیکھ کر طاؤس کو طاؤس کوکے ہے (متیر)

کور (ص)= اول مشہور یعنی اندھا، دوم پہلوئے ناخن سر انگشت:

جوں رگ برگ گل احمر بنائے ہے نہاں دو گھڑی میں اسکے ہر ناخن کی کوروں کی حنا (شاہ نصیر)

کچھ سنا چاہتے ہیں (ص)= گالیاں کھائیں گے:

جو کہتا ہوں اس سے کہ سن شعر میرے تو کہتا ہے کیا کچھ سنا چاہتا ہے (ناسخ)

کبھی کا دن بڑا کبھی کی رات بڑی (ث)= زمانہ ایک حالت پر نہیں اور تاثیر نیرنگی فلک سے روز و شب انقلاب رہتا ہے، گاہ ترقی ہے گاہ تنزلی ہے:

ہر چند امیر مومن ہے بڑا بر حق تو یہ ہے امیر محسن ہے بڑا
احسان کرو اعتماد عمارت پہ نہیں رباعی ہے رات کبھی بڑی کبھی دن ہے بڑا (ناسخ)

کبھی اٹھائے ہے گہ رخ پہ زلف چھوڑے ہے گی ہے اس کے رلوا انقلاب ہاتھ بڑی
کہے ہے دیکھ وہ نیرنگ ساز آئینہ کو قطعہ کبھی کا دن ہے بڑا اور کبھی کی رات بڑی (مؤلف)

کھوٹا پیسہ برے وقت کے کام آتا ہے (ث)= یگانہ دشمن دوست بیگانہ سے بہتر ہے:

داغ دل دیکھ ترحم تجھے خود کام آیا کھوٹا پیسہ ہی برے وقت پہ بے کام آیا (ولہ)

کہا سنا (ص)= جرم، تقصیر و خطا:

گفت و شنود اگر مری تری رہی بھی ظالم معاف رکھیو تو میرا کہا سنا (تقی میر)

بوسۂ لب شتاب یا بخشو ورنہ میرا کہا سنا بخشو (معروف)

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سناسنا کردے کوئی معاف کسی کا کہا سنا (مصحفی)

کٹ گیا (مص) = شرمندہ خجل، نادم، شرمسار و منفعل ہوا:

کٹ گیا پنجہ مہر شفق آلودہ سحر تونے جو دست حنا بستہ نگارا کھولا (شاہ نصیر)

سنبل تمہارے گیسوؤں کے غم میں لٹ گیا ابرو کی تیغ دیکھ مہہ عید کٹ گیا (تقی میر)

تیغ ابرو کی یہ جنبش ہو کہ بس تو کٹ جائے

دست مژگاں کے اشارے سے کلیجا پھٹ جائے (مومن)

اس مہ کا کرن پھول ہے وہ نور کا خوشہ کٹ جائے جسے دیکھ کے انگور کا خوشہ (تقی ہوس)

کن انکھیوں سے دیکھنا (مص) = گوشۂ چشم سے نظر کرنی اور نیم نگاہ سے مصروف نظارہ ہونا:

کن انکھیوں سے کرتے تھے جدھر نگاہ ادھر غش میں آتے تھے دل کرکے آہ (میر حسن)

کھجانا (مص) = وہ بات کہنی کہ جو گراں گذرے اور موجب رنجش خاطر کا ہو:

گل پڑے ہنستے ہیں میرے سینے پر داغ پر خوش نہیں یہ بات کیوں ہم کو کھجاتی ہے بہار (حسرت)

کہلاتا ہے (مص) = کاہل وجود ہے، سست قدم ہے اور خائف و ترساں ہے:

تو جوانمرد ایسا کہلاتا ہے یار نیند میں پھر کیوں تو کہلاتا ہے یار (رنگین)

کل کل کرنا (مص) = ہر بات پر لڑنا اور خفا ہونا۔ روز فردا کو بھی کل کہتے ہیں۔ آرام کے بھی معنی ہیں اور گنجے کو بھی کل کہتے ہیں:

کہا تھا اس نے مجھے کل کہ آؤں گا میں کل ملا جو آج تو کل کا وہی پھر آیا خلل

جو پوچھا میں تری کل کو بھی کہیں ہے کل تو ہنس کے کہنے لگا جا عبث نہ کر کل کل

غرض یہ اس کا ہے مطلب کہ کرکے لیت و لعل

دہد فریبم سازد امیدوار مرا کہ تا بحشر نشاند در انتظار مرا (سودا)

جو ہے کرنا آج اس کو کل نہ کر سر کو میرے مت پھرا کل کل نہ کر (رنگین)

کھٹ راگ (مص) = قصہ، فساد اور راگ کے بھی معنی جو گایا جاتا ہے:

گا کے دوست رے باز جو مدہوش کرے اپنے کھٹراگ کو تو صاف فراموش کرے (جرأت)

جوں تار چنگ چھیڑ نہ انشا کو بات مان تیرا سنا ہوا ہے یہ کھٹراگ اے بسنت (انشا)

کمر کھول بیٹھے (مص)= خانہ نشیں ہوئے اور نوکری کرنے سے دست بردار ہوئے:

ہم بیٹھے ہیں کھول اپنی کمر مصحفی ہاں اب   جو چاہے سو دل اس بت بیباک سے باندھے (مصحفی)

کس کس پتھر سے پٹکئے (مص)= کیا کیا کیجئے، عقل حیران ہے کچھ بات بن نہیں آتی:

زاہد کہتا ہے طواف کعبہ کیجئے باصوم و نماز   ہندو کہتا ہے بت کی پوجا کیجئے باعجز و نیاز
یہ شیشۂ دل بہت ہی نازک ہے گا اب تو ہی بتا   رہا کس کس پتھر سے اسکو پٹکا کیجے اے چارہ ساز (محزون)

کدھر کا چاند نکلا (مص)= کیا قیامت آئی۔ یہ اصطلاح تعجباً زبان پر آتی ہے۔ یعنی امر تازہ اور عجوبہ وقوع میں آیا کہ موجب حیرت کا ہوا:

رخ جو پردہ سے شب اس رشک قمر کا نکلا   نہیں معلوم کہ یہ چاند کدھر کا نکلا (جرأت)

کر باندھی (مص)= معمول و دستور ہے:

لاکھ منت سے جو کر بوسہ کی باندھی تو بھی   گاہ دیتا ہے وہ اور گاہ نہیں دیتا ہے (ولہ)
تھی چڑی ماروں پہ مرزاجی کی کر   نصف ان کے جتنے پکڑیں جانور
ہائے جس دن سے وہ چیچ مرگئی   سب چڑی ماروں کے سر سے کر گئی (سودا)

اور کر بھری بھی کہتے ہیں۔

کان دھرنا (مص)= متوجہ ہونا اور سماعت حال کی کرنی:

کان دھر کر کوئی افسانۂ غم سنتے ہیں   کم کہوں تو بھی زیادہ ہے کہ کم سنتے ہیں (مؤلف)
فریاد عندلیب پہ کب گل رکھے ہے کان   معشوق جو کہ ہو اسے عاشق کا کیا ہے غم (معروف)
کان دھر کر نہ سنی بات کسی گل رو کی   گوش میں جسکے پڑے ہوں تری گفتار کے پھول (منتظر)
تم کان دھر سنو نہ سنو اسکے حرف کو   سودا کو رہے گی اپنی ہی گفتار سے غرض (سودا)

کھوے سے کھوا چھلتا ہے (مص)= مخلوق کی کثرت اور ہجوم ہے:

وہ دلی کے کوچے ہیں اب سارے خالی   کھوے سے کھوے تھے جہاں روز چھلتے (مصحفی)

کھند لنا (مص)= پامال کرنا:

دل کو پاؤں تلے کھند لنا ہائے   کیوں جی ایسا بھی پیار ہوتا ہے (ولہ)

کھب گئی (مص)= پیوست ہو گئی اور خوش آئی:

اے مصحفی یہ شعر و سخن جائیگا سب بھول   گر کھب گئی نظروں میں تری آن کسی کی   (مصحفی)

کام آیا (ص) = مارا گیا:

کام یہاں جس نے جو کہ ٹھیرایا   جب تلک ہووے آپ کام آیا   (درد)

جواں مارا گیا خوباں کے اوپر مرزا مظہر   بھلا تھا یا برا تھا زور کچھ تھا خوب کام آیا   (مرزا مظہر)

دل و دماغ و جگر یہ سب ایک یار   کام آئے فراق میں اے یار   (تقی میر)

کاٹو تو لہو نہیں (ص) = باعث خوف کے بدن میں لہو کی بوند نہیں رہی، تمام جسم زرد ہو گیا:

تیری تصویر حسن دم بزم میں آتی ہے پھر اس دم   جو کاٹو تو لہو مطلق نہیں ہو تا حسینوں میں   (معروف)

کترانا (ص) = نہ ملنا اور دیکھ کر الگ چلے جانا:

کوئی یہ بھی کج ادائی کی ہے بیارے چال وہ   سامنے سے یوں نہ کترا کر ہمارے جائیے   (جرأت)

کان لگانا (ص) = مصروف ہونا:

گلشن میں جو وصف اسکا کروں دھیان لگاکر   ہر گل مری باتوں کو سنے کان لگاکر   (ولی)

کھوئے گئے (ص) = اس کے دو معنی ہیں اول مشہور، دوم حیران و ششدر اور از خود رفتہ:

شب تم جو بزم غیر میں آنکھیں چرا گئے   کھوئے گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے   (مومن)

کف لایا (ص) = بدی اور شرارت اختیار کی اور دیدہ و دانستہ آپ کو دیوانہ بنایا:

تنگ کرو تو تھوک اڑاوے   ہوش تو خاصے پر کف لاوے   (ولی)

یہ داغ دل پہ نکال آبلوں کے صف لایا   کہ عشق آنکھ دکھا ہم سے اور کف لایا   (منیر)

گ

گل چھرے اڑائے (ص) = خوب عیش کیے:

تو اڑاتی ہے کہاں سے یہ بتا گل چھرے   تجھ پہ مرتا نہیں گر کوئی مہاجن کو کا   (رنگین)

یہ گل چھرے اڑائے کل نکل مجنوں نے زنداں سے
کہ ہر سو گل فشانی تھی شرارے سنگ طفلاں سے   (ذوق)

گھنگرو بولتا ہے (ص) = آواز جانکنی گلے سے نکلتی ہے:

رواں ہے کاروان عمر غافل کیوں تو چوکے ہے   جرس ہے وہ گھنگرو بولتا اندر گلو کے ہے   (منیر)

واں بزم رقص میں تو سرگرم ہے طرب کا — یاں بجتا ہے گھنگرو اس تیرے جاں بلب کا (معروف)

گیہوں کی بال نہیں دیکھی (ص)= نادان اور ناواقف کار ہے کہ گھر سے باہر قدم نہیں نکالا:

ہوا فریفتۂ حسن گندمی کیوں کر — کہ طفل اشک نے دیکھی گیہوں کی بال نہیں (مؤلف)

گور مردے کی بتادی زندہ کا گھر دکھلادیا (ص)= بہر صورت خاطر جمع اور تشفی کر دی:

دل تو کام آیا تے کوچہ میں جاکر دیکھ لے — تھا جگر باقی سو سینہ چاک کر دکھلادیا

اور کیا اے مدعی جاں ہے ترا مدعا — قطعہ گور مردے کی بتا جیتے کا گھر دکھلادیا (شاہ نصیر)

گرگٹ کے سے رنگ بدلتا ہے (ص)= ایک طور پر نہیں رہتا ہے، دم میں کچھ ہے اور گھڑی میں کچھ ہے:

وسمہ سے ریش شیخ بدلتی ہے اے نصیر — گرگٹ کی طرح رنگ سفید و سیاہ و سرخ (شاہ نصیر)

گرگٹ کی طرح لاکھوں گردوں نے رنگ بدلے — پر تو نے اے ستمگر اپنے نہ ڈھنگ بدلے (رنگین)

گپ چپ کی مٹھائی (ص)= ایک قسم کی مٹھائی ہوتی ہے نہایت سبک کہ معا منہ میں رکھتے ہی گھل جاتی ہے:

لب شیریں کا بوسہ شوخ جو دیتا ہے چپکے سے
حلاوت کیا کہوں گویا کہ گپ چپ کی مٹھائی ہے (معروف)

کم بولنا صنم کا میٹھا لگے ہے دل کو — خاموشی ان لبوں کی گپ چپ ہے مٹھائی (آرام)

اے دل لب شیریں کے بوسہ کو تو کیا جانے — گپ چپ کی مٹھائی ہے جو چکھے سو پہچانے (سودا)

رات بوسہ دیئے پوشیدہ شکر لب تو نے — کیا مزے دار تھی گپ چپ کی مٹھائی تیری (قادر)

کیوں لب زخم سے چپکے نہ زبان تیشہ — باتیں شیریں کی ہیں گپ چپ کی مٹھائی فرہاد (مؤلف)

گند کٹی (ص)= جو قصہ نہیں چکتا تھا فیصل ہو گیا:

اس قید فرنگ کی بڑی تھی گھائی — لی تھی ترے غم میں خلق نے کھٹوائی

چھوٹا نہیں اس قید سے تو ایک فقط — رباعی گویا کہ خدا نے گند سب کی کاٹی (میر حسن)

گوشت سے ناخن جدا نہیں ہوتا (ص)= محبت دل سے نہیں جاتی اور یگانہ بیگانہ نہیں ہوتا:

دل سے مٹا تری انگشت حنائی کا خیال — ہو گیا گوشت سے ناخن کا جدا ہونا (غالب)

آہ کرتا ہے جدا کو بھی ناخن سے گوشت　　اپنے ابرو سے میرا دل نہ چھڑا لیا کیجئے (شاہ نصیر)
ہو گیا اس ناخن ابرو سے دل اپنا جدا　　سنتے تھے ہم گوشت سے ناخن جدا نہیں ہوتا (معروف)

ہو نہ اس ناخن پہ خون دل حنا کیوں کر کے ہو
سچ کہا ہے گوشت سے ناخن جدا کیوں کر کے ہو (مؤلف)

چنگل مژگان قاتل سے چھٹے کب مرغ دل　　راستی ہے گوشت سے ناخن جدا ہوتا نہیں (سرور)

گوئیاں (س)= یہ اصطلاح پورب والوں کی ہے۔ اگرچہ محاورے میں بیگمات کے نہیں، اس واسطے یہ لفظ ٹکسال سے باہر ہے اور بیگمات قلعہ معلیٰ شاہجہاں آباد کے نزدیک معیوب ہے۔ لیکن اب ہنسی کی راہ سے اکثروں کی زبان پر آ جاتا ہے۔ البتہ وہ باعث سند کا باہر والوں کے ہے۔ مگر اس نام سے مراد یہ ہے کہ اکثر آپس میں چھپٹی کھیلنے والیوں کے ایسے رشتے ہوتے ہیں:

انھیں ہمسایے کے کوٹھے پہ پھندالا اس رات　　تیرے میں صدقے گئی اے میری گوئیاں ہمراز (انشا)
ہرگز نہیں کچھ قدر تجھے چاہ کی گوئیاں　　کہ کوئی بھی ہے بات تری راہ کی گوئیاں (رنگین)

گھر تجا (س)= گھر کو برباد اور ویران کر دیا:

رنگین معروف تو بہت ہے ذی ہوش　　کیا جانے عشق کا ہوا کیا جوش
جو واسطے خیرن کے تجا گھر اس نے　　صوفی گنوں اس کو یا کہوں میں مدہوش (رنگین) رباعی

گور کے کنارے پہنچے یا گور کے کنارے جا لگے (س)= دونوں کا ایک محاورہ ہے یعنی قرب مرگ حال ہے:

مرتے رہتے تھے اس پہ یوں پر اب　　جا لگے گور کے کنارے ہم (تقی میر)
جا لگے گور کے اس غم سے کنارے ہم تو　　تو بھی غیروں سے میاں تم نے کنارا نہ کیا (جرأت)

گردوں پہ شب آہ کے شرارے پہنچے　　اشک آنکھ سے تا مژہ ہمارے پہنچے
واں غیر سے شغل ہم کنارے ہی رہے　　یاں رشک سے گور کے کنارے پہنچے (مؤلف) رباعی

تیری فرقت سے جلنے کی نہیں طاقت میاں ہم میں
کوئی دم کے ہیں مہمان گور کے اب تو کنارے ہیں (خواجہ حسن)

جو وہاں جانے لگا پہنچا کنارے گور کے　　رہرو ملک عدم ہیں رہروان کوئے دوست (ناسخ)

پیری آئی آگئے ہیں ہم کنارے گور کے　　اب تو شوق ہم کناری سے کنارا کیجئے　(ناسخ)

گونگے کا خواب (مں)= جس چیز کو آدمی دیکھے اور زبان سے کہہ نہ سکے:

تقریر لطف بوسہ میں دل لاجواب ہے　　گپ چپ کی مٹھائی ہے کہ گونگے کا خواب ہے　(مؤلف)

اک پردہ نشین کا عشق جرأت　　گونگے کا سا خواب ہو گیا ہے　(جرأت)

گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں (مں)= مرنے پر آمادہ و مستعد بیٹھے ہیں اور عمر رسیدہ ہیں:

بزم خوباں میں نہ کیوں سر رہویں نہوڑائے ہوئے
گور میں بیٹھے ہیں ہم تو پاؤں لٹکائے ہوئے　(معروف)

گھس پیٹھ کے (مں)= راہ و رسم رسائی کی پیدا کرکے:

جس جگہ بزم میں دو چار حسیں بیٹھے ہیں　　ہم بھی گھس پیٹھ کے البتہ وہیں بیٹھے ہیں　(معروف)

گن گن کے قدم رکھنا (مں)= آہستہ آہستہ خرام کرنا:

وہ راہ میں ہیں جا نہیں کہدے ہمدم　　چلنے پہ یہ ہے بیمار الم سوئے عدم
رباعی
اب کچھ نہ دیر دم شماری ہے اسے　　جلدی چلئے نہ رکھیے گن گن کے قدم　(دل)

گٹھری کر دیا (مں)= ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک جا پر ڈال رکھا:

رہ گئی دل میں تڑپنے کی ہوس قاتل نے آہ　　اس طرح کا تیر مارا کر دیا گٹھری مجھے　(دل)

گردن کا بوجھ (مں)= بار اعمال اور دین:

کہہ دو شیریں سے نہیں رہ جائے گا گردن پہ بوجھ　　روز و شب کہسار کے پتھر ہی ڈھوتا ہے کوئی　(جرأت)

اور دوسرے گرانی خاطر کے بھی معنی ہیں:

ہجر یاں میں جان سبک تن کا بوجھ ہے　　سر ناتوان عشق کی گردن کا بوجھ ہے　(مؤلف)

شام وصال کا جو منا تا ہے یہ کھوج ہے　　گردوں بھی روز ہجر میں گردن کا بوجھ ہے　(انشا)

گھٹ گھٹ کے (مں)= دل ہی دل میں غم کھا کر اور صبر کر کے خاموش رہنا اور راز عشق ظاہر نہ کرنا:

اس قدر مت دل دیوانہ و افسردہ سے　　منے وحشت ہی کی کچھ بات تسلے یار نکال
قطعہ
چھوڑ اس ضبط گھٹ گھٹ کے نہ دے جان اپنی　　نکل اس قید سے زنجیر کے جھنکار نکال　(جرأت)

گردن نہیں اٹھاتا (مص)= شرمندہ اور خجل ہے:

اٹھاتا نہیں اس کو سن کوئی گردن　　وہ اس عرصہ میں ایک سنگ گراں ہے　(تقی میر)

گیڑیاں کھیلنی (مص)= مشہور کھیل ہے کہ لڑکے پارہ چوب سے کھیلتے ہیں:

پاؤں میں ڈالوں گی میں اسکے چھنکتی بیڑیاں　　کھیلنے جاتی ہے لڑکوں میں یہ کوکا گیڑیاں　(رنگین)

گہری چھنی (مص)= اخلاص اور ربط محبت زیادہ ہے:

اس بڑھاپے میں بھی کم ہوویں گے لہری ہم سے
سبز رنگوں سے چھنا کرتی ہے گہری ہم سے　(معروف)

گل کی سبزی تھی جواے رنگین غضب گہری چھنی
تو نشہ میں میری اور اس کی غضب گہری چھنی　(رنگین)

یاں دل پہ لگے زخم نہ کیوں رشک سے گہرا　　واں غیروں سے چھنتی ہے ہر اک بات میں گہری　(نثار)

بلا سے تو مرے قاتل کے کھا کر تیر چھن جاوے
پر اک بار اس سے گہری اے دل دلگیر چھن جاوے　(منیر)

گل کترا (مص)= آفت تازہ برپا کی اور کار نمایاں کیا اور نیا شعبدہ ایجاد کیا:

دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا　　موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی　(غالب)

گل کترے نہ بلبل مری فریاد کے آگے　　سرسبز ہو شاگرد کب استاد کے آگے　(مصحفی)

میرے قاصد کے لیے اس نے نیا گل کترا　　رکھ دے لا کے مغیلاں کے سر کو کانٹے　(سرور مغفور)

کیوں نہ وہ طرار گل کترے نیا ہر بات میں　　صاف قینچی کی طرح سے چلتی ہے اسکی زباں　(معروف)

مقراض جادہ دامن صحرا کتر گئے　　اک تازہ گل یہ دشمن صحرا کتر گئے　(شاہ نصیر)

چھوڑا گلزار سے دور اور پر بلبل کترا　　ہائے صیاد جفا پیشہ نے کیا گل کترا　(جرأت)

گھہ بیٹھا (مص)= قبضہ تلوار کا ہاتھ میں جم گیا:

جو ہاتھ چڑھا اسکے دل خون ہی کیا اسکا　　اس پنجۂ رنگیں کی لے میر نہ گھہ بیٹھے　(تقی میر)

گہرا ہاتھ لگا (مص)= زخم مہیب پیدا ہوا:

ہاتھ گہرا لگا کوئی قاتل　　زور لذت ہے زخم کاری میں　(انشا)

گڈبڈ (ص)= ملے جلے:

اتی گڈبڈ ری ہے عقل اپنی سب فرشتوں سے — پڑے پھرتے ہیں بام پر کرتے قضیاں او دم (انشا)

گھرکیاں (ص)= خفگی اور آزردہ کی باتیں ظاہر ہوں:

گھرکیاں جو مغل تازہ ولایت کو ہیں یاد — غور کیجے تو وہ اصلا کسی بندر میں نہیں (ولہ)

گردن ڈھلک گئی (ص)= گردن ٹوٹ گئی:

جب کشتۂ الفت کو اٹھایا تو الم سے — بس ہل گئی اس قاتل مغرور کی گردن

بے ساختہ بولا کہ ارے ہاتھ تو ٹک دے *(قطعہ)* — ڈھلکے ہے مرے عاشق مغفور کی گردن (ولہ)

گلے پڑے (ص)= بار خاطر ہوئی:

اتنا بھی تو گلے پڑا انشا اب اس کے بس — کہتا ہوں سوچ کھیل ذرا دیکھ بھال تو (ولہ)

گھٹ گھٹ کے (ص)= عاجز اور تنگدل ہو کے:

مدت ہوئی گھٹ گھٹ کے ہمیں شہر میں مرتے — واقف نہ ہوا کوئی اس اسرار سے اب تک (تقی میر)

گر پڑ کے (ص)= بہزار محنت و دشواری اور بصد مشقت و خواری اور افتاں و خیزاں:

سایہ ساں پہنچے تو تھے پاؤں تلک گر پڑ کر — اس نے دامن کو بھی ہاتھ لگنے نہ دیا (خستہ)

گلے لگنا (ص)= ہم آغوش اور ہم دوش ہونا:

تصویر نہالی سے ہم آغوش رہے ہم — گر تو نے گلے سے نہ لگایا تو ہوا کیا (شاہ نصیر)

اگلے معانقے کو اگر کیجے معاف — لگ جاؤں اب گلے سے ملاقات کے لیے (درد)

گھر جاتا ہے (ص)= خانہ خراب اور ویران ہوتا ہے:

تیرے گھر جانے سے یاں اپنا تو گھر جاتا ہے — اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے (امیر)

گھر جاتا ہے (ص)= گھر تباہ و برباد ہوتا ہے:

انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا — کتنوں کے گھر تو جاتے رہے امتحان میں (قدرت)

یہ اصطلاح سابق ازیں مرقوم قلم شکستہ رقم ہوئی ہے۔

گھورنا (ص)= چشم پر قہر و نگاہ غضب آلود سے دیکھنا:

کل غیر کے گھر رہنے کے کیا جھوٹ سے پہلے — کہا جائیے حاضر ہوں مجھے گھورتے کیا ہو (مجرم)

---

۱ ص ۳۸۶ پر بھی موجود ۲ ص ۳۷۵ اور ۳۸۱ پر بھی موجود۔

گرم ہوئے (مص)= خفا اور غصہ ہوئے:

پارہائے ابر میں ہو جس طرح سے آفتاب — دو شنم ہوتا ہے مجھ پر دن میں سو سو بار گرم (ناسخ)

جاتے ہوئے کل راہ میں چھیڑا جو کسی نے — لوگوں کے دکھانے کو ہوئی انکی دوا گرم

پرلی میں جو رنجھی تو گئی ہنس کے یہ کہنے — اے صدقے کروں اسکو یہ کتنا ہے موا گرم (انشا)

گردنامہ (مص)= نقش، دستور ہے کہ جو کوئی بھاگ جاتا ہے تو ایک نقش چرخ سے باندھ کر پھراتے ہیں۔ جو شخص کہ فراری ہوتا ہے برکت سے اس نقش کی چلا آتا ہے:

گردنامہ خط مشکیں ہے ترا اپنے لیے

تجھ سے کیا کر سکیں وحشت میں ہم اے یار گریز (ناسخ)

گھڑیاں گنتے ہیں (مص)= انتظار کرتے ہیں اور راہ دیکھتے ہیں:

سرور شب وصال کیونکر گذرے — گذرے پر چین سے نہ دم بھر گذرے

دل میں دھڑکا تو روز ہجراں کا رہا — رہائی گھڑیاں گنتے ہی آہ مر مر گذرے (سرور)

گھڑیاں ہی گنتے عمر گئی پر ہوئی نہ صبح — یارب شب فراق کہ روز شمار تھا (محشر)

سلطان خیال زلف و رخ یار میں مجھے — گھڑیاں ہی گنتے گذرے ہے لیل و نہار کی (سلطان)

گلا بیٹھ گیا (مص)= آواز بند ہوگئی:

گھر سے نکلا نہ تو اور منتظروں نے تیرے — در پہ نالے کئے یہاں تک کہ گلے بیٹھ گئے (حسرت)

گھربار[۱] (مص)= گھر:

کوچے میں لگے میں جو کراہا تو بول اٹھا — کیا جانے اس مریض کا گھر بار کیا ہوا (جرأت)

گلیاں چھانی (مص)= کوچہ گردی اور تلاش و جستجو کی:

بہت چھانی ہیں گلیاں مل ہمیں اے شوخ بے پردا

تری خاطر جوانی خاک میں اپنی ملاتا ہوں (احمدی)

گھر کا گھر بیٹھ گیا (مص)= خانہ خراب ہوگیا:

گریہ نے تیرے کام کیا چشم تر تمام — مثل حباب بیٹھ گیا گھر کے تمام (مؤلف)

حقیقت جسم و دل کی کچھ نہ پوچھو — محبت نے وہ گھر کا گھر بٹھایا (جرأت)

---

[۱] ص ۳۹۲ پر بھی موجود۔

کیوں نہ ہم پہلو ہوں یہاں درد سدا پہلو سے — گھر کا گھر بیٹھ گیا وہ جو اٹھا پہلو سے (سرورمغفور)

گدرلیا بدن(ص)= گداز جسم:

یاد آتا ہے تو کیا پھرتا ہوں گھبرایا ہوا — چمپئی رنگ اور بدن اس کا وہ گدرایا ہوا (جرأت)

گیدی(ص)= احمق و ناداں و بیوقوف و بے تمیز:

تنہا نہ ہمارا ہی مضحک ہے تو اے ضاحک — گیدی تیری داڑھی پر ہنستا ہے سدا شانہ (سودا)

گھر گھالا(ص)= گھر کو برباد کیا:

ابھی تو تم نے پردوں میں اک عالم کا گھر گھالا — مجھے یہ فکر ہے صورت دکھاؤ گے تو کیا ہوگا (جرأت)

گذری(ص)= بازار:

اے مصحفی گذری کی ذرا سیر تو کرلے — جاتا ہے کہاں دن ابھی دو چار گھڑی ہے (مصحفی)

گڑ سے مرے تو زہر کیوں دیجیے(ث)= جو باطن میں دوستی کے پردے میں کار عدو تمام ہو تو دشمنی ظاہر کیوں کیجئے:

گالی سے لب شیریں کو بس تلخ نہ کیجے — جو گڑ دیے مرتا ہو اسے زہر نہ دیجے (مصحفی)

گئے گذرے ہیں ایسے کیا(ص)= کسی بات میں کم نہیں:

ہر وقت جو اب ہم کو تم گالیاں دیتے ہو
نہیں ہم تو میاں صاحب ہیں ایسے بھی گئے گذرے (مصحفی)

گرہ کا بل(ص)= دولت و مال کا زور:

مرا دل زلف لے لے گانٹھ میں باندھا — وہ سرکش ہے گرہ کا جس کو بل ہے (عزت)

گھنگرو سا لدا ہے(ص)= سراپا پربار ہے:

یہ سوختہ آبلوں سے دیکھو — گھنگرو سا لدا ہوا کھڑا ہے (احسان)

گھروالی(ص)= زوجہ اور اہل خانہ:

مچائی جس کی گھروالی نے یہ دھوم — کہ لرزے ہے پڑا از شام تا روم (سودا)

گونج اٹھا(ص)= صدا پیچیدہ ہوئی اور شور و فغاں سے لبریز ہو گیا:

گاہ طوطی کا وے ہے ہنکارا — گہ یہ شدت کہ گونجے گھر سارا (ولہ)

اور نقطہ گونج بالی اور بندی کی نوک کو کہتے ہیں:

گونج ہے نیش ترے کان کا بالا بچھو　　بچھوؤں سے ہے زمیں کے یہ نرالا بچھو　(مؤلف)

گور جھکا لایا (ص) = مر گئے تھے، دوبارہ زیست ہوئے:

بارہا گور دل جھکا لایا　　اب کے شرط وفا بجالایا　(تقی میر)

گھڑ س دیئے (ص) = رکھ دیئے:

ایک تبع کے وہ سر پر روز سیاہ لایا　　پگڑی میں بال اپنے نکلا جو وہ گھڑس کر　(سودا)

گھر بسے (ص) = خانہ آباد:

آہ صد حیف کچھ اثر نہ کیا　　گھر بسے اسکے دل میں گھر نہ کیا　(سوز)

گت بھرنی (ص) = رقص کرنا:

خوشی سے کیوں گت بھرے نہ زاہد کہ دیکھتا ہے وہ بھک ہوا یہ
بجے ہے ڈھولک ادھر ادھر ہے اجاغ روشن مراد حاصل　(انشا)

گھونگٹ کرنا (ص) = دوپٹہ سے منہ کو چھپانا، یہ دستور عورتوں کا ہے:

کھولے اس چاند سے مکھڑے کا جو گھونگٹ عاشق
کیوں نہ پھر لیوے بلائیں تیری چٹ چٹ عاشق　(ولی)

گھونٹ لہو کے پیئے (ص) = غم اور غصہ کھایا:

میکشی تم کرو غیروں سے بہم تو اپنے　　گھونٹ لہو کے پیئے کیوں نہ غناغٹ عاشق　(ولی)

گھن دل کو لگا ہے (ص) = مرض عشق دل کو ہو گیا ہے:

گھن دل کو لگا قصد یہ ہے عید کو ان سے　　میں ایکے ملوں تھوڑا سا گھن نذر پکڑ کر　(ولی)

گالیوں کی بو چھاڑ پڑی (ص) = دشنام بے شمار دیئے گویا مینہ برسایا:

چھوڑتے ہیں اب کوئی دو چار بوسے بن لیے　　چٹکیاں لے گالیوں کی خواہ تو بوچھاڑ کر　(ولی)

گھوڑے جوڑے کی خیر (ص) = میاں اور بیوی کو اور اسپ سواری کو خدا سلامت رکھے:

جو چاہے تو مجھ سے ہنسوڑے کی خیر　　تو یوں دیکھ اس گھوڑے جوڑے کی خیر　(انشا)

گہن لگا (ص) = مہر و ماہ کو کسوف و خسوف ہوا اور اہل ہند اس کو گرہن بھی کہتے ہیں:

۱۔ ص ۳۸۷ پر بھی موجود۔

بکھری ترے رخسار پہ جو زلف تو مجھکو　　اک داغ ملا چاند گہن نذر پکڑ کر　(انشا)

گھمنڈ (س)= غرور و نخوت اور تکبر:

ابھی سر اٹھا کر ادھر دیکھنا　　اسی چشم و ابرو پہ اتنا گھمنڈ　(ولی)

گنگا پار کیا (س)= مورد تقصیر کو جلاوطن کیا:

آج وہ ڈوبا سنا اے یار کل کی بات پر　　کر دیا تھا جس کو گنگا پار کل کی بات پر　(شاہ نصیر)

قطعہ

کہا جو میں نے کہ اس آشنا کا قائل ہوں　　جو بحر حسن کا مجھکو کنار دکھلاوے

بغل لپیٹ کے بولے تجھے ہے مد نظر　　کہ اس لپیٹ میں اپنی کنار دکھلاوے

جو والے میں لگا دل کو تو بولے ہے کوئی　　کہ اس کو آج ہی گنگا کا پار دکھلاوے　(احسان)

گھورنا (س)= چشم غضب سے دیکھنا:

بات کچھ کہہ تو نصیحت کی ادھر دیکھے ہے کیا　　کیوں لگا گھورنے لوکا تیرے لچھن کو لگے

میں کہا سیئے نصیحت بے لگے کہنے کہ چپ　　ابھی کہہ دونگا کہ اس ناصح کو دن کو لگے　(احسان)

گھن (س)= اول بمعنی سنداں و پتک آہنگراں:

صدمہ الفت اٹھاوے داغ دل تو بھی تو اور　(ولی)
نام جب دینار پاوے جب کہ گھن سے لگ چلے

اور دوم درخت شاخ در شاخ و سایہ دار:

نخلبندان اجل لے گئے کیا کیا نہال　　اس چمن میں اب لگیں گے اس چمن سے لگ چلے

باغبان قضا نے اس قدر کی پرورش　　اللہ اللہ واں یہ بوٹے کیا ہی گھن سے لگ چلے　(ولی)

گاہک (ح)= خریدار:

سرد ان روزوں میں ہے یہ گرمی بازار حسن　　جنس دل کا ایک بھی گاہک نظر آتا نہیں　(مؤلف)

قطعہ

میں نے کہا مشاعرے میں چھیلے گاؤ گاؤ　　کہنے لگے کہ چھیلے ہماری بلا چلے

زلفوں کو میری باندھیں یہ سودائی جب بلا　　پھر ایسی مجلسوں میں ہماری بلا چلے

مضمون اپنے باندھ کے گاہک ہو ایک خلق　　چوری کی جس میں جنس وہ دکان کیا چلے　(احسان)

گاڑھے ہیں (س)= اول مشہور نام پارچہ، دوسرے معنی زیادہ اور فزوں تر ہونے کے ہیں:

۱؎ ص ۳۸۹ پر بھی موجود۔

کاٹھے ہیں ہم اس سے بھی جو سونٹے کو ہلا کر للکار کے بولے

دیتا ہوں گر اکنگرۂ عرش معلی ہے یاں بھی یہ قدرت (انشا)

گڑوا (مں) = دستور ہے اہل ہندستان جنت نشان کا کہ بسنت کے دن آبخورے میں سرسوں کے پھولوں کا گلدستہ بنا کر رکھ دیتے ہیں اور اس آبخورے کے گرد و پیش پنی لگا دیتے ہیں اور دولت مندوں کے روبرو بطریق مبارکباد لے جاتے ہیں اور انعام واکرام موافق اپنے حوصلہ کے پاتے ہیں:

تار خط شعاع کا گڑوا بنا کے مہر لاتا ہے تیرے روبرو وقت سحر بسنت (مؤلف)

گڑوا بنا کے ریش خضب سے محتسب جاتا ہے اس مقام میں جائے جہاں بسنت (انشا)

گھر گھاٹ (مں) = طرز نو اور تازہ وضع اور نئی ترکیب و طرح اور طور اور محل نزول و جائے سکونت اور نشان:

جو بھیجا ابر کو دریا نے تار پاٹ کا جوڑا تو اس بجلی نے طوفان اور ہی گھر گھاٹ کا جوڑا (انشا)

گوٹ (مں) = اول بمعنی نرد چوسر، دوسرے جو کنارے پر دامن وغیرہ کے لگاتے ہیں خواہ گوٹے کی یا دریائی کی ہو:

گوری کچین اور اودی انگیا جس پہ سنہری گوٹ لگی

ابر سے نکلا چاند کا ٹکڑا برق کے دل پر چوٹ لگی (انشا)

گٹکا (مں) = ایک گول مول چیز طلسمی سیماب کی کہ جوگی اسے بناتے ہیں اور وہ جب اسے منہ میں رکھ لیتے ہیں تو قوت پرواز تمام اعضا میں پیدا ہوتی ہے اور وہ شخص اس کی زور قوت سے اڑنے لگتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب:

لیا گر عقل نے منہ میں دل بیتاب کا گٹکا تو جوگی جی دھرا رہ جائے گا سیماب کا گٹکا (انشا)

گھٹاٹوپ (مں) = پردہ کہ تانگی اور پالکی اور رتھ وغیرہ پر واسطے حفاظت کے ڈال دیتے ہیں:

گھٹاٹوپ اس پری کی تانگی کا جو ہوا اوچھا تو پاٹ اک اس میں لے کر چادر مہتاب کا جوڑا (انشا)

گدڑی (مں) = خرقہ گدایاں کہ ہزار پیوندی ہوتا ہے:

نہ لگا کھائے ہرگز آپکی گدڑی سے لے سائیں پڑا چپکا کرے گو مہر عالمتاب کا جوڑا (ول)

گھونگھٹ کھانا (مص)= فرار ہونا فوج کا اور شکست کھانا لشکر کا:

حیدری نعرہ تو جب روزِ وغا میں کھینچے ۔۔۔ لشکرِ شام تِرے آگے سے کھائے گھونگھٹ ۔۔۔ (انشا)

جھٹ نقاب اس نے الٹ کر منہ سے دکھلائی جو آنکھ
فوجِ صبر و تاب و طاقت وہیں گھونگھٹ کھا گئی ۔۔۔ (جرأت)

گرمانا (مص)= غصہ اور خفا اور آزردہ ہونا:

معروف خدا سے اپنے شرمائیں آپ ۔۔۔ ٹھنڈے ہو جائیں پس نہ گرمائیں آپ
کوئی اپنے بڑوں کو کہتا ہے بد ۔۔۔ حق میں رنگیں کے کچھ نہ فرمائیں آپ ۔۔۔ رباعی ۔۔۔ (رنگین)

گھڑا (مص)= اول سیو کے معنی ہیں، دوسرے زدوکوب کرنے کے بھی ہیں:

سیم تن سے نہ مرے آنکھ لڑاری بجلی ۔۔۔ ایک دن تجھ کو گھڑ دنگا میں سناری بجلی ۔۔۔ (حقیر)

معروف کدھر ہے دھیان تیرا اے یار ۔۔۔ کتا رنگیں ہے یہ تیرے گوش گذار
ہے جی میں گھڑوں تجھ کو کسی دن ایسا ۔۔۔ زر کو گھڑتا ہے جسے تاتا کے سنار ۔۔۔ رباعی ۔۔۔ (رنگین)

گدڑی (مص)= پیرہن گدا کہ جس کو ژندہ پر بخیہ اہلِ پارس کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح سابق ازیں مرقوم قلم شکستہ ہوئی ہے[1]:

معروف کی رنگین نے سنی یہ تقریر ۔۔۔ تقریر کے موجب نہیں اس کی تحریر
لوگوں سے کہا اس نے ہے جمع کیا ۔۔۔ دیوان گدڑی ہے اسکا اور ہے وہ فقیر ۔۔۔ رباعی ۔۔۔ (رنگین)

گھر کھوج مٹے (مص)= خانہ خراب اور کمبخت:

نوج ایسے کہیں اور ہوں گھر کھوج مٹے لوگ ۔۔۔ سب تاڑ گئی ہے یہ بڑا شہر دوگانا ۔۔۔ (انشا)

گال پھلائے (مص)= اول فربہ ہونا، دوسرے خفا اور رنجیدہ ہوا:

مشک کی طرح سے گال اپ پھلا بیٹھی ہے ۔۔۔ ارے اوسٹے کے لونڈے تو نہ پانی چھلکا ۔۔۔ (دل)

گھر گھاٹ معلوم ہے (مص)= سب باتوں سے واقف و آگاہ ہیں، کوئی امر پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے:

بھلا حاصل جو دیدے دھوئے دھائے سات پانی سے
کہ یاں گھر گھاٹ سب معلوم ہے ان کی صفائی کا ۔۔۔ (انشا)

گرماہٹ (مص)= شوخی و شرارت:

---

[1] ص ۳۸۲ پر بھی موجود ۔ ملاحظہ ہو ص ۳۷۶۔

جن دونوں کی بھنویں ہوئے بے ظالم بیداد　　انکھڑیاں سحر نگہ قہر غضب گرماہٹ　(انشا)

گچھے دار (ص) = بہت سے رشتے ایک جا پر جمع کیے ہوئے اور بندھے ہوئے اور چھوٹے کو پھندنا دار کہتے ہیں:

تقصیر کیا ہوئی تھی کہ انشا پہ رات کو　　وہ گچھے دار آپ نے تولا ازار بند　(انشا)

گڑ گئے (ص) = جھنجھک کھا گئے:

بیگما جان بڑی شرم کی ہے یہ تو بات　　گڑ گئی بیٹھے سے انشا کے تمہاری بی قاز　(ولہ)

گاتی باندھی (ص) = دوپٹہ سے سینہ اور کمر باندھی:

اس اودی اوڑھنی کی تو گاتی نہ باندھیو　　بن جائے گی یہ کوٹھری کاجل کی اوڑھنی　(ولہ)

گدگدانا (ص) = ہنسانا اور شوق کو زیادہ کرنا اور چھیڑنا۔ مشہور و معروف ہے:

کیا کہوں شوخی نگاہ بتاں　　دل کو نظروں میں گدگداتی ہے　(امیر)

یہ صید بستہ فتراک کھل پڑے نہ کہیں　　سمند ناز کو کیوں اتنا گدگداتے ہو　(ذوق)

گدگدی میں نے سر محفل جو کی کہنے لگے　　اے ظفر کچھ بھی حیا تو چاہیے انسان کو　(ظفر)

گرد ہے (ص) = ناچیز ہے، ہمسر و رو کش اور مقابل نہیں ہو سکتا، شرمندہ اور نادم اور خجل ہے:

کہیے کیا اپنے بے ادب کی ادا　　گرد ہے جس کے آگے سب کی ادا　(رفعت)

گانٹھ میں زر ہے (ص) = گرہ میں مال ہے اور صاحب دولت ہے:

لے دی کھول کے کیسہ تو اڑا گل کی روش　　کہ نہ رکھ غنچہ نمط گانٹھ میں زر باندھ کے تو　(ولہ)

گانٹھ میں اپنی اگر غنچہ صفت زر ہوتا　　تو مجھے وصل دلارام میسر ہوتا　(شاہ نصیر)

گلے کا ہار ہوا (ص) = گلے پڑا اور در پے ہوا، یہ اصطلاح سابق مرقوم قلم شکستہ رقم ہوئی ہے:[1]

کل بزم میں اے ہمدم اس رشک چمن کی　　جو گل کی نمط چاک گریبان گئے ہم

ہنس کر وہ لگا کہنے کہ ہو ہار گلے کے　　**قطعہ** مکار تیرے مکر کو پہچان گئے ہم　(وسعت)

عشق گل رویاں میں بلبل اور ہم ہمرنگ ہیں

جس کو ہم سر پر چڑھاویں وہ گلے کا ہار ہو　(آشفتہ)

گرہ کا کھویا (ص) = نقصان اپنے مال کا کیا:

---

[1] ص ۳۷۸ پر بھی موجود ہے آگے ص ۳۹۱ پر آرہی ہے۔

جوں غنچہ اب اس چمن میں آکر — کچھ اپنی گرہ کا کھو گئے ہم (زار)

گھر گھالا (مں) = خانہ برباد ویران اور تباہ کیا:

آہ اس عشق کا گھر کھوج مٹے — اس نے گھر دیکھیو کیا کیا گھالے (رنگین)

گئے وہ دن (مں) = روز نیک منقضی ہو گئے:

گئے وہ دن کہ شب کٹتی تھی اپنی مہ جبینوں میں
نظارہ دور سے کرتے ہیں اب سو بھی مہینوں میں (مصحفی)

گود بھری جاتی ہے (مں) = جب حمل کو سات مہینے گذر جاتے ہیں تو اس کی شادی ہوتی ہے اور بڑی بوڑھیاں واسطے شگون کے اس کی گود میں سات قسم کا میوہ اور سات ہی قسم کی ترکاری بھرتی ہیں:

آج دروازے پہ نوبت جو دھری جاتی ہے — میری کوکا کی لئی گود بھری جاتی ہے (رنگین)

گلٹی (مں) = وہ پھوڑا کہ جو گلے کے اندر قریب تالو کے نکلے اور اسے خناق بھی کہتے ہیں:

مرے مغز کے بس نہ اتاؤ کیڑے — ستاؤ بس اپنی نہ بولی کہارو
الٰہی کرے نکلے تالو میں گلٹی — یہ جیسی زباں تم نے کھولی کہارو (ولہ)

گنگا پار کیا (مں) = شہر بدر اور جلا وطن کیا، یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے[1]:

بیکلی کو میری کیا بے ڈھب اٹھاتی ہے تو آہ — کوستی ہوں تجھ کو دائی تاکہ تو ہوشیار ہو
میری باتی تجھ سے ایسی ہی خفا ہوں کہ بس — ناک کاٹی جائے تیری اور تو گنگا پار ہو (ولہ) قطعہ

گلوری (مں) = پان کا بیڑا:

گلوری پان کی غیروں کو تم کھلاتے ہو — ہمارے قتل کا بیڑا مگر اٹھاتے ہو (ذوق)
میں نے ابھی دھریں تمھیں بنا کر گلوریاں — اچھی دوگانا ہے میرا احسان دیکھ (رنگین)

گدی (مں) = قفائے گلو اور پشت گردن:

گر آکے تری بزم میں تقریر نکالے — گدی سے زباں شمع کی گلگیر نکالے (مؤلف)

چلی چلی چمن کے پھر ہاتھوں سے اپنے بید مڑک
ساری گدی میں مری بھر کر لگائیں کیڑیاں (رنگین)

گردن اینٹھی رہتی ہے (مں) = خفا، غصہ اور آزردہ رہتی ہے:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ٣٧٥۔

کچھ نظر آتی ہے او ملی تری چتون کو کا   ان دنوں رہتی ہے اینٹھی تری گردن کو کا (رنگین)

گدی پر ناگن ہے (مس)= پشت گردن پر پیچ دار بال ہیں کہ وہ نہایت منحوس ہوتے ہیں خواہ مرد کی گردن پر ہو یا عورت کی گردن پر:

جس سے لڑتی ہے تری آنکھ وہ پچھتاتی ہے   ہے کہیں گدی پہ شاید تری ناگن کو کا (رنگین)

گلچھرے اڑائے (مس)= خوب روپے خرچ کیے اور عیش منائے۔ یہ اصطلاح سابق ازیں مرقوم قلم شکستہ رقم ہوئی ہے:[1]

تو اڑاتی ہے کہاں سے یہ بتا گلچھرے   تجھ پہ مرتا نہیں گر کوئی مہاجن کو کا (رنگین)

گہرے یار ہیں (مس)= دوست جانی اور آشنائے بے تکلف و ہم پیالہ و ہم نوالہ ہیں اور کسی طرح کا پردہ اور غیریت درمیان میں نہیں ہے:

ہمارے یار کہلاتے تھے تم گہرے میاں صاحب
سو اب اس جان کے دشمن تمہیں ٹھہرے میاں صاحب (رنگین)

گرجا (مس)= شور و غل مچایا اور خفا ہوا:

دوگانا کو اور مجھ کو دیکھا جو لیٹے   تو پھر کیا گرج کر ہوا بھوت خوجا (رنگین)

گندی روح (مس)= ناپاک روح ہے اور پلید مزاج ہے:

وہ زلف سونگھ کے میں نے جو مشک پھر سونگھا   تو بولے ان کے تمہاری ہے کتنی گندی روح (معروف)

گھراف ہو گیا (مس)= خانہ برباد اور تباہ ہو گیا:

اف کی تھی اتفاقاً گھر جل کے ہو گیا اف   حال آگے کچھ نہ پوچھو اس سوزش جگر کا (دل)

گودنا (مس)= کندہ کرنا جسم کا اور ہر خراش میں نیل بھرنا، چنانچہ ماتھا گودنا مشہور و معروف ہے:

سنا ہے غیر کا گودا ہے اس نے ہاتھ پہ نام   اگر یہ سچ ہے تو تف اپنی زندگی پہ ہے (معروف)

گلے پڑنا (مس)= شخص ناراض سے بجبر ملاقات کرنی اور خواہ مخواہ پیچھے لگے پھرنا:

زلف بے وجہ گلے پڑتی ہے کب حضرت دل   اسکو تم اپنے نصیبوں ہی کی شامت سمجھو (شاہ نصیر)

گھاس کاٹے (مس)= بہت جلد گفت و شنید کی اور نہایت شتاب کار بے لطف و بدمزہ کیا کہ کسی کے پسند خاطر نہ آیا:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳٦٦۔

کہے ہے شعر جو معروف اتنی جلد دتی سے — لکھے ہے شعر اب یا گھاس تو اب یہ کاٹنے ہے (معروف)

گرد کو نہیں لگتا (مص) = کوئی مناسبت اور ہمسری نہیں ہو سکتی ہے:

ع ۲
سایۂ طوبیٰ کا ہم دنیا میں کیا سنتے تھے وصف — گرد کو لگتا نہیں اس سایۂ دیوار کی (ولہ)

گل جھڑی (مص) = گرہ اور عقدہ:

گرہ غنچہ کی فقط تو نہ صبا کھول کے چل — گل جھڑی دل کی ہمارے بھی ذرا کھول کے چل (شاہ نصیر)

گزری دل پہ گزری (مص) = کوئی بھی شریک حال پر اختلال نہ ہوا، شکوہ و شکایت اور گلہ زبان پر نہ لائے صبر و سکون اختیار کیا:

جفائے یار سے گزری سو دل ہی پر گزری — زباں پہ حرف نہ لایا کبھی شکایت کا (مصحفی)

نکہت شب ہجر یار کیوں کر گزری — گنتے ہوئے آسماں کے اختر گزری

گزری موج سرشک دیدۂ تر سے — رباعی گزرا جان سے جو گزری دل پر گزری (مولف)

گیا جان سے (مص) = راہی ہوا ملک عدم کو اور رحلت کر گیا جہان فانی سے:

گیا جان سے ایک عالم میاں — ولیکن نہ تیرا تغافل گیا (مصحفی)

گل بوٹا (ح) = پھول اور درخت خورد:

داغ سے عشق کے رہتی ہے سدا اس میں بہار — ہے ہمارے چمن دل کا یہی گل بوٹا (ولہ)

اور دوسرے معنی رونق، آرائش و زیب و زینت کے بھی ہیں۔

گلا بندھانا (مص) = قرض لینا:

دین سر جو تیغ ناز دو لے مول یا گرو — ہیں تنگ دست پر لیں بندھا کر گلا گرو (منیر)

گذارنا (مص) = خنجر لگانا یا شمشیر زنی کی:

کاٹ جائے بت قاتل کے سر و شانے تیغ — میں ابھی جان سے گذروں جو وہ گذارے تیغ (مولف)

مل گیا کل تو اس نے دست بخیر — میرے ایک پیش قبض گذارنے (مصحفی)

گدھے پر کتابیں لادی ہیں (مص) = علم تو تحصیل کیا لیکن عمل نہیں کیا:

نہ کر علم تحصیل تو بے عمل — گدھے پر کتابیں نہ لادا ے دغل (مولف)

گم صم رہ گئے (مص) = نہ کچھ سنا اور نہ کچھ کہا، ششدر، حیران و خاموش رہ گئے۔

ا ص ۳۹۰ پر بھی موجود ۲ ص ۳۸۸ پر بھی موجود۔

گٹھلی کا گٹھلا ہے (س)= تمام خویش واقربا اور سارا گھر۔

گل خپ ہوئے (س)= گلوگیر اور دست وگریبان ہوئے۔

گوری چمڑی (س)= حسن بے نمک:

گوری چمڑی پر نہیں موقوف خوبی حسن کی　　چاہئے اس کو نہیں ہم جس میں رعنائی نہ ہو
حق تو یوں ہے دیکھنے کو اس کے آنکھیں چاہیے　قطعہ　قدر کیا جانے وہ تیری جس کو بینائی نہ ہو　(رنگین)

گوری ہے چمڑی تری اے شمع اور پھیکا نمک　　لیک وہ کان ملاحت ہے زسر تاپا نمک　(مؤلف)

گھورنا (س)= اول نظارہ کرنا معشوق کا، دوم چشم غضب آلودہ سے نگاہ کرنا:

یہ رنگین مردوا جب ہے کمرا اس سے کوئی کہدے　　کہ میرا ہے تجھے گر گھورنا منظور میلے میں
تو ایک جالی کے پیچھے سے دیا چلون کے اندر سے　قطعہ　بچا کر آنکھ سب کی شوق سے بس گھور میلے میں　(رنگین)

جس نے دیں آنکھیں ملا اس صنم کافر سے　　اتنا گھورا کہ اسے جان سے مارا آخر　(مصحفی)

رشک آتا ہے مجھے کیدورت دل خواہ سے　　آسماں گھورے ہے تجھ کو چشم مہر و ماہ سے　(مؤلف)

گرمانا (س)= رغبت دلوائی:

میرا زانو دبا کے اٹھ جانا　　صدقے میں اس ادا کے گرمانا　(مصحفی)

یہ جو ملنے میں اس سے شرماتے　　وہ اسے چھیڑ چھاڑ گرماتے
ہو کے جب گرم اچکنے لگتے وہ　　اس کے ملنے سے رکنے لگتے وہ　(رنگین)

گور کے سوتے (س)= اہل قبور مغفور:

صور اسرافیل تھا نالہ مرا　　گور کے سوتوں کو خبر کر گیا　(مصحفی)

گھر بیٹھے بیر دوڑانا (ح)= از روئے سحر و جادو کسی کو اپنے گھر طلب کرنا:

میں تجھ کو سمجھتی ہوں تو ایک ہی کھیا ہے　　دوڑاتی ہے گھر بیٹھے کیا بیر میری چھوچھو
اس ضد پہ تو چل ہاں ہاں رنگین سے ملو کی میں　قطعہ　تغیر تو کر لیجو جاگیر میری چھوچھو　(رنگین)

گھٹنے پیٹ کو نہر تے ہیں (ث)= عزیز، عزیز کی جانبداری کرتا ہے اور شریک حال پر اختلال ہوتا ہے اور بہر صورت سلوک کرتا ہے برخلاف غیر کے۔

گھمسان (س)= انبار کے انبار، تودے لاشوں کے اور گنج شہیداں:

مارے گئے اتنے کہ ہوئے لاشوں کے تودے   گھمسان ہوا عشق کے میدان میں دیکھا (مصحفی)

اور قتل عام کے بھی معنی ہیں۔

گھٹا جھومی (ص)= بادل چھایا:

زلف کا چھٹنا ترے رخسار پر   ہے گھٹا کا جھومنا گلزار پر (ولی)

گولیاں کھیلتے ہیں (ص)= ہنوز طفل ہیں اور بعضے شہروں میں گولیوں کو نٹی بھی کہتے ہیں کہ وہ لاکھ کی بنی ہوئی گول گول رنگین ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان سے خاص وعام واقف و آگاہ ہیں کچھ حاجت شرح وبیان کی نہیں ہے:

ہم دل بکف نہادہ تب ہی انکے گرد تھے   وہ جن دنوں میں کھیلے تھا لڑکوں سے گولیاں (مصحفی)

گور گڑھا کیا (ص)= تجہیز و تکفین سے فراغت پائی۔

گدھے کا کھایا کھیت نہ پاپ نہ پن (ث)= لغو و بے فائدہ کام کرنا کہ جس سے کچھ نقصان اور سود حاصل نہ ہو۔

گتھی ہوئی (ص)= باہم دیگر آمیختہ و پیچ و تاب خوردہ:

ؔ آب رواں میں حسن ملاتی ہے چاند کا   ہر موج میں گتھی نظر آتی ہے چاندنی (مصحفی)

گرما گرم (ص)= تازہ بہ تازہ، نو بہ نو اور جلتے ہوئے:

ہم صفیروں نے یہ گرما گرم کل نالے بھرے   جن کے بدولت پھنک گئیں کنج قفس کی تیلیاں (آتش)

گھر آئے کی شرم (ص)= اگر دشمن بھی اپنے گھر آئے تو اس کا بھی لحاظ اور پاس کرے:

ذرا گھر آئے کی کر شرم کیا ستم ہے یار   نہ ہووے صاحب خانہ کو مہمان کی خبر (جرأت)

گرجتے ہیں سو برستے نہیں (ث)= جو کہ بآواز بلند لاف گزاف کرتے ہیں بر وقت ان سے کچھ بن نہیں آتا ہے وہ شرمندگی و ندامت کھینچتے ہیں:

فغاں کش دل جو ہوتا ہے تو اشکوں کو ترستے ہیں
مثل ہے جو گرجتے ہیں وہ بادل کم برستے ہیں (شاہ نصیر)

گھر کی مرغی دال برابر (ص)= جو شخص کہ بدوضع اور تماش بین ہوتا ہے اس کو اپنی بیوی سے رغبت نہیں ہوتی اور لذت نہیں اٹھتی۔

ؔ ص ۳۸۵ پر بھی موجود۔

گڑ ہو گا تو مکھیاں بہت آئیں گی (ث)= دولت ہو گی تو حاجت مند اور محتاج سینکڑوں دست بستہ حاضر اور موجود ہوں گے۔

گھر کی پونجی (مں)= مال و دولت جو بساط میں ہو:

جلد اچھا ہو یہ تعالیٰ اللہ یہی انشا کے گھر کی پونجی ہے
تیری بخشی ہوئی خداوندا قطعہ میری یہ عمر بھر کی پونجی ہے (انشا)

عاشق بیدل ہوئے لاویں کہاں سے دل کو ہم
گھر کی پونجی پوج بیٹھے اس بت قاتل کو ہم (مؤلف)

گھس لگانے کو بھی نہیں (مں)= کچھ باقی نہیں رہا سب صرف میں آگیا:

کس سے سر پھوڑوں جنوں میں گھس لگانے کو نہیں
سنگ کوئے شوخ قاتل سنگ پارس ہو گیا (مؤلف)

دوش پر سر درد سر ہے عشق کے آزار میں گھس لگانے کو کہیں صندل نہیں بازار میں (سروشِ سخن)

اس کف پاکی جدائی سے حنا کا ہے یہ رنگ
گھس لگانے کو بھی اب دیکھا تو اس میں ست نہیں (جناب)

اور ست کہتے ہیں طاقت و قوت جسی کو۔

گھٹاؤ (مں)= کمی اور کوتاہی:

گھٹاؤ ہوئے یہ اقبال و بخت کا تیرے الٰہی تا بدم حشر یہ گرہ نہ کھلی (سودا)

گھر گھوڑا نخاس میں مول (ث)= کار بے فائدہ اور حرکت لغو کرنی۔

گھر کے پیروں کو تیل کا ملیدا (ث)= جو کہ ذی حق زیادہ تر ہیں ان سے کم سلوک کرنا۔

گٹھری حلال اور بقچہ مردار (ث)= بہت سا مال غیر کا اگر دست یاب ہو تو حلال سمجھ کر کے خورد برد کریں اور تھوڑی سی چیز ہو تو اس کو حرام سمجھ کر ہاتھ نہ لگائیں۔

گھر کر اور ستر بلا سر دھر (ث)= جو فقیری کو چھوڑ کر دنیاداری کریگا طرح طرح کی آفتوں میں اور قسم قسم کی بلاؤں میں گرفتار و پابند ہو گا۔

گھلنا ملنا (مں)= پیار، اخلاص اور محبت آپس میں کرنی اور ہم آغوش و ہمدوش باہم دگر ہونا:

آگ لگاؤ گرم ہو آہ رہا سہا کرو — وہ کہ ڈرلڑ والا ہو اس کو اکل کھرا کہو
دور کرو ڈرلو کو سارا گلہ ہوا کرو — قطعہ ہم کو ملو دلو کھلو کھولو گرہ کو وا کرو
آؤ گھلو ملو کھلو گود گدا کرو — (انشا)

گرما گرم (ص)= تیز و تند اور تازہ بہ تازہ:

رعد ہوا کا معرکہ گرم رہا اور سوروہ کو کا — انشاء اللہ حمد ادا کر دور ہوا کل درد و الم (ولہ)

گوبرگنیش ہے (ص)= نہایت بدصورت اور زشت رو اور بد قرینہ ہے:

عجب گوبرگنیش اسکی وہ شکل پرکدورت ہے — معاذ اللہ ایک ماہی مراتب کیسی صورت ہے (ولہ)

گپ شپ (ص)= دل لگی کی باتیں:

ہنگام سخن سنجی آتش کے زبانے کو — شرمندہ کیا اے دل اس شوخ کی گپ شپ نے (ولہ)

گنگا نہا آئے (ص)= کار دشوار کو انصرام کو پہنچایا، محنت شاقہ سے فراغت پائی اور دام فکر و اندیشہ سے رہائی و مخلصی ملی۔ اور دوسرے آلایش معاصی سے پاک ہونے کے معنی ہیں:

غریق بحر خوں کوئی بت قاتل سے کیا آئے — کہ ہم آب دم شمشیر سے گنگا نہا آئے (مؤلف)

گھچ پچ (ص)= کثرت اور انبوہ خلایق کی جائے تنگ میں:

مچھروں کی یہ کچھ ہوئی گھچ پچ — لگا کاغذ بھی کرنے اب پچ پچ (انشا)

گھمریاں (ص) گرد پھرنا اور گھومنا اور چکر لگانا:

گھمریاں لیتی ہے بہار چمن — نکہت آتی ہے منہ پہ رکھ دامن (ولہ)

گم صم (ص)= خاموش و بے حس و حرکت:

چاٹ لی صاف گل دموں کی دم — رہ گئیں وہ بچاریاں گم صم (ولہ)

گہری سانس بھرنی (ص)= دم سرد کھینچنا اور دیر دیر میں سانس لینی:

تک صبا کی پھریریاں دیکھو — سانسیں یہ گہری گہریاں دیکھو (ولہ)

گوں کے یار (ص)= خود غرض اور اپنے مطلب کے آشنا:

تھے یار جو اپنی اپنی گوں کے — چھیتے پاڑھے ہرن سو چوکے (ولہ)

گہرا سہاگ (ص)= زن و شوہر میں بہت پیار اور محبت اور موافقت کا ہونا:

بھڑکنے لگی تملاہٹ کی آگ لگا ہونے آپس میں گہرا سہاگ (انشا)

گھر جاتا ہے (مص) = خانہ برباد، خراب، تباہ اور ویران ہوتا ہے:

یار گھر جاتا ہے یارو کیا کروں آہ گھر جاتا ہے یارو کیا کروں (مہر)

تیرے گھر جانے سے یاں اپنا تو گھر جاتا ہے اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے (قمر)

گھر گھاٹ (مص) = طرح، ترکیب، وضع، خو، عادت، مزاج اور حقیقت حال۔ اس اصطلاح کی شرح سابق مفصلاً مرقوم ہوئی ہے[1]:

تاڑ اس کے مزاج کا گھر گھاٹ کھیل سے اسکے لیجو دل کو اچاٹ (انشا)

گھر گئے (مص) = خانہ خراب اور خانماں ویران:

ناصح نہ روئیں کیونکہ محبت کے جی کو ہم اے خانماں خراب ہمارے تو گھر گئے (تقی میر)

اب کدھر جائیں بھلا ہم گھر گئے جن کے گھر جاتے تھے وہ لشکر گئے (جرأت)

پر خاکستری قمری کے اور سیلی ہے گردن میں کہو چھوڑ ہے کیا اس گھر گئے نے فرق دو کن میں (مجذوب)

اگر اٹھ کے تو اپنے گھر جائیگا سمجھ لے مرا اس میں گھر جائیگا (شوق)

گل کھلا (مص) = آفت برپا ہوئی اور راز پوشیدہ فاش ہوا:

ترے رونے سے یہ سوجھے ہے مجھے اے دیدۂ پرخوں

کوئی دم کو نیا گل اور ہی کھلتا زمیں پر ہے (شاہ نصیر)

عشق نے زور گل کھلایا ہے تجھ کو رنگیں جو گل کھلایا ہے (رنگین)

پھر دیکھ گل کھلائے دل پر ہوس نے کیا گل ہو جو خلوت بت مغرور کا چراغ (ممنون)

یاد کرتا ہے سفر گلشن میں آتی ہے بہار دیکھیں اب کے سال کیا کیا گل کھلاتی ہے بہار (ذوقی)

اس گل کی تنگ پوشی گر ہے یہی تو اک دن کچھ گل کھلا رہے گا یہ اختلاط چسپاں (مصحفی)

داغ جو کھایا جگر پر ماہ پر انوار نے گل کھلایا یہ کہیں اس کے گل دستار نے (معروف)

ابتدائے فصل گل میں غیر نے کھلائے ہیں گل دیکھیے اس سال کیا کیا گل کھلاتی ہے بہار (مومن)

اے گل لہو کے آنسو ہم کو رلا رہے گا یہ گل کھلا کے ہنستا کچھ گل کھلا رہے گا (مؤلف)

گولی کان پر سے گئی (مص) = آفت آئی تھی بالا بالا دفع ہوئی اور بال بال بچ گئے:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۷۶۔

تفنگ اس کی چلی آواز پر ایک   گئی ہے میرے گولی کان پر سے (تقی میر)

گھر نہ ہوگا(ص)= موافقت نہ ہوگی:

دنیا کی نہ کر تو خواستگاری   اس سے کبھی بہرہ ور نہ ہوگا
آخانہ خرابی اپنی مت کر   قطعہ تجہ ہے یہ اس سے گھر نہ ہوگا (ول)

گیدڑ بھبکیاں(ص)= ڈرانا اور ہیبت دلوانی:

تا کے اعدا کی گیدڑ بھبکیاں   الغیاث اے شیر یزداں الغیاث (ناسخ)

گجر کا وقت (ص)= وقت سحر پیش طلوع آفتاب، اور گجر بجا اس کے بھی یہی معنی ہیں اگرچہ گجر بعد از غروب آفتاب ہنگام شام بھی بجتا ہے لیکن محاورے میں گجر بجنا صبح ہونے کو کہتے ہیں اور گجر گھڑیال کا نام ہے:

وصل کی شب ہائے شیشہ کو لڑا کر جام سے   بول اٹھا ساقی میں جاتا ہوں گجر کا وقت ہے (ناسخ)
شب وصال میں بجتا تھا جس گھڑی گھڑیال   مجھے یہ ڈر تھا کہ بجنے کہیں گجر نہ لگے (ظفر)
ہم پہلے ہی سمجھے تھے تم گھر کو سدھارو گے   جس وقت گجر باجا ماتھا وہیں ٹھنکا تھا (نثار)
میں نے کہا وہ گھر کو چلے جبکہ صبحدم   جاتے ہو کیوں ابھی تو گجر بھی بجا نہیں
کہنے لگے کہ تاروں کو تو دیکھ تو سہی   قطعہ کچھ اب تو صبح ہونے میں باقی رہا نہیں (رنگین)

گہنا(ص)= اس اصطلاح کے دو معنی ہیں، اول زیور زر و سیم، دوم کسوف و خسوف کا ہونا خورشید و مہتاب کا:

بدنما ہو جائے ہے گہنے سے صورت ماہ کی   اے قمر طلعت تجھے کیا چاہیے زیور اٹھا (شاہ نصیر)
ماہ کہنے کے لیے ہے نہ کہ گہنے کے لیے   کیا کہوں اس کو تری کنگھی کا زیبا گوہر (ذوق)

گھڑس دیجے(ص)= روزن دیوار و در میں کچھ شئے رکھ دیجے:

نافہ مشک ختن کیوں نہ بنے وہ نکہت   جو گھڑس اس نے دیئے روزن دیوار میں بال (مؤلف)
گھڑس لے تو اب انکو چہرے میں اپنے   تماشائے زلف دوتا کر چکے ہم (مصحفی)

گردن کا ڈورا(ص)= جنبش و تحریک گردن کی:

تیری گردن کے جو ڈورے کو اڑا جائے تو پھر   چشم خورشید میں عیسیٰ وہیں سوزن مارے (انشا)

ممکن نہیں دم مارے مار اتری گردن کا　　تلوار کا ڈورا ہے ڈورا تری گردن کا　(مؤلف)

جو دیکھے ہے گردن کا ڈھلک جائے ہے منکا　　گردن کے غضب ہیں یہ بت بے باک کے ڈورے　(جرأت)

اسیروں کی زبانی اے صبا یاس سے کہنی ہے　　مگر گردن کا ڈورا کم ہے جو زنجیر پہنی ہے　(نہال)

غبار ہستی عاشق جو آج اس کو اڑاتا ہے　　سمند ناز کو گردن کا ڈورا تازیانہ ہے　(ناسخ)

گور کا منہ جھانکتا ہے (مص) = حالت نزع ہے اور جو دم ہے دم واپسیں:

حلقہ زانوں میں سر ہے کیا تیرے رنجور کا　　زندگی سے تنگ ہے منہ جھانکتا ہے گور کا　(منیر)

گل جھڑی (مص) = وابستگیٔ خاطر اور عقدۂ دل:

گرہ غنچہ کی فقط تو نہ صبا کھول کے چل　　گل جھڑی دل کی ہمارے بھی ذرا کھول کے چل　(شاہ نصیر)

گنڈلی مارنا[1] (مص) = حلقہ زن ہونا مار کا:

نیش زنی میں یہ عقرب ہے کالا ہے وہ گنڈلی مارے
حضرت دل باز آؤ نہ چھیڑو کان کا بالا زلف کا حلقہ　(ولہ)

رخ پہ یوں اس سیم بر کے زلف پیچاں ہے کہ جوں
گنج پر مار سیہ بیٹھے ہے گنڈلی مار کے　(جرأت)

گل پھولا (مص) = ایک آفت تازہ برپا ہوئی اور نیا شعبدہ پیدا ہوا:

کر اس کو یاد اشک سرخ کیوں بھر لائے ہم بھولے　　یہ دھڑکا لگ رہا ہے دیکھیے کیا اسکا گل پھولے　(ولہ)

کھایا گل سینہ پہ اس شوخ کے مل آنے تک　　گل کھلا اور نیا موسم گل آنے تک　(مؤلف)

گونگے کی مٹھائی (مص) = حاصل ہونا اس لطف و لذت کا جو بیان سے باہر ہو۔ یہ اصطلاح تمثیلی ہے:

گونگے کی ہے مٹھائی جانے ہے یہ وہ لذت　　جس نے کسی صنم کے منہ میں زبان لی ہے　(حسرت)

غنچہ دہن نہ بول اب ہم نے جتا دیا ہے　　گونگے کا گڑ حیا نے مجھ کو کھلا دیا ہے　(شوق)

گلیاں جھنکائیں (مص) = آوارہ سرگشتہ و کوچہ گرد کیا:

جب عشق نے مشکل آ دکھائی ہم کو　　تب سوچ بھلے برے کی آئی ہم کو
رباعی
رنگیں قائل ہوں اس کی نیرنگی کا　　اس نے کیا کیا گلی جھنکائی ہم کو　(رنگین)

گھر کاٹنے کو دوڑتا ہے (مص) = گھر میں رہنا خوش نہیں آتا:

---

[1] "گنڈلی مارنا" بھی استعمال ہوتا ہے۔

بھاتا ہے کب بغیر ترے اپنا گھر مجھے　　دوڑے ہے کاٹ کھانے کو ہر بام و در مجھے　(رنگین)

گھمنڈ (س)= غرور و نخوت:

دیکھا تو ایک بوسہ پر اس نے لیا نہ مول　　تھا کیا گھمنڈ اس دل پر داغ پر مجھے　(دل)

دولت حسن پر کیوں کر نہ کرے یار گھمنڈ　　اپنی دولت پہ کیا کرتے ہیں زردار گھمنڈ　(شاہ نصیر)

کندن سے نورتن کی پھبن دیکھ ڈنڈ پر　　پھر آگیا ہے وہ بت کافر گھمنڈ پر　(مصحفی)

ولے کیا کریں رسم دنیا ہے یہ　　وگرنہ گھمنڈ آپ کا کیا ہے یہ　(میر حسن)

تھا گھمنڈ ابر بہاری کو بہت رونے کا　　پر نہ رویا وہ میرے دیدۂ خونبار کی طرح　(مصحفی)

ہوس رکھوں ہوں میں عشق شراب و شاہد و شعر　　مجھے گھمنڈ نہیں اپنی پارسائی کا　(تقی ہوس)

یہ آپ حسن پہ اپنے گھمنڈ کرتے ہیں　　کہ اپنے شیشۂ گل ہی میں ڈنڈ کرتے ہیں　(انشا)

گیا وقت (س)= عیش رفتہ اور ایام گذشتہ شباب:

سدا دور دوراں دکھاتا نہیں　　گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں　(حسن)

مہرباں ہو کے بلا لو مجھے چاہو جس وقت　　میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آبھی نہ سکوں　(غالب)

گولی بچائی (س)= وقت مصیبت کہ شریک حال پر اختلال نہ ہوا، کنارہ کشی و پہلو تہی کیا:

یاد خال آئی تو میں فکر دہن میں گم ہوا　　سچ تو یوں ہے مجھ پہ بھی گولی بچائی ختم ہے　(معروف)

گدگدی (س)= متبسم و خندہ زن ہونا، تحریک و جنبش انگشت غیر سے زیر بغل و کف و پا میں اور غلبۂ شوق کے بھی معنی ہیں:

کس کے ہنسنے کا تصور ہے شب در و نگہ یوں　　گدگدی دل میں کوئی آٹھ پہر کرتا ہے　(مومن)

گدگدی ہم نے سر محفل جو کی اس نے کہا　　اے ظفر کچھ بھی حیا تو چاہیے انسان کو　(ظفر)

گفتگو ایسی کہ ہر بات ہو جس کی اعجاز　　خوبی و عشوہ و انداز و ادا ہو اور ناز

گدگدی دل میں ہو دیکھے سے بدن ہو یہ گداز　　ہو وے تصویر طلسم ایسی ہی اک خوش آواز

گا کے وہ مست مئے ناز جو مدہوش کرے　　اپنے کھڑاک کو تو صاف فراموش کرے　(جرأت)

یہ صید بستہ فتراک کھل پڑے نہ کہیں　　سمند ناز کو کیوں اتنا گدگداتے ہو　(ذوق)

گھاٹ (س)= کنارہ دریا کا کہ وہاں سے آدمی کشتی پر سوار ہوں اور بحر سے عبور کریں:

گھاٹ تو دریائے فانی کے ہے ساحل پر لگا　　بادباں اے تیر قاتل کشتیٔ دل پر لگا　(منیر)

کیوں نہ اس چشم سے ہو قافلۂ اشک رواں　　یہ وہ دریا ہے جہاں گھاٹ سدا لگتا ہے　(شاہ نصیر)

گانٹھ گرہ میں کچھ نہیں (مں)= مفلس بے زر ہے اور تہی دست ہے:

دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھیرے　　کچھ تری گانٹھ گرہ میں ہو تو سودا ٹھیرے　(دل)

غنچہ کی طرح گانٹھ گرہ میں نہیں کچھ آہ　　اور ہے بھی تو ایک خون جگر ہے خورش دل　(دل)

گرد ہے (مں)= کچھ حقیقت نہیں اور ناچیز محض ہے۔ نکتہ مقابل اور ہمسر نہیں ہے اور دوسرے معنی خاک کے بھی ہیں:

کیا سنہری اسکی رنگت ہے کہ سونا گرد ہے　　سامنے جب آگئی دینار و درہم گرد ہے　(ناسخ)

در نجف بہ از گہر جان فرد ہے　　خاک شفا کے روبرو اکسیر گرد ہے　(مؤلف)

گرمی سے میری ابر کا ہنگامہ سرد ہے　　آنکھیں اگر یہی ہیں تو دریا بھی گرد ہے　(تقی میر)

گاتی باندھی (مں)= چادر یا دوپٹہ آڑا تر چھا، ایک شانہ سے تا زیر سینہ باندھا، دوسرا شانہ اور بازو کھلا رکھا، یہ بھی ایک بانکپن کی ادا و انداز ہے:

گھر سے اب باندھ کے گاتی تو دوپٹہ کی نکل　　لوٹ جاوے نہ کہیں دیکھ تری گات کوئی　(رنگین)

زری کے دوپٹہ سے چھاتی کو باندھ　　بدن کو چھپا اور گاتی باندھ　(میرحسن)

اور فقط گات کہتے ہیں سینہ کو:

اس اٹھتی ہوئی جوانی پہ وہ ابھرا ہوا سینہ　　کیا گات ہے کیا گات ہے کیا گات ہے واللہ　(جرأت)

گرا پڑا (مں)= مبتذل و خوار:

تم نے ہی جب کہ اس کو نظر سے گرا دیا　　غمگیں کو خلق کیوں کہ نہ جانے گرا پڑا　(غمگین)

گجھے اشارے یا گجھی کھلاڑی (مں)= گجھے کے اصطلاحی معنی ہیں پوشیدہ اور خفیہ:

ہوں کشتہ ان کے گجھے اشاروں کی چوٹ کا　　تھا جن کے سر دوپٹہ تمامی کی گوٹ کا　(انشا)

گہرا پردہ (مں)= لحاظ و شرم اور پوشیدہ رکھنا آپ کو:

اب تو اگلی سی طرح کا نہیں گہرا پردہ　　رہ گیا آپ میں اور ہم میں اکہرا پردہ　(دل)

گرد کو نہیں لگتا (مں)= نکتہ مقابل نہیں اور کوئے مناسبت نہیں:

اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم　　نہ لگے گرد کو بھی جس کی پری کا عالم　　(آتش)

گڑ گیا (مص)= خجل اور شرمندہ اور نادم، منفعل اور شرمسار ہوا:

گڑ گیا بار خجالت سے زمین میں شمشاد　　اس روش سے جو تمہیں باغ میں چلتے دیکھا　　(سعید)

گھی کے چراغ جلتے ہیں (مص)= مراد دل کی بر آئی اور خوشی حاصل ہے:

زبس کہ جوش خوشی ہے چمن میں ہر بلبل　　چراغ گھی کے جلاتی ہے روغن گل سے　　(مؤلف)

یہاں تو سینہ میں شب وصل کے داغ جلتے ہیں　　وہاں گھر ان کے میں گھی کے چراغ جلتے ہیں　　(رنگین)

کیوں دشمنوں کے گھر میں نہ گھی کے جلیں چراغ　　دل ایسے دوستوں کے جو تو نے جلائیے　　(نثار)

گدا کا (مص)= خوبصورت و کم سن و سال اور بدن گداز خوش آئندہ:

بدل ہے وہم و قیاس سے بھی بتاؤں بچ دہج میں اسکی کیا اب
جوان رعنا بحسن یکتا پری کا عالم غرض گدا کا　　(انشا)

گھر کا گھر (مص)= تمام گھر اور جملہ اسباب خانہ:

بدن کو دل کو جگر کو آگ لگی　　غم فراق مرے گھر کے گھر کو آگ لگی　　(حسرت)

اک اور آہ کی شدت ہے وہی گرچہ بقا　　گھر کے گھر اس میں ہزاروں کے جلے بیٹھے گئے　　(بقا)

گلے کا ہار ہوا (مص)= در پئے آزار ہوا:

وصف سپر تو کیا کروں جسکا ہر ایک پھول　　ہو جائے روز رزم عدو کے گلے کا ہار　　(سودا)

گلے کے ہوئے ہار آنسو بھی میرے　　گلے میں جو اس شوخ نے ہار ڈالا　　(احمدی)

دکھا عارض کی خوبی اسکو مت اے لالہ رو ورنہ　　گلے کا ہار ہووے گا تمہارا پنجۂ مرجان　　(مہر)

ہار پھولوں کے تے میرے گلے لگنے سے　　تو جو کہتا ہے بت عربدہ جو ٹوٹ گئے

قطعہ

دیکھ طوفاں نہ لے ہار گلے کا مت ہو　　کون سے ہار بتادے مجھے جو ٹوٹ گئے　　(شاہ نصیر)

تے کے یہ آنکھیں گلے کا ہار ہی وہ تھیں روز　　اب جگر میں خوں نہیں وہ سہرے سے آنسو کہاں　　(تقی میر)

کیونکر نہ میرے آنسو پھر ہار ہوں گلے کے　　جب موتیوں کی مالا ولدار پہنے نکلے　　(ہوس)

خوں مرا ہار گلے کا نہ ہو کیوں اے قاتل　　دست رنگیں سی گردن میں حمائل نہ ہوا　　(مومن)

میں تو اب ہار گلے کا تے ہوں گل رو　　دیکھ جاتا ہے کہاں اب تو مجھے مار کے پھول　　(منتظر)

یہ جی جو میرے گلے کا ہے ہار تو ہی لے　　تیرے گلے کے لیے میں یہ ہار لایا ہوں　(تقی میر)

گھرانا (س) = خاندان و دودمان:

آخر وہ اس گھرانے کا بندہ ہے زر خرید　　بس کیوں نہ وہ کرے جسے اتنا ہو اقتدار　(سودا)

گھر کے گھر صاف ہو گئے (س) = ویران، برباد و خراب و تباہ ہو گئے:

گھر کے گھر پھر تو معاذ اللہ ہو جاویں گے صاف　　اور آہوں کی ہوا ہے گر گھڑی دو چار تیز　(مصحفی)

گانٹھ کی پوری (س) = مالدار اور صاحب دولت:

زلف کو کہنا پریشاں عقل سے دوری ہے یہ　　ہر گرہ میں اسکے دل ہے گانٹھ کی پوری ہے یہ　(مرزا اعظم)

گھر بار (س) = اندرون بیرون خانہ اور جملہ اسباب:

صد شکر کہ داغ دل افسردہ ہوا ورنہ　　یہ شعلہ بھڑکتا تو گھر بار جلا جاتا　(تقی میر)

گئی کی (س) = در گذر کی اور صبر کیا اور چشم پوشی کی:

جگر منہ تک آتے نہیں بولتے　　غرض ہم بھی کرتے ہیں کیا کیا گئی　(ولی)

گوں نہیں (س) = درکار اور منظور نہیں:

عالم میں لوگ ملنے کی گوں اب نہیں رہے　　ہر چند ایسا ویسا تو عالم بہت ہے یاں

گور گڑھا (س) = تجہیز و تکفین:

سنا ہے حال ترے کشتگاں بچاروں کا　　ہوا نہ گور گڑھا ان ستم کے ماروں کا　(تقی میر)

گنبد کی آواز (س) = جیسا کہنا ویسا ہی سننا:

آواز گنبد اس سے شکایت عدو کی ہے　　ناچار چپ ہیں صورت دیوار کی طرح　(مومن)

گالیوں پر منہ کھولا یا زبان کھولی (س) = گالیاں دیں:

بات پوری بھی منہ سے نکلی نہیں　　آپ نے گالیوں پہ کھولا منہ　(ولی)

تلخ کام اس لب شیریں کے کیا بوسے نے　　گالیوں پر جو زبان بت بے پیر کھلی　(شاہ نصیر)

ل

لعل اگلتے ہیں (س) = سخنہائے عجیب و غریب زبان سے سرزد ہوتے ہیں:

کرتے ہیں صفت جب ہم لعل لب جاناں کی　　تب کوئی ہمیں دیکھے کیا لعل اگلتے ہیں　(تقی میر)

اسکے لب پر دیکھ کر رنگ مسی حیران ہوں — منہ سے لگتے ہے پڑے لعل بدخشانی گھنا (شاہ نصیر)

پڑا ہے پائے حنائی کا عکس کس کے گھر — صدف جو لعل اگلتی ہے منہ سے جلے گہر (مؤلف)

لپکا (س)= عادت اور خو:

کرتا تھا دل کو تو میں تصور سے بھی خوش — پر دیکھنے کا چشم کو لپکا برا پڑا (تمکین)

درمیاں اس بوسۂ لب کا نہ گیا — لب پہ جاں آئی پہ لپکا نہ گیا (نسیم)

جو کچھ چاہیے پاس تھا ان کے سب — پر ان کو یہ لپکا پڑا تھا کڈھب (انشا)

آئینہ کو ہے پریشاں نظری کا لپکا — اور ہوتی ہے میاں چشم مروت دیکھو (شاہ نصیر)

خوباں کے دیکھنے کا وہ لپکا نہیں گیا — پیری میں گرچہ خوب بصارت نہیں رہی (معروف)

چشم پوشی کا مری جان تمہیں لپکا ہے — کھاتے ہو دیدہ درائی سے قسم کا ہے کو (تقی میر)

جان جب تک ہے یہ لپکا ہے نظر بازی کا — کہ رگ جاں ہے جسے تار نظر کہتے ہیں (ناسخ)

دوڑ دوڑ اسکی گلی میں کیوں نہ جرأت جاؤں میں
بات وہ چھٹتی نہیں جس بات کا لپکا لگے (جرأت)

لچی (س)= زن بد وضع اور فضول خرچ، بدخو، ترش رو، جنگ جو، بے لحاظ، بیہودہ کلام، خاص و عام میں بدنام اور لچا یعنی مرد پر عیب:

سب زنوں سے بدترین زن ہے یہ دنیائے دنی — وہ عجب نادان ہے جو ایسی زن سے لگ چلے
قطعہ
میں تمہاری عقل پر دیوانہ ہوں تم کیوں ہو لا — اس دوانی باؤلی لچی سی زن سے لگ چلے (احسان)

لاڈلا (س)= پیارا اور عزیز از جان، فرزند جگر بند چاک دل کا پیوند کہ جس کو بہت محنت و محبت سے گہوارۂ حلقۂ آغوش میں بصد ناز و نعمت پرورش کی ہو:

تمہاری زلف کا شامت زدے کو سودا ہے — بلائے عشق میں دل ناگہاں پھنسا میرا
قطعہ
نہ کیونکہ روؤں کہ ہے گا وہ جانکنی میں آہ — رفیق میرا، جگر میرا لاڈلا میرا (احسان)

لہو کے گھونٹ گھونٹے (س)= غم کھایا اور صبر و جبر کیا۔ شکوہ و شکایت لب و ہاں پر نہ لائے:

گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدان محبت نے — لہو کے گھونٹ گھونٹے ہیں حلے یار پر کیا کیا (آتش)

لہر آئے (س)= شوق پیدا ہوا:

مے یوسف کو لیے آئے اگر اس میں نہا نکلی   حباب ایک ایک ہوگا دیدۂ یعقوب دریا میں (آتش)

لپیٹ (مس) = پیچ، فریب، دغا اور مکر:

طرہ کی طرح سے دل عاشق کو پیچ میں   کس کس لپیٹ سے تری دستار نے لیا (ولہ)

لگ چلنا (مس) = دوستی اور اختلاط کرنا اور ہمراہ پھرنا:

سایہ سال لگ چلو آتش نہ بہت یار سے تم   دشمن و دوست کی آنکھوں میں سماتے ہو عبث (ولہ)

لاگ (مس) = عداوت، دشمنی اور بغض:

شعر میں نے سنے ہیں رنگیں کے   نوج اس سے کسی کی لاگ لگے
قطعہ
جو چلے اس کی قتل کرتے ہیں   اس کی اس گفتگو کو آگ لگے (رنگین)

دوستو اس کو جو پکڑا ہے تو تم چھوڑیو مت   لاؤ لاگ اپنے تئیں بھی اسی کافر سے ہے (مصحفی)

لٹ پٹا اور لٹ پٹی (مس) = چیرا اور دستار آشفتہ و پیچ در پیچ و رنگا رنگ:

خدا جانے ترا کس پیچ میں الجھا ہے دل اشرف   وہ چیرا لٹ پٹا رہ رہ کے تجھ کو یاد آتا ہے (اشرف)

حق تعالے نے جو چاہا تو دکھا دیگی صنم   زلف سے پیچ ترے لٹ پٹی دستار جدا (آتش)

کریں گے افترا شاعر قبائے یار پر کیا کیا   بندھیں گے بانڈھنوں اس لٹ پٹی دستار پر کیا کیا (ولہ)

لالچی (مس) = طمع کرنے والا:

اے لالچی تو کیسہ غیروں کا مت ٹٹولے   جو کچھ تو چاہے مجھ پاس یکمشت آکے سو لے (سودا)

آشنا ہوتے ہیں مفلس کے کہاں یہ لالچی   زر کی خواہش ان حسینوں کو ہے زیور سے غرض (آتش)

لال پردہ (مس) = وہ پردہ کہ در دولت خاص شاہی پر آویختہ رہتا ہے:

یہ شرف میں در دولت سے زمیں گردوں ہے   لال پردے سے ہویدا شفق گلگوں ہے (مؤلف)

بادشاہ وقت ہے حسن و جوانی نے کیا   لال پردہ ہے گلستان کے در پر اندنوں (آتش)

لاکھ سر کا کیوں نہ ہو (مس) = زبردست، قوی ہیکل، فولاد بازو، پرزور، دلیر شجاع اور زور دار کیوں نہ ہو:

سودائے دل نہ کیجئے گو لاکھ سر کا ہو   جب تک نہ خوب پائے طلبگار توڑیے (آتش)

لٹکا (مس) = سحر، جادو اور افسوں:

نہ آنکھوں میں تری جادو نہ ہرگز سحر زلفوں میں   یہ دل جس سے ہے دیوانہ محبت کا ہے وہ لٹکا (سودا)

لجانا (ص) = شرمندہ، منفعل، نادم اور خجل ہونا:

عارضِ گل پر نہیں شبنم عرق ہے شرم کا ۔۔۔ دیکھ کر میرا جنوں یارو لجاتی ہے بہار (سودا)

لتاڑا (ص) = قائل اور ذلیل کیا اور کلام سخت و سست کہے:

ہے بے انشا ہمارے دل کو ۔۔۔ بے طرح گیا لتاڑ کر عشق (انشا)

لہرا (ص) = بہت سی سارنگیوں کی آواز:

کافر سا رہا ہے سارنگیوں کا لہرا ۔۔۔ طبلے کی تال و سم کے ہر ہر پرن کے اندر (ولہ)

لوٹ گئے (ص) = غش کر گئے اور خوش و محظوظ ہوئے:

ہمارے نالہ پر مرغِ چمن تو لوٹ گئے ۔۔۔ بلا سے جو نہ لگی گلسرے کلاغ کو چوٹ
قطعہ
تصور اس میں میاں تان سین کا کیا ہے ۔۔۔ نہ پہنچاں کے جوگنے سے کھالاغ کو چوٹ (انشا)

اور دوسرے معنی عاشق ہونے کے بھی ہیں:

قدوسیوں سے اس کو تعلق نہیں ذرا ۔۔۔ انسان ہی پہ لوٹ ہے غش ہے فدا ہے غم (معروف)

لے اڑے (ص) = ہوش و حواس منتشر کیے اور سرمست و بیخود کر دیا:

وہ نگاہ مست دل کو لے اڑ گئی دیکھنا ۔۔۔ کب ہوا ہم سے تحمل اس شراب تیز کا (ولہ)

لے اڑا باد کی مانند یہ پانی ساقی ۔۔۔ کشتیِ مے ہوئی جوں تخت سلیماں پیدا (شاہ نصیر)

لگی بری ہوتی ہے (ص) = عاشقی بد بلا شئ ہے:

تم نہ مجھے جب کہ ہیکلی ہوتی ہے ۔۔۔ کیا کیا اس پر مری ہنسی ہوتی ہے
قطعہ
لگ جائیگی آنکھ جب تمہاری بھی کہیں ۔۔۔ تب جانوگے ہاں لگی بری ہوتی ہے (معروف)

لونڈوں گھیری یا لونڈوں کھدیڑی (ص) = زن بدکار بچہ باز:

دیکھے ہے اجالا نہ اندھیری ۔۔۔ غضب یہ سیتلا ہے لونڈوں گھیری (جرأت)

مدہ میں جوبن کے بھری ہیں یہ جو لونڈوں گھیریاں
لیتیاں ہیں صحن اور کوٹھے پہ سو چک پھیریاں (انشا)

کیوں نہیں گھستی مرے پاؤں کی ایڑی باندی ۔۔۔ تو کدھر اڑ گئی او لونڈوں کھدیڑی باندی (ولہ)

لانگنا (ص) = کسی شئ پر سے چلے جانا:

ٹ ص ۴۰۳ پر بھی موجود۔

اے شوخ یہ خون مصحفی ہے — چل بچ کے نہ آتے جاتے تو لانگ (مصحفی)

لگے نہ لگے (ص)= برابر، ہمسر اور مقابل ہو یا نہ ہو:

رخ کو تیرے قمر لگے نہ لگے — اور لبوں کو شکر لگے نہ لگے (رضا)

لگاؤ (ص)= راہ و رسم محبت و اختلاط:

واں لگا دل جہاں لگاؤ نہیں — بات بننے کا کچھ بناؤ نہیں (جرأت)

کیوں نہ قاتل ہرے گلے سے لگے — تیغ تیری لگاؤ رکھتی ہے (مؤلف)

یہ لگاؤ تو مجھے اس کا مزہ دیتا ہے — مجھ کو ہر ایک سے ناحق جو لگا دیتا ہے (عالی)

لگاوٹ (ص)= سرگرم اخلاص و محبت ہونا اور فرمانبرداری کر کے دل ہاتھ میں لینا:

قطعہ

غرض کہ دونوں طرح سے مجھے قباحت ہے — یہ دشمنوں کو جو تم درد سر بتاتے ہو
لگاؤ گھس کے جو صندل تو کہتے ہو کہ مجھے — لگاوٹ اپنی بھلا کس لیے جتاتے ہو (ذوق)

گردن عشاق کو دم میں لگا لیتی ہے آہ — ہے لگاوٹ یاد یہ تیغ بت سفاک کو (مؤلف)

لوکا لگا دیا (ص)= آگ لگائی اور جلا دیا:

بن تے آئے ہے جو اوبت قاتل بادل — ہے وہ لوکا ہی لگا دینے کے قابل بادل (رافت)

لچک (ص)= خم اور کجی:

دیکھیے مثال کیا اسے تار نگاہ سے — نازک کمر وہ لچکے ہے بار نگاہ سے (مؤلف)

کیوں نہ بل کھائے کمر دست ہوس کے بوجھ سے
جوں گیاہ وہ لچکے ہے پائے مگس کے بوجھ سے (ذوق)

تھی دھڑکتا تھا کہ پہنچے میں نہ آجائے لچک — ہاتھ سے چھوڑ دیا میں نے ترا جان کے ہاتھ (امن)

قطعہ

گر اس کمر کی نظر آئے پیرہن میں لچک — تو شاخ گل کی نہ دیکھوں کبھی چمن میں لچک
یہ بے ستوں سے صدا نکلتی تھی نہ آجائے — بوقت تیشہ زنی دست کوہکن میں لچک (مسرور)

کیا نزاکت ہے کہ پھولوں کے دلا گجرے سے — ہاتھ کی اس کے کلائی بھی لچک جاتی تھی (شاہ نصیر)

لت ہو گئی ہے (ص)= خو اور عادت بد ہو گئی ہے:

پاؤں میرا کلبۂ احزاں میں اب رہتا نہیں — رفتہ رفتہ اس طرف جانے کی جھکولت ہوئی (حق میر)

لٹ گیا (ص) = ناتواں، لاغر و نحیف ہو گیا۔ اور لٹ موئے سر کو بھی کہتے ہیں:

شب میر سے ملے ہم اک وہم رہ گیا ہے — اسکے خیال مو میں ہے اب تو گیا بہت لٹ (تقی میر)

لگا بندھا (ص) = ملازم قدیم، محکوم، مطیع و فرمانبردار:

گو پیس ملے مہندی کے رنگوں فلک دلے — چھوٹے نہ اس سے اس کا لگا اور بندھا ہوا (ولی)

اور دوسرے معنی اسیر و قیدی کے بھی ہیں:

زید سلسلہ موہے بانکا ہے دل — کمند زلف دوتا سے لگا بندھا ہے دل (مؤلف)

لگن لگی (ص) = دل لگ گیا، محبت و الفت ہو گئی۔ اور لگن دھرنا کہتے ہیں روز شادی مقرر ہونے کو اور لگن ایک ظروف کا نام ہے اور لگن فارسی میں شمعدان کو کہتے ہیں:

لگ گئی جس کی لگن کیا وہ پھر افسوس جئے — شمع جلتی ہے سراپا در فانوس لئے (شاہ نصیر)

لاگو نہیں (ص) = خواہاں اور شریک حال نہیں:

تو لاگو نہیں جی کا تو لاچار ہیں ورنہ — اس جنس گرانمایہ سے گذرے نہیں کب ہم (تقی میر)

لالے پڑے ہیں (ص) = آرزو، تمنا و حسرت ہے:

اس اسیری کے نہ کوئی اے صبا پالے پڑے — اک نظر گل دیکھنے کے بھی ہمیں لالے پڑے (ولی)

دل کو کوئی کس طرح سنبھالے — یاں جان کے پڑ گئے ہیں لالے (رنگین)

لگ لگنے نہ دیا (ص) = پاس نہ پھٹکنے دیا:

ہم پہ کھینچے تیغ تو غیروں کو لگ لگنے نہ دے — وہ اگر ہوویں گے اسکے درمیاں تو ہم نہیں (شاعر)

لوہا لوٹا (ص) = نصیب بد ہو گئے اور کام بگڑ گیا:

ٹوٹ گئی شمشیر دو دم جب قاتل کے نے چوٹ گیا — ہائے نہ لوٹا وقت شہادت ایسا لوہا لوٹ گیا (مؤلف)

لچھن سے جھڑ جانا (ص) = رنگ و روغن اور حسن جاتا رہا:

پھولوں کے اندنوں میں لچھن سے جھڑ پڑے ہیں
شاید کہ اس پری کے دامن سے جھڑ پڑے ہیں (انشا)

مژہ تر سے نہ کرنی تھی مری ہم چشمی — اے رگ ابر ترے جھڑ گئے لچھن سے (شاہ نصیر)

چہرہ اتر گیا ہے نقشے بگڑ گئے ہیں — پھر ان دنوں تو میرے لچھن سے جھڑ گئے ہیں (مصحفی)

لہو لگا کر شہیدوں میں ملے (مص) = بے سبب اور بے وجہ اپنے کو خرابی میں ڈالا:

لہو لگا کے شہیدوں میں کیوں ملا رنگیں　　تجھے یہ کس نے کہا تھا کہ کوے یار میں جا　(رنگین)

لگتے ہی پاسے یار کے بسمل ہوئی حنا　　لوہو لگا شہیدوں میں داخل ہوئی حنا　(مؤلف)

قاتل کو میں نے خط نہیں شنگرف سے لکھا　　جس وجہ سے ہوا ہے تو اب سرخرو قلم

قطعہ

یعنی کہ اسکے عشق میں اک دم ملا ہے یاں　　منہ سے لہو لگا کے شہیدوں میں تو قلم　(شاہ نصیر)

گل اس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا　　یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا　(ذوق)

لہو پانی ایک کیا (مص) = اپنا حال قریب مرگ پہنچایا اور بہت جستجو کی:

رات جو بات نہ مطلب کی سری مانی ایک　　شمع ساں میں نے کیا رو کے لہو پانی ایک　(مؤلف)

لہو پانی ایک دونوں نے کیا میرا ان دنوں　　یعنی دل لہو ہوا سب چشم پانی ہوگئی　(تقی میر)

کرتا ہے ابر اپنا لہو پانی ایک کیوں　　کب روک سکے گا دیدۂ خونبار کی طرح　(مومن)

لہو لہان (مص) = خون آغشتہ:

آغوش غیر ہو گئے سارے لہو لہان　　آساں نہیں ہے آپ کے بسمل کا تھامنا　(انشا)

لوں چلتی ہے (مص) = ہوا گرم چلتی ہے:

دشت میں ڈھونڈنے لیلیٰ تجھے مجنوں چلتی　　نالۂ گرم سے تیرے نہ اگر لوں چلتی　(شاہ نصیر)

جل گیا دل مگر ایسی جو بلا نکلے ہے　　جیسے لوں چلتی مرے منہ سے ہوا نکلے ہے　(تقی میر)

لگتا تار (مص) = پیہم اور متصل:

ہوا قائل ہمارے ابر دریا بار رونے کا　　جو لگتا تار باندھا چشم تر نے تار رونے کا　(مؤلف)

لبڑو (مص) = بیہودہ گو، واہی باتیں کرنے والی:

میری کوکا جو ہے یاروں چنی　　تو وہ ایک لبڑو ہے پیاروں چنی　(رنگین)

لگی کو بجھا (ح) = آتش گرسنگی کو سرد کر اور خواہش دل درویش جگر ریش کو مرہم لطف سے بر لا:

نفس کی شامت سے یوں جو چاہے فسق و فجور　　ایک فقیر فاقہ کش کی تو لگی کو پر بجھا　(معروف)

کوئی بندہ خدا کا ایسا آئے　　مجھ سے بے کس کی اب لگی کو بجھائے　(سودا)

لگے لاگ اس سے کسی کی نہ یارب　　ہماری لگی کو نہ جس نے بجھایا　(جرأت)

لو لگی ہے (مص) = خیال لگا ہے اور ہر دم ذکر زبان پر رہتا ہے:

رشتۂ الفت نہیں ہے ہم کو شمع طور سے — لگ رہی ہے اپنی لو یار و چراغ گور سے (شاہ نصیر)
اور جو کھانے کی لگے اس کو لو — اور نہ کچھ دیجیو جز آتش جو (سودا)
کو فکر دل کے ساتھ تری سو لگی رہے — آصف یہ شرط ہے کہ ادھر لو لگی رہے (آصف)
جو شکل دید کیجیے اس کی لگایئے لو — وہ ایک چراغ لاکھوں قندیل میں ہے چمکا (حقیر)
اسی پہ غش ہے وہ جسکی لگی ہے جس سے لو — پتنگ ماہ کے صدقے نہ ہو سوائے چراغ (معروف)
اب اور سے لو لگائیں گے ہم — جوں شمع تجھ کو جلائیں گے ہم (مومن)
کوئی نہیں آشنا کسی کا — بہتر ہے خدا سے لو لگانی (جرأت)

لالوں لال (مص) = نہایت سرخ و شاداب ہے:

چھالے میں داغ دل خوں گشتہ کا کیا حال ہے — صبح دیکھو مطلع خورشید لالوں لال ہے (منیر)
کچھ یہ کھل بڑھے ہیں اب کے سال — کہ زمیں سب ہوئی ہے لالوں لال (انشا)

لڑکھڑانا (مص) = لغزش پا:

ٹھوکریں کھانے لگی صحن گلستاں میں نسیم — لڑکھڑاتا ہوا جس دم بت میکش آیا (تقی ہوس)
کل جو ہم نے مغبچے کے ساتھ سیر دیر کی — لڑکھڑا یا پاؤں تھا لیکن خدا نے خیر کی (یاس)
لڑکھڑائی پھرتی ہے روئے صفا پر چاندنی — ٹھہری ہے افتاں و خیزاں پشت پا پر چاندنی (مؤلف)

لہر آگئی (مص) = خواہش نے غلبہ کیا اور دفعتاً ارادہ اور قصد ہوا اور دل بے اختیار ہو گیا:

بہ چلا چشم سے یکبار جو یہ دریا سا — بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانے لہر آئی کیا (جرأت)

لگائی بجھائی (مص) = آتش فتنہ کو بھڑکا کر آب صلح سے بجھانا:

اے باد صبا شمع سے پروانہ کی باتیں — آتی ہیں مجھے بہت تجھ کو لگائی و بجھائی (سید)
چشم تر اور آہ دونوں پر دہ ور اپنے ہوئے — کچھ نہ سمجھا یہ لگانا اور بجھانا منع ہے (زار)

لگائی (مص) = پیٹھ پیچھے برا کہا اور فتنہ برپا کیا:

مفسدوں نے کی عجب طور سے رنجش برپا — میری جا تجھ سے کہی مجھ سے لگائی تیری (تسیم)

لال ہوئے (مص) = خفا و آزردہ ہوئے اور غصہ کیا:

کل مجھے دیکھ کر میرا گل رو اپنی محفل میں کیا ہی لال ہوا (راقب)

اور لال ایک طائر خورد کا بھی نام ہے کہ وہ مشہور خاص وعام میں ہے حاجت تصریح کی نہیں:

دل پر خوں کو مٹھی میں دبا کر جنگجو تو نے ہمارا کیا لڑائی کا بھبھوکا لال مارا ہے (شاکر)

اور لال فرزند کو بھی کہتے ہیں زبان ہندی میں:

اے مرے دل تو کیوں پڑا ہے نڈھال آنکھ تو کھول چونک میرے لال (سوز)

بات ایک تجھ سے کہوں اے میرے لال پر یہ ڈرتا ہوں نہ ہو تجھ کو ملال (رنگین)

غصہ سے جو گل وہ لال ہوگا ہوجائے گی ساری انجمن زرد (ناسخ)

اور لال گوٹے کو بھی کہتے ہیں:

جو رمز وہاں ہے نہ بکلی ہے نہ کھلے گی یہاں لال زباں ہے نہ بکلی ہے نہ کھلے گی (ظفر)

لڑائی تلی (ح) = آمادہ ومستعد جنگ وجدال ہوئے:

جب تل گئی لڑائی ترازو کی تول پر باٹوں سے باٹ گھٹنے دھڑوں سے دھڑے لڑے (انشا)

لاکھ چوہے کھا کے بلی حج کو چلی (ث) = بہت سے گناہ اور فعل بد کر کے توبہ کا ارادہ کیا:

قطعہ

معروف تو چاہتا ہے کعبہ جاکر حج کر کے یہاں کہلائے حاجی آکر
سن کر یہ قصد اس کا رنگین نے کہا بلی چلی حج کو لاکھ چوہے کھاکر (رنگین)

لوٹنے کی جائے ہے (مں) = جائے سیر وتماشا ہے اور دوسرے معنی تڑپنے کے بھی ہیں:

سر بوقت ذبح اپنا اس کے زیر پائے ہے یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے (ذوق)

یہ لوٹنے کی جا ہے گدھے پر سوار ہو زاہد نے عزم کعبہ بایں ریش وفش کیا (انشا)

لادنا پھاندنا (مں) = اسباب کو بار کرنا اور رخت سفر اور قصد مسافرت کرنا:

جو ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو اے آچھاؤں تاروں کی چل نکل تو
گلوں کی نکہت کا قافلہ بھی چمن سے وہ لاد پھاند نکلا (ولہ)

لوہا لاٹھ (مں) = بہت سخت اور نہایت سنگین:

کیا ہی لوہا لاٹھ غزل یہ تو نے لکھی ہے واہ ظفر
بہتے ہیں گے یوں بھی تم کب سنگ وآتش وآہن وآب (ظفر)

لٹک چال (ص) = خرام مستانہ اور رفتار کج و لوا کج:

نہیں دیکھی لٹک کی چال اس شمشاد قامت کی   کہ دعویٰ ہے تجھے اے سرو اپنی خوش خرامی کا (بیدارؔ)

لہو کا پیاسا (ص) = تشنہ خون و دشمن جان:

جو چینٹے دے گا نہ ہے محتسب تو یہ میخوار   رہیں گے اس کے لہو کے پیاسے کھڑی ہو (ظفرؔ)

لڑائی میں مٹھائی نہیں بٹتی (ث) = تلخ کام و زد و کوب و کشت و خون ہوتا ہے:

کلام تلخ بھی ہوں گر لڑائی ہے صاحب   لڑائی میں نہیں بٹتی مٹھائی ہے صاحب (ولہ)

لاگ باندھی (ص) = عداوت و دشمنی کا اپنا شعار کیا:

لگا نہ دامن دلدار سے کبھی افسوس   صبا نے لاگ باندھی مرے غبار کے ساتھ (ولہ)

اے روسیہ رقیب تو ڈر میری آہ سے   بجلی کو لاگ ہوتی ہے رنگ سیاہ سے (ناسخؔ)

لگ چلے (ص) = خلط کیا اور عاشقی اور محبت اظہار کیے اور فرماں پذیری اختیار کی:

تجھ سے وہ لگ چلے کھائی ہو جسے لات کوئی   ہاتھ کس طرح لگاوے تجھے ہیہات کوئی (ولہ)

کہا جو میں نے کہ ایک بوسہ دو تو یوں بولے   نہ لگ چل اتنا اب بس بہت تو یار ہوا (تقی ہوسؔ)

لگ چلا میں تو بول اٹھا چل بے   منہ لگا تیرا قیامت ہے (جراتؔ)

اے درد یہاں کسو سے نہ دل کو پھنسائیو   لگ چلیو یوں تو سب سے پہ جی مت لگائیو (دردؔ)

لکھے موسیٰ پڑھے خدا (ث) = ایسا باریک لکھے کہ آپ آن کر پڑھے اور سے سر مو نہ پڑھا جائے:

تصویر صنم میں کرائے کلک ازل   پنہاں ہے نگہ سے یا نگہ کا ہے خلل

جز عالم غیب کون جانے یہ راز   لکھے موسیٰ پڑھے خدا ہے مثل (ناسخؔ) رباعی

لاکھ پر بھاری ہے (ص) = لاثانی ہے کوئی مقابل، ہمسر اور روکش نہیں، بے بدل ہے:

گرچہ ہے فکر سخن خاطر ناسخ کو گراں   لاکھ پر تو بھی ہے یہ شاعر کامل بھاری (ولہ)

اگرچہ مورد میں غضب بت بے دید   سبک آنکھ میں تیری ہے لاکھ پر بھاری (مؤلف)

لگا نہیں (ص) = نو می مناسبت و ہمسری نہیں، زمین و آسمان اور کاہ و کوہ، ذرہ و خورشید کا فرق و کم و بیشی ہے:

ماہ ہے پروا کیا نسبت ہے اسکی گال سے   ہے زحل منحوس کیا لگتا ہے اس کی چال سے (ناسخؔ)

؎ ص ۳۰۲ پر بھی موجود۔

ہجر میں گرم ہے اس داغ سے پہلو میرا   جس سے لگا نہیں دوزخ کے بھی انگاروں کو   (ناسخ)

لگواڑ نہیں (ص)= عاشق نہیں:

تھا اتفاقاً کے کل ساتھ ساتھ میں بھی   پکر جو ئے وہ کیلی سرشار گھر سے نکلا
قطعہ
تو چپکے سے یہ اس سے کہنے لگا کہ کوئی   پیچھے لگا یہ اچھا لگواڑ گھر سے نکلا   (جرأت)

لگ لگنے نہ دیا (ص)= پاس اپنے نہ چھوڑا اور ربط و اخلاص اور خلط نہ کیا:

ہوتی کچھ عشق کی غیرت بھی اگر بلبل کو   صبح کی باد سے لگ لگنے نہ دیتی گل کو   (تقی میر)

لال پری (ص)= پریزاد سرخ لباس:

بے زناخی مری وہ لال پری   ہو جسے دیکھ کر نڈھال پری   (رنگین)

اور دوسرے معنی شراب سرخ کے ہیں:

ساقیا بند تھی جو لال پری شیشہ میں   لے گیا آج اسے رند قدح گیر اڑا   (شاہ نصیر)

لوٹ پوٹ ہے (ص)= عاشق زار، فریفتہ اور غش ہے:

اک چاند کی جھلک سے جو یہ چھپی اوٹ ہے   کیوں کر ادھر نہ دیکھوں کہ دل لوٹ پوٹ ہے   (جرأت)

اور فقط لوٹنا کہتے ہیں کروٹیں لینے کو:

کیا سیر ہے کہ آپ تو ہنستے ہیں بام پر   اور بسملان عشق کے کوچے میں لوٹ ہے   (ولہ)

لگے والے (ص)= یار، دوست، آشنا اور عاشق جو علاقہ رکھتے ہوں:

بزم خوباں میں وہ ایک دم جوں ہی آ نکلے تو بس   لگے والے جتنے تھے سب کو لگا کر لے گئے   (ولہ)

لہو کے گھونٹ پیے (ص)= جبر اور صبر اختیار کیا اور غم و غصہ کو ضبط کیا:

کھولیو ساقی منہ کو سبو کے   پیتے ہیں کب سے گھونٹ لہو کے   (مومن)

جب وہ آب تیغ وقف ہر گلو ہونے لگا   گھونٹ لہو کے پی پی کر یہ گھائل رہ گیا   (ممنون)

لڑکپن (ص)= ہنگام طفلی اور خرد سالی:

آلپٹ چھاتی سے میری دکی چلون چھوڑ دے   ہر کسو سے لگ کے چلنا یہ لڑکپن چھوڑ دے   (نظیر)

مرے قاتل کا لڑکپن دیکھو   دیکھ کر خون کو مرے ڈر ہی گیا   (گویا)

مشہور جوانی میں نہ کیوں کر ہو جگت باز   میلان طبیعت تھے لڑکپن سے ضلعی پر   (جرأت)

لڑنا بھڑنا (س) = جنگ وجدل اور رد وکشی کرنی:

جس سے مل جاتے تھے لڑ بھڑ کے وہ انکار نہیں ۔۔۔ آپ کی ترک وفا ہم سے تو دشوار نہیں (مومن)

لڑنے بھڑنے کا ذوق رکھتے ہیں ۔۔۔ مرغ بازی کا شوق رکھتے ہیں (انشا)

لیے گئے (س) = قائل، شرمندہ اور خجل ہو گئے:

کہ جو ہواب کے ملاقات تو بدلے لیں ۔۔۔ جس سے وہ خوب لیے جائیں وہ طعنے دے لیں (مومن)

لیے مرتے ہیں (س) = تہمت اور بہتان ناحق کا لگاتے ہیں:

آپ کو میں ہلاک کرتا ہوں ۔۔۔ لیے مرتے ہو کس پہ مرتا ہوں (ولہ)

اگرچہ مصحف روئے بتاں پہ ہاتھ دھرتا ہوں ۔۔۔ لیے مرتے ہیں کب مجھ سے لیے ہیں اس پہ رہتا ہوں (مؤلف)

لگی بری ہوتی ہے (ث) = عاشقی بد بلا ہے:

جی کے لگ جانے کا کچھ پایا دلا تو نے مزا ۔۔۔ ہم نہ کہتے تھے بری ہوتی دیوانے لگی (جرأت)

لگی نہ آنکھ نہ تالو سے آ زبان لگی ۔۔۔ مثل ہے سچ بری ہوتی ہے میری جان لگی (شاہ نصیر)

سچ کہا ہے یہ لگی ہوتی ہے کیا پیارے بری ۔۔۔ تیرے جاتے ہی لگی سب جی ہی سے جاتی لگی (جرأت)

اب یہ سمجھے کہ لگی آہ بری ہوتی ہے ۔۔۔ نہ لگی آنکھ کسی سے جو لگائیں آنکھیں (احمدی)

لینے کے دینے پڑے (س) = جو کام کہ واسطے فائدہ کے کیا تھا اس سے نقصان وضرر حاصل ہوا اور جان پر آ بنی:

پڑ گئے لینے کے دینے جان دی اپنی بھی مفت ۔۔۔ قاصد اس سفاک کی اچھی خبر لینے گیا (معروف)

کٹی رات داد وستد میں عجب ۔۔۔ جو بوسہ کو اس شوخ سے جا لڑے

قطعہ

لگاتے ہی بس لب سے لب جی دیا ۔۔۔ حسن اب تو لینے کے دینے پڑے (میرحسن)

لولو (س) = اول مشہور یعنی کو ہر دوم بمعنی آسیب، دیو، جن، بھوت، بلا وغیرہ:

اے بتاں دل کو در گوش دکھاتے کیوں ہو ۔۔۔ ہے یہ لٹکا اسے لولو سے ڈراتے کیوں ہو (شاہ نصیر)

کوئی تو اس سے پوچھے ہو کے برو ۔۔۔ ارے تو موتیا ہے یا کہ لولو (جرأت)

لے اڑا (س) = شدت سے نشہ کی ہوش وحواس جاتے رہے اور بے خود ہو گیا:

ایک قطرہ مے لے اڑا سودا کو جگہ سے ۔۔۔ بارود کے تودے کو ہے بس ایک ہی آتش (سودا)

لے اڑا باد کی مانند یہ پانی ساقی کشتی مے ہوئی جوں تخت سلیماں پیدا (شاہ نصیر)

لگ لگنے نہ دیا(مص)= اپنے قریب و نزدیک آنے نہ دیا۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہو چکی ہے[۱]:

جوں سایہ دلا یار کے ہمراہ پڑا پھر ہر چند وہ لگ لگنے نہ دے ساتھ لگا پھر (معروف)

گیا کہاں اے ہمدموں میرا کہاں دل لگ گیا لگ نہیں لگتا کسی کے جیوں وہاں دل لگ گیا (سبقت)

لہو کا پیاسا(مص)= تشنۂ خون اور دشمن جان:

دل ہاتھ سے خوباں کے کس طرح بچے محشر بے رحم ہیں ظالم ہیں پیاسے یہ لہو کے ہیں (محشر)

جو پینے دیگا نہ مے محتسب تو یہ میخوار رہینگے اس کے لہو کے پیاسے کچھ ہی ہو (ظفر)

لٹ گیا(مص)= لاغر و ناتواں و نحیف و ضعیف ہو گیا۔ یہ اصطلاح سابق (تحریر) ہو چکی ہے[۲]:

شانہ کی عمر گرچہ جدائی میں کٹ گئی پر زلف بھی فراق میں شانہ کے لٹ گئی (جرأت)

کیا کریں دوائے حال دل پریشان

زلفوں کے بال ان کے جب آپ لٹ رہے ہوں (انشا)

لیمو کے چور کا ہاتھ کٹتا ہے(مص)= شہر نا پرسان ہے اور بازار ظلم و جفا گرم ہے:

کیا ہوا یارو وہ فسق حیات لیمو کے چور کا کٹے ہے ہاتھ (سودا)

لنگوٹیا یار(مص)= ہم عمر اور دوست قدیمی:

نہیں جس آدمی کے پاس ازار اسکو سمجھے ہے یہ لنگوٹیا یار (ولہ)

لہو تھوکتا ہے(مص)= آزار سل کا ہو گیا اور وقت قریب پہنچا ہے:

وہ لب کیا دیکھ کر گلبرگ لخت دل یہ تھوکے ہے

کہ بس کہ پائے رنگیں پر حنا بھی لہو تھوکے ہے (منیر)

لے ڈوبے(مص)= غرق دریائے فنا کیا:

سنا جس دم کہ موج گل در و دیوار لے ڈوبی اسیران قفس کو حسرت دیدار لے ڈوبی (قائم)

لگانے والے(مص)= غماز، چغل خور اور غیبت کرنے والے:

مجھ سے رنگیں کی لگاتے ہیں روز یارب اڑجائیں لگانے والے (رنگین)

عشق پاک اپنا تو بے لاگ ہے پر ڈرتے ہیں کہ بجھے ہوتے ہیں کم بخت لگانے والے (رقت)

---

[۱] ملاحظہ ہو ص ۳۹۷ اور ۴۰۲ [۲] ملاحظہ ہو ص ۳۹۷۔

لڑنت (س)= کشتی کرنی:

ترے سایہ تلے تو ہے وہ مہنت — پٹہ کر جائے دیو و دو سے لڑنت (سودا)

لب معشوق ہوا (س)= اول مشہور ہو دوم تیر کا تالب سوفار تودے میں غرق ہونا:

ہدف یار جو کل سینہ کا صندوق ہوا — تیر جو دل میں لگا تو لب معشوق ہوا (رضا)

للچانا (س)= رغبت اور خواہش کرنی اور بے اختیار ہونا دل کا:

جی تو للچائے ہے اپنا کہ میسر ہو کہیں — ہاتھ کا بازو کا زانو کا کمر کا تکیہ (انشا)

لہلہانا (س)= سبزہ زار کا جنبش کرنا تحریک نسیم سحری سے:

اپنی آنکھوں میں طراوت آگئی یکبارگی — دیکھ کر یہ لہلہی پوشاک دھانی آپکی (ولہ)

لاج (س)= شرم و حیا، ننگ و عار اور غیرت:

ران کی چٹکی دکھاویں کس کو وہ بے ننگ الشل — یعنی لاجوں آپ مریئے کھول اپنی ران کو (ظفر)

یہ چاہت ہوئی ایک کو ایک کی — جو آنے لگی لاج کو بھی ہنسی (انشا)

لاگو (س)= شریک حال اور دستگیر:

جسے کچھ کسی نے چھوا ہی نہ ہو — کوئی لاگو اس کو ہوا ہی نہ ہو (ولہ)

لگا لگا (س)= دوستی پیدا کی اور ربط و اخلاص کیا:

بھلا کوئی ایسے کو کیوں کر لکھے — کہ جس سے کسی کا نہ لاگا لگے (ولہ)

لشکر کا لشکر (س)= ہجوم اور کثرت خلقت کی:

خرد کو رو دیں یا اس دل رئیس ناز پرور کو — کیا اک ترک نے غارت میرے لشکر کے لشکر کو (ولہ)

لال مغل (س)= قوم قزلباش اور درانی:

بس جدھر دیکھو ہے انھیں کا غل — بن گیا ہے زمانہ لال مغل (ولہ)

لپ چھپ (س)= کار جلد، شتاب، اور زود رفتار:

ہر امر میں دنیا کے موجود جدھر دیکھو — آدم کو کیا حیران شیطان کی لپ چھپ نے (ولہ)

م

مکھی چوس (س)= بخیل اور ممسک:

لیا اس خال لب کا جب کہ بوسہ شیخ صاحب نے　　تو رندوں نے کہا حضرت بھی مکھی چوس ہیں گویا　(شاہ نصیر)

مکھیاں گر نکلتی ہیں گھر سے　　کون صرفہ کرے ہے یاں زر سے
قطعہ
پاس جو ہو سو دیں گے جز ناموس　　یہ کہے ہے ہر ایک مکھی چوس　(وحشت)

مکھی ناک پر بیٹھنے نہیں دیتے[1] (مص) = بڑے صاحب غیرت ہیں:

اب بناتے ہو خراں میں خال نئے پاک پر　　بیٹھنے یا تم نہیں دیتے تھے مکھی ناک پر　(منیر)

نہ دیتے تھے کبھی یا بیٹھنے ہم ناک پر مکھی　　جھلا کرتے ہیں اب یا آپکی دو دو پہر مکھی　(معروف)

منھ بھرائی (مص) = رشوت:

منھ بھرائی دیویں کس کس کو بتا غنچہ دہن　　ہائے چوکیدار کو گا نٹھیں کہ ہم دربان کو　(ظفر)

دیکھئے کیوں کہ نہ دے روزن در سے ہم کو　　تیرے دربان کا منھ آئینہ رو بھرتے ہیں　(منیر)

کر چکے سلک در اشک کا مذکور کہ ہم　　کیسے غمازوں کا منھ دیکھو تو تو بھرتے ہیں　(مومن)

موتی رولے (مص) = بے نہایت دولت بے محنت ہاتھ لگی:

جہاں آباد تو کب اس ستم کے قابل تھا　　کہ جس کی خاک سے لیتی تھی خلق موتی رول　(سودا)

نہا کر موے سر کو اپنے جب وہ نازنیں جھاڑے
بجائے خار و خس موتی ہی رولے جو زمیں جھاڑے　(مصحفی)

موے پہ سو درے (مص) = بعد مرگ بھی مورد سزا ہے:

پھولوں کی فتح پیچ میں اس کے طرے　　پس دیکھتے ہی دل کے اڑے بھی دھرے
رباعی
ناگاہ جو چوٹی پر پڑی جا کے نگاہ　　وہ حال ہوا موے پہ جوں سو درے　(معروف)

مذبذب (مص) = ادھر نہ ادھر، نہ زندوں نہ مردوں میں:

میرا وعدہ کی شب تا صبح اندوہ مذبذب میں　　پڑا ایک ایک وجب سینے کے اندر دل اچھلتا ہے　(سودا)

مرغی کو تکلے کا داغ کافی ہے (مص) = مفلس کو ذرا سا بھی نقصان بہت ہے۔ چنانچہ یہ رباعی رنگیں کی معروف کی ہجو میں سند ہے اس اصطلاح کی:

معروف کا ہے چرخ چہارم پہ دماغ　　اس کو تو نہیں دماغ سے اپنے فراغ
رباعی
رنگیں کے آگے ورنہ کیا مال ہے وہ　　مرغی کو ہے کافی ایک تکلے کا داغ　(رنگین)

---

[1] "ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے" دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۴۵۶۔

موت گھر دیکھ گئی ہے (مص)= جو آفت آ گئی وہ مجھ پر آ گئی:

یار آیا تھا و لے ہمرہ غیر اے نکہت — موت گھر دیکھ گئی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے (مؤلف)

مولے چتنے (مص)= بہت پیار اور اخلاص کیا:

صدمہ ہجر بہت اس نے اٹھائے ہیں بتاں — اس لیے آپ میں چتنا ہوں مولے دل کے (مسرور)

موت کی دھار نہیں سوجھتی (مص)= کچھ نظر نہیں آتا۔

منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے (مص)= بیہوش مطلق ہے نہ بات کرتا ہے نہ اشارہ:

ڈسا ہو کالے نے جس کو کافر تو وہ فسوں کے اثر سے کھیلے
دہان و گیسو کا تیرے مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے (ظفر)

مرچیں لگیں (مص)= آتش رشک سے جلا:

قاتل نمک لگا مرے دل کے کباب کو — مرچیں لگیں گی حاسد خانہ خراب کو (مؤلف)

دیکھتے ہی لگ اٹھیں مرچیں ہی تن میں لعل کے — یار کا جنجال لب جب دانۂ فلفل ہوا (شاہ نصیر)

لگتے ہی ہاتھ میرا مرچیں سی لگ اٹھیں کیا — بس آگ ہو گئے تم بے سوجب ایک ذری میں (آتش)

ماتھا ٹھنکا (مص)= گمان اور شبہ کا حال ہوا:

جس روز کہ تا ابرو بچ نکلے تھے اک بیچا — اس دن ہی تمہیں دیکھے ماتھا مرا ٹھنکا تھا (تقی میر)

ہم آگے ہی سمجھے تھے تم گھر کو سدھارو گے — جس وقت گجر باجا تھا وہیں ٹھنکا تھا (نثار)

زنا خی بچ کہوں اس دم ہی ماتھا میرا ٹھنکا تھا — جنی روئی کو تو نے سیدھ کر جس دم اٹھایا تھا (رنگین)

مٹی دی (مص)= دفن کیا:

دی وہ مٹی یار وہ اپنے ہاتھ سے اتنا کہو — مت کہو قاتل ہے میرے خوں بہا کے واسطے (معروف)

میں مر گیا ہوں تری چشم سرمہ سا کو دیکھ — ذرا تو ہاتھ سے لے آ کے جان من مٹی (شاہ نصیر)

منہ کی گئی لوئی تو کیا کریگا کوئی (مص)= جب شرم و حیا دور کی تو کسی کا ڈر نہ رہا:

آتی ہے شمع شب کو آگے ترے یہ کہہ کر — منہ کی گئی جو لوئی تو کیا کریگا کوئی (تقی میر)

منہ در منہ (مص)= روبرو:

ہم کو منہ در منہ وہ کہتے ہیں کروڑوں اوہام — سب اٹھاتے ہیں و لیکن ہاتھ اٹھا سکتے نہیں (رنگین)

ماموں (مں) = سانپ کو کہتے ہیں اس واسطے کہ رات کو عورتیں مارے خوف کے نام اس کا نہیں لیتی اور رسی بھی کہتی ہیں:

اوئی مانی جان یہ ذھڑکا کیسا دل میں بیٹھ گیا — اتنا جیسا موٹا سارا ماموں بل میں بیٹھ گیا (انشا)

جو بڑھ کے باجی سے میں بولوں بولی تو میری تو توسے ماموں لپٹے

نہیں جو باور تو اسے پوچھو جیا ہے میری گواہ بوبو (رنگین)

منہ پر شفق پھولی ہے (مں) =

تاثیر نہ کی عشق نے اپنے مطلق — چھیڑے ہے زیادہ شوخ یہ ہنگام قلق

گل گونۂ لالہ رنگ خوں تابہ کو دیکھ — (رباعی) کہتے ہیں وہ کیا ہی منہ پر پھولی ہے شفق (مومن)

کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت — کہ پھولی آپ کے منہ پر شفق ابھی سے ہے (عشرت)

مرغ مصلی ہیں (مں) = بظاہر بڑے نمازی اور پرہیزگار، باطن میں کینہ ور:

ہے موذن جو بڑا مرغ مصلی اس کی — مستوں سے نوک ہی کی بات چلی جاتی ہے

پاؤں رکتا نہیں مسجد سے دم آخر بھی — مرنے پر آیا ہے پر لات چلی جاتی ہے (تقی میر)

معمول کے دن (مں) = ایام حیض اور نفاس:

ہر مہینے میں گزھاتے تھے مجھے پھول کے دن — بارے اب کے تو مرے ٹل گئے معمول کے دن (رنگین)

میلا سر (مں) = حیض:

رنگیں قسم ہے تیری کہ میں میلے سرسے ہوں — مت کھول کرکے منت وزاری ازار بند (ولہ)

موت کا طمانچہ (مں) = موت کا صدمہ:

جنبش پنجۂ مژگاں ہے تری وہ قاتل — کہ ہر اک موت کا سمجھے ہے طمانچہ اس کو (معروف)

دل آیا جس کا ہے صیہات اسکی موت آئی ہے — طمانچہ موت کا سرپنجہ دست حنائی ہے (مؤلف)

ملوٹے (مں) = افسوس وارمان:

ہے ہے کہ بھرے ہیں سو ملوٹے — اس میرے امیدوار جی میں (مصحفی)

دل کے دل ہی میں رہے آہ ملوٹے دل کے — پھوٹے اس شوخ کے آگے نہ پھپھولے دل کے (مسرور)

منہ پر ہوائیاں چھٹتی ہیں یا اڑتی ہیں (مں) = ان دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی مارے خوف

---

[1] ص ۳۳۳ پر بھی موجود۔

کے رنگ چہرے کا زرد ہو گیا ہے:

بھاں جس کے سبب منہ پہ ہوائی لگی اڑنے ۔۔۔ اس نے بھی کبھی آن کے مہتاب کی (انشا)

تھی جو نالے کی سرچرخ رسائی شب کو ۔۔۔ منہ پہ مہتاب کے چھٹی تھی ہوائی شب کو (مؤلف)

گو اس رخ مہتابی سے واں چاندنی چھٹکی ۔۔۔ یاں رنگ شکستے سے چھٹی منہ پہ ہوائی (تقی میر)

یاں جو تو اے مہروش تھا جلوہ گستر رات کو ۔۔۔ چھٹ رہی تھی کیا ہوائی مہ کے منہ پر رات کو (مومن)

چھٹنے لگی ہر ایک کے منہ پر ہوائیاں ہیں ۔۔۔ شعلہ جو دل سے تیرے تفتہ جگر کے اٹھے (معروف)

کیوں درد دل سے اڑتی ہیں منہ پہ ہوائیاں ۔۔۔ پیارے تمہیں ہوا ہے یہ آزار کس لیے

قطعہ

عاشق نہیں ہوئے تو پھر تم لگا کے کان ۔۔۔ محنت کے بیٹھے سنتے ہو اشعار کس لیے (محنت)

بغیر از چہرۂ مہتابی یار ۔۔۔ ہمارے منہ پہ چھٹی ہے ہوائی (مستوں)

منہ میں پانی بھر آیا (مص)= موجب رشک کا ہوا اور لذت کے سبب منہ سے رال ٹپکنے لگی:

شبنم سے کچھ نہیں ہے گل یاسمن میں آب ۔۔۔ دیکھا اسکو بھر آئے ہے سب کے دہن میں آب (تقی میر)

پانی بھر آئے ہے آگے ترے اس کے منہ میں ۔۔۔ دیکھے ہے تجھ کو باندازِ دگر آئینہ (سودا)

ہے آئینہ بدنظر پری رو ۔۔۔ خوب اس سے نہیں نظر ملانی

قطعہ

رخ دیکھ تیرا یہ صاف دیدہ ۔۔۔ بھر بھر لاتا ہے منہ میں پانی (جرأت)

بھر آیا گلوں کے منہ میں پانی ۔۔۔ پھر بات ہوئی وہ بار ثانی (انشا)

نام شیریں کا جو آجائے کہیں ۔۔۔ منہ میں پانی سا بھرا آئے کہیں (مومن)

موت کے دن پورے کرتے ہیں (مص)= زندگی بہت بے لطف گذرتی ہے:

راتیں فرقت کی کاٹیں مر مر کر ۔۔۔ پورے کرتے ہیں موت کے دن ہم (مؤلف)

میری ہی آگ لائی نام رکھا بھسندر (مص)= اپنے واقف کار اور محرم اسرار سے جھوٹ بولنا اور پردہ کرنا:

معروف ترے حق میں برا ہے یہ کام ۔۔۔ رنگیں کو شاعروں میں مت دے الزام

رباعی

شاگرد تو اس کا ہے غرض یہ سچ ہے ۔۔۔ میری ہی آگ کا بھسندر ہے نام (رنگین)

موت کو پکڑا تو زحمت قبول کی (ث)= مشہور مثل ہے:[1]

---

[1] جب آدمی بڑی مصیبت اور سخت تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تب تھوڑے دکھ اور محنت کو غنیمت و بہتر جانتا ہے (آصفیہ)۔

رنگیں معروف تھا نہ اتنا مجہول	وہ کیا کرے اس کو جو نہ راحت ہو حصول
پہلے خفقان تھا اسے اب ہے مراق	جو موت کو پکڑا اب زحمت کی قبول (رنگین)
(رباعی)

منہ کو لہو لگا ہے(ص)= مزہ پڑا ہے:

موئے ہے میرے ذبح سے خنجر ترا جو منہ	باعث ہے یہ لگا نہیں منہ کو لہو ہنوز (معروف)

مجھ کو پاتا ہے تو تلوار کو نہیں پاتا(ص)= دشمن جان ہے کیا کرے کہ اختیار نہیں ہے:

ہے عداوت مجھ سے ایسی اس بت خونخوار کو	مجھ کو پاتا ہے تو وہ پاتا نہیں تلوار کو (صنعت)
اللہ یہ دشمن ہے اے شوخ تو مرا اب	جب مجھ کو تو پاتا ہے تلوار نہیں پاتا (آتش)

مرت بیائی(ص)= اس کو کہتے ہیں کہ جس عورت کے بچے مر جاتے ہیں اور ایک جیتا رہتا ہے تو اسے اصطلاح میں بیگمات کی مرت بیائی کہتے ہیں:

اے دوا لے خبر تو دائی کی	کہ وہ ماندی ہے مرت بیائی کی (رنگین)

میٹھا برس(ص)= آٹھواں برس، سبب میٹھا برس کہنے کا یہ ہے کہ عورتیں آٹھویں برس کو منحوس جانتی ہیں واسطے نیک شگون کے آٹھویں سال کا میٹھا برس نام رکھا ہے:

پوچھو مت مجھ سے دوگانا ہے تجھ کو تھا برس	دور تیری جان سے مجھ کو لگا میٹھا برس (رنگین)

منہ تو دیکھو(ص)= تمہاری کیا حقیقت ہے:

آئینہ دیکھنے کو سب سے نرالا نکلا	منہ تو دیکھو یہ بڑا چاہنے والا نکلا (ظفر)
توڑا بتوں کو دوش نبی پر قدم کو رکھ	چھوڑا نہ نام کعبہ میں کفر و ضلال کا
راہ خدا میں بخش دیا اپنے بھی تئیں	یہ جود منہ تو دیکھو کسی آشتمال کا (تقی میر)
(قطعہ)
قاصد کا منہ تو دیکھو رکھے گا وہاں قدم کو	جس کی گلی میں اب تک پائے صبا نہ گذرا (مصحفی)
منہ تو تک اپنا تو دیکھ لیوے گا یہ باج مول	یہ بھی ہوا تیل نون لے ہے جسے تول تول (سودا)
منہ تو دیکھو تیری چوٹی کی جو پائے بو باس	نکہت گل پڑی کلپنے ہے ڈسی جاتی ہے (انشا)
نہیں ثانی ترا اے سادہ رو جز عکس آئینہ	سو منہ تو دیکھو ایسا بھی جو وضع سے برابر ہو (بیدم)
منہ تو آئینہ کا دیکھو جو مقابل ہووے	دم میں بہہ جائے خجالت سے وہ یم کی صورت (ذوق)
جب کہا یار سے دکھا صورت	ہنس کے بولا کہ دیکھو اپنا منہ (مومن)

---

[1] ص ۳۱۷ پر بھی موجود۔

منہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے　　خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے　(سوزؔ)

مچھی بھون (مں)= تالاب کہ جو مکان میں بادشاہ کے یا امیر کے یا راجہ کے واقع ہوتا ہے، اسے کہتے ہیں چنانچہ راجگان قدیم نے خطاب مچھی بھون کا تالاب کو دیا ہے اور بعضے مچھی بھون کہتے ہیں سرد خانہ کو:

جس خط میں ان کو لکھتا ہوں بوسے کی آرزو　　سن کر وہ پھینک دیتے ہیں مچھی بھون میں خط　(معروفؔ)

لہریں لیتا ہے پڑا مچھی بھون آئینہ میں　　چوم لے تو بھی بھلا اپنا دہن آئینہ میں　(انشاؔ)

مانگا جو میں نے بوسا ان سے چمن کے اندر　　بولا کہ یاں نہیں چل مچھی بھون کے اندر　(ولہ)

ملماں (مں)= قسم ہے جنس غلہ کی مع روغن اور نمک اور ہیزم جو خرچ میں خوراک کے آتا ہے اور وہ ایک مہینے کا اکٹھا مول لیا جائے اسے ملماں کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح ہیں خاص بیگمات قلعہ معلیٰ کی اگرچہ شہر میں جاری نہیں۔

موم کی مریم (مں)= نہایت نازک ہے گرمی نگاہ سے پگھل جاتی ہے اور ہاتھ لگانے کا تو کیا امکان ہے:

محفل میں تیری شمع بنی موم کی مریم　　پگھلی پڑی ہے اس کی وہ کافور کی گردن　(انشاؔ)

مٹھی بھرنا اور تکی مارنا (مں)= پاؤں دابنے اور چپی کرنی:

کہیے تو مٹھی بھروں کہیے تو تکی ماروں　　لیک تکی سے ہے آرام سوا مٹھی میں　(معروفؔ)

ماچا توڑ (ح)= جس جائے پر جم کے بیٹھے پھر نہ اٹھے:

اب تو وہ جانے کے نہیں بیٹھے ہیں بن کے ماچا توڑ
اپنی سی میں تو کر چکا صاف کہوں ہوں منہ کو پھوڑ　(انشاؔ)

مسیں بھیگتی ہیں (مں)= موچھیں نکلتی ہیں اور آغاز شباب کا ہے:

بھیگتی اپنی مسوں پہ دمبدم پھیرے ہے ہاتھ
ہیں یہی دو چار سو جب دیکھ کر وہ لبسلے　(ولہ)

ہو کیوں نہ تشنہ خوں ہم سے وہ بیکسوں کا　　ہے تیغ کا جو جوہر سبزہ تری مسوں کا　(مصحفیؔ)

منہ پر مہر کر دی ہے (ح)= خاموش کر دیا ہے اور حکم بولنے کا نہیں:

دیکھ اس کے خط کی خوبی لگ جاتی ہے چپ ایسی   گویا کہ مہر کی ہے اس نے میرے دہاں پر (تقی میرؔ)

میں جو بیٹھا ہوں سن کے بس خاموش   اس نے جانے کی کیا سنادی ہے

قطعہ

بوسۂ خال لب نے جس بت کے   مہر منہ پر مرے لگادی ہے (مؤلف)

پوچھے کیا خاک ان آسودگان خاک سے   ہے خموشی کی وہاں عالم فانی پہ مہر (شاہ نصیرؔ)

منہ اتنا سا نکل آیا اور منہ اتر گیا اور چہرہ اتر گیا (مص)= ان تینوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی لاغر اور دبلا ہو گیا اور رنگ و روغن نہ رہا:

آج چہرا ترا اترا نظر آتا ہے حسنؔ   کون نظروں میں تری اے دل غمناک چڑھا (حسنؔ)

تجھے کیا غیر سے تھا کام شب بھر دیکھ آئینہ   چڑھی آنکھیں ہیں اترا ہے منہ طرہ پر شکن کس کا (ممنونؔ)

آنکھیں بھی چڑھ رہی ہیں منہ بھی اترا ہے   کچھ رنگ ان دنوں میں اپنا نکھر رہا ہے (مرتضیٰؔ)

ہوئی بلبل ثنا خوان دہاں تنگ گل کی   کہ فرودین میں غنچہ کا منہ اتنا سا نکل آیا (مومنؔ)

اٹھا وہ رشک مہ کیا پردۂ حائل نکل آیا   جو منہ اتنا سا دو دن میں مہ کامل نکل آیا (مؤلف)

دیکھ کر رم میں شب زہرہ جبیں تیرا منہ   تا سحر شمع کا اتنا سا نکل آیا منہ (سرورؔ مغفور)

اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ پوچھے ہے بار بار   کچھ وجہ بھی کہ آپ کا منہ ہے اتر رہا (تقی میرؔ)

کس کی نظر سے وقت تماشا اتر گیا   منہ آئینہ کا دیکھو تو کیسا اتر گیا (سرورؔ مغفور)

مزے اڑائے اور مزے لوٹے اور چکھے (مص)= لطف اٹھایا، عیش منایا اور سزائیں پائیں:

مزے ان کے اڑا لیکن نہ یہ سمجھیں تو بہتر ہے   کہ خوباں بھی بہت اپنے تئیں عیار کہتے ہیں (تقی میرؔ)

ہمیں رقیبوں سے مل مل کے تم جلاتے ہو   ترستے ہم رہیں اور تم مزے اڑاتے ہو (ذوقؔ)

نظر آئے ہے جبکہ اے وائے ہم کو   کوئی طائر اڑتا ہوا اس کے گھر پر

تو کیا دیکھ کر کہتے ہیں ہم بحسرت   اڑاتے مزے ہم بھی ہوتے اگر پر (جرأتؔ)

ہم ترستے رہیں اور غیر مزا یوں لوٹیں   اے میاں مار ہی ڈالو تو بلا سے چھوٹیں (الہی جانی بیگ)

مزے خوب لوٹو گے کیوں شیخ صاحب   ملیں گے بہشت بریں میں اگر پر (انشاؔ)

کب تک اس غم سے میاں سینہ کو اپنے کوٹیں   ہم ترستے رہیں اور غیر مزا یوں لوٹیں (سوداؔ)

برا کہتا ہے اکثر غیر مجھ کو دیکھنا میں بھی   برائی کا مزہ کیسا چکھاتا ہوں بھلا آوے (معروفؔ)

مدت سے نمک چھڑکے ہے ہر زخم پہ قاتل — ہم چاہ کا چکھتے ہیں مزا دیکھیے کب تک (مسرور)

چھڑانا دل اور ہم سے یوں چھوٹنا — یہ لوپری اوپر مرے لوٹنا (میر حسن)

منہ بنایا (ح) = رونے کی صورت بنائی:

بگڑی جب اس سے اپنی منہ بنا بنا کر — یہ روئے ہیں کہ اسکو ہم نے ہنسا دیا ہے (جرأت)

تصویر سے ترے کیا جانیے، رہتی ہیں کیا باتیں — کبھی ہم منہ بناتے ہیں کبھی خرسند ہوتے ہیں (ممنون)

کیا جانیں تمہیں کس نے یہ بات سکھائی ہے — جب پاس مرے بیٹھو تو منہ کو بنا بیٹھو (برق)

کیا ہم نہیں پہچانتے یہ ساختہ صورت — غصہ سے نمک اور بھی تو منہ کو بنا بیٹھ (مصحفی)

لے لیا بوسہ جو ہم نے پیار سے تصویر کا — منہ بنایا تم نے کیوں تھی آپ کی تصویر کیا (معروف)

خبر دی میری جب دربان اسکو یہ کہ دو آیا — تو پہلے منہ بنایا سوچ کر پھر یہ کہا آوے (مسرور)

دشمنوں سے بگڑ گئی تو بھی — دیکھتے ہی مجھے بنایا منہ (مومن)

سو باریوں تو غیر سے کہتے ہو ہنس ہنس کے بات — کچھ منہ بنا رہے ہو ہماری ہی بار کو (تقی میر)

موئی جوں (ح) = سست قدم اور کاہل وجود:

نبض اب تو ترے بیمار کی ہے یوں چلتی — اس روش سو چلے ہے نہ موئی جوں چلتی (منیر)

شیخ خرقہ میں جب مراقب ہو — گربۂ مسکیں ہے اور موئی جوں ہے (آبرو)

منہ زور (ح) = بیہودہ گو اور بد لگام:

سخت منہ زور ہے اے شوخ ترا توسن ناز — اس پہ کوڑا خم ابرو کا بجا لگتا ہے (شاہ نصیر)

نہ حشری نہ کری نہ منہ زور وہ — نہ بے کہنہ لنگ اور نہ شب کور وہ (میر حسن)

منہ زور بس کہ توسن حسن و جمال ہے — رکھنا لگام زلف سیہ سے محال ہے (تمکین)

عشق کا گھوڑا بہت منہ زور ہے اے مصحفی

ہاتھ میں میرے بھلا اس کی عناں کیونکر رہے (مصحفی)

منہ زور اس قدر ہے کہ تھمتا نہیں ہوس — روکوں سمند عمر رواں کی عناں کو کیا (تقی ہوس)

منہ نہ کھلواؤ (ص) = عیب پوشیدہ کو ظاہر نہ کرواؤ ورنہ رسوائے عالم ہو گے:

کھلواؤ نہ منہ مرا روش غنچہ گلبدن — پہنچے گا راز عشق کا گوش صبا تک (مؤلف)

ل ص ۴۴۴ پر بھی موجود۔

دیکھو ادھر کو میں نے کہا تھا غیروں کو مت آنے دو
چپکے ہو منہ کھلواؤ نہ میرا جانے دو بس جانے دو (جرأت)

منہ نہ ہم جبریوں کا کھلواؤ کسی کو اختیار سا ہے کچھ (تقی میر)

غم ہوا تھا میری راتوں کا جنہیں کس کس دن منہ مرا آپ نہ کھلوایئے اور سو رہیے (میرحسن)

قطعہ
کل کہا تھا میں نے کہ کیوں مجھ سے خفا ہو پیارے
میں نے تقصیر جو کچھ کی ہے سو ارشاد کرو
سن کے جھنجھلا کے کہا منہ تو نہ کھلواؤ میرا
تم سے کل کہتے نہ تھے تم ہمیں آزاد کرو
مجھ کو یہ بات نہ بھولے گی چلو جاؤ ادھر
آشنا اپنا کوئی اور پری زاد کرو (آشنا)

محرم (مس) = اول دوست واقف اسرار، دوم سینہ بند یعنی انگیا:

تری محرم پہ ہو دل شمع رو کیوں کر نہ پروانہ کہ بے چوبے یہ دونوں صورت فانوس میں گویا (شاہ نصیر)

یہ محرم لائق تشبیہ تھا صحمات جو قاتل رسن تو باندھ چلے عاشق بیدل سے ملتے ہیں (ول)

کیوں نہ اس غم سے رہیں زانو پہ سر کو ہم دھرے ہاتھ محرم پر تری صحمات نامحرم دھرے (آتش)

منہ لگایا (مس) = ربط و اخلاص زیادہ کیا اور خلا و ملا اور بے تکلف ہوا:

اس رشک مہ نے منہ جو لگایا ہے تک ہمیں پہنچا ہے آسمان پہ اپنا دماغ عشق (میرحسن)

مسی خوباں جواب عنایت فرمائیں تو کیونکہ نہ رمز کو ہم ان کے پا جائیں
رباعی
یعنی جل جل کے اور غم سے بھس ہو یہ رنگ جماؤ تم تو منہ تم کو لگائیں (جرأت)

مثل نے ناک میں دم لائیں گے مرے منلے منہ لگانے کا مرے آپ مزا دیکھیں گے (مولف)

منہ اتنا لگانہ آینہ کو یہ منہ پہ چڑھا ہوا کھڑا ہے (شاہ نصیر)

بہار حسن کو اے سادہ رو غنیمت جان کہ خط کے آئے کوئی منہ نہیں لگانے کا (فیض)

کس کو خون جگر پلائے گا ساغر مے کو کیوں لگایا منہ (مومن)

یہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد ذرا بھی تم کو کوئی منہ نہیں لگانے کا (فراق)

معشوق اب تو دیکھتے ہو تم کہیں غریب — ٹک منہ لگائے یار تو پھر ہم کو دیکھیے (معروف)

کرے ہے اک عالم کا خوں ہر گھڑی — بہت منہ نہ لگایا کرپان کو (قدرت)

کسی کے خون کا پیاسا ہے کسی کا دشمن جان ہے — نہایت منہ لگایا ہے صنم نے بیڑہ پان کو (مظہر)

مٹی خراب ہے (ص)= تباہ، برباد، خانماخراب، آوارہ و پریشان پڑا پھرتا ہے کوئی خویش و بیگانہ پرسان حال پر اختلال نہیں ہے:

بنتا جو جام بادہ تو ہوتا میں رند شاد — مسجد بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی (ناسخ)

پھرتا ہے گردباد سا آوارہ جابجا — مٹی خراب ہے غرض اپنے غبار کی (عشرت)

اس کوچے سے ظالم تو مجھے لے تو چلا ہے — اے عشق کہیں خوار نہ کیجیو میری مٹی (تقی میر)

منہ بنایا (ص)= رنجیدہ خاطر، آزردہ دل اور خفا ہوا۔ یہ اصطلاح پیشتر لکھی ہوئی ہے:[1]

منہ بنائے کیوں ہے قاتل پاس ہے تیغ نگاہ — باغ میں ہنستے ہیں گل تو منہ بگاڑا چاہیے (ناسخ)

وہ بگڑا ہوا منہ بنائے نہیں اب — میرا کام بگڑا ہی چاہتا ہے (ولی)

میرے قلب باصفا سے جو مشابہ ہے بہت — منہ بنا کر دیکھتا ہے وہ ستم گار آئینہ (ولی)

مٹی دی (ص)= قبر میں دفن کیا، دستور ہے کہ جو مردے گاڑ دیتے ہیں تو واسطے ثواب کے ساتھ والے مٹی قبر میں ڈالتے ہیں اور یہ اصطلاح بھی سابق تحریر ہو چکی ہے:[2]

کل نہ دے گا کوئی مٹی بھی انھیں — آج زر جو کہ دیا کرتے ہیں (ناسخ)

میں مر گیا ہوں تری چشم سرمہ سا کو دیکھ — ذرا تو ہاتھ سے دے آ کے گلبدن مٹی (شاہ نصیر)

منہ میں پانی بھر آیا (ص)= دل بے اختیار چاہنے لگا، خواہش و رغبت زیادہ ہوئی اور دوسرے معنی رشک آنے کے بھی ہیں:

اب ایسے جام میں ساقی شراب ارغوانی بھر — کہ جس کو دیکھ کر زاہد کے آئے منہ میں پانی بھر (جرات)

کیا ہو روکش وقت گریہ میرے چشم زار کے — منہ میں بھر آتا ہے پانی ابر دریا بار کے (مؤلف)

پانی بھر آتا ہے یاں قاتل دہان زخم میں — میان لے لیتا ہے جب منہ میں زباں تلوار کی (ناسخ)

یہ اصطلاح آگے لکھی گئی ہے:[3]

منت بڑھائی (ص)= نیاز جو مانی تھی وہ ادا کی۔ یہ اصطلاح مشہور خاص و عام ہے حاجت تصریح

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۴۱۳ [2] ملاحظہ ہو ص ۴۰۰ [3] ملاحظہ ہو ص ۴۰۹ اور ۴۳۰۔

کی نہیں:

منتیں ہم وحشیوں کی بڑھتی ہیں روز وفات　　طوق ہر سال اور پہنائے کبھو حداد سے　(ناسخ)

مرنے کے بعد اُن کے کٹوائیں بیڑیاں　　آج آپ اپنے کشتے کی منت بڑھا چلے　(احسان)

مشکیں باندھیں یا کسیں (مں)= معروف اصطلاح ہے اور اہل فارس دست بر کتف بستن کہتے ہیں:

گنگار اب جو میرا بال بال آیا نظر ناسخ　　زواپی کا کل مشکیں سے مشکیں میری کستا ہے　(ناسخ)

میرا لہو پئے (مں)= یہ بھی ایک نوع کی قسم ہے:

کہے ہے خنجر قاتل سے یوں گلو میرا　　کمی جو مجھ سے کرے تو پئے لہو میرا　(ذوق)

منت سے یوں کہے کہ ہمارا لہو پئے　　گر پی نہ جائے جلد یہ پر پیالہ شراب کا　(شیفتہ)

اے طپش لو ہو پئے مرا جو تو جھوٹ کہے　　کس سے یہ قاعدہ سیکھا ہے لہو پینے کا　(تقی میر)

منہ کی دکھائی (مں)= دستور ہے کہ دلہن کا منہ عزیز اور اقربا اول دیکھتے ہیں تو اپنے مقدور کے موافق روپے اشرفی زیور دیتے ہیں:

مانگتا ہے پہلے ہی کیوں منہ کی دکھائی دل کو　　دل بھی لے لیجو مگر منہ کہیں دکھلا تو سہی　(معروف)

منہ دکھاتا نہ کسی کو بھی اے غیرت عشق　　غیر دل تجھ کو اگر منہ کی دکھائی دیتا　(مؤلف)

مل گجی پوشاک (مں)= پہنے ہوئے کپڑے:

اس مل گجی پوشاک کی مسکی ہوئی چولی　　ہے لاکھ ادا پکڑی بناوٹ کی برابر　(انشا)

پھایا ہو ہمارے داغ دل پر　　ٹوپی جو تمہاری مل گجی ہے　(ناسخ)

مل گجے کپڑوں میں نکلا اسکے مکھڑے کا یہ روپ　　جس طرح ابر سیہ میں چاند اور اجلا لگے　(جرأت)

مرنا[ل] (مں)= عاشق ہونا، دوم بمعنی مرگ:

میرے مرنے سے موئی اس پر خلق　　میں نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی　(معروف)

بھولے اللہ کو تکفیر اسے کہتے ہیں　　بت پہ ہم مرتے ہیں تعزیر اسے کہتے ہیں　(ناسخ)

پروانہ وار جلنا دستور ہے ہمارا　　اس شمع رو پہ مرنا مشہور ہے ہمارا　(شیفتہ)

منہ چڑھے (مں)= مصاحب، دوست ورفیق ہوئے، اور دوسرے مشہور جمہور و زبان زد خاص و عام ہونے کے بھی ہیں:

ل ص ۳۳۳ پر بھی موجود۔

منہ چڑھیں کیوں نہ مرے دم مژہ پر چڑھ کر   اب تو حضرت دل وقت کے منصور ہوئے   (جرأت)

عیب کچھ بھی ہے آئینہ کا منہ لگانا کچھ نہیں   بے ادب زلف دوتا ہے سر چڑھانا کچھ نہیں   (مؤلف)

میرے ہوتے تیرے منہ چڑھتا ہے دیکھ   ہے بڑا دنیا میں یہ گستاخ سر ہنگ آئینہ   (ناسخ)

مجھ کو پاتا ہے تو تلوار کو نہیں پاتا (مص)= دشمن جان ہے:

ہے عداوت مجھ سے ایسی بت خونخوار کو   مجھ کو پاتا ہے تو وہ پاتا نہیں تلوار کو   (صنعت)

کچھ بھید میں اس کا اے یار نہیں پاتا   جب مجھ کو تو پاتا ہے تلوار نہیں پاتا   (حکیم)

منہ ہے (مص)= کیا تاب وطاقت اور کیا مجال ہے:

گل کا کیا منہ ہے نگارا جو ترا ہو پابوس   باغ میں دست بکف برگ حنا لگتا ہے   (شاہ نصیر)

غیر کا منہ ہے جو لے بوسہ ترا اے ظالم   نیلگوں ہو گئے ہونگے یہ عذار آپ سے آپ   (ناسخ)

سنگ اسود نہیں ہے چشم بتاں   بوسہ مومن طلب کرے کیا منہ   (مومن)

کیا منہ جو کوئی آئے ترے تیر کے منہ پر   یہ ہم ہیں کہ منہ رکھتے ہیں شمشیر کے منہ پر   (تسلی)

محتسب تجھ کو کرے چشم نمائی ساغر   منہ ہے تیرا جو کہے ساقی گلفام کو تو   (شاہ نصیر)

منکا ڈھلکا (مص)= گردن ٹوٹ گئی اور دوسرے سبحہ گردانی کے بھی معنی ہیں:

مرغان قفس سارے تسبیح میں تھے گل کے   ہر چند کہ ہر ایک کا ڈھلکا ہوا منکا تھا   (تقی میر)

نہ گئی تسبیح اس کی نزع میں بھی میرے ہرگز   اسی کے نام کی سمرن تھی جب منکا ڈھلکتا تھا   (ولہ)

اور منکا دانہ سنگ سلیمانی و سنگ غوری وغیرہ کو کہتے ہیں:

جو من کے تھے منکے انھیں کر درست   پھن اپنے موقع پہ چالاک و چست   (میر حسن)

منہ جھلسا (مص)= منہ کو جلا کر سیاہ کیا اور دوسرے رشوت دینے کے بھی معنی ہیں کہ جو چیز جبر سے دی جائے:

بارے مستوں نے ہوشیاری کی   دیکھے کچھ محتسب کا منہ جھلسا   (تقی میر)

جگر کو ضبط اشک گرم نے جو شعلہ رو جھلسا   تو آہ عرش رس نے برق کا گردوں پہ منہ جھلسا   (مؤلف)

مینڈکی کو بھی زکام ہوا (ث)= ادنیٰ شخص بھی آپ کو عالی دماغ سمجھتا ہے اور دوسرے شدت سرما کے بھی معنی ہیں:

نی الشش اب تو یہ کلام ہوا مینڈکی کے تئیں زکام ہوا (جرأت)

موٹھ چلائی یا موٹھ ماری (ص) = سحر و جادو کیا:

اس کا جوڑا جو نہ کھلتا تو دوالی کی رات تا سحر موٹھ ہی تجھ پر دل محزوں چلتی (شاہ نصیر)

دل پہ یوں زخم نہاں تیغ نگہ نے مارا موٹھ جیسے کہ کسی پر کوئی دشمن مارے (جرأت)

مزے کے مارے (ح) = لذت کے باعث اور لطف کے سبب:

حالت ہی اور تھی کچھ مارے مزے کہ اس دم ڈہکا ہائے اپنے منہ کی مجھے ڈلی سے (آشنا)

منہ چاہیے (ص) = ہمت و حوصلہ مردانہ اور دل رستمانہ لازم ہے:

دیکھے سے یک نگاہ جسے غش ہو آئینہ منہ چاہیے ہے اس سے جو روکش ہو آئینہ (مؤلف)

بوسہ کے لینے کو منہ چاہیے سچ کہتے ہو مجھ کو گالی بھی غنیمت ہے جو امداد کرو (آشنا)

مفت بہادی (ص) = جنس گراں قیمت بہت ارزاں فروخت کی:

نہ چھوڑا وقت گریہ ایک بھی لخت جگر تو نے بہادی مفت جنس بے بہا اے چشم تر تو نے (مؤلف)

مار مار کے بچھادیا (ص) = اتنی زد و کوب کی کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا:

اتنا کہا تھا فرش تری رہ کے ہم ہوں کاش سو تو نے مار مار کے آخر بچھادیا (تقی میر)

موتی کی سی آب جاتی رہے گی (ص) = آبرو و عزت برباد ہو جائے گی پھر ہاتھ آنا محال ہے:

اگر آئینہ اس سے روکش رہے گا تو موتی کی سی آب جاتی رہے گی (مؤلف)

مت ڈھلک مژگاں سے میری اب تو اشک آبدار
مفت میں جاتی رہے گی تیری موت کی سی آب (تقی میر)

مکڑانا[1] (ص) = غرور کرنا اور ملاقات کو باعث عار و ننگ جاننا:

میرے رکنے سے یہ چتون میں کہا بس جی بس اب آپ نہ مکڑائے گا (جرأت)

منہ پر مردنی پھر گئی (ص) = آثار موت کے ظاہر ہوئے اور وقت رحلت قریب پہنچا اور حالت نزع طاری ہوئی:

یہ جب یقین ہوا سے مجھ پہ کوئی مرتا ہے تو میرے منہ پہ نکوں مردنی بھلا پھر جائے (جرأت)

بزم میں سے اب تو چل اے رشک حور شمع کے منہ پر تو پھر گئی مردنی (تقی میر)

---

[1] ص ۴۱۹ پر بھی موجود۔

مغز خالی کیا (ص)= سخنانِ بیہودہ و گفتار بے فائدہ سے دماغ کو پریشان اور خاطر کو پراگندہ کیا:

کر مغز نہ خالی دلِ وحشی سے تو ناصح | گر لو یہ ایسا نہیں جور لو پر آوے (جرأت)

منہ ہی منہ میں کہا (ص)= آہستہ آہستہ باتیں کہیں کہ اور کسی شخص نے نہ سنی:

کہا جو تم نے بچشمِ پرُ نم کہ تجھ سے غافل نہیں میں ایک دم
تو منہ ہی منہ میں یہ مسکرایا لگا وہ کہنے کہ یہ بھی دم ہے (ولی)

منت مانی (ص)= نیاز و نذر قبول کی:

قطعہ

ہزار جس کے لیے ہم نے منتیں مانی | سو کیا ستم ہے کہ وہ شوخ بے وفا ہم سے
کبھی دکھائے ہے فال اور کبھی زرلو شگون | کہے ہے دیکھو تو ہوگا وہ آشنا ہم سے (ولی)

منتوں سے گر وہ کہنا مانتا | منتیں ہم مانتے کس واسطے (مومن)

مکڑانا (ص)= کج وضعی اختیار کرنی اور آپ کو دور کھینچنا:

بہت ہر ایک سے مکڑا کے چلا تھا کالا | ہو گیا دیکھ تری زلف سیہ فام سفید (یقین)

کیوں نہ افعی چلے ہر ایک جگہ مکڑا کر | نہ پڑا اس کو تری زلف سیہ فام سے کام (سودا)

چلے ہے ہم سے کیوں مکڑا کے اتنا | ارے سنتا ہے او اکڑ بہت بانکے (امیر)

مغز کھایا اور مغز اڑایا اور مغز خالی کیا (ص)= ان سب اصطلاحوں کے ایک معنی ہیں یعنی مغز کو پریشان اور پراگندہ کیا:

بس شور نہ کر اس قدر اے بلبلِ نالاں | اک خلق کا تو مغز ترے غل نے اڑایا (تسکین)

پند گو میرا مغز کھانے کو | کاش آویں تو ایک دو آویں (حسرت)

مجھیلا پڑا (ص)= قصے اور جھگڑے نے طول پکڑا اور مقدمہ و معاملہ پیچ در پیچ ہو گیا:

ہوتا نہیں ہے یار کا جور و ستم تمام | اس مجھیلے میں کاش کہ ہو جائیں ہم تمام (مصحفی)

کبھی صبا سے کبھی شانہ سے کشاکش ہے | پڑا ہے زلف سے اس کی مجھیلا کیا دل کا (میر حسن)

منہ کیا (ص)= خاطر پاس، جانب اور طرفداری کی:

مرگ نے ہجراں میں چھپایا ہے منہ | تو بھی منہ اس پردہ نشیں کا کیا (مومن)

منہ سے پھوٹو (ص)= کچھ سرگزشت بیان کرو:

۱؎ ص ۴۴۲ پر بھی موجود۔

یہ حالت ہوئی مومن ذرا کچھ منہ سے تو پھوٹو — تمہیں کیا ہو گیا یہ دل دیا کس شوخ کافر کو (مومن)

ہنس بول کے کچھ تو منہ سے پھوٹو — کیا بات ہے قید غم سے چھوٹو (مومن)

کچھ منہ سے پھوٹیے تو سہی کچھ نہیں کہ ہاں — آپس میں جو حجاب کی ہے آڑ توڑیئے (انشا)

منہ خشک ہو گیا (ص)= خائف و ترساں ہوا، ہیبت غالب ہوئی، ہوش و خرد جاتے رہے، رنگ چہرے کا زرد ہو گیا:

عالم یہ دیکھ کر مرے رونے کے تار کا — منہ خشک ہو گیا رگ ابر بہار کا (شیدا)

شعر تر دو ہیں مرے مومن کہ ہنگام جواب — خوف سے منہ اور زبان ہر سخنور خشک ہو (مومن)

مولو دیا (ص)= درویش قلندر مشرب کہ جو ہمراہ مسلمان کے جنازے کے بلند آواز سے کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا چلے:

مردے شو مولو دیئے و تابوت گر — گھیرتے ہیں آن کے سب اس کا گھر (سودا)

مار کٹائی (ص)= زد و کوب و مشت زنی:

زور جو آپس میں دھما دھم ہوئے — مار کٹائی سے وہ بیدم ہوئے (ولی)

مر جانے کی بات ہے اور مر جانے کی جا ہے (ص)= مقام رشک و غیرت ہے:

نہیں کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی — سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جانے کی (فدا)

لئے دل میں کچھ نہ ہو جو میرے غم کھانے کی جا — حیف ایسی زندگی پر ہے یہ مر جانے کی جا (سرور)

منہ بسورنا (ص)= رونے کی صورت بنانی:

کر گریباں چاک یاروں کے حضور — یوں بیاں کرتے ہیں وہ منہ کو بسور (سودا)

مائی باپ (ص)= خداوند نعمت سلامت:

ہائے تھی چیک کہ وہ تو آپ تھی — اپنی تو یارو وہ مائی باپ تھی (ولی)

موذی کا چنگل (ص)= سر پنجہ ظالم:

جس دن سے اس قصائی کے کھونٹے بندھا ہے وہ — گذرے ہے اس طرح اسے ہر لیل و نہار

یہ حال اسکا دیکھ غرض یوں کہے ہے خلق — قطعہ — چنگل سے موذی کے تو بچا اسکو کردگار (سودا)

ملکٹ (ص)= کٹوریاں انگیا کی کہ جس میں پستانیں عورتوں کی پوشیدہ رہتی ہیں:

کیوں نہ پیراہن طاقت کے ہوں ٹکڑے ٹکڑے   دیکھے ملکت تری مرم کے ہیں بن جھول کے خوب (میر سوز)

کچوں کو دیکھ کر ملکت میں مرم کے تال ہے   نہاں غنچہ میں گل ہوتا ہے یہ غنچہ پیگل ہے (مؤلف)

منہ دیکھے کی چاہ (ص)= بظاہر محبت اور باطن میں بے حقیقت:

میری تیری چاہ منہ دیکھے کی ہے جوں آرسی   آنکھ پھیری جس گھڑی پھر کب ہے کا تا تا رہا (تقی میر)

منہ ڈھانکا (ص)= گریہ وزاری کی:

مر گیا تیر نالہ کش بے کس   نے نے ماتم میں اسکے منہ ڈھانکا (ول)

اور دوم منہ چھپانے کے بھی معنی ہیں:

ہوا ہے اب تو یہ نقشہ تیرے بیمار ہجراں کا

کہ جس نے کھول کر منہ اس کا دیکھا بس وہیں ڈھانکا (جرأت)

منہ اٹھائے جانا (ص)= بے غور و تامل راہ چلنا اور کچھ پس و پیش نہ کرنا:

جائے عبرت ہے خاکدان جہاں   تو کہاں منہ اٹھائے جاتا ہے

دیکھ سیلاب اس بیاباں کا   کیسا سر کو جھکائے جاتا ہے (تقی میر)

قطعہ

مٹی عزیز ہوئی (ص)= نعش زمین میں دفن ہوئی اور خاک جسم برباد نہ گئی:

ہوئی اس گلی میں تو مٹی عزیز   ولے خواریوں سے اٹھا ہمیں (ول)

منہ لال کر دیا (ص)= اتنے طمانچے مارے کہ چہرا سرخ اور خون میں آغشتہ ہو گیا:

چمن میں گل نے جو کل دعویٰ جمال کیا   جمال یار نے منہ اس کا خوب لال کیا (ول)

طمانچے مار کر منہ لال اعدا نے کیا اپنا

گلوری پان کی دی یہاں جو گل رخسار کے منہ میں (شوق)

رنگت کو اسکے رخ کی تیرا منہ جو پہنچے تو   اے گل طمانچہ مار کے منہ اپنا لال کر (مؤلف)

مارا مارا پھرتا ہے (ص)= کہیں جائے آرام و قرار نہیں۔ آوارہ و سرگرداں شہر و بیاباں میں پھرتا ہے:

پھروں ہوں جابجا میں بیخود انہ   تجھے ہی ڈھونڈتا رشک قمر رات

کہ جیسے بھول کر رستہ کوئی شخص   پھرے ہے مارا مارا دربدر رات (جرأت)

قطعہ

---

۱ ص ۴۲۳ پر بھی موجود۔

منہ چھپایا (س)= اول پردہ کیا۔ دوم کنارہ کشی اور پہلو تہی کرنے کے بھی معنی ہیں:

آرزوے نظارہ تھی تو نے　　اتنی ہی بات پر چھپایا منہ　　(مومن)

منہ کا نوالہ نہیں (س)= ایسا کچھ سہل و آسان اور نرم نہیں:

تعجیل نہ کرا ے دل آنے تو لگا ہے وہ　　مل جائے گا بوسہ بھی کیا منہ کا نوالہ ہے　　(میرحسن)

منہ کو کلیجا آتا ہے (س)= ضبط غم و غصہ نہیں ہو سکتا، زندگانی خوش نہیں آتی، دل نہایت بے زار ہے:

پند بیجا پر تیری کب تک چپکا رہوں　　ناصحا بس کر کہ اب منہ کو کلیجا آئے ہے　　(معروف)

کیوں کیا دم بھی لیتا پارہ ہائے دل اٹھا ہے　　کیوں کیا درد پنہاں کی کلیجا منہ کو آتا ہے　　(مومن)

منہ کہاں (س)= کیا مجال اور کیا تاب و طاقت:

منہ کہاں یہ جو کہیں آیئے اور سو رہئے　　آپ ہی اٹھ کے چلے جایئے اور سو رہئے　　(میرحسن)

منہ کہاں کا طور کا ہونا تجلی گاہ حق　　مرتبہ یہ اس نے پایا بردباری کے سبب　　(معروف)

مکنا ہاتھی، مکنا دیو اور مکنا مرغ (س)= فیل بے دندان، دیو بے شاخ، مرغ بے خار:

کہکشاں خرطوم ہے بے اشتباہ　　مکنا ہاتھی ہے تیرا چرخ سیاہ　　(مؤلف)

دم مدار آ پہنچے مکنا دیو ہو حضرت جنوں
کانپ اٹھے بس آتے ہی ان کے جہاں کی مینڈنی　　(انشا)

مفلسا بیگ (س)= شخص مفلس اور تہی دست اور فاقہ کش و محتاج:

میم بھی یوں ہی ہے اور نون کے اندر نقطہ　　مفلسا بیگ ہے یہ دلو بھی اور چھوٹی ہے　　(ولی)

مانگ (س)= اول مشہور یعنی طلب کر، دوم بمعنی خط فرق کہ وہ ایک لکیر ہوتی ہے درمیاں میں موئے سر کے:

تیری اس مانگ سے کیا اے بت خونخوار پیدا ہے
شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے　　(آفتاب)

آئینہ لے کر ہاتھ میں اپنے مانگ بت بے پیر نکال
طرفہ تماشا ہم کو دکھا ظلمت میں جوئے شیر نکال　　(منیر)

دکھادو گر مانگ اپنی شب کو تو حشر برپا ہو کہکشاں پر
چنوا جبیں پر کبھی جو افشاں تو نکلیں تارے نہ آسماں پر (شاہ نصیر)

لے آیئنہ مانگ اس نے جو یکبار نکالی ظلمات کی کیا راہ نمودار نکالی (جرأت)

گما ہے مانگ میں دل جا کے اب میں ڈھونڈوں کدھر
کہ آدھی رات ادھر ہے اور آدھی رات ادھر (خطر)

بھری تھی دلوں سے زبس اس کی مانگ بہت دل لیے اس سے شانہ نے مانگ (میرحسن)

زلف جب اس کی گوہر رخ کو وقت سنگھار چرائے ہے
مانگ نکال کے تیر کا نامہ ہاتھوں ہاتھ نکالے ہے (نصیر)

مہم سر کی (ص)= لڑائی کو فتح کیا اور بہت کار دشوار سہل و آسان کیا:

دل میں ترے جو کوئی گھر کر گیا سخت مہم تھی کہ وہ سر کر گیا (جرأت)

جب تک جیے مصیبت غم کی نہ سر سے سرکی سر سے گذر کے آخر ہم نے مہم یہ سر کی (خواجہ حسن)

مٹی ہو گیا (ص)= خراب اور بے رونق ہو گیا، خاک آب و تاب نہ رہی:

ترے گلے میں وہ چمپا کلی ہے سونے کی کہ جس کو دیکھ کے سورج کی ہو کرن مٹی (شاہ نصیر)

یہ جو لپٹی غرض کہ ہو بھٹی گل مختوم ہو گیا مٹی (انشا)

مرنا جینا لگ رہا ہے (ص)= شادی غم توأم ہیں اور حیات بے ثبات کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ دم میں کچھ ہے اور ساعت میں کچھ ہے:

ٹھیرا ہے یہی جو دن ہے بھرنا جینا ایسا مجھ کو تو کیا ہے کرنا جینا
رباعی
جو دم کہ کٹے خوشی سے سو بہتر ہے آخر تو یہ لگ رہا ہے مرنا جینا (انشا)

منہ پر ہاتھ پھیرا (ص)= دھر لیا اور دھمکایا کہ سمجھا جائے گا اور انشاء اللہ تعالے یہ کام کریں گے ہر گز دست بردار نہ ہوں گے۔

میں نے جو کہا اسے یہ رو رو بھر آہ صد حیف کہ دل سے دل نہ ہووے آگاہ
رباعی
وہاں ہاتھ کو پھیرا اپنے منہ پر بولا سمجھوں گا بھلا تجھ سے میں انشاء اللہ (انشا)

منہ اٹھائے جانا (ص)= بے اندیشہ و بے تامل راہ چلنا:

فلک کے ہاتھوں جدھر منہ اٹھائے جاتا ہوں　　اودھر سے جوں گل بازی طمانچے کھاتا ہوں　(معروف)

منہ اٹھائے اس سرائے دہر سے جاتے ہیں لوگ　　پر نہیں اصلا کسی کا دھیان منزل کی طرف　(رنگین)

مانگ[1] سے ٹھنڈی رہے (ص)= سہاگن ہو اور شوہر زندہ و سلامت رہے۔ خدا بیوہ نہ کرے۔ یہ اصطلاح بطریق دعا عورتوں کے لب و زبان پر اکثر آتی ہے۔

منہ چڑانا (ص)= تمسخر کرنا، چھیڑنا، کھجانا اور لب وا کر کے دانت دکھلانے تاکہ اس حرکت لغو ناشایستہ سے طرف ثانی ناخوش اور رنجیدہ ہو۔ اکثر طفلان شوخ شنگ کا یہ رنگ ڈھنگ ہوتا ہے:

کسی کا منہ چڑانا اور کسی کو بے تے کہنا　　معاذ اللہ آپ جب سمجھو کو تب ہوتی قیامت ہے　(انشا)

میں نے جو آئینے میں بلبل کا منہ چڑایا　　ساقی نے کر کے قہقہہ قلقل کا منہ چڑایا　(دل)

مان کرنا (ص)= ناز، غرور و تکبر کرنا اور اپنے ہمسر اور برابر کسی کو نہ سمجھنا۔

ملیا میٹ ہوا (ص)= تباہ، برباد، خراب، خستہ حال، آوارہ و پریشان سرگرداں ہوا۔

مہاراجوں کے راجہ (ص)= بڑے راجوں کے راجا:

مہاراجوں کے راجا لے حسن ذہنوت سے کہتے تجھ کو　　یہی اب دل میں آتا ہے کوئی پوتھی رقم کیجے　(انشا)

مان مہت مجھ سے نہیں اٹھ سکتا (ص)= ناز بے جا اور غرور نازیبا کا بردبار و متحمل زنہار نہیں ہو سکتا۔

مسکی (ص)= چاک ہوئی یہ فقط چولی کے حق میں بولتے ہیں اگرچہ اور مقام و محل پر بھی برتتے ہیں لیکن خوشنما و زیبندہ اسی جگہ پر جانتے ہیں:

وہ اٹھی ہوئی چین پشواز کی　　وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی　(میرحسن)

منہ پھوڑ کر کہا (ص)= راز پوشیدہ کو ظاہر کیا اور کچھ شرم و حیا زمانے کی نہ کی اور بے محابہ و بے تحاشہ کہا۔

مار دھاڑ (ص)= زد و کوب، ضرب و شلاق، جنگ و جدل:

بدکیف اس قدر ہے کہ اس کی گلی کے بیچ　　گاہے صدا سنی نہ بجز مار دھاڑ باندھ　(انشا)

مت ماری گئی ہے (ص)= عقل جاتی رہی، ہوش ٹھکانے نہیں رہے۔ یہ بول چال اہل پنجاب

---

[1] "کوکھ سے ٹھنڈی رہے" اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو ۳۴۱ اور ۳۴۶۔

کی ہے لیکن اہل ہند کے محاورے میں مستعمل ہے۔

مینک (ص)= مردمک چشم کہ جسے آنکھ کی پتلی کہتے ہیں اور نور دیدہ کے بھی معنی ہیں:

وہ افعی کی سیہ گولی کہ آتی جس سے پینک ہے — سویدا دل کا افعی کی آنکھوں کی مینک ہے (مؤلف)

میرے منہ سے چاہتے ہیں (ح)= میری خاطر سے اور میرے باعث سے الفت کرتے ہیں۔

مرداریاں (ص)= چھپکلیاں:

شیخ صاحب کی ہیں دو ابروئیں پیوستہ یوں — سر ملاکر جس طرح لڑتی ہیں دو مرداریاں (مؤلف)

مٹکنا سا ہے (ص)= چھوٹا سا اور بہت خوبصورت ہے۔ یہ اصطلاح بیگمات قلعہ معلے کی ہے۔

مرچ ہے (ص)= شوخ و شنگ، تیز و تند، فتنہ انگیز، شرارت خیز اور نہایت گرم مزاج ہے:

لب پہ ہاں جس کے خیال بوسہ سے بت خال ہے — اف قیامت مرچ ہے جو رخ پہ اسکے خال ہے (ولی)

مغز کے کیڑے اڑادیئے (ص)= دماغ پریشان و پراگندہ کیا اور دوران سر پیدا ہوا:

نازک دماغ سن کے صدائے شکست دل — کہتا ہے میرے مغز کے کیڑے اڑا دیئے (ولی)

ماموں (ص)= سانپ کالا۔ دستور ہے کہ عورتیں بسبب خوف و وہم کے رات کے وقت سانپ کا نام نہیں لیتی ہیں یا تو ماموں یا رسی کہتی ہیں:

آو مانی جان یہ دھڑکا کیسا دل میں بیٹھ گیا — موا سا اک ماموں جیسا گھر کے بل میں بیٹھ گیا (انشا)

مجھ کو پیٹے (ص)= میرا ماتم کرے اور میرا سوا منہ دیکھے۔ ان دونوں کے ایک معنی ہیں اور دوسرے یہ ایک انداز کی قسم بھی ہے:

قطعہ

میں کہا دل میں درد ہے میرے — ہنس کے کہنے لگا خدا نہ کرے
پھر جو کچھ دھیان آگیا تو کہا — مجھ کو پیٹے اگر دوا نہ کرے (تاباںؔ)

میرے ہی سر کی قسم ہے نام جانے کا نہ لو — مجھ کو پیٹو آج اگر تم اپنے گھر جاؤ رہو (انشا)

مزاج والے (ص)= مردم پر حکمت اور مغرور و متکبر:

غلام ہم تو ہیں ایسے مزاج والوں کے — کسی کے ساتھ کسی ڈھب کی جن کو راہ نہیں (ولی)

مکا (ص)= گھونسہ اور مشت دست:

اے دیو سفید سحری کاش تو توڑے — ایک مکے سے خور کی شب دیجور کی گردن (ولی)

خیال نوک مژگاں کمال ابرو ہے تکا سا　　کہ جوڑے کا تصور دل پہ ایک ماسے ہے کاسا　(مؤلف)

منہ کے بل گرا (ص)= اوندھا گرا اور خطائے صریح سرزد ہوئی اور چشم خلایق میں سبک اور ہلکا ہو گیا اور رتبہ بلند مائل طرف پستی کے ہوا:

سمجھ ایسے غرور میں ہے یہ خلل کہ گرے نہ الجھ کے کہیں منہ کے ہی بل

بس اب اس سے بھی آگے تو بڑھ کے نہ چل تجھے رفعت عرش علا کی قسم　(انشا)

منہ کے بل تو بھی گرا تھا شعلہ اسکے نور کا　　گر عصا ہوتا کف موسیٰ میں نخل طور کا　(شاہ نصیر)

منہ کیل دیا (ص)= از روئے سحر و ساحری زبان و دہن کو شخص بدگو کے برا کہنے سے بند کیا تاکہ بدخواہی اور بدگوئی اور غیبت نہ کرے:

کہتا ہے چاک در سے کیوں تو نے آ کے جھانکا　　ہے جی میں کیل دیجئے منہ اسکے پاسباں کا　(شاہ نصیر)

اور زبان کیلنے کے بھی یہی معنی ہیں:

لے کے میرا نام در میں مت دبا آہن کی کیل

میں ہوں تیرا دوست ظالم توزباں دشمن کی کیل　(ظفر)

ماتھا کوٹا (ص)= افسوس کیا اور دوم یہ ایک حسن و ادائے معشوقانہ بھی ہے کہ اکثر ان سے سرزد ہوتے ہیں:

مستعد اٹھنے پہ بیٹھا تھا میرے گھر سے وہ رات　　بوندیں پڑنے لگیں اور ابر سا کچھ چھایا

تب لگا کوٹ کے ماتھے کو یہ کہنے ہے ہے　قطعہ　مجھے رہنا ہی پڑا تھہر یہ کیسا آیا

کیا برسنا تھا اسے میرے ہی گھر جانے کے وقت　　اے ددا کس لئے بادل یہ نگوڑا آیا　(انشا)

مصحفی مر ہی گیا دیکھ کے میں اس کی ادا　　جب ہتھیلی سے کل اس شوخ نے ماتھا کوٹا　(مصحفی)

میری جان گئی (ص)= دم جسم سے نکلا اور بہت تکلیف و درد ہوا:

پہلے تو دختر رز بات مری مان گئی　　پھر میں چھیڑا تو کہا ہاے میری جان گئی　(طالب)

مل گئے کی بات ہے (ص)= کچھ تلاش و جستجو نہیں مساوات ہے:

اسکو تو غیروں سے صحبت گرم دن اور رات ہے　　ہم سے اب صاحب سلامت مل گئے کی بات ہے　(ساحل)

میں جانوں یا میرا جی جانے (ص)= جس پر جو مصیبت گذرتی ہے وہی جانتا ہے۔ غیر کیا

آگاہ اور واقف ہو:

کیا پوچھتے ہو تم میرے احوال کو یارو — جو مجھ پہ گذرتی ہے سو میں جانوں میراجی (نثار)

مروڑ (مس)= پیچ و تاب و خم اور بل:

پرچھائیں اپنی چال کی تو منہ کو موڑ دیکھ — گردن کی یہ لچک یہ کمر کی مروڑ دیکھ (انشا)

مٹ بھیڑ (مس)= راہ میں دوچار اور مقابل ہونا:

مٹ بھیڑ ہو رستے میں مری تنک دعا سے — منہ پھیر دے ادھر کو جو تاثیر دعا کا (مصحفی)

منہ تھتھانا (مس)= رنجیدہ خاطر اور آزردہ دل ہونا اور صورت خفگی کی بنانی اور چین جبیں پر ڈالنی:

پر جو اتنا یہ منہ تھتھایا ہے — نہ ملوگے نہ اور کیا ہوگا (تقی میر)

اب جو یوں تم نے منہ تھتھایا ہے — پھر نہ بولو گے ہم سے کیا صاحب (مصحفی)

موڑ دیں (مس)= پھیر دیں اور منعطف کیں:

موڑ دیں صف کی صفیں اک آن میں اے مصحفی — اس صف مژگاں نے اپنا جس طرف کو رو کیا (ولہ)

تیس دے کے بل دوش پر موڑ دیں — دو باگیں سی شبدیز پر چھوڑ دیں (میرحسن)

محرمات (ح)= وہ کپڑا کہ جس پر سر سے پاؤں تک جال پشت ماہی گوٹے کا بنا ہوا ہو اور لہر اور گوکھرو سلما ستارا تیر تار ٹکا ہوا ہو:

نامحرموں کے آگے نہ آیا کرو میاں — پاجامہ اس پھبن سے پہن محرمات کا (مصحفی)

مزہ پڑا ہے (مس)= عادت اور خو ہو گئی ہے:

نصیحت کیا کام آتی ہے ہوم کی خدا حافظ — مزہ تجھ کو پڑا ہے دیدۂ خونبار رونے کا (ولہ)

منہ اٹھ گیا (مس)= بے عزم و قصد و ارادہ چلے گئے:

منہ اٹھ گیا جدھر کو ادھر کو چلے گئے — آوارگان شوق کو منزل کی کیا خبر (ولہ)

منہ موڑ دیا (مس)= شکست دی اور روگرداں کیا:

ابروسے کہہ میاں نہ کرے تیغ رانیاں — منہ موڑ دیں گی ورنہ میری سخت جانیاں (ولہ)

منہ لال ہو جائے گا (مس)= طمانچے منہ پر لگیں گے:

ابھی دو چار کے منہ لال ہو جائیں گے محفل میں — بنا کر کر دیا آگے میرے ایک پان کا ٹکڑا (شاہ نصیر)

برابری کا تیرے گل نے جب خیال کیا   صبا نے مارے طمانچوں کے منہ کو لال کیا (محروق)

بگزومت آپ نے دیکھا نہیں کٹوار کا منہ   لال ہو جائے گا ورنہ ابھی دو چار کا منہ (مصحفی)

مول سے بیاج پیارا ہوتا ہے (ث)= بیٹے کی اولاد زیادہ عزیز ہوتی ہے اور مال سے حاصل وفائدہ مال کا بہت پیارا لگتا ہے:

ہے سوا جان سے مجھ کو وہ نگارا لگتا   مول سے بچ ہے کہ بیاج پیارا لگتا (مؤلف)

مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں حلوا مانڈے سے کام (ث)= کسی کو نقصان جان و مال ہو تو ہوا اپنے فائدہ سے مطلب، اسے خود غرض کہتے ہیں۔

من بھائے منڈیا ہلائے (ث)= باطن میں رغبت والفت اور اقرار اور ظاہر میں نفرت وانکار:

میرے طرف تک دیکھنا ہائے ہائے   مثل ہے کہ من بھائے منڈیا ہلائے (حیرت)

موئی بچھیا بامن کے نام (ث)= ناقص چیز کو خدا کی راہ میں دینا روا اور بہتر نہیں۔

مان کا پان بہت ہے (ث)= منت و سماجت اور خاطر داری سے اگر کوئی شخص کسی کو تھوڑا بھی تواضع کرے تو لازم اور مناسب یہ ہے کہ اس کو بہت سا سمجھے اور بے عزتی سے جو زیادہ تر حاصل ہو تو اسے خاک سے کمتر جانے۔

مورکھ کی ساری رین اور چتر کی ایک گھڑی (ث)= شخص نادان واحمق کی صحبت سے تمام رات میں وہ لطف ولذت حاصل نہیں ہوئی جو مزہ کہ ایک گھڑی میں مرد دانا سے اٹھتا ہے۔

ملا کی دوڑ مسجد (م)= مرد نیک کی رسائی اللہ تک ہے کہ وہ اس کے در کو چھوڑ کر کسی کے دروازہ پر نہیں جاتا۔

منہ کا میٹھا پیٹ کا کھوٹا (ث)= ظاہر میں دوست باطن میں دشمن، روبرو تعریف اور غائب میں ہجو کرے۔

مفلسی میں آٹا گیلا (م)= تہی دستی و آمد کم اور اصراف زیادہ اور دوسرے معنی مفلسی میں نقصان و ضرر ہونے کے بھی ہیں۔

منہ مانگی موت (م)= جو آدمی چاہتا ہے وہ نہیں ملتا جو کچھ کہ خواہش الٰہی ہوتی ہے وہ ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ نفع اور نقصان اسی کے اختیار میں ہے۔

مزہ اٹھایا(مص)= لطف حاصل ہوا اور دوسرے سزا پانے کے بھی معنی ہیں:

چاہیے دیوے اس کو ایسی سزا — کہ وہ اس بات کا اٹھائے مزہ (انشا)

مکے لات(مص)= جنگ و جدل اور زدو کوب ہاتھ اور پاؤں سے:

اور اس سے زیادہ جھوٹ ہے بات — آٹھویں روز ہو گئی مکے لات (ولہ)

منہ ہاتھ ٹوٹے(مص)= لڑائی اور مار کٹائی ہوئی:

کیوں قضائی میں ہاتھ منہ ٹوٹیں — مرغ دونوں لکیر پر چھوٹیں (ولہ)

مزے میں آگئے(مص)= سرمست بادۂ ہوا و ہوس ہوئے:

وہاں مجھ کو زبردستی گئی سوجھ — مزے میں آکے بدمستی گئی سوجھ (ولہ)

مل دل ڈالا(مص)= ملا اور پیسا:

گرچہ مل دل کے ہو گیا قرمز — نہ اٹھایا پر اس نے سر ہرگز (ولہ)

مکھیوں کا چھتا(مص)= کثرت اور ہجوم مگس:

اب درختوں پہ جتنے چھتے ہیں — شہر کی مکھیوں کے چھتے ہیں (ولہ)

ماسارنگی اور بابا طنبورا(مص)= ڈومنی اور ڈوم کا زائیدہ:

شریک نطفۂ حلت جہاں مستحق صبورا ہو — خصوصاً جسکی ماسارنگی اور بابا طنبورا ہو (ولہ)

مرنجے کی اذان کون سند کرتا ہے(مص)= عورت کا سخن محل اعتبار نہیں ہوتا اور اس واسطے کہ اللہ جل شانہ نے ان کو ناقص العقل و فتنہ پرداز فرمایا ہے۔

میرے بڑھاپے پر کرم کیجئے(مص)= رنج و تکلیف نہ دیجیے اور ستایئے نہیں، لطف و مہربانی فرمایئے:

تو انگلی کاٹ کر دانتوں سے اور تھنے پھلا اپنے — لگے کہنے بس اب میرے بڑھاپے پر کرم کیجے (انشا)

مبہوت(مص)= دیوانہ از خود رفتہ کہ جسے بد و نیک میں اصلا تمیز نہ ہو:

انشا بتا اب اور قوافی کہ جس کو سن — بول اٹھے واہ عاشق مبہوت کی شبیہ (ولہ)

میرے والی(ح)= اے میرے مالک اور خاوند، وارث اور صاحب:

نت ہنسی اور خوشی ہی رہے انشاء اللہ — میرے والی وہ کسی چیز سے لاچار نہ ہو (ولہ)

دل سے میں مجبور ہوں کیا اے میرے والی کروں
دل کے در پے ہیں بتاں کب تک میں رکھوالی کروں (رنگین)

میاں صاحب (ص)= جناب عالی اور حضرت سلامت:

دم آخر میری بالیں پہ آؤ گے تو کیا ہوگا — میاں صاحب جو دو آنسو بہاؤ گے تو کیا ہوگا (جرأت)
ٹک تو ٹھہرو اجی میاں صاحب خدا کے واسطے — اب چلے جاتے کدھر ہو سامنے آ کے مرے (مصحفی)

مزاج کدھر آیا (ص)= رغبت و میلان طبع کس طرف ہوئی:

یہ سنا میں نے کہ تیرا عاشق پر آیا مزاج — اے بلا گرداں میں تیرے یہ کدھر آیا مزاج (محبت)

مچھندر (ص)= شخص بد وضع اور واہی:

دیکھ کل ان کی طرف شیخ رہا تو بولے — خوبی قسمت کی ہوا ہم پہ مچھندر عاشق (انشا)

منہ میں تنکا لیا (ص)= عجز کیا اور امان جان کی چاہی اور خائف و ترساں ہوا:

نہ تاب روکشی جب جذبۂ دل سے ہوئی اسکو — لیا آخر کو تنکا کہربا نے یار کے منہ میں (شوق)

منہ میں پانی بھر آیا (ص)= رشک آیا، نہایت رغبت اور بہت خواہش ہوئی۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے:

گنڈیری نیشکر کی دی جو ہم نے یار کے منہ میں
بھر آیا دیکھ کے پانی غنچۂ گلنار کے منہ میں (شوق)

من منا دیا (ص)= موافق مرضی کے راضی اور خوشنود کر دیا:

تو لے مول ہمت کو بھائے یک نگہ اس کا — غلام بیوفا نکلے تو اسکا من مناروں میں (ہمت)

منہ سنبھالو (ص)= زبان درازی اور بیہودہ گوئی نہ کرو:

منہ سنبھالو گالیاں مت دو بس اب چپکے رہو — اپنی چڑ ہے اس طرح کا یار ہر دم اختلاط (انشا)

میگھ راگ (ص)= فرشتہ جو حاکم ہیں باد و ابر پر اور حکم تا ہے وہ ان پر اللہ کی طرف سے۔ نام ہے اس کا رعد اور تازیانہ ہے اس کا برق:

یہ جل ترنگ نے پھیلا دی آگ پانی پر — کہ جل کے گر پڑے خود میگھ راگ پانی پر (انشا)

ماند (ص)= کہنہ، بے رونق اور بے آب و تاب:

اس آئینہ رو کا کروں کیا بیاں　　صفا راکھ سے اور چمکے وہاں
کرے حسن کو کوئی کس طرح ماند　　چھپے ہے کہیں خاک ڈالے سے چاند　(میر حسن)

کیا جو کھیت آ کے چاندنی نے مراو اپنی یہ چاند نکلا
کہ ماہ کنعاں بھی جسکے آگے جو خوب سوچو تو ماند نکلا　(انشا)

ملے پنج (ص)= اسپ پیر و کہن سال کہ باعث دیرینہ سالی نمود سیاہی کی دانتوں میں نہ رہی ہو:

ہے اس کی بدر کابی سے شش و پنج　　کہ ہے یہ ابلق گردوں ملے پنج　(مؤلف)

منہ زور (ص)= بدزبان کہ جو کچھ منہ میں آئے سو کہے اور پاس ولحاظ نہ کرے اور دوسرے معنی گھوڑے کے عیب کے:

نہ حشری نہ کمری نہ شب کور وہ　　نہ ہے کہنہ لنگ اور نہ منہ زور وہ　(میر حسن)

منہ سنبھالو (ص)= سخن بیہودہ اور لغو کلام نہ کرو:

شگون کا اعتماد کیا ہے خموشی ہے یہ زباں درازی
ہمارے رونے پہ مت ہنسا کر سنبھال منہ اے چراغ اپنا　(انشا)

مسُوسنا (ص)= بسبب صدمہ کے دل پر ہاتھ رکھنا اور صبر و جبر اختیار کرنا:

بیٹھے ہیں دل کو ہم تو مسوسے ہوئے یہاں　　تو جان اسکو دیکھ تجھے جس نے غش کیا　(ولی)

مہرا (ص)= کہار اور حمال، یہ اصطلاح پورب والوں کی ہے:

کہتی ہے ابر گہربار جسے خلق خدا　　تیری سرکار میں بھرتا ہے وہ مہرا پانی　(شاہ نصیر)
اس پریزاد کے جی صدقے کہاروں جس نے　　میری ڈولی میں لگا دیجیو مہرا پردہ　(انشا)

میٹھے ہیں (ص)= اس اصطلاح کے دو معنی ہیں۔ اول شیریں زبان و عزیز از جان، دوم بزدل و نامرد کہ جو ہر کس و ناکس کے سخت و سست کلام سن کر خائف و ترساں ہو اور خاموش ہو رہے اور جواب ترش و تلخ نہ دے:

اس منھ سے پن پہ میٹھے کس قدر ہیں شیخ جی　　تو ند تم ان کی نہ سمجھو ہے وہ مشکار اب کا　(انشا)

مر مٹے (ص)= مر کے بے نام و نشاں اور بے نمود ہو گئے:

زلزلہ لایا ہے جسم مضمحل کا اضطراب　　مر مٹے پر بھی گیا اپنے نہ دل کا اضطراب　(انشا)

---

[1] ص ۴۴۲ پر بھی موجود۔

منڈ (مں)= سردار، سرگروہ:

انشا نے سن کے قصہ فرہاد یوں کہا   کرتا ہے عشق چوٹ تو ایسے ہی منڈ پر   (انشا)

منہ پر مہر کردی (مں)= حکم گفتگو نہیں، خموشی ہے:

اس غزل نے ایک پری پیکر کی انگوٹھی اتار   کی دہان سعدی شیرازی و خاقانی پہ مہر   (ولہ)

میکشی کیا ہو کہ عکس طوق قمری ساقیا   ہے دہان شیشہ سرو گلستانی پہ مہر   (شاہ نصیر)

مہر کی کلام اللہ پر (مں)= قسم کھائی اور عہد و پیمان کیا محکم:

بوسۂ خط کب لیا میں نے جو تو کرتا ہے قتل   کرکے اے ظالم کلام پاک ربانی پہ مہر   (ولہ)

منہ پھٹ (مں)= شخص دہن دریدہ، زبان دراز، بیہودہ گفتار و بے لحاظ:

لے کے رہ جائے گی اپنا سا دم گفتار منہ   گل ہے منہ پھٹ مت لگائے عندلیب زار منہ   (مؤلف)

زہے وہ معنی قرآن کہے جو تو واعظ   پھٹے دہن کے تئیں اپنے کر رفو واعظ   (سودا)

لطیفہ بن کہے جو چیں لے سو کیا امکان   کبھی دبے نہ وہ شہزادیوں سے یہ منہ پھٹ   (انشا)

موچھوں پر تاؤ دینا (مں)= آپ کو بہادر اور شجاع عالم سمجھنا اور غرور و تکبر و نخوت کی راہ سے آپ کو دور کھینچنا اور عزم بالجزم کرنا:

جو معرکہ میں رزم کے دیوے کھڑا ہو   موچھوں پہ تاؤ شیر نیستاں کے سامنے   (انشا)

اور دوسرے معنی ہیں موچھوں پہ ہاتھ پھیرنے کے۔

منہ چڑھنا (مں)= زبان زد خاص و عام ہونا اور دوسرے معنی روکش و مقابل ہونے کے بھی ہیں:

نہ طفل اشک کے منہ چڑھ تجھے کہتا ہوں اے ناصح   ہے یہ تو شوخ ناداں ناقباحت فہم اتراسا   (انشا)

منہ سے پھول جھڑتے ہیں (مں)= نہایت حسن تقریر و خوش گفتار اور شیریں سخن فصاحت انگیز و بلاغت آمیز ہے:

گالیاں سینکڑوں ہر بات میں اب دینے لگے   دیکھو جھڑتے ہیں کیا منہ سے مرے یار کے پھول   (سلیمان)

جب کرے ہے ترے دہن کا بیاں   منہ سے غنچہ کے پھول جھڑتے ہیں   (سعادت)

پژمردہ کیوں نہ رشک سے ہو دیں چمن کے پھول
جھڑتے ہیں منہ سے وہ مرے غنچہ دہن کے پھول   (مؤلف)

مدھ پہ جوبن کے چڑھی ہے (ص)= سرمست بادۂ حسن و جوانی ہے:

مدھ پہ جوبن کے چڑھی ایسی ہی تھی وہ تو کہ بس
آگئی نشہ میں دیکھ اپنی پھبن آئینہ میں (انشا)

مزاجداری (ص)= خاطر کو ملحوظ رکھنا اور ہر امر میں فرماں برداری:

کب تک میں بھلا رہوں شب و روز تیری ایسی مزاجداری میں (دلی)

میرے سامنے آسکتے ہیں (ح)= کیا تاب و طاقت اور کیا مجال ہے جو مقابل اور رو کش ہو:

مجھ سے اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہیں منہ تو دیکھو وہ میرے سامنے آسکتے ہیں (انشا)

مار مار رکھنا (ص)= ناچار جبر و صبر اختیار کرنا:

خیال زلف بتاں جب کہ یار رکھتے ہیں تو اپنے دل کو بہت مار مار رکھتے ہیں (شاہ نصیر)

موجیں مارو اور موجیں کرو (ص)= خرم، شاد و آباد ہو اور عیش و طرب کرو:

لو فقیروں کی دعا ہر طرح آباد رہو خوش رہو موجیں کرو، تانے رہو شاد رہو (انشا)

ملولے (ص)= حسرت و ارمان:

باغ جہاں میں گرچہ کچھ ہم نے پھل نہ پایا ایک دل ملا کہ جس میں ہیں سینکڑوں ملولے (سودا)

مات ہوا (ص)= اول مشہور یعنی شطرنج کی کشت و مات، دوم بمعنی خجلت و ندامت و شرمندگی:

زلفیں ہی دیکھ کر نہ خجل رات ہو گئی مکھڑا جو کھل گیا تو سحر مات ہو گئی (اسد)

مرنا (ص)= اول مشہور، دوم عاشق و مبتلا و مفتون ہونا:

مرو تم پری پر وہ تم پر مرے ذرا مجھ سے اب ہٹ کے بیٹھو پرے (میر حسن)

میرے مرنے سے مرے اس پر خلق میں نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی (معروف)

گذر اسکا ہے کوے غیر میں جی سے گذرتا ہوں رقیبوں پر وہ مرتا ہے ستم ہے جس پہ مرتا ہوں (مؤلف)

منکا ٹھنکا (ص)= تسبیح اور سمرن دانہ ہائے سلیمانی و غوری کے اور عقیق و بلور کے کہ اکثر بینوا اور آزاد فقیر ہاتھ میں اور گلے میں پہنتے اور اوڑھتے ہیں:

منکا ٹھنکا سیلی تاگا ہو گیا بس ہنت سب آہ کی دھونی سے لے کر سب جلایا بسترا (انشا)

ماتھا کوٹنا (ص)= حیران و ششدر اور تعجب کیا۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے[1]:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۴۲۶۔

لگے کہنے ماتھا کوئی اپنا کوٹ ستارا پڑا ہے فلک پہ سے ٹوٹ (میرحسن)

مردوا (س)= مرد بیگانہ اور اور شخص غیر:

پس وہ گیا مردوا شور رہا غش ہوا بھایہ گیا گدگدا جس کو تیری ران کا (انشا)

یہ اصطلاح بیگمات کی ہے:

کسی نے کہا دیکھیو اے بوا کھڑا ہے کوئی صاف یہ مردوا (میرحسن)

مردوا مجھ سے کہے ہے چلو آرام کریں جسکو آرام وہ سمجھے ہے وہ آرام ہو لوج (انشا)

محلی (س)= خواجہ سرا کہ جو در حرم پر بادشاہی پر متعین رہتا ہے اور خدمت نظارت سلطانی سے سرفراز و ممتاز ہوتا ہے:

ایک محلی پر دوگانا نے خفا ہو کر کہا کیا کرے تجھ کو بھلا کوئی ارے سوکھے اونھ (انشا)

منہ نہ کھلواؤ (س)= راز مخفی کو آشکارا نہ کرو کہ باعث رسوائی اور سبب بدنامی کا ہوگا:

جوں غنچہ صبا منہ نہ میرا چھیڑ کے کھلوا ہے لطف خموشی تو تبسم سے زیادہ (شاہ نصیر)

میری طرف بھی دیکھنا (س)= میرا بھی پاس و لحاظ اور خاطر کرنا:

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا (مومن)

مس کرنا (س)= ہم آغوش و ہمدوش ہونا اور دست اندازی کرنی:

لگے کہنے کہ میرے دامن کو نہیں اب تک کیا کسی نے مس (انشا)

جامہ سے اپنے باہر یکبار ہوگئے وہ مس کرنے میں جو ہم سے چولی انھوں کی مسکی (معروف)

جب وقت ہم آغوشی اس شوخ کو میں مسکا لہجائے نزاکت سے ایک شور تھا بس بس کا (شیفتہ)

منہ پر برستی ہے (س)= ظاہر و آشکار و عیاں ہے:

منت و عجز سے وہ من تو گئے ہیں لیکن خفگی منہ پہ برستی ہے ابھی تھوڑی سی (معروف)

منہ پر ہاتھ پھیرا (س)= جتایا اور آگاہ کیا کہ انشاءاللہ سمجھوں گا اور بدلہ لوں گا:

پھیر کر منہ پہ وہ ہاتھ اپنا د لا محفل میں کس سے کہتا ہے وہ ہر بار بھلا یاد رہے (انشا)

منہ دیکھے کی الفت (س)= محبت ظاہری:

دو اور ہیں جو رکھتے ہیں منہ دیکھے کی الفت مرمٹتے ہیں اک بات پہ ہم چاہنے والے (جرأت)

منہ پر کہنا خوشامد ہے (مں)= ظاہر و باطن بہمہ صفت موصوف ہے۔ حاجت بیان کی نہیں:

منہ پہ تو کہنا خوش آمد ہے یہ تو لعل و گہر　　پائی رنگت اور چمک تیرے لب و دندان میں　(جرأت)

میٹھی نظریں (مں)= نگاہ لطف و محبت:

کبھی تیکھی نظروں سے گھائل کیا　　کبھی میٹھی نظروں سے مائل کیا　(میرحسن)

میٹھی نظروں سے وہ کیا دیکھے مجھے　　اس پری کی آنکھیں ہیں بادام تلخ　(ناسخ)

جو پھر دیکھوں تجھے لوگوں میں میٹھی میٹھی نظروں سے

تو اے شیریں زباں منہ میں جو کچھ آوے سو فرمانا　(جرأت)

موتی ٹھنڈے ہوے (مں)= آثار و علامت سحر ہونے کے ظاہر ہوئے ہیں:

سحر ہونے کے دھڑکے سے ہمارا ہے بدن ٹھنڈا　　ہوا ہے موتیوں کا ہار تیرا سیمتن ٹھنڈا　(ثابت)

منہ پر ناک نہیں (مں)= بے غیرت، بے حیا اور بے شرم ہے:

آگے اس گل کے دعوئ خوشبو　　باغباں گل کے منہ پہ ناک نہیں　(ناسخ)

منڈلاتے پھرتے ہیں (مں)= ادھر کے ادھر اور ادھر کے ادھر پڑے پھرتے ہیں لیکن پہنچ نہیں سکتے ہیں:

کچھ کردیاں سے تو اب یار نہیں جانے کے　　ہم جو پھرتے ہیں ترے کوچے میں منڈلائے ہوئے　(موزوں)

مان (مں)= تکبر، نخوت اور غرور حسن:

خط آئے پہ یہ حسن نہ یہ مان رہے گا　　ایسے میں اگر ملیے تو احسان رہے گا　(ہاتف)

منہ موڑنا (مں)= کنارہ کشی، پہلو تہی کرنا اور شریک حال پر ملال نہ ہونا:

قاتل اگر کہے کہ سکتا ہی چھوڑیو　　خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑیو　(حسن)

منہ دیکھتا رہ گیا (مں)= حیران و خاموش رہ گیا:

سودا ہمارا یار سے نظروں میں ہو گیا　　منہ دیکھتے ہی کتنے خریدار رہ گئے　(سودا)

مجھ کو باتوں میں لگا کیا جانے وہ کیا کہہ گیا　　لے گیا وہ بہرے دل منہ دیکھتا میں رہ گیا　(آبرو)

چاک کرتی ہیں کتان سینے کو غش میں آ گئے　　اس مہ کامل کا منہ سب دیکھتے ہی رہ گئے　(شاہ نصیر)

مسکنا (مں)= چاک ہونا کپڑے کا:

اندام گل پہ ہونہ قبا اس مزے سے چاک　　جوں خوش قدوں کے تن پہ مسکتی ہیں چولیاں　(سودا)

مال مست (ص)= مخمور شراب، دولت اور سیم وزر پر مغرور:

خیریت چاہے تو سیدھی چال چل او مال مست　　گرتے ہیں نشہ میں چلتے ہیں اگر مخمور کج　(ناسخ)

مرگ چھالا (ص)= پوست آہو کہ اکثر فقیروں کے صرف میں آتا ہے:

غم ہوا اس درجہ مجھ وحشی کی صورت دیکھ کر　　جو ہرن تھا خشک ہو کر مرگ چھالا ہو گیا　(ولہ)

نہ ائے آپ جوگی جی ابھی ہم بھی جو چاہیں تو　　بچھا کر مرگ چھالا بیٹھ لیں بے لاگ پانی پر　(انشا)

میٹھا (ص)= اول شیریں، دوم سست رفتار، سوم شخص نامرد، چہارم زہر ہلاہل یعنی سم الفار جس کو ہندی میں سنکھیا کہتے ہیں:

گالیاں تو گو لب شیریں سے تو نے دیں مجھے　　پر نہ میٹھا زہر دینا اے بت مہ وش مجھے　(منیر)

شوق سے حلوے کو تو میٹھا سمجھ　　پر نہ میٹھے زہر کو میٹھا سمجھ　(رنگین)

کلام شیریں پہ مت جا تو اہل دنیا کے　　بنام زہر ہلاہل بھی ہووے ہے میٹھا　(سودا)

کیوں اس لب شیریں کی باتوں پہ تو جاتا ہے　　گو زہر ہوا میٹھا لیکن کوئی کھاتا ہے　(ولہ)

جو میٹھی بوئی چلے جس زمیں پہ اسپ ترا　　تو اس زمیں سے شکر جائے خاک ہو پیدا　(مؤلف)

میٹھے کھٹے کو جی چاہتا ہے (ص)= وصل وہم آغوشی اور ہمبستری کو دل چاہتا ہے:

روکے پھیکے کڑوے کسیلے ہوتے ہو جو ہم سے تم
چاہے ہے جی میٹھا کھٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب　(انشا)

منہ پایا (ص)= رضامندی اور اجازت پائی:

ہائے کیا گستاخ غیروں کو کیا　　کیوں نہ بوسہ لیں کہ منہ پانے لگے　(جرأت)

ملے دلے (ص)= مساس کیے ہوئے۔ جس کو اہل ہند ہتھ پھیرے کہتے ہیں۔ سند اس کی ہائے ہوز میں مشروحا اور مفصلا رقم کی جائے گی:

آئے تو ہو کہیں سے لیکن ملے دلے تم　　کیا ہو جو پھر میرے بھی لگ جاؤ اب گلے تم　(طپش)

میرا صبر اور خدا کا قہر (ص)= یہ بھی ایک طرز کی بددعا ہے۔ جہاں انسان کا کچھ اختیار اور قابو نہیں چلتا تو اس موقع پر یہ سخن زبان پر لاتے ہیں:

جی میں آتی ہے سو طرح کی لہر   بس میرا صبر اور خدا کا قہر   (تقی میرؔ)

مجرا کیا (ص)= اول آداب و تسلیمات بجالایا۔ دوم، رقص سماع کے بھی معنی ہیں:

ارادہ تھا بھی مدت سے میرا   کریں یہ سامنے حضرت کے مجرا   (جرأتؔ)

مار اتارا (ص)= دشمن کو قتل کیا، شکست دی اور غالب آئے:

سر تن سے میرے تو نے ستمگار اتارا   آخر کو محبت نے مجھے مار اتارا   (دلؔ)

شب سر سے جو زلفوں کا سیہ مار اتارا   کس پیچ سے عالم کے تئیں مار اتارا   (شوقؔ)

ماہی مراتب (ص)= لوازمات جلوس بادشاہی، حقیقت اس کی یہ ہے کہ ایک مچھلی طلائی اور چھر از زریں آفتاب کا بنا ہوا و چوبوں پر آویختہ کیا ہوا و آدمی ان کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ہاتھی پر سوار ہوتے ہیں اور بادشاہ کی سواری کے آگے چلتے ہیں:

غرض یہ بات ہے اندھیر کی نظر آئی   جو...کر دی تھیں وہ اور تھیں دو شالہ کاہی

ستم ہی پاوے جو ...... مراتب وماہی   غضب ہے جھنکے مادہ ہی ہوگئی پھر واہی

حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی   (جرأتؔ)

منہ پر کچھ پیٹھ پیچھے کچھ (ص)= بظاہر دوست اور باطن میں دشمن:

منہ پر تو اور ہیں یہ اور پیٹھ پیچھے کچھ ہیں   عشاق دید ہووے کون آئینہ رخاں کا   (شاہ نصیرؔ)

میٹھی زبان (ص)= شیریں سخن و خوش گفتار:

دم میں مر جاویں عدو شیریں ہو گر تیری زباں   کام میٹھے زہر کا کرتی ہے یہ میٹھی زباں   (معروفؔ)

دے جواب تلخ جس کو چاہے اے شیریں دہن
تلخ کاموں سے دلے میٹھی زباں درکار ہے   (دلؔ)

مکان بدلا (ص)= دستور ہے کہ واسطے شگون حصول صحت کے مریض کو ایک مکان سے دوسرے مکان لے جا کر رکھتے ہیں:

اے بدگمان تیرا کچھ بھی گمان بدلا   تیرے مریض غم نے سو جا مکان بدلا   (مصحفیؔ)

منہ بولتی (ص)= تصویر باتیں کرتی ہوئی۔ یہ حد مبالغے کا ہے حسن تصویر کے:

پہنے ہوئے آیا ہے وہ جوڑا جو سنہرا   گویا کہ ہے منہ بولتی تصویر طلا کی   (جرأتؔ)

نقش طلسم ہے بت عیار کی شبیہ منہ بولتی خدا نے یہ تیار کی شبیہ (جرأت)

مسکرانا (ح)= تبسم کرنا:

بوتا ہے کوئی رونا چشم ترکا یاد ہے مسکرانا بھی لب زخم جگر کا یاد ہے (مؤلف)

آئی نظر کل ایک مرقع میں ناتواں مجنوں سے بھی فزوں کسی بیمار کی شبیہ
قطعہ
تو ہنس کے مسکرا کے کہا چتونوں میں یوں لو تم بھی دیکھ لو یہ ہے سرکار کی شبیہ (جرأت)

مارے مارے پھرتے ہیں (مں)= کہیں ٹھکانا اور جائے آرام و قرار نہیں۔ آوارہ خراب پھرتے ہیں:

قرار اک جا نظر آتا نہیں ہے بیقراری سے
گل بازی کی صورت پھرتے ہیں کیا مارے مارے ہم (جرأت)

منہ پھرایا (مں)= صورت سے بیزار ہوا:

جب آئینہ سے اس نے منہ اپنا پھرالیا آئینہ جب سے دیدۂ بے نور ہو گیا (مصحفی)

مات کیا (مں)= شرمندہ، خجل، منفعل اور نادم کیا:

زلفوں نے تیری پھینکی ہے خورشید پر کمند رخ نے ترے کیا ہے مہ چار دہ کو مات (ولہ)

معراج (مں)= رتبہ بلند کا انتہائی ہے اور نہایت درجہ کا ہے کہ زیادہ تر اس سے تصور نہیں کیا جاسکتا ہے:

اک نالہ پہ ہے معاش اپنی ہم غریبوں کی ہے یہی معراج (مصحفی)

مار ذبح کیا (مں)= قتل و غارت کیا:

ہم کو تو مار ذبح کیا اس کے ہجر نے قاصد تو کہہ کہ لایا ہے قاتل سے کیا خبر (ولہ)

موتی کے ریلے میں بہادیا (مں)= کچھ حقیقت نہ سمجھی اور ناکارہ محض اور بے قدر و قیمت جانا اور ادنیٰ تصور کیا:

کہہ نہ تو مصحفی کے وصف میں یہ کیا ہی بیتیں مجھے لکھادی ہیں
قطعہ
اس نے تو ایسی سینکڑوں غزلیں موتی کے ریلے میں بہادی ہیں (مصحفی)

مکھیاں بھنکتی ہیں (مں)= نہایت مبتذل اور خراب ہے اور کوئی پرسان حال نہیں ہے اور گرم

بازاری حسن کی سرد ہو گئی ہے کوئی خریدار نہیں رہا:

طعنہ زن ہو اور انگبیں لب کے ۔۔۔ کھیاں بھنکیں شکریں لب پر (مومن)

ملنسار (ص)= ہر ایک سے ملنے والا اور محبت والفت کرنے والا:

دل میں ہر دم تری یاد آئے ہے کوئی ایسا ۔۔۔ یاد میں اپنی ملنسار نہ دیکھا ہم نے (معروف)

موتیا بند (ح)= آزار نزول کہ پردۂ چشم میں واقع ہوتا ہے بظاہر پر نور اور باطن میں چشم کور:

چشم ہے پر نظر آتا نہیں اصلا تجھ کو ۔۔۔ موتیا بند ہے کیا نرگس شہلا تجھ کو (مؤلف)

موتیا بند اپنی جب سے ہو گیا اک آنکھ میں
جوں صدف روتے ہیں روز و شب گہر اک آنکھ سے (معروف)

مکا مارا (ص)= مشت زنی کی:

جب کہ وہ دست حنابستہ مجھے آتا ہے یاد ۔۔۔ کوئی مکا سا کلیجے پر لگے ہے مارنے (ولہ)

یہ اصطلاح سابق میں تحریر ہوئی ہے[1]۔

مرنے تک کی بھی فرصت نہیں (ح)= بہت کم فرصتی ہے ایک دم کاروبار سے بیکار اور خالی نہیں:

یہاں تک دیکھتے ہیں روز و شب تیرے مریضوں کو
کہ مرنے تک کی بھی فرصت نہیں ہے اب طبیبوں کو (معروف)

مال پچا (ص)= قبضہ و تصرف میں رہا:

بو اس کی غنچہ نے جو چرائی تو کھل گئی ۔۔۔ کیونکر کسی کا مال کسی کو بھلا پچے (ولہ)

مٹھ بھیڑ (ص)= راہ میں مقابلہ، مجادلہ اور رو کشی ہونی:

کٹ کر گریں گے راہ میں مشتاق علقے سے ۔۔۔ مٹھ بھیڑ اگر ہو گئی اس تیغ بکف سے (تقی میرؔ)

منہ سے مہابا ہے (ص)= خاطر سے خاطر اور محبت سے محبت ہے۔

منہ سے سنا چاہتے ہیں (ص)= برا سننے کو اور گالیاں کھانے کو جی چاہتا ہے:

کیوں نہ ہم آپ کا آئینہ رخاں منہ دیکھیں ۔۔۔ تم بھی تو دل سے پہ آئین صفا چاہتے ہو
قطعہ
ہم بھی ہمدردہیں کیوں ہم سے کرتے ہو تم ۔۔۔ صاف کہہ دو کہیں کچھ منہ سے سنا چاہتے ہو (شاہ نصیر)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۲۵۔

منہ پڑی (مں)= بات زبان زد خاص و عام ہوئی اور راز مخفی افشا ہوا:

حدیث شکوہ میاں منہ پڑی خرابی ہے کہاں تلک کوئی اپنی زباں کو بند کرے (مصحفی)

منہ چڑھنا (مں)= مقابلہ اور مجادلہ سے پیش آنا:

ہم نہ کہتے تھے منہ نہ چڑھ اسکے درد کچھ عشق کا مزہ پایا (میر درد)

مجنوں کا ٹیلا (مں)= گرد نواح شاہجہاں آباد میں ایک (پہاڑ کا) ٹکڑا ہے کہ مجنوں کا ٹیلا مشہور ہے۔ شاید کوئی فقیر مجنوں نام وہاں مسکن پذیر ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب:

بید مجنوں سا کانپتا تھا وقت مرگ میر کو رکھیو مجنوں کے یاں ٹیلے پر (تقی میر)

منہ چھوٹا اور بات بڑی (مں)= شخص کمینہ و کم حوصلہ اور از روئے نخوت و غرور لاف و گزاف کی بزرگانہ گفتگو کرے:

اے غنچہ دہن بڑھ کے مجھے تو نہ دے دشنام منہ چھوٹا سا بات اتنی بڑی مل بے تری درج (سید)

مر مر کے دن گذارے ہیں (مں)= بصد محنت و دشواری اور بہزار مشقت اپنے اوقات گذارے کئے ہیں:

عجب تھے سخت کہو اے سنگدل ہمارے دن جو ترے ہجر میں مر مر کے یہاں گذارے دن (شاہ نصیر)

کیا سرگذشت کہئے مصیبت کی ہم نشیں مر مر کے روز ہجر کو ہم نے بسر کیا (تقی ہوس)

منہ دیکھو (مں)= کیا تاب و طاقت یارا اور مجال:

ہونٹوں میں جو کی میں نے طلب بوسہ تو ناگاہ نظروں میں جتایا مجھے یوں گھور کسی نے

منہ دیکھو کہ ایسی کوئی یاں کر سکے جرأت کیا دخل جو پایا ہو یہ مقدور کسی نے (جرأت) قطعہ

مرگ مارا (مں)= اول ہرن مارنے کے معنی ہیں، دوم جو اللہ تعالےٰ فرزند نرینہ عطا فرماتا ہے تو اس کا والد بزرگوار چھٹی کی رات کو سقف خانہ میں واسطے نیک شگون کے تیر مارتا ہے اس کو اہل ہند کی اصطلاح میں مرگ مارنا کہتے ہیں:

وہیں پھر شاہ نے یہ رسم کی واں چھپرکھٹ پر قدم رکھ ہو کے شاداں

ادا کر حرف بسم اللہ سارا کمان و تیر لے کر مرگ مارا

نمودار اس طرح تھا سقف میں تیر فلک پر کہکشاں کی جیسے تحریر (شاہ نصیر)

مصحفی چاہ زنخداں میں گرا ہے تیرے کھا کے دو غوطے مرو ہے جو وہیں جائے ڈوب (مصحفی)

مت کہیں (ح)= خدانخواستہ اور مبادا:

غم میں اس کے مرزا اتنا نہ رو مت کہیں رو رو کے ان آنکھوں کو کھو (سودا)

کون اب یہاں تیری غمخواری کرے مت کہیں تیری یہ غم خواری کرے (رنگین)

منہ پر کی ساری باتیں ہیں (مص)= روبرو مہر و محبت ہے اور پیٹھ پیچھے عداوت اور نفرت ہے، حاضر اور غائب یکساں نہیں:

اپنی بھی نظر میں سب یہ گھاتیں ہینگی ہاں تم ہو رقیب اور راتیں ہینگی

رباعی

کہتے ہو جو تم کو میں بہت چاہوں ہوں منہ پر کی میاں یہ ساری باتیں ہینگی (انشا)

مسوسنا (مص)= دل و جگر کو بزور تھام رکھنا اور جبر سے صبر گوارا کرنا اور حرف شکوہ و شکایت لب پر نہ لانا:

لیجے لب خیال سے بوسے کہاں تلک بیتاب دل کو کوئی مسوسے کہاں تلک (مؤلف)

کیا کیجے کہ بن بولے رہا ہی نہیں جاتا اللہ کہاں تک کوئی اس دل کو مسوسے (انشا)

دیوے دعا وغیر کو جب مجھ کو کوس کے رہ جاؤں کیوں نہ اپنا کلیجا مسوس کے (سرور مغفور)

مغز کھایا (مص)= گفتار بیہودہ سے مغز کو پراگندہ و پریشان اور دماغ کو مغز کیا:

ناصح یہ نصیحت نہ سنا میں نہیں سنتا بک بک کے میرا مغز نہ کھا میں نہیں سنتا (محبت)

منہ دھو رکھو (مص)= امید منقطع کرو اور توقع نہ رکھو، دست بردار ہو:

کوئی دل مانگے تھا تو کہتے تھے ہم منہ دھو رکھو سو یہ کہتے کہتے اب اشکوں سے منہ دھونا پڑا (جرأت)

اٹھاؤں خواب سے کیا کیا کہوں دلبر سے منہ دھو لے

وہ کب سویا نہ ہوگا وصل اشک تر سے منہ دھو لے (دارا)

مہندی تو پاؤں میں نہیں لگی ہے (مص)= آتے کیوں نہیں عذر اور بہانہ جوئی اور حیلہ سازی کیوں کرتے ہو:

مہندی تو سراسر نہیں پاؤں میں لگی ہے تو بہر عیادت جو صنم اٹھ نہیں سکتا

قطعہ

بیمار ترا صورت تصویر نہالی بستر ترے سر کی قسم اٹھ نہیں سکتا (شاہ نصیر)

مطلع صاف ہو گیا (مص)= ابر بر طرف ہو گیا، آسمان نیلگوں نظر آنے لگا اور دوسرے معنی کثرت خلائق کے کم ہونے کے اور میدان خالی رہنے کے بھی ہیں:

نور مہ کو شب تہ ابر تنک کیا لاف تھا — ہاں اس گھڑی کے اٹھ جاتے ہی مطلع صاف تھا (ممنون)

ابر کو ہم چشمی مژگاں کے میرے لاف تھا — آکے دو ایک ہی جھونکوں میں مطلع صاف تھا (شاہ نصیر)

حسن پر اپنے ہر ایک مہ پارہ گرم لاف تھا — گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا (میر حسن)

ن

نبضیں چھٹ گئیں (مص)= نبضیں ساقط ہو گئیں اور وقت مرگ نزدیک پہنچا:

دونوں ہاتھوں کی چھٹ گئیں نبضیں — خالی ہاتھ آتے نامہ بر کو دیکھ (معروف)

آہ لاحق عشق کے جب سے یہ بیماری ہوئی — بارہا نبضیں چھٹیں اکثر غشی طاری ہوئی (مشتاق)

دل وحشی نے جو لیلیٰ منش بر پا قیامت کی — تو نبضیں چھٹ گئیں تا رگ سنگ ملامت کی (مؤلف)

تری قاتل بھووں پر چھوٹتی ہیں کیا مری نبضیں
کہ خنجر غش میں آکر چشم گوہر بند کرتے ہیں (ناسخ)

نالہ بھرا جو یاد میں میں نے شمیم یار کی — نبضیں گلوں کی چھٹ گئیں بوے سمن نے غش کیا (آتش)

ہاتھ آکے اطبا کیوں ہیہات پکڑتے ہیں — جن کی کہ چھٹیں نبضیں کب رات پکڑتے ہیں (ظفر)

نبضیں چھٹ جاتی ہیں جب ہجر کسی کا ہے مجھے — یاد آتا ہے کہ بس چل چھوڑ دے ویں مجھے (جرأت)

احوال کچھ نہ پوچھو کہ کل نبض پر مری — رکھتے ہی ہاتھ چھٹ گئیں نبضیں طبیب کی (ولہ)

نبضیں جناب حضرت عیسیٰ کی چھٹ گئیں — لی جبکہ نبض عاشق دلگیر ہاتھ میں (میر ممنون)

نہ چھوٹا جو اسیر عشق قید دام گیسو سے
کہ اسکی آج نبضیں چھٹ گئیں کہہ دو یہ گھر دو سے (مؤلف)

ناک چنے چبوائے (مص)= بہت عاجز اور تنگ کیا اور نہایت تکلیف دی:

خال بینی اس کا ہردم یاد مجھے دلواتا ہے
دیکھیے یہ دل کیا کیا یارو ناک چنے چبواتا ہے (معروف)

کیوں نہ دم ناک میں جو لینے مرا ہر دم آئے — گندمی رنگ نے ہیں ناک چنے چبوائے (مؤلف)

نادان کی دوستی جی کا زیاں (ث) = مشہور و معروف ہے کچھ شرح و بیان کی حاجت نہیں:

رباعی
رونا ہر پل وبال جان ہے جی کا — اب حال خراب مردماں ہے جی کا
رسواکن خلق کو دک اشک ہوا — نادان کی دوستی زیاں ہے جی کا (مؤلف)

ناخن میں ہے (ص) = کچھ دشوار و مشکل کام نہیں ہے۔ خوب واقف و آگاہ ہیں:

شور چاک جیب مجنوں ہے تو جنوں میں ہے — کار دست قیس لیلیٰ اپنے ناخنوں میں ہے (ولہ)
کیوں نہ تو فلک پر روشنی کی دھن میں ہے — یہ تیرا یکدست ناخن یار کے ناخن میں ہے (ولہ)
میرے ناخنوں میں ہیں تجھ سے کئی چار ہزار — اپنی کیا تیغ سے ہر دم توڑا تا ہے مجھے (میرحسن)
تیشہ سے کوہ کن کے کیا طرفہ کام نکلا — اپنے تو ناخنوں میں اس طور کا ہنر تھا (تقی میر)

نامی چور (ص) = وزد نامور و مشہور:

دست قاتل سے حنا کا رنگ اتارا چاہیے — ہے یہ نامی چور کا فر اس کو مارا چاہیے (شاہ نصیر)

نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی (ث) = جب پیر ہوئے اور طاقت گناہ کرنے کی طاق ہو گئی تو توبہ کی:

رباعی
معروف تو چاہتا ہے کعبہ جاکر — حج کرکے یہاں کہلائے حاجی آکر
سنکر یہ قصد اسکا رنگیں نے کہا — بلی چلی حج کو نو سو چوہے کھاکر (رنگیں)

نگاہ نیچی کی (ص) = شرمندہ، نادم اور خجل ہوا:

ہم سے تو نگاہ نیچی کرلی — اور غیر سے یوں آنکھ لڑاتا (تقی میر)

نگاہ مخمور کس کی ساقی ہر اک گل پر پڑی ہوئی ہے
نگاہ نیچی کیے ہوئے جو چمن میں نرگس کھڑی ہوئی ہے (مؤلف)

نشہ میں چور (ص) = سرمست و سرشار:

ابھی مخمور ہوں مجھ کو نہ چھیڑو — نشہ میں چور ہوں مجھ کو نہ چھیڑو (نہال)

نشیلی آنکھیں (ص) = چشمان خمار آلودہ:

منعکس آئینہ میں ہیں وہ نشیلی آنکھیں — یا ہیں دو ساغر مے سامنے میخواروں کے (معروف)

نشہ میں چور (ص) = بے خود و بے ہوش۔ یہ اصطلاح بالا رقم ہو چکی ہے[1]:

---

[1] قبلا تحریر نہیں ہوئی ہے۔

نشہ میں چور ہو اور ہاتھ میں مینائے پرے ہو
ہمارے گھر میں گر وہ جلوہ گر یوں ہو تو بہتر ہو (سرور)

نشہ میں چور تھے اور ہاتھ میں تھے جام لیے   آپ گل زوری آتے تھے سرانجام لیے (ثروت)

نہال کیا یا نہال ہوئے (ص)= سرفرازی بخشی:

کہتے ہیں اس کا کوچہ ہے رشک باغ جنت   سو ہم بھی خوب واں سے ہو کر نہال آئے (جرأت)

رہے وہ گل چمنستان دہر میں شاداب   دکھا کے سرو سا قامت کیا نہال مجھے (ناسخ)

اے دل اس کا نام غفور الرحیم ہے   جو دم میں لے ہے سارے جہاں کو نہال کر (سرور)

نظروں میں بھانپا (ص)= بچشم غور و تامل دیکھا اور نظارہ جمال با کمال کیا:

دیکھوں تو یوں وہ کہہ کے لگے منہ کو ڈھانپنے   کمبخت پھر لگے مجھے نظروں میں بھانپنے (جرأت)

نقش بٹھایا (ص)= وہ حکم جاری کیا جو یادگار عالم رہا اور دل پر خلائق کے نقش کالحجر ہو گیا

گو سیہ رو ہیں و لے صفحۂ ہستی پہ دلا   جوں نگیں بیٹھے تو ہم نقش بٹھا کر اٹھے (مؤلف)

شب ہجراں میں تو دنیا سے اٹھا جاتا ہوں   دل عشاق پہ یہ نقش بٹھا جاتا ہوں (جرأت)

نام دھرنا (ص)= برا کہنا:

کوئی کہتا ہے وحشی اور کوئی کہتا ہے دیوانہ   تری الفت میں مجھ کو لوگ کیا کیا نام دھرتے ہیں (ولی)

نبل (ص)= کمزور، بے کس و بے یار:

زلف تیری کرے نہ کیوں کر بل   جان کرائے میاں نبل مجھ کو (ولی)

نک پلک (ص)= از سر تا ناخن پا:

نک پلک کج کے اکڑ کر نہ ہمیں دھمکاؤ   ایسے دیکھے ہیں بہت ہم نے تو ٹیڑھے بانکے (ولی)

نصیبوں کا لکھا (ص)= کم بختی اور بد نصیبی اور گردش طالع کی:

اس ستم کیش نے یہ اپنے نصیبوں کا لکھا   خط بھی لکھا تو سلام اس میں رقیبوں کا لکھا (مومن)

سخت کم بختی ہوئی یہ بھی نصیبوں کا لکھا   غیر کو خط نامہ بر نے چیر کر دکھلایا (ولی)

یہ بھی لکھا نصیب کا جو لے کے اس نے خط   قاصد ترے قلم ہی کیے بید رنگ ہاتھ (شہ نصیر)

نظر ہوئی یا نظر لگی (ص)= چشم بد کا اثر ہوا:

میرے تغیر رنگ کو مت دیکھ — تجھ کو اپنی نظر نہ ہو جائے (مومن)

کہیں دکھانے پھبن وہ ادھر ادھر نہ لگے — مجھے ڈر ہے کسی کی اسے نظر نہ لگے (ظفر)

رورو کے آنکھ اپنی نہ جو تا سحر لگی — کیا جانے وصل یار میں کس کی نظر لگی (جرأت)

کہا جو میں نے کہ رخ کو ترے قمر نہ لگا — بگڑ کے کہنے لگا چل ادھر نظر نہ لگا (احسن)

نظر لگے نہ کہیں اسکے دست و بازو کو — یہ لوگ کیوں مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں (غالب)

نصیب پھرے (ص)= طالع خفتہ بیدار ہوا اور دولت یاور ہوئی اور اقبال مددگار:

اس نے نامہ لکھا نصیب پھرے — نامہ بر کیا پھرا نصیب پھرے (مومن)

نرمولوں (ص)= صرف و فقط اور تنہا بے یار و یاور:

تو تو معشوق ہے تجھ کو تو بہت عاشق ہیں — غم انھوں کا ہے جو وہ جان سے نرمول گئے (میرحسن)

نصیبا (ص)= تقدیر الٰہی:

اس کو جس شخص سے الفت ہے خدا کاش کے نے — اس کی قسمت مجھے اور میرا نصیبا اس کو (معروف)

نظر کا ٹونکا (ص)= دستور ہے کہ جو کوئی کسی کی نگاہ بد کے اثر سے بیمار ہو جاتا ہے تو پلکیں نظر لگانے والے کی لے کر آگ پر جلاتے ہیں کہ اس عمل سے اکثر تاثیر عین الکمالی برطرف ہوتی ہے:

نہیں چشم سے کی پلکیں خوباں نے پر جلادیں — از بس پلک جلانا ہے ٹونکا نظر کا (معروف)

نیند اچٹ گئی (ح)= خواب جاتا رہا اور پلک سے پلک نہ لگی:

لگتی چلی تھی آنکھ کہ اتنے میں مصحفی — بولا جو مرغ صبح مری آنکھ اچٹ گئی (مصحفی)

ندان (ح)= مدام، دوام اور ہمیشہ:

عشق کی برق کو نہیں ہمہ سوز — مصحفی پر ندان پڑتی ہے (ولہ)

رہی ہے یاد جو اس چشم کی ندان لگی — تو آنکھ صورت نرگس نہ اک آن لگی (شاہ نصیر)

رہ گئے ململ کے خاصے جو تھے تھان — سو قلکاری بھی ہووے وہ ندان (انشا)

نصیب کی خوبی (ص)= بدنصیبی و گردش بخت واژوں:

مجھ سے تم پھر گئے بایں خوبی — یہ بھی خوبی میرے نصیبوں کی (مصحفی)

نکیلا (ص)= خوش قطع اور خوب طرز:

ہے گرچہ سرو گلشن اے قمری نکیلا — لیکن عجب روش کا اپنا ہے یار بانکا (شاہ نصیر)

کھب گئی جی میں تری بانکی ادا — اے نکیلے یہ تھی کہاں کی ادا (سودا)

نکیلا پن کہو اس کا نہ کیوں نظر میں چبھے — کہ جس کی نوک مژہ نیش سی جگر میں چبھے (معروف)

نکلا ہی پڑتا ہے (ح)= پوشیدہ نہیں رہتا ظاہر و عیاں ہوتا ہے اور جامہ سے اپنے باہر ہوا جاتا ہے:

کیا کہوں حسن و لطافت جلتے شبنم سے ہائے — نکلا ہی پڑتا ہے وہ گورا بدن مہتاب سا (مصحفی)

نصیبا (س)= قسمت: یہ اصطلاح سابق تحریر ہو چکی ہے[1]:

درد و غم کو بھی ہے نصیبا شرط — یہ بھی قسمت سوا نہیں ملتا (ولہ)

نیچی نظر کی (س)= منفعل و خجل ہو گیا:

آ گیا میں سامنے اس کے تو وہ — دیکھ مجھے نیچی نظر کر گیا (ولہ)

نظر بند (س)= قید خفیہ کہ بظاہر وارستگی حاصل ہو اور باطن میں محبوس رہے:

میری آنکھوں سے باہر کیوں کہ جائے — کہ طفل اشک اثر ہے نظر بند (ولہ)

پھنسا دام نگہ میں اس کے دل جا — جن آنکھوں کا ہے اک عالم نظر بند (جرأت)

نظر کھا گئی (س)= اثر نظر بد نے کام تمام کیا:

سرو سا خاک میں اے مصحفی میں مل گیا — کھا گئی کیا جانے کس کی نظر میرے تئیں (مصحفی)

نیند اڑ گئی (س)= خواب سے چشم آشنا نہ ہوئی:

آنکھ سے نیند اڑ گئی یا رب — آنکھ جب سے لگی نہ آنکھ لگی (معروف)

جب وہ زانو ہوا جدا سر سے — اڑ گئی نیند بالش پر سے (مؤلف)

نوشتہ (س)= سر نوشت جو کاتب تقدیر نے روز ازل میں خیر و شر واسطے انسان کے تحریر کیا ہے:

نوشتہ کو میرے مٹاتے ہیں رو رو — ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں (سودا)

ننانوے کا پھیر (س)= از روئے افزونی حرص و ہوس زیادہ کرنا مال و زر کا:

ننانوے کے پھیر میں یا رب نہ کوئی آئے — ہوتی ہے خلق اس کے سبب بیشتر حریص (معروف)

نظر میں چبھا (س)= منظور نظر اور پسند خاطر ہوا:

بلا سے نشتر مژگاں اگر جگر میں چبھے — الٰہی پر نہ کسی کی کوئی نظر میں چبھے (ولہ)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۲۶۔

نظر پھر گئی (س)= چشم لطف نہ رہی، دل بیزار اور طبع برگشتہ ہو گئے:

جس روز سے یہ تجھ سے مری آنکھ لڑی تھی　　کمبخت میں اس دن کو ستمگر نہیں پاتا
اب کیا ہو تیری یہاں نظر آ کے ہی گئی پھر　　جب دیکھے ہے تو مجھ کو تو خنجر نہیں پاتا　(مصحفی)
قطعہ

نیارئیے ہیں (س)= ہر کام میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں اور دانائے روزگار ہیں اور نیک و بد کی شناخت میں تمیز کرتے ہیں اور کسی کے دام فریب میں گرفتار نہیں ہوتے اور نیاریا اسے کہتے ہیں جو سیم و زر باہم آمیختہ کو گداختہ کر کے جدا کرے:

اوضاع ڈھونڈ ڈھانڈ کے یاروں سے سیکھیے
ہوتے نہیں جہان میں ہم سے نیارئیے　(انشا)

نتھارا (ح)= آب درد آمیز کو صاف و بے غش کیا:

ہو آب میں کدر تو ٹھہر جائے تک ایک
دل میں کدورت آئے تو کیوں کر نتھارئیے　(دل)

ناک چوٹی گرفتار (س)= صاحب غیرت و مغرور اور نازک مزاج اور دماغ دار:

کہا دل نے مرے دیکھی جو وہ مانگ　　کہ ہے یہ رات آدھی کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش میرے ہو گئے تار　　ہوا میں ناک چوٹی خود گرفتار　(دل)

دیکھ آئینہ میں منہ اپنا خریدار نہ ہو　　ناک چوٹی میں بس اپنی بھی گرفتار نہ ہو　(دل)

نظروں میں گھٹ گیا (س)= سبک ہو گیا، عزت و توقیر نہ رہی:

ترے پہلو سے جو مجلس میں بنے جاتے ہیں　　شمع رو نظروں میں جوں شمع گھٹے جاتے ہیں　(سودا)

نگوڑا (ح)= کمبخت و تنہا اور بے یار و غمگسار۔ یہ محاورہ بیگمات قلعہ معلے کا ہے:

ان کے دو مجھ سے کبوتر کے جوجڑے اڑ گئے
تو یہ بولے کیا کیا ہے ہے نگوڑے اڑ گئے　(انشا)

نشہ لے اڑا (س)= شدت کے سکر نے عقل و ہوش پراگندہ کر دیئے:

لے نشہ میں جو تجھے یوں قدح بنگ اڑے　　تو نہ کیوں سبز پری بن کے سرا نگ اڑے　(دل)

نیند اڑ گئی (س)= جاتی رہی۔ یہ اصطلاح سابق ازیں تحریر ہو چکی ہے[1]:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۷ ۴ ۳۔

اپنے کوٹھے پہ رہے شب کو کہوں ہوائے کاش
یوں میری نیند اڑی دوں کو تیرا چنگ اڑے (انشا)

نیندڑیاں (ص)= خواب راحت:

ہووے ملاپ گاہے ان سے تو شام ہی سے
آنکھوں میں ان کی جھک جھک نیندڑیاں آئیاں ہوں (ولہ)

نساجال (ص)= تمام رگیں سراپا کی:

تک نساجال ان رگوں کا دیکھ تو انشا بھلا کس کے کیا نقشے ہیں اس صانع نے نس کی نس کی نئیل (ولہ)

نذر پکڑی (ص)= نذر گذرانی اور پیشکش کی:

کیا ان سے ملوں عید کے دن نذر پکڑ کر ہوں سامنے ایک بچہ جن نذر پکڑ کر (ولہ)

نام خدا (ص)= اے رحمت خدا و سبحان اللہ آفریں و مرحبا:

درست ہے الف نام شاہ سے اسلام جو یہ الف نہ ہوا ہم تو ہے وہ حرف سلام
یہ ہے وہ نام خدا نامی وگرامی نام کہ نام پاک کو لیتا ہے پنج وقت امام
دم رکوع و قیام و بہ سجدہ و تکبیر (مؤلف)

ہیں زور حسن سے وہ نہایت گھمنڈ پر نام خدا نگاہ پڑی کیوں نہ ڈنڈ پر (انشا)

اور دوسرے معنی نام خدا کے چشم بد دور کے بھی ہیں:

میر ساماں جو شہا یہ فلک پیر بنا رکھ کے شادی کی بنا صاحب تعمیر بنا
در دولت پہ بجاتا تھا بم وزیر بنا اور کرتا تھا اک عالم سے یہ تقریر بنا
دیکھنا نام خدا کیا ہی جہانگیر بنا یہ بنا زور بنا عالم تصویر بنا (شاہ نصیر)

آفت جان عاشقاں ہوشربا کہاں کے ہو نام خدا میں کیا کہوں زور ہو تم جہاں کے ہو (نزہت)

نٹ کھٹ (ص)= شخص شرارت پیشہ و عیار:

میں روپ بدل اور ہی چپکے سے جو پہنچا بیٹھے تھے جہاں وہ
سن کہنے لگے میرے دبے پاؤں کی آہٹ ہے ایک تو نٹ کھٹ (انشا)

اپنے دروازے آگے رکھ نٹ کھٹ کیے ہیں اس نے گھر کے گھر چوپٹ (سودا)

نروٹھا (ص) = زشت رو اور بد خو اور کریہ منظر:

جیا میری دوا کچھ او جلی جاتی ہے یہ ہے جی میں
اسے میں دیدوں اس کو وہ نروٹھا سا جو چیلا ہے (رنگین)

نویلا (ص) = تازہ اور نیا اور ایجاد کیا ہوا:

ذرا سی بات پر ہے بے لگی نسوے بہانے تو دوا سارے جہاں سے یہ ترا نخرا نویلا ہے (دلہ)

نبختی (ص) = کمبخت، بد نصیب اور نحس:

ہے یہ نبختی کون سی منزل انشا اس کا نام ہے کیا
ذرسا میرے دل کے اندر اس منزل میں بیٹھ گیا (انشا)

بچھڑ جاؤ گری سے مر جاؤ سارے لگے تم کو ایسے ہی گولی کہارو
چلو ہولے ہولے دھمک سے نبختی گئی سب مسک میری چولی کہارو (رنگین)

نہٹے (ص) = نشان و خراش ناخن:

ہاتھا پائی خوب نہیں کچھ جانے دو ایسی باتوں کو
لگ گیا میرے منہ کو نہٹا ہے یہ دوگانا بات کذھب (انشا)

ہووے شرمندہ مہ نو جو دکھاؤں دلبر ناخن ابروے جاناں کے نہٹے اس کو (معروف)

کب داغ جگر پر ہیں کھجانے کے نہٹے ہے ہاتھ سپر پر تری تلوار کے بیٹھے (ظفر)

تیغ قاتل جب پڑی یوں اپنے تن پر کی لکیر جوں ہو ناخن کا نہٹایا ہو مسطر کی لکیر (منیر)

ہمت عالی نے تری یہ جہاں انسان کو ہاتھ پھیلانے سے باہم کر رکھا یہاں تک ہاتھ
ورنہ جراح کے کب بخیہ و مرہم کے ساتھ ناخن شیر اجل کے ہو نہٹے سے ساز (سودا)

نیلا پیلا ہوا (ص) = خشمناک اور خفا ہوا:

کل تک جو گھر اپنا تھا سو اس کے در پہ آج نیلا پیلا دیکھ کر کیا ہمیں درباں ہوا (جرات)

نیند کا ماتا (ص) = خواب آلودہ:

ہر چند کروں نالۂ شبگیر میں جرات پر چونکے ہے کب نیند سے وہ نیند کا ماتا (جرات)
میں پھاند کے دیوار جو کل رات نہ جاتے کنڈی نہ ہلاتے جا کر نہ جگاتے

نیند اس کو نہ آتی وہ نیند کے ماتے　　　تیوری نہ چڑھاتے اور جھپکیوں میں میرے تئیں صبح اڑاتے

ہاتھوں پہ نچلاتے، کھلانے کو نہ کھاتے　　　پھر تو نہ بلاتے سو سو بلے گاتے (انشا)

ناخن بھی نہیں ہے جو سر کھجائے (ص) = نہایت مفلس، تنگدست اور محتاج ہے:

معروف تو ہر چند کہ پچھتاوے اب　　　دولت جو گئی وہ ہاتھ کب آوے اب

مفلس اتنا ہے تو بقول رنگین　　　ناخن بھی نہیں جو سر کو کھجاوے اب (رنگین)

رباعی

نکسیر بھی نہ پھوٹی (ص) = ذرا نقصان اور ضرر نہ ہوا:

عاشق تھے بہت ایک کی نکسیر نہ پھوٹی　　　فرہاد و لے تیری سی تقدیر نہ پھوٹی (ظفر)

دوا کھائی نہیں گر گرم دائی کی تو پھر بتلا　　　وہ کیوں پھوٹی ہے پھر تری نکسیر آئے دن (رنگین)

اور دوسرے معنی ناک سے خون نکلنے کے بھی ہیں:

نہیں رنگ شفق پاداش خونریزیٔ عالم ہے　　　تری جو چرخ سرکش شام کو نکسیر پھوٹی ہے (مؤلف)

ناک چڑھائے (ص) = آزردہ، خفا اور ناخوش ہوا:

کس کس ادا سے ناک چڑھائے دیکھیو　　　بے کل ہو کل جو نیند میں گردن اکڑ گئی (انشا)

غیر کو منہ نہ لگا سر پہ نہ بیباک چڑھا　　　کان میں بات کو سن کر مری مت ناک چڑھا (مؤلف)

کیا ہی رکھتا ہے وہ اللہ رے دماغ نازک　　　بوئے گل سے بھی صبا ناک چڑھا لیتا ہے (سید علی)

دم ترا شوخیوں سے ناک میں لائے　　　سونگھ کر بو کو تیری ناک چڑھائے (مومن)

کبھی سیدھی آنکھیں جو پلٹے ہیں تو جگر کے داغ دکھلاتے ہیں

سو وہ اور ناک چڑھاتے ہیں کہ یہ اب تو لالی پہ آگئے (جرأت)

کان پر پھول تو کب رکھے ہے وہ غنچہ دہن　　　گل تصویر کو جو دیکھ کے لے ناک چڑھا (حیف)

ناک میں دم ہے (ص) = نہایت آزردہ اور خفا اور زندگانی سے تنگ ہے:

مثل نے آگیا دم ناک میں اپنا لیکن　　　یار اپنا کوئی ہمدم نہ ہوا پر نہ ہوا (ظفر)

کچھ میں ہی نہیں گردش افلاک میں آیا　　　وہ کون ہے جس کا نہیں دم ناک میں آیا (ہوس)

زندگی بھاتی نہیں بن ترے مجھ کو صنم　　　موت کیوں آتی نہیں ہے مرا ناک میں دم (رنگین)

اے فلک ہاتھوں سے غم کے ناک میں آیا ہے دم　　　کوئی دم تو مجھ کو فرصت اس غم فرقت سے دے (معروف)

کس کے ہاتھوں سے بے دم نئی طرح ناک میں جو — نالہ کرتے ہیں کبھی آہ بھرتے ہیں (معروف)

آگ لگے اس چاہت کو دل اب تو بہت گھبراتا ہے

ہے ہے ہجر کی راتوں کو دم ناک میں آ جاتا ہے (سرور)

اسکی بو باس میں لوں اور وہ بدن سونگھے مرا — تجھ کو دکھلاؤں میں اور ناک میں دم لاؤں ترا (جرأت)

وہ کان کہ جس پر کان ہو غش وہ ناک کہ جس سے ناک میں دم

بنی میں سراسر خود بنی نتھنے کی پھڑک پھر ویسی ہے (مشتاق)

کدھر آہ جاؤں کروں سو کیا میرا دم ہی ناک میں آگیا

نہ تو عرض حال کی تاب ہے نہ تو صبر خانہ خراب ہے (انشا)

نتھ کے موتی پکارتے ہیں پڑے — تیرے عاشق کا ناک میں دم ہے (رند)

کیا ایک خلق کا دم ناک میں اس نتھ کے حلقے نے — دوبالا جانکنی کو کان کا سبزہ وبالا ہے (ذوق علی)

نکتہ مقابل نہیں (مص)= کچھ مناسبت نہیں ہے اور سرو بھی ہمسر نہیں ہو سکتا، زمین و آسمان کا فرق و تجاوز ہے:

معروف بدی سے ہووے غافل کیوں کر — خلقت میں کہائے وہ نہ عاقل کیوں کر
رباعی
اس کا تو ہے فخر تجھ سے لڑنا رنگین — تو اس کو کرے نکتہ مقابل کیوں کر (رنگین)

اس رخ روشن سے روکش بدر کامل کیونکر ہو — خال سے انجم کوئی نکتہ مقابل کیوں کر ہو (مولف)

نیا نو دن پرانا سو دن (ث)= معنی اس مثل کے ہیں موافق قول سعدیؒ کے ہر چہ دیر نپاید دل بستگی را نشاید:

برسوں ہی نہ تھا چین تجھے رنگین بن — معروف نے یاروں میں اس کو مت گن
رباعی
آگاہ ہیں اس مثل سے سارے بد و نیک — کپڑا نو دن نیا پرانا سو دن (رنگین)

ننگی کیا نہائے کیا نچوڑے (ث)= مفلس تہی دست کیا صرف کرے:

کس کپڑے کو پھاڑے کسکو جوڑے ننگی — کس سنگ سے اپنے سر کو پھوڑے ننگی (ولہ)

معروف کی کیا تاب جو رنگین سے لڑے — رباعی — کیا خاک نہائے کیا نچوڑے ننگی

نیلی پیلی آنکھیں (مص)= خشمگیں اور غضبناک ہوا:

محلۂ خموشاں (مں)= قبرستان کہ جہاں آدمی دفن ہوتے ہیں:

مسجد میں تو شیخ کو خروشاں دیکھا   میخانہ میں جوش بادہ نوشاں دیکھا
اک کوچہ عافیت جہان میں ہم نے   دیکھا تو محلۂ خموشاں دیکھا (تقی میر)
رباعی

مروت دشمن (مں)= بے مروت، بے وفا، بے دیدہ، بے رخ، طوطا چشم:

مروت دشمنا، غفلت پناہا   ادھر بھی دیکھنا ٹک مڑ کے آہا (ولی)

مار پیچھے سنوار (مں)= بعد جنگ و جدال اور زد و کوب کے صلح و آشتی:

دل عشاق پر بتاں پہلے   مار گیسو کی مار ہوتی ہے
چشم کرتی ہے عذر خواہی پھر   مار پیچھے سنوار ہوتی ہے (مؤلف)
قطعہ

مونڈ ڈالا (مں)= خوب تباہ و برباد اور غارت کیا۔ کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا، جان و مال سب تاراج کیا:

دست بر سر ہر ایک ہے حجام   گرم سارا بدن ہے جوں حمام
لب پہ خورد و کلاں کا نالہ ہے   سب کو اس تپ نے مونڈ ڈالا ہے (جرأت)

مردے کا مال ہے (مں)= بہت ارزاں قیمت ہے گویا مفت ہے:

نقد دل اپنا لگا یوں بت عیار کے ہاتھ   مال مردے کا لگے جیسے خریدار کے ہاتھ (حیف)

منہ چکنا پیٹ خالی (ث)= ظاہر میں درست اور باطن میں خراب و خستہ:

سفرہ چیں دے ہمہ یوں گالی   منہ رکھیں چکنا اور شکم خالی (سودا)

مروت کی آنکھ پھوٹ گئی ہے (مں)= زمانے میں مروت نہیں رہی اور وفا صورت عنقا معدوم ہو گئی ہے:

اس دور میں گئی ہے مروت کی آنکھ پھوٹ   معدوم ہے جہاں میں چشم حیا پرست (سودا)

مزہ ہے (مں)= اول مشہور یعنی لطف اور لذت یاب ہونا زبان و کام کا شیرینی سے یا ترشی سے یا نمکین سے:

واہ واہ شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک   استخواں میرے ہما کس کس مزے سے کھائے ہے (ذوق)
دل ہے مجروح ماجرا ہے یہ   وہ نمک چھڑکے اور مزہ ہے یہ (جرأت)

اور دوسرے سیر و تماشہ کے بھی معنی ہیں:

اب تو آنکھیں نیلی پیلی کرتا ہے وہ شوخ — بزم میں تو چشم حیرت سے نہ دیکھا کر ہمیں (جرأت)

غیروں سے لڑائی یہ نکیلی آنکھیں — کیوں کرتے ہو ہم پہ نیلی پیلی آنکھیں
رباعی
جس سمت پھریں کریں ہیں قتل مردم — آفت ہیں غضب بڑی نشیلی آنکھیں (جلیس)

ننگی شمشیر ہے (ص)= صاحب عصمت اور بے عیب ہے:

سپر داری اسکی کسی سے نہ ہو — یہ ابرو تری ننگی شمشیر ہے (سجاد)

سنتے نہیں کسی کی غصہ سے بات ہرگز — نام خدا ہے ننگی شمشیر میری باجی (رنگین)

ناخن نہیں گڑا (ص)= دسترس نہیں ہوئی اور قبضہ اختیار سے باہر رہا:

تازہ نہیں ہوا گل داغ کہن ہنوز — دست جنوں کا سینہ میں ناخن نہیں گڑا (مؤلف)

پائیں اگر رسائیاں کیجے سیر لامکاں — جوں مہ نو بر آسماں ناخن ابھی گڑا نہیں (جرأت)

نقشہ جمایا (ص)= اپنا قابو کیا اور راہ و ملاقات پیدا کی:

بات اپنی وہاں نہ جمنے دی — اپنے نقشے جمائے لوگوں نے (مومن)

اکھڑے پرف کے انشا کو بھیجے آپ نے — اسکے یہ معنی کہ لو نقشہ تمہارا جم گیا (انشا)

صورت سے مری گرچہ وہ بیزار ہے لیکن — یارو مرے نقشے کو کسی ڈھب سے جمادو
قطعہ
ہم جنس سے ہم جنس کو ہوتی ہے محبت — دیوار سے اس کی مری تصویر لگادو (شاہ نصیر)

نقش تسخیر بہت لکھ کہ بہائے ہم نے — نقش بر آب تھے نقشے جو جمائے ہم نے (مؤلف)

ناخن لینے (ص)= اول تراشنے ناخن، دوم پاخوردن اسپ جس کو ٹھوکر کھانی کہتے ہیں:

مہ نو رشک کھا غصہ سے تب صمصام لیتا تھا — تیرے جب ہاتھ کے ناخن کوئی حجام لیتا تھا (شاہ نصیر)

اے ہمسفران غازۂ گردرہ ہستی — منہ پر نہ ملا گوشۂ دامن نے ہمارے
قطعہ
گذرا صفت برق جہاں تند جہاں سے — ناخن نہ لیا عمر کے توسن نے ہمارے (مؤلف)

نیت نہیں بھرتی ہے (ح)= طبع کو سیری حاصل نہیں ہوتی ہے:

غم کھاتا ہوں لیکن میری نیت نہیں بھرتی — کیا غم ہے مزے دار طبیعت نہیں بھرتی (جرأت)

دو بوسوں پہ راضی نہ ہوا میں تو وہ بولے — تیری تو کسی طرح سے نیت نہیں بھرتی (انشا)

کھائے جاتی ہے زمانے کو زمیں — اس کی نیت نہیں بھرتا کوئی (معروف)

نصیب لڑتے ہیں (مں) = تاثیر اپنی بخت فرخندہ فال کرتا ہے اور اختر دولت و حسن اقبال چمکتا ہے:

یار سے جو رقیب لڑتے ہیں　　یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہیں　　(سعادت)

نصیب لڑاتے ہیں (مں) = امتحان و آزمائش تقدیر کی کرتے ہیں:

کہے ہے میرے کچھ شاید کہ وہ غیروں سے لڑ بیٹھے
بھلا دیکھو تو آج نصیبا میں لڑاتا ہوں　　(احمد علی)

نصیب کی شامت (مں) = بد قسمتی اور گردش بخت و اژدون و طالع دوں کی:

روداد اس سے کہے تو چپکے سے مسکرا　　منہ پھیر کر کہے ہے وہ شامت نصیب کی　(جرأت)

نظر سے گرا (مں) = قدر و منزلت جاتی رہی اور خوار و بے اعتبار ہو گیا:

شرمندۂ شاہ کربلا ہے پانی　　کیا فیض سے محروم رہا ہے پانی
رباعی
کرتے ہیں جو اشک چشم ثابت یہ ہوا　　گویا کہ نظر سے گر گیا ہے پانی　　(ناسخ)

ناک بھوں چڑھائی (مں) = رنجیدہ اور خفا ہوا:

میں گیا جب اس کے گھر ایسی چڑھائی ناک بھوں
ہو نہ ممسک کی یہ صورت روئے مہماں دیکھ کر　　(دل)

ہمارے آنے سے تم ناک بھوں ہزار چڑھاؤ　　پہ یہاں ہے بحر محبت کا بار بار چڑھاؤ　(جرأت)

نوک زبان ہے (مں) = یاد ہے اور از بر ہے اور بھولا نہیں:

کبھی مصائب دشت جنوں نہ بھولوں گا　　تمام نوک زباں ماجرائے خار ہوا　(ناسخ)

قصہ برہنہ پائے کو میرے اے مجنوں　　خار سے پوچھ کہ سب نوک زباں ہے اسکو　(میر قاسم)

بت بے دید میرے دیدۂ بے خواب کا حال
پوچھو مژگاں سے کہ وہ نوک زباں رکھتی ہے　　(مؤلف)

نظر نہیں چڑھتا (مں) = پسندیدۂ خاطر نہیں اور میزان نگاہ میں سبک ہے:

تم بن چمن کے گل نہیں چڑھتے نظر کبھی
یہ کیا روش ہے آؤ چلے آؤ ادھر کبھی　　(تقی میر)

گراہوں جب سے کہ چشم بتاں سے صورت اشک

کہ میں اجل کے بھی اے دل نظر نہیں چڑھتا (مؤلف)

نٹ کھٹ (ص)= عیار و مکار اور فتنہ انگیز، یہ اصطلاح پیشتر بھی تحریر ہوئی ہے:[1]

کیا لڑکی دہلی کی ہیں عیار اور نٹ کھٹ دل لے لیں یوں کہ ہرگز ہوتی نہیں ہے آہٹ (تقی میر)

میں روپ بدل اور ہی چپکے سے جو پہنچا بیٹھے تھے جہاں وہ

سن کہنے لگے میرے دبے پاؤں کی آہٹ ہے ایک تو نٹ کھٹ (انشا)

نہ الاالذی نہ اللذی (ث)= نہ دین کے نہ دنیا کے، نہ ادھر نہ ادھر:

نہ تو زاہدوں سے رہی بنی نہ تو فاسقوں میں جگہ ملی

تیری وہ مثل ہے اب اے رضی نہ الاالذی نہ اللذی (رضی)

ناس ہو گیا (ص)= خانہ خراب و ویران اور برباد اور تباہ ہو گیا:

ہو جائے ناس جس میں سو عاشقی ہے ورنہ ہر رنج کو شفا ہے ہر درد کو دوا ہے (تقی میر)

نیلا ڈورا باندھنا (ص)= دستور و معمول ہے کہ واسطے دفع گزند و آسیب عین الکمال کے رشتہ نیلگوں زیب گردن کرتے ہیں یا دست و بازو پر باندھتے ہیں تاکہ اثر نظر بد سے حفظ و امان میں جان رہے:

تعویذ لعل ہی کے نہ پھریئے گھمنڈ پر اک نیلا ڈورا باندھیے اس گورے ڈنڈ پر (انشا)

اور مراد نیلے گنڈے سے بھی یہی ہے جو مرقوم ہوئی:

زیب دے تحریر سرمہ کیوں نہ چشم یار کو نیلگوں گنڈا پہنایا مردم بیمار کو (سلیمان)

نہار ہے (ص)= اول سحرگاہ، دوم گرسنہ کو بھی کہتے ہیں:

تجھ کو ہے جوع البقر لیل و نہار یعنی جب دیکھا تجھے تو ہے نہار (رنگین)

نین متی (ص)= ہر بات پر بے سبب رونے والے اور آزردہ، خفا ہونیوالے خواہ مرد ہو یا عورت:

نین متی اس قدر بن جایئے کیا فائدہ تاڑ سب جائیں گے بی اتنا بھی مت روئیے لحاظ (انشا)

جسکو رونے کے سوا بزم میں کچھ کار نہ ہو نین متی بھی کوئی شمع سی زنہار نہ ہو (مؤلف)

ناپوز ہے (ص)= کمزور، لاغر اور خائف و ترساں ہے:

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۴۴۹۔

جوں ہی کھینچا تمہیں انشا نے تو بس گر ہی پڑے — اجی لاحول ولا تم سے کڑی یہ تابوز (انشا)

نظر گذر (س)= آسیب جن اور پری کا اور تاثیر چشم بد کی:

بن ٹھن کے وقت شام چمن میں نہ کرگذر — سو کام ہیں خدا کے پیارے نظر گذر (وحشت)

ناک کا بال ہے (س)= نہایت عزیز دوست اور مصاحب ہے:

غیر کو چشم ہم سمجھتے ہیں — گو تری ناک کا بال وہ ہوا (محبت)

ناکٹ پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے (س)= بڑے صاحب غیرت ہیں:

اب بناتے ہو خزاں میں خال روئے پاک پر — بیٹھنے یا تم نہیں دیتے تھے مکھی ناک پر (متیر)

نام رکھا (ح)= برا کہا اور عیب چینی کی:

جب سر انگشت کو میں دیدۂ تر پر رکھا — نام آنسو نے مرے سلک گہر پر رکھا (مصحفی)

لعل لب سے جو کام رکھتے ہیں — یعنی پر وہ نام رکھتے ہیں (میر)

نہیں کسی سے ہے کام ہم کو ہزاروں رکھتے ہیں نام ہم کو

ذرا تو سمجھوائے لطف فرمانہ تم سے ملتے نہ ایسے ہوتے (غمگین)

نچھاور (س)= سیم و زر وغیرہ سر پر نثار کرنا:

کیا فقط ان کے نچھاور کیلیے اے انشا — اپنی مٹھی میں ہر اک غنچہ بھی زر لیتا ہے

تاک جھڑ کا ذکر سامنے اک طور کے ساتھ — قطعہ کھینچ سب خواجہ خضر آب گہر لیتا ہے (انشا)

نرا (س)= صرف اور خالص، محض اور تمام و کمال:

دلستاں ہو نرے دل کے ستانے والے — یار دل سوز ہو پر دل کے جلانے والے (دل)

نظر چرائی (س)= پہلو تہی کیا اور کنارہ کشی و چشم پوشی کی:

کہا میں اس طرف دیکھ پیارے وگرنہ ہوتا ہے کام میرا

یہ بات کہہ کر نظر چرائی سوال دیگر جواب دیگر (محروم)

نام ہوا (س)= شہرۂ آفاق و نامور ہوا:

یا پہلے وہ بدنامی یا نام ہوا ایسا — آغاز میرا ایسا انجام ہوا ایسا (شیدا)

نرالی (س)= سب سے نئی وضع، جدا روش اور اختراع انداز:

ف "مکھی ناک پر بیٹھنے نہیں دیتے" دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۳۰۶۔

جو مانگوں بوسہ ملے ہے گالی سوال دیگر جواب دیگر
غرض کہ یہ وضع ہے نرالی سوال دیگر جواب دیگر (مؤلف)

اک نرالے شہر میں بانکے تمہیں پیدا ہوئے   ہر گھڑی تیغ و سپر لے لے کے دھمکاتے ہو کیا (شیدا)

نہ فقہ نہ منطق نے حکمت کا رسالہ ہے   اس فن محبت کا نسخہ ہی نرالا ہے (میر حسن)

یہاں صورت و سیرت سے بت کونسا خالی ہے   پر راہ محبت کی دونوں سے نرالی ہے (سودا)

کیا نرالی گرم بازاری مرے یوسف کی ہے   پڑ گئی جب آنکھ ایک بجلی گری بازار پر (ناسخ)

اس قدر بیداد آخر اور بھی تو ہیں حسیں   کیا نرالے آپ ہی سارے جہاں سے آئے ہیں (معروف)

روٹھو ہو ادھر ادھر منو ہو   دنیا سے یہ ناز ہیں نرالے (مصحفی)

نام کیا (مص)= تمام عالم میں مشہور و معروف ہوا:

کبتک یوں ناکام رہیں اب چاہتے ہیں کچھ کام کریں
عاشق ہوں ہستام کے اوپر یوں ہم اپنا نام کریں (امام)

نک توڑا (مص)= ناز و رنجش بیجا اور غرور:

سارے عالم سے ترے واسطے منہ موڑا ہائے   رشتہ ربط ہر اک شخص سے تھا توڑا ہائے
جز ترے تھا نہ کسی اور سے کچھ جوڑا ہائے   تو نے ناحق کا نکالا ہے یہ نک توڑا ہائے
کیا کہوں دل نے مرے کوفت اٹھائی کیسی   ہٹ ترے تفرقہ پرداز کی ایسی تیسی (جرأت)

غرور اور ناز تم جو کچھ کرو ہم کو قبول الا   نہ نک توڑا تمہارے پاسباں کا اٹھ نہیں سکتا (مصحفی)

ہم سے جو کچھ کہ کیا تم نے نہیں وہ تھوڑا   بس کرو اور زیادہ نہ کرو نک توڑا (سودا)

نصیبوں کو دعا دو (مص)= شکر گذار اور احسان مند ہو:

بچ گئے رات میرے ہاتھوں سے   دو نصیبوں کو تم دعا صاحب (مصحفی)

نظر بندی کی (مص)= سحر سازی، فسوں گری اور شعبدہ بازی کی ہے:

دیکھیں سب کچھ اور نہ دیکھیں کیا نظر بندی ہے یہ
دیکھیے اس کام کو اور کام کے استاد کو (غافل)

جان کر اس نے گرفتار جو در بند کیا   میں اسے چشم تصور میں نظر بند کیا (جرأت)

اور نظر بند قید کرنے کے بھی معنی ہیں جو سابق تحریر ہوئے ہیں۔

نظرباز (ص)= نیک و بد کا شناسا:

لے دل کو دلربا اب کیوں قسم کھاتے ہو تم — ہم نظربازوں کے آگے سے کہاں جاتے ہو تم (شیدا)

نور بینش کے ترے پرتو سے — ہو نظر باز کور مادرزاد (مؤلف)

جو نظرباز اس کا پکا ہے — دزد مکار ہے اچکا ہے (سودا)

نچلے بیٹھو (ح)= بیہودہ نہ پھرو اور تمکنت و آدمیت اختیار کرو:

نچلے ہو کر بیٹھے اک دم نہیں یہ طفل اشک — چشم گریاں کی بھی کتنی ناخلف اولاد ہے (شہیدی)

ٹھہرا دو تم کو شوخ سے جوں برق تک نہیں — ٹھہرے تو ٹھہرے دل میرا نچلے اگر رہو (تقی میر)

نصیب پھوٹے (ص)= قسمت برگشتہ ہو گئی:

رباعی

کب تک سینہ کو کوئی کوٹے ہے ہے — یہ عہد شکن ہیں سخت جھوٹے ہے ہے
دل ایسے ستم گروں سے جو اپنا لگا — قسمت کے بدلے نصیب پھوٹے ہے ہے (جرأت)

نظارا مارا (ح)= آنکھوں سے دیکھا اور دید وا کیا:

رہنے دے باغبان در گلشن پہ جو کھڑا — ہم مارلیں چمن کے نظارے کھڑے کھڑے (ولہ)

نام رکھا (ص)= مطعون کیا، یہ اصطلاح آگے بھی لکھی گئی ہے[1]:

گر ننگ سے او نام سے گذرے گا تو جرأت — تو فرقۂ عشاق میں سب نام رکھیں گے (ولہ)

نصیبوں کو روتے ہیں (ص)= شکوۂ بخت واژوں و گلہ طالع دوں کرتے ہیں:

وہ بھی تو آدمی ہیں کہ جن سے تمہیں ہے ربط — کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو (میر قاسم)

نشے کے ڈورے (ص)= سرخی جو وفور خمار سے چشم میں پیدا ہوتی ہے اور تحریریں لال لال نمودار ہوتی ہے:

سرمہ جو دیکھا شیخ نے آنکھوں میں تو دیکھو — دنبالے ہیں یا نشۂ تریاک کے ڈورے (جرأت)

نشے کے ڈورے وہ چشم یار کے یاد آگئے — دام میں جس دم کوئی آہو نظر آیا مجھے (ناسخ)

نیل جلایا (ص)= دستور ہے کہ جو بارش باراں کا وفور ہوتا ہے تو واسطے برطرف ہونے کے ابر کے نیل جلاتے ہیں اور بعض مردم تلوار پر نیل رکھ کر کے عمل مذکور کو کرتے ہیں۔ اہل ہند

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۴۵۶۔

اس کو نونا کہتے ہیں:

خال سیاہ نے اس کے جلایا ہے نیل کیا — آتا ہے کچھ نظر مجھے آنسو تھما ہوا (میرحسن)

ہے جی میں اس ابرو کے تصور میں یہ روؤں — سب نیل جلانے لگیں تلوار پہ رکھ کر (معروف)

نیل لے لے کے جلاتے ہیں کہ باران کھل جائے — تنگ ہیں لوگ مری گریہ وزاری سے بہت (ولہ)

نشہ ہرن ہو گئے (ص)= = نشہ جاتا رہا اور ہوش و خرد پراگندہ ہو گئے:

زاہد بیداریوں سے گرچہ ہو تہمت خواب — اس کو دیکھو تو ہرن ہو جائے حضرت کا نشہ (ولہ)

نیل ڈھلا (ص)= آثار و علامت موت کی پیدا ہوئی۔ دستور ہے کہ جب آدمی کا وقت نزع قریب تر پہنچتا ہے تو سیاہی پتلیوں کی سفید ہو جاتی ہے اور نور آنکھوں کا جاتا رہتا ہے، پھر کئی قطرے پانی کے آنکھوں سے نکلتے ہیں اس کو نیل ڈھلنا کہتے ہیں:

کیا روؤں خیرہ چشمی بخت سیاہ کو — واں شغل سرمہ ہے ابھی یاں نیل ڈھل گیا (مومن)

نگاہ بھر کے نہ دیکھا (ص)= بغور و تامل نظر انداز نہ ہوا:

زاہد نگاہ بھر کے وہ بیدید دیکھ لے — اتنا ہوا نہ خدمت اہل نظر سے فیض (ولہ)

نمک کھانا اور نمکدان کے ٹکڑے کرنے (ث)= اپنے محسن سے بدسلوکی کرنی او۔ خلق میں نمک بحرام مشہور ہونا:

قطعہ

آتا ہے یہی جی میں کہ اب بوسوں کے مارے — کر ڈالیے اس چاہ زنخدان کے ٹکڑے

ہنس کر کہا ہاں سچ ہے کہ تجھ سے یہی ہوگا — کھانا نمک اور کرنے نمکدان کے ٹکڑے (جرأت)

ندیدا (ح)= وہ شخص کہ جس کو کبھی کچھ میسر نہ آیا ہو اور محتاج و مفلس قدیم سے ہو۔ چنانچہ نظر بایا بھی اسے کہتے ہیں:

اے حسرت بھرے دیدوں کے تصدق ہوں نہ کیوں — کہ ندیدوں کی طرح اس کو تکا کرتے ہیں (معروف)

رہے منتظر منظر یار کے — یہ دیدے ندیدے ہیں دیدار کے (منتظر)

نچوڑ لیا (ص)= فشردہ کیا اور قطرۂ خون بدن میں نہ چھوڑا اور دوسرے معنی مفلس ہونے کے بھی ہیں:

کیا رہی جاں کہ نچوڑا مجھے مانند انار — رکھ کے غم نے ترے اے ہوش ربا مٹھی میں (معروف)

نیل کا ٹیکا (ص)= داغ بدنامی و نامرادی اور سیہ روئی:

قطعہ
رستم کو وقت جنگ یہ تیرے مبارزان | کہتے ہیں رکھئے ہاتھ سے اے شہسوار تیغ
رکھنا سپر کا منہہ پہ یہ ٹیکا ہے نیل کا | تجھ رو بہ پہ کچھے کیا لے کے وار تیغ (شاہ نصیر)

کہے ہے کون بچہ فیل کا ہے | وغا کے روز ٹیکا نیل کا ہے (سودا)

نیل بگڑا ہے (ص)= رسم و دستور قدیم کہ جو نیل حوضوں میں بنانے کے وقت خراب ہو جاتا ہے تو مالکان نیل ایک بات خلاف قیاس و بعید الفہم مشہور کرتے ہیں کہ جس کو خرد سوائے کذب راستی حمل نہ کرے کہتے ہیں کہ وہ نیل بگڑا ہوا اس عمل مذکور سے بن جاتا ہے:

اب پڑے ہے کوزے اوپر لنڈ منڈ | گرد چکتے پھرتے ہیں چڑیوں کے جھنڈ
سو کیا اس کو فلک نے یوں ذلیل | مرتے ہی چیخ کے بگڑا ہے یہ نیل (سودا)

ننھا سا (ح)= نہایت خورد و زیبا:

خیر انشا کی جو چاہو تو پلا دو دھو کر | اس کے بازو کا وہ ننھا سا رو پہلا تعویذ (انشا)

ناک رگڑی اور ناک گھسی (ص)= جبیں سائی اور عجز نمائی کی:

لگاوے یہاں دھیان کیا توڑ جوڑ | پڑے ناک گھستے ہیں واں سو کروڑ (ولہ)

ناندھنا (ص)= شروع کرنا کسی کام کا یا بات کا:

روشنی کو کہو فراش سے کل ناندھ رکھے | آج ہے وصل کی شب شمع کا کل باندھ رکھے (رنگین)

نکل چلنا (ص)= از خود رفتہ ہونا اور زیادہ مقدور و حوصلہ سے کام کرنا:

لیکے کانوں پہ کچھ دوا ملنا | ہے قیامت ہی یہ نکل چلنا (انشا)

ناندھنا (ص)= شروع کرنا۔ یہ اصطلاح بالا تحریر ہو چکی ہے:

نہ تو کچھ بولتے نہ چالتے ہیں | غصہ چپ ناندھ کر نکالتے ہیں (ولہ)

کیوں عبث قصہ مفت کا ناندھے | پھر نئے سر سے کھول کر باندھے (ولہ)

نہ پٹیا (ص)= بے پانی کے مرغ کو متواتر اور پیہم لڑانا تا وقتیکہ مقدمہ جنگ یک سو نہ ہولے اور پانی کرنا نام ہے تین گھڑی کے عرصہ کا کہ وہ مقرر کیا ہے واسطے تیار مرغ کے۔ یہ اصطلاح ہے مرغبازوں کی:

بہت کرتے ہیں دعوائے لیری غیر ان روزوں | نہ پٹیا مرغ دل کو میرے پالی میں لڑا دیکھو (مؤلف)

مرغ اس میں نہ پنپا لڑتا ہے   لاتیں گرزوں کی طرح جڑتا ہے   (انشا)

نام نکلا (مص) = مشہور و معروف ہوا:

پردہ سے جو وہ شہرۂ ایام نکلا   تب دیکھتے خورشید کا یہ نام نکلا   (امین)

نڈھال (ح) = ناتواں، درماندہ، بیمار اور عالم غش:

بھول کر راہ اپنی منزل کی   کیسا مسافر نڈھال بیٹھے ہیں   (انشا)

اے میرے دل تو کیوں پڑا ہے نڈھال   آنکھ تو کھول چونک میرے لال   (میر سوز)

و

وہ کملی نہیں جس میں تل بندھتے تھے (مص) = وہ شے نہیں کہ جس کے باعث خلق اللہ کی رجوع تھی اور نہ وہ حسن رہا کہ جو کوئی عاشق ہو:

رباعی

تھی زلف سیہ تو مرغ دل بندھتے تھے   وارستہ مزاج مضمحل بندھتے تھے
پیری میں ہو کون عاشق موئے سفید   کملی وہ گئی کہ جس میں تل بندھتے تھے   (مؤلف)

رباعی

دنیا نے دیا ہے چھوڑ تجھ کو بدخو   عزت نہیں معروف تری یکسر مو
رنگیں یہ سمجھ گیا کہ اب پاس ترے   کملی وہ نہیں کہ جس میں تل باندھے تو   (رنگین)

واہ رے ہم (مص) = سزاوار تحسین و آفرین اور لائق شاباش و مرحبا ہیں ہم اور اپنے کام کے استاد ہیں:

دیکھ آئینہ جو کہتے ہیں کہ اللہ رے ہم
ان کے ہم دیکھنے والے ہیں بقا واہ رے ہم   (بقا)

وقت گریہ چشم پر چونکا تو رکھ دیتا ہوں ہاتھ
واہ رے میں مجھ پہ بھی الفت جتانی ختم ہے   (معروف)

وارنا (مص) = تصدق اور قربان کرنا:

تک چھیڑوں کچوں کو تو جھجک کر کہے ہے ہے
واروں تیرے ہاتھوں کو تو اتنا نہ مسل بے   (جرأت)

وہ جب تک کہ زلفیں سنوارا کیا   کھڑا جان میں اس پہ وارا کیا   (خواجہ حسن)

قطعہ

کل بام کے زینہ سے جوں چاہے کہ اترے وہ
میں ہاتھ خوش آمد سے جا زیر بغل ڈالا
تو دیکھیے تہمت کی خوبی کہ وہ یوں بولے
واروں تیرے ہاتھوں کو مونڈھے کو مسل ڈالا (محبت)

آسماں کہتے ہیں لے ناسخ یہ میرے یار سے ۔ مہر و مہ کو روز و شب تجھ پر سے وارا کیجیے (ناسخ)

وہم کی دارو لقمان کے پاس بھی نہیں ہے (ث)= مشہور و معروف مثل ہے، کچھ حاجت شرح و بیان کی نہیں ہے:[1]

مجھ میں کیا باقی ہے جو کیجے ہے تو آن کے پاس ۔ بدگماں وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس (ذوق)

واہ وا (ن)= کیا خوب اور رحمت خدا کی ہے:

بعد مردن بھی رہی وا چشم حیراں واہ وا ۔ واہ وا اے خواہش دیدار جاناں واہ وا (منیر)

یہ غزل تو نے لکھی ہے کیا مرصع اے منیر
سن کے کہتے ہیں جسے سارے سخنداں واہ وا (واہ)

نہ کر تو اس کی دلا بات بات پر تعریف ۔ خدا ہی جانے کرے کیا یہ واہ وا تیری (جرأت)

وہاں گردن ماریے جہاں پانی نہ ہو (ص)= سزائے سنگین دیجیے:

قطعہ

نامہ لکھا تھا یار کو میں نے سمجھ کے یہ ۔ دنیا میں رسم نامہ و پیغام ہر کہیں
لیکن سوائے بندگی و عجز و انکسار ۔ نکتہ ہو اس میں حرف تمنا سے گر کہیں
واں لا کے ماریے مجھے گردن کہ جس جگہ ۔ پانی کے قطرہ کا بھی نہ ہووے اثر کہیں (سودا)

جو گلو تر ہو نہ آب تیغ ابرو سے تری ۔ ماریے واں اس کو گردن جس جگہ پانی نہ ہو (مؤلف)

وہ دن گئے (ص)= ایام جوانی و روز کامرانی سپری ہو گئے اور زمانہ ناموافق ہو گیا:

گئے وہ دن رہا کرتی تھی صحبت یار سے مجھ کو ۔ کوئی اب محفل عشرت میں اس کی بار پاتا ہوں
کبھی جو جی تڑپتا ہے نہایت دور سے وہ دور ۔ کھڑا ہو کر کے کن کن حسرتوں سے دیکھ آتا ہوں (جرأت)

وہ دن گئے کہ جس سے مجھے تھا تمھیں غرور ۔ بد خلقی رہ گئی ہے تری اب بنام ناز (سودا)

وہ دن بھی غنیمت تھے (ص)= ایام گذشتہ و سابق غنیمت و مغتنم تھے:

---

[1] وہم کی تدبیر سے حکیم بھی عاجز ہے (آصفیہ)۔

وہ دن بھی غنیمت تھے کہ اغیار سے جرأت ﴿ چھپ چھپ کے وہ ملتا تھا مرا اس کو جو ڈر تھا
اب پوچھوں ہوں اس سے کہ کہاں آپ گئے تھے ﴾ تو صاف یہ کہتا ہے کہ میں غیر کے گھر تھا (جرأت)

وہ بھی ایک سماں تھا (ص) = خواب و خیال تھا ساتھ لطف کے کہ گذر گیا:

دشمنی جانے ہے ہم سے اب تو غیروں کے لیے
ایک سماں سا ہو گیا وہ بھی کہ ہم یاروں میں تھے (تقی میر)

وہ نہیں تو اور اس کا بھائی (ص) = کچھ ایک ہی پر منحصر و موقوف نہیں اور سینکڑوں ہیں:

ہماری چاہ تو یوسف پہ کچھ نہیں موقوف جو وہ نہ ہو تو کوئی اور اس کا بھائی ہو (ولہ)

وار (ص) = حرب و ضرب اور دوسرے معنی ادھر کے بھی ہیں:

گر امتحان کے واسطے ایک ضرب تو لگائے ﴿ چو رنگ کاٹنے کو ترے ہو دو چار تیغ
مثل خیار کیا میں کنوں ایک وار میں ﴾ دو ٹکڑے درمیاں سے کرے کوہسار تیغ (شاہ نصیر)

قتل ہو کر تو تڑپنے نہ دل زار لگا جس پہ کہتا ہے کہ پورا نہ کوئی وار لگا (منیر)

وا چھڑے (ص) = سبحان اللہ واہ وا، کیا خوب:

ایک طرف ابرو ایک سو خورشید وا چھڑے زور آب و تاب ہے آج (میر سوز)

وار خالی دیا (ص) = ضرب شمشیر کو بچا گیا:

کٹنے نہ کیوں کہ وہ دل میں کہ تھی شب دوش میں خالی دے گیا اور اس نے جب چلائی تیغ (مصحفی)

وہ دن گئے (ص) = آخر اور بسر ہو گئے۔ یہ اصطلاح بالا تحریر ہو چکی ہے[1]:

وہ دن گئے کہ تھا دل صد چاک کو مرے جوں شانہ اس کی کاکل پیچاں سے اختلاط (ولہ)

وہ دن گئے کہ ربط تھا یہ یار سے مجھے جھانکے تھا آکے رخنۂ دیوار سے مجھے (جرأت)

ور پڑا ہے (ص) = زبردست و زور آور اور غالب:

ور پڑا تحریر پر سودا کی قسمت کا لکھا کر چکے اس کے قلم باخامۂ تقدیر جنگ (سودا)

واہ وا ہے (ص): آفرین ہے اور غنیمت ہے۔ یہ اصطلاح سابق مرقوم ہو چکی ہے[2]:

غیر پہ نت ہے کرم ہم پہ ستم واہ وا دیکھ لیا بس تمہیں ہم نے صنم واہ وا
مہر کرے یا جفا جس میں ہو اس کی رضا اس کی رضا میں سدا گذرے جو دم واہ وا (میر درد)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۴۶۲ [2] ملاحظہ ہو ص ۴۶۲

تیغ جفائے دہر سے اے دل نہ کر گلہ — دو روز جس طرح سے کٹیں واہ وا ہے (ممتاز)

واہ وا شاباش اے رحمت خدا کی آفریں — حق میں میرے تم نے باور غیر کا کہنا کیا (آتش)

اپنے ذوقؔ کے گھر میں مشفق من — گر کرم گاہ گاہ کیجئے گا

اسکے دیوانہ پن کے عالم کو — دیکھ کر واہ وا کیجئے گا (ذوقؔ)

قید بھی یاں کچھ نہیں اور چھوٹ بھی سکتے نہیں — واہ وا اس دام کو اور آفریں صیاد کو (عاقل)

وہ دل نہیں رہا (ص) = عشق سابق اور خواہش و محبت دیرینہ نہیں رہی:

اے شیخ رو وہ دل ہی نہیں دوں میں کیا تجھے — سینہ میں مشت خاک ہے گلگیر کی طرح (جرأتؔ)

وضع کہے دیتی ہے (ص) = صورت سے حال ظاہر و آشکارا ہے کچھ بیان زبانی کی حاجت نہیں ہے:

رنگ اڑتا ہے وضع کہتی ہے — غم کی حالت چھپی نہیں رہتی (نیازؔ)

وا چھڑے (ص) = واہ اور مرحبا، کیا خوب۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہوئی ہے[1]:

تب دوا اے صنم کہ تری چھب کو دیکھ کر — کہتا ہے وا چھڑے کوئی نام خدا کوئی (قسمتؔ)

قطعہ

میں لگا ہاتھ لگانے تو کہا — پھر لگے چھیڑنے جی وا چھڑے جی

ستیاناس گئی رنگیںؔ سے — دوستی تو نے تجی وا چھڑے جی (رنگیںؔ)

واری جاؤں (ص) = بلا گرداں ہو جاؤں:

تو تو کہتا ہے کہ گذری ساری رات جاؤں میں — دل یہ کہتا ہے نہ جا تا تیرے واری جاؤں میں (تسیمؔ)

قطعہ

میرا منہ اترا ہوا دیکھ کے کہتی ہے دوا — آج تو کر کے نہ رکھ منت وزاری روزہ

اٹھتی ہے پچھلے پہر رات کو کھا کر سحری — شوق سے رکھیو تو کل میں ترے واری روزہ (رنگیںؔ)

وقت کے بادشاہ ہیں (ص) = کچھ اندیشہ اور فکر نہیں رکھتے کمال بے غمی سے ساتھ اوقات بسر کرتے ہیں:

اس کے کوچہ کی خاک راہ ہیں ہم — وقت کے اپنے بادشاہ ہیں ہم (مؤلف)

وقت کے بادشاہ ہیں درویش — ان کا چھوٹا سایہ نہ قد دیکھو (آتشؔ)

ولی نہیں (ص) = رند بادہ کش ہے:

گر یار سے پلادے تو کیوں کر نہ پیجئے — زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں (ولی)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۴۶۳۔

وہ بال کھینچوں کہ جس کی جڑ دور ہو (مص)= عیب پوشیدہ کو ظاہر کروں کہ تمام عالم موجب رسوائی کا اور باعث ذلت وخواری کا ہو:

معروف سے رنگیں نے کہا ہو مجبور — مجھ سے تجھ کو اگر ہے لڑنا منظور
رباعی
تو جی میں مجھ رکھ اپنے یہ بات کہ میں — کھینچوں گا وہ بال جس کی جڑ ہوگی دور (رنگین)

ور ہے (مص)= زبردست، زور آور اور غالب ہے:

تجھ سے یہاں کمزور ہے یا ور کوئی — کب تیرا ہے دوست اور یا ور کوئی (ولی)

وقت آن پہنچا (مص)= ساعت مرگ آن پہنچی اور قریب ہے کہ جہان فانی سے طرف ملک جاودانی کے راہی ہو:

مرتے ہیں جس کی خاطر دلخواہ وہ نہ آیا — وقت اپنا آن پہنچا پر آہ وہ نہ آیا (جرأت)

ہ

ہت تری کی (مص)= خدا تیرا خانہ خراب کرے اور دونوں جہان میں ذلیل ورسوا ہو:

ہوا کی یک تھی نے جس پر گرانی کی — سبک کیا مجھے ہت تیری ناتوانی کی (شاہ نصیر)

کیا کہوں دل نے مرے کوفت اٹھائی کیسی — ہت ترے تفرقہ پرواز کی ایسی تیسی (جرأت)

اب اس کے عشق نے کیا کم کیا ہے مجھ سے سلوک — ستایا تو نے جدا ہت تری جدائی کی (رنگین)

زلف دستار میں چھپائی کیا — ہم سے یہ پیچ ہت تمہاری کی (غازی)

ہانے جو مجھ سے آپ تو بولے یہ بول کر — چھر پہ پلے رکھ دیے ایک نوتن کے ساتھ
قطعہ
ہت تیرے راجہ اِل کی تواڑ جائے حق کرے — ننگا سا کوئی سو رہے رانی دمن کے ساتھ (آتش)

نہ پہنچی جان مری آ کے تا لب افسوس — سسک کے رہ گئی ہت تیری ناتوانی کی (طالب)

ہر دل عزیز (مص)= سب کا محبوب و مطلوب اور عالم کا مرغوب:

مجنوں کو صرف لیلیٰ کا محمل عزیز ہے — تو دلبر زمانہ ہے ہر دل عزیز ہے (شاہ نصیر)

دیکھتا ہے جو تجھے کہتا ہے اے ہر دل عزیز — ماہ مصر اعجاز سے زندہ دوبارہ ہو گیا (ناسخ)

کیوں کر نہ چاہے اس کو ہر ایک جان کی طرح — خواہش میں اس کی سب ہیں وہ ہر دل عزیز ہے (حسن)

سمجھ لے جی میں اگر کچھ تمیز ہے — جی چاہتا ہے جس کو وہ ہر دل عزیز ہے (رنگین)

سب خوبیاں ہیں شوخ میں حسن و تمیز ہے　　ایک عیب ہے تو یہ ہے کہ ہر دل عزیز ہے　(مؤلف)

ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں ہے (ث) = حاکم وقت کے مطیع و محکوم اور فرماں پذیر صغیر و کبیر کیا نوجوان اور کیا پیر سب ہوتے۔ اور اکثر علاقہ نوکری اور خاوندی کار کھتے ہیں۔ اس کے لطف و مہر سے ان کی بھلائی اور اس کے قہر و غضب سے حاصل برائی:

کون جاوے گردش گردون گرداں سے نکل　　پاؤں میں ہاتھی کے سب کا پاؤں ہے سچ ہے مثل　(مؤلف)

ہاتھی سے گنے کھاتے ہیں (ث) = فقیر زبردست امیر زبردست سے از راہ حکومت کچھ حصول کیا چاہتے ہیں اور مقابلہ و مجادلہ کا ارادہ و عزم بالجزم رکھتے ہیں۔

ہرن چوکڑی بھول گئے (مں) = آہو اس قدر خائف و ترساں ہوئے کہ دم و وحشت فراموش ہو گئی اور طائر ہوش و خرد آشیانہ دماغ سے پران ہوا:

شوخی چشم کا دیکھ اس کی چلن صحرا میں　　چوکڑی بھول گئے اپنی ہرن صحرا میں　(شاہ نصیر)

دلکیا ہوش ربا ہیں تیری آنکھیں صیاد　　چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے　(ناسخ)

ہاتھ پٹھے پر نہیں رکھنے دیتا (مں) = نہایت چست و چالاک اور شوخ و شنگ ہے:

قطعہ

چشم نرگس کو نظر آتا نہیں جوں بوئے گل　　اوج گیرائی میں ہے گلگوں ترا شکل ہما

طائر رنگ پریدہ ہے وہ ہنگام خرام　　ہاتھ پٹھے پر نہ رکھنے دے صبا کو بادپا　(مؤلف)

ہول دلے ہیں (مں) = بزدلے اور نامردذاتی ہیں:

شاید کہ بلائے شب فرقت سے ملے ہے　　جو ہول قیامت یہ دلا ہول دلے ہیں　(ولہ)

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں (مں) = بیکار محض بیٹھے ہیں:

پھٹ گیا جب سے گریباں اپنا　　ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں　(مصحفی)

ہنستی پیشانی (مں) = شگفتہ جبیں و خوش رو:

دیکھ حال زار روتا چارہ گر کو آئے ہے　　چاک زخم دل ہے کیسی ہنستی پیشانی تری　(مؤلف)

ہتھیلی پر سرسوں جمائی یا ہاتھ پر سرسوں جمائی (مں) = کار سخت و دشوار تر کو بہت شتاب اور نہایت جلد بکمال چابکدستی انصرام کو پہنچایا اور طلسم سازی اور شعبدہ بازی کی کہ جس کے دیکھنے سے خرد دوربین آئینہ ساحیران و ششدر رہوئی:

نہ اے رشک پری آنکھیں اٹھادے پشت پا سے تو
ہتھیلی پر اگر آکے ترے سرسوں جماؤں میں (تقی میر)

نہ رنگ زردئ عاشق سے ہو دو چار بسنت ۔ جمائے ہاتھ پر سرسوں اگر ہزار بسنت (شاہ نصیر)

اس رشک گل کے ہاتھ تلک کب پہنچ سکے ۔ سرسوں ہتھیلی پر نہ جمائے اگر بسنت (مومن)

ہاتھ پر ہاتھ مارا (مص) = وعدہ، عہد، اقرار اور قول کیا:

اک عیار وہ جانی ہے میں کیوں کر مانوں ۔ اس نے کچھ اور ہی ٹھانی ہے میں کیوں کر مانوں

یہ تو قصہ ہے کہانی ہے میں کیوں کر مانوں ۔ وعدۂ وصل زبانی ہے میں کیوں کر مانوں

ہاتھ پر ہاتھ تو اس شوخ نے مارا ہی نہیں (میر حسن)

ہوتے نہ موا کفن جو تھوڑا لگتا (ث) = یہ مثل شخص ظالم غریب آزار کے حق میں کہی ہے:

رباعی

دل کا ہے کوبر میں پکا پھوڑا لگتا ۔ کیوں جنبش ہر مژہ سے کوڑا لگتا

اے طفل سرشک نوجواں مرگ ہو تو ۔ ہوتے نہ موا کفن جو تھوڑا لگتا (مؤلف)

ہاتھ پاؤں ٹوٹتے ہیں (مص) = اعضا شکنی ہوتی ہے، تپ ولرزے کی آمد ہے:

محتسب نے میکدہ میں کیا کوئی توڑا ہے خم ۔ ٹوٹتے ہیں آج کیوں ساقی ہمارے ہاتھ پاؤں (ناسخ)

ہتھیلی کا پھپھولا (مص) = نہایت نازک ہے کہ ذرا سے صدمہ کا متحمل نہیں ہو سکتا:

بزم میں پاتا نہیں جو ساقی گلفام کو ۔ جانتا ہوں میں ہتھیلی کا پھپھولا جام کو (دل)

رکھ حفاظت سے لے دوست وغافل ہاتھ میں ۔ ہے ہتھیلی کا پھپھولا شیشۂ دل ہاتھ میں (مؤلف)

ہنسی میں اڑایا (مص) = سماعت نہ کی:

گریباں چاک ہیں اب تک سنا تھا میرا اک نالہ
ہنسی میں گل اڑا دیتے ہیں بلبل تیرے شیون کو (ناسخ)

ہوا ہو گئے (مص) = شتاب چلے گئے اور اڑ گئے ذرا درنگ و تاخیر نہ کی:

ہوائے خط میں ہوا ہو گئی ہے جان مگر ۔ ہنوز پیک صبا کا ہے انتظار مجھے (دل)

جی ہوا ہو گیا اک آہ کے ساتھ ۔ صبر رخصت ہوا نگاہ کے ساتھ (تقی میر)

ہوا لگی (مص) = نخوت، غرور اور تکبر پیدا ہوا ہے:

ہر دم ہے عندلیب کو اب عزم ناگہی　　فصل بہار آتی ہے اس کو ہوا لگی (وحدت)

ہلچل پڑی (ص) = خلقت زیر وزبر ہو گئی:

اٹھ گئے محفل سے سائے یار اور ہلچل پڑی　　اے خلل انداز گردوں اب تو تجھ کو کل پڑی (وزیر)

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہیں اور کھانے کے اور (ث) = اہل دنیا کا حال ایک صورت پر نہیں رہتا، ظاہر میں اور ہیں اور باطن میں اور ہیں۔

ہاتھ پر سر رکھا (ص) = قسم کھائی اور دوسرے معنی سلام کرنے کے بھی ہیں:

میں اسی رشک سے مرتا ہوں کہ کل غیر نے وائے
ہاتھ ہنگام قسم کیوں ترے سر پر رکھا (مصحفی)

ہم سے اڑتے ہو (ص) = ہم واقف و آگاہ ہیں کبھی فریب میں نہیں آنے کے:

ہوئے غیر میں بے بال و پر شبنم سے اڑتے ہو　　اڑا بیٹھے ہو نقد دل ہمارا ہم سے اڑتے ہو (مؤلف)

ہاتھ گھسائی ہے (ص) = محنت بے فائدہ اور مشقت لاحاصل ہے۔

ہاتھ پاؤں چلتے ہیں (ص) = زندہ ہیں، دست و پا بے حس و حرکت نہیں ہوئے:

وہی صحرا وہی چاک گریباں　　جب تک ہاتھ پاؤں چلتے ہیں (تقی میر)

ہوا میں آگیا ہے (ص) = مغرور و متکبر ہو گیا ہے، نخوت و پندار پیدا ہوا ہے اور حریص بنا ہے:

نہ عزم سرکشی کر اے حباب اس سرگردانی پر　　ہوا میں آگیا کیوں ایک دم کی زندگانی پر (مؤلف)

ہری بھری (ص) = سبز و خرم، شاداب و پر ثمر:

خون جگر میں تیر کی یکسر سری بھری　　شاخ کماں رہے ترے قرباں ہری بھری (ولہ)

ہتھیار ٹھنڈے کیے (ص) = سلاح جنگی کو جسم سے اتار کر رکھ چھوڑا:

ہیں ابھی گرم طپیدن نہیں بسمل ٹھنڈے　　تو نے ہتھیار کیے کیوں بت قاتل ٹھنڈے (ولہ)

ہلکے لہو سے چل نکلے ہیں (ص) = گستاخ و بے ادب اور مغرور ہو گئے ہیں:

مجھ کو ہمراہ دیکھ کر بولا　　گھر سے جب شوخ بے بلا نکلا
چل یہاں سے ہے زیست کیوں بھاری　　تو جو ہلکے لہو سے چل نکلا (ولہ)
قطعہ

ہٹے پر سے اکھڑ گیا (ص) = قریب آ کر چلا گیا اور بن کر بگڑ گیا۔

ل ص ۴۸۳ پر بھی موجود ۔ ل ص ۴۹۰ پر بھی موجود۔

ہمارے بھی منہ میں زبان ہے (ح)= ہم بھی طاقت گویائی رکھتے ہیں، سوال کا جواب دیں گے:

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ دیا نہیں — بس چپ رہو ہمارے بھی منہ میں زبان ہے (غالب)

ناگفتہ بیاں حال دروں لب پہ عیاں ہے — جوں شمع تو کہنے کو ہمارے بھی زباں ہے (مؤلف)

ہٹ (مس)= اول بمعنی ضد اور خلاف مرضی طرف ٹالی کرنی:

ہٹ نہ کر مان کہارات نہیں ہے باقی — ترے قربان نہیں وقت یہ مچلائی کا (صنعت)

اور دوسرے سرکنے کے بھی معنی ہیں پاس سے:

یاد جب آتا ہے یہ کہتا تو اڑ جاتی ہے نیند — اپنی ہٹ تو کر چکے لو اب تو ہٹ کر سوئیے (جرأت)

تم لگے غیروں سے ملنے دل ہمارا اچٹ گیا — جو قدم الفت کا آگے تھا سو پیچھے ہٹ گیا (منتظر)

ہٹ دھرمی (مس)= بے انصافی اور حق تلفی:

فرق یار وغیر میں بھی اے بتاں کچھ چاہیے — اتنی ہٹ دھرمی بھی کیا انصاف فرمایا کرو (تقی میر)

ہولے ہولے (مس)= آہستہ آہستہ:

جس دن سے مائل اس پہ طبیبو یہ دل ہوا — اس دن سے ہولے ہولے مجھے ہول دل ہوا (معروف)

رباعی

معروف تو آہ آہ دن رات نہ کر — یوں اپنے ریا میں بسر اوقات نہ کر

رنگیں واقف ہے یہ بناوٹ کا ہے ضعف — ہولے ہولے کرلو کر بات نہ کر (رنگین)

چلو ہولے ہولے دھمک سے نجتی — گئی سب مسک میری چولی کہارو (دل)

ہولے ہولے پکارنے لگنا — ڈھیلے ہاتھوں سے مارنے لگنا (اثر)

ہاتھاپائی (مس)= مارکٹائی اور جنگ وجدل:

ہاتھاپائی ہوئی کچھ ایسی کہ بس — ان کی انگلی کی چڑھ گئی جھٹ نس (انشا)

ہاتھاپائی نہ کرائے جان دوگانہ مجھ سے — ڈر خدا سے تری نازک ہے کلائی ات گت (رنگین)

ہاتھا پائی میں ہانپتے جانا — کھلتے جانے میں ڈھانپتے جانا (اثر)

رکھا جو میں نے ان کے پاؤں پر ہاتھ — کہا ہم سے نہ کیجیے ہاتھاپائی (ظفر)

غیروں سے اس نے ہرگز چھوڑی نہ ہاتھاپائی — جب تک اجل کا صدمہ دوچار تک نہ پہنچا (مومن)

خوف ہاتھاپائی کا گر ہو تو میرے روبرو　　دست دپا میں اپنے تم مہندی لگا کر دیکھ لو　(معروف)

ہاتھ پتھر تلے آگیا ہے (ص) = سخت مشکل میں گرفتار ہو گئے ہیں، عالم مجبوری اور ناچاری ہے۔

صنم فراق میں تیرے میں کچھ تو کر رہتا　　پہ کیا کروں کہ میرا ہاتھ زیر سنگ ہے شوخ　(تقی میر)

عشق بتان سنگدلاں چھوٹتا نہیں　　کیا کیجے آگیا ہے میرا زیر سنگ ہاتھ　(شاہ نصیر)

دست بردار ہوں کیوں کر بت سنگیں دل سے　　آگیا اب تو مرا ہاتھ تلے پتھر کے　(جرأت)

ہم تو نادانی سے آئے ان بتوں کے ہاتھ تو　　اب کہیں جو کچھ کہ چاہیں ہاتھ ہے پتھر تلے　(کامل)

ان آپ کے لوگوں سے بگڑ ہم نہیں سکتے　　کیا کیجے جو پتھر کے تلے ہاتھ دبا ہو　(انشا)

ہونٹ ملے (ص) = زباں درازی و بیہودہ گوئی کی سزا دی:

یہ یاد رہے خوب ترے ہونٹ ملوں گا　　اگر اب کے کسی بات پہ اے یار نہیں کی　(رنگین)

جو رشک گل سے ہو گویا زبان غنچۂ گل　　ملوں میں ہونٹ ترے اے دہان غنچۂ گل　(مؤلف)

ہٹیلا (ص) = ضد کرنے والا کہ جو کچھ اپنے دل میں آئے وہی عمل میں لائے:

تو ہے وہ ہٹیلا کہ ہر اک بات پہ تو نے　　اک بار جو ہاں کی ہے تو سو بار نہیں کی　(رنگین)

ہمیں ہے ہے کرے (ص) = ہمیں زندہ نہ دیکھے اور ہمارا ماتم کرے:

قطعہ

جب چلے گھر کو روٹھ ہم رنگیں　　ہو کے وہ بیقرار دوڑے آئے

لگ کے چھاتی سے یوں لگے کہنے　　ہم کو ہے ہے کرے جو آگے جائے　(ولہ)

ہوک اٹھتی ہے[1] (ص) = درد پہلو میں ہوتا ہے:

ادھر ہے ہوک پسلی میں ادھر ہے بے کلی دل کو

دوگانا تیرے کارن میں نے کس کس دکھ کو جھیلا ہے　(ولہ)

اٹھتی میری پسلی کے تلے ہوک ہے دائی　　یہ اب کے نہ جائے تو ترے تھوک ہے دائی　(ولہ)

ہری چگ (ص) = خود غرض جہاں طعام دیکھے وہاں لاکلام حاضر ہوا اور ریزہ چینی کرے۔

ہڑک چڑھی (ص) = غلبہ اثر زہر درندگی سگ دیوانہ سے مجنوں ہو گیا اور فقط کتے کے کاٹے کا نام ہے ہڑک اور گزیدہ شغال کو بھی ہڑک کہتے ہیں:

---

[1] ص ۴۸۹ پر بھی موجود۔

مری ہر بات کے جو کاٹنے کو دانت رکھتا ہے
ہڑک تجھ چڑھی ہے یہ رقیب سگ صفت کیسی (مؤلف)

ہُنّی پڑے (مص)= مقام حیرت اور محل تعجب کا ہوا اور شور و غلغلہ اور ہنگامہ بلند ہوا:

میں تو دوگانا ہوں دوارم یہ تانی پڑے شہر میں اسکی دھوم ہو خلق میں ایک ہنّی پڑے (رنگین)

ہتھیلی میں چور پڑا (مص)= سرخی رنگ حنائی کف دست میں تحریر سفید پڑ گئی اور مچھلی بھی اسے کہتے ہیں۔

ہر بابی ہے (مص)= ہر کام میں دخل رکھتا ہے اور ہر فن سے واقف ہے۔

ہر جائی (مص)= لکون مزاج ولاابالی اور ہر جگہ پر جانے والا اور زمانے کا آشنا:

جتلا بس کہ ہوں میں اس بت ہرجائی کا جابجا کیوں نہ ہو شہرہ مری رسوائی کا (صنعت)

ہلکان ہوئے (مص)= سخت حیران و عاجز و درماندہ ہوئے:

میر ہلکان ہو گیا تھا بہت سو طلب ہی میں وہ ہلاک ہوا (تقی میر)

ہلے ہیں (مص)= پرچے ہیں اور بے تکلف آشنا بنے ہیں اور عادی ہو گئے ہیں:

اک شور ہی رہا ہے دیوانہ پن میں اپنے زنجیر سے ہلے ہیں گر کچھ بھی ہم ہلے ہیں (ولی)

ہاتھ چڑھا (مص)= دستیاب ہوا:

کیا ہی گلدستہ کریں ہاتھوں کو گل کھا کھا کر ہاتھ چڑھ جائیں کہیں گر سرپا کے پھول (محبت)
ہاتھ چڑھ جائیو اے شیخ کسی کے نہ کبھی لوٹنے سب تیرے خریدار ہیں میخانے کے (تقی میر)
روز آپ کے تو ہاتھ لگا ہے حسین بند گویا کمند ناز و ادا ہے حسین بند (جرأت)

اور حسین بند ایک زیور طلائی و میناکار کا نام ہے کہ اسے زیب دست کرتے ہیں۔

ہفتہ دوست (مص)= شخص بے مروت و بے وفا، دیر آشتی زود رنج:

مشتاق کو اس قدر نہ ترساؤ تم یاں شوق سے جان روز و شب آؤ تم
ہفتہ میں نہ ایک دن کا آنا ٹھہرا ایسا نہ ہو ہفتہ دوست کہلاؤ تم (ولی)

ہولنا (مص)= ہاتھی کو چلانا:

کر کجک کلک زبان کو مشغول فیل سیہ مست معانی کو ہول (مؤلف)

یوں سیہ مست جھولے آتے ہیں ۔۔۔ مست جوں ہاتھی جھولے آتے ہیں (آثر)

ہوتے رہو گے (ص) = جو ہم کو برا کہو گے تو تمہیں برے ہو گے :

تو یوں گالیاں غیر کو شوق سے دے ۔۔۔ جو ہم کو کہے گا تو ہوتا رہے گا (تقی میر)

ہوائیاں منہ پر اڑتی ہیں (ص) = رنگ زرد اور خشک لب ہو گیا ہے اور خوف و دہشت غالب ہے :

غازہ جو ملا اس گل شاداب کے منہ پر ۔۔۔ تو اڑنے ہوائی لگی مہتاب کے منہ پر (مؤلف)

گیا نظر سے جو وہ گرم طفل آتش باز ۔۔۔ تو اپنے چہرہ پہ اڑتی ہوائیاں دیکھیں (تقی میر)

ہوا سے لڑتے ہیں (ص) = کمال جنگجو اور نہایت تند خو ہیں :

کرتے ہیں گفتگو سحر اٹھ کر صبا سے ہم ۔۔۔ لڑنے لگے ہیں ہجر میں اسکے ہوا سے ہم (ول)

ہوا منائی (ص) = مصروف بادہ نوشی و سیر باغ و راغ ہوا اور داد عشرت و عیش دی اور لباس موسم گرما کو زیب آغوش کیا :

جب وہ بت مجھ سے روٹھ جاتا ہے ۔۔۔ غیر ہر اک ہوا مناتا ہے (مؤلف)

رہے ہے کوئی خرابات چھوڑ مسجد میں ۔۔۔ ہوا منائی اگر شیخ نے کرامت کی (تقی میر)

ہاتھ لگتے میلے ہوتے ہیں (ص) = نہایت صاف و پاکیزہ تن اور بغایت نازک بدن ہے :

لوگے کملائے جاتے ہو نزاکت ہائے رے ۔۔۔ ہاتھ لگتے میلے ہوتے ہو لطافت ہائے رے (ول)

ہٹ (ص) = ضد۔ اس اصطلاح کے معنی حصّہ سابق ازیں تحریر پذیر ہوئے ہیں[1]:

ظالم جفا و جور پر اصرار اس قدر ۔۔۔ ہٹ دیکھ دیکھ تیری دل اپنا تو ہٹ گیا (ول)

اور دوسرے برگشتگی اور بیزاری دل کے بھی معنی ہیں۔

ہار مانی (ص) = عاجز ہوئے اور شکست کھائی اور قائل و شرمسار ہوا :

اے آنسوؤ چڑھایا سو نیزہ سر پہ پانی ۔۔۔ مت ہار ہو گلے کے لو ہم نے ہار مانی (مؤلف)

صورت تیری دیکھ اے بت چیں ۔۔۔ مانی نے بھی اب تو ہار مانی (قائم)

ہمت ہاری (ص) = عاجز و درماندہ اور زار و زبوں ہوا، کار صعب و دشوار نہ ہو سکا آخر کار ناچار دست بردار ہوا :

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۷۔

قطعہ

حیرت میں ہوں کل دیکھ مجھے روبرو اسکے — ابرو تو یہ کہتے ہیں کہ سرتن سے اتارو
مژگاں کا اشارہ ہے کرو چشم نمائی — زلفوں کی بھی ضد ہے ہاں خوب سا مارو
ملنا و نہ ملنا تو ہے قسمت پہ معین — لیکن طلب بوسہ سے ہمت تو نہ ہارو (عشرت)

ہوا پھر گئی (مص) = رنگ زمانہ بوقلموں و دگرگوں ہو گیا:

اگر صبا بھی کرے قصد مجھ تک آنے کا — تو کیا عجب ہے جس کی وہیں ہوا پھر جائے (جرأت)
موسم پھرا زمانہ پھرا اور ہوا پھری — لیکن نہ کوئے یار سے باد صبا پھری (حشمت)

ہلکا پھلکا (ص) = نہایت سبک سار کہ جو خاطر پہ گراں نہ گذرے:

کیا یہ نازک دلدار ہے ہلکا پھلکا — ڈالے گردن میں تو بس ہار ہے ہلکا پھلکا (مؤلف)
ہجر میں بس کہ تن زار ہے ہلکا پھلکا — جوں غزالاں تن بیمار ہے ہلکا پھلکا (مسرور)
اس کے بوسہ کے تصور میں ہے جینا بھاری — پھول سا جو گل رخسار ہے ہلکا پھلکا (ولہ)
جان شیریں کیا بچے تیری طرح فرہاد آہ — کوہ عشق آ گرے جب مجھ سے ہلکے پھلکے پر (شاہ نصیر)

ہوائی دیدہ (ص) = شوخ چشم، بے مروت اور ہر جائی کہ ہر ایک جا پر آرام و قرار نہ ہو:

لگنے دیتی نہیں اس گل کی جدائی دیدہ — ہو گیا باد صبا کا تو ہوائی دیدہ (ولہ)
کب ہیں نرگس کی بایں شوخ ہوائی آنکھیں — اس نے تیری سی کہاں پائیں ہوائی آنکھیں (مصحفی)
نکلتے ہی مرے سینہ سے یہ گردوں پہ جا چمکی — کہ برق آہ کا بھی واہ کیا دیدہ ہوائی ہے (جرأت)
اور جہاں کو تو کہے دیدہ ہوائی ہے تیرا — طعنہ اس ڈول سے پھر دیدۂ روزن مارے (انشا)
پھوٹ جاوے تیرا کوکا یہ ہوائی دیدہ — آکے موتی مری دلڑی کے پروا الست (رنگین)

ہیر پھیر[۱] (ص) = گردش کجروی اور پیچ تقدیر کا:

اسکے آنے میں یہاں جو دیر ہے کچھ — یہ بھی قسمت کا ہیر پھیر ہے کچھ (جرأت)

ہمت ہاری (مص) = بے ہمت ہوئے، ارادہ اور قصد جاتا رہا۔ یہ اصطلاح سابق ازیں مشروحاً رقم ہوئی ہے[۲]:

زانوئے فکر پہ سر کو جھکائے غم کے مارے بیٹھے ہیں
ہار قماش عشق میں دل کو ہمت ہارے بیٹھے ہیں (مؤلف)

---

[۱] ص ۴۸۷ پر بھی موجود [۲] ملاحظہ ہو ص ۴۷۲

گھرتے میں فقط تیرے بھروسے پہ چلا ہوں — تو مجھ سے نہ جاتا
اے طاقت پا در تلک اس شوخ کے پہنچا — مت ہاریو ہمت (تقی ہوس)
جی تک قمار بازیٔ الفت میں ہار تو — ہمت نہ ہاریو پہ دلا زینہار تو (سرور)

ہر شے (ص) = ہر بار اور ہر دفعہ۔

ہاتھی کی ٹکر ہاتھی اٹھاتا ہے (ص) = زبردست کی روکشی اور ہمسری اور مقابلہ زبردست کرتا ہے:

یہ میں ہی سیہ بخت اٹھاتا ہوں غم ہجر — ہاتھی ہی اٹھاتا ہے مگر ہاتھی کی ٹکر (حسن)

ہرتے بھرتے (ص) = ادھر سے ادھر آتے جاتے:

روسوئے غیر تو ہنگام سخن رکھتے ہو — ہرتے بھرتے مری قسمت میں نظر ہے کہ نہیں (ولہ)

ہونٹوں میں کہا (ص) = آہستہ بات کہی:

کچھ غیر سے ہونٹوں میں کہے ہے پہ جو پوچھو — تو وہیں مکرتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا (مومن)

ہاتھ کٹواؤں (ص) = غیر ممکن اور خلاف قیاس کہ یہ کار دشوار امر محال وقوع میں آوے:

کب ایسی جاں کنی فرہاد خستہ کام تو سیکھے — میں اپنے ہاتھ کٹواؤں جو میرا کام تو سیکھے (ظفر)
ٹانکے چاک گریباں کو تو ہر بار لگا — ہاتھ کٹواؤ جو ناصح رہے اک تار لگا (مومن)

ہاتھ کھینچا (ص) = دست بردار ہوا اور ترک کیا:

ہم جواں مرد محبت ہیں سمجھ لیں گے بھلا — اپنی ایذا سے تو ہاتھ اے فلک پیر نہ کھینچ (ولہ)
آساں بہت ہے خود کو سر دار کھینچنا — پر تیرے پاسے ہاتھ ہے دشوار کھینچنا (مؤلف)

ہاتھ سے جاتے رہے (ص) = از خود رفتہ ہو گئے:

شوخی روز فزوں تھی میرے گھبرانے سے — ہاتھ سے جاتے تھے دل کے مرے ہاتھ آنے سے (مومن)

ہوا بگڑ گئی ہے (ص) = زمانہ کا رنگ بگڑ گیا ہے اور اقبال و دولت برگشتہ ہو گئی:

کیوں ہوا بگڑی اپنی عالم میں — گل کھلایا یہ کس نے ایک دم میں (ولہ)
رشک گل بن کے تجھ سے کیا بگڑی — گلشن دہر کی ہوا بگڑی (مؤلف)

ہوا کھاؤ (ص) = یہاں سے چلے جاؤ:

---

[1] ص ۴۹۰ پر مع سند موجود۔ [2] ص ۴۹۱ پر بھی موجود۔

چل ہوا کھا نہ صبا اس دلگیر کو چھیڑ　　کیا مزہ پاوے گی تو غنچہ تصویر کو چھیڑ　(شاہ نصیر)

ہاتھ ملنا (مص) = افسوس و تاسف کرنا:

مثال شمع سوز غم سے جلتا　　پھرے تھا شعلہ آسا ہاتھ ملتا　(ولہ)

سیر جب ہو کہ چمن بیچ وہ دست گل رو　　ہاتھ میں اپنے ہو اور ہاتھ ملے بیٹھا تو　(جرأت)

ہونٹ چاٹنا (مص) = بغایت لذت یاب ہونا:

غرق بے تابی ہوا وقات ہمیشہ کاٹے　　یاد جب آئیں وہ لب ہونٹ تو اپنے چاٹے　(ولہ)

ہنس مکھ (ح) = شگفتہ رو اور خندہ پیشانی:

باتیں ہنس مکھ تو بہت کرتے ہیں پر کیا باعث　　کبھی گویا لب سوفار نہ دیکھا ہم نے　(معروف)

ہمیں پر کیا ہے (مص) کچھ ہمیں پر موقوف و منحصر نہیں ہے:

ہمیں پر کیا ہے در یار پہ کون ایسا تھا　　کہ جسے نقش بہ دیوار نہ دیکھا ہم نے　(ولہ)

ہاتھ میں دل رکھا (مص) = دلجوئی، دلدہی اور خاطر داری کی:

غیر پر جو لطف تھا گرچہ وہ ہم پر کچھ نہ تھا　　ہاتھ میں دل اس پہ بھی رکھا پر اس عیار نے　(ولہ)

ہوا مٹھی میں بند کی (مص) = کار صعب و سخت اور دشوار کیا اور محنت بے فائدہ اور مشقت لاحاصل کی:

قید سے دہر کی آزاد ہیں وارستہ مزاج　　کر سکے کون بھلا بند ہوا مٹھی میں　(معروف)

ایک نفس میں ٹوٹ جائے گا طلسم زندگی　　کیوں حباب آ بجو کی ہے ہوا مٹھی میں بند　(مؤلف)

ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے (مص) = بشدت چست و چالاک اور بہت تند رو اور تیز رفتار و گرم مزاج ہے:

مرکب پہ اپنے ہووے جو راکب وہ شعلہ خو　　گویا ہوا کے گھوڑے پہ ہووے سوار برق　(معروف)

ہوا پھری (مص) = فصل بہار آخر ہوئی اور موسم خزاں کا آیا اور شب شباب بسر ہو گئی، سحر پیری نے طلوع کیا اور ایام نافرجام نے نیرنگ سازی دکھلائی:

ہوا پھری یہ دم رخصت بہالائے وائے　　کہ گلستاں کو عجب صدمۂ خزاں پہنچا
چمن سے بلبل بے کس گا تا بخارستان　　ہزاروں ٹھوکریں کھاتا گل آشیاں پہنچا　(رنگین)

ہوا پھری چمن دہر کی بحسن قدوم نسیم باد خزاں ہے شمیم باد سموم (مؤلف)

برگشتہ نصیب آو نہ ہوگا کوئی مجھ سا گلشن میں گیا میں تو گئی وہیں ہوا پھر (معروف)

ہونٹ چاٹتے ہیں (ص) = محو لذت و لطف ہوئے ہیں، مزہ نہیں بھولتا:

کیا کہوں تیغ تبسم کی حلاوت اس کی اب تلک زخم جگر ہونٹ ہے چاٹا کرتا (ولہ)

ہم پر پھسل پڑے (ص) = بے خطا آزردہ و خفا اور غصہ ہوئے غیر کی جو تقصیر اسے کچھ نہ کہا اور دوسرے معنی لغزش پا کے بھی ہیں:

رہتا جو پاؤں راہ میں ہم سے رکا وہ مست مینہ پر تو بس چلا نہیں ہم پر پھسل پڑے (ولہ)

ہوا دی (ص) = جنس تر کو خشک کیا:

بہت رُوئے ہمارے دیدۂ تر اب نہیں کھلتے متاع آبدیدہ ہے کوئی اس کو ہوا دیوے (تقی میر)

کون لب تک نفس سرد کو جا دیتا ہے دوزخ تفتہ کو مالک جو ہوا دیتا ہے (مؤلف)

ہاتھ سے جاتا رہا (ص) = قبضہ و تصرف سے باہر ہو گیا اور از خود رفتگی کے بھی معنی ہیں:

کرنی ہے کچھ دوا مرے دل کی تو کر طبیب جاتا ہے ورنہ مفت یہ بیمار ہاتھ سے (مصحفی)

ہانپنا (ص) = دم کرنا اور پیہم نفس کشی کرنی:

تو اک وار میں ہانپ جاتا ہے پیارے ترے ہاتھ میں کیوں کر تلوار ٹھہرے (ولہ)

ہاتھ پاؤں پھولے (ص) = اسقدر خوف غالب ہوا کہ طاقت رفتار پا اور تاب جنبش دست جاتی رہی۔ جگہ سے نہ ہلے گویا نقش دیوار بن گئے:

نکلے تم آ صبا کی طرح جب چمن میں بھول گلشن میں دیکھ گل کے گئے ہاتھ پاؤں پھول (آبرو)

جو کڑی بھول گئی دیکھ تیری شوخی چشم دست و پا ایسے غزالان ختن کے پھولے (شاہ نصیر)

ترے آنے کی خبر دیتا ہے جب پیک صبا
کیا ہی اے گل پھول جاتے ہیں ہمارے ہاتھ پاؤں (ناسخ)

ہاتھ پاؤں مارے (ص) = تڑپے اور تلاش و جستجو کی:

کشتی مے نے لگایا پار بیڑا ساقیا مدتوں دریائے غم میں ہم نے مارے ہاتھ پاؤں (ولہ)

ہارے کو ہتھیار (ص) = جب آدمی ناچار ہوتا ہے اور کوئی حجت و سماجت باقی نہیں رہتی تو نوبت

دست قبضہ پنچتی ہے:

وقت ضرورت چو نماند گریز   دست بگیرد سر شمشیر تیز   (سعدیؔ)

ہاتھ ملنا(ص)=افسوس و دریغ کرنا: یہ اصطلاح سابق بھی تحریر ہوئی ہے:[1]

جو دیکھیں وہ انگیا جواہر نگار   فرشتے ملیں ہاتھ بے اختیار   (حسنؔ)

خامے صنم کا منا تن سکھ ہے عاشقوں کو

گاڑھے رقیب سارے روتے ہیں ہاتھ مل مل   (شاہ حاتمؔ)

تیرے محرم میں کیا بلا کچھ ہے   جس نے دیکھا سو ہاتھ ملتا ہے   (کمترینؔ)

ہمیں پیٹے(ص)=ہمارا ماتم کرے اور ہمیں مواہوا دیکھے:

میں کہا دل میں درد ہے مرے   ہنس کے کہنے لگے خدا نہ کرے
پھر جو کچھ دھیان آگیا تو کہا   ہم کو پیٹے اگر دوا نہ کرے   (تاباںؔ)

ہاتھ پسارنا(ص)=دست سوال دراز کرنا:

کس کے آگے کوئی اب ہاتھ پسارے کیا دخل   مٹھی باندھے ہوئے پاتا ہے تولد کو دک   (سوداؔ)

میں گدائے در احمد ہوں پکارے ہے فلک   کہکشاں سے دم شب ہاتھ پسارے ہے فلک   (مؤلف)

ہزاری روزہ(ص)= ہزار روزوں کے برابر ایک روزہ کہ وہ ماہ رجب کی ستائیسویں تاریخ کو رکھا جاتا ہے، لیکن وہ روزہ نفلی ہے:

میں تیرے صدقے نہ رکھ تو مری پیاری روزہ   بندی رکھ لے گی ترے بدلے ہزاری روزہ   (انشاؔ)

بھاری گرمی کا نہ رکھ تو مری پیاری روزہ   ہلکا رکھ لیجو جاڑے میں ہزاری روزہ   (ہیتمؔ)

دیکھیو چنوٹے میں تاریخ بتا دیجو مجھے   اب کے آتو جی رکھوں گی ہزاری روزہ   (رنگینؔ)

ہزار ہاتھ کا بن کر آوے(ص)=اگر کیسا مرتبہ اعلیٰ پیدا کرے:

آوے ہزار ہاتھ کا بن کر اگر کوئی   بے حکم شرع رکھ نہ سکے زینہار پا   (حسنؔ)

ہاتھ پر قرآن رکھنا(ص)= مصحف مجید و فرقان حمید کی قسم کھائی:

آیا ہے نظر مصحف رو جب سے تمہارا   تم سامنے ہی رہتے ہو ہر آن ہمارے
گر حرف غلط اس کو سمجھتے ہو تو اچھا   رکھ دیجیے ابھی ہاتھ پر قرآن ہمارے   (جرأتؔ)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۴۷۵ و ص ۴۸۵ پر بھی موجود۔

ہو چکے آنسو کبھی کے نام کو بھی نم نہیں — قطعہ — چشم کس کی بدگماں برپا کن طوفان ہے

پنجۂ[1] مژگاں پہ میرے پارۂ دل مت سمجھ — ہاتھ پر مردم کے یہ سیپارۂ قرآن ہے (مؤلف)

لیا دل اس مخلط رونے میرا — اٹھالوں میں اسے قرآن پر سے (میر)

اور **قرآن پر سے اٹھانے** کے بھی معنی قسم کھانے کے ہیں:

واقعی صاحب نے میرا دل نہیں ہرگز لیا — ہاتھ تو رکھیے نہادھو کر بھلا قرآن پر (انشا)

ہاتھ قلم کیے = دست قطع کیے:

سخت بیباک ہے یہ خامۂ شوق — اپنے ہاتھوں کو قلم کیجیے گا (سودا)

یہ بھی لکھا نصیب کا نو خط نے لکھے خط — قاصد ترے قلم ہی کئے بید رنگ ہاتھ (نصیر)

جس نے یہ اس بت کافر کی تراشیں قلمیں — ہاتھ ہو جائے خدایا قلم اس نائی کا (صنعت)

آپ چھپ چھپ کے جو غیروں کو رقم کرتے ہیں
گر یہ ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہیں (درد)

ہمیں ہیں جو یہ مگدر بھانتے ہیں = ہمارے برابر اور ہمسر جہاں میں دوسرا نہیں ہے اور ہاتھ ہلانے کو بھی کہتے ہیں:

نہ سنبھلا آسماں سے عشق کا بوجھ — ہمیں ہیں وہ جو مگدر بھانتے ہیں (سودا)[2]

ہاتھ چومے = نازاں ہوا اور خود کو مورد تحسین و آفرین کیا:

کھینچ کر خاک پہ مانی بت بے پیر کے ہاتھ
چومتا تھا کبھی اپنے کبھی تصویر کے ہاتھ (ظفر)

پڑی اس کی خوبی کی ازبسکہ دھوم — لیا ہاتھ قدرت کا صانع نے چوم (دردمند)

کٹے نہ کیوں کہ وہ دل میں کہ مصحفی شب دوش — میں خالی دے گیا وار اس نے جو چلائی تیغ
قطعہ
میں ہاتھ چوم لیے دوڑ کر کے قاتل کے — جب اس نے سر پہ مرے پیارے لگائی تیغ (مصحفی)

ہاتھ کیا آیا = کچھ حاصل اور فائدہ نہ ہوا:

دعا ہر چند کی اے مصحفی ہم نے زدل آخر — تہی دستی سوا دست دعا کے ہاتھ کیا آیا (ول)

۱۔ اضافہ از نسخۂ خدا بخش (ص ۴۷۸۔۴۹۳)   ۲ ص ۴۸۹ پر بھی موجود۔

ہاتھ سے کھویا = برباد اور ضائع کیا اور نقصان وزیاں ہوا:

تیرے ہاتھ دیکھے حنا سے بھی سادے　　دل اپنے کو ہیں ہاتھ سے مفت کھوتا (مصحفی)

ہونا ہو سو ہو = ہرچہ باداباد:

اس میں کو جل جاویں یا مر جاویں ہونا ہو سو ہو
چومنا منہ شعلہ رو کا ہم کو پروانے کی طرح　　(ولی)

ہتھ چھٹ = چالاک دست:

وہ خانہ جنگ ٹھکیوں میں ہے بڑا ہتھ چھٹ
سر اس کا دوہی کیا جس کے اک لگائی تیغ　　(ولی)

ہوا پر اڑتے ہیں = مغرور ہو گئے ہیں اور بلند پروازی کرتے ہیں اور کسی کو خاطر میں اور خیال میں نہیں لاتے:

پرواز میں ہے زلف گرہ گیر ہوا پر　　اڑتی ہے سدا کافر بے پیر ہوا پر (فدوی)

ہو چکا = مر گیا اور راہی ملک عدم ہوا:

قاصد اگر اس گلی میں جاوے　　کہنا کہ غلام ہو چکا اب (مصحفی)

ہاتھ سر پر رکھا اور ہاتھ قدم تک پہنچایا = قسم کھائی:

میں اسی رشک سے مرتا ہوں کہ کل غیر نے واے
ہاتھ ہنگام قسم کیوں ترے سر پر رکھا　　(مصحفی)

حسرت ہزار رنگ سے بولا میں جھوٹ سچ　　یعنی کہ نوبت آئی سخن کی قسم تلک
قطعہ
لیکن سمجھ کے باتوں کو اس نے اڑا دیا　　پہنچاتے ورنہ ہاتھ ہم ان کے قدم تلک (حسرت)

ہچکیاں آتی ہیں = کوئی عزیز یا آشنا یاد کرتا ہے:

یاد کرنے ملک الموت جو ہر بار لگا　　ہچکیاں پھر وہیں لینے ترا بیمار لگا (سرور)

کس نے اب یاد کیا اس کو نہیں کچھ معلوم　　ہچکیاں آج جو وہ رشک قمر لیتا ہے (آتش)

موت اس کو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور　　یوں ترا بیمار غم جو ہچکیاں لینے لگا (ذوق)

ہچکیاں لگیں = اول زار زار رونے کے معنی ہیں، دوسرے جان توڑنے کے ہیں، جس کو جاں کنی

اور دم شکنی کہتے ہیں:

مغاں مجھ مست بن پھر خندۂ قلقل نہ ہووے گا
نئے قلقوں کا شیشہ ہچکیاں لے کے رووے گا (میرؔ)

غم میں ترے روتے روتے لگ گئی ہیں ہچکیاں
کچھ نظر آتی نہیں مشتاقؔ کے جینے کی شکل (مشتاقؔ)

ہچکیاں سب کو لگیں اس کے سرہانے شاید تیرے بیمار نے دم آج ستمگر توڑا (ممنونؔ)

ہوا باندھی = شہرت اور فروغ کے واسطے امر غلط کو براستی شہرہ آفاق کیا:

غیر توسن کو صبا باندھتے ہیں ہم بھی مضمون کی ہوا باندھتے ہیں (مومنؔ)
نالہ شب نے کیا ہوا باندھی ہوگیا گل چراغ بلبل کا (ولہ)

کوئی کہتا ہے دم عشق عدو بھرتے ہیں
کہ ہوا باندھنے کو آہ کبھو باندھتے ہیں (میرؔ)

دشت جنوں میں کیونکہ نہ مری ہوا بندھے مانند گردباد گریباں دریدہ ہوں (نصیرؔ)
فلک کی خبر کب ہے ان شاعروں کو یونہیں گھر میں بیٹھے ہوا باندھتے ہیں (مصحفیؔ)
دامن کے ترے دور سے کیا دور ہے ظالم گر میری ہوا اپنی کف خاک سے باندھے (آفتابؔ)

شب اس کے افعی گیسو کا خوف نہ ہوا
ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا (آتشؔ)

جانتے ہیں کہ نہیں ہستی فانی کو ثبات بعد مرنے کے کسی کا نہ پتا لگتا ہے
وائے غفلت کہ پھر اک دم کے لئے مثل حباب قطعہ ہر کوئی باندھنے یاں اپنی ہوا لگتا ہے (مؤلف)

ہم رنگ کے دو نے = یہ اصطلاح گنجفہ بازوں کی ہے۔ دستور ہے کہ جس وقت کھیلتے ہیں اور نقش بازی ہم رنگ کا جس کو آتا ہے وہ اپنے حریف سے ایک کے دو لیتا ہے:

کیوں نہ وہ ہم رنگ کے دونے کرے ہر آن میں
ایک تو ہے سبزہ رنگ اور جس پہ سبزہ کان میں (جرأتؔ)

ہمجولی = ہم عمر و ہم سن و سال جو لڑکپن میں ساتھ کھیل کر جوان ہو:

ے ص ۴۸۷ پر بھی موجود۔

دیکھ رنگین مجھے مری گوئیاں قطعہ پاگئی میرے عشق کا جب اوج
اپنی ہجولیوں سے کہنے لگی میری گوئیاں سے آنکھ لگتی نوج (رنگین)

یاد وہ باتیں نہیں ہیں ایسی کیا بھولی ہے تو
حف نظر آخر دوگانا میری بھولی ہے تو (دلہ)

اور حف نظر کہتے ہیں چشم بد دور کو:

کیوں جوانوں کو ہے خواہش ایسی پرتزویر کی
زال دنیا یعنی بھولی ہے چرخ پیر کی (مؤلف)

ہنستے ہی گھر بستے ہیں = مشہور مثل ہے کہ شرح و بیان کی حاجت نہیں:

کہا کر روز ہی مجھے کہ یار آتا ہے گھر تیرے
مثل مشہور ہے ہمدم کہ گھر ہنستے ہی بستے ہیں (عبرت)

ہاتھی کے منہ میں لکڑی پکڑاتے ہیں = زبردست شخص زور آور کے مال و زر سپرد کرتا ہے کہ پھر لیا نہ جائے۔

ہاتھی ہزار لٹے تو سوا لاکھ ٹکے کا ہے = اگر امیر کبیر فقیر ہو جائے جب بھی خلقت اس کی قدر و منزلت اور توقیر و عزت کرتی ہے۔ اور اس کو (دولت) کی رکابی ہر جگہ ملتی ہے۔

ہاتھی کا دانت اور گھوڑے کی لات = نصیب اعداء۔

ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے = دیکھا چاہیئے کیا خرابی و آفت در پیش آئے۔ چاہئے اور وقت فرصت کو غنیمت جانیے، دنیا محل اعتبار اور جائے قرار نہیں۔

ہاتھی نگل گیا ہے دم اٹکی رہ گئی ہے = بہت سا کار مشکل سرانجام پذیر ہو چکا ہے۔ تھوڑا آسان کام باقی ہے:

ضعیفی نے کی اس کی فربہی گم گیا ہاتھی نگل اور رہ گئی دم (سودا)

ہنستا چغل = پردۂ دوستی میں دشمنی:

سراپا پر فریب و پر دغل ہے کہ چرخ پیر یہ ہنستا چغل ہے (مؤلف)

ہلدی لگے نہ پھٹکری = اپنی گرہ کا کچھ صرف و خرچ نہ ہوا۔ کام مفت ہو گیا۔

ہم سے اڑتے ہو = ہمیں فریب دیتے ہو:

ہوائے جنبش مژگاں بیش وکم سے اڑتے ہو
اڑا بے رنگ رو نکہت بھلا کیوں ہم سے اڑتے ہو (مؤلف)

ہاتھ اٹھایا = اول فاتحہ پڑھنے کے معنی ہیں، دوسرے معنی ترک دنیا کے ہیں یعنی دست بردار ہو:

عزم جزم ترک تعلق کا کہ اپنے کیا اس جہاں سفلہ سے دل کو لگائیے
تاثیر ہے دعا کو فقیروں کی میر جی (قطعہ) تک آپ بھی ہمارے لئے ہاتھ اٹھائیے (میر)
ہم نے تو زندگی سے مگر اٹھائے ہاتھ صحات قبر پر تو نہ آکر اٹھائے ہاتھ (مؤلف)
کونین سے قطع نظر ہاتھ اٹھایا پر تجھ سے نہ اے دیدۂ تر ہاتھ اٹھایا (نصیر)
جب سے تیرے در پہ آبیٹھے ہیں ہم زندگی سے ہاتھ اٹھا بیٹھے ہیں ہم (میر حسن)
تیر کرے گا کیا کہیں اب مجھ سے ہاتھ اٹھا تا قبضہ نیچہ یہ ترا خون میں بھر چکا (مصحفی)
اے یاس مجھ کو کام اجابت سے کیا رہا وقتیکہ میں دعا سے جو ہاتھ اٹھا چکا (شوق)
جستجو سے بخوشی ہاتھ اٹھایا ہم نے ورنہ کس چیز کو ڈھونڈا کہ نہ پایا ہم نے (ممتاز)
یہ کس کا رقص دیکھ آیا دلا تو کہ بیٹھا زندگی سے ہاتھ اٹھا تو (مشتاق)
سننے سے سوز عشق تیرا ہاتھ کب اٹھا تا پھوٹ کر جگر کے نہ ہو جائے پار داغ (سودا)
منہ موڑ لیا تم نے اگر مہر و وفا سے ہم ہاتھ اٹھائینگے نہیں تو بھی دعا سے (سرسبز)
ہزار حیف میں دنیا سے اٹھ چلا تو بھی اٹھایا ہاتھ نہ اس بدگماں نے کینہ سے (جرأت)
تھوڑی شئے پر مت بگڑ بیکار سے ہاتھ اٹھا بیکار کے بیکار سے (رنگین)
اٹھاتے ہاتھ کیوں نامید ہوکر اگر پاتے اثر ہم کچھ دعا میں (میر)

چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہم نے
اب گریباں ہی سے ہاتھ اٹھایا ہم نے (وله)

ہاتھوں ہاتھ = دست بدست اور جلد وشتاب:

وزدی رنگ معانی جو کریں ہیں اے نصیر
دے ہے ہاتھوں ہاتھ بندھوا ایسے چوروں کو حنا (نصیر)

یہ غزل سودا کہی ہے تو نے اس انداز کی　　ہند سے پہنچی ہے ہاتھوں ہاتھ خیشا پور تک　　(سودا)

توپخانہ نہیں کچھ ان کے ساتھ　　لہو پیتے ہیں پر یہ ہاتھوں ہاتھ　　(انشا)

ہاتھ پاؤں مارنا = تلاش و جستجو کی اور تڑپا:

ناتوانی نے کیا اب تو ہمیں بے دست وپا
ہاتھ پاؤں مارتے تھے جب تلک تھے دست وپا　　(مصحفی)

ہم بحر غم کے پاٹ پہنچے نہ جاکنارے　　مانند موج ہم نے گو ہاتھ پاؤں مارے　　(مؤلف)

ہاتھ کے طوطے اڑ گئے = ہوش و خرد گم ہوگئے:

پودنے نے یاں کے بنگالے میں جا　　ایک مینا سے کہا یہ ماجرا
پودنے سے سنتے ہی اس بات کے　　اڑ گئے مینا کے طوطے ہاتھ کے　　(سودا)

اس بت صیاد کی دیکھی جو شاہیں نگاہ　　مرغ دل کے اڑ گئے صمات طوطے ہاتھ کے　　(مؤلف)

ہاتھ دھوئے = ناامید ہوگئے اور توقع جاتی رہی:

آب حیات کیوں نہ ہو خضر اس کو آب تیغ　　دھوتے زندگی سے جو ہو کر ہتنگ ہاتھ　　(نصیر)

کب اٹھائے ہاتھ وہ پائے بت بے پیر سے　　ہاتھ دھو بیٹھا ہو جو آب دم شمشیر سے　　(مؤلف)

کی شست شو بدن کی جس دن بہت سی اس نے
دھوئے ہاتھ میں نے اس دن ہی اپنی جان سے　　(میر)

گریہی دن رات کا رونا ہے فرقت میں سرور　　ہاتھ دھوئیں گے آخر دیدۂ پر آب سے　　(سرور)

واں پر تھا پانی اس حنائے دست کے اوپر　　یاں میں زندگی سے اپنی روز ہاتھ اٹھاتا تھا　　(جرأت)

ہاتھ دھو بیٹھا اثر سے گرچہ گریہ ہجر میں　　اڑ گئی اے آہ تیری بھی مگر تاثیر کیا　　(معروف)

زلفوں سے اس کی میں نے جس دن سے ہاتھ دھویا
ابر سیاہ آکر تربت پہ میری رویا　　(مصحفی)

جس دن سے تم سے آنکھ لڑی اشک چشم سے　　ہاتھ ہم تو دیدۂ و دانستہ دھو چکے　　(انشا)

اس ستمگر سے جو ملا ہوگا　　جان سے ہاتھ دھو چکا ہوگا　　(بیدار)

ہوتے دست انداز خوان نعمت غم پر نہیں　　جان سے اپنی نہیں جو ہاتھ دھوتے عشق میں　　(ظفر)

بھرے دل دور خط میں کیا لب جاں بخش جاناں سے
ملے ظلمت تو کیا ہم ہاتھ دھوئیں آبِ حیواں سے (ناسخ)

ہُو بہو = ہم شکل کہ سر مو فرق و تجاوز نہ ہو:

کھنچی دیکھی جو کل تصویر مجنوں   تو گویا بیٹھے ہیں بس ہو بہو ہم (معروف)

ہاتھ پاؤں نکالے = خود رفتہ اور گستاخ و بے ادب ہو گیا اور شرارت پیشگی کی اختیار کی اور فتنہ پرداز ہوا:

ہاتھ اٹھایا وصل میں مجھ پر چلائی لات بھی
رفتہ رفتہ اب نکالے تم نے بارے ہاتھ پاؤں (ناسخ)

ہاتھ سے جاتا رہا = کھویا گیا اور بے خود اور بے اختیار ہو گیا:

کیوں نہ دل دیکھ کے ہاتھ سے جائے اک بار   ایسے ہی ناز سے ہاتھ اس نے کمر پر رکھا (مصحفی)

ہو دیکھے = امتحان و آزمائش کر دیکھی:

ہو دیکھے فرشتہ اس پہ عاشق   ہوتا ہے وہ بدگمان کس کا (دل)

ہاتھ پاؤں پھول گئے = ہوش اڑ گئے اور طاقت چلنے پھرنے کی جاتی رہی:

ابھی باتیں ہیں ہیں اور پھولے مرے ہاتھ اور پاؤں
یہ دھڑکا ہے جب اس گل رو کو اور کے تو کیا ہوگا (دل)

یہ اصطلاح مفصلاً اور مشروحاً سابق ازیں تحریر ہو چکی ہے۔[1]

دیکھی جو نئی چلن یار کی رفتار کی   پھول گئے ہاتھ پاؤں چرخ ستمگار کے (مؤلف)

ہاتھ جھاڑ اٹھے = مفلس و تہی دست ہو گئے۔ ایک حبہ اور خرمہرہ پاس نہیں رہا، مال و زر غارت و برباد ہو گیا:

یوں قمار عشق سے ہم اٹھ چلے ہاتھ اپنے جھاڑ   گھر کو جاتا ہے جواری جس طرح ہارا ہوا (جرأت)

ہو کا عالم = دشت ویران کہ جہاں بوئے عمارات نہ ہووے:

جس نے دیکھا ہے ترے روئے نکو کا عالم   عالم حسن پری لگتا ہے ہو کا عالم (مؤلف)
میں نے دیکھا ہے کسی کے سر کو کا عالم   عالم شہر ہے آگے مرے ہو کا عالم (مسرور)

۱؎ ص ۹۱۳ پر بھی موجود ۲؎ ملاحظہ ہو ص ۶۳

شب فرقت میں جو اٹھتی ہیں جگر سے آہیں　　اک جہاں مجھ کو نظر آئے عالم ہو کا　(محبؔ)

ہوش کی خبر لو = بے تمیزی اور بے عقلی نہ کرو اور دیوانے اور از خود رفتہ نہ ہو جاؤ:

ہوش کی اپنی خبر لے تجھ کو رقتؔ کیا ہوا
اس کے جاتے ہی تجھے جو غش پہ غش آنے لگا　(رقتؔ)

ہیرا پھیری = ہر دم آنا اور ہر ساعت جانا:

تیرے کوچے کی ہیرا پھیری ہی میں دن گذرتا ہے
وہاں جاؤ یہاں آؤ، یہاں آؤ وہاں جاؤ　(حیراںؔ)

ہوت = اے فلاں شخص۔ دستور ہے کہ جو آدمی، آدمی کا نام خاطر سے فراموش کرتا ہے تو میاں ہوت یا بھائی ہوت یا جانے والے ہوت کہہ کر پکارتا ہے:

قطعہ
استاد سے اپنے میں ملاقات کی خاطر　　جا در پہ انھوں کے جو پکارا کہ بقاؔ ہوت
آواز کو پہچان کے اس حجرے سے باہر　　ایک آدھ گھڑی بعد پھر آئی یہ صدا ہوت　(بقاؔ)

اور دوسرے معنی کیاہے کے بھی ہیں۔

ہاتھ پھیلانا = دست سوال دراز کرنا:

قطعہ
ہاتھوں کو توڑ کنج قناعت میں بیٹھ رہ　　روزی رساں تیرا نہیں رکھے گا تنگ ہاتھ
اہل دول کے سامنے درویش کو نصیرؔ　　پھیلانا احتیاج کی خاطر ہے ننگ ہاتھ　(نصیرؔ)

قطعہ
ہمت عالی نے تیری بجہاں انسان کو　　ہاتھ پھیلانے سے باہم کے رکھایاں تک باز
ورنہ جراح کے یہاں بخیہ و مرہم کے ساتھ　　ناخن شیر اجل کے ہونٹے سے ساز　(سوداؔ)

ہتھیار کھول ڈالے اور کمر کھول ڈالی = سپاہگری ترک کی اور خانہ نشیں ہوئے:

قطعہ
اور اس پہ یہی جب ٹھہرے روز موجودات　　تو پانچوں باندھے ہتھیار او چھٹے پستول
نہ آئے سیکھ تو یہ باندھنے لگے مضمون　　زمانہ دیکھ کے ہتھیار ہم نے ڈالے کھول　(دلؔ)

ہاتھ دھو کر پیچھے پڑے = درپے آزار ہوئے:

جعد شستہ پشت کے جو مہ لقا پیچھے پڑی　　ہاتھ دھو کر دل کے میرے بلا پیچھے پڑی　(مؤلف)

ہمیں پیٹے = ہمارا ماتم کرے اور دوسرے معنی ایک طور کی قسم کے بھی ہیں:

بولے گھبرا کر ہمیں پیٹے جو یہ حرکت کرے
سامنے اس کے گلے تک ہم جو خنجر لے گئے (اختر)

ہاتھ سے جاتا رہا = قابو سے نکل گیا۔ یہ اصطلاح سابق تحریر ہو چکی ہے۔[1]

ایک تن میں ہوں اگر دو دل تو کچھ نکلے گا کام — یاں تو اپنے تاو میں ہر ایک بل کھاتا رہا
قطعہ
جی اگر اس سے لگا یار رشک سے دل جل گیا — دل اگر اس کو دیا جی ہاتھ سے جاتا رہا (مشتاق)

ہونٹھ ملے = سزا دہان دریدہ کی اور زباں درازی کی دی:

چڑھا کر ساغر لبریز جس دم تو نکلتا ہے — ترا انداز ہنسنے کا گلوں کے ہونٹھ ملتا ہے (دل)

کچھ سنا مجذوب تو نے بھی کہ وقت کوچ حسن
ہونٹھ مل کر فوج خط یار نے تنخواہ لی (مجذوب)

ہوں ہوں = ہم انکار و قرار:

لیتے ہوئے بوسے کی ادا لگتی ہے پیاری
منہ پھیر کے وہ شوخ جو کہتا ہے کہ ہوں ہوں (نثار)

ہونٹوں میں مسکرایا = زیر لب تبسم کرنا:

گر ہنسی تری گلشن میں یاد آتی تھی — کلی کلی جواب ہونٹوں میں مسکراتی ہے (نثار)

ہنکارا = آواز ہوں ہوں کی:

بخت بیدار شب وصل میں گر یار آوے — میں کہانے کہوں اور وہ مجھے ہنکارا دے (مؤلف)

ہاتھ جھاڑا = اول دست بردار و تہی دست ہونے کے معنی ہیں، دوم شمشیر افگنی کے بھی معنی ہیں:

زندگی سے ہوں میں بیٹھا اے ستمگر ہاتھ جھاڑ
دیر مت کر کھینچ کر تلوار مجھ پر ہاتھ جھاڑ (کرم)

ہم جانیں یا تم = دوسرا واقف و آگاہ نہ ہووے:

آؤ گلے سے لگ لو صاحب بندے کا کہنا مانو
گھر ہے اکیلا کوئی نہیں ہے ہم جانیں یا تم جانو (دل)

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۴۸۳۔

ہیر پھیر = گردش بخت واژوں اور آمد و رفت اور رلو کا خم و پیچ اور خرید نا چیز کا اور واپس کرنا:

ہم گئے واں تو یاں وہ آیا واہ　　خوب قسمت نے ہیر پھیر رکھا (جرأت)

ہوا پر دماغ ہے = مغرور و متکبر ہو گیا ہے اور کسی کو اپنا ہمسر نہیں جانتا:

جوں کاغذ بادی ہے دماغ اپنا ہوا پر　　گو ہوں میں سبک دیدۂ انسان کے نیچے (کرم)

ہل چل = تہ و بالا اور خرابی واقع ہونی اور آمد و رفت کرنی:

ایسی ہل چل میں کہیں کیوں دل دوانا لگ گیا
دل کے لگتے ہی جو وہاں لشکر کا جانا لگ گیا　　(جرأت)

ہاتھ کان پر رکھے = انکار بہت کیا اور ناواقفی و نادانستگی ظاہر کی:

وہ بھی دن یاد ہیں رہتا تھا میری ران پہ ہاتھ
غیر جو کان لگے رکھتے ہو اب کان پہ ہاتھ　　(مؤلف)

کس طرح اس کے سمع تک پہنچے اپنا حال　　کہتا ہوں جس سے ہاتھ وہ رکھتا ہے کان پر (ہمت)

ہمجولی = ہم عمر جو ساتھ کھیل کر بڑے ہوں:

جی میں کچھ رکھتی نہیں دھڑ میں نری پولی ہے تو
اے دوا فرہاد کش بڑھیا کی ہمجولی ہے تو　　(آتش)

ہوا ہوا = جلد و شتاب راہی ہوا اور نظر سے غایب ہو گیا:

کس زیست پر مانند حباب اتنی ہوس آج　　ہوتا ہے ہوا کل کو جو ہے تن میں نفس آج (وحشت)

چل کنج دوا کنج نہ اس بن تو نہ گلشن　　دم ہوا ہوتا ہے جی کرتا ہے سن سن

کیا جانے کس طرح مقابل ہو دل اسکے　　ہے جان ہوا اب تو ادائی میں کسی کی (زار)

ہوتے سوتے = عزیز و اقربا اور خویش و یگانہ:

جو مجھے ٹوکے سو الٰہی کرے　　ہوتے سوتوں کے اپنے وہ کھا وے پہاڑ (آتش)

کہا ہوتے سوتوں سے اپنے کہو　　فقیروں کو چھیڑوں نہ بیٹھے رہو (میرحسن)

ہلبلی = جلدی و شتابی:

ہاتھوں سے تیرے میں تو کمبخت عاجز آئی　　جو کام ہے تھوڑا سو ہلبلی کا (آتشا)

ہنسی کے مارے دم الٹ گیا = بے اختیار ہنسی آئی کہ دم جا سے بے جا ہو گیا:

کہے ہے خندۂ قلقل تبسم گل دیکھ　　ہنسی کے مارے مرا دم الٹ گیا ہوتا　　(انشا)

ہٹا کٹا = جوان و تندرست، فربہ اندام، چاق و چست:

خط پڑھنے کو ڈیوڑھی کے اوپر چاہئے کوئی بوڑھا سا
انشا تو ہے ہٹا کٹا ہے یہ دوگانا بات کذھب　　(ولہ)

ہلکے پھلکے = سبک بار و نازک اور ناتواں و لاغر:

ہلکے پھلکے جو ملے دیر کے روڑے پتھر　　چوم اور چاٹ کے میں کعبے کے چھوٹے پتھر　　(ولہ)

ہنہناتا = صہیل اسپ کے اس کو بیرونجات میں ہنسیتا بھی کہتے ہیں:

پڑا ہنہناتا ہے بے گھاس گھوڑا　　ہوئے چار فاقہ ہیں پیہم نفر پر　　(ولہ)
فاقوں سے ہنہنانے کی طاقت نہیں رہی　　گھوڑے کو دیکھتا ہے تو پادے ہے بار بار　　(سودا)

ہونی ہو سو ہو = جو کچھ ہو سو ہو جائے، رہے یا جائے:

انشا جو ہونی ہووے سو ہو تو ل کہے ہے یوں
تا چند ضبط آج تو اس دلربا کو چھیڑ
لے جا کے چپکے چپکے دوشالے کے نیچے ہاتھ
ناخن گڑو کے چٹکی لے انگشت پا کو چھیڑ　　(انشا)

ہوتے رہو = جیسے ہو ویسے تمہیں ہو:

کس کو سنا کر کہا آپ نے او بے لحاظ　　مجھ سے نہ اتنی رہے ہوتے رہو بے لحاظ　　(ولہ)

ہم سے کب چل سکتے ہیں = ہمیں کب فریب اور داؤ دے سکتے ہیں اور ان کی پیش رفت ہمارے آگے نہیں جا سکتی:

آپ سو روپ سے گو روپ بدل سکتے ہیں
لیک کیا دخل ہے ہم سے کوئی چل سکتے ہیں　　(انشا)

ہوا بتائی = ٹال دیا اور بہانے سے گھر سے باہر نکال دیا:

خلوت میں فائدہ کچھ اغیار سب بہم ہوں　　سب کو ہوا بتادو بس تم اور ہم ہوں　　(ولہ)

سواب ایک کو تولے آتی ہوں میں ہوا دوسرے کو بتاتی ہوں میں (میرحسن)

ہربونگ کا راج ہے = حاکم بے انصاف و ظالم ہے اور شہر بے انتظام، کوئی کسی کا پرسان حال پر اختلال نہیں ہے، بازار جور و جفا گرم ہے:

بہت ڈھونڈا نہ پایا راج میں ہربونگ کے لیکن
کہیں حضرت سلامت آپ کے انصاف کا جوڑا (انشا)

ہوا کھانا = واسطے تفریح طبع کے شام و سحر گل گشت کرنا اور تماشا صحرا و دریا کا تفریح خاطر کے لئے کرنا:

بگیاں نوری کی تیار کرائے بوے کن کہ ہوا کھانے کو نکلیں گے جوانان چمن (انشا)

جب ہوئیں پریاں ہوا کھانے کو گھڑیاں باغ میں
خود بخود بجنے لگیں غنچوں کی گھڑیاں باغ میں (ولہ)

ہرانی جتانی کرنا = تنگ و عاجز کرنا اور ہر ایک (بات) میں آزمانا۔

ہاتھ چومے = پسند خاطر ہوا اور رنازاں ہوا اور تحسین و آفریں کی اور سراہا:

میں ہاتھ چوم لوں تیرے گرائے شبیہ کش دے کھینچ مجھ کو ان کے تو غماز کی شبیہ (ولہ)

ہوکا ہو گیا = ہوا و حرص بہت ہو گئی ہے اور اشتہا غالب ہے:

بوسۂ لب سے جو تسکین دل زار نہ ہو ایسا ہوکا بھی کسی شخص کو زنہار نہ ہو (مؤلف)

ہوک اٹھتی ہے = دل و جگر و پہلو میں درد ہوتا ہے:

گرہ حسرت کی ہر تارنفس میں پڑگئی دیکھو یہ کیسی ہوک ہر دم اے دل پر درد اٹھتی ہے (انشا)

ہاتھ گریبان تلک گیا = جیب کو چاک کیا اور جوش سودا و غلبۂ وحشت ہوا:

کل ہم جو بن تمہارے گلستان تلک گئے بے اختیار ہاتھ گریباں تلک ئے (مشتاق)

ہاتھ جانے لگا گریباں تک چاک کے پھیلے پاؤں داماں تک (میر)

ہاتھ چڑھے = قابو میں آئے:

بن لئے بوسے پانچ سات ایسے جی کوئی چھوڑوں ہوں
چڑھ گئے ہو تم اپنے ہاتھ آج بڑی تلاش سے (انشا)

ہنسی خوشی = خوشی و خرم اور شاداں و فرحاں:

ہزار شکر کہ انشا کسی کی محفل میں   خفا سے آئے تھے پر ہو ہنسی خوشی نکلے   (انشا)

ہر سٹے = ہر بار اور ہر دفعہ:

ہیں وہ کھلاڑی آپ کہ جن کی بساط میں   ہر سٹے ایک دغل کی وہ ہی نرد ہے سو ہے   (ولہ)

ہندی کی چندی = معنی کے معنی:

یہ سمجھتے ہیں دود کو ہندی   تاڑ لیتے ہیں ہندی کی چندی   (ولہ)

اگر میں فارسی بولوں تو وہ ہندی نکالے ہے

بت ہندوستان زا ہندی کی چندی نکالے ہے   (مؤلف)

ہول آتا ہے = خوف اور ڈر لگتا ہے:

ازبسکہ ہے خوف بلائے شب فرقت سے مجھے

ہمنشیں ہول نہیں ہول قیامت سے مجھے   (ولہ)

کھیاں اب کے یہ بڑھیں بے ڈول   کہ لگا ایک جی کو آنے ہول   (انشا)

میں عشق کا یہ نہ سمجھی تھی ڈول   ترے غم سے آنے لگا مجھ کو ہول   (میرحسن)

ہاتھی گرجا = ہاتھی نے شور و غل برپا کیا:

پھر وقت صباح اس کے مِن بعد   ہاتھی گرجا وہ جس طرح رعد   (انشا)

ہاتھی کو ہولا = فیل کو سرگرم رفتار و خراماں کیا:

آپس میں گتھ گئے بگولے   بادل نے بھی ہاتھی اپنے ہولے   (ولہ)

ہلڑ مچایا = شور و غل اور ہنگامہ برپا کیا:

بیساختہ مچ گیا جو ہلڑ   چلا اٹھے کروڑوں گیدڑ   (ولہ)

ہرتے پھرتے = آتے اور جاتے، چلتے اور پھرتے:

تا بھدے کہ ہوں بندھے چھ جوڑ   تو بھی پالی میں ہرتے پھرتے چھوڑ   (ولہ)

ہری بھری = سبز و ثمر دار:

جھکڑے کی لگ جائیں گی کیاریاں   ہری اور بھری ہونگی پھلواریاں   (ولہ)

ہوا کھاؤ = یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی راہ لو:

دو گھڑی دن سے کہا میں نے کہ کیا ارشاد ہے ‖ ہنس کے بولا چل ہوا کھا بات تیری یاد ہے (انشا)
چل ہوا کھا یاں سے تو ہو جائے گی ورنہ سموم ‖ باغ دل ہم جلنے بلتوں کا ہے گلخن اے صبا (جرأت)

ہنسوڑ = ہر ایک سے کھلی اور مذاق کرنے والا:

کل وہ یہ بولا مجھ سے ہنس کر چاہ ہے کہ کچھ کھیل نہیں
میں ہوں ہنسوڑ اور تو ہے مقطع میرا تیرا میل نہیں (انشا)

ہوئے ہے نہ ہونگے = بے مروت و بے وفا اور ناآشنا ہیں:

اے دل نہ مل بتوں سے کہنے پہ جا کسی کے ‖ ہرگز ہوئے ہے نہ ہونگے یہ آشنا کسی کے (شوکت)

ہواس[1] اڑ گئے = جاتے رہے اور پریشاں و پراگندہ و منتشر ہو گئے:

جوں ہیں وہ غیرت پرے اٹھ گئے مرے پاس سے
ہمدم میں وہیں مرے اڑ گئے کچھ ہواس سے (آفتاب)
جانے کی آج کس کی سنی ہے خبر حسن ‖ کچھ اڑ گئے ہیں تیرے تو ہوش و ہواس سے (میر حسن)

ہو بہو = ہم شکل و ہم صورت کہ ذرا فرق و تجاوز واقع نہ ہووے:

قطعہ
جو تو ہے سرو قد تو شکل قمری ‖ کریں ہیں نعرۂ حق سرہ ہم
اگر تو رشک لیلیٰ مو بمو ہے ‖ تو ہیں مانند مجنوں ہو بہو ہم (مؤلف)
نیاز و ناز اپنا اک طرف پر ناز اس بت کا ‖ بلا ہے قہر ہے ہے ہو بہو آتش کا پرکالہ (ثروت)

ی

یار کی یاری سے کام اس کے فعلوں سے کیا کام = مشہور و معروف ہے کچھ حاجت شرح و بیاں کی نہیں ہے:

دلبروں سے دل کو مجھ کو دل کی دلداری سے کام
یار کے فعلوں سے کیا ہے یار کی یاری سے کام (مؤلف)

یاران چوری نہ پیراں دغاباز = سب سے معاملہ یکساں رکھتے ہیں اور حق کی جانب ہوتے ہیں کسی سے بغض و کینہ نہیں رکھتے۔ کوئی خوش ہو یا خفا، اپنے مطلب سے مطلب اور کام سے کام

---
[1] قدیم املا، جدید املا "حواس"۔

رکھتے ہیں۔

یہ بھی کلا نہ بدی = جو کام کیا سر انجام نہ ہوا اور جو بات کی پسند نہ آئی اور کوئی حیلہ باعث وسیلہ کا نہ ہوا:

تار مژہ پہ چڑھ کے نہ مردم سے لا بدی — اے طفل اشک تیری نہ یہ بھی کلا بدی (مؤلف)

یہ خدمت حمام کی لنگی ہے = کچھ اعتبار نہیں آج ایک کو ہے کل دوسرے کو:

جو کہ بے ناپاک طینت ہے اسی کے کام کی — خدمت شاہی دلا لنگی ہے یہ حمام کی

یہاں کا باوا آدم ہی نرالا ہے = یہاں کی بات زمانے سے نئی اور انوکھی ہے، رسم و آئین خدا کی خدائی سے جدا اور الگ ہے۔

یہ بات کہیں اور ہے = گستاخی اور بے ادبی و بے تکلفی ہم سے نہ کرو کہ اس لایق و قابل نہیں ہیں:

میں چاہا جو بوسہ تو لگا کہنے غضب سے — سنتا ہے محبت کہ رہے بات کہیں اور (محبت)

یہ دن دکھائے = ایام مصیبت و روز خواری دکھائے اور دام بلا میں گرفتار ہوئے:

یہ دن دکھائے ہیں شب فرقت نے ہم کو مہر — وہ رشک آفتاب نہیں مہرباں ہنوز (مومن)

وعدہ ہر رات کے آنے کا رہا آئے دن — ورنہ آئے شب فرقت نے یہ دکھلائے دن (مؤلف)

یاد رہے = دل سے محو و سہو اور خاطر سے فراموش نہ ہووے، بدلہ اور عوض لیا جائے گا:

یہ بھلانا ستم ایجاد بھلا یاد رہے — نہ کیا ہم کو ذرا یاد بھلا یاد رہے (منیر)

جس وقت کہ تم غیر پہ بیداد کرو گے — یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے (جرأت)

یاد بدی = یاد فراموش جو سابق بیان کی گئی ہے:

یاد اس سے بدی ہم نے بہشت کئی بوسے — ہاریں بھی تو کیا ہار مزیدار نکالی (ولہ)

یہ باتیں ہیں = سخن سازی و افترا پردازی ہے:

کہتے تو ہیں میلان طبیعت ہے ادھر بھی — یہ باتیں ہیں ادھر کو مزاج اس کا کب آیا (میر)

یوں دیتے ہیں = بغیر دام و زر لیے مفت دیتے ہیں:

گر کہیے کہ کیوں لیتے ہو تم دل کو تو وہ شوخ — کس ناز سے کہتا ہے کہ یوں دیتے ہیں یا قرض (مومن)

یہ دن دکھائے = مصیبت و خواری میں ڈالا۔ یہ اصطلاح سابق میں تحریر ہو چکی ہے[1]:

تغافل نے تیرے یہ کچھ دن دکھائے　　ادھر تو نے لیکن نہ دیکھا نہ دیکھا　(دردؔ)

یا استاد = یا استاد مدد۔ دستور ہے کہ جو اہلِ ہنر یا کوئی صاحبِ فن کام کرنا شروع کرتا ہے تو واسطے برکت کے اول زبان سے یا استاد ادا کرتا ہے:

میرے سنگ مزار پر فرہاد　　رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد　(سوداؔ)

یوں بھی سہی = اس طرح ہی قبول ہے ہرگز انکار و تکرار نہیں ہے:

گالیاں دینے کو اچھے ہو بچارے سوزؔ کو　　یہ نہ آیا دل میں بوسہ دیجئے یوں بھی سہی　(سوداؔ)

یہ کیا زبان نکالی ہے = گالیاں دینی اور برا کہنا بہتر اور مناسب نہیں ہے۔

دم میں جھڑکی ہے دم میں[2] گالی ہے　　یہ زبان تم نے کیا نکالی ہے　(میرؔ)

* * *

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۴۹۲ — یہاں نسخہ خدا بخش تمام ہو جاتا ہے۔

ضمیمہ

صاحب مخزن فوائد نے اپنی فرہنگ میں کلام شعرا سے شواہد و نظائر پیش کرنے کا بھرپور التزام کیا ہے۔ تاہم کچھ الفاظ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو سند سے خالی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ باوجود تلاش بسیار کے مؤلف کو ان کے اسناد نہیں فراہم ہو سکے ہوں گے۔ اب جبکہ اس کی تدوین نو عمل میں آرہی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے شواہد و نظائر پیش کر دیے جائیں جو مؤلف سے رہ گئے تھے۔ اس سلسلے میں راقم نے متعدد فرہنگوں کی ورق گردانی کی پھر بھی سب الفاظ کے شواہد نہیں مل سکے۔ البتہ جتنے مل سکے ہیں خواہ وہ نظم کی صورت میں ہو یا نثر کی ذیل میں بطور ضمیمہ انھیں شامل کیا جارہا ہے۔

ص ۲۱

اندرائن کا پھل ہے =

طبیعت اچھی ہو، طبیعت اچھی ہو اندرائن کا پھل ہوا تو کیا (جادۂ تسخیر ص ۲۱۶)

اردو لغت

ص ۲۳

اللے تللے کرتے ہیں =

ہم سے اظہار تھا کہ مرتے ہیں　　یاں اللے تللے کرتے ہیں (شوق)

نور اللغات

دریغا کہ جوبن چلا روس کر　　اللے تللے کا گھر موس کر (جعفر زٹلی)

جب تلک حسن ہے جوانی ہے　　ہیں اللے تللے دلبر کے (فیض شمس الدین)

اردو لغت

اوندھی پیشانی =

نہ مقابل ہو اس ابرو سے کہ لاثانی ہے　　ماہ نو دیکھ لے اوندھی تری پیشانی ہے (سرور)

باجی اترائی پڑی پھرتی ہے مادر گور　　اوندھی پیشانی سوئی کل منھی بچار گور (محشر)

نوراللغات

انکر لیس ہے =

رات کا تیر سراسر او نکر لیس مگر مرگ جو در پے ہو گئی جان نہ بچی (فسانہ عجائب ص ۱۷۹)

اردو لغت

ص ۲۴

اناچت =

ایک ضعیف القلب او حیز آدمی کا اس محنت شاقہ میں مبتلا ہو کے اناچت ہو جانا... کوئی تعجب کا مقام نہیں (اودھ پنچ)

اردو لغت

انڈے سیتی ہے =

زاہدو حوصلہ عشق میں پرواز کرو　　کونے میں بیٹھے ہوئے انڈوں کو کیا سیتے ہو (مہر)

اردو لغت

ص ۲۷

اپنے منہ سے دھنابائی =

یہ دھنا بائی اپنے منہ سے کہنا　　اسی سنت پہ اب تو قائم رہنا

اردو لغت

ص ۳۰

آنکھوں کی سوئیاں نکالنی رہ گئی ہیں =

جو بیٹھیں آنکھیں تو پلکیں بھی کوئی پل کی ہیں

رہی ہیں بس یہی آنکھوں کی سوئیاں باقی (داغ)

امیر اللغات

آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیا ہے =

اس ادا میں تری اس طرح کی معشوقی ہے — ہاتھ آنکھوں پہ بھی رکھے تو دلہن کی صورت

نور اللغات

ص ۳۶

آنکھ بچی اور مال دوستوں کا =

کچھ انقلاب سے دنیا کا یہ حال ہوا — ذرا جو آنکھ بچی مال دوستوں کا ہوا (ناسخ)

مہذب اللغات

ص ۳۸

آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ =

آنکھوں کی اندھی ہے وہ مثل نام نین سکھ — نرگس کو دن کو اونٹ بھی آتا نہیں نظر (جان صاحب)

اچھی پوشاک کو وہ کیا جانیں — نین سکھ نام اندھے آنکھوں کے (آغا جو)

امیر اللغات

آنکھ کے آگے ناک سوجھے کیا خاک =

ہے عیاں جلوہ خدا کا ان بتان ہند میں
سوجھے کیا زاہد تجھے آنکھوں کے آگے ناک ہے (ناسخ)

فرہنگ آصفیہ

ص ۴۲

آنکھیں چرنے گئیں ہیں =

حال عاشق کبھی پوچھے نہ ملائے تو چشم — آنکھیں کیا چرنے گئی ہیں او آہو چشم (کرم)

فرہنگ آصفیہ

ص ۴۳

اودھو کا لین نہ مادھو کا دین =

کہیں اور محنت مزدوری کر لیں گے، چین سے تو رہیں گے، اودھو کا لین نہ مادھو کا دین، اپنی نیند سوئیں

گے اپنی نیند جاگیں گے (نور اللغات)

ص ۴۷

اونٹ چڑھے اور کتا کاٹے =

کم بختی جو آوے اونٹ چڑھے کتا کاٹے (باغ و بہار ص ۵۴)

اردو لغت

ص ۱۴۵

ٹھنڈیاں =

دو ٹھنڈیاں نکلیں مری گائن کے دوگانا ایک ایک ہے دانہ انی گھنگرو سے زیادہ (جان صاحب)

مہذب اللغات

ص ۲۲۳

دو منہ ہنس لینا =

چار میں بیٹھ کے ہنس لیتی ہوں دو منہ میں بھی
جی میں خوش ہوتی ہوں ہر دم کی ملاقات سے کم (رنگین)

اردو لغت

ص ۲۶۳

زٹل ہانکتا ہے =

اپنے غرفے سے جنہیں آپ ذرا جھانکتے ہیں
پھر سنو ان کی تو کیا کیا زٹل ہانکتے ہیں (ظفر)

اردو لغت

ص ۲۷۶

سبز باغ دکھلایا =

انھوں نے عیسائیوں کو ترقی مذہب کے سبز باغ دکھلائے (دعوت اسلام)

اردو لغت

ص ۲۷۹

سو غلاموں گھر سونا =

کرے کیا اوسے جو ہو گھونا سو ہیں غلام اور گھر سونا (رنگین)

اردو لغت

ص ۲۸۰

سونا جانے کسے سے آدمی جانے بسے سے =

اگرچہ لڑکا جاہل ہے لیکن نہایت ہی غریب اور کم سخن ہے، اس کا میں قائل نہیں اس لئے

کہ ... سونا جانے کسے اور آدمی جانے بسے (شریف زادہ)

اردو لغت

ستری بہتری =

وادا ستری بہتری اس کو ڈھب سے بات کرنے کا بھی سلیقہ نہیں (ایامی)

اردو لغت

ص ۲۸۳

سوتی بھڑ جگائی =

بندے کے حال کی تو ناصح کو کب خبر تھی پھر سوتی بھڑ یہ کن نے میرے لئے جگائی (سودا)

اردو لغت

ص ۲۸۴

ساون کے اندھے کو ہرا ہرا سوجھے =

کون بے فکر ہے اسلاف پرستوں کے سوا سچ ہے ساون ہی کے اندھے کو ہرا سوجھتا ہے (احسن)

اردو لغت

ص ۳۴۸

کلا چلے اور ستر بلا ٹلے =

تم احتیاط میں مری جاتی ہو، کھاؤ پیو تو قوت آئے وہی مثل ہے کلا چلے اور ستر بلا ٹلے

مہذب اللغات

کچا شیر پیا ہے=

کچی باتوں میں بھی خالی کا اثر ہے بال بال   آدمی خاطی ہے پروردہ ہے کچے شیر کا   (بحر)

نور اللغات

کھٹاپٹ رہتی ہے=

بلبل کو باغباں سے رہے نت کھٹاپٹی   تا صبح کیوں چمن میں نہ ہووے جھٹاپٹی   (ذکی)

تذکرہ مسرت افزا ص ۸۵

ص ۳۴۹

کاٹھ کا الو ہے=

بولی پھر دل پذیر اور خوش رو   ہم کو پہچان کاٹھ کے الو (عالم بیگم واجد علی شاہ)

مہذب اللغات

کام چور نوالے حاضر=

یہ نیا لڑکا جو تم نے رکھا ہے دن بھر گھوما کرتا ہے، کھانے کا وقت آیا اور یہ موجود۔ کمبخت بڑا کام چور نوالے حاضر ہے۔

مہذب اللغات

ص ۳۵۱

کاٹنے کو دوڑتے ہیں=

دن کٹا جائے اب رات کدھر کاٹنے کو   جب سے تو پاس نہیں دوڑے ہے گھر کاٹنے کو   (ذوق)

فرہنگ آصفیہ

ص ۳۸۱

گم صم رہ گئے=

رہ گئیں وہ بیچاریاں گم صم   (انشا)

مہذب اللغات

گل خپ ہوئے=

اب دیکھئے دال میں جوتی بٹائی جاتی ہے۔ خوب گلخپ ہو گی   (فسانۂ آزاد)

مہذب اللغات

ص ۳۸۳

گور گڑھا گیا =

ہوا نہ گور گڑھا ان ستم کے ماروں کا (میر)

مہذب اللغات

ص ۳۸۴

گھر کے پیروں کو تیل کا ملیدہ =

مثل ان پر یہی آتی ہے صادق ملیدہ تیل کا پیروں کو گھر کے (عارف)

فرہنگ آصفیہ

گھر گھوڑا نخاس میں مول =

پہلے ایک گھوڑا تو دیکھیں۔ گھر گھوڑا نخاس مول۔ وہ کیا کمائی دار ایک کھڑا ہے۔ (فسانۂ آزاد)

مہذب اللغات

ص ۴۱۱

ملماں =

لینے کو تو خاصے محصل بن کر آ بیٹھے ہو اور ملمان دیتے وقت یہ واے واے

مہذب اللغات

ص ۴۲۴

مان کرنا =

مان کرتی ہے عبث اپنے وہ جوبن پہ دوا
گات میری بھی زنانی کی نہیں بات سے کم رنگین (رنگین)

مہذب اللغات

ملیا میٹ ہوا =

جو مگی ہیں میرے وہ ہوویں ملیامیٹ ہمیشہ گھر میں رہے ان کے اک نیا ماتم (رنگین)

فرہنگ آصفیہ

ص ۴۲۸

منہ مانگی موت =

کہنے لگے سودا نہ بنے گا یہ طپش   منہ مانگی تجھے بھلا موت کسنے دی (طپش)

فرہنگ آصفیہ

مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں حلوے مانڈے سے کام =

اجی پہلے اس کی فریاد سنو کہ وہ کہتا کیا ہے۔ بس یہی تو ان میں بڑی خرابی ہے کہ مقدمے والا آیا اور انھوں نے اس کا ٹٹوا لیا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ دے گا کیا تو۔ پس مردہ چاہے دوزخ میں چاہے بہشت میں جائے اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے۔ (فسانہ آزاد)

مہذب اللغات

ملا کی دوڑ مسجد =

یہ جھگڑا جونپور کے قاضی چکائیں گے۔ بندہ کسی کے پھٹے میں پاؤں نہیں ڈالتا۔ چوری چکاری کا حال تھانیداروں سے پوچھئے۔ بندہ مولوی ہے ملا کی دوڑ مسجد تک۔ (فسانہ آزاد)

مہذب اللغات

مفلسی میں آٹا گیلا =

بگھی کرایہ پر کریں تو آٹھ آنے آنے کے آٹھ آنے جانے کے ایک روپیہ ہوا اور جو تین گھنٹے بگھی روک لی تو دو روپیہ اس نے اور ٹھونک دیے۔ مفلسی میں آٹا گیلا (فسانہ آزاد)

مہذب اللغات

ص ۴۶۸

ہاتھ گھسائی =

اک شغل ہوا ہے کف افسوس ملنا   ہر وقت کی یہ ہاتھ گھسائی نہیں جاتی (صابر)

فرہنگ آصفیہ

ص ۴۷۰

ہری چگ =

آج یہاں کل وہاں گزرے یونہی جگ ہمیں
کہتے ہیں سب سبز ورنگ اس سے ہری چگ ہمیں (درد)

مہذب اللغات

ص ۴۷۱

ہربابی =

دربدر رسوا عاشق شاعر شاغل کامل میر   گر کعبہ میں دیر میں گا ہے کیا کافر ہربابی ہے (میر)

فرہنگ آصفیہ

ص ۴۷۳

ہر سٹے =

ہیں وہ کھلاڑی آپ کہ جن کی بساط میں   ہر سٹے ایک دغل وہ ہی زرد ہے سو ہے (انشا)

فرہنگ آصفیہ

Makhzan-e-Fawaid

(A Rare Lexicon of Idioms, Phrases & Adages in Urdu)

Niaz Ali Beg Nikhat Dehlawi

Compiled by

Dr. Md. Zakir Hussain

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna